ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مثنوی مولوی معنوی

مصنف: مولانا جلال الدین رومیؒ

ترجمہ

مولینا قاضی سجاد حسین صاحب

PDFBOOKSFREE.PK

حامد اینڈ کمپنی ۰ ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۱

www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفترِ دوم کی اشاعت

۲۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو دفترِ دوم کی رسمِ اجرا عمل میں آئی۔ غالب اکیڈمی بستی شیخ نظام الدین دہلی میں زیرِ صدارت جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی اجتماع ہوا۔ یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہلِ علم کا اجتماع تھا۔ مختلف کالجوں اور درسگاہوں کے اساتذہ اس میں شریک تھے۔ تلاوتِ قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولانائے روم کے دیوان سے ایک غزل کا انتخاب کیا گیا تھا جو ایک صاحب نے خاص نغمے کے ساتھ پڑھی۔ جناب فتح اللہ صاحب مجتبائی کلچرل کونسلر ایرانی ایمبسی اور جناب محمد اعظم صاحب کامران ڈائرکٹر ایرانین کلچرل ہاؤس نے مولانائے روم پر پُر مغز مقالے پڑھے۔ اس کے بعد جناب پروفیسر سید نورالحسن صاحب وزیرِ تعلیم حکومتِ ہند کے ہاتھوں دفترِ دوم کا اجرا عمل میں آیا۔ موصوف نے دورانِ تقریر میں دفترِ دوم کے بارے میں تحسین و آفرین کے ساتھ احقر کو دفترِ دوم کی تکمیل پر مبارکباد دی۔

میں شکر گذار ہوں آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افسران کا کہ ان دونوں شعبوں نے اس اجتماع کی کارروائی کو بھرپور طریقہ پر کور کیا۔ اسی طرح میں انگریزی اور اردو پریس کا بھی شکر گذار ہوں کہ اُس نے بھی اس اجتماع کی نشر و اشاعت میں مکمل تعاون کیا۔ شاید ہی انگریزی اور اردو کا کوئی موقر اخبار ہوگا جس نے دفترِ دوم اور اس اجتماع کی تحسین نہ کی ہو۔ اس کے بعد سے ہندوستان کے اہلِ قلم اور علمی رسائل دفترِ دوم پر مسلسل بہت قیمتی تبصرے شائع کر رہے ہیں جو میری ہمت افزائی کا باعث ہیں۔

میں دفترِ دوم کے مقدمہ میں اس کام کے سلسلہ میں وزارتِ تعلیم کی مالی اعانت کا شکریہ ادا کر چکا ہوں۔ وہ مدد

www.pdfbooksfree.pk

تو ہر دفتر کی تیاری کے لئے مجھے مل ہی رہی ہے۔ مزید برآں وزارتِ تعلیم نے دفترِ دوم کی بھی ایک بڑی مقدار میں اپنی لائبریریوں کے لئے خریداری منظور کر کے میری مالی اعانت کی ہے جس کے لئے میں مزید شکر گذار ہوں۔

دفترِ دوم کے کاموں سے فارغ ہو کر اُس کے اجرار سے دو تین ماہ قبل سے ہی میں دفترِ سوم کے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب جبکہ میں یہ چند سطور بطور مقدمہ تحریر کر رہا ہوں اُس کی تیاری کے اکثر مراحل طے ہو چکے ہیں اور وہ عنقریب اشاعت پذیر ہو جائے گا اور اب میں دفترِ چہارم میں مشغول ہوں اور اُس کا بیشتر حصہ لکھ چکا ہوں۔ اللہ کی توفیق و فضل سے اگر کام کی رفتار یہی رہی تو چند ماہ بعد اُس کی اشاعت عمل میں آجائیگی۔

تصوّف کی چند اصطلاحیں

تصوّف کی اُن اصطلاحات کی تفصیل جو مثنوی میں استعمال ہوئی ہیں، دفترِ اوّل اور دوم کے مقدمہ میں کی جا چکی ہے، اُس کو ملاحظہ کیا جائے۔ اِس دفترِ سوم میں جو چند اصطلاحیں جدید آئی ہیں، اُن کی تشریح پیش کی جاتی ہے:-

حیرت۔ سالک کے لئے ذکر و فکر بھی قربِ الٰہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن مقامِ حیرت وہ مقام ہے جس میں تجلیاتِ ربّ کی فراوانی کی وجہ سے نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ فکر کی اور اس مقام پر پہنچ کر سالک کو اُن چیزوں سے استغنا بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بحث و مباحثہ سے بھی گریز کرتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ فِیْکَ تَحْیِیْرًا "اے خدا اپنے بارے میں مجھے زیادہ حیرانی عطا فرما دے۔ صائب نے کہا ہے۔

حیرت مرا ز ہر دو جہاں بے نیاز کرد
ایں خواب کارِ دولتِ بیدار می کند

مقامِ حیرت نے مجھے دونوں جہانوں سے بے نیاز بنا دیا ہے
یہ خواب بیداری کی دولت کے کام انجام دیتی ہے

اِس مقام کی ابتدا، سالک کو دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تکمیل میدانِ حشر میں اُس وقت ہو گی جبکہ

www.pdfbooksfree.pk

حضرتِ حق ارشاد فرمائے گا۔ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ اَبَدًا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

رضا۔ مقامِ رضا سالک کا وہ مقام ہے جس میں وہ مصائب اور ذلت کو مقصود بالذات سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور ان حالات میں بھی اُس کے نفس کی وہی کیفیت رہتی ہے جو حضرتِ حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریہؒ سے کسی نے اس مقام کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا۔ اِذَا سَرَّتْہُ الْمُصِیْبَۃُ کَمَا سَرَّتْہُ النِّعْمَۃُ۔ یعنی یہ مقام سالک کو اُس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ مصیبت میں بھی وہی خوشی محسوس کرے جو اُس کو نعمت کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ رضا بالقضا کی بحث مولانائے روم نے مفصل کی ہے اُس کو ملاحظہ کیا جائے۔

ابدال۔ مولانائے روم نے ابدال کی تعریف میں فرمایا ہے

کیست ابدال؟ آنکہ او مبدل شود — خمرش از تبدیلِ یزداں خل شود

ابدال کون ہے؟ جو کہ تبدیل ہو جائے — اللہ کے تبدیل کر دینے سے اُس کی خراب سرکہ بن جائے

یعنی اُس میں جس قدر اخلاقِ رذیلہ ہوں وہ اخلاقِ حسنہ میں تبدیل ہو جائیں۔ منہج القوی شرح مثنوی میں مذکور ہے۔

وَرَدَ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ کَانُوْا اَوْتَادَ الْاَرْضِ فَلَمَّا انْقَطَعَتِ النُّبُوَّۃُ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہُمْ اَقْوِیَاءَ مِنْ اُمَّۃِ اَحْمَدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَالُ لَہُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ یَفْضُلُوا النَّاسَ بِکَثْرَۃِ صَوْمٍ وَلَا صَلٰوۃٍ وَلٰکِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَصِدْقِ النِّیَّۃِ وَسَلَامَۃِ الْقُلُوْبِ لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ منقول ہے کہ انبیاء زمین کے اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہو گئی تو اللہ تعالےٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے قوی لوگوں کو اُن کے بدلے میں عنایت فرما دیا جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ اُن کی نمازیں اور روزے لوگوں سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں ہاں اُن میں حسنِ خلق اور نیت کی پختگی اور دل کی سلامتی سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

اعیانِ ثابتہ۔ وہ تمام اشیاء جو موجوداتِ خارجیہ کہلاتی ہیں اور عالمِ شہود میں حواس کے ذریعہ محسوس

www.pdfbooksfree.pk

ہو رہی ہیں وہ اپنے علمی وجود کے ساتھ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور یہی موجودات کا علمی وجود اعیانِ ثانیہ کہلاتا ہے۔

خارجی جس قدر موجودات ہیں وہ اُن اعیانِ ثانیہ کا عکس اور ظل ہیں اور اُن اعیانِ ثابتہ کی اصل اسمارِ الٰہی، اور اسمارِ الٰہی کی اصل حقیقتِ الٰہیہ ہے۔ مولانائے روم اعیانِ ثابتہ کو ماہیات سے اور اسمارِ الٰہی کو سرِ ماہیات سے اور حقیقتِ الٰہیہ کو سرِ سرِ ماہیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اِس شعر میں فرمایا ہے ؎

زانکہ ماہیات و سرِ سرِ آں　　پیشِ چشمِ کاملاں باشد عیاں

یعنی اعیانِ ثابتہ اور اُن کا سرّ اسمارِ الٰہی اور اُس سرّ کا سرّ یعنی حقیقتِ الٰہیہ کاملوں کے مشاہدے میں ہوتی ہے اِسی لئے بعض کاملین کا مقولہ ہے۔ عَرَفْنَا الْاَشْیَاءَ بِاللّٰہِ۔ ہم نے اشیاء کو خدا کے ذریعہ جان لیا ہے۔

عقلِ معاش۔ وہ عقل جو دنیاوی امور میں تیز ہو اور آخرت سے نابلد ہو وہ عقل معاش ہے اِسی کو مثنوی میں عقلِ جزوی اور عقلِ ناقص بھی کہا گیا ہے۔

عقلِ معاد۔ وہ عقل جو دینی اور اُخروی معاملات میں تیز ہو اُس کو عقلِ معاد کہا جاتا ہے۔ اسی کو مثنوی میں عقلِ کلی، عقلِ کامل، عارف کی عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مستور الحال۔ بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو ابدال تک بھی نہیں پہچان سکتے ہیں ایسے اولیاء اللہ کو مستور الحال کہا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَوْلِیَاءَ اَخْفِیَاءَ شُعْثَۃً رُؤُسُہُمْ مُغْبَرَّۃً وُجُوْھُہُمْ اِذَا اِسْتَاذَنُوْا عَلَی الْاُمَرَاءِ لَمْ یُؤْذَنْ لَھُمْ وَاِذَا غَابُوْا لَمْ یُفْتَقَدُوْا وَاِذَا حَضَرُوْا لَمْ یُدْعَوْا وَاِنْ مَرِضُوْا لَمْ یُعَادُوْا وَاِنْ مَاتُوْا لَمْ یُشْھَدُوْا وَھُمْ مَجْھُوْلُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَشْھُوْرُوْنَ فِی السَّمَاءِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ چھپے ہوئے اولیاء ہیں جن کے سر کے بال پراگندہ ہیں اُن کے چہرے غبار آلود ہیں۔ وہ اگر کسی معاملہ میں اجازت چاہیں انکو اجازت نہیں دی جاتی ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو اُن کی لوگ جستجو نہیں کرتے ہیں اور اگر موجود ہوں تو انکو پکارا نہیں جاتا ہو اور اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو انکی عیادت نہیں کیجاتی ہے اور اگر وہ مر جائیں تو لوگ اُنکے جنازے پر حاضر نہیں ہوتے ہیں وہ زمین میں گمنام ہیں لیکن آسمان میں مشہور ہیں۔ ایسے ہی مستور الحال ایک

www.pdfbooksfree.pk

بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے صحن میں مراقبہ میں تھے اور پاس ہی ایک محدث حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں خواجہ خضر وہاں پہنچے اور بیٹھ گئے اور اُن سے کہنے لگے کہ قریب میں حدیث کا درس ہو رہا ہے آپ اسمیں شریک کیوں نہیں ہوتے ہیں اور یہاں تنہا بیٹھے ہیں اس پر اُن بزرگ نے کہا کہ جب ایک نبی پاس ہو تو اُس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا درس سننے کی کیا ضرورت ہے۔ خواجہ خضر نے فرمایا تم کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نبی ہے تو انھوں نے کہا کہ کیا آپ خواجہ خضر اللہ کے نبی نہیں ہیں۔ خواجہ خضر نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ میں تمام اولیاء کو پہچانتا ہوں لیکن اب معلوم ہوا کہ کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو میں بھی نہیں جانتا ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں۔

اِلہام۔ اسی کو حکمت، علم لدنی، فیض، فتح اور کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ علم ہوتا ہے جو اولیاء کے قلوب پر خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے۔ جو علم انبیاء اور رسولوں کو عنایت ہوتا ہے اُس کو وحی کہا جاتا ہے۔ اسکی اگر تلاوت بھی ہوتی ہے تو وہ وحی متلو کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن، توریت اور انجیل اور اگر اُس کی تلاوت نہ ہو تو اسکو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وحی خداوندی خلل اور غلطی سے بالکل محفوظ ہے اِلہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے بسا اوقات انسان القاء شیطانی کو الہام سمجھ بیٹھتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ بندے کے دل میں جو القاء ہوتا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کبھی فرشتے کی طرف سے اور کبھی نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غور کر لینا چاہیئے اگر وہ القاء عشق و محبت کا باعث ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے تو فرشتے کی جانب سے ہے اور وہ القاء کفران اور طغیان پیدا کرنیوالا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ شیطان بھی بسا اوقات نیکی کیطرف دعوت دیتا ہے اور اُس سے اُس کا مقصود کسی اعلیٰ نیکی سے غافل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

اِنَّ لِلشَّیْطَانِ لَمَّۃً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَکِ لَمَّۃً فَاَمَّا لَمَّۃُ الشَّیْطَانِ فَاِیْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَکْذِیْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّۃُ الْمَلَکِ فَاِیْعَادٌ بِالْخَیْرِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِکَ فَلْیَعْلَمْ اَنَّہٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰی فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ یعنی شیطان آدمی کے دل میں بات ڈالتا ہے اور فرشتہ بھی ڈالتا ہے شیطان کی ڈالی ہوئی بات بُرائی کا وعدہ اور حق کو جھٹلانا ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

اور فرشتے کا ڈالنا بھلائی کا وعدہ اور حق کی تصدیق ہوتی ہے تو جو یہ محسوس کرے وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور وہ پہلی بات ہو تو سمجھ لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے اور فوراً شیطان سے خدا کی پناہ پکڑے۔

تناسخ جو لوگ تناسخ کے عقیدے کے قائل ہیں اُن کے نزدیک روح اپنی جزا و سزا کے اعتبا سے مختلف حیوانات کا جسم اختیار کرتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ کروڑوں برس تک اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ روح کے ازلی اور ابدی اور قدیم ہونے پر مبنی ہے۔ مولانا کے اشعار میں جگہ جگہ جو اشارے ہیں وہ مادے کے تغیرات کی طرف ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں مادہ جمادیت سے ترقی کر کے نباتیت اختیار کرتا ہے اور نباتیت سے حیوانیت کے مرتبہ میں آجاتا ہے اور پھر حیوانیت سے انسانی مرتبہ میں پہنچا ہے ؎

از جمادی مُردم و نامی شدم　　وز نما مُردم بحیواں سرزدم
مُردم از حیوانی و آدم شدم　　پس چہ ترسم کے ز مردن کم شوم

اِن مذکورہ بالا اشعار میں مادی تغیرات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مولانا روح کے قدیم اور ازلی ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح کی صرف حیوانات میں گردش کے قائل ہیں ہاں روح کے منازل اور مراتب کے عروج کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

جملۂ دیگر بمیرم از بشر　　تا بر آرم از ملائک بال و پر
وز ملک ہم بایدم جستن ز جو　　کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ

جسم مثالی اہلِ شرع اور اہلِ تصوف متعدد عوالم موجود مانتے ہیں ایک عالمِ شہود ہے۔ وہ تو یہی عالم ہے جس میں آپ اور ہم سب اِس زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، یہاں تمام اَجسام مادہ اور عنصر سے بنے ہوئے ہیں۔ اِس کے علاوہ ایک عالمِ مثال ہے جس میں ہر وہ مخلوق جو اس عالمِ شہود میں ہے اُس عالم میں بھی ہے لیکن اِس عالم میں مادہ اور عناصر کا وجود نہیں ہے وہاں جو اُس کا جسم ہے وہ جسمِ عنصری نہیں بلکہ جسمِ مثالی کہلاتا ہے۔

واقعات اور اشخاص

صلح حدیبیہ۔ ۶ھ ہجری میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظمہ سے چھ میل دور مقامِ حدیبیہ پر پہنچے تو آنحضورؐ

www.pdfbooksfree.pk

صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہلِ مکہ بزورِ شمشیر مکہ میں داخلہ سے روکنے کا ارادہ کر چکے ہیں، آنحضورؐ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور اہلِ مکہ سے کہلایا کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد فوراً واپس ہو جائینگے۔ ہمارا مقصد اہلِ مکہ سے جنگ و جدل بالکل نہیں ہے مگر اہلِ مکہ نے مکہ میں داخلہ کی کسی طرح اجازت نہ دی۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد صلح کا ایک دس سالہ معاہدہ طے ہوا۔ اس صلح نامہ میں مکہ والوں نے سراسر ایسی شرطیں تسلیم کرائیں جو اُن کے لئے مفید تھیں اور بظاہر مسلمانوں کیلئے ذلت آمیز، یہ طے ہوا کہ مسلمان مکہ کی زیارت کئے بغیر واپس ہو جائیں، اگر کوئی مسلمان مُرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لے گا تو مکہ والے اس کو واپس نہ دیں گے اور اگر کوئی مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اس کو واپس سپرد کرنا ہوگا۔ اس طرح کی شرائط بعض صحابہؓ کو ناگوار بھی گذریں لیکن آنحضورؐ نے خداوندی حکم سے سب کو بخوشی منظور کیا۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں یہ صلح شکست نما فتح تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضورؐ کو بشارت آئی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا یعنی ہم نے یہ تمہیں کھلی فتح عنایت کی ہے۔ چند ہی روز میں اس بشارت نے عملی صورت اختیار کر لی اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ بغیر کسی جنگ و قتال کے آنحضورؐ کے زیرِ نگیں آگیا۔

بنی نضیر۔ یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ انھوں نے مخفی طور پر آنحضور کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جس کا آنحضورؐ پر انکشاف ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں اُن کو مدینہ کے اطراف سے ۴ھ میں جلا وطن کیا گیا اور خیبر میں آباد ہو جانے کی اجازت دیدی گئی۔

بنو قریظہ۔ یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ آنحضورؐ نے اُن سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رُو سے فریقین کو دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھی۔

غزوۂ خندق کے موقع پر دیگر قبائل کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد تو درکنار یہ لوگ بھی مخالفوں سے ہمساز ہو گئے اور معاہدہ شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ غزوۂ خندق میں جب غیبی تائید سے آنحضورؐ کو ۵ھ میں فتح و نصرت حاصل ہو گئی تو آنحضورؐ نے اُن لوگوں کو معاہدہ شکنی کی سزائے موت دی جو خود یہود کی شریعت کے مطابق تھی۔

بلال بن رباح رضؓ۔ حضرت بلالؓ حبشی النسل تھے۔ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ انھوں نے اسلام کی خاطر اپنے آقا اُمیہ ابن خلف کے ایسے ایسے دردناک مظالم برداشت کئے ہیں جن کے سننے سے بھی لرزا طاری ہوتا ہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے

www.pdfbooksfree.pk

اُن کو خرید کر آزاد کیا۔ پھر تمام عمر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گذاری۔ اُن کو مؤذنِ رسول اللہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام کی تاب نہ لاسکے اور ملک شام میں منتقل ہو گئے۔ وہاں سنہ ۲۰ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی۔ اُن کی اذان میں بڑا ہی سوز و گداز تھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اذان کی فرمائش کی، معذرت پیش کرنے کے باوجود تعمیلِ حکم پر مجبور ہو کر اذان شروع کی جس وقت اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے۔

طالوت ۔ یہ بنی اسرائیل کا ایک نیک بادشاہ تھا اِس کی بادشاہت پیغمبر وقت شمویلؑ کی بشارت کے مطابق عمل میں آئی تھی۔ بادشاہت کے دوران اُس کو ایک سخت قوی دشمن جالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بچپن تھا اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت شمویلؑ نے طالوت کو بشارت دی کہ جالوت کی موت حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں ہوگی۔ طالوت نے حضرت داؤدؑ کو فوج میں شامل کر لیا۔ دورانِ سفر میں چند پتھروں نے حضرت داؤدؑ سے کہا کہ ہم کو ساتھ لے لو جالوت ہماری ضرب سے مرے گا۔ حضرت داؤدؑ نے وہ پتھر اُٹھا کر اپنی زنبیل میں رکھ لئے۔ جس وقت جالوت سے مقابلہ ہوا تو حضرت داؤدؑ نے وہی پتھر اُس کے مارے جن سے جالوت ہلاک ہو گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ "اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا"۔

حضرت مریم علیہا السلام ۔ حضرت مریمؑ کنوارپن ہی میں بحکمِ خدا حاملہ ہو گئیں تو ندامت کی وجہ سے جنگل میں نکل گئیں اور دعا کرنے لگیں۔ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا کاش میں اِس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری بن جاتی۔ فرشتے نے اُن کو تسلی دی پھر جب اُن کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ اُن کو گود میں لے کر اپنے قبیلے میں آئیں، لوگوں نے اُن کو ملامت شروع کر دی اِس پر اُنھوں نے لوگوں سے کہا تم اِسی بچے سے اِس معاملہ کی تحقیق کر لو۔ لوگوں نے کہا ہم گہوارے کے بچے سے کیا پوچھیں تو حضرت عیسیٰؑ بول اُٹھے۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اُس نے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے اُس نے نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اِس گفتگو کے بعد لوگوں کے شکوک مٹ گئے اور وہ سمجھ گئے یہ سب معاملہ منجانب اللہ ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

اہلِ سبا۔ یمن کے علاقہ سبا کے باشندے تھے۔ قرآن نے اہلِ سبا کا ذکر حسب ذیل آیتوں میں کیا ہے۔ لقد کان لسبا ء فی مسا کنہم آیۃ جنتان عن یمین وشمال ط کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ بلدۃ طیبۃ ورب غفور ہ فاعرضوا فارسلنا علیہم سیل العرم وبدلنہم بجنتیہم جنتین ذواتی اکل خمط واثل وشیء من سدر قلیل ہ ذلک جزینہم بما کفروا وہل نجزی الا الکفور۔ بیشک سبا والوں کے لئے اپنی ہی بستی میں نشانی تھی دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔ اپنے مالک کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ ایسا پاکیزہ شہر اور مالک بخشنے والا۔ تو انھوں نے روگردانی کی۔ ہم نے زور کا سیلاب ان پر چھوڑ دیا اور ان کے عمدہ باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر دیئے جن میں بدمزہ میوے اور جھاؤ کے درخت اور تھوڑے سے بیری کے درخت رہ گئے۔ ان کی ناشکری کی ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم انہی کو سزا دیا کرتے ہیں جو ناشکرے ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ یہ مالک کے بیٹے تھے اور ان کی ماں کی کنیت ام سلیم تھی۔ مالک کے بعد ام سلیمؓ نے حضرت ابو طلحہ انصاریؓ سے شادی کر لی تھی۔ حضرت انسؓ کی تربیت حضرت ابو طلحہؓ نے کی جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ حضرت انسؓ کی عمر دس سال کی تھی۔ ان کو ان کی ماں اور حضرت ابو طلحہؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت پر مامور کر دیا انھوں نے بہت ہی خوش اسلوبی سے ساتھ دس سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور خادم خاص کا رتبہ پایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت خوش تھے اور ان کو بہت دعائیں دیتے تھے۔ انہی دعاؤں کی برکت سے ان کو صحابہ کرام میں مال اور اولاد کی کثرت میں امتیاز تھا۔ آنحضورؐ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ بصرہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ۹۱ھ میں بعمر تقریباً ۱۰۳ سال انھوں نے بصرہ میں ہی وفات پائی اور ان کی وفات بصرہ میں رہنے والے صحابہ میں سے سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

تیہ۔ بورن فیل یہ وہ بیابان ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک محبوس و مقید رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عمالقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو ملک شام پر قابض تھے۔ بنی اسرائیل نے اس جہاد میں شرکت سے انکار کیا اور طرح طرح کے نامعقول عذر پیش کرنے شروع کر دیئے اور کہہ دیا اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا عمالقہ سے جہاد کرے

www.pdfbooksfree.pk

ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اِس جرم کی پاداش میں خدا نے اُنھیں تیہ کے میدان میں مقید کر دیا یہ اُس میں بھٹکتے پھرتے تھے اور اُن کو اُس جنگل سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی بارہ جماعتوں پر مشتمل تھے۔ ہر جماعت حضرت یعقوبؑ کے کسی ایک فرزند کی نسل تھی اور ہر جماعت میں تقریباً پچاس ہزار اشخاص تھے۔ یہ لوگ تمام دن راستہ طے کرتے تھے، صبح کو سو کر اُٹھتے تو اپنے آپ کو اُسی مقام پر پاتے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔

اویس۔ یہ عامر کے بیٹے اور قرن علاقہ یمن کے باشندے ہیں اِسی لئے قرنی کہلاتے ہیں۔ اُن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا والہانہ جذبہ تھا چونکہ اُن کی والدہ اُن کی خدمت کی محتاج اور ضرورتمند تھیں لہٰذا اُن کی آنحضورؐ کی خدمت میں حاضری نہ ہو سکی اور اُن کو آنحضورؐ کا دیدار میسر نہ آیا اِسی لئے اُن کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی آخری عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اُن کو سلام کہلایا اور دعا کی فرمائش کی تھی۔ انہی کی نسبت سے نسبتِ اویسیہ وہ نسبت کہلاتی ہے جو کسی مرید کو شیخ سے جسمانی ملاقات کے بغیر حاصل ہو جائے۔

ابولہب اور اُس کی بیوی

ابولہب کنیت نام عبدالعزیٰ ہے اُس کی بیوی کا نام اروی اور کنیت اُمِ جمیل ہے۔ ابولہب آنحضورؐ کا حقیقی چچا تھا لیکن یہ اور اُس کی بیوی آنحضورؐ کو تکلیف پہنچاتے اور مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے آنحضورؐ کی ابتدائے دعوت سے آخر دم تک آنحضورؐ کی مخالفت کرتا رہا بالآخر کفر کی حالت میں موت ہوئی۔ سورۂ تبت اِسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فرعونِ موسیٰؑ

اِس کا نام ولید بن مصعب ہے اور چونکہ یہ مصر کا بادشاہ تھا اِس لئے اُس کو فرعون کہا جاتا ہے۔ شاہانِ مصر کا یہی لقب ہوتا تھا اُس کے واقعات قرآنِ پاک میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

۲۱ شوال ۱۳۹۶ھ
۱۸ اگست ۱۹۷۶ء

سجاد حسین
صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

www.pdfbooksfree.pk

فہرست مضامین دفترِ سوم مثنوی مولانائے رومؒ

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	
۲	اے ضیاء الحق حسام الدین بیار	
۳	قصہ خورندگان پیل بچگان	
۴	بقیۂ قصہ معترضان پیل بچگان	
۵	بازگشتن بحکایتِ پیل بچگان	
۶	خطائے محبان کہ بہتر از صوابِ بیگانگانست	
۷	امر کردنِ حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	
۸	الٰہ گفتنِ نیازمندیعین لبیک گفتنِ حق ست	
۹	فریفتن روستائی شہری را	
۱۰	قصہ اہلِ سبا و طاغی کردن نعمت ایشان را	
۱۱	جمع آمدنِ اہلِ آفت ہر صباحے	
۱۲	باقی قصہ اہلِ سبا	
۱۳	بقیۂ قصہ رفتنِ خواجہ بدعوتِ روستائی	
۱۴	دعوت کردنِ باز بطاں را	
۱۵	رجوع بحکایتِ خواجہ و روستائی	
۱۶	قصہ اصحابِ ضرواں و حیلہ کردنِ ایشان	
۱۷	رواں شدن خواجہ بسوئے دہ با عیالاں	
۱۸	رفتنِ خواجہ و قومش بسوئے دہ	
۱۹	نواختنِ مجنون آں سگ را کہ مقیم کوئے لیلےٰ بود	
۲۰	رسیدن خواجہ و قومش بدہ اشارت و ثنا خواندن مدعی کمال را	
۲۱	افتادنِ شغال در خمِ رنگ و رنگین شدنِ وے	
۲۲	چرب کردنِ مردِ لافی لب و سبلتِ خود را	
۲۳	ایمن بودنِ بلعم باعور کہ امتحان کرد حضرت عزت اورا	
۲۴	بردنِ گربہ دنبہ را و رسوا شدن پہلواں	
۲۵	دعوائے طاؤسی کردن آں شغال کہ در خمِ صباغ افتادہ بود	
۲۶	دعوی کردنِ فرعون الوہیت را	
۲۷	تفسیر وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ	

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۸	قصہ ہاروت و ماروت و دلیریِ ایشان بر امتحانِ حق تعالےٰ	
۲۹	مستیِ بُز از دیدنِ خرمادہ و جستنِ او بکوہِ مقابل	
۳۰	تمنا کردنِ ہاروت و ماروت مقامِ بشریت را	
۳۱	خواب دیدنِ فرعون آمدنِ موسیٰ علیہ السلام را	
۳۲	بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را	
۳۳	حکایت در تمثیل	
۳۴	بازگشتنِ فرعون از میدان بشہر شادماں	
۳۵	جمع آمدنِ عمران بمادرِ موسیٰؑ	
۳۶	وصیت کردنِ عمران جفت را	
۳۷	ترسیدنِ فرعون از بانگ و غریو و غوغا	
۳۸	پیدا شدنِ ستارۂ موسیٰؑ بر آسماں	
۳۹	خواندنِ فرعون زنانِ بنی اسرائیل را	
۴۰	بوجود آمدن موسیٰ علیہ السلام	
۴۱	باز وحی آمدن بمادرِ موسیٰ علیہ السلام	
۴۲	حکایت مارگیرے کہ اژدہائے افسردہ را مردہ پنداشت	
۴۳	تہدید کردنِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۴۴	جواب گفتنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون را	
۴۵	پاسخ دادنِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۴۶	جواب موسیٰ علیہ السلام مر فرعون را	
۴۷	جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۴۸	مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	
۴۹	فرستادنِ فرعون بمدائن در طلبِ ساحران	
۵۰	استفسار کردنِ ہر دو ساحر از مادر گوہر پدر را	
۵۱	جواب گفتنِ ساحرِ مردہ با فرزندانِ خود	
۵۲	تشبیہ کردنِ قرآن مجید را بعصائے موسیٰ علیہ السلام	
۵۳	جمع آمدنِ ساحراں از مدائن پیشِ فرعون	
۵۴	اختلاف کردن در چگونگی و شکلِ پیل در شبِ تار	

www.pdfbooksfree.pk

نمبر	عنوان	صفحہ
۵۵	دعوت کردنِ نوح علیہ السلام پسر را و سر کشیدنِ اُو	
۵۶	توفیق بیانِ ایں دو حدیث کہ اَلرِّضا بالکُفرِ کُفرٌ و حدیث دیگر کہ مَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضائی وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلائی الخ	
۵۷	مثل در بیان آنکہ حیرت مانعِ بحث و فکرت ست	
۵۸	حکایت	
۵۹	داستان مشغول شدنِ عاشق بعشق نامِ خواندن	
۶۰	حکایت آں مرد کہ در عہدِ داؤد علیہ السلام شب و روز دعا و تضرع می کرد	
۶۱	دویدن گاو در خانۂ آں دعا کنندہ بالمحاح	
۶۲	در بیان آنکہ علم را دو پردگمان را یک پرست	
۶۳	مثال رنجور شدنِ آدمی بوہم تعظیمِ خلق	
۶۴	در بیان آنکہ عقولِ خلق متفاوت ست در اصل فطرت	
۶۵	در دوم افگندن کودکاں استاد را بمکر	
۶۶	رنجور شدنِ فرعون بوہم از تعظیمِ خلقاں	
۶۷	رنجور شدنِ استاد معلم بوہم و خیال	
۶۸	دوم بار در دوم افگندنِ کودکاں استاد را	
۶۹	خلاصی یافتنِ کودکاں از مکتب بدیں مکر	
۷۰	رفتنِ مادرانِ کودکاں بامداد بعیادتِ استاد	
۷۱	در بیان آنکہ تن روح را چوں لباسے ست	
۷۲	حکایت آں درویشے کہ در کوہ خلوت کردہ بُود	
۷۳	دیدنِ زنِ عاقبت کار را و سخن بروفقِ عاقبت گفتن	
۷۴	بقیۂ قصۂ آں زاہد کہ وحی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کوہی از درخت باز نگیرم	
۷۵	تشبیہ بندِ دامِ قضا بصورتِ پنہاں و اثر پیدا	
۷۶	مضطرب شدنِ آں فقیر نذر کنندہ بکندنِ امرود از درخت	
۷۷	متہم کردنِ آں شیخ را باُزداں و بریدنِ دستش را	
۷۸	کرامتِ شیخ بقطع و زنبیل یافتنِ اُو بدو ذشت در خلوت	
۷۹	سببِ جرأتِ ساحران فرعون بر قطعِ دست و پا	
۸۰	شکایت کردنِ استر پیشِ شتر کہ من بسیار در رُوتے می افتم	
۸۱	اجتماعِ اجزائے خرِ عزیر علیہ السلام بعد پوسیدنش	

نمبر	عنوان	صفحہ
۸۲	جزع ناکردنِ شیخ بزرگوار بر مرگِ فرزندانِ خویش	
۸۳	عذر گفتنِ شیخ بہر ناگریستن بر مرگِ فرزنداں	
۸۴	قصہ خواندنِ شیخ ضریر قرآن را از روئے مصحف	
۸۵	صبر کردنِ لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از آہن راست میکرد از سوال	
۸۶	بقیۂ قصہ نابینا و مصحف خواندنِ آں بنظر	
۸۷	صفتِ بعضِ اولیا کہ راضی اند باحکامِ الٰہی	
۸۸	سوال کردنِ بہلول آں درویشِ ولی را	
۸۹	قصہ دقوقیؒ و کراماتش	
۹۰	باز گشتن بقصہ دقوقی علیہ الرحمۃ	
۹۱	سر طلب کردنِ موسیٰ خضر را علیہما السلام	
۹۲	باز گشتنِ بقصہ دقوقی علیہ الرحمۃ	
۹۳	نمودنِ مثال ہفت شمع سوئے ساحل	
۹۴	شدنِ آں ہفت شمع بر مثالِ یک شمع	
۹۵	نمودنِ آں شمعہا در نظرِ آں شیخ ہفت مرد	
۹۶	باز شدنِ آں شمعہا ہفت درخت	
۹۷	مخفی بودنِ آں درختاں از چشمِ خلق	
۹۸	یک درخت شدنِ آں ہفت درخت در نظرِ او	
۹۹	ہفت مرد شدنِ آں ہفت درخت	
۱۰۰	پیش رفتنِ دقوقیؒ با مامتِ آں قوم	
۱۰۱	پیش رفتنِ دقوقیؒ با مامتِ آں قومِ غیبی	
۱۰۲	اقتدا کردنِ آں قوم از پسِ دقوقیؒ	
۱۰۳	بیانِ اشارتِ سلام سوئے دستِ راست	
۱۰۴	شنیدنِ آں دقوقیؒ در نمانافغانِ اہلِ کشتی را	
۱۰۵	تصورات مردِ عازم	
۱۰۶	دعا و شفاعت دقوقیؒ در خلاصِ آں کشتی	
۱۰۷	انکار کردنِ آں جماعت بر دعا و شفاعتِ دقوقیؒ	
۱۰۸	باز شرح کردنِ حکایتِ آں طالبِ روزیِ حلال	
۱۰۹	رفتنِ ہر دو خصم پیشِ داؤد علی نبینا و علیہ السلام	

www.pdfbooksfree.pk

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۱۰	بیرون شدنِ داؤد نبی علیہ السلام و شنیدن از ہر دو خصم	
۱۱۱	حکم کردنِ داؤد علیہ السلام بر کُشندہ گاؤ	
۱۱۲	تضرع کردنِ آن شخص از داوری داؤد علیہ السلام	
۱۱۳	رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت	
۱۱۴	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سرِ گاؤ بگذر	
۱۱۵	حکم کردن داؤدؑ بر صاحب گاؤ کہ جملہ مالِ خود بوے بخش	
۱۱۶	عزم کردن داؤدؑ بخواندنِ خلق بر اں صحرا کہ راز را آب آشکارا کند	
۱۱۷	گواہی دادنِ دست و پا و زباں بر سرِ ظالم ہم در دنیا	
۱۱۸	بیرون رفتنِ خلائق بسوے آں درخت	
۱۱۹	قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را	
۱۲۰	در بیان آنکہ نفسِ آدمی بجائے آں خونی ست کہ بدحی گاؤ کشتہ بود	
۱۲۱	گریختن عیسیٰ علیہ السلام بر فرازِ کوہ از احمقاں	
۱۲۲	قصۂ اہلِ سبا و حماقتِ ایشاں	
۱۲۳	شرح آں کور و رہبین و آں کر تیز شنو	
۱۲۴	صفت خرمی شہرِ سبا و ناشکریِ ایشاں	
۱۲۵	آمدنِ پیغمبراں بہ نصیحت اہلِ سبا	
۱۲۶	معجزہ خواستن قوم از پیغمبراں علیہم السلام	
۱۲۷	متہم داشتنِ قومِ انبیا را علیہم السلام	
۱۲۸	حکایت خرگوشاں کہ خرگوشے را بر سالت پیشِ فیل فرستادند	
۱۲۹	جواب گفتنِ انبیاء علیہم السلام ایشاں را	
۱۳۰	بیان آنکہ ہر کس را نرسد مثل آوردن خاصہ در کارِ الٰہی	
۱۳۱	مثلہا زدنِ قومِ نوح با استہزاء در زمان کشتی ساختنِ او	
۱۳۲	حکایت آں دزد کہ پرسیدند چہ میکنی در نیم شب	
۱۳۳	جواب آں مثل کہ منکراں گفتند از رسالتِ خرگوش	
۱۳۴	بیانِ معنیٔ حزم و مثالِ مردِ حازم	
۱۳۵	ذمامت حالِ آں مرغ کہ ترکِ حزم کرد	
۱۳۶	حکایت نذر کردنِ سگاں ہر زمستاں	
۱۳۷	منع کردنِ منکراں انبیاء را علیہم السلام از نصیحت کردن	
۱۳۸	جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	
۱۳۹	مکرر کردنِ آں منکراں حجتہائے جبریانہ را	
۱۴۰	باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	
۱۴۱	مکرر کردنِ قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام	
۱۴۲	باز جواب گفتنِ انبیاء علیہم السلام ایشاں را	
۱۴۳	حکمت در آفریدنِ دوزخ دراں جہاں	
۱۴۴	بیان آنکہ حق تعالیٰ صورتِ ملوک را سبب تسخیرِ کردنِ جباراں کہ مسخرِ حق نباشند ساختہ	
۱۴۵	قصۂ عشقِ صوفی بر صفورۂ تہی از خورش	
۱۴۶	مخصوص بودن یعقوب علیہ السلام بچشیدن جام حق تعالیٰ	
۱۴۷	حکایت غلام امیر کہ اُنسِ عظیم داشت در مناجات	
۱۴۸	نومید شدنِ انبیاء علیہم السلام از قبول و پند برائے منکراں	
۱۴۹	بیان آنکہ ایمانِ مقلد خوف ست و رجا	
۱۵۰	بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ اِنَّ للّٰہِ تعالیٰ اولیاء تحت اخفیائی	
۱۵۱	حکایت مندیل در تنور انداختنِ انس بن مالکؓ	
۱۵۲	قصۂ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کاروانِ عرب را	
۱۵۳	مشکِ آں غلام پر شدن از غیب بمعجزۂ رسولِ خدا صلعم	
۱۵۴	دیدنِ خواجہ غلام خود را سفید رو و نشناختن	
۱۵۵	در بیان آنکہ حق تعالیٰ ہر چہ داد و آفرید از سموات و ارض و اعیان و اعراض ہمہ را باستدعا و حاجت آفرید	
۱۵۶	آمدنِ زنے کافرہ با طفلِ شیر خوارہ نزد رسولِ خدا صلعم	
۱۵۷	ربودنِ عقاب سوزہ رسول علیہ السلام را و بردن بہ ہوا	
۱۵۸	وجہ عبرت گرفتن ازیں حکایت	
۱۵۹	استدعائے آں مرد از موسیٰ علیہ السلام زبانِ بہائم	
۱۶۰	وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	
۱۶۱	قانع شدن آں مرد طالب بتعلیم زبانِ مرغِ خانگی	
۱۶۲	جواب خروس سگ را	
۱۶۳	خجل شدنِ خروس پیشِ سگ	
۱۶۴	خبر دادن خروس از مرگ آں خواجہ	
۱۶۵	دویدن آں شخص بسوئے موسیٰؑ بزنہار چوں خبر مرگ خود بشنید	
۱۶۶	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہتِ سلامتیِ ایمانِ آں شخص	
۱۶۷	اجابت کردنِ حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را	
۱۶۸	حکایت آں زن کہ فرزندش نمی زیست	
۱۶۹	در آمدنِ حمزہ رضی اللہ عنہ در حربِ بے زرہ	
۱۷۰	جوابِ حمزہ رضی اللہ عنہ مر آں خلق را	
۱۷۱	حیلہ دفعِ مجنون شدن در ربیع دخترش	

www.pdfbooksfree.pk

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۷۲	وفات یافتنِ بلال رضی اللہ عنہ باشادی و طرب	
۱۷۳	حکمتِ ویران گشتنِ تن بمرگ	
۱۷۴	تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ	
۱۷۵	بیان آنکہ ہر چہ غفلت و کاہلی و تاریکی ست ہمہ از تن ست	
۱۷۶	تشبیہ نفس باقیاس	
۱۷۷	آدابُ المستمعین والمریدین	
۱۷۸	شناختن ہر حیوان بوئے عدوّے خویش را	
۱۷۹	فرق میانِ دانستن چیزے بمثال و تقلید میانِ دانستنِ ماہیت آں چیز	
۱۸۰	جمع و تفریق میانِ نفی و اثبات	
۱۸۱	مسئلہ فنا و بقائے درویشِ کامل	
۱۸۲	قصہ وکیلِ صدرِ جہاں کہ متہم شد	
۱۸۳	پیدا شدنِ روح القدس بصورتِ آدمی بر مریم بوقت غسل	
۱۸۴	گفتنِ روح القدس مریم را علیہا السلام	
۱۸۵	عزم کردنِ آں وکیل از عشق	
۱۸۶	پرسیدنِ معشوقی از عاشق کہ از شہر با کدام بہتر ست	
۱۸۷	منع کردنِ دوستاں اورا از مراجعت	
۱۸۸	لاابالی گفتنِ عاشقِ ناصح و عاذل	
۱۸۹	روئے نہادنِ آں عاشق بسوئے بخارا	
۱۹۰	درآمدنِ آں عاشقِ لاابالی در بخارا	
۱۹۱	جواب گفتنِ عاشق عاذلاں و تہدید کنندگان را	
۱۹۲	رسیدنِ آں عاشق بمعشوق	
۱۹۳	صفت کردنِ آں مسجد کہ مہمان کُش بود	
۱۹۴	آمدنِ مہمان دراں مسجد	
۱۹۵	ملامت اہلِ مسجد مہمانِ عاشق را	
۱۹۶	جواب گفتنِ عاشق ناصحاں و ملامت گویاں را	
۱۹۷	بیان آں کہ عشق جالینوس بریں جناب دنیا بود	
۱۹۸	ملامت کردنِ اہلِ مسجد مہمان را	
۱۹۹	گفتنِ شیطان قریش را کہ بجنگ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آئید	
۲۰۰	مکرر کردنِ عاذلاں پند را بر آں مہمان	
۲۰۱	جواب گفتنِ مہمان ایشاں را	
۲۰۲	تمثیل گریختنِ مومن و تجمیل و بے صبری او	
۲۰۳	تمثیل صابر شدنِ مومن چوں بر اسرار بلا واقف شود	
۲۰۴	عذر گفتنِ کدبانو با نخود	

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۰۵	باقی قصہ مہمانِ آں مسجد مہمان کُش	
۲۰۶	ذکرِ خیالِ بد اندیشیدنِ قاصرِ نہماں	
۲۰۷	تفسیر حدیث انّ للقرآن ظہراً و بطناً الخ	
۲۰۸	بیان آنکہ رفتنِ انبیا و اولیا علیہ السلام بکوہہا و غارہا جہتِ پنہاں کردنِ خویش نیست	
۲۰۹	تشبیہ صورتِ اولیا و صورتِ کلام اولیاء	
۲۱۰	تفسیر قولہ تعالیٰ یا جبالُ اوّبی معہ والطیر	
۲۱۱	جواب طعنہ زنندہ بر مثنوی	
۲۱۲	مثل زدن در رسیدن کرۂ اسپ	
۲۱۳	بقیہ قصہ مہمان و مسجد مہمان کُش	
۲۱۴	تفسیر آیۃ واجلب علیہم بخیلک و الخ الآیۃ	
۲۱۵	رسیدنِ بانگِ طلسم نیم شب مہمانِ مسجد	
۲۱۶	ملاقاتِ آں عاشق با صدرِ جہاں	
۲۱۷	جذبِ ہر عنصرے جنسِ خود را	
۲۱۸	منجذب شدنِ جان نیز بعالمِ ارواح	
۲۱۹	قمع عزائم و نسخہا جہت باخبر کردنِ آدمی را	
۲۲۰	نظر کردنِ پیغمبر علیہ السلام بأسیراں و تبسم کردن	
۲۲۱	تفسیر ایں آیت انْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ	
۲۲۲	سرِّ آنکہ بے مراد باز گشتنِ رسول علیہ السلام از حدیبیہ حق تعالےٰ لقبِ آں فتح کرد	
۲۲۳	تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ لا تفضلونی علی یونس بن متی	
۲۲۴	آگاہ شدنِ پیغمبر علیہ السلام از طعنِ ایشاں	
۲۲۵	فہم کردنِ رسول علیہ السلام ضمیرِ آں اسیراں را	
۲۲۶	بیان آنکہ طاعنی در عین قاہری مقہور ست	
۲۲۷	جذبِ معشوق عاشق را من حیث لا یعلم العاشق	
۲۲۸	رسیدنِ بخارا عاشق در بندگی صدرِ جہاں	
۲۲۹	دادخواستنِ پشہ از دست باد بحضرتِ سلیمان علیہ السلام	
۲۳۰	امر کردنِ سلیمان علیہ السلام پشہ متظلم را باحضارِ خصم	
۲۳۱	نواختنِ معشوق عاشق بیہوشِ خود را	
۲۳۲	باخویش آمدنِ عاشقِ بیہوش و دردے باز آوردن بہ ثنا	
۲۳۳	حکایت آں عاشق در رازِ ہجر بسیار امتحان	
۲۳۴	یافتنِ عاشق معشوق را و بیان آنکہ جوینده یابنده بود	

www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے ضیاء[1] الحق حسام الدین یار
اے ضیاء الحق حسام الدین ۔ لا

ایں سوم دفتر کہ سنت شد ستہ بار
یہ تیسرا دفتر، کیونکہ تہرانا سنت ہے

برگشا گنجینۂ اسرار را
رازوں کا خزانہ کھول دے

در سوم دفتر بہل اعذار را
تیسرے دفتر میں، عذروں کو چھوڑ دے

قوتت[2] از قوتِ حق می زہد
تیری طاقت، اللہ کی طاقت سے جوش مارتی ہے

نز عروقے کز حرارت می جہد
نہ رگوں سے جو گرمی سے پھڑکتی ہیں

ایں چراغ شمس کو روشن بود
یہ سورج کا چراغ جو روشن ہوتا ہے

نز فتیلہ و پنبہ و روغن بود
بتی اور روئی اور تیل کی وجہ سے نہیں ہے

سقف[3] گردوں کو چنیں دائم بود
آسمان کی چھت جو اس طرح سے ہمیشہ سے ہے

نز طناب و استنے قائم بود
رسّے اور ستون کی وجہ سے قایم نہیں ہے

قوتِ جبریل از مطبخ نبود
حضرت جبرئیل کی قوت مطبخ کی وجہ سے نہ تھی

بود از دیدارِ خلاقِ وجود
وجود کو پیدا کرنے والے اللہ کے دیدار کی وجہ سے تھی

---

[1] ضیاء الحق حسام الدین مولانا کے وہی خلیفہ اور مرید ہیں جو مثنوی لکھنے کے محرک ہوئے۔ ایں سوم۔ طہارتِ ظاہری وضو اور غسل میں تین بار دھونا مسنون ہے لہٰذا طہارتِ باطنی جو کہ مثنوی کے مضامین سے حاصل ہوتی ہے اسکے لئے بھی تیسرے دفتر میں تیسری بار مضامین لانا مناسب ہے۔ اسرار۔ سر کی جمع، راز۔ بہل۔ امر کا صیغہ ہے بلیدن بمعنی چھوڑنا۔ اعذار یعنی وہ عذر جو دوسرے دفتر کے تاخیر سے شروع کرنے کا سبب بنے تھے۔

[2] قوتت یعنی جسمانی کمزوری کا عذر نہ کر کیونکہ تیری قوت جسم اور رگوں کی پیداوار نہیں ہے بلکہ عطائے خداوندی ہے حی زہد۔ زہیدن نشو و نما پانا۔ ایں چراغ جس طرح سورج کی روشنی ظاہری اسباب کی بنا پر میں نہیں ہے اسی طرح تمہاری طاقت اسبابِ ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔

[3] سقفِ گردوں۔ آسمانوں کا قیام بھی اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔ قوتِ جبریل حضرت جبرئیل کی یہ قوت کہ بازو کے سہارے بستیوں کو الٹ دیا جسمانی غذا کی وجہ سے نہ تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

ہمچنیں[1] ایں قوتِ ابدالِ حق
اسی طرح اللہ (تعالیٰ) کے ابدال کی قوت

ہم زحق داں نز طعام و نز طبق
اللہ کی جانب سے سمجھ لے نہ کہ کھانے اور طباق کی وجہ سے

جسمِ شاں[2] ہم زنور اَسرشتہ اند
اُن کے جسم کو بھی نُور سے بنایا ہے

تا زروح و از ملک بگذشتہ اند
یہانتک کہ وہ روح اور فرشتے سے بڑھ گئے ہیں

چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل
چونکہ تو بڑے وصفوں سے موصوف ہے

زآتشِ نمرود بگذر چوں خلیلؑ
حضرت خلیلؑ کی طرح نمرود کی آگ سے گذر جا

گردد آتش بر تو ہم بَرد و سلام
آگ بھی تجھ پر سلامتی اور ٹھنڈک بنجائیگی

اے عناصر مر مزاجت را غلام
اے وہ کہ عناصر (اربعہ) تیرے مزاج کے غلام ہیں

ہر مزاجے را عناصر مایہ ایست
عناصر ہر مزاج کا سرمایہ ہیں

ویں مزاجت برتر از ہر پایہ ایست
اور تیرا یہ مزاج ہر مرتبہ سے بالاتر ہے

ایں[3] مزاجت در جہانِ منبسط
وسیع عالم میں تیرا یہ مزاج

وصفِ وحدت را کنوں شد مُلتقط
اب وحدت کی صفت کو چننے والا ہو گیا ہے

اے دریغا عرصۂ افہامِ خلق
ہائے افسوس! لوگوں کی فہموں کا میدان

سخت تنگ آمد ندارد خلق حلق
بہت تنگ ہے، مخلوق حلق نہیں رکھتی ہے

اے ضیاء الحق بحذقِ رائے تو
اے ضیاء الحق تیری رائے کی ہوشیاری سے

حلق بخشد سنگ را حلوائے تو
تیرا حلوہ پتھر کو حلق بخش دیتا ہے

کوہِ طور اندر تجلّی حلق یافت
کوہ طور نے تجلی میں حلق پالیا

تا کہ مے نوشید و مے را بر نتافت
یہانتک کہ (اس نے) شراب پی اور شراب کو برداشت نہ کر سکا

صار دکّاً منہ وانشق الجبل
وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ پھٹ گیا

ھل رأیتم من جبل رقص الجمل
کبھی تم نے پہاڑ سے اونٹ کا رقص دیکھا ہے

لقمہ[4] بخشی آید از ہر کس بکس
لقمہ دینا ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے

حلق بخشی کارِ یزدان ست و بس
حلق بخشنا صرف اللہ (تعالیٰ) کا کام ہے

حلق بخشد جسم ہا و روح را
وہ جسم اور روح کو حلق بخش دیتا ہے

حلق بخشد بہر ہر عضوت جدا
تیرے ہر عضو کو علیحدہ حلق بخش دیتا ہے

کے اعضاء کا اس کو قبول کرنا اور اس میں قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا کام ہے حلق بخشد۔ اللہ تعالیٰ ہر عضو کو اور روح کو اس کے مناسب حلق بخشتا ہے۔

---

[1] ہمچنیں۔ اولیاء اللہ کی قوت من جانب اللہ ہوتی ہے مادی نہیں ہوتی ہے۔ جسم شاں۔ ابدال کے اجسام بھی نورانی ہیں اور وہ انسانی روح اور تمام فرشتوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ شیخ حسام الدین کو خطاب ہے۔ آتشِ نمرود یعنی نفسانی رذائل۔ گردد آتش۔ عناصرِ اربعہ آپ کے مزاج سے مغلوب ہیں لہٰذا آگ آپ کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی ہے۔

[2] ہر مزاج۔ عام انسانوں کا مزاج عناصرِ اربعہ سے بنا ہے لیکن آپ کا مزاج اللہ کے اخلاق سے بنا ہے۔

[3] ایں مزاجت یعنی آپ چونکہ اخلاقِ الٰہی کے ساتھ متصف ہیں لہٰذا آپ کو اللہ سے اتحاد حاصل ہو گیا ہے۔ اے دریغا۔ عوام کی سمجھ کے گلے سے یہ مضمونِ وحدت نہیں اُترتا ہے عوام وہ حلقوم نہیں رکھتے ہیں جو ان مضامین کو نگل سکے۔ اے ضیاء الحق لیکن ضیاء الحق میں وہ طاقت ہے کہ پتھر کے گلے سے بھی اس مضمون کو اتار سکتا ہے۔ کوہِ طور۔ مضامینِ معرفت کو کوہِ طور سمجھا حالانکہ وہ پتھر ہے ضمناً کوہِ طور کا رقص معرفت کی شراب پی لینے کی وجہ سے تھا

[4] لقمہ بخشی۔ ایک انسان دوسرے کو لقمہ تو دے سکتا ہے لیکن حلق عطا کرنا صرف خدا کا کام ہے یعنی تعلیم و تربیت دینا تو انسانی فعل ہے لیکن طالب

www.pdfbooksfree.pk

(۲)

این[1] گہے بخشد کہ اجلالی شوی — از دغا و از دغل خالی شوی
یہ اس وقت بخشتا ہے جب تو اجلالی ہو جائے — فریب اور کھوٹ سے خالی ہو جائے

تا نگوئی سرِ سلطاں را بکس — تا نریزی قند را پیشِ مگس
تاکہ تو شاہ کا راز ہر شخص سے نہ کہے — تاکہ تو قند کو مکھی کے آگے نہ گرائے

گوش آں کس نوشد اسرارِ جلال — کو چو سوسن صد زباں افتاد لال
اللہ کے راز اس شخص کا کان سنتا ہے — جو سوسن کی طرح سو زبانوں کے باوجود گونگا ہے

خلق بخشد خاک را لطفِ خدا — تا خورد خاک آب و روید صد گیا
اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی مٹی کو خلق عنایت کرتی ہے — یہاں تک کہ مٹی پانی پیتی ہے سیکڑوں گھاسیں

باز[2] جیواں را بخشد خلق و لب — تا گیاہش را خورد اندر طلب
پھر (اللہ) حیوان کو خلق اور ہونٹ بخشتا ہے — یہاں تک کہ وہ تلاش کر کے اس (خاک) کی گھاس کھاتا ہے

چوں گیاہش خورد جیواں گشت رفت — گشت جیواں لقمۂ انسان و رفت
جب اس (حیوان) نے اس (خاک) کی گھاس کھائی اور مٹا — حیوان، انسان کا لقمہ بنا اور ختم ہو گیا

باز خاک آمد شد اکالِ بشر — چوں جدا شد از بشر روح و بصر
پھر مٹی آئی وہ انسان کو نگل جانے والی بنی — جبکہ انسان سے روح اور بینائی جدا ہو گئی

در[3] ہا دیدم دہاں شاں جملہ باز — گر بگویم خورِ دشاں گردد دراز
میں نے دنبے دیکھے جن کے منہ کھلے ہوئے تھے — اگر میں ان کی خوراک کا بیان کروں تو بات بڑھ

برگہا را برگ از انعامِ او — دایگاں را دایہ لطفِ عامِ او
پتوں کو ساز و سامان اس (اللہ) کے انعام سے ہے — پرورش کرنیوالوں کی دایہ اس کی عام مہربانی ہے

رزقہا را رزقہا او میدہد — زانکہ گندم بے غذائے چوں رہد
(واللہ) رزقوں کو رزق دیتا ہے — کیونکہ گیہوں بغیر غذا کے کب پرورش پاتا ہے

نیست شرحِ این سخن را منتہا — پارہ گفتم بداں زاں پارہا
اس بات کی تفصیل کا خاتمہ نہیں ہے — میں نے ایک ٹکڑا کہہ دیا تو اس سے (اور ٹکڑوں کو) سمجھ لے

جملہ عالم آکل و ماکول داں — باقیاں را مقبل و مقبول داں
تمام عالم کو کھانے والا اور کھایا ہوا سمجھ — باقی رہنے والوں کو مقبول اور بااقبال سمجھ

امکان میں سب چیزیں ایک دوسرے کو فنا کر رہی ہیں بقا صرف اُن کو حاصل ہے جو مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہیں۔

---

[1] این۔ اللہ تعالیٰ ہر عضو اور روح کو خلق اس وقت بخشتا ہے جب انسان خدائی اخلاق سے موصوف ہو جائے اور رذائل سے اپنے آپ کو پاک کرلے۔ تا نگوئی۔ جب اللہ کی یہ عطائیں حاصل ہو جائے تو نااہلوں پر اسرار ظاہر نہ کرو۔ گوش۔ معارفِ الٰہیہ اس وقت حاصل ہوتے ہیں جبکہ انسان میں ان کے استحقار کی پوری صلاحیت پیدا ہو جائے اور نااہلوں کے سامنے ان کو ظاہر نہ کرنے پر اس کو قدرت حاصل ہو جائے۔ خلق بخشد۔ اللہ نے زمین کو بھی خلق عنایت فرمایا ہے۔

[2] باز جیواں۔ حیوانات، نباتات کو اپنی غذا بنا لیتے ہیں۔ چوں گیاہش۔ حیوانات سے انسان اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔ باز۔ پھر انسان کے مرنے کے بعد خاک اس کو اپنی خوراک بنا لیتی ہے۔

[3] در ہا۔ کائنات میں باہمی تنازع للبقاء کا نظام جاری ہے اور کائنات کا ہر ذرہ دوسرے کو کھانے کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے۔ برگہا پتے۔ جو حیوانات کی خوراک ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ خوراک عطا فرماتا ہے۔ کائنات میں جو چیزیں دوسروں کی پرورش کرتی ہیں ان کی خدا پرورش کرتا ہے۔ رزقہا۔ گیہوں خود رزق ہے لیکن اگر اس کو رزق میسر نہ آئے تو اس کی پرورش نہ ہو۔ جملہ عالم۔ عالم

www.pdfbooksfree.pk

ایں[1] جہان و ساکنانش مُنتشر
یہ عالم اور اُس کے باشندے جُدا ہو جانے والے ہیں

واں جہان و ساکنانش مُستمر
وہ عالم اور اُس کے باشندے ہمیشہ رہنے والے ہیں

ایں جہان و عاشقانش مُنقطع
یہ عالم اور اُس کے عاشق مٹ جانے والے ہیں

اہلِ آں عالم مخلّد مُجتمع
اُس عالم والے ہمیشہ اور اکٹھے رہنے والے ہیں

پس کریم آنست کو خود را دہد
تو بزرگ وہ ہے جو اپنے آپ کو بلا دے

آبِ حیوانے کہ ماند تا ابد
آبِ حیات، تاکہ ہمیشہ رہے

باقیات[2] الصالحات آمد کریم
بھلا (بزرگ)، باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے

رستہ از صد آفت و اخطار و بیم
جو سینکڑوں آفتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پا گیا ہو

گر ہزاران ند یک کس بیش نیست
اگر وہ ہزار ہیں تو بھی، ایک سے زیادہ نہیں ہیں

چوں خیالاتِ عدد اندیش نیست
تعداد سمجھانے والے خیالات کی طرح نہیں ہیں

آکل و ماکول را خلق ست و فاے
کھانیوالے اور کھائے جانیوالے کا خلق اور گلا ہوتا ہے

غالب و مغلوب را عقل ست و رائے
غالب اور مغلوب کے لئے عقل اور رائے ہے

خلق بخشید او عصائے عدل را
اُس نے انصاف کی لاٹھی کو خلق بخشا

خورد او چنداں عصا و حبل را
وہ بہت سی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی

واندرو افزوں نشد زاں جملہ اکل
اُس سب کچھ کھانے سے اُس میں اضافہ نہ ہوا

زانکہ حیوانی نبود شش اکل و شکل
کیونکہ اُس کا کھانا اور صورت حیوانی نہ تھا

مر[3] یقیں را چوں عصا خلق او داد
اللہ (تعالیٰ) نے واہمی کیطرح یقین کو بھی خلق دیا ہے

تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاد
یہاں تک کہ اُس نے ہر اُس خیال کو نگل لیا جو پیدا ہوا

پس معانی را چو اعیاں خلقہاست
تو خارجی موجودات کی طرح معانی کے بھی خلق ہیں

رازقِ خلقِ معانی ہم خداست
معانی کے خلقوں کو رزق دینے والا بھی خدا ہے

پس زماہی تا بہ ماہ از خلق نیست
تو مچھلی سے لے کر چاند تک کوئی مخلوق نہیں ہے

کہ بجذب ماہ او را حلق نیست
ماہ کو جذب کرنے کیلئے جس کے حلق نہ ہو

خلقِ نفس از وسوسہ خالی شود
نفس کا خلق اگر وسوسہ سے خالی ہو جائے

میہمانِ وحیِ اجلالی شود
تو اللہ کی وحی کا میہمان ہو جائے

خلقِ جاں کز فکرِ تن خالی شود
روح کا خلق جو جسم کی فکر سے خالی ہو جاتا ہے

وانگہاں روزیش اجلالی شود
تب اُس کی روزی خلائی ہو جاتی ہے

---

[1] ایں جہاں۔ عالمِ امکان۔ منتشر چونکہ عالمِ امکان عناصر سے بنے ہیں۔ واں جہاں۔ عالمِ آخرت۔ آبِ حیواں یعنی معارفِ الٰہیہ۔

[2] باقیات۔ بزرگ جب کہ مجموعۂ فضائل بن گیا تو وہ مجسم باقی رہنے والی نیکی بن گیا۔ گر ہزاراں اولیا اور بزرگ یک روح ہزار قالب ہوتے ہیں۔ آکل۔ اس عالم میں جو کھانے والے ہیں اور کھائے جاتے ہیں اُن کا تو صرف خلق اور گلا ہے جو لوگ اپنے نفس پر غالب ہیں اور اللہ کی مرضیات سے مغلوب ہیں وہ صاحبِ عقل و رائے ہیں۔ خلق بخشید۔ اللہ نے حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کو خلق عنایت فرمایا وہ جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی۔ زانکہ۔ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی سب کچھ نگل کر بھی موٹی نہ ہوئی کیونکہ اُس کا کھانا حیوانی کھانا نہ تھا۔

[3] مر یقیں را۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کے خلق تھا یقین کے بھی خلق ہے جو وساوس کو نگل جاتا ہے۔ پس معانی۔ جس طرح خارجی اشیاء کا خلق ہے ذہنی اشیاء کا بھی خلق ہے۔ زماہی۔ یعنی تحت الثریٰ سے۔ خلقِ نفس۔ یعنی اگر انسان اپنے آپ کو وساوسِ شیطانی سے پاک کرلے۔ خلقِ جاں یعنی روح کو اگر مادی ضرورت سے پاک کرلے۔

www.pdfbooksfree.pk

گر جنیں[1] راکس بگفتے در رحم
اگر پیٹ کے بچے سے کوئی رحم میں کہتا

ہست بیروں عالمے بس منتظم
باہر ایک بڑی منظم دنیا ہے

یک زمینِ خرمی با عرض و طول
ایک لمبی چوڑی دل کشا زمین ہے

اندرو بس نعمت و بیحد اکول
اس میں بیشمار نعمتیں اور بے حد غذائیں ہیں

کوہہا و بحرہا و دشتہا
پہاڑ ہیں دریا ہیں اور جنگل ہیں

بوستانہا باغہا و کشتہا
گلستان ہیں باغات ہیں کھیتیاں ہیں

آسمانے بس بلند و پُر ضیا
بہت اونچا آسمان ہے اور منور

آفتاب و ماہتاب و صد سُہا[2]
آفتاب اور چاند اور سیکڑوں سُہا (ستارے) ہیں

از جنوب و از شمال و از دبور
جنوبی اور شمالی اور مغربی ہواؤں سے

باغہا دارد عروسیہا و سُور
باغات، جشن اور تازگی رکھتے ہیں

در صفت ناید عجائبہائے آں
اس کے عجائب بیان نہیں ہو سکتے ہیں

تو دریں ظلمت چہ در امتحاں
تو اس اندھیرے میں آزمائش میں کیوں ہے؟

خوں خوری در چار میخِ تنگنا[3]
تنگ قید خانہ میں تو خون کھا رہا ہے

درمیانِ حبس و انجاس و عنا
بندش اور نجاستوں اور مشقت میں

اُو بحکمِ حالِ خود مُنکر بُدے[4]
وہ اپنی حالت کے تقاضے سے منکر ہوتا

زیں رسالت مُعرض و کافر شُدے
اس پیغام سے اعراض کرنے والا اور کافر ہوتا

کایں محال ست و فریب ست و غرور
کہ یہ ناممکن ہے اور فریب ہے اور دھوکا ہے

زانکہ وہم کور زیں معنیٰ ست دور
کیونکہ اندھے کا وہم ان باتوں سے دور ہے

جنسِ چیزے چوں ندید ادراکِ او
اس کے ادراک نے چونکہ اس چیز کی جنس نہیں دیکھی

نشنود ادراکِ مُنکر ناکِ او
اسکا انکار کرنیوالا احساس (ان باتوں کو) نہیں سنتا ہے

ہمچناں کہ خلقِ عام اندر جہاں
اسی طرح دنیا کی عام مخلوق

زاں جہاں ابدال می گویند شاں
اُن کو ابدال اس عالم کے بارے میں کہتے ہیں

کایں جہاں چاہے ست بس تاریک و تنگ
کہ یہ عالم ایک بہت تاریک اور تنگ کنواں ہے

ہست بیروں عالمے بے بو و رنگ
(اس) سے باہر ایک بے بو اور بے رنگ عالم ہے

ہیچ در گوشِ کسے ایشاں نرفت
اُن میں سے کسی کے کان میں (بات) نہ پہونچی

کایں طمع آمد حجابِ ژرف و زفت
کیونکہ یہ لالچ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے

---

[1] گر جنیں۔ یہ شعر ساتویں شعر تک شرط ہے۔ آٹھواں شعر "او بحکم" جواب شرط ہے۔
خرخم۔ دلکش، پُر بہار، اکول۔ کھانے کی چیز۔

[2] سُہا۔ بنات النعش کا باریک پہلا ستارہ۔ جنوب۔ وہ ہوا جو جانب جنوب سے چلے۔ شمال۔ شمالی ہوا۔ دبور۔ مغربی ہوا۔ چہ۔ یعنی رحم مادر کا کنواں۔ چار میخ۔ ایک قسم کی قید ہے جس میں قیدی کے چاروں ہاتھ پیر رسیوں سے باندھ کر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ تنگنائے۔ تنگ جگہ۔ حبس۔ قید خانہ۔ عنا۔ مشقت۔

[3] او بحکم۔ یہ شرط کی جزا ہے۔ رسالت۔ یعنی خارجی دنیا کا بیان۔ کور۔ یعنی پیٹ کا بچہ۔ ادراک۔ علم۔ منکر ناک۔ انکار کرنے والا۔ ہمچناں۔ یعنی جس طرح ماں کے پیٹ کا بچہ اس خارجی عالم کی باتوں کا انکار کرتا ہے اسی طرح عوام عالم آخرت کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ زاں جہاں۔ عالم آخرت۔ ابدال۔ یعنی یہ باتیں دنیا والوں نے نہ مانیں۔ جمع یعنی دنیاوی لالچ۔

www.pdfbooksfree.pk

حلقِ[1] عقل و دل چو شد خالی ز فکر — یافت او بے هضمِ معده رزقِ بکر

عقل اور دل کا حلق جب فکر سے خالی ہو گیا — تو اس نے معدہ کے ہضم کے بغیر تازہ رزق پا لیا

شرطِ تبدیلِ مزاج آمد بداں — کز مزاجِ بد بود مرگِ بداں

سمجھ لے، مزاج کو بدلنا شرط ہے — اسلئے کہ بروں کی موت بُرے مزاج کی وجہ سے ہوتی ہے

چوں مزاجِ آدمی گلخوار شد — زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد

جب آدمی کا مزاج مٹی خور ہو جائے — (تو وہ) زرد اور بدرنگ اور بیمار اور ذلیل ہو جاتا ہے

چوں[2] مزاجِ زشت او تبدیل یافت — رفت زشتی و آں رخش چوں شمع تافت

جب اُس کا بُرا مزاج بدل گیا — بُرائی جاتی رہی اور اُس کا چہرہ شمع کی طرح چمک اٹھا

دایۂ کو طفلِ شیر آموز را — تا بہ نعمت خوش کند بد فوز را

وہ دایہ کہاں ہے؟ جو شیر خوار بچہ کو — نعمت کے ذریعہ خوش کر دے، بد ذوق کو

دایۂ کو شیر خوارہ طفل را — تا ز نعمتہا کند او را غذا

شیر خوار بچہ کے لئے وہ دایہ کہاں ہے؟ — جو نعمتوں کی اس کو غذا دے

گر بہ بندد راہِ یک پستاں برو — بر کشاید راہِ صد بستاں برو

اگر اس پر ایک پستان کا راستہ بند کریگی — سیکڑوں باغوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

زانکہ[3] پستاں شد حجابِ آں ضعیف — از ہزاراں نعمت و خوان و رغیف

کیونکہ اس ناتواں کے لئے پستان پردہ بنگیا — ہزاروں نعمتوں اور خوان اور روٹی سے

پس حیاتِ ما ست موقوفِ فطام — اندک اندک جہد کن تمّ الکلام

تو ہماری زندگی دودھ چھڑانے پر موقوف ہے — بہ تدریج کوشش کر بات ختم ہوئی

چوں جنیں بود آدمی خوں بد غذا — از نجس پاکی برد مومن کذا

جب انسان ماں کے پیٹ میں تھا خون خوراک تھی — مومن اسی طرح نجاست سے پاکیزگی حاصل کرتا ہے

چوں جنیں بود آدمی خونخوار بود — بود او را بود از خوں تار و پود

جب انسان ماں کے پیٹ میں خون کھانیوالا تھا — اُس کے وجود کا تانا بانا خون سے تھا

از فطامِ خوں غذایش شیر شد — وز فطامِ شیر لقمہ گیر شد

خون چھڑانے سے اس کی خوراک دودھ ہوئی — اور دودھ چھڑانے سے وہ لقمہ کھانے والا ہو گیا

وز فطامِ لقمہ لقمانے شود — طالب مطلوب پنہانے شود

لقمہ چھڑانے سے وہ لقمان ہو جاتا ہے — ایک پوشیدہ مطلوب کا طالب بنجاتا ہے

---

[1] حلقِ عقل۔ یعنی اگر انسان اپنی عقل اور دل کو مادی ضروریات سے پاک کرلے۔ رزقِ بکر۔ تازہ رزق یعنی معارفِ الٰہیہ۔ مزاج۔ یعنی مادی مزاج۔ گلخوار یعنی غلط خوراک سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

[2] چوں مزاج۔ جب مادی مزاج میں تبدیلی آجاتی ہے تو انسان انوارِ الٰہی کا محل بن جاتا ہے۔ فوز۔ پوز یعنی منہ سے آیہ۔ یعنی دایۂ قدرت بُری عادتیں چھڑا دے۔ گر بہ بندد۔ دایۂ قدرت اگر دودھ چھڑاتی ہے تو باغوں کے دروازے کھلاتی ہے۔

[3] زانکہ پستان۔ جب تک بچہ شیر خوار رہتا ہے بے شمار لذیذ غذاؤں سے محروم رہتا ہے۔ پس۔ دنیاوی لذتوں کا دودھ چھوڑنے پر آخروی نعمتیں موقوف ہیں۔ فطام۔ بچہ کا دودھ چھڑانا۔ جہد کن۔ یعنی دودھ چھوڑنے کی کوشش کرو۔ از نجس۔ ضرورت کے وقت مومن کے لئے نجس غذا حلال ہو جاتی ہے۔ جنین۔ پیٹ کا بچہ۔ از فطام۔ جس طرح بچہ کا دودھ چھوڑنا غذاؤں کی ترقی کا سبب بنا اسی طرح اگر لذاتِ جسمانی ترک کردگے تو روحانی غذائیں بہتر سے بہتر حاصل ہونگی۔ وز فطام۔ جسمانی لذات کے ترک سے حکمتیں حاصل ہونگی اور ذاتِ غذا و روزی کی طلب پیدا ہوگی۔ لقمانے۔ یعنی صاحبِ حکمت۔

www.pdfbooksfree.pk

گوش را بندد طمع از اِستماع[1] — چشم را بندد غرض از اطلاع

لالچ، کان کو سننے سے روک دیتا ہے — غرض، آنکھ کو باخبر ہونے سے بند کر دیتی ہے

ہمچناں کہ آں جنین را طمعِ خوں — کاں غذائے اوست در اوطانِ دوں

جس طرح سے خون کے لالچ نے اُس پیٹ کے بچہ کو — جو کہ کم درجہ وطنوں میں اُس کی غذا ہے

از حدیثِ ایں جہاں مَحجُوب کرد — خونِ تن را در دلش مَحبُوب کرد

اِس عالم کی بات سے محروم کر دیا — اُس کے دل کے لئے جسم کے خون کو محبوب کر دیا

زیں[2] ہمہ اَنواعِ نعمت ماند فرد — غیرِ خوں اُو می نداند جاشت خورد

نعمت کی اِن تمام قسموں سے محروم رہا — خون کے علاوہ وہ غذا کھانا نہیں جانتا

بر تو ہم طمعِ خوشیِ ایں جہاں — شد حجابِ آں خوشیِ جاوداں

تجھ پر بھی اِس دنیا کی خوشی کا لالچ — اُس دائمی خوشی کا پردہ بن گیا

طمع و ذوقِ ایں حیاتِ پُرغرور — از حیاتِ راستینت کرد کور

دھوکے سے پُر اِس زندگی کے لالچ اور ذوق نے — سچی زندگی سے تجھے اندھا کر دیا

پس طمع کورت کند نیکو بداں — بر تو پوشاند یقیں را بیگماں

اچھی طرح سمجھ لے لالچ تجھے اندھا بناتا ہے — یقیناً تجھ پر یقین کو پوشیدہ کر دیتا ہے

حق ترا باطل نماید از طمع — در تو صد کوری فزاید از طمع

لالچ کی وجہ سے تجھے حق باطل نظر آتا ہے — لالچ کی وجہ سے صد درجہ اندھا پن تجھ میں بڑھ

از طمع بیزار شو چوں راستاں[3] — تا نہی پا بر سرِ آں آستاں

بچوں کی طرح تو لالچ سے بیزار بن — تاکہ اُس چوکھٹ پر تو پیر رکھ سکے

کاندراں دَرچوں دَرآئی واریی — از غم و شادی قدم بیروں نہی

جب تو اِس دروازہ میں پہنچ جائیگا نجات پائیگا — (دنیا کے) غم اور خوشی سے قدم باہر رکھے گا

چشمِ جانت روشن و حق بیں شود — بے ظلامِ کفر نورِ دیں شود

تیری روح کی آنکھ روشن اور حق دیکھنے والی بنجائیگی — دین کا نور کفر کے اندھیرے سے پاک ہو جائیگا

پندِ مَرداں را پذیرا شو بجاں — تا رہی از خوف و مانی دَر اماں

(دل و) جان سے مردانِ (حق آگاہ) کی نصیحت قبول — تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور امن میں رہے

بشنو اکنوں قصہ و تمثیلِ آں — تا بیابی دَر حقیقت نورِ جاں

اب اس کی مثال اور ایک قصہ سُن لے — تاکہ تجھے حقیقتاً روح کا نور حاصل ہو جائے

[1] اِستماع: سننا۔ غرض: یعنی خود غرضی۔ اوطان: وطن کی جمع ہے۔ دوں: کمتر۔ ایں جہاں: یعنی عالمِ آخرت۔ مجحوب: پوشیدہ۔

[2] زیں ہمہ: یعنی دنیا کی اُلذیذ غذائیں۔ فرد: اکیلا یعنی محروم۔ جاشت: دوپہر کا کھانا، مطلقاً کھانا۔ بر تو: انسان دنیاوی لالچ کی وجہ سے اُخروی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

[3] راستاں: یعنی آخرت کے طالب۔ آستاں: بارگاہِ خداوندی۔ دَر: یعنی دربارِ خداوندی۔ غم و شادی: یعنی دنیا کا رنج اور خوشی۔ خوف: یعنی آخرت کا ڈر۔

www.pdfbooksfree.pk

قصہ[1] خوردن گان پیل بچگان از حرص و ترک نصیحت ناصحاں

لالچ کی وجہ سے ہاتھی کے بچوں کو کھانے والوں کا قصہ اور نصیحت کرنیوالوں کی نصیحت کو ترک کرنا

آں شنیدی تو کہ در ہندوستاں — دید دانائے گروہِ دوستاں

تُو نے وہ قصہ سُنا ہے کہ ہندوستان میں — ایک عقلمند نے دوستوں کے ایک گروہ کو دیکھا

گُرسنہ ماندہ شدہ بے برگ و عُور — می رسیدند از سفر وز راہِ دُور

بھوکے، تھکے ہوئے، بے ساز و سامان اور ننگے — سفر سے اور دراز راستے سے آرہے تھے

مہرِ دانائیش جوشید و بگفت — خوش سلامے شاں چوں گلبن شگفت

اُس کی دانائی کی محبت جوش میں آئی اور — ان کو تپاک سے سلام کیا اور پھول کیطرح کھل گیا

گفت دانم کز تجوّع[2] واز خلا — جمع آمد رنج تاں زیں کربلا

بولا میں جانتا ہوں کہ بھوک سے اور (معدہ کے) خالی ہونے — (اور) اِس (میدان) کربلا کی وجہ تم پر مصیبتیں جمع ہو گئی ہیں

لیک اللہ اللہ اے قومِ جلیل — تا نباشد خوردناں فرزندِ پیل

لیکن خدا کے لئے اے بزرگو! — تم ہاتھی کے بچہ کو ہرگز نہ کھانا

پیل ہست ایں سُو کہ اکنوں می روید — پندِ من از جان و از دل بشنوید

جس جانب تم اب جا رہے ہو ہاتھی ہے — دل و جان سے میری نصیحت سُن لو

پیل بچگانند اندر راہِ تاں — صیدِ ایشاں ہست بس دلخواہِ تاں

تمہارے راستے میں ہاتھی کے بچے ہیں — جن کا شکار تمہیں بہت مرغوب ہے

بس ظریف[3] اند و لطیف اند و سمیں — لیک مادرشاں بُود اندر کمیں

نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور موٹے ہیں — لیکن اُن کی ماں گھات میں رہتی ہے

از پئے فرزند صد فرسنگ راہ — اُو بگردد در حنین و آہ آہ

اپنے بچے کی خاطر سینکڑوں میل کے راستہ سے — وہ روتی ہوئی اور ہائے ہائے کرتی ہوئی لوٹتی ہے

آتش و دُود آید از خرطومِ اُو — الحذر زاں بچۂ مرحومِ اُو

اُس کی سونڈ سے آگ اور دُھواں نکلتا ہے — اُس کے قابلِ رحم بچے سے بچو

اولیاء اطفالِ حق اند اے پسر — در حضور و غیبت آگاہ باخبر

اے لڑکے! اولیاء اللہ کے بچے ہیں — وہ (اُنکی) موجودگی اور غیر حاضری میں (اُنسے) باخبر ہے

غائبی منديش از نقصانِ شاں — کو کشد کیں از برائے جانِ شاں

اُن کی غیر حاضری اُن کا نقصان نہ سمجھ — کیونکہ وہ اُنکی جان کے سلسلے میں بدلہ لیتا ہے۔

---

[1] قصہ۔ اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ اُن لوگوں نے ناصح کی نصیحت نہ مانی اور ہلاک ہوئے اِسی طرح ابدال کی نصیحت نہ ماننے سے ہلاکت ہوتی ہے۔ مجمد برہنہ۔

[2] تجوّع۔ بھوکا ہونا۔ خلا۔ یعنی معدہ کا خالی ہونا کربلا۔ وہ علاقہ جہاں امام حسینؓ شہید ہوئے مصیبت ناک مقام۔ خورد۔ خوراک۔

[3] ظریف۔ عمدہ۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ سمین۔ موٹا۔ کمین۔ گھات۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ۔ الحذر۔ بچنا۔ اولیاء۔ تمام انسانوں کو اللہ کی عیال قرار دیا گیا ہے۔ حضور۔ یعنی توجہ الی اللہ۔ غیبت۔ یعنی توجہ الی الخلق کی حالت۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت اطفالِ من اند ایں اولیاء — در غریبی فرد از کار و[1] کیا

اُس نے فرمایا ہے کہ یہ اولیاء میری اولاد ہیں — غیر حاضری میں (بھی) کام اور مشغولیت سے خالی ہیں

از برائے امتحاں خوار و یتیم — لیک اندر سر منم یار و ندیم

وہ آزمائش کے لئے بے وقعت اور یتیم ہیں — لیکن در پردہ میں ان کا مددگار اور ساتھی ہوں

پشت دارِ جملہ عصمتہائے من — گویا ہستند خود اجزائے من

میری تمام حفاظتوں پر اُن کا بھروسہ ہے — گویا وہ میرے ہی ٹکڑے ہیں

ہاں[2] و ہاں ایں دلق پوشانِ من اند — صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند

خبردار، خبردار، یہ گدڑی پوش میرے ہیں — ہزاروں ہزار ہیں اور ایک ہیں

ورنہ کے کردے بیک چوب ہنر — موسیٰ فرعون را زیر و زبر

ورنہ ہنر کی لاٹھی سے کب نہ کر سکتے؟ — (حضرت) موسیٰ نے فرعون کو تہ و بالا

ورنہ کے کردے بیک نفرین بد — نوح شرق و غرب را غرقاب خود

ورنہ ایک بد دعا سے کب کر سکتے — (حضرت) نوح مشرق اور مغرب کو غرقاب

برنکندے یک دعائے لوط زاد — شہرہائے کافراں را المراد

جو امرد لوط کی ایک دعا نہ اکھاڑ سکتی — کافروں کے شہروں کا خلاصہ یہ ہے

گشت شہرستانِ چوں فردوس شاں — دجلۂ آب سیاہ رو بیں نشاں

اُن کا جنت جیسا شہر ہو گیا — سیاہ پانی کا دریا، جا نشان دیکھ لے

سوئے[3] شام ست ایں نشان و ایں خبر — در رہِ قدسش بہ بینی بر گذر

یہ نشان اور واقعہ شام کی جانب (ہوا) ہے — بیت المقدس کے راستہ میں سر راہ تو دیکھ لیگا

صد ہزاراں انبیائے حق پرست — خود بہر قرنے بسا شتہا بدست

لاکھوں حق پرست نبی (آئے ہیں) — (اور) ہر دور میں عذاب ہوئے ہیں

گر بگویم ایں بیاں افزوں شود — خود جگر چہ بود کہ خارا خوں شود

اگر میں کہوں گا تو یہ بیان بڑھ جائیگا — جگر کیا ہوتا ہے خارا پتھر خون بن جائیگا

خوں شود کہ ہا و باز آں بفسرد — تو نہ بینی خوں شدن کوری ز درد

پہاڑ خون بنجاتے ہیں اور پھر وہ جم جاتے ہیں — تو (انکا) خون بننا محسوس نہیں کرتا ہے تو اندھا اور درد

طرفہ کوری دور بین و تیز چشم — لیک از اشتر نہ بیند غیر پشم

تو عجیب اندھا ہے کہ دور بیں اور تیز نگاہ ہے — لیکن اونٹ میں سے اون کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

[1] کار و کیا۔ یعنی کیا ہے کار خدا لایزال کارہا۔ از برائے۔ یعنی یہ اولیاء ظاہر بے سہارا اسلئے بنائے گئے ہیں تاکہ عوام کی آزمائش ہو سکے ندیم ہم مجلس۔ اجزائے من۔ یعنی یہ اولیاء اللہ کے قریب ہیں۔

[2] ہاں۔ تمام اولیاء سیرت کے اعتبار سے ایک ہیں ورنہ۔ یعنی اگر اولیاء کو تائید خداوندی حاصل نہ ہو۔ چوب ہنر۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لاٹھی۔ زاد۔ یعنی جو امرد المراد یعنی خلاصۂ کلام یہ ہے۔ دجلہ بغداد کا مشہور دریا، مطلقاً دریا۔

[3] سوئے۔ قوم لوط کی بستیاں شام کے علاقہ میں ہیں سیاہ رو۔ یعنی انبیاء کی نافرمانی سزا کا سبب بنی ہے۔ گر بگویم۔ ان واقعات کی تفصیل بڑی دردناک ہے۔ خوں شود۔ یہ دردناک واقعات پہاڑوں کے جگر خون کر دیں۔ تو نہ بینی۔ انسان اگر عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے مگر نہ کوری۔ انسان کا اندھا پن بھی عجیب ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

مُو بمُو[1] بیند ز صرفہ حرصِ انس — رقصِ بے مقصود داند ہمچو خرس

انسان کا لالچ خرچ کو بال بال دیکھتا ہے — (اور) بے مقصد ریچھ کی طرح ناچتا ہے

مُو بمُو بیند ز حرصِ خود بشر — رقصِ اُو خالی ز خیر و پُر ز شر

اپنے لالچ کی وجہ سے انسان ذرہ ذرہ دیکھتا ہے — اُس کا ناچنا بھلائی سے خالی اور شر سے بھرا ہوا ہے

رقص آنجا کن کہ خود را بشکنی — پنبہ را از ریشِ شہوت برکنی

اُس وقت ناچ جب کہ تو خود شکنی کرے — شہوت کے زخم سے روئی کو نوچ ڈالے

رقص[2] و جولاں بر سرِ میداں کنند — رقص اندر خونِ خود مرداں کنند

رقص اور جولانیاں میدانِ جنگ میں دکھاتے ہیں — بہادر اپنے خون میں رقص کرتے ہیں

چوں رہند از دستِ خود دستے زنند — چوں جہند از نقص بر رقصے تنند

جب اپنے آپ سے نجات پالیتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں — جب نقص سے باہر آجاتے ہیں تو ناچتے ہیں

مُطربانِ شاں از درون دف می زنند — بحرہا در شورِ شاں کف می زنند

اُن کے مطرب اندر سے دف بجاتے ہیں — سمندر اُن کے شور میں تالیاں بجاتے ہیں

تو نہ بینی بر گہا بر شاخہا — کف زناں لے قصاں ز تحریکِ صبا

تو نے پتوں کو شاخوں پر نہیں دیکھا ہے — بادِ صبا کے حرکت دینے سے ناچتے تالیاں بجاتے

تو نہ بینی[3] لیک بہرِ گوشِ شاں — برگہا بر شاخ شد کف زن عیاں

تو نہیں دیکھتا ہے لیکن اُن کے کان کے لئے — کھلم کھلا پتے شاخوں پر تالیاں بجاتے ہیں

تو نہ بینی بر گہا را کف زدن — گوشِ دل باید نہ این گوشِ بدن

تو پتوں کے تالیوں کے بجانے کو نہیں دیکھتا ہے — (اسکے لئے) دل کا کان چاہئے نہ کہ بدن کا کان

گوشِ سر بر بند از ہزل و دروغ — تا بہ بینی شہرِ جاں را با فروغ

سر کے کان کو مذاق اور جھوٹ سے بند کرلے — تاکہ تو جان کے شہروں کو بارونق دیکھے

پس دہاں بر بند از ہزل اے عمو — جز حدیثِ روئے اُو چیزے مگو

اے چچا! مذاق سے منہ بند کرلے — اُس کے چہرے کی بات کے علاوہ کچھ نہ بول

سر کشد گوشِ محمدؐ در سخن — کش بگوید در نبے حق ہو اذن

محمدؐ کا کان بات سے راز معلوم کرلیتا ہے — اُن کو اللہ (تعالیٰ) نے قرآن میں فرمایا ہے وہ کان ہیں

سر بسر گوش ست و چشم ست این نبی — رحمتِ اُو مُرضعست و ما صبی

یہ نبی سراسر کان اور آنکھ ہیں — ان کی رحمت دودھ پلانے والی ہے اور ہم بچے ہیں

[1] مُو بمُو۔ دنیا کے نفع اور نقصان کو ذرہ ذرہ دیکھتا ہے۔ رقص۔ دنیا کی خوشی پر ناچتا ہے۔ رقص آنجا۔ دنیا کی خوشی پر ناچنا کو دنا مناسب نہیں انسان اپنی ہستی کو مٹائے اور شہوت سے آزاد ہو تب خوشی منانیکا موقع ہے۔

[2] رقص و جولاں۔ مردوں کا رقص میدانِ جہاد میں اپنے آپکو فنا کرتے وقت ہوتا ہے۔ چونکہ دہند جب اپنے بُرے اخلاق حسد وکبر وغیرہ سے نجات پاجاتے، اور نفس سے بَری ہوجاتے ہیں تو تالیاں بجاتے اور رقص کرتے ہیں۔ مُطربان۔ قدرت کی طرف سے اُن کے رقص کے لئے سباب مہیا کردیئے جاتے ہیں۔ مطربان۔ گانا سُنانے والے۔ کف می زنند۔ سمندر کی موجیں تالیاں بجاتی ہیں۔ تو نہ بینی۔ شاخوں کی ہواؤں سے جو پتے آپسمیں ٹکراتے ہیں وہ پتوں کا رقص اور تالیاں بجانا ہے۔

[3] تو نہ بینی۔ عوام نہیں سمجھتے ہیں لیکن خواص جو اذنِ دولاب مستی کشند۔ شہرِ جاں۔ روح کے شہر میں رونق پیدا ہوگی۔ ہزل۔ مذاق۔ سرکشد۔ آنحضورؐ کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے اُذُنُ خَیرٍ لَّکُم یعنی آنحضورؐ نیکی سننے والے کان ہیں ہیں۔ قرآن۔ سر بسر۔ یعنی آنحضورؐ ہماری بھلائی کے لئے مجسم کان اور آنکھ ہیں اور آپکی رحمت ہماری مربّی ہے اور ہم شیر خوار بچے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں[1] سخن پایاں ندارد باز راں — سوئے اہلِ پیل بر آغاز راں

اس بات کی انتہا نہیں ہے واپس چل — ہاتھی والوں کی جانب اور شروع کی طرف چل

بقیہ قصۂ متعرضانِ پیل بچگان

ہاتھی کے بچوں کے دبے ہوئے والوں کے قصہ کا بقیہ

ہر دہاں را پیل بوئے می کند — گردِ معدہ ہر بشر بر می تند

ہاتھی ہر منہ کو سونگھتا ہے — ہر انسان کے معدے کے گرد چکر لگاتا ہے

تا کجا یا بد کباب پورِ خویش — تا زند اندر جزا صد زخم نیش

تاکہ کہیں اپنے بچے کے کباب کی خوشبو پائے — تاکہ بدلے میں سو زخم لگائے

تا کجا بوئے کبابِ بچہ را — یا بد و زخمش زند اندر جزا

تاکہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو — پائے اور بدلے میں اس کے زخم لگائے

لقمہائے بندگانِ حق خوری — غیبتِ ایشاں کنی کیفر بری

تو اللہ کے بندوں کے گوشت کھاتا ہے — ان کی غیبت کرتا ہے سزا پاتا ہے

ہاں کہ بوئے دہاں[2] تاں خالق ست — کے بر د جاں غیر آں کو صادق ست

خبردار! تمہارے منہ کی خوشبو سونگھنے والا خدا ہے — سوائے اس کے جو سچا ہے کون جان بچا سکتا ہے

وائے آں افسوسی کش بوئے گیر — باشد اندر گور منکر با نکیر

اس افسوس والے پر افسوس ہے جس کی خوشبو سونگھنے والے — قبر میں منکر اور نکیر ہوں

نے دہاں[3] دزدیدن ایں مکاں زاں نہاں — نے دہاں خوش کردن از داروِ دہاں

ان بزرگوں سے نہ منہ چھپانا ممکن ہے — نہ کسی دوا سے منہ کو خوشبودار کرنا

آب و روغن نیست مر روپوش را — راہِ حیلت نیست عقل و ہوش را

منہ چھپانے کیلئے چکنی چپڑی باتیں نہیں ہیں — عقل اور حواس کے لئے حیلہ کا راستہ نہیں ہے

چند کوبد زخمہائے گرز شان — بر سرِ ہر ژاژ خا و مرز شان

ان کے گرز بہت زخم لگائیں گے — ہر بکواسی کے سر اور سرینوں پر

گرزِ[4] عزرائیل را بنگر اثر — گر نہ بینی چوب و آہن در صور

ملک الموت کے گرز کا اثر دیکھ لے — اگر تو لکڑی اور لوہا صور تا نہیں دیکھتا ہے

ہم بصورت می نماید گہ گہے — زاں ہمہ رنجور باشد آگہے

کبھی کبھی صورتاً بھی نظر آجاتا ہے — اس سب سے بیمار باخبر ہوتا ہے

---

[1] ایں سخن۔ یہ جسمانی کانوں کو بند کرنا اور باطنی کانوں کو کھولنا۔ تاکہ ہاتھی منہ کو اسلئے سونگھتا ہے تاکہ اپنے بچے کے کباب کھانیوالے کو پہچان لے لہٰذا غیبت کو قرآن نے گوشت خوری قرار دیا ہے۔ کیفر جزا۔ ہاں غیبت کرنیوالوں کے منہ کو اللہ تعالیٰ سونگھے گا افسوس تمسخر، مذاق۔ منکر نکیر۔ یہ دونوں فرشتے ہیں جو قبر میں سوال جواب کرینگے۔

[2] دہاں۔ اس سے منہ نہ چھپایا جاسکے گا آب و روغن۔ چکنی چپڑی باتوں کے ذریعے نہ بچا جاسکے گا۔ ژاژ خا۔ بکواس کرنے والا۔ مرز۔ میم کے فتحہ سے مقعد۔ سُرین۔

[3] گرز۔ اگر ملک الموت کا گرز نظر نہیں آرہا ہے تو اسکے آثار دیکھ لے۔ ہم بصورت۔ کبھی اثر کے علاوہ مریض خود گرز بھی دیکھتا ہے اور گھر والوں سے کہتا ہے دیکھو مجھے کون مار رہا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گوید آں رنجور کاے یارِ حرم
بیمار کہتا ہے کہ اے میرے محترم دوست!

چیست ایں شمشیر بر فرقِ سرم[1]
میرے سر کی مانگ پر یہ تلوار کیسی ہے

چوں نمی بینند کس از یارانِ اُو
جبکہ اُسکے دوستوں میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے

در جواب آیند ہر یک اے عمُو
ہر ایک جواب میں کہتا ہے، اے چچا!

مانمی بینیم باشد ایں خیال
ہمیں نظر نہیں آتا، یہ وہم ہوگا

چہ خیال ست اینکہ ایں ارتحال
کیسا وہم، یہ تو چل چلاؤ ہے

چہ خیال ست اینکہ آں چرخِ نگوں
یہ کیسا خیال ہے کہ اوندھا آسمان

از نہیب ایں خیالے شد کنوں
اِس خیال کے ڈر سے ویسا ہی ہو گیا

گرز ہا و تیغہا محسوس شد
گرز اور تلواریں محسوس ہو گئیں

پیشِ بیمار و سرش منکوس شد
بیمار کو، اور اُس کا سر اوندھا ہو گیا

اُو ہمی بیند کہ آں از بہرِ اوست
وہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ اُس کے لئے ہیں

چشمِ دشمن بستہ زان و چشمِ دوست
دوست اور دشمن کی آنکھ اُس سے بند ہے

حرصِ دنیا رفت و چشمش تیز شد
دنیا کا لالچ گیا اور اُس کی آنکھ تیز ہوئی

چشمِ اُو روشن کہ خونریز شد
اُس کی آنکھ خونریز ہونے کے وقت روشن ہوئی

مرغِ[2] بے ہنگام شد آں چشمِ اُو
اُس کی آنکھ بے وقت کا مُرغ ہو گئی

از نتیجہ کبرِ اُو و خشمِ اُو
اُس کے تکبر اور غصہ کے نتیجہ میں

سر بُریدن واجب آید مرغ را
(اُس) مرغ کا سر قلم کرنا ضروری ہو جاتا ہے

کہ بغیر وقت جُنباند درا
جو بغیر وقت کے گھنٹی بجائے

ہر زماں[3] نزعے ست جزوِ جانت را
تیری جان کے کسی جزو کا ہر وقت نزع ہے

بنگر اندر نزعِ جاں ایمانت را
جان کے نزع میں اپنے ایمان کی نگرانی کر

عُمرِ تو مانندِ ہمیانِ زرست
تیری عمر اشرفیوں کی تھیلی کی طرح ہے

روز و شب مانندِ دینار اشمرست
دن اور رات اشرفیاں شمار کرنے والے کی طرح ہیں

می شمارد می دہد زر بے وقوف
بغیر توقف وہ اشرفیاں گنتے اور دیتے ہیں

تا کہ خالی گردد و آید خسوف
یہاں تک کہ (ہمیانی) خالی ہو جاتی ہے اور گرہن آجاتا ہے

گرز کہ بستانی و نہی بجائے
اگر تو پہاڑ سے لیتا ہے اور اسکی جگہ (کچھ) نہ رکھے

اندر آید کوہ زاں دن بپائے
اُس دن سے پہاڑ بڑھنے ختم ہو جائے گا

[1] فرق۔ سر کی مانگ۔ ایں ارتحال۔ یعنی یہ وہمی بات نہیں ہے بلکہ میری جان نکالنے کیلئے مجھے مار رہے ہیں اب یہ میرے کوچ کا وقت ہے۔ چہ خیال۔ یعنی عزرائیل کی تلوار وہمی نہیں ہے بلکہ ایسی یقینی ہے کہ اب اسکے اثر سے زمین و آسمان وہم نظر آتے ہیں۔ نہیب۔ خوف۔ منکوس۔ اوندھا۔ اوہمی بیند۔ وہ محض وہم بیمار دیکھتا ہے اور کوئی نہیں دیکھتا۔ حرص۔ صرف اُسے دیکھنے کی یہ وجہ ہے کہ اُسکی آنکھ حرص دنیا سے خالی ہو چکی ہے۔

[2] مرغ۔ اگر پہلے سے حرص ختم ہو جاتی اور عذاب کی کیفیت نظر آجاتی تو نیک اعمال کر سکتا اب آنکھ کا کھلنا بے وقت ہے اور بے وقت کام کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے جیسا کہ بے وقت اذان دینے والا مرغ ذبح کر دیا جاتا ہے۔

[3] ہر زماں۔ ہر آن انسان کے جسم کے اجزاء فنا ہوتے رہتے ہیں اور انکی جگہ دوسرے اجزاء لیتے رہتے ہیں۔ دینار اشمر۔ شمار کنندۂ دینار خسوف۔ یعنی عمر کے چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ گرز کہ۔ اگر پہاڑ کے پتھر مسلسل نکالتے رہو گے تو ایک دن وہ پہاڑ ختم ہو جائیگا۔

www.pdfbooksfree.pk

پس بنہ بر جائے ہر دم را عوض[1]
تو ہر وقت جگہ پر عوض رکھتا رہ

تازوا اسجد واقترب یابی غرض
تاکہ تجھے "سجدہ کر اور قریب ہو جا" کا مقصد حاصل ہو جائے

در کمال کارہا چندیں مکوش
تمام کاموں کی تکمیل میں اس قدر کوشش نہ کر

جز بکارے کاں بود در دیں مکوش
سوائے اس کام کے جو دین سے متعلق ہو کوشش کر

عاقبت تو رفت خواہی ناتمام
(ورنہ) تو انجام کار ناقص روانہ ہوگا

کار ہایت ابتر و نانِ تو خام
تیرے کام ناقص ہونگے اور تیری روٹی کچی ہوگی

واں[2] عمارت کردنِ گور و لحد
قبر اور لحد کی تعمیر

نے بسنگ است و نہ چوب و نے لبد
نہ پتھر سے ہے نہ لکڑی سے نہ ٹاٹ اور نہ گوبر سے

بلکہ خود را در صفا گورے کنی
بلکہ اپنی قبر (قلب کی) صفائی میں بنا

در منیِ او کنی دفنِ منی
(اپنی) خودی کو اس (اللہ) کی خودی میں دفن کر

خاک او گردی و مدفونِ غمش
اس کی خاک بن جا اور اس کے غم میں دفن ہو جا

تا دمت یابد مدد ہا از دمش
تاکہ تیرا سانس اس کے فیضان سے مدد حاصل کرے

گور خانہ قبہا و کنگرہ
قبوں اور کنگرہ کی قبریں

نبود از اصحاب معنی آں سرہ
اہل باطن کے نزدیک بے عیب نہیں رہیں

بنگر[3] اکنوں رند اطلس پوش را
اب کسی اطلس پوش رند کو دیکھ

ہیچ اطلس دست گیرد ہوش را
کوئی اطلس اس کی روح کی دستگیری کرے گا؟

در عذابِ منکرست آں جانِ او
اس کی جان برے عذاب میں ہے

کژ دمِ غم در دلِ غمدانِ او
اس کے غم گین دل میں غم کا بچھو ہے

از بروں بر ظاہرش نقش و نگار
باہر سے اس کے ظاہر پر نقش و نگار ہیں

وز دروں زاندیشہا او زار زار
اور اندر سے وہ فکروں میں زار زار ہے

واں یکے بینی دراں دلق کہن
اور ایک کو تو پرانی گدڑی میں دیکھے گا

چوں نبات اندیشہ و شکر سخن
اسکا فکر مصری کی طرح ہے اور بات شکر جیسی

بازگشتن بحکایتِ پیلِ بچگان

ہاتھی کے بچوں کی حکایت کی طرف واپسی

گفت ناصح بشنوید ایں پندِ من
نصیحت کرنیوالے نے کہا میری یہ نصیحت سن لو

تا دل و جاں تاں نیفتد در محن
تاکہ تمہارا دل اور جان مشقتوں میں نہ پھنسے

---

[1] عوض۔ یعنی عبادت۔ دنیا کے کاموں میں بقدر ضرورت کوشش کرے آخرت کے کاموں میں انہماک رکھے عاقبت۔ اگر آخرت کا کام نہ کرو گے تو دنیا سے ناکام جاؤ گے۔

[2] واں عمارت۔ قبر کی آبادی قبر پر گنبدوں وار قبے بنانے سے نہیں ہوتی ہے بلکہ قلب کی صفائی اور اپنی مرضیات کو اللہ کی مرضیات کے تابع بنانے سے ہوتی ہے۔ سرہ۔ خالص، بے عیب۔

[3] بنگر۔ بداعمالی کے ساتھ قبر پر قبہ بنانے کی مثال یہ ہے کہ ایک رند کو اطلس کی قبا پہنا دی جائے در عذاب۔ بدکار اچھا لباس پہننے سے سکون قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ واں یکے۔ اگر نیک اعمال انسان، گدڑی میں بھی ہو تو اس کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ گفت۔ اس دانا ناصح نے مسافروں سے کہا۔

www.pdfbooksfree.pk

باگیاہ[1] و برگہا قانع شوید — در شکارِ پیل بچگاں کم روید
گھاس اور پتوں پر قناعت کرو — ہاتھی کے بچوں کو شکار کرنے کے درپے نہ ہو

من بروں کردم ز گردن وامِ نصح — جز سعادت کے بود انجامِ نصح
میں نے اپنی گردن سے نصیحت کا قرض اتار دیا — نصیحت کا نتیجہ نیک بختی کے سوا کب ہوتا ہے

من بہ تبلیغِ رسالت آمدم — تا رہانم مر شما را از ندم
میں پیغام پہنچانے آیا ہوں — تاکہ تمہیں شرمندگی سے رہائی دلادوں

ہین[2] مبادا کہ طمع تاں رہ زند — طمع برگ از نیہاتاں بر کند
خبردار! ایسا نہ ہو کہ لالچ تمہارا رہزن بنجائے — خوراک کا لالچ تمہیں جڑ سے اکھاڑ دے

ایں بگفت و خیر بادی کرد و رفت — گشت قحط و جوعِ شاں در راہ زفت
یہ کہا اور خدا حافظ کہہ کر چل دیا — قحط اور بھوک نے راستہ میں زور پکڑا

ناگہاں دیدند بر یک جادہ — پور فیلے فربہے نو زادہ
ایک راستہ پر انھوں نے اچانک دیکھا — ہاتھی کا بچہ، موٹا، نو عمر

اندر افتادند چوں گرگانِ مست — پاک خوردندش فرو شستند دست
وہ مست بھیڑیوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے — اس کو چٹ کر گئے (اور) انھوں نے ہاتھ دھوئے

آں یکے ہمرہ نخورد و پند داد[3] — کہ حدیثِ آں فقیرش بود یاد
ایک ساتھی نے نہ کھایا اور نصیحت کی — کیونکہ اس کو اس فقیر کی بات یاد تھی

از کبابش مانع آمد آں سخن — بخت نو بخشد ترا عقلِ کہن
وہ بات اس کے لئے اس کے کباب میں مانع بنی — پرانی عقل تجھے نیا نصیبہ عنایت کرتی ہے

پس بیفتادند و خفتند آں ہمہ — واں گرسنہ چوں شباں اندر رمہ
پھر وہ لیٹ گئے اور سب سو گئے — وہ بھوکا گلے میں چرواہے کی طرح تھا

دید فیلے سہمناکے در رسید — اوّلاً آمد سوئے حارس دوید
اس نے دیکھا کہ ایک خوفناک ہاتھی آپہنچا — پہلے آیا اور نگہبان کی طرف دوڑا

بوئے میکرد آں دہانش را سہ بار[3] — ہیچ بوئے زو نیامد ناگوار
اس کے منہ کو اس نے تین دفعہ سونگھا — اس کو کوئی ناگوار بو نہ آئی

چند بارے گرد او گشت و برفت — مر ورا نازرد آں شہ پیل نخفت
چند بار اس کے گرد چکر کاٹے اور چلا گیا — اس بڑے موٹے ہاتھی نے اس کو دستایا

[1] باگیاہ۔ بھوک کے وقت پتے اور گھاس کھالینا۔ ہاتھی کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ منم بروں۔ ناصح نے کہا میں نے نصیحت کا قرض ادا کر دیا۔ جز سعادت۔ نیک بخت ہی نصیحت قبول کرتا ہے۔

[2] ہین۔ لالچ کیوجہ سے ہاتھی کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ خیر بادی۔ یعنی رخصت کرتے وقت فی امان اللہ کہا۔ جادہ۔ بٹیا۔ دست۔ یعنی اسکے کباب کھاکر ہاتھ دھولئے۔

[3] پند داد۔ دوسروں کو نہ کھانے کی نصیحت کی۔ حدیث۔ بات۔ آں سخن۔ یعنی اس دانا کی نصیحت۔ واں گرسنہ۔ جس نے کباب نہ کھائے تھے وہ پاسبانی کرنے لگا۔ شباں۔ گلہ بان۔ رمہ۔ جانوروں کا گلہ۔ سہمناک۔ خوفناک۔ حارس۔ نگہبان۔ چند بار۔ یعنی ہاتھی نے اسکے کئی چکر کاٹے اور چل دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

پس لب ہر خفتہ را بوئے کرد
پھر اُس نے ہر سوئے ہوئے کے ہونٹ سونگھے

بوئے می آمد ورا[1] ازاں خفتہ مرد
اُس کو اُس سوئے ہوئے آدمی سے بُو آتی تھی

کز کباب پیل زادہ خوردہ بود
کیونکہ اُس نے ہاتھی کے بچّہ کے کباب کھائے تھے

بر درانید و بگشتش پیل زود
ہاتھی نے اُس کو پھاڑ دیا اور مار ڈالا

در زماں او یک بیک را زاں گروہ
اُس نے فوراً اُس گروہ میں سے ایک ایک کو

می درانید و نبودش زاں شکوہ
پھاڑ ڈالا اور اُس کو کوئی خوف نہ تھا

بر ہوا انداخت ہر یک را گزاف
وہ بے پروائی سے ہر ایک کو ہوا میں اُچھالتا

تا ہمی زد بر زمیں می شد شگاف
یہاں تک کہ وہ زمین پر آ گرتا اور پھٹ جاتا

اے خورندہ خونِ خلق از رہ بگرد
اے مخلوق کا خون پینے والے! واپس لوٹ

تا نیارد خونِ ایشانت نبرد
تاکہ اُن کا خون تیرے لئے معرکہ نہ پیدا کر دے

مالِ ایشاں خونِ ایشاں دان یقیں
یقینی طور پر اُن کے مال کو اُن کا خون سمجھ

زانکہ مال از زور آید در یمیں
اِس لئے کہ مال طاقت سے ہاتھ میں آتا ہے

مادرِ آں فیل بچگاں کیں کشد
ہاتھی کے بچوں کی ماں بدلہ لیتی ہے

فیل بچہ خوارہ را کیفر کشد
ہاتھی کے بچہ کے کھانے والے کو بدلے میں مار ڈالتی ہے

فیل بچہ می خوری اے پارہ خوار
اے رشوت خور! تو ہاتھی کا بچہ کھاتا ہے

ہم برآرد خصمِ فیل از تو دمار
ہاتھی کا محافظ تجھے برباد کر دے گا

بوئے[2] رسوا کرد مکر اندیش را
مکر کرنے والے کو بُو نے رسوا کیا

پیل داند بوئے بچہ خویش را
ہاتھی اپنے بچہ کی خوشبو پہچانتا ہے

آنکہ یابد بوئے حق را از یمن
وہ ذات جو اللہ کی خوشبو یمن سے سونگھ لے

چوں نیابد بوئے باطل از من
وہ میرے باطل کی بُو کو کیوں محسوس نہ کرے گی

مصطفیٰ چوں بوئے برد از راہِ دور
مصطفیٰ نے جب اس دور دراز راستہ سے بُو محسوس کر لی

چوں نیابد از دہانِ ما بخور
ہمارے مُنہ کی بو کیوں نہ محسوس کریں گے

ہم[3] بیابد لیک پوشاند زما
وہ محسوس کر لیتے ہیں لیکن ہم سے چھپاتے ہیں

بوئے نیک و بد برآید بر سما
اچھی اور بُری بو آسمان پر پہنچتی ہے

تو ہمی خیسی و بوئے آں حرام
تو سو جاتا ہے اور اُس حرام کی بُو

می زند بر آسمانِ سبز فام
نیلگوں آسمان پر پہنچتی ہے

---

[1] ورا۔ یعنی ہاتھی کو۔ شکوہ۔ خوف، ڈر۔ بر ہوا۔ ہاتھی نے ہر ایک کو ہوا میں اُچھالا اور وہ گر کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اے خورندہ اب مولانا نصیحت فرماتے ہیں تم ہو معرکہ، جنگ۔ مالِ ایشاں۔ کسی کے مال کو تباہ کرنا، جان کے تباہ کرنے کے برابر ہے۔ کیفر۔ جزا، بدلہ۔ پارہ خوار۔ رشوت خوار۔ خصمِ فیل۔ یعنی ہاتھی کی جانب سے لڑنے والا۔

[2] بوئے۔ مکار کو اُس کے مکر کی بُو رسوا کر دیتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے یمن کی طرف سے رحمان کی خوشبو آتی ہے۔ اِس میں حضرت اویس قرنیؓ کی طرف اشارہ ہے۔ بخور۔ بو۔

[3] ہم بیابد۔ ہمارے سب عیوب آنحضورؐ پر واضح ہیں لیکن پردہ پوشی فرماتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

ہمرہِ انفاسِ زشتت می شود
وہ تیرے بُرے سانسوں کے ساتھ ہو جاتی ہے

تا بہ بُوگیرانِ[1] گردوں می رود
یہاں تک کہ آسمان کے خوشبو سونگھنے والوں تک پہنچ جاتی ہے

بُوئے کبر و بُوئے خشم و بُوئے آز
تکبر کی بُو، غصہ کی بُو، حرص کی بُو

در سخن گفتن بیاید چوں پیاز
پیاز کی طرح بات کرنے میں محسوس ہو جاتی ہے

گر خوری سوگند من کے خوردہ ام
اگر تو قسم کھائے کہ میں نے کب کھائی ہے

از پیاز و سیر تقوے کردہ ام
پیاز اور لہسن سے میں پرہیز کرتا ہوں

آں دمت سوگند غمازی کند
اُس وقت قسم تیری چغلی کھائے گی

بر دماغ ہمنشیناں بر زند
(اور) ساتھیوں کے دماغ سے ٹکرائے گی

پس[2] دُعا ہا رد شود از بُوئے آں
اُس بُو کی وجہ سے دعائیں مردود ہوں گی

آں دلِ کژمی نماید در زباں
وہ دل کی کجی زبان پر نمایاں ہو جاتی ہے

اُخسَئُوا[3] آید جواب آں دُعا
اُس دعا کا جواب اِخسَئُوا آتا ہے

چوب رد باشد جزائے ہر دغا
ہر دغا بازی کا جواب مار کی لاٹھی ہوتی ہے

گر حدیثے کژ بود معنیت راست
اگر لفظ ٹیڑھے ہوں اور معنی سیدھے ہوں

آں کژی لفظ مقبولِ خداست
وہ لفظوں کی ٹیڑھ، اللہ کے یہاں مقبول ہے

ور بُود معنی کژ و لفظت نکُو
اور اگر معنی ٹیڑھے ہوں اور تیرے الفاظ اچھے ہوں

آں نکو لفظے نیرزد یک تسُو
وہ اچھے لفظ، دمڑی کے قابل بھی نہیں

در بیانِ خطائے محبّان کہ بہتر از صوابِ بیگانگاں ست نزدِ محبُوب

(دوستوں کی اس غلطی کے بیان میں، جو محبوب کے نزدیک غیروں کی ٹھیک بات سے بہتر ہے)

آں بلالِ[4] صدق در بانگِ نماز
وہ سچے بلال نماز کی اذان میں

حیّ را ہی خواند از رُوئے نیاز
(لفظ) حیّ کو ہا (ء) سے ہی پڑھتے تھے

تا بگفتند اے ہمیر نیت راست
یہاں تک کہ (کچھ) منافقوں نے کہا اے ہمیر (یہ) ٹھیک نہیں ہے

ایں خطا اکنوں کہ آغازِ بناست
یہ غلطی اس وقت کہ تعمیر کی ابتدا ہے

اے نبی و اے رسولِ کردگار
اے اللہ کے رسول اور نبی ﷺ

یک مؤذن کہ بُود افصح بیار
ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آیئے

عیب باشد اوّلِ دین و صلاح
دین اور نیکی کے شروع میں عیب ہوگا

لحن خواندن لفظِ حیّ علی الفلاح
لفظ حیّ علی الفلاح کو غلط پڑھنا

---

[1] بُوگیرانِ آن۔ وہ فرشتے جو بدکاروں کی بو سونگھ لیتے ہیں۔ بوئے کبر۔ تمام رذائل کی بدبو پیاز کی بو کی طرح پھیلتی ہے۔ گر خوری۔ اگر تو کھانے کا انکار بھی کرے گا تو اسکی بدبو تیرے خلاف گواہی دے گی۔ غمازی چغلی کھانا۔

[2] پس دعاہا۔ گناہوں کی بُو سے دعائیں مردود ہو جاتی ہیں اور دل کی کجی زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اِخسَئُوا۔ دور ہو جاؤ یہ کافروں کی پکار کے جواب میں کہا جائے گا۔ چوب زد۔ بھگانے کی لاٹھی۔ گر حدیثے۔ یعنی اخلاص کیساتھ نامناسب لفظ بھی مقبول بارگاہ ہیں۔ ور نبود۔ اگر دعا میں اخلاص نہیں ہے تو بہتر الفاظ بھی مردود ہیں۔ در بیاں۔ دوستوں کی غلطی بیگانوں کی اچھائی سے اچھی ہے۔

[3] بلال۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور مؤذن حیّ راہی یعنی لفظ حیّ علی الصلوٰۃ میں ہاء حطی کی بجائے ہائے ہوز کا تلفظ کرتے تھے۔ بگفتند منافقوں نے کہا۔ آغاز۔ یعنی اسلامی تعلیمات کی ابتدا ہے۔ افصح۔ یعنی ایسا مؤذن جو ہر حرف صحیح مخرج سے ادا کر سکے۔ لحن۔ پڑھنے کی غلطی۔

www.pdfbooksfree.pk

خشم[1] پیغمبر بجوشید و بگفت
پیغمبرؐ کا غصہ جوش میں آیا اور فرمائے

یک دو رمزے از عنایاتِ نہفت
ایک دو اشارے چھپی ہوئی عنایتوں میں سے

کاے خساں نزدِ خدا ہیّ بلالؓ
کہ اے کمینو! اللہ کے نزدیک بلالؓ کا ہیّ

بہتر از صد حیّ و قیل و قال
سو دو غل کے سیکڑوں حیّ اور حیّ سے بہتر ہے

وامشورانید تا من رازِ تاں
جوش نہ دلاؤ تاکہ میں تمہارے راز

واگویم زآخر و آغازِ تاں
اوّل اور آخر کے صاف نہ کہہ ڈالوں

گر نداری تو دمِ خوش در دعا
اگر تو دعا میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے

رو دعا می خواہ زاخوانِ صفا
جا صفائی والوں سے دعا کرائے

امر کردنِ حق تعالےٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ بدہانے خواں

اللہ تعالےٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دینا کہ مجھے اُس مُنہ سے پکار

مرا کہ بداں دہاں گناہ نکردہ باشی
جس مُنہ سے تو نے گناہ نہ کیا ہو

بہرِ ایں فرمود با موسیٰؑ خدا
اِس کے لئے اللہ تعالےٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا

وقتِ حاجت خواستن اندر دعا
دعا میں مراد مانگتے وقت

کاے کلیم اللہ زمن میجو پناہ
کہ اے کلیم! میری پناہ چاہ

بادہانے کہ نکردی تو گناہ
اُس مُنہ سے جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو

گفت موسیٰ من ندارم آن دہاں
موسیٰؑ نے عرض کیا میرا وہ مُنہ نہیں ہے

گفت مارا از دہانِ غیر خواں
فرمایا ہمیں دوسرے کے مُنہ سے پکار

از دہانِ غیر کے کردی گناہ
دوسرے کے مُنہ سے تو نے کب گناہ کیا ہے

از دہانِ غیر برخواں کاے الٰہ
دوسرے کے مُنہ سے کہہ کہ اے خدا

آنچناں کُن کاں دہانہا مر ترا
ایسا کر کہ وہ مُنہ تیرے لئے

در شب و در روزہا آرد دعا
رات اور دن دعائیں کریں

از دہانے کہ نکردستی گناہ[2]
اُس مُنہ سے جس سے تو نے کبھی گناہ نہیں کیا

آں دہانِ غیر باشد عذر خواہ[3]
وہ دوسرے کا مُنہ تیرا عذر خواہ ہوگا

یا دہانِ خویشتن را پاک کن
یا اپنے مُنہ کو پاک کر

روحِ خود را چابک و چالاک کن
(اور) اپنی روح کو چست و چالاک بنا

[1] خشم۔ منافقوں کے اعتراض سے آنحضورؐ کو غصہ آیا۔ عنایات۔ جو حضرت بلالؓ پر تھیں۔ ہیّ بلالؓ۔ یعنی بلالؓ کا لفظ حیّ کی بجائے ہیّ کہنا اُس حیّ کہنے سے بہتر ہے جس میں اخلاص نہ ہو۔ گرنداری یہ غرض کہ دعا کی قبولیت کیلئے اخلاص شرط ہے، اگر خود میں اخلاص نہ ہو تو مخلصین سے دعا کرائے۔

[2] امر کردن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر خود میں اخلاص نہ ہو تو مخلصین سے دعا کرائے۔ حکم حضرت موسیٰؑ۔ آں دہاں۔ یعنی وہ مُنہ جس سے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ از دہانِ غیر۔ اگر وہ مُنہ گنہگار بھی ہو تو تم نے تو اُس مُنہ کے ذریعہ گناہ نہیں کیا۔ آنچناں۔ یعنی لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو کہ وہ دعائیں کریں۔

[3] گناہ۔ دعا کرنے کے لئے ایسے مُنہ کی ضرورت تھی جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو اور وہ تیرے پاس نہیں ہے تو غیر کا مُنہ تیری اِس مجبوری کیلئے عذر خواہ ہو جائے گا۔ یا دہاں۔ اپنے مُنہ سے دعا کرنی ہے تو اُس کو اور روح کو پاک کر لینا چاہیئے۔

www.pdfbooksfree.pk

ذکرِ حق[1] پاکست چوں پاکی رسید — رخت بر بندد بروں آید پلید
اللہ (تعالیٰ) کا ذکر پاک ہے جب پاکی حاصل ہوئی — ناپاکی بوریا بستر باندھ لیتی ہے باہر ہو جاتی ہے

می گریزد ضدّہا از ضدّہا — شب گریزد چوں برافروزد ضیا
ضدیں، ضدوں سے گریز کرتی ہیں — رات بھاگ جاتی ہے جب روشنی نمودار ہوتی ہے

چوں درآید نامِ پاک اندر دہاں — نے پلیدی ماند و نے آں دہاں
جب (اللہ تعالےٰ کا) پاک نام منہ میں آتا ہے — نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ وہ منہ رہتا ہے

دربیانِ آنکہ اللہ گفتنِ نیازمند عین لبّیک گفتنِ حق ست
اس کا بیان کہ نیازمند کا اللہ کہنا — اللہ کا لبّیک کہنا ہے

آں[2] یکے اللہ می گفتے شباں — تا کہ شیریں می شد از ذکرش لباں
ایک شخص رات کو اللہ اللہ کہتا تھا — یہاں تک کہ ذکر سے اسکے ہونٹ میٹھے ہوئے تھے

گفت شیطانش خموش اے سخت جان! — چند گوئی آخر اے بسیار گو
شیطان نے اُس سے کہا اے سخت جان! چپ — اے بت بنے! آخر کب تک کہے گا

ایں ہمہ اللہ گوئی از غرور — خود یکے اللہ را لبّیک کو
یہ سب تو غرور سے اللہ اللہ کہتا ہے — اللہ کی جانب سے ایک بھی لبّیک کہاں ہے؟

می نیاید یک جواب از پیش تخت — چند اللہ می زنی بارِ وئے سخت
پیشگاہِ خداوندی سے ایک جواب بھی نہیں آتا ہے — تو سخت روئی سے کتنی بار اللہ کی ضرب لگائے گا

اُو شکستہ دل شد و بنہاد سر — دید در خواب اُو خضر را در خضر
وہ دل شکستہ ہو گیا اور لیٹ گیا — اُس نے خواب میں (حضرت) خضر کو سبزہ زار میں دیکھا

گفت ہیں! از ذکر چوں وا ماندۂ — چوں پشیمانی ازاں کش خواندۂ
انھوں نے کہا ہیں! تو ذکر سے کیوں رُک گیا — تو اُس سے کیوں شرمندہ ہے کہ اُس کو پکارتا تھا

گفت لبّیکم[3] نمی آید جواب — زاں ہمی ترسم کہ باشم ردِّ باب
اُس نے کہا جواب میں میرے پاس لبّیک نہیں آتا ہے — اِس سے میں خوفزدہ ہوں کہ میں مردودِ بارگاہ ہوں

گفت خضرش کہ خدا گفت اے ممتحن — کہ برو با اُو بگو اے آزمائش میں پڑنے والے
اُس سے (حضرت) خضر نے کہا کہ خدا نے یہ مجھ سے کہا ہے — کہ جا اُس سے کہو اے آزمائش میں پڑنے والے

گفت آں اللہ تو لبّیکِ ماست — آں نیاز و درد و سوزت پیکِ ماست
وہ تیرا اللہ (کہنا بھی) ہماری لبّیک ہے — وہ عاجزی اور تیرا درد و سوز ہی ہمارا قاصد ہے

[1] ذکرِ حق۔ روح کے پاک کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ذکر کی پاکی اُس میں داخل کر دو ناپاکی خود بھاگ جائے گی۔

[2] آں یکے۔ یعنی شب کو ذکر خداوندی کرتا تھا۔ لبّیک یہ پکارنے والے کو جواب دیا جاتا ہے جس کے معنی ہیں میں حاضر ہوں۔ تخت یعنی عرشِ باری۔ خضر حضرت خضر کو اِسوجہ سے خضر کہا گیا ہے کہ اُن کی کرامت یہ ہے کہ جہاں کہیں بیٹھ جاتے ہیں سبزہ اُگ جاتا ہے۔

[3] لبّیکم۔ یعنی لبّیک کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی جانب سے میرے پاس جواب نہیں آتا ہے اِس سے مجھے یہ خیال ہو گیا ہے کہ میں مردودِ بارگاہ ہوں۔ ممتحن مبتلا۔ گفت۔ اللہ کا اپنی یاد میں لگا لینا ہی اُس کی جانب سے لبّیک ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

۱۵ نے ترا در کار من آوردہ ام
کیا میں نے تجھے (اپنے) کام میں نہیں لگا رکھا ہے

نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام
کیا میں نے تجھے ذکر میں مشغول نہیں کر رکھا ہے

حیلہا و چارہ جوئیہائے تو
تیری تدبیریں اور کوششیں

جذب ما بود و کشادایں پائے تو
ہماری کشش (نے) تھیں اور اس نے تیرے پاؤں کھولے

ترس و عشقِ تو کمندِ لطف ماست
تیرا خوف اور عشق ہماری مہربانی کی کمند ہے

زیرِ ہر یارب تو لبیکہاست
تیرے ہر یارب کہنے میں ہماری لبیکیں ہیں

جانِ جاہل زیں دعا جزو دور نیست
جاہل کی جان اِس دعا سے دور ہی ہے

زانکہ یارب گفتنش دستور نیست
کیونکہ یارب کہنا اُس کی عادت نہیں ہے

بر دہان و بر دلش قفل ست و بند ۱۲
اُس کے مُنہ اور دل پر تالا اور بند ہے

تا ننالد با خدا وقتِ گزند
تاکہ تکلیف کے وقت خدا سے نالہ نہ کر سکے

داد مر فرعون را صد مُلک و مال
فرعون کو سیکڑوں مُلک اور مال دیئے

تا کہ کرد او دعویِ عزّ و جلال
یہاں تک کہ اُس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا

در ہمہ عمرش ندید او درد سر ۱۳
اپنی تمام عمر اُس نے سر کا درد نہ محسوس کیا

تا ننالد سوئے حق آں بدگہر
تاکہ وہ بداصل اللہ کی جناب میں نالہ نہ کر سکے

داد او را جملہ مُلکِ ایں جہاں
اُس کو اِس دنیا کی تمام سلطنت دے دی

حق نداد ش درد و رنج و اندُہاں
اللہ نے اُس کو درد اور رنج اور غم نہ دیئے

درد آمد بہتر از مُلکِ جہاں
درد دنیا کی دولت سے بہتر ہے

تا بخوانی مر خدا را در نہاں
تاکہ تو تنہائی میں خدا کو پکارے

زانکہ در درد و رنج و بارِ اندھاں
اِس لئے کہ درد اور رنج اور غموں کا بوجھ

شد نصیبِ دوستانش در جہاں
دنیا میں اُس کے دوستوں کا حصّہ ہے

خواندنِ بے درد از افسردگی ست
بغیر درد کے پکارنا افسردگی ہے

خواندنِ با درد از دل بُردگیست
درد کے ساتھ پکارنا دلربائی کی وجہ سے ہے

آں کشیدن زیرِ لب آواز را
دبے ہونٹوں آواز نکالنا

یاد کردن مبدء و آغاز را
مبدء اور شروع کو یاد کرنا ہے

آں شدہ آواز صافی و حزیں
وہ آواز صاف اور غمناک ہو چکی ہے

کاے خدا اے مُستغاث و اے مُعیں
اے خدا! اے مددگار! اے مُعین!

۱۵ نے ترا۔ کسی شخص کو عبادت کی توفیق ہونا اللہ کی جانب سے قبولیت کی دلیل ہے یہ اللہ کا کرم ہی ہے کہ وہ اپنی یاد میں لگا دے۔ جذب۔ کشش۔ ترس۔ اللہ کا عشق اُسکی رحمتوں کو متوجہ کر دیتا ہے تو دعا کرنے والے کا ایک بار یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے چند بار لبیک کہنا ہوتا ہے۔

۱۲ بر دہاں۔ جس سے خدا ناراض ہوتا ہے اُسکو کبھی بھی دعا کی توفیق نہیں ہوتی۔ دردِ سر اللہ نے اُسکو دردِ سر سے بھی محروم رکھا اور دعا کا سبب بنایا۔

۱۳ داد او را۔ بیماری جو اللہ کی طرف رجوع کر دے اللہ کی ایک رحمت ہے حدیث شریف ہے اللہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اُس کو مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اُسکی عاجزی کو سُنے۔ اندھاں۔ اندوہ کی جمع، غم۔ خواندن۔ بے دردی کے ساتھ دعا افسردگی کا نتیجہ ہے درد کے ساتھ دعا عشق کا نتیجہ ہے۔ آں کشیدن۔ گھٹ گھٹ کر رونا۔ مبدء اور آغاز کی یاد سے ہوتا ہے۔ آں شدہ۔ جب انسان درد کی حالت میں اے خدا اے مستغاث کہتا ہے تو اُس کی آواز صاف ہوتی ہے اور اُسمیں حُزن کی کیفیت ہوتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

نالۂ[1] سگ در رہش بے جذبہ نیست
اسکے راستہ میں کتے کا رونا بھی بغیر جذبہ کے نہیں ہے

زانکہ ہر راغب اسیر رہزنیست
اس لئے کہ ہر رغبت کرنے والا ایک رہزن کا قیدی ہے

چوں سگ کہفے کہ از مُردار رُست
اصحاب کہف کے کتے کی طرح جس نے مُردار سے نجات

بر سرِ خوانِ شہنشاہاں نشست
شہنشاہوں کے خوان پر بیٹھ گیا

تا قیامت می خورد او پیشِ غار
وہ غار کے سامنے قیامت تک بیٹھا ہے

آبِ رحمت عارفانہ بے تغار
عارفانہ آبِ حیات بغیر پیالے کے

اے بسا سگ پوست کو را نام نیست
اے مخاطب بہت سے معمولی لباس والے ہیں جنکا ذکر بھی

لیک اندر پردہ بے آں جام نیست
لیکن در پردہ وہ اُس جام کے بغیر نہیں ہیں

جاں[2] بدہ از بہرِ آں جام اے پسر
اے صاحبزادے! اُس جام کے لئے جان دیدے

بے جہاد و صبر کے باشد ظفر
بغیر جہاد اور صبر کے فتح کب ہوتی ہے

صبر کردن بہرِ ایں نبود حَرَج
اس (جام) کیلئے صبر کرنے میں کوئی خرابی نہیں ہے

صَبِّر کُن کالصَّبرُ مفتاحُ الفَرَج
صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

زیں کمیں بے حزم و صبر کے کس بجست
اس گھات سے بغیر احتیاط اور صبر کے کوئی نہیں بچ سکا

حزم را خود صبر آمد یاور دست
احتیاط کے لئے صبر خود ہاتھ پاؤں ہے

حزم کُن از خود کیں سہ رہ گیاہ است
کھانے میں احتیاط بہت کیونکہ یہ زہریلی گھاس ہے

حزم کردن زور و نورِ انبیاست
احتیاط کرنا انبیاء کی طاقت اور نور ہے

کاہ[3] باشد کوہ بہر بادے جہد
گھاس ہے جو ہر ہوا سے ہلتی ہے

کوہ کے ہر باد را وزنے نہد
پہاڑ ہر ہوا کو کب جانچتا ہے

ہر طرف غولے ہمی خواند ترا
چھلاوا ہر جانب سے تجھے پکارتا ہے

کاے برادر راہ خواہی ہیں بیا
کہ اے بھائی! راستہ چاہتا ہے خبردار آجا

رہنمایم ہمرہت باشم رفیق
راستہ دکھاؤں گا اور تیرا رفیقِ سفر رہوں گا

من قلاوزم دریں راہِ دقیق
میں اِس باریک راستہ میں تیرا رہنما ہوں

نے قلاوز ست و نے رہ داند او
وہ نہ راہنما ہے، نہ راستہ جانتا ہے

یوسفا کم رو سوئے آں گرگ خو
اے یوسف! اس بھیڑیا صفت کی طرف نہ جا

حزم آں باشد کہ نفریبد ترا
احتیاط یہی ہے کہ تجھے فریب نہ دے سکیں

چرب و نوشِ دامہائے ایں سرا
اِس دنیا کے چکنے اور شیریں جال

[1] نالۂ سگ۔ جب جذبۂ الٰہی طاری ہوتا ہے تب ہی انسان حد کے ساتھ گریہ کرتا ہے۔ جیسا سگ اصحاب کہف کے کتے میں جذب پیدا ہو گیا تھا۔ تا قیامت۔ قطمیر برابر مے وحدت پی رہا ہے آئے بسا ہبت سے اہل اللہ ایسے ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا۔

[2] جاں بدہ۔ جامِ محبت کی طلب میں صبر کے ساتھ جان دینی چاہیئے۔ صبر کردن۔ مجاہدات میں صبر سے کام لیتا ہے تو فتح یاب ہوتا ہے اور جامِ محبت حاصل ہو جاتا ہے۔ کمین۔ گھات۔ حزم۔ احتیاط، دنیاوی معاملات میں احتیاط اور پختہ کاری سے کام لینا ضروری ہے ذرا سی غفلت انسان کو منزل سے بہت دور کر دیتی ہے۔

[3] کاہ باشد۔ ہر خواہشِ نفس کا نامہ تنکے کی طرح ہے انسان کو کوہ گراں ہونا چاہیئے۔ ہر طرف شیطان طرح طرح سے انسان کو دھوکے دیتا ہے۔ قلاوز۔ راہنما۔ یوسفا۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ بھیڑیے کا تصور عام شاعرانہ تخیل ہے۔ حزم۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں نہ آئے۔

www.pdfbooksfree.pk

کہ نہ چربے دارد و نے نوش او
نہ اُن میں چکنائی ہے، نہ مٹھاس

سحر خواند می دمد در گوش او
وہ منتر پڑھتا ہے (اور) تیرے کان میں پھونکتا ہے

کہ بیا مہمانِ ما اے روشنی[51]
کہ آجا اے ہمارے مہمان اور (گھر کی) روشنی

خانہ آنِ تست و تو آنِ منی
گھر تیرا ہے اور تو میرا ہے

حزم آں باشد کہ گوئی تخمہ ام
احتیاط یہ ہوگی کہ تو کہے میں بدہضمی میں ہوں

یا سقیم و خستۂ ایں دخمہ ام
یا (کہے) میں اِس قبرستان کا بیمار اور زخمی ہوں

یا سرم درد ست و دردِ سر ببر
یا (کہے) میرے سر میں درد ہے اور دردِ سر دور کر دے

یا مرا خواند ست آں خالو پسر
یا (کہے) مجھے ماموں کے بیٹے نے بُلایا ہے

زانکہ[52] یک نوشت دہد بانیشہا
کیونکہ وہ تجھے ایک شہد بہت سے زخموں کیساتھ دیگا

کہ بکارد در تو نوشش ریشہا
اُس کا شہد تجھ میں بہت سے زخم پیدا کر دے گا

زر اگر پنجاہ و گر شصتت دہد
وہ اگر پچاس یا ساٹھ اشرفیاں تجھے دے

ماہیا او گوشت در رشتت نہد
اے مچھلی وہ کانٹے میں تیرے لئے گوشت لگا رہا ہے

گر دہد خود کے دہد آں پُر حیل
اگر وہ حیلہ باز کچھ دیتا بھی ہے تو کہاں دیتا ہے

جوز پوسید ست و گفتار دغل
(اسکے) اخروٹ سڑے ہوئے ہیں اور باتیں مکاری کی ہیں

ز غرش زر مغز و عقلت را برد
اشرفیوں کی گمگھنا ہٹ تیرے دماغ اور عقل کو زائل کر دیتی ہے

صد ہزاراں عقل را یک نشمرد
لاکھوں عقلوں کو ایک بھی نہیں سمجھتی ہے

یارِ[53] تو خرجینِ تست و کیسہ ات
تیرا دوست تیرا توشہ دان اور تیری تھیلی ہے

گر تو را ایں مجو جز ویسہ ات
اگر تو رامین ہے اپنی ویسہ کے علاوہ کسی کو نہ چاہ

ویسہ و معشوق تو ہم ذاتِ تست
تیری ویسہ اور معشوق تیری ہی ذات ہے

ویں بروں نیہا ہمہ آفاتِ تست
اور یہ بیرونی چیزیں سب تیری مصیبتیں ہیں

حزم آں باشد کہ چوں دعوت کنند
احتیاط یہ ہے کہ جب تجھے بُلائیں

تو نگوئی مست و خواہانِ من اند
تو یہ نہ کہنا وہ عاشق اور میرے خواہاں ہیں

دعوتِ ایشاں صفیرِ مرغ داں
اُن کی دعوت کو پرندوں کی سیٹی سمجھ

کہ کند صیاد در مکمن نہاں
جو شکاری گھات میں چھپ کر بجاتا ہے

مرغِ مُردہ پیش بنہادہ کہ ایں
مرا ہوا پرندہ اس نے آگے رکھ لیا ہے کہ یہ

می کند ایں بانگ و آوازِ حزیں
آواز اور فریاد اور نالہ کر رہا ہے

---

[51] اے روشنی۔ یعنی اے گھر کی روشنی۔ تخمہ ام۔ یعنی شیطان کے لالچ میں نہ آئے اور مختلف بہانے کرکے اُس کے دامِ فریب سے بچ جائے۔ دخمہ۔ قبرستان۔

[52] زانکہ۔ شیطان کے خوشنما فریب میں سینکڑوں مضرتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ گردہد۔ اُس کی عطا بھی پُر فریب ہے۔ آخر وہ دنیا کی دولت کی جھنکار انسان کی عقل کو اندھا کر دیتی ہے۔

[53] یارِ تو۔ قدرت نے انسان کو جو کچھ دیا ہے اُس پر قناعت کرے۔ رامین۔ عرب کا مشہور عاشق۔ ویسہ۔ عرب کی مشہور معشوقہ کا نام۔ حزم آں باشد۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ خارجی عوامل کی طرف دھیان نہ دے اور ان کو دھوکا سمجھے۔ مکمن۔ گھات۔ حنین۔ رونے کی آواز۔

www.pdfbooksfree.pk

مُرغِ پندار[1] دکہ جنسِ اوست آں
پرندے سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا ہم جنس ہے

جمع آید بر درِ دشاں پوست آں
وہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ اُنکی کھال اُدھیڑ دیتا ہے

جُز مگر مُرغے کہ حَزمش داد حق
سوائے اُس پرندے کے جس کو خدا نے عقل دیدی ہو

تا نگردد گیج ازاں دانہ و مُلق
تاکہ اُس دانہ اور خوشامد سے احمق نہ بنے

ہست بے حَزمی پشیمانی یقیں
بے احتیاطی یقیناً پشیمانی ہے

حَزم را مگزار و محکم کُن تو ایں
احتیاط کو نہ چھوڑ تو اِس کو مضبوط کرلے

زانکہ بے حَزمی شقاوت بَر دہد
اِس لئے کہ بے احتیاطی بدبختی کا پھل دیتی ہے

دیں رَود از دست و دردِ سَر دہد
دین ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور دردِ سر پیدا کرتی ہے

بشنو[2] ایں افسانہ را در شرحِ ایں
اِس کی تشریح میں یہ قصہ سُن لے

تا شوی حازِم برائے حفظِ دیں
تاکہ تو دین کی حفاظت کیلئے پختہ کار بنجائے

فریفتنِ روستائی شہری را و بدعوت
ایک دیہاتی کا ایک شہری کو فریفتہ کرنا اور خوشامد
خواندن بہ لابہ و اِلحاح
اور عاجزی سے دعوت دینا

اے برادر بود اندر ما مضیٰ
اے بھائی! گذشتہ (زمانہ) میں تھا

شہری بار روستائی آشنا
ایک شہری ایک دیہاتی کا دوست

روستائی چوں سوئے شہر آمدے
دیہاتی جب شہر میں آتا

خرگہ اندر کوئے آں شہری زدے
اُس شہری کے کوچے میں مقیم ہوتا

دو مہ و سہ ماہ مہمانش شدے
دو تین مہینے اُس کا مہمان ہوتا

بر دکانِ اُو و بر خوانش بدے
اُس کی دُکان اور اُس کے دسترخوان پر رہتا

ہر حوائج[3] را کہ بودش آں زماں
اُس کی اُس وقت جو ضرورتیں ہوتیں

راست کردے مردِ شہری رائگاں
وہ شہری مفت مُہیا کرتا

رُو بشہری کرد و گفت اے خواجہ تو
وہ (دیہاتی) شہری کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جناب!

ہیچ می نائی سوئے دہ فرجہ جو
تفریح کے لئے آپ کبھی گانوں میں نہیں آتے ہیں

اللہ اللہ جملہ فرزنداں بیار
خدا کے لئے تمام بچوں کو لائیے

کایں زمانِ گلشن ست و نوبہار
کیونکہ یہ موسم، باغ اور نوبہار کا ہے

[1] مُرغِ پندار: خیالی مُردہ جانور سامنے رکھکر اُسکی بولیاں بولتا ہے دوسرے پرند اُس سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ محمد۔ احمق ملق۔ چاپلوسی۔

[2] بشنو: اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شہری نے احتیاط سے کام نہ لیا اور دیہاتی کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر پریشان ہوا۔ خوشامد۔ اِلحاح۔ اصرار۔ ماضی۔ جو کہ گذرا۔ روستائی۔ دیہاتی۔ خرگہ۔ خیمہ۔ جھونپڑے۔ دکان پر ٹھہرتا اور اُسکے یہاں کھانا کھاتا۔

[3] حوائج۔ ضروریات۔ رائگاں۔ مفت۔ فرجہ۔ تفریح۔ گلشن۔ باغ۔

www.pdfbooksfree.pk

یا بتابستاں[1] بیا وقتِ ثمر
یا گرمیوں میں پھل کے وقت آیئے

تا بہ بندم خدمتت را من کمر
تاکہ میں آپ کی خدمت میں کمربستہ ہو جاؤں

خیل و فرزندان و قومت را بیار
خاندان اور بچوں اور اپنی قوم کو لائیے

در دہِ ما باش سہ ماہ و چہار
ہمارے گاؤں میں تین چار مہینے رہیئے

در بہاراں خطۂ دہ خوش بود
بہار کے موسم میں گاؤں کا علاقہ اچھا ہوتا ہے

کشت زار و لالہ و دلکش بود
کھیتیاں اور دلکش لالہ ہوتا ہے

وعدہ داد ے شہری او را دفعِ حال
ٹالنے کے لئے شہری اُس سے وعدہ کر لیتا

تا برآمد بعدِ وعدہ ہشت سال
یہانتک کہ وعدے ہی وعدے میں آٹھ سال گزر گئے

او بہر سالے ہمی گفتے کہ کے
وہ (دیہاتی) ہر سال کہتا کہ کب

عزم خواہی کرد کامد ماہِ دے
آپ ارادہ کرینگے، خزاں کا موسم آگیا

او بہانہ ساختے کامسال ماں
وہ (شہری) بہانہ بنا دیتا کہ اس سال ہمارے

از فلاں خطہ بیاید میہماں[2]
فلاں علاقے کا مہمان آئے گا

سالِ دیگر گر توانم وارہید
اگر آئندہ سال نجات پاؤں گا

از مہمات آں طرف خواہم دوید
ضروریات سے، اُدھر آؤں گا

گفت ہستند آں عیالم منتظر
اُس (دیہاتی) نے کہا میرے بال بچے منتظر ہیں

بہرِ فرزندانِ تو اے اہلِ بر
آپ کے بچوں کے، اے کرم فرما!

باز ہر سالے چو لگلگ آمدے
پھر وہ ہر سال لقلق کی طرح آجانا

تا مقیمِ قبۂ شہری شدے
شہری کے گھر مقیم ہو جاتا

خواجہ ہر سالے زر و مالِ خویش
خواجہ (شہری) ہر سال اپنا روپیہ پیسہ

خرج او کردے کشادے بالِ خویش
اُس پر خرچ کرتا، اپنا دل کھول دیتا

آخریں کرت سہ ماہ آں پہلواں
آخری مرتبہ اُس سخی نے تین مہینے

خواں نہادش بامداد ان و شباں
صبح اور شام اُس کے لئے دسترخوان بچھایا

از خجالت باز گفت او خواجہ را
اُس (دیہاتی) نے خواجہ (شہری) سے شرمندگی سے کہا

چند وعدہ چند بفریبی مرا
آپ کتنے وعدے اور کتنا دھوکا دینگے

گفت خواجہ جسم و جانم وصل جوست
خواجہ (شہری) نے کہا میرا جسم اور جان ملنے کے

لیک ہر تحویل[3] اندر حکمِ اوست
لیکن ہر نقل و حرکت اللہ کے قبضہ میں ہے

[1] تابستاں۔ موسم گرما۔ ثمر پھل۔ خیل۔ قبیلہ، گروہ۔ دفعِ حال۔ دفع الوقتی۔ دے۔ یعنی موسم بہار گذر کر موسم خزاں آگیا۔

[2] بیاید۔ یعنی چونکہ مہماں کی آمد کی مجبوری ہے لہذا سفر نہ کر سکوں گا۔ مہمات۔ ضروریات۔ برزیگی۔ لگلگ۔ لقلق۔ آبی پرندوں کی ہر ملک میں آمد و رفت مقررہ مہینوں میں ہوتی ہے۔ بال۔ بازو، دل۔ پہلوان۔ بہادر، سخی۔

[3] تحویل۔ بدلنا، نقل و حرکت کرنا۔

www.pdfbooksfree.pk

آدمی چوں کشتی ست و بادباں
انسان کشتی اور بادبان جیسا ہے

تا کے آرد باد را آں بادراں[1]
(دیکھیں) وہ ہوا چلانے والا ہوا کب چلائے

باز سوگند آں بداد ش کاے کریم
اس (دیہاتی) نے اس (شہری) کو پھر قسم دی

گیر فرزنداں بیا بنگر نعیم
اولاد کو لیجئے، آیئے، مزے دیکھئے

دستِ اُو بگرفت سہ کرت بعہد
تین مرتبہ عہد کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا

کا للہ اللہ زود آ ہنگائی جہد
کہ خدا کے لئے جلد آیئے، کوشش کیجئے

بعدِ دہ سال و ہر سالے چنیں
دس سال بعد، اور ہر سال اسی طرح کی

لابہا و وعدہائے شکریں
خوشامدیں اور شیریں وعدے

کودکانِ خواجہ گفتند اے پدر
خواجہ (شہری) کے بچوں نے کہا، اے ابا جان!

ماہ و ابرو سایہ ہم دارد سفر
چاند اور ابر اور سایہ بھی سفر کرتے ہیں

حقہا[2] بروے تو ثابت کردہ
آپ نے اس (دیہاتی) پر حقوق قائم کر دیئے ہیں

رنجہا در کارِ اُو بس بُردہ
اس کے معاملے میں بہت سی تکلیفیں اٹھائی ہیں

اُو ہمی خواہد کہ بعضے حق آں
وہ چاہتا ہے کہ ان میں سے بعض حق

واگزارد چوں شوی تو میہماں
ادا کرے جب آپ مہمان ہوں

بس وصیت کرد ما را اُو نہاں
اس (دیہاتی) نے ہم سے در پردہ بہت اصرار کیا ہے

کہ کشید ش سوئے دہ لابہ کناں
کہ اس (آپ) کو خوشامد کر کے گاؤں کھینچ لائیں

گفت حق ست ایں ولے اے سیبتو
اس (شہری) نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن اے سیبو

اِتَّقِ مِنْ شَرِّ مَنْ اَحْسَنْتَ اِلَیْہِ
اس شخص کے شر سے بچنا جس کے ساتھ تو نے احسان کیا ہے

دوستی[3] تخمِ دمِ آخر بود
دوستی آخری وقت کا بیج ہوتی ہے

ترسم از وحشت کہ آں فاسد شود
میں ڈرتا ہوں ناخوشی کی وجہ سے وہ بیج سڑ نہ جائے

صحبتے باشد چو شمشیرِ قطوع
ایک میل ملاپ قطاں تلوار کی طرح ہوتا ہے

ہمچو دے در بوستاں در زرع
جیسا کہ دے کا مہینہ باغ اور کھیتوں کے لئے

صحبتے باشد چو فصلِ نوبہار
ایک میل ملاپ نو بہار فصل کی طرح ہوتا ہے

زُو عمارتہا و دخلِ بے شمار
جس سے آبادیاں اور بیشمار آمدنی (ہوتی ہے)

حزم آں باشد کہ ظنِ بد بری
احتیاط یہ ہے کہ تو بدگمانی کرے

تا گریزی و شوی از بد بری
تاکہ تو گریز کرے اور برائی سے بری ہو جائے

[1] بادراں۔ ہوا چلانے والا یعنی اللہ تعالیٰ کرت۔ بار مرتبہ
[2] حقہا۔ چونکہ تو نے اسکی بہت خدمت کی ہے وہ اسکا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ بس وصیت۔ ہم سے چپکے سے کہہ گیا ہے ہم آپ کی خوشامد کر کے اس کے گاؤں میں لے آئیں۔ سیبو یہ۔ مشہور نوی گذرا ہے یہاں مخاطب عقلمند مراد ہے۔
[3] دوستی۔ یعنی دوستی بھی ان نیکیوں میں سے ہے جو انسان کے آخری وقت میں کام آتی ہیں۔ وحشت۔ یعنی دوستی اگر نفرت سے بدل گئی۔ صحبتے۔ یعنی میل جول دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہے جو دوستی ٹوٹ جانے کا سبب بنتا ہے۔ دوسرا وہ ہوتا ہے جس سے دوستی میں مزید مضبوطی آتی ہے۔ ذخل۔ آمدنی۔ ظنِ بد۔ یعنی یہ خیال کرے کہ یہ میل جول دوستی توڑ دے گا۔

www.pdfbooksfree.pk

حزم سوء الظن[1] فرمود آں رسول
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے احتیاط بدگمانی ہے

ہر قدم را دام می داں اے فضول
اے فضول! ہر قدم کو جال سمجھ

روئے صحرا ہست ہموار و فراخ
صحرا کا میدان ہموار اور فراخ ہے

ہر قدم دامے ست کم راں گو تاخ
(لیکن) ہر قدم پر جال ہے بے پروائی سے نہ چل

آں بزِ کوہی دود کہ دام کو
پہاڑی بکرا دوڑتا ہے کہ جال کہاں ہے؟

چوں بتازد دامش افتد در گلو
جب دوڑتا ہے جال اسکے گلے میں پھنس جاتا ہے

آنکہ می گفتی کہ کو اینک ببیں
تو نے جو یہ کہا تھا کہ کہاں ہے؟ یہ ہے دیکھ

دشت میدیدی نمیدیدی کمیں
تو نے جنگل دیکھا گھات کو نہ دیکھا

بے کمین و دام و صیاد اے عیار
اے چالاک! گھات اور جال کے بغیر

دنبہ کے باشد میانِ کشت زار
کھیت میں دنبہ کب ہوتا ہے

آنکہ[2] گستاخ آمد نداند در زمیں
جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں

استخواں و کلہاشاں را ببیں
اُن کی ہڈیاں اور جبڑے دیکھ

چوں بگورستاں روی اے مرتضیٰ
اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے

استخواں شاں را بپرس از ماضیٰ
اُن کی ہڈیوں سے گذشتہ واقعات پوچھ لے

تا بظاہر بینی آں مستانِ زور
تاکہ کھلے طور پر دیکھ لے کہ وہ طاقت سے بدمست

چوں فرو رفتند در چاہِ غرور
دھوکے کے کنوئیں میں کس طرح گرے ہیں

چشم[3] اگر داری تو کور انہ میا
اگر تیرے آنکھیں ہیں تو اندھا بن کر نہ آ

ور نداری چشم دست آور عصا
اگر آنکھیں نہیں ہیں تو لکڑی ہاتھ میں لے

آں عصائے حزم و استدلال را
وہ احتیاط اور استدلال کی لاٹھی

چوں نداری دیدہ می کن پیشوا
جب تیرے پاس نہیں ہے (کسی کی) آنکھ کو پیشوا بنا لے

در عصائے حزم و استدلال نیست
اگر پختہ کاری اور استدلال کی لاٹھی نہیں ہے

بے عصا کس در سرِ ہر رہ مایست
لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر ہر راستہ پر نہ کھڑا ہو

گام زانساں نہ کہ نابینا نہد
پاؤں اس طرح رکھو جس طرح اندھا رکھتا ہے

تا کہ پائے از سنگ و از چہ وارہد
تاکہ پاؤں پتھر اور کنوئیں سے نجات پا جائے

[1] سوء الظن۔ بدگمانی۔
گستاخ۔ گستاخ، بے پروا۔ کہ دام کو۔ بکرا زبانِ حال سے کہتا ہے۔ عیار۔ ہوشیار۔ دنبہ۔ چکدی، مجازاً خاص قسم کا بکرا جس کے چکدی ہوتی ہے۔

[2] آنکہ گستاخ۔ جن لوگوں نے حزم سے کام نہ لیا انہی سرکشوں کا انجام اُن کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں سے معلوم کرلو۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ۔ ماضیٰ۔ گذشتہ۔ تا بظاہر۔ قبرستان جاکر کھلم کھلا اغرور کے نشہ سے مست لوگوں کا انجام دیکھ لو گے۔

[3] چشم اگر داری۔ غلطی سے بچنے کی پہلی صورت تو یہ ہے کہ عقل کے ذریعہ غلطی سے بچے۔ عصا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تجربہ کے ذریعہ غلطی سے بچا جائے۔ دیدہ می کن۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کسی دیدہ ور کے ذریعہ غلطیوں سے بچا جائے۔ گام۔ اندھا چلنے میں احتیاط کرتا ہے ٹھوکر اور گڑھے سے بچ جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

کور لرزاں و بترس و احتیاط — می نہد پا تا نیفتد در خباط

اندھا لرزتے ہوئے اور ڈر اور احتیاط سے — پاؤں رکھتا ہے، تاکہ غلطی میں نہ پڑ جائے

اے[1] زدودے جستہ در نارے شدہ — لقمہ جستہ لقمہ مارے شدہ

اے وہ جو دھوئیں سے بھاگا آگ میں گرا — لقمہ ڈھونڈا سانپ کا لقمہ بن گیا

قصۂ اہلِ سبا و طاغی کردن نعمت ایشاں را و رسیدن بشومیِ طغیان و کفران دراں و بیانِ فضیلت شکر و نعمتِ حق

اہلِ سبا کا قصہ اور نعمتوں کا اُن کو سرکش بنا دینا اور اُن میں کفر اور سرکشی کی بدبختی کا آ پہنچنا اور اللہ کی نعمت اور شکر کی فضیلت کا بیان

تو نخواندی قصۂ اہلِ سبا — یا بخواندی و ندیدی جز صدا

کیا تو نے سبا والوں کا قصہ نہیں پڑھا؟ — یا تو نے پڑھا ہے اور اسکو صرف صدائے بازگشت سمجھا ہے

از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست — سوئے معنیٰ ہوش گہ را راہ نیست

صدا سے خود پہاڑ واقف نہیں ہے — حقیقت کیجانب پہاڑ کے ہوش کیلئے راستہ نہیں ہے

اُو ہمی بانگے کند بے گوش و ہوش — چوں خموش گردی تو اُو ہم شد خموش

وہ بغیر گوش اور ہوش کے آواز نکالتا ہے — جب تو چپ ہو گیا وہ بھی چپ ہو گیا

دادِ[2] حق اہلِ سبا را بس فراغ — صد ہزاراں قصر و ایوانہا و باغ

اللہ نے اہلِ سبا کو بہت فارغ البالی بخشی — لاکھوں قلعے اور محلات اور باغ

حقِ آں نگذاردند آں بدرگاں — در وفا بودند کمتر از سگاں

اُن بدطینتوں نے اُس کا حق نہ ادا کیا — وہ وفاداری میں کتوں سے کم تھے

مر سگے را لقمہ نانے زدر — چوں رسد بر در ہمی بندد کمر

کسی کتے کو کسی دروازے سے روٹی کا لقمہ — جب مل جاتا ہے وہ اُس در پر کمربستہ ہو جاتا ہے

پاسبان و حارسِ[3] در می شود — گرچہ بر وے جور و سختی می رود

دروازے کا محافظ اور نگہبان بن جاتا ہے — خواہ اُس پر ظلم اور سختی ہو

ہم بر اں در باشدش باش و قرار — کفر داند کرد غیرے را اختیار

اُسی دروازے پر اُس کی بود و باش ہو جاتی ہے — غیر کو اختیار کرنا وہ کفر سمجھتا ہے

در[3] سگے آید غریبے روز و شب — آں سگانش می کنند آں دم ادب

اگر کوئی اجنبی کتا آجاتا ہے رات یا دن (میں) — وہ کتے اس کو فوراً تنبیہ کرتے ہیں

---

[1] اے زدودے۔ انسان خود غلطی کر بیٹھتا ہے ایک غلطی سے بچتا ہے اور اُس سے بڑی غلطی میں مبتلا ہو جاتا ہے اہلِ سبا کے قصے سے اسی بات کو واضح کیا ہے۔ جز صدا۔ یعنی بس قصہ کو سنا اور بے اصل سمجھا۔ از صدا۔ صدا کی حقیقت پہاڑ بھی نہیں سمجھتا ہے۔

[2] دادِ حق۔ اہلِ سبا کی فارغ البالی اور انکی نافرمانی کا قصہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ حقِ آں۔ یعنی اُن نعمتوں کا شکریہ۔ حارس۔ نگہبان۔ باش۔ قیام

[3] در سگے۔ اجنبی کتے پر مقامی کتوں کا بھونکنا گویا کہ اُس کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ اپنے پہلے مالک اور مکان کو چھوڑ کر کہیں آیا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

کہ برو آنجا کہ اوّل منزل ست
کہ وہاں جا جہاں پہلا گھر ہے

حق آں نعمت گروگانِ دل ست[1]
اُس نعمت کا حق دل کو گروی کئے ہوئے ہے

می گزندش کہ برو بر جائے خویش
وہ اُس کو کاٹتے ہیں کہ اپنی جگہ جا

حقِ آں نعمت فرو مگذار پیش
اُس نعمت کے حق کو نظر انداز نہ کر

از درِ دل وا اہلِ دل آبِ حیات
دل اور صاحبِ دل کے در سے آبِ حیات

چند نوشیدی و واشد چشمہات
تو نے کئی بار پیا ہے اور اُس کے چشمے جاری ہوئے ہیں

بس[2] غذائے سُکر و وجد و بیخودی
سُکر اور وجد اور بے خودی کی غذا

از درِ اہلِ دلاں بر جاں زدی
دل والوں کے دروازے پر تو نے جان کو دی ہے

باز ایں در را رہا کردی ز حرص
پھر تو نے لالچ کی وجہ سے اِس دروازے کو چھوڑ دیا

گردِ ہر دُکاں ہمی گردی ز حرص
حرص سے ہر دُکان کا چکر کاٹتا ہے

بر درِ آں مُنعمانِ چرب دیگ
چکنی دیگ والے دولتمندوں کے در پر

میدوی بہرِ ثریدِ مُردہ ریگ
اے ناچیز! ثرید کے لئے تو دوڑا پھرتا ہے

چربش[3] آنجا داں کہ جاں فربہ شود
چکنی غذا وہاں سمجھ کہ روح موٹی ہوتی ہے

کارِ نا اُمید آنجا بہ شود
مایوس کا معاملہ وہاں درست ہو جاتا ہے

صومعۂ عیسیٰ ست خوان اہلِ دل
اہلِ دل کا دسترخوان حضرت عیسیٰ کا گرجا گھر ہے

ہاں وہاں اے مبتلا ایں در مہل
خبردار! خبردار! اے بیمار اِس در کو نہ چھوڑ

جمع آمدنِ اہلِ آفت ہر صباحے بر درِ صومعۂ حضرتِ عیسیٰ
مصیبت زدوں کا حضرت عیسیٰؑ کے گرجا گھر پر ہر صبح کو ان کی دعا سے شفا حاصل
علیہ السّلام جہتِ طلبِ شفا بدعائے او
کرنے کے لئے جمع ہونا۔

جمع گشتندے ز ہر اطرافِ خلق
مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی

از ضریر و لنگ و شل و اہلِ دلق
اندھے اور لنگڑے اور اپاہج اور گدڑی والے

بر درِ آں صومعۂ عیسیٰ صباح
صبح کو (حضرت) عیسیٰؑ کے گرجا گھر کے دروازے پر

تا بدم شاں وا رہاند از جُناح
تاکہ دم کر کے اُن کو تکلیف سے نجات دیں

او چو گشتے فارغ از اورادِ خویش
جب وہ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے

چاشتگہ بیروں شدے آں خوب کیش
وہ نیک عادت چاشت کے وقت باہر آتے

[1] گروگاں۔ گروی۔ اندھ دل۔ جس طرح کتے کا پہلے مکان کو چھوڑنا بے وفائی ہے اسی طرح بزرگوں کے در سے مستفید ہو کر اسکو چھوڑنا بے وفائی ہوگا۔

[2] بس غذا۔ مرید شیخ کے در سے بہت سی روحانی غذائیں حاصل کرتا ہے۔ مُنعمانِ چرب دیگ۔ وہ مالدار جن کے یہاں لذیذ کھانے تیار ہوتے ہیں۔ ثریدہ شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ مُردہ ریگ۔ فرومایہ، کمینہ۔

[3] چربش۔ لذیذ اور چکنی غذا وہ ہے جو روح کی پرورش کرے نہ کہ جسم کی۔ صومعہ۔ گرجا گھر، حضرت عیسیٰؑ کا گرجا روحانی و جسمانی امراض کا شفاخانہ تھا۔ ضریر۔ نابینا۔ لنگ۔ لنگڑا۔ شل۔ اپاہج۔ دلق۔ گدڑی۔ مجناح۔ گناہ، یعنی باطنی امراض۔ اوراد۔ انسان کے معمولات اور وظائف عبادات۔

www.pdfbooksfree.pk

جوق[1] جوقِ مبتلا دیدے نزار — رشتہ بر در در اُمید و انتظار

وہ کمزور بیماروں کے غول کے غول دیکھتے — اُمید اور انتظار میں دروازے پر بیٹھے ہوئے

پس دُعا کردے و گفتے از خدا — حاجت و مقصودِ جملہ شد روا

تو دعا کرتے اور کہتے اللہ کی جانب سے — تمام ضرورتمندوں کی حاجت پوری ہو گئی ہے

گفتے اے اصحابِ آفت از خدا — حاجتِ ایں جملگاں[2] تماں شد روا

فرماتے کہ اے مصیبت زدہ لوگو! خدا کی جانب سے — تم سب کی حاجت پوری ہو گئی ہے

ہیں رواں گردید بے رنج و عنا — سوئے غفاری و اکرامِ خدا

بغیر رنج اور مشقت کے روانہ ہوئے — اللہ کی خطا بخشی اور عزت افزائی کی طرف

جملگاں چوں اشتراں بستہ پائے — کہ کشائی زانوئے ایشاں برائے

سب پانوں بندھے اونٹوں کی طرح — جن کے زانو کو تو نے تدبیر سے کھولدیا ہو

جملہ صحت یافتند و شد رواں — از دمِ جاں بخشِ عیسیٰؑ درزماں

سب صحتمند ہو گئے اور روانہ ہو گئے — فوراً (حضرت) عیسیٰؑ کے جاں بخشنے والے دم کرنے سے

شد روا آں حاجتِ جملہ علیل — زامرِ حق و از دمِ نیکِ جلیل

سب مریضوں کی حاجت روائی ہو جاتی — خدا کے حکم سے نیک بزرگ کے دم کرنے سے

بے[3] توقف جملہ شاداں دراماں — از دعائے او شدندے پادواں

سب اطمینان سے خوشی خوشی بلا توقف — اُن کی دعا سے دوڑتے چلے جاتے

جملہ بے درد و الم بے رنج و غم — تندرست و شادمان و محترم

سب بغیر درد اور تکلیف اور رنج و غم کے — تندرست اور خوش اور قابلِ عزت

سوئے خانہ خویش گشتند رواں — از دمِ میمون آں صاحبِ قراں

اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے — اُس صاحبقران کے مبارک دم کرنے سے

آزمودی تو بسے آفاتِ خویش — یافتی صحت ازیں شاہانِ کیش

تو نے اپنی بہت سی مصیبتوں کو آزمایا ہے — مذہب کے شہنشاہوں سے تو مستفیاب ہوا ہے

چند آں لنگی تو رہوار شد — چند جانت بے غم و آزار شد

کتنی مرتبہ تیرا لنگڑا پن تیز رفتار بنا ہے — کتنی مرتبہ تیری جان بے غم اور بے درد ہو گئی ہے

اے مُغفّل رشتہ بر پائے بند — تا ز خود ہم گم نگردی اے لوند

اے بیوقوف! پانوں پر رسی باندھ لے — تاکہ اے خود رائے! تو اپنے آپ سے بھی گم نہ ہو جائے

---

[1] جوق جوق۔ گروہ گروہ۔ مبتلا۔ مریض۔ بشستہ۔ نشستہ۔ کہتے حضرت عیسیٰؑ دعا کے بعد فرما دیتے اللہ نے تم سب کو شفا عطا فرما دی ہے۔

[2] جملگاں۔ تمام مریض مرضوں کی گرفت سے ایسے آزاد ہو جاتے تھے جیسا کہ اونٹ زانو بند کھولنے سے آزاد ہوتا ہے۔

[3] بے توقف۔ فوراً۔ پادواں۔ دوڑتے ہوئے۔ دمِ میمون۔ با برکت پھونک۔ صاحبقراں۔ وہ بچہ جس کی ولادت کے وقت زحل اور مشتری ستارے کا ملاپ ہو جائے ایسا بچہ بہت صاحب نصیب کہلاتا ہے۔ آزمودی۔ جبکہ بزرگوں کے در سے فیض حاصل ہوا ہو اُس در کو چھوڑنا حضرت عیسیٰؑ کے گھر سے منہ موڑنا ہے۔ مغفل۔ بیوقوف۔ لوند۔ رند۔

www.pdfbooksfree.pk

ناسپاسی و فراموشیِ تو
تیری ناشکری اور (احسان) فراموشی نے

یاد ناورد آں عسل[1] نوشیِ تو
تجھے شہد پینے کو یاد نہ دلایا

لاجرم آں راہ بر تو بستہ شد
لامحالہ وہ راستہ تجھ پر بند ہو گیا

چوں دلِ اہلِ دل از تو خستہ شد
جبکہ اہلِ دل کا دل تجھ سے زخمی ہوا

زود شاں دریاب و استغفار کن
جلد اُن کے پاس پہنچ جا اور توبہ کرلے

ہمچو ابرے گریہائے زار کن
ابر کی طرح عاجزی کا رونا رو

تا گلستاں شاں سوئے تو بشگفد
تاکہ اُن کا باغ تیری جانب کھلے

میوہائے پختہ بر خود واکفد
پکے ہوئے میوے خود پھٹ پڑیں

ہم براں در گرد و کم از سگ مباش
اُسی در کا چکر کاٹ، کتے سے کم نہ ہو

باسگِ کہف ار شدستی خواجہ تاش
اگرچہ تو اصحابِ کہف کے کتے کا ساتھی ہو گیا ہے

چوں سگاں ہم مرسگاں را ناصح اند
کتے، کتوں کے لئے ناصح ہیں

کہ دل اندر خانۂ اوّل بہ بند
کہ پہلے گھر سے دل لگا

آں درِ اوّل کہ خوردی استخواں
وہ پہلا دروازہ جس پر تو نے ہڈی کھائی ہے

سخت گیر و حق گذاری را مماں
سخت پکڑ لے اور حق گذاری سے نہ مڑ

می گزندش[2] کز ادب آنجا رود
وہ اُس کو کاٹتے ہیں تاکہ تہذیب سے وہاں چلا جائے

وز مقامِ اوّلیں مُفلح شود
اور پہلے مقام پر کامیاب ہو جائے

می گزندش کاے سگِ طاغی[3] برو
اُس کو کاٹتے ہیں کہ اے سرکش کتے جا

باولیِ نعمتت باغی مشو
اپنے محسن سے باغی نہ بن

بر ہماں در ہمچو حلقہ بستہ باش
اُسی در پر حلقہ کی طرح بندھا رہ

پاسبان و چابک و برجستہ باش
محافظ اور چست اور آمادہ بنا رہ

صورتِ نقضِ وفائے ما مباش
ہماری بے وفائی کی صورت نہ بن

بیوفائی را مکن بیہودہ فاش
بیوفائی کو خواہ مخواہ ظاہر نہ کر

مرسگاں را چوں وفا آمد شعار
وفاداری جبکہ کتوں کا شعار ہے

روسگاں را ننگ و بدنامی میار
اے کتوں کو ذلیل اور بدنام نہ کر

بیوفائی چوں سگاں را عار بود
جبکہ بیوفائی کتوں کیلئے ذلت ہے

بیوفائی چوں رَوا داری نمود
تو نے بے وفائی کو کیوں جائز رکھا

[1] عسل نوشی۔ یعنی بزرگوں کا فیض۔ دریاب۔ حاصل کرلے۔ گفد۔ کفیدن بمعنی پھٹنا کا فعل مضارع ہے۔ باسگِ کہف یعنی اگر تجھ میں کمال بھی پیدا ہو گیا ہے تب بھی اُس در کو نہ چھوڑ۔ مماں۔ نہ مڑ۔

[2] می گزندش۔ دوسرے کتوں کا اُس کتے کو کاٹنا اسی لئے ہے کہ وہ پہلے مالک کے پاس چلا جائے۔ مفلح۔ کامیاب۔

[3] طاغی۔ سرکش۔ صورت۔ کتوں کی وفاداری مشہور ہے لہذا تو بے وفائی کی صورت نہ پیدا کر۔ بیوفائی۔ بے وفائی کتوں کے لئے عار و ذلت ہے تو نے اپنے لئے اُسکو کیوں پسند کیا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

حق تعالےٰ[1] فخر آورد از وفا — گفت مَن اَوفیٰ بِعَهدٍ غَیرُنا

اللہ تعالےٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے — فرمایا ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنیوالا کون ہے؟

بیوفائی واں وفا بارِ حق — برحقوقِ حق ندارد کس سبق

اللہ کے مردود کے ساتھ وفا کرنا (خدا کے ساتھ بیوفائی ہے) — اللہ کے حقوق پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا ہے

نور را ہم نور شو با نار نار — جائے گل گل باش و جائے خار خار

نور کے لئے نور بن، آگ کے لئے آگ — پھول کے مقام پر پھول بن اور کانٹے کی جگہ کانٹا

حق مادر[2] بعد ازاں شد کاں کریم — کرد اورا از جنینی تو غریم

ماں کا حق اُس کے بعد ہوا کیوں کہ اللہ نے — تیرے عمل کا اُس کو مقروض بنایا

صورتے کردت درونِ جسمِ او — داد در حملش ترا آرام و خو

اُس کے جسم میں تیری صورت پیدا کی — (اور) اُس کے حمل میں تجھے آرام دیا اور عادت ڈالی

ہمچو جزوِ متصل دید او ترا — متصل را کرد تدبیرش جدا

اُس نے تجھے اپنا ملا ہوا جزو سمجھا — اُس (اللہ) کی تدبیر نے جُڑے ہوئے کو جدا کر دیا

حق ہزاراں صنعت و فن ساختست — تا کہ مادر بر تو مہر انداختست

اللہ نے ہزاروں صنعتوں اور فن سے تجھے بنایا ہے — اس کے بعد ماں نے تجھ سے محبت کی ہے

پس[3] حقِ حق سابق از مادر بود — ہر کہ آں حق را نداند خر بود

تو اللہ کا حق، ماں سے پہلے ہوا — جو اُس حق کو نہیں پہچانتا گدھا ہے

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر — باپدر کردش قرین آں خود مگیر

جس نے ماں کو پیدا کیا اور پستان اور دودھ — اُس کو باپ کا ساتھی بنایا یہ خود بخود نہیں ہوا

اے خداوندا قدیم احسانِ تو (پیدا کیا) — آنکہ دانم وانکہ نے ہم آنِ تو

اے اللہ اے وہ ذات کہ تیرا احسان قدیم ہے — جو میرے علم میں ہے اور جو میرے علم میں نہیں ہے تیری

تو بفرمودی کہ حق را یاد کن — زانکہ حقِ من نمیگردد کہن

تو نے فرمایا ہے کہ حق کو یاد کر — کیونکہ میرا حق پرانا نہیں ہوتا ہے

یاد کن لطفے کہ کردم آں صبوح — باشما از حفظ در کشتیِ نوح

(تو نے فرمایا) اُس مہربانی کو یاد کر جو اُس صبح کو میں — تمہارے ساتھ نوح کی کشتی میں حفاظت کر کے

اصل و اجدادِ شما را آں زماں — دادم از طوفان از موجش اَمان

اُس وقت تمہاری اصل اور باوا دادا کو — میں نے طوفان اور اُس کی موج سے امن دی

[1] حق تعالےٰ۔ سورۂ توبہ میں اللہ تعالےٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے زیادہ عہد کو پورا کرنیوالا اور کوئی نہیں ہے۔ مددِ حق۔ جو لوگ مردودِ بارگاہِ الٰہی ہیں اُن سے بے وفائی عین وفا ہے۔ نور را۔ اچھوں سے اچھائی اور بُروں سے بُرائی کرنی چاہیئے۔

[2] حقِ مادر۔ ماں کا بڑا حق ہے لیکن اللہ کا حق اُس سے مقدم ہے کیونکہ ماں کا حق اللہ کے فضل سے ثابت ہوا ہے صورتے کردت۔ ماں کے پیٹ میں اللہ ہی نے پرورش کیا۔ تبدا۔ یعنی تیری پیدائش ہوئی۔ حق ہزاراں۔ ماں کی محبت سے قبل اللہ کے حقوق ثابت ہو چکے ہیں۔

[3] پس حقِ حق۔ اللہ کا حق ہر طرح سے ماں کے حق پر مقدم ہوا۔ اے خداوندا۔ مولانا نے اللہ کے احسانات کی بنیاد پر مناجات شروع کر دی ہے۔ یاد کن۔ خدا نے فرمایا ہمارے اُس احسان کو یاد کرو کہ نوح کی کشتی کے ذریعہ تمہاری حفاظت کی یعنی تمہارے باپ دادا کو بچایا۔

www.pdfbooksfree.pk

آبِ[۵۱] آتش خُو زمیں بگرفتہ بود
آگ کے مزاج والے پانی نے زمین گھیر لی تھی

موجِ اُو ہر اَوج کُہ رامی رَبود
اُس کی موج پہاڑ کی ہر چوٹی کو اُڑائے لئے جا رہی تھی

حِفظ کردم من نہ کردم رَدِّ تاں
میں نے حفاظت کی میں نے تمہیں مردود نہ بنایا

در وجودِ جَدِّ جَدِّ جَدِّ تاں
تمہارے دادا، پردادا، سگڑدادا کے وجود میں

چوں شُدی سَرکشیت یا چوں زَنم
جب تو سردار ہو گیا تو میں ٹھوکر کیسے ماروں؟

کارگاہِ خویش ضائع چوں کُنم
اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع کروں؟

چوں فدائے بیوفایاں می شوی
تو بیوفاؤں پر قربان کیوں ہو رہا ہے؟

از گمانِ بَدبداں سُو می رَوی
بدگمانی کی وجہ سے اُس جانب جا رہا ہے

من[۵۲] زسہو و بیوفائیہا بَری
میں بھول اور بے وفائی سے بَری ہوں

سُوئے مَن آئی گمانِ بَدبری
تو میری جانب آتا ہے تو بدگمانی کرتا ہے

ایں گمانِ بد برا نجا بر کہ تو
یہ بدگمانی وہاں لے جا جس جگہ کہ تو

میشوی دَر پیش ہمچوں خود دو تو
اپنے جیسے کے سامنے دُہرا ہوتا ہے

بس گرفتی یار و ہمراہانِ زفت
تو نے بہت سے طاقتور ساتھی اور دوست بنائے

گر تُرا پُرسم کہ گوئی کہ رفت
اگر میں تجھ سے پوچھوں کہ کہاں ہیں تو تو کہے گا چلے گئے

یارِ نیکت رفت بر چرخِ بَریں
تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر چلا گیا

یارِ فسقت رَفت دَر قعرِ زمیں
تیرا بدکار ساتھی زمین کی گہرائی میں چلا گیا

تو بماندی درمیانہ آنچناں
تو درمیان میں رہ گیا اسی طرح

بے مَدد چوں آتشے از کارواں
بے مدد جیسے کہ قافلہ (کی روانگی) کے بعد آگ

دامن[۵۳] اُو گیر اے یارِ دلیر
اے بہادر دوست! تو اُس کا دامن پکڑ لے

کو مُنزّہ باشد از بالا و زیر
جو اوپر نیچے سے پاک ہو

نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شَوَد
نہ تو (حضرت) عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے

نے چو قارون در زمیں اندر رَوَد
نہ قارون کی طرح زمین کے اندر چلا جائے

با تو باشد در مکان و لامکاں
وہ تیرے ساتھ مکان اور لامکان میں ہوگا

چوں بمانی از سَرا و از دُکاں
جب تو گھر اور دکان سے اکیلا رہ جائے گا

اُو بر آرد از کدورتہا صَفا
وہ کدورتوں سے صفائی نکال لیتا ہے

مر جفاہائے ترا گیرد وَفا
تیری جفاؤں کو وفا فرض کر لیتا ہے

---

۵۱ آب آتش خو۔ یعنی پانی آگ کی طرح تباہی کر رہا تھا اور اُس کی موجیں پہاڑوں کی چوٹیوں کو برباد کر رہی تھیں۔ چوں شد کہ جب انسان کو اشرف المخلوقات بنایا تو اُس کو تباہ کرنا چوں فدائے ایں قدر احسانات کے باوجود تو میرے ساتھ وفا نہ کرنے والوں پر کیوں فدا ہوتا ہے۔

۵۲ من زسہو۔ اللہ ہر قسم کی بھول اور بے وفائی سے پاک ہے۔ ایں گمانِ بد۔ بے وفائی کی بدگمانی انسان سے کیا سکتی ہے۔ بس گرفتی۔ تو فانی انسانوں سے دوستی کرتا ہے حالانکہ دوستی کے قابل باقی ہے نہ کہ فانی۔ یارِ نیکت۔ انسان تو انسان کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے خواہ اچھا ہے یا بُرا ہے۔ چوں آتشے قافلہ روانہ ہوتے وقت آگ کو چھوڑ کر چل دیتا ہے۔

۵۳ دامنِ اُو۔ اُس ذات سے تعلق پیدا کر جو بالا و زیر سے پاک ہے نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح تیرا ساتھ چھوڑ کر بالا یعنی آسمان پر چلا جائے نہ قارون کی طرح زیرِ زمین چلا جائے۔ با تو باشد۔ جب تک تو جسمانی زندگی گزارے وہ تیرے ساتھ ہو۔ جب تو روحانی زندگی گزارے اور لامکان میں ہو وہ تیرے ساتھ رہے۔ اُو بر آرد۔ خدا ہی کی ذات ہے جو انسان کی برائیوں کو بھلائیوں سے تبدیل کر دیتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں[1] جفا آری فرستند گوشمال — تا زنقصاں وارَوی سوئے کمال

جب تو ظلم کرتا ہے وہ سزا بھیجتا ہے — تاکہ تو نقصان سے کمال کی طرف روانہ ہو

چوں تو وِردے ترک کردی در رسوش — بر تو قبضے آید از رنج و تپش

جب تو عمل میں کوئی معمول ترک کر دیتا ہے — رنج اور غصہ سے تجھ پر قبض (طاری) ہو جاتا ہے

آں ادب کردن بود یعنی مکُن — ہیچ تحویلے ازاں عہدِ کہن

وہ ادب سکھانا ہوتا ہے، یعنی نہ کر — پرانے عہد میں کوئی تبدیلی

پیش[2] ازاں کایں قبض زنجیرے شود — ایں کہ دلگیرست پاگیرے شود

اِس سے پہلے کہ یہ قبض زنجیر بنے — جو (آج) دلگیر ہے وہ پاگیر بن جائے

رنجِ معقولت شود محسوس و فاش — تا نگیری ایں اشارت را بہ لاش

تیرا ذہنی رنج محسوس اور واضح ہو جائے گا — خبردار! اِس اشارے کو معدوم نہ سمجھنا

در معاصی قبضہا دلگیر شُد — قبضہا بعد از اجل زنجیر شُد

گناہوں میں قبض دلگیر بنتا ہے — موت کے بعد انقباضی کیفیتیں زنجیر ہو جاتی ہیں

نُعطِ[3] مَن اَعرَضَ هُنا عَن ذِکرِنا — عَیشَةً ضَنکًا وَنَحشُرُہٗ اَعمٰی

جس شخص نے یہاں ہمارے ذکر سے اعراض کیا ہم اُسکو دینگے — تنگ زندگی اور (قیامت میں) اندھا اُٹھائیں گے

دُزد[3] چوں مالِ کساں را می بَرد — قبض و دلتنگی دلش را می خلد

چور جب لوگوں کا مال لے جاتا ہے — قبض اور دلتنگی اُس کے دل میں کھٹکتی ہے

او ہمی گوید عجب ایں قبض چیست — قبض آں مظلوم کز شرت گریست

وہ کہتا ہے تعجب ہے یہ قبض کیسا ہے — یہ قبض اُس مظلوم (کی دعا) کا اثر ہے جو تیرے شر سے

چوں بدیں قبض التفاتے کم کُند — بادِ اصرار آتشش را دم کُند

جب وہ اِس قبض کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے — اصرار کی ہوا اُس کی آگ کو بھڑکاتی ہے

قبضِ دل قبضِ عواں شد لاجرم — گشت محسوس آں معانی زد علم

لامحالہ دل کا قبض سپاہی کی گرفت ہو گیا — وہ محسوس بن گیا، معنی نے نشان قائم کر دیا

قبضہا زنداں شد و چار میخ — قبض بیخ ست و برآرد شاخ بیخ

قبض جیل خانہ اور چار میخ بن گیا ہے — قبض جڑ ہے اور جڑ شاخ اُتار دیتی ہے

بیخِ پنہاں بود ہم شد آشکار — قبض و بسطِ خویش را بیخے شمار

جڑ چھپی ہوئی تھی نمایاں ہو گئی — اپنے قبض اور بسط کو جڑ سمجھ

[1] چوں جفا: جب انسان کوئی غلطی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکو تنبیہ فرما کر برائی سے نکال کر بھلائی کیطرف متوجہ فرما دیتا ہے۔ وِردے۔ اگر انسان کی کوئی مقررہ عبادت فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ انسان میں ایک انقباضی کیفیت پیدا فرما دیتا ہے اور یہ تنبیہ ہوتی ہے کہ انسان اپنا معمول نہ چھوڑے۔

[2] پیش ازاں۔ ترکِ عبادت پر انقباضی کیفیت آخرت میں زنجیر بن جائے گی۔ رنجِ معقول یعنی انقباضی کیفیت جو ایک ذہنی چیز ہے آخرت میں یہی کیفیت بشکل زنجیر ہو جائے گی۔

[3] نُعطِ۔ یعنی ترکِ عبادت پر انقباضی کیفیت جو ذہنی ہے وہ آخرت میں اندھا پن اختیار کرے گی۔

[3] دزد۔ گناہ پر ایک دلتنگی پیدا ہوتی ہے اور وہ اِس کیفیت کا اثر ہوتا ہے۔ چوں۔ جب انسان اِس گناہ پر اصرار کرتا ہے تو نتیجہ میں یہی دل تنگی ظاہری گرفت بن جاتی ہے۔ قبضہا۔ گناہوں پر یہی انقباضی کیفیت آخرت میں قید خانہ اور سزا کی صورت اختیار کرے گی۔ بیخِ پنہاں یعنی گناہ پر انقباضی کیفیت اور نیکی پر انشراحی کیفیت۔

www.pdfbooksfree.pk

چونکہ بیخ بد بود در وے بکن — تا نہ روید زشت خارے در چمن
جب جڑ بری ہو اُس کو جلد اکھاڑ دے — تاکہ کوئی بُرا کانٹا چمن میں نہ اُگے

قبض[1] دیدی چارۂ آں قبض کن — زانکہ سر ہا جملہ می روید زبن
تو نے قبض دیکھ لیا اُس قبض کی تدبیر کر — کیونکہ خرابیاں سب جڑ سے اُگتی ہیں

بسط دیدی بسطِ خود را آب دہ — چوں برآید میوہ با اصحاب دہ
تو نے بسط دیکھا اپنے بسط کو سیراب کر — جب پھل آجائے تو ساتھیوں کو دے

باز گرد و قصۂ اہلِ سبا — باز گو تا باز گویم مرحبا
پلٹ اور سبا والوں کا قصہ — پھر کہہ تاکہ میں مرحبا پھر کہوں

باقی قصۂ اہلِ سبا
اہلِ سبا کا باقی قصہ

آں سبا از اہلِ صہبا بود ند خام — کارِ شاں کفرانِ نعمت با کرام
وہ (اہلِ) سبا منجملہ بچوں کے بے عقل تھے — ان کا کام بزرگوں کی نعمت سے انکار تھا

باشد آں کفرانِ نعمت در مثال — کہ کنی با محسنِ خود تو جدال
مثلاً کفرانِ نعمت یہ ہوتا ہے — کہ تو اپنے محسن سے جھگڑنے لگے

کہ نمی[2] باید مرا ایں نیکوئی — من برنجم زیں چہ رنجہ میشوی
کہ مجھے یہ بھلائی نہیں چاہیے — تو کیا رنجیدہ ہوتا ہے میں اس (تیری بھلائی) سے خود رنجیدہ ہوں

لطف کن ایں نیکوئی را دور کن — من نخواہم چشم زودم کور کن
مہربانی کر یہ بھلائی مجھ سے دُور کر دے — میں آنکھیں نہیں چاہتا ہوں، مجھے جلد اندھا کر دے

پس سبا گفتند با عدِ بیننا — شینا خیر لنا خذ زینتنا
تو (اہلِ) سبا نے کہا ہمیں دُور دُور کر دے — ہمارا عیب ہمارے لئے اچھا ہے، ہماری زینت لے لے

ما نمی خواہیم ایں ایوان و باغ — نے زمانِ خوب نے امن و فراغ
ہم یہ قلعے اور باغ نہیں چاہتے ہیں — نہ اچھا وقت، نہ امن، نہ فارغ البالی

شہرہا نزدیکِ ہمدیگر بدست — آں بیاباں ست خوش کانجا دد ست
ایک دوسرے سے قریب شہر بُرے ہیں — وہ جنگل اچھا ہے، جہاں درندے ہوں

یطلب[3] الانسان فی الصیف الشتاء — فاذا جاء الشتاء انکر ذا
انسان گرمیوں میں جاڑا طلب کرتا ہے — جب جاڑا آتا ہے اُس کو بُرا سمجھتا ہے

---

[1] قبض دیدی۔ گناہ پر انقباضی کیفیت طاری ہو تو اسکا علاج کر کے ازالہ کر لینا چاہیئے بسط دیدی۔ نیکی پر انشراحی کیفیت پیدا ہو تو اس میں اضافہ کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چوں برآید الخ۔ انشراحی کیفیت میں پھل پیدا ہوں تو احباب کو اُس سے فیض پہونچائے۔ زاہل ببلہ یعنی دو بچوں کی طرح ناقص عقل کے تھے۔ کفران۔ کسی کی نعمت کا کفران یہ بھی ہے کہ محسن کے ساتھ دشمنی کیجائے

[2] کہ نمی باید۔ اہل سبا نے کفران کی یہ صورت اختیار کی کہ اُن نعمتوں کو نعمت نہ سمجھا اور اللہ سے اُسکے خلاف تمنا شروع کر دی اور جھگڑا کیا۔ پس سبا۔ اہل سبا پر یہ کرم تھا کہ انکی آبادیاں قریب قریب تھیں تاکہ سفر کی مشقت سے بچیں چاروں طرف سرسبز باغات تھے تاکہ اُن سے فائدہ اٹھائیں لیکن انھوں نے اُن دونوں چیزوں کو نعمت نہ سمجھا اور اُسکے خلاف تمنائیں شروع کر دیں۔

[3] یطلب۔ انسانی نفس کی یہ خاصیت ہے کہ وہ ایک حالت پر راضی نہیں رہتا ہے جاڑوں میں گرمیوں کی اور گرمیوں میں جاڑے کی تمنا شروع کر دیتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

فَهُوَ لَا یَرْضٰی بِحَالٍ اَبَدًا
وہ کسی حال میں کبھی راضی نہیں ہوتا ہے

لَا بِضَیْقٍ لَا بِعَیْشٍ رَغَدًا
نہ تنگی میں ، نہ وسیع عیش میں

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَہٗ
انسان غارت ہو، کس قدر ناشکرا ہے

کُلَّمَا نَالَ الْهُدٰی اَنْکَرَہٗ
جب ہدایت پالیتا ہے اُس کا انکار کرتا ہے

نفس[1] نیسان ست زاں شد کشتنی
نفس ایسا ہی ہے اسیوجہ سے وہ گردن زدنی ہے

اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ گفت آں سنی
تم اپنے نفسوں کو قتل کرو اُس بزرگ نے فرمایا

خارسہ پہلوست ہر سو کش نہی
یہ گوکھرو ہے اُس کو جس جانب سے بھی رکھے گا

در خلد واز زخم او تو کے جہی
وہ چبھے گا اُس کے زخم سے تو کب بچے گا

آتش[2] ترک ہوا در خار زن
خواہش کو ترک کرنے کی آگ کانٹے میں لگادے

دست اندر یار نیکو کار زن
نیکو کار دوست کو پکڑ لے

چوں ز حد بردند اصحاب سبا
جب سبا والے حد سے تجاوز کر گئے

کہ بہ پیشِ ما دبا بہ از صبا
کہ ہمارے لئے دبا صبا سے بہتر ہے

ناصحاں شاں در نصیحت آمدند
نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی

از فسوق و کفر مانع می شدند
بدمعاشی اور کفر سے انھوں نے روکا

قصد[3] خونِ ناصحاں می داشتند
تو نصیحت کرنیوالوں کو قتل کرنیکا ارادہ کرتے تھے

تخمِ فسق و کافری می کاشتند
بدمعاشی اور کفر کا بیج بوتے تھے

چوں قضا آید شود تنگ ایں جہاں
جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہوجاتی ہے

از قضا حلوا شود رنجِ دہاں
قضا سے حلوا منہ کی کلفت بن جاتا ہے

گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا
فرمایا جب قضا آتی ہے فضا تنگ ہوجاتی ہے

تُحْجَبُ الْاَبْصَارُ اِذَا جَاءَ الْقَضَا
(اور) آنکھیں بند کردی جاتی ہیں جب قضا آتی ہے

چشم بستہ می شود وقتِ قضا
قضا کے وقت آنکھیں بند ہوجاتی ہیں

تا نہ بیند چشم کحلِ چشم را
تاکہ آنکھ آنکھ کے سرمہ کو نہ دیکھے

مکر آں فارس چو انگیزید گرد
اُس شہسوار (اللہ) کی تدبیر نے جب گرد اڑائی

آں غبارت زاستعانت دور کرد
(اور) اُس غبار نے تجھے مدد حاصل کرنے سے دور کردیا

سوئے فارس رو مرو سوئے غبار
شہسوار کی طرف جا، غبار کی جانب نہ جا

ورنہ بر تو کوبد آں مکرِ سوار
ورنہ سوار کا داؤں تجھے کچل دے گا

[1] نفس۔ اسی لئے نفس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ آں سنی یعنی حضرت موسیٰؑ۔ خارسہ پہلو۔ نفس کی مثال گوکھرو کی سی ہے جو کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتا۔

[2] آتش۔ نفس کے خار کو نچوکنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواہش کو ترک کردے۔ دبا۔ یعنی اہل سبا نے یہاں تک زیادتی کی کہ وہ دبا کو نسیم سحری سے اچھا کہنے لگے۔ از فسوق۔ نصیحت کرنے والوں نے کفر اور فسق سے روکنا چاہا۔

[3] قصد۔ اہل سبا، نصیحت کرنے والوں کی جان کے درپے ہوئے اور کفر و فسق سے باز نہ آئے۔ چوں قضا۔ قضا، خداوندی کے سامنے انسان مجبور ہوجاتا ہے۔ چشم۔ سرمہ جو آنکھ کیلئے مفید ہے اُس کو بھی آنکھ نہیں دیکھتی ہے۔ مکر۔ تدبیر۔ فارس۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ سوئے فارس۔ اسوقت اللہ سے مدد مانگنی چاہئے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] حق آنرا کہ ایں گرگش بخورد — دید گرد گرگ چوں زاری نکرد

جس کو اس بھیڑیئے نے کھایا اس کو خدا نے فرمایا — جب اس نے بھیڑیئے کی گرد دیکھی فریاد کیوں کی

اُو نمیدانست گرد گرگ را — باچنیں دانش چرا کرد اُو چرا

وہ بھیڑیئے کے غبار کو نہ پہچان سکا — اس قدر عقل کے ہوتے ہوئے وہ کیوں چرتا رہا

گوسفندان بوئے گرگ باگزند — می بدانند و بہر سُو می خزند

بکریاں، تکلیف رساں، بھیڑیئے کی بُو — پہچان لیتی ہیں اور ہر جانب گھس جاتی ہیں

مغزِ حیوانات بوئے شیر را — می بداند ترک می گیرد چرا

حیوانات کا دماغ شیر کی بُو کو — جانتا ہے، چراگاہ چھوڑ دیتا ہے

بوئے شیر خشم دیدی باز گرد — باُمناجات و حذرانباز گرد

(اللہ کے) غصہ کے شیر کی بو تو نے سنی تو واپس چلا — دعا اور بچاؤ کا ساتھی بن جا

وانگشتند آں گروہ از گردِ گرگ — گرگِ محنت بعدِ گرد آمد سترگ

وہ لوگ بھیڑیئے کی گرد کی وجہ سے نہ لوٹے — گرد کے بعد محنت کا موٹا بھیڑیا آ گیا

بر دَرید آں گوسفنداں را بخشم — کہ زِ چوپان خرد بستند چشم

اس نے غصہ سے ان بکریوں کو پھاڑ ڈالا — جنھوں نے عقل کے گڈریئے سے آنکھیں بند کر لی تھیں

چند[2] چوپاں شان بخواند و نامدند — خاکِ غم در چشمِ چوپاں میزدند

گڈریئے نے اُن کو بہت بُلایا، وہ نہ آئے — گڈریئے کی آنکھ میں غم کی دھول جھونک دی

کہ برو ما از تو خود چوپاں تریم — چوں تبع گردیم ہر یک سَروریم

کہ جا ہم تجھ سے زیادہ اپنے رکھوالے ہیں — ہم تابع کیسے بن جائیں ہم میں سے ہر ایک سردار ہے

طُعمۂ گرگیم و آنِ یارنے — ہیزمِ ناریم و آنِ عارنے

ہمیں بھیڑیئے کا لقمہ بننا منظور، ہمی دوست کی ہلاکت — ہم آگ کے ایندھن ہیں ذلت کے مملوک نہیں ہیں

حمیتے بُد جاہلیت در دماغ — بانگِ شومی بر دمِ شاں کرد زاغ

حمیت دماغ میں ایک جاہلیت تھی — اُن کی کوڑی پر کوّے نے بدبختی کی آواز لگائی

بہرِ[3] مظلوماں ہمی کندند چاہ — در چہ افتادند و می گفتند آہ

اُنھوں نے مظلوموں کے لئے کنواں کھودا — وہ کنویں میں گرے اور آہیں بھریں

پوستینِ یوسفاں بشگافتند — آنچہ می کردند یک یک یافتند

اُنھوں نے یوسفوں کی پوستینیں پھاڑیں — اُنھوں نے جو کچھ کیا ایک ایک کا بدلہ پایا

[1] گفت۔ زاری کرنے سے انسان قضا سے بچ جاتا ہے۔ او نمیدانست بکری چرنے میں مشغول رہتی ہے اور بھیڑیئے کی گرد کو نہیں دیکھتی۔ گوسفند بکری اور حیوانات اپنی تباہی کے اسباب دیکھ کر بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بوئے۔ جب خدا کے غضب کے آثار پیدا ہوتے ہیں تو دعائیں کرنی چاہئیں۔ وانگشتند۔ غضب کے آثار کو دیکھ کر بھی جو ہوش میں نہ آیا وہ مصائب در مصائب میں گرفتار ہوگا۔

[2] چند چوپاں۔ نصیحت کرنے والوں نے انکو نیکی کی دعوت دی لیکن انھوں نے نہ مانا اور انھوں نے کہا ہم خود اپنی بھلائی کو سمجھتے ہیں تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں ہے ہم خود سردار ہیں کسی کے تابع نہیں بن سکتے۔ طعمۂ گرگیم۔ ہیں ہلاک ہونا منظور ہے تمہاری دوستی کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ ہیزم۔ ہلاک ہونا منظور ہے لیکن تمہاری اطاعت نہ کریں گے جیسے تمام کے دماغ میں جاہلیت گھسی ہوئی اور اپنے آپ کو بول رہا تھا۔

[3] بہرِ مظلوماں۔ وہ مظلوموں پر ظلم کرتے تھے خود اُس ظلم میں پھنس گئے۔ پوستین۔ نصیحت کرنیوالوں کو ذلیل کیا اور اُس کی سزا انھوں نے پائی

www.pdfbooksfree.pk

کیست[1] یوسف آں دلِ حق جوئے تو
یوسف کون ہے؟ تیرا حق کا جویاں دل

چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو
جو قیدی کی طرح تیرے کوچہ میں بندھا ہوا ہے

جبرئیلے را بر استن بستۂ
تو نے جبرئیلؑ کو ستون سے باندھا ہے

پرّ و بالش را بصد جا خستۂ
اسکے بال و پر کو تو نے سینکڑوں جگہ سے زخمی کر دیا ہے

پیشِ اُو گوسالہ بریاں آوری
تو اُس کے سامنے بھنا ہوا بچھڑا لاتا ہے

گہ کشی اُورا بکہداں آوری
کبھی اُس کو کھینچتا ہے اور چرکے پاس لاتا ہے

کہ بخور اینست مارا اُلوت پُوت
کہ کھالے یہ ہماری لذیذ غذا ہے

نیست اُورا جز لقاء اللہ قُوت
حالانکہ اسکی غذا سوائے اللہ کی ملاقات کے کچھ نہیں ہے

زیں شکنجہ و امتحاں آں مبتلا
وہ مصیبت زدہ اِس شکنجہ اور امتحان کی وجہ سے

میکند از تو شکایت با خدا
خدا سے تیری شکایت کرتا ہے

کاے خدا افغاں ازیں گرگِ کہن
کہ اے خدا اِس بوڑھے بھیڑیئے سے فریاد ہے

گوید ش نک وقت آمد صبر کن
وہ اُس سے کہتا ہے اب وقت آگیا ہے صبر کر

دادِ تو واخواہم از ہر بیخبر
میں ہر جاہل سے تیرا بدلہ لے لوں گا

داد کہ دہد جز خدائے دادگر
سوائے منصف خدا کے انصاف کون کرتا ہے

اوہمی گوید کہ صبرم شُد فنا
وہ کہتا ہے کہ میرا صبر فنا ہو گیا

در فراقِ روئے تو یا ربّنا
اے ہمارے رب تیرے چہرے کے فراق میں

احمدم درماندہ در دستِ یہود
میں احمدؐ ہوں جو یہود کے ہاتھ میں پھنسا ہوں

صالحم افتادہ در حبسِ ثمود
میں صالحؑ ہوں جو ثمود کی قید میں پڑا ہوں

اے سعادت بخش جانِ انبیا
اے انبیاء کی جان کو سعادت بخشنے والے

یا بکش یا باز خوانم یا بیا
یا مار ڈال یا مجھے واپس بُلالے یا تو آجا

با فراقت کافراں را تاب نیست
تیرے فراق کی کافروں میں بھی تاب نہیں ہے

کایں فراق اندر خورِ اصحاب نیست
یہ فراق دوستوں کے لائق نہیں ہے

کافراں گویند در وقتِ عذاب
عذاب کے وقت کافر کہیں گے

ہر یکے یا لَیْتَنِی کُنْتُ تُراب
ہر ایک، کاش میں مٹی ہوتا

حالِ اُو اینست کو خود زاں سوست
جو اُس جانب کا ہے اُس کا یہ حال ہے

چوں بُود بے تو کسے کانِ تو ست
تیرے بغیر اُس کو کیا حال ہوگا جو تیرا ہے

[1] کیست۔ اہل سبا کیلئے یوسف خود انکا وہ دل تھا جو طالب حق تھا چون اسیرے۔ اِس دل کو انھوں نے نفسِ امارہ کا قیدی بنا دیا تھا۔ جبرئیلے۔ یعنی روح کو جسم کے ستون سے باندھ دیا ہے اور اُس کو زخمی کر دیا ہے پیشِ اُو۔ اُس روح کو مادی غذائیں کھلانا چاہتا ہے۔ کہ بخور۔ روح کی غذا مادی نہیں ہے اُس کی غذا ذکر اللہ اور لقاء اللہ ہے۔ زیں شکنجہ۔ روح انسانی انسان کے اِس ظلم و ستم کی خدا سے شکایت کرتی ہے۔ گرگ۔ یعنی انسان کا نفسِ امارہ۔ گوید ش خدا اُس روح سے فرماتا ہے۔

[2] اوہمی گوید۔ خدا کے صبر و ے پر روح کہتی ہے کہ اب مجھے جلد اپنے پاس بلالے۔ احمدم۔ یعنی روح کہتی ہے مجھے نفس کے ہاتھوں مادی تکالیف برداشت کرنی پڑ رہی ہیں جو آنحضورؐ کو یہود کے ہاتھوں اور حضرت صالح کو ثمود کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔ یا بکش۔ روح کہتی ہے اب فراق کی برداشت نہیں ہو یا مجھے فنا کر دے یا مجھے اپنے پاس بلالے یا تو میرے پاس آجا۔

[3] با فراقت۔ خدا سے جدائی کی صورت کافر بھی برداشت نہ کر سکیں گے چہ جائیکہ مومن برداشت کرے۔ یا لَیْتَنِی۔ یعنی فراق کی وجہ کافر اپنے فنا ہونے کی تمنا کریں گے۔

— حالِ او۔ یعنی فراق میں بیگانوں کا یہ حال ہے تو اپنوں کا کیا حال ہوگا۔

www.pdfbooksfree.pk

حق همی گوید که آرے اے نزہ[۵۱] — لیک بشنو صبر آور صبر به
اللہ فرماتا ہے کہ ہاں اے پاک نسل — لیکن سن صبر کر صبر اچھا ہے

صبح نزدیک ست خامش دم مزن — کاندر آمد وقت بیروں آمدن
صبح قریب ہے چپ ہو جا سانس نہ لے — کہ باہر نکلنے کا وقت آپہونچا ہے

صبح نزدیک ست خامش کم خروش — من همی کوشم تو بهر مکوش
صبح نزدیک ہے چپ ہو جا شور نہ کر — میں تیرے لئے کوشاں ہوں تو کوشش نہ کر

کوششِ من به که کوششهائے تو — داروئے تلخم به از حلوائے تو
تیری کوششوں سے میری کوشش بہتر ہے — تیرے حلوے سے میری کڑوی دوا بہتر ہے

هیں تحمل کن برو خاموش شو — کمترک جُنباں زباں رو گوش شو
ہاں برداشت کر، جا چپ ہو جا — زبان نہ چلا، جا کان بن جا

شد ز حد هیں باز گرد اے یار گرد — رُوستائی خواجه را در خانه برد
بات، حد سے گذر گئی اے بہادر یار واپس چل — دیہاتی خواجہ کو گھر لے گیا

قصهٔ اهل سبا یک گوشه نه — آں بگو کاں خواجه چوں آمد بده
سبا والوں کا قصہ ایک طرف رکھ دے — وہ بتا کہ خواجہ کس طرح گاؤں میں آیا

بقیهٔ قصه رفتن خواجه بدعوت رُوستائی بده
دیہاتی کی دعوت پر خواجہ کے گاؤں جانے کے قصہ کا بقیہ

رُوستائی در تملق شیوه کرد — تا که حزم خواجه را کالیوه کرد
دیہاتی نے خوشامد کا ایسا طریقہ اختیار کیا — کہ خواجہ کی ہوشیاری کو دیوانہ بنا دیا

از پیام اندر پیام اُو خیره شُد — تا زلال حزم خواجه تیره شد
وہ پیغام در پیغام سے حیران ہو گیا — یہانتک کہ خواجہ کی احتیاط کا میٹھا پانی گدلا ہو گیا

هم از ینجا کودکانش در رسید — نرتع[۵۲] ونلعب بشادی می زدند
ساتھ ہی ادھر سے اس کے بچے خوشی میں — "ہم کھائینگے ہم کھیلیں گے" کا شادیانہ بجاتے تھے

همچو یوسف کش ز تقدیر عجب — نرتع ونلعب به بُرد از ظل اب
(حضرت) یوسف کی طرح جنکو عجیب تقدیر کھینچ کر لے گئی — ہم کھائینگے ہم کھیلیں گے نے باپ کے سایہ سے محروم کر دیا

آں[۵۳] نه بازی بلکه جانبازیست آں — حیله ومکر ودغا سازیست آں
یہ کھیل نہیں ہے بلکہ جان پر کھیلنا ہے — یہ حیلہ اور مکر اور دغا بازی ہے

۵۱ نزہ۔ منزہ، بزرگوار۔ صبح نزدیک ست۔ سورۂ ہود میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے حضرت لوطؑ کی تسلی کے لئے کہا تھا اب صبح قریب ہے ان بدکاروں سے تیرا بدلہ لے لیا جائیگا۔ تملق۔ خوشامد، چاپلوسی۔ شیوہ۔ طریقہ، عادت۔ کالیوہ۔ احمق، دیوانہ۔ خیرہ۔ حیران۔

۵۲ نرتع ونلعب۔ ہم کھائینگے اور کھیلیں گے۔ یہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے سازش کرتے وقت حضرت یعقوبؑ سے کہا تھا۔ ظل اب۔ انہی جملوں نے حضرت یوسفؑ کو حضرت یعقوبؑ کے سایۂ پدری سے محروم کر دیا تھا۔

۵۳ آں نہ بازی۔ یہ کھیل کی دعوت نہ تھی بلکہ حضرت یوسفؑ کی جان لینے کی بازی تھی حیلہ اور مکر اور دغا بازی تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

هر چه[1] از یارت جدا اندازد آں — مثنو آں را کاں زیاں دارد زیاں

جو تجھے دوست سے دور پھینک دے — اس کو نہ سن کیونکہ بربادی ہے بربادی

گر بود آں سود صد در صد مگیر — بہر زر مگسل ز گنجور اے فقیر

اگر وہ ہزاروں کا فائدہ ہو تب بھی نہ لے — اے فقیر! سونے کے لئے خزانچی سے تعلق نہ توڑ

ایں شنو کہ چند یزداں زجر کرد — گفت اصحاب نبیؐ را گرم و سرد

یہ سنو کہ اللہ نے کس قدر ملامت کی — نبیؐ کے ساتھیوں کو بُرا بھلا کہا

زانکہ بر بانگِ دُہل در سالِ تنگ — جمعہ[2] را کردند باطل بے درنگ

کیونکہ تنگی کے ایک سال میں نقارے کی آواز پر — بلا توقف انھوں نے جمعہ کی نماز توڑ دی

تا نباید دیگراں ارزاں خرند — زاں جلب صرفہ زما ایشاں برند

تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے سستا خرید لیں — اس سودے کا فائدہ وہ ہم سے زیادہ اٹھالیں

ماند پیغمبرؐ بخلوت در نماز — با دو سہ درویش ثابت پُر نیاز

پیغمبرؐ نماز میں اکیلے رہ گئے — اُن دو تین درویشوں کے ساتھ جو عاجزی پر قائم رہے

کو فت طبلِ لہو بازرگانیے — چونتاں ببرید از ربانیے

ایک تاجر نے تفریح کا نقارہ پیٹا — تم کیوں ربانی (رسول) سے کٹے

قَدْ فَضَضْتُمْ نَحْوَ قَمْحٍ هَائِمًا — ثُمَّ خَلَّيْتُمْ نَبِيًّا قَائِمًا

تم لوٹ پڑے گیہوں کی جانب دیوانہ وار — پھر تم نے نبی کو کھڑا چھوڑ دیا

بہرِ گندم تخمِ باطل کاشتید — واں رسولِ حق را بگذاشتید

گیہوں کے لئے تم نے باطل کا بیج بویا — اور اس خدا کے رسول کو چھوڑ دیا

صحبتِ او خیر من لہو و مال — ہیں کرا بگذاشتی چشمے بمال

اُس کی صحبت مال اور کھیل کود سے بہتر ہے — خبردار کس کو چھوڑا ہے، آنکھ مل

خود نشد حرصِ شما را ایں یقیں — کہ منم رزّاقِ خیر الرّازقیں

تمہاری حرص کو یہ یقین نہ آیا[3] — کہ میں رازق، رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہوں

آنکہ گندم را ز خود روزی دہد — کے توکلہات را ضایع کند

جو گیہوں کو بھی خود روزی دیتا ہے — وہ تیرے توکلوں کو کب ضائع کرے گا

از پئے گندم جدا گشتی ازاں — کہ فرستاد ست گندم ز آسماں

تو گیہوں کے لئے اُس سے جدا ہو گیا — جس نے گیہوں آسمان سے بھیجا ہے

---

[1] ہر چہ جو بات بھی دوست سے جدائی کا سبب بنے اُسکو نہ سننا چاہئے۔ گرچہ بود۔ ہمول فائدے کے لئے بڑا نقصان نہ گوارا کرنا چاہئے۔ ایں شنو۔ سورۂ جمعہ میں اِس قصہ کی طرف اشارہ ہے ایک بار مدینہ میں گیہوں کا آٹا فروخت کرنے والا قافلہ آیا۔ اُس وقت آنحضورؐ نماز جمعہ پڑھا رہے تھے۔ صحابہ آٹا خریدنے کے شوق میں آنحضورؐ کو نماز پڑھتا چھوڑ کر چلے گئے۔ اس پر صحابہؓ مورد عتاب بنے انھوں نے تھوڑے فائدے کی خاطر بڑا نقصان کیا اور آنحضورؐ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ دوران نماز کا قصہ نہیں ہے بلکہ خطبہ کے دوران یہ قصہ ہوا تھا۔

[2] جمعہ را۔ یعنی نماز جمعہ، بہتر یہی ہے کہ اس سے خطبۂ جمعہ مراد لیا جائے۔ جلب۔ تجارت کا مال جو کسی دوسرے شہر میں لے جایا جائے۔ دو سہ۔ دس بارہ صحابہ سے زیادہ موجود رہے تھے۔ ربانی۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ بہر گندم۔ قافلہ کے طبل پر گیہوں کا آٹا خریدنے چلے گئے تھے۔ چشمے بمال۔ آنکھ مسکر غور سے دیکھ۔ خود نشد۔ اپنے رزق کے لئے خود دوڑ پڑے حالانکہ رزاق میں ہوں۔

[3] آنکہ۔ خدا تو وہ ہے جو رزق کو بھی رزق دیتا ہے۔ ازاں۔ نبی سے جدا ہونا خدا سے جدا ہونا تھا

www.pdfbooksfree.pk

کمتر از بط[1] نیستی آخر در آب — کو دہد مر بازِ داعی را جواب
آخر تو پانی کی بطخ سے کم نہیں ہے — جو دعوت دینے والے باز کو جواب دیتی ہے

دعوت کردن باز بطاں را از آب بصحرا و جواب بطاں

باز کا بطخوں کو پانی سے جنگل کی دعوت دینا اور بطخوں کا جواب

باز گوید بط را کز آب خیز — تا بہ بینی دشتہا را فند ریز
باز بطخ سے کہتا ہے کہ پانی سے نکل — تاکہ تو جنگلوں کو شکر بکھیرنے والا دیکھے

بطِ عاقل گویدش کاے باز دور — آب ما را حصنِ امن ست و سرور
عقلمند بطخ اُس سے کہتی ہے کہ اے باز جا — پانی ہمارے لئے امن اور خوشی کا قلعہ ہے

دیو چوں باز آمد اے بطاں شتاب — ہیں بہ بیروں کم روید از حصنِ آب
اے بطخو! شیطان کی مثال باز کی سی ہے جلدی کرو — خبردار! پانی کے قلعہ سے باہر نہ نکلنا

باز[2] را گویید رو رو باز گرد — از سرِ ما دست دار اے پاکمرد
باز سے کہہ دو، جا جا واپس ہو جا — اے مددگار! ہمارے سر سے دست بردار ہو جا

ما بری از دعوتت دعوت ترا — ما نہ نوشیم ایندم تو کافرا
ہم تیری دعوت سے بری ہیں تیری دعوت تجھے — اے کافر ہم تیرا یہ مکر نہ قبول کریں گے

حصن ما را قند و قندستاں ترا — ما نخواہیم ہدیات بستاں ترا
قلعہ ہم کو اور قند و قندستان تجھے (مبارک ہو) — ہم تیرے ہدیہ کے خواہشمند نہیں ہیں باغ تجھے (مبارک ہو)

چونکہ جاں باشد نیاید قوت کم — چونکہ لشکر ہست کم ناید علم
جب جان ہے روزی کی کمی نہ ہوگی — جبکہ لشکر ہے جھنڈے کم نہ ہوں گے

رجوع بحکایت خواجہ و روستائی

خواجہ اور دیہاتی کے قصہ کی طرف واپسی

خواجۂ حازم بسے عذر آورید — بس بہانہ کرد با دیوِ مرید[3]
پختہ کار خواجہ نے بہت عذر کئے — سرکش شیطان سے بہت بہانے کئے

گفت ایں دم کارہا دارم مہم — گر بیایم آں نگردد منتظم
کہا اس وقت میں بہت ضروری کام رکھتا ہوں — اگر میں چلا جاؤں گا اُن کا انتظام نہ ہو سکیگا

شاہ کارِ نازکم فرمودہ است — زانتظارم شاہ شب نغنودہ است
بادشاہ نے مجھے ایک نازک کام کا حکم فرمایا ہے — میرے انتظار میں وہ رات بھر نہیں سویا ہے

[1] کمتر از بط: بطخوں نے باز کی دعوت پر بڑے فائدے کو چھوڑا انسان تھوڑے فائدے کے لئے بڑا نقصان کر بیٹھتا ہے۔ باز: باز شکاری کا پرندہ ہے اور بطخیں آبی ہیں بازنے بطخوں کو جنگل کی دعوت دی۔ دشت: جنگلوں میں عمدہ خوراک ہے۔ دیو: شیطان انسان کے لئے ایسا ہے جیسا کہ باز بطخوں کیلئے تھا۔

[2] باز را: جب شیطان کا کوئی والئے آسکو دھنکار دو۔ امیدم تو: یہ تیرا دھوکا ہے ہم اس میں نہ پھنسیں گے۔ چونکہ: روزی کے بارے میں انسان کو توکل سے کام لینا چاہیئے۔ علم جھنڈا۔ حازم: پختہ کار۔ ہوشیار۔

[3] دیو مرید: سرکش شیطان۔ یعنی دنیاوی۔ کار نازک: نازک کام۔

www.pdfbooksfree.pk

من نیارم ترکِ امرِ شاہ کرد
میں بادشاہ کے حکم کو نہیں چھوڑ سکتا

من نتانم شد بر شہ روئے[1] زرد
میں بادشاہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا

ہر صباح و ہر مساء سرہنگِ خاص
ہر صبح اور ہر شام ایک خاص سپاہی

میرسد از من ہمی جوید مناص
آتا ہے اور مجھ سے خلاصی چاہتا ہے

تو رواداری کہ آیم سوئے دہ
تو مناسب سمجھتا ہے کہ میں گاؤں کی طرف آجاؤں

تا در ابرو افگند سلطاں گرہ
یہاں تک کہ بادشاہ پیشانی پر گرہ ڈالے

بعد ازاں درمانِ خشمش چوں کنم
اس کے بعد اُس کے غصہ کا کیا علاج کروں؟

زندہ خود رازیں مگر مدفوں کنم
ہاں اس سے اپنے آپ کو زندہ دفن کروں

زیں نمط او صد بہانہ باز گفت
اس طرح کے اُس نے سینکڑوں بہانے بنائے

حیلہا با حکمِ حق نفتاد جفت
(لیکن) حیلے حکمِ خداوندی کے مطابق نہ ہو سکے

گر شود ذرّاتِ عالم حیلہ ہیچ
اگر تمام دنیا کے ذرّے حیلہ گری کریں

با قضائے آسماں ہیچ ست ہیچ
آسمان کے فیصلہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں

چوں گریزد ایں زمیں از آسماں
یہ زمین آسمان سے کیسے گریز کرے

چوں کند او خویش را از وے نہاں
یہ اپنے آپ کو اُس سے کیسے چھپائے

ہر چہ آید ز آسماں سوئے زمیں
جو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہے

نے مفر دارد نہ چارہ نے کمیں
(اُس سے) نہ مفر ہے نہ کوئی تدبیر نہ چھپنے کی جگہ

آتش[2] از خورشید می بارد برو
سورج سے اُس پر آگ برستی ہے

او بہ پیشِ آتشش بنہادہ رُو
وہ اُس کی آگ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہے

ور ہمی طوفاں کند باراں برو
وہ اگر اُس پر بارش کا طوفان برسائے

شہر ہا را میکند ویراں برو
اُس پر شہروں کو ویران کرے

اوشدہ تسلیم او ایوب وار
وہ (حضرت) ایوب کیطرح اپنے آپکو اُنکے پیرو کئے ہوئے ہے

کہ اسیرم ہر چہ می خواہی بیار
کہ میں قیدی ہوں تو جو چاہے کر

اے کہ جزوِ ایں زمینی سر مکش
اے وہ کہ تو اِس زمین کا جزو ہے سرکشی نہ کر

چونکہ بینی حکمِ یزداں در مکش
جب تو خدا کا حکم (آتا) دیکھے دروازہ نہ بند کر

چوں خلقنا کم[3] شنیدی من تراب
جبکہ تو نے ہم نے تمکو مٹی سے پیدا کیا ہے سُن لیا ہے

خاک باشی جست از تو رو متاب
اُس نے تجھ سے خاک بن جانا چاہا ہے روگردانی نہ کر

---

[1] روئے زرد۔ یعنی بادشاہ کا کام نہ کر سکوں گا تو شرمندگی ہوگی۔ مناص۔ چھٹکارے کی جگہ۔ گرہ۔ یعنی بادشاہ ناراض ہو جائے گا۔ مدفون۔ یعنی بادشاہ ناراض ہو کر زندہ درگور کر دے گا۔ مجفت۔ یعنی اُس کے بہانے تقدیر خداوندی کا مقابلہ نہ کر سکے اور اسکو گاؤں جانا پڑا۔ گر شود قضا کے بالمقابل انسان مجبور ہے۔

[2] آتش۔ زمین سورج کی تپش برداشت کرنے پر مجبور ہے اسی طرح انسان قضا کے مقابلہ میں لاچار ہے۔ ایوب وار۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے۔ اے کہ جزو۔ انسان مٹی سے بنا ہے۔

[3] خلقناکم۔ قرآن پاک میں ہے اے انسانوں ہم نے تمہیں زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں ہم لوٹائیں گے۔

www.pdfbooksfree.pk

بیں[1] کہ اندر خاک تخمے کاشتم — گرد خاکی و منش افراشتم
دیکھ لے میں نے مٹی میں بیج بویا — وہ خاکی بنا اور میں نے اس کو بلند کیا

حملۂ دیگر تو خاکی پیشہ گیر — تا کنم بر جملہ میرانت امیر
دوسری بار تو خاکی ہونا اختیار کر — تاکہ میں تجھے تمام سرداروں کا سردار بنا دوں

آب از بالا بہ پستی در رود — آنگہ از پستی ببالا بر رود
پانی بلندی سے پستی میں جاتا ہے — تب پستی سے بلندی پر جاتا ہے

گندم[2] از بالا بزیر خاک شد — بعد ازاں او خوشہ چالاک شد
گیہوں بلندی سے مٹی کے نیچے گیا — اس کے بعد وہ لہلہاتا خوشہ بنا

دانۂ ہر میوہ چوں گردد دفین — بعد ازاں سر ہا برآرد از زمیں
ہر پھل کا دانہ جب گڑتا ہے — اس کے بعد زمین سے سر ابھارتا ہے

اصل نعمتہا ز گردوں تا بخاک — زیر آمد شد غذائے جانِ پاک
تمام نعمتوں کی اصل آسمان سے مٹی تک — نیچے آئی، تو پاک جان کی غذا بنی

از تواضع چوں ز گردوں شد بزیر — گشت جزو آدمی حیِ دلیر
تواضع کی وجہ سے جب وہ آسمان سے نیچے آیا — تو وہ زندہ دلیر انسان کا جزو بن گیا

پس صفاتِ آدمی شد آں جماد — بر فراز عرش پراں گشت شاد
تو وہ بے جان آدمی کی صفات سے موصوف ہو گیا — خوش ہو کر آسمان کی بلندی پر اڑ گیا

کز جہانِ[3] زندہ اول آمدیم — باز از پستی سوئے بالا شدیم
ہم پہلے زندہ جہان سے آئے — پھر پستی سے بلندی کی طرف گئے

جملہ اجزا در تحرک در سکون — ناطقاں کہ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
تمام اجزا حرکت اور سکون میں — کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

ذکر و تسبیحاتِ اجزائے نہاں — غلغلے افگند اندر آسماں
پوشیدہ اجزا کے ذکر اور تسبیح نے — آسمان میں غلغلہ ڈال دیا

چوں قضا آہنگ نارنجات کرد — روستائی شہری را مات کرد
جب قضا نے طلسم کرنے کا ارادہ کیا — دیہاتی نے شہری کو مات دے دی

با ہزاراں حزم خواجہ مات شد — زاں سفر در معرض آفات شد
ہزاروں احتیاطوں کے باوجود خواجہ ہار گیا — اور اس سفر سے آفتوں میں پھنس گیا

[1] بیں۔ خاکساری کے بعد سرخروئی حاصل ہوتی ہے بیج مٹی میں مل کر نشو و نما پاتا ہے حملۂ دیگر۔ انسانی خاکی پیکر اختیار کیا دوبارہ وہ خاکی بنے گا تو بڑے مراتب حاصل کرے گا۔

[2] گندم۔ گیہوں کا دانہ مٹی میں ملتا ہے پھر ابھر کر خوشہ بنکر ابھرتا ہے۔ اصل نعمتہا پانی آسمان سے برسا پھر زمین سے مل کر انسان کا جزو بنا اور انسانی صفات اختیار کر کے عرش تک پہونچا۔

[3] جہانِ زندہ۔ یعنی عالم ارواح۔ سوئے بالا۔ عالم ارواح۔ ذکر و تسبیحات۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

اعتمادش[1] بر ثباتِ خویش بود — گرچہ کہ بد نیم سیلش در ربود
اُس کو اپنی ثابت قدمی پر بھروسہ تھا — اگرچہ پہاڑ تھا اُس کو آدھا سیلاب بہا لے گیا

چون قضا بیروں کند از چرخ سر — عاقلاں گردند جملہ کور و کر
قضا جب آسمان سے سر نکالتی ہے — سب عقلمند اندھے بہرے ہو جاتے ہیں

ماہیاں افتند از دریا بروں — مُرغِ پراں گردد از دامے زبوں
مچھلیاں دریا سے باہر نکل پڑتی ہیں — اُڑنے والا پرند ایک جال سے عاجز آجاتا ہے

تا پری و دیو در شیشہ شود — بلکہ ہاروتے بہ بابل در رود
یہاں تک کہ دیو اور پری بوتل میں بند ہو جاتے ہیں — بلکہ ہاروت بابل میں چلا جاتا ہے

جز کسے کاندر قضا اندر گریخت — خونِ اُو را ہیچ تربیتے نریخت
سوائے اُس کے جو قضا کی پناہ میں آگیا — کوئی تربیت اُس کا خون نہ بہا سکی

غیر آنکہ در گریزی در قضا — ہیچ حیلہ ندہدت از وے رہا
سوائے اُس کے کہ تو قضا کی طرف بھاگے — کوئی تدبیر تجھے رہائی نہیں دلا سکتی

قصۂ اصحاب ضروان[2] و حیلہ کردنِ ایشاں تا بے زحمت فقیراں باغہا را قطاف کنند

ضروان والوں کا قصہ اور اُن کا تدبیر کرنا تاکہ فقیروں کی زحمت سے نیک کردہ باغوں کے پھل توڑیں

قصۂ اصحاب ضروان خواندۂ — پس چرا در حیلہ جوئی ماندۂ
تو نے ضروان والوں کا قصہ پڑھا ہے — پھر تو کیوں حیلہ جوئی میں لگا ہے؟

حیلہ می کردند کژدم نیش چند — کہ برند از روزیِ درویش چند
چند بچھو جیسے ڈنک والے تدبیر کرتے تھے — کہ چند فقیروں کی روزی مار لیں

شب ہمہ شب می سگالیدند مکر — رُوئے در رُو کردہ چندیں عمر و بکر
تمام رات مکر اور حیلے سوچتے رہے — آمنے سامنے ہو کر بہت سے عمرو بکر

خفیہ می گفتند سرہا آں بداں — تا نیابد کہ خدا دریابد آں
اُن نالائقوں نے راز مخفی طور پر کہے — تاکہ خدا اُن کو نہ جان لے

با گل اندیشندہ اسگالید گل[3] — دست کارے می کند پنہاں ز دل
کہگل نے کہگل کرنے والے کے خلاف سوچا! — ہاتھ دل سے چھپا کر کوئی کام کرتا ہے؟

[1] اعتمادش۔ شہری کو اپنی فصیل پر گھمنڈ تھا۔ در شیشہ جن اور پری کو قابو میں بند کر لینے کا ایک شاعرانہ اور عامیانہ تخیل ہے جو سب کے۔ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا: نحن نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ہم اللہ کی قضا سے اللہ ہی کی قضا کی طرف فرار اختیار کرتے ہیں۔ ترجیع کسی شخص کے طالع کے دو ستاروں کا اسطرح جمع ہونا کہ ایک دوسرے کے اعتبار سے چوتھے خانے میں ہو۔ یہ صورت اس شخص پر منحوس اثرات ڈالتی ہے۔

[2] ضروان۔ یمن میں صنعا کے قریب ایک گاؤں ہے اس کے باشندوں کا یہ قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ حیلہ کردہ فقراء کو محروم کرنیکی تدبیر سوچی۔ خفیہ آہستہ سرگوشی اس لئے کرتے تھے کہ خدا ان کی سازش کو نہ سن سکے۔

[3] گل۔ کہگل۔ کہگل کرنیوالے سے اپنا راز نہیں چھپا سکتی نہ ہاتھ دل سے اپنا کام مخفی رکھ سکتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

کَیْفَ[1] لَا یَعْلَمُ هَوَاكَ مَنْ خَلَقْ — اِنَّ فِی نَجْوَاكَ صِدْقًا اَمْ مَلَقْ

تیری خواہش کو کیسے نہ جانیگا جس نے پیدا کیا — تیری خفیہ باتوں میں سچائی ہے یا جھوٹ

کَیْفَ یَغْفُلُ عَنْ طَعِیْنٍ[2] رَغَدًا — مَنْ یُّعَایِنْ اَیْنَ مَثْوَاهُ غَدًا

خوش عیش ہو درج نشیں سے وہ کیسے ناواقف ہوگا — جو دیکھ رہا ہے کہ کل کو اُس کا ٹھکانا کہاں ہے

اَیْنَمَا قَدْ هَبَطَا اَوْ صَعَّدَا — قَدْ تَوَلَّاهُ وَاَحْصٰی عَدَدَا

کہاں وہ نشیب میں اُتری کہاں اونچائی پر چڑھی — وہ اُس کا نگراں ہے اور اُس نے شمار کر لیا ہے

گوش کُن اکنوں حدیثِ خواجہ را — کو سوئے دہ چوں شد و دید اُو جزا

اب خواجہ کی بات سُنو — کہ وہ شہر کی جانب کیسے گیا اور اُس نے سزا کو بھگتا

گوش را اکنوں ز غفلت پاک کُن — استماعِ ہجرِ آں غمناک کُن

اب کان کو غفلت سے پاک کر لے — اُس غمناک کی ہجرت (کا قصہ) سُن

تا چہا دید از بلا و از عنا — در رہِ دہ چوں شد از شہر اُو جدا

اُس نے کس قدر بلا اور مشقت دیکھی — گاؤں کے راستہ میں جب وہ شہر سے جُدا ہوا

آں زکاتے داں کہ غمگیں را دہی[3] — گوشِ را چوں پیشِ دستانش نہی

اُس کو ایک زکوٰۃ سمجھ جو تو غمزدہ کو دے رہا ہے — جب تو کان اُس کی داستان پر دھرے

بشنوی غمہائے رنجورانِ دل — فاقۂ جانِ شریف از آب و گل

دل کے بیماروں کا غم سُن لے — آب و گل (میں پھنسے) سے شریف جان کا فاقہ ہے

خانۂ پُر دُود دارد پُر فنے — مَرْوُرا بکشاز اِصغا روزنے

صاحب ہُنر کا گھر (دل) دھوئیں سے بھرا ہوا ہے — اُس کی بات سننے کے لئے (کان کے) سوراخ کو کھول دے

گوشِ تو اُورا چو راہِ دم شود — دُودِ تلخ از خانۂ اُو کم شود

جب تیرا کان اسکے سانس لینے کا راستہ بن جائے — کڑوا دھواں اُس کے گھر میں سے کم ہو جائے

غمگساری کُن تو با ما اے رَوی — گر بسوئے ربِّ اعلیٰ می رَوی

اے سیلاب! ہماری غمگساری کر — اگر تو ربِّ اعلیٰ کی طرف جا رہا ہے

ایں تردّد حبس و زندانی بُود — کو نہ بگذارد کہ جاں سوئے رَوَد

یہ تردّد قید اور قیدی ہے — جو نہیں چھوڑتا کہ جان کسی طرف جائے

ایں بدیں سو آں بداں سو می کشد — ہر یکے گوید منم راہِ رَشد

یہ اِس جانب وہ اُس جانب کھینچتا ہے — ہر شخص کہتا ہے میں ہدایت کا راستہ ہوں

---

[1] کیف۔ قرآن پاک میں ہے اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ بیشک وہ اللہ جانتا ہے اُن کو جن کو اُس نے پیدا کیا ہے وہ مہربان اور باخبر ہے۔

[2] طعین۔ ہودج نشین سواری مثنوی۔ ٹھکانا بمعنا مشقت۔ اس زکاتے۔ کسی غمناک کی داستان سُن لینا اُس پر بہت بڑا احسان ہوتا ہے اُس کے دل کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔

[3] دستاں۔ داستان۔ خانہ اُس کا دل غم کے دھوئیں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ تیرا سُننا گویا ایک سوراخ ہے جس کے ذریعہ اُس کے دل کا دھواں خارج ہوتا ہے۔ مَرْوی۔ سیراب یعنی جبکہ تیرا سلوک راہِ حق پر ہے اور عروج حاصل ہے تو ہمیں بھی معیت کا شرف بخش دے۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں تردّد[1] عقبہ راہِ حق ست
یہ تردّد، اللہ کے راستہ کی گھاٹی ہے

اے خنک آنکس کہ پایش مطلق ست
وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے جس کا پیر آزاد ہے

بے تردّد می رود در راہِ راست
وہ سیدھے راستہ پر بغیر تردّد جا رہا ہے

رہ نمیدانی بجو گامش کجاست
اگر، تو راستہ نہیں جانتا ہے جا اُس کے نشانِ قدم

گامِ آہو را بگیر و رو معاف
تو ہرن کے (نشانِ) قدم پکڑ لے اور عافیت سے چلدے

تا رسی از گامِ آہو تا بناف
تاکہ تو ہرن کے نشانِ قدم سے ناف - نمک - پہونچ جائے

زیں روش بر اوجِ انوری روی
اِس رفتار سے تو روشن بلندی پر جا رہا ہے

اے برادر گر بر آذر می روی
اے بھائی! اگر تو آگ پر چل رہا ہے

نے ز دریا ترس و نے از موج و کف
نہ دریا سے ڈر، نہ موج سے، نہ جھاگ سے

چوں شنیدی تو خطابِ لا تخف
جب تو نے "نہ ڈر" کا خطاب سن لیا ہے

لا تخف داں چونکہ خوفت داد حق
جبکہ تجھے اللہ نے خوف دیا ہے تو اپنے آپکو لا تخف کا مصداق سمجھ

ناں فرستد چوں فرستادت طبق
وہ روٹی بھیجدے گا جبکہ اُس نے تجھے طباق دیا ہے

خوف[2] آنکس راست کو را خوف نیست
ڈر اُس کے لئے ہے جس کو ڈر نہیں ہے

غصہ آنکس را کہ اینجا طوف نیست
غم اُس کے لئے ہے جس کو یہاں طواف کا موقع نہیں ہے

رواں شدن خواجہ بسوئے دِہ با عیالاں

خواجہ کا بچوں کے ساتھ گاؤں کو روانہ ہونا

خواجہ در کار آمد و تجہیز ساخت
خواجہ کام میں لگا اور سامان تیار کیا

مرغِ عزمش سوئے دِہ افتاب تاخت
اُسکے ارادہ کا پرند جلد گاؤں کی جانب روانہ ہوا

اہل و فرزنداں سفر را ساختند
اہل اور اولاد نے سفر کی تیاری کرلی

رخت را بر گاوِ عزم انداختند
سامانِ ارادے کے بیل پر لاد دیا

شادمانان و شتاباں سوئے دِہ
خوشی خوشی جلدی سے گاؤں کی جانب

کہ برے خوردیم از دہ مژدہ دِہ
کہ ہم نے گاؤں کے پھل کھائے ہیں خوشخبری سنا

مقصدِ ما را چراگاہِ[3] خوش ست
ہمارے مقصد کے لئے عمدہ چراگاہ ہے

یارِ ما آنجا کریم و دلکش ست
اُس جگہ ہمارا دوست سخی اور دلنواز ہے

با ہزاراں آرزو ماں خواندہ ست
اُس نے ہمیں ہزاروں تمناؤں سے بلایا ہے

بہرِ ما غرس کرم بنشاندہ ست
اُس نے ہمارے لئے سخاوت کا پودا لگایا ہے

[1] تردّد۔ تردّد کی کیفیت عارفوں کیلئے مضر ہے۔ عقبہ۔ گھاٹی جس سے عبور دشوار ہوتا ہے۔ پائش یعنی تردّد کی کیفیت اُسکو سلوک سے مانع نہیں ہے اُس کا اتباع کرلے گا۔ ہرن کا ناف حاصل کرنا ہے تو اُسکے نقشِ قدم پکڑ کر چلنے سے بالآخر اُس کا ناف حاصل ہو جائے گا، آثار سے ہی ذات تک رسائی ہوگی۔ برا کردن یعنی عبادات کی سختی۔ لا تخف۔ جبکہ اللہ کی جانب سے بشارت حاصل ہوگئی ہے تو راہ کی مشکلات سے نہ ڈرنا چاہیئے۔

[2] خوف۔ خوف کا طاری ہونا یہ علامت ہے کہ لا تخف کا مقام حاصل ہوگا جو خوف سے بالکل خالی ہے یہ اُس کی محرومی کی دلیل ہے۔ بُرے یعنی قسم قسم کے پھل۔ مژدہ۔ خوشخبری۔

[3] چراگاہ خوش۔ دلکش سبزہ زار۔ یار۔ یعنی دعوت دینے والا دیہاتی۔ غرس۔ پودا۔

www.pdfbooksfree.pk

مأذ[1]خیرہ دہ زمستانِ دراز — از برِ او سوئے شہر آریم باز
ہم دس بیس جاڑوں کے لئے سامان — اس کے پاس سے شہر لے آئیں گے

بلکہ باغ ایثار راہِ ما کند — درمیانِ جانِ خود ما جا کند
بلکہ وہ باغ ہمارے لئے قربان کردے گا — اپنی جان میں ہماری جگہ بنائے گا

عجلوا اصحابنا کے تربحوا — عقل می گفت از درون لا تفرحوا
ہمارے ساتھیو! جلدی کرو تاکہ نفع اٹھاؤ — اندر سے عقل کہتی تھی "خوش نہ ہو"

من رباحِ اللہِ کونوا رابحین — اِنَّ ربّی لا یحبُّ الفرحین
اللہ کے نفع سے نفع اٹھانے والے بنو — بیشک میرا خدا خوش ہونیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہے

افرحوا ھونًا بما آتاکم — کلُّ آتٍ مشغلٌ ألھاکم
اس پر ہلکے سے خوش ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے — ہر آنیوالی خبر مشغول کرنیوالی ہے جسنے تمہیں غافل بنایا

شاد از وے شو مشو از غیر وے — کو بہار ست و دگر ہا[2] ماہ دے
اس سے خوش ہو اس کے غیر سے نہ ہو — کیونکہ وہ (موسم) بہار ہے، دوسرے ماہ کا مہینہ

ہر چہ غیرِ اوست استدراجِ تست — گر چہ تختِ و ملکِ تست و تاجِ تست
جو کچھ اس کے علاوہ ہے وہ تیرا استدراج ہے — خواہ وہ تیرا تخت اور سلطنت ہو اور تیرا تاج ہو

شاد از غم شو کہ غم دامِ لقاست — اندریں رہ سوئے پستی از نقاست
غم سے خوش ہو کیونکہ وہ لقا (خداوندی) کا ذریعہ ہے — اس راستہ میں پستی کی جانب لجانا، بلندی ہونا ہے

غم یکے گنج ست و رنجِ تو چو کاں[3] — لیک کے در گیرد ایں در کودکاں
غم ایک خزانہ ہے اور تیرا رنج کان ہے — لیکن اس بات کا اثر بچوں پر نہیں ہے

کودکاں چوں نامِ بازی بشنوند — جملہ با خر گور ہم تگ می دوند
بچے جب کھیل کا نام سنتے ہیں — سب گورخر کے ہم رفتار ہوتے ہیں

اے خراماں گورِ ایں سو دامہاست — در کمیں ایں سوئے خوں آشامہاست
اے ٹہلنے والے گورخر! اس طرف جال ہیں — اس جانب گھات میں خون پینے والی بلائیں ہیں

تیر ہا پنہاں نشد لیکن کماں — گشت پنہاں از دو چشمِ مردماں
تیر پوشیدہ نہیں ہیں لیکن کمان — انسانوں کی دو آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے

تیر ہا پرّاں کماں پنہاں و غیب — بر جوانے میرسد صد تیر شیب
تیر چل رہے ہیں، کمان چھپی ہوئی اور غائب ہے — ایک جوان پر بڑھاپے کے سو تیر پہنچتے ہیں

[1] مأذ خیرہ یعنی اس گاؤں سے جاڑوں کیلئے بہت سے تھیلے لیکر نکلیں گے۔ عقل چونکہ گاؤں پہونچکر محرومی اور مایوسی ہوگی۔ الفرحوا۔ یعنی دنیا کی لذتیں زیادہ خوشی کا سبب نہ ہونی چاہئیں۔

[2] دگر ہا۔ دنیاوی خوشیاں فانی ہیں۔ استدراج۔ ڈھیل یعنی دنیا کی مرغوبات آزمائش کیلئے ہوتی ہیں۔ غم۔ آخرت کی فکر خزانۂ بے بہا ہے۔

[3] کودکاں۔ جن کی عقل پختہ نہیں ہے وہ دنیاوی لذتوں کیطرف دوڑ پڑتے ہیں۔ ایں سو۔ یعنی دنیاوی لذتیں۔ تیرہا۔ یعنی دنیا کے قصے۔ شیب۔ یعنی بڑھاپے کے مصائب۔

www.pdfbooksfree.pk

گام در صحرائے دل باید نہاد — زانکہ در صحرائے[1] گل نبود گشاد
دل کے جنگل میں قدم رکھنا چاہیئے — اسلئے کہ مٹی کے جنگل (جسم) میں وسعت نہیں ہے

ایمن آباد ست دل اے مردماں — حصن محکم موضع امن و اماں
اے لوگو! دل امن آباد ہے — مضبوط قلعہ ہے امن و امان کی جگہ ہے

گلشن خرم بکام دوستاں — چشمہا و گلستاں در گلستاں
دوستوں کے حسب مراد تازہ گلشن ہے — چشمے ہیں اور باغ در باغ ہیں۔

ع الی القلب وسر یا ساریہ — فیہ اشجار و عین جاریہ
قلب کی طرف لوٹ اور چل دے چلنے والے — اس میں درخت اور جاری چشمہ ہے

دہ مرو دہ مرد را احمق کند — عقل را بے نور و بے رونق کند
گاؤں میں نہ جانا گاؤں انسان کو احمق بنا دیتا ہے — عقل کو بے نور اور بے رونق بنا دیتا ہے

خواجہ پندارد کہ روزی دہ دہد — ایں نمیداند کہ روزی دہ دہد
خواجہ سمجھتا ہے کہ گاؤں روزی دیتا ہے — یہ نہیں سمجھتا کہ روزی دینے والا (روزی) دیتا ہے

قول[2] پیغمبر شنو اے مجتبیٰ — گور عقل آمد وطن در روستا
اے برگزیدہ! پیغمبرؐ کا قول سن لے — گاؤں کا وطن عقل کی قبر ہے

ہر کہ روزے باشد اندر روستا — تا بماہے عقل او ناید بجا
جو گاؤں میں ایک دن رہے گا — اس کی عقل ایک مہینہ تک ٹھکانے نہ آئے گی

ہر کہ در روستا کند روزے و شام — تا بماہے عقل او نبود تمام
جو شخص ایک دن اور شام گاؤں میں گذارے گا — ایک مہینہ تک اس کی عقل مکمل نہیں ہوگی

تا بماہے احمقی با او بود — از حشیش دہ جز اینہا چہ رود
ایک مہینہ تک حماقت اس کے ساتھ ہوگی — گاؤں کی گھاس سے اسکے علاوہ اور کیا ہوگا

ہر کہ ماہے باشد اندر روستا — روزگارے باشدش جہل و عمیٰ
جو ایک مہینہ تک گاؤں میں رہے گا — اس کی نادانی اور جہالت تمام عمر رہے گی

دہ[3] چہ باشد شیخ کامل ناشدہ — دست در تقلید و در حجت زدہ
گاؤں کیا ہے؟ ناقص شیخ — جس نے تقلید اور حجت بازی حاصل کی ہے

پیش شہر عقل کلی ایں حواس — چوں خران چشم بستہ در خراس
کل عقل کے شہر کے سامنے یہ حواس — آنکھوں پر پٹی بندھے ہوئے کولھو کے گدھوں کی طرح ہیں

[1] سرائے گل۔ دنیا۔ گشاد۔ وسعت۔ ایمن آباد۔ دل کی دنیا۔ مضبوط قلعہ ہے جس میں طرح طرح کے گلشن اور باغیچے ہیں۔ دہ۔ قلب کی دنیا بمنزلہ شہر اور خارجی دنیا بمنزلہ گاؤں کے ہے۔ نیز مولانا نے آگے فرمایا ہے کہ گاؤں سے مراد شیخ ناقص ہے۔

[2] قول پیغمبر حدیث ہے متن سکن البادیۃ جفی جس نے دیہات کی سکونت اختیار کی وہ سخت دل بنا۔ تابماہے۔ گاؤں میں ایک دن گذارنے سے انسان ایک مہینہ کے لئے بے عقل ہو جاتا ہے اور اگر ایک مہینہ گاؤں میں رہ لیا تو تمام عمر بے عقل رہیگا۔

[3] دہ چہ باشد۔ یہاں گاؤں سے مراد ناقص شیخ ہے جو صرف مشائخ کی نقل اتارتا ہے پیش شہر شیخ کامل کے اعتبار سے یہ شیخ ناقص کولہو کا بیل ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں رہا کُن صورتِ افسانہ گیر
اس کو رہنے دے قصہ کی صورت اختیار کر

روبہ بل دُردانہ[1] گندم دانہ گیر
جاموتی کو چھوڑ دے گیہوں کا دانہ لے

گر بہ دُرّہ نیست ہیں مُی ستاں
اگر موتی کی طرف راستہ نہیں ہے تو ہوا گیہوں لے

گر بداں سُو نیست رہ ایں سو براں
اگر اس طرف راستہ نہیں ہے اس طرف چل پڑ

ظاہرش گیر ارچہ ظاہر کژ بود
اس کے ظاہر کو اختیار کر لے اگرچہ ظاہر ٹیڑھا ہو

عاقبت ظاہر سوئے باطن برد
آخر ظاہر باطن ہی کی طرف جاتا ہے

اوّلِ ہر آدمی خود صورت است
آدمی کی ابتدا خود صورت ہے

بعد ازاں جاں کو جمالِ سیرت است
اس کے بعد جان ہے جو باطن کا حسن ہے

اوّلِ ہر میوہ جز صورت کے ست
ہر میوے کی ابتدا سوائے صورت کے کیا ہے

بعد ازاں لذت کہ معنیٰ ویست
اس کے بعد لذت ہے جو اس کے معنی ہیں

اوّلاً[2] خرگاہ سازند و خرند
پہلے خیمہ تیار کرتے ہیں اور خریدتے ہیں

ترک را زاں پس بمہماں آورند
اس کے بعد سردار کو مہمان بنا کر لاتے ہیں

صورتت خرگاہ و آں معنی ست ترک
تیری صورت خیمہ ہے اور معنی سردار ہیں

معنیت ملّاح و آں صورت چو فلک
تیرے معنی ملاح ہیں اور صورت کشتی جیسی ہے

رفتن خواجہ و قومش بسوئے دِہ
خواجہ اور اس کی قوم کا گاؤں کی طرف جانا

بہرِ حق ایں را رہا کُن یک نفس
خدا کے لئے اس بات کو تھوڑی دیر کیلئے چھوڑ دے

تا خرِ خواجہ بجنباند جرس
تاکہ خواجہ کا گدھا گھنٹی ہلائے

خواجہ و بچگاں جہازے ساختند
خواجہ اور بچوں نے سامان تیار کیا

بر ستوراں جانبِ دِہ تاختند
جانوروں پر چڑھ کر گاؤں کی جانب روانہ ہو گئے

شاد مانہ سوئے صحرا راندند
خوشی خوشی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے

سافروا[3] کے تغنموا برخواندند
سفر کرو تاکہ غنیمت حاصل کرو پڑھنے لگے

کز سفر بابندہ کیخسرو شود
سفروں کی وجہ سے غلام کیخسرو بن جاتا ہے

بے سفر ہا ماہ کے خشر[4] و شود
بغیر سفر کے چاند کب حسین بنتا ہے

از سفر بیذق شود فرزیں راد
پیادہ سفر کر کے مقلد فرزین بن جاتا ہے

از سفر یابید یوسف صد مراد
سفر سے (حضرت) یوسفؑ نے سیکڑوں مرادیں پائیں

[1] دُردانہ۔ یعنی حکمت کی باتیں مگر بعد اگر حقیقت حاصل نہ ہو سکے تو صورت کو اختیار کر لینا چاہیئے، صورت سیرت کا وسیلہ ہے مشہور مقولہ ہے المجاز قنطرۃ الحقیقۃ مجاز حقیقت تک پہنچنے کا پل ہے۔ مقولہ ہر انسان پہلے پتلہ بنا پھر اس میں روح آتی ہے۔

بعد ازاں لذت۔ ابتدا پھل کی صورت بنتی ہے پھر اسمیں لذت آتی ہے۔

[2] اوّلاً خرگاہ۔ اسباب و ذرائع پہلے حاصل کرنے پڑتے ہیں تب مقصود حاصل ہوتا ہے۔

جرس۔ وہ گھنٹی جو سواری کی گردن میں باندھی جاتی ہے۔ جہاز، سامان، ستور اں، ستور کی جمع ہے، چوپایہ، سافروا مشہور مقولہ السّفر وسیلۃ الظفر سفر کامیابی کا ذریعہ ہے۔ کیخسرو ایران کا مشہور شہنشاہ گذرا ہے۔

[4] خشر۔ چاند ابتدا ہلال ہوتا ہے پھر بدر کامل بنتا ہے۔ از سفر شطرنج کی نردوں میں سے پیادہ جب چند خانے طے کر جاتا ہے تو وہ فرزین بنجاتا ہے جو شاہ کے بعد سب سے زیادہ قوی مہرہ مانا جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

روز[1] روی از تاب خور می سوختند
دن میں سورج کی گرمی سے مُنہ جلاتے تھے

شب ز اختر راہ می آموختند
رات کو ستاروں سے راستہ معلوم کرتے تھے

خوب گشتہ پیش ایشاں راہ زشت
بُرا راستہ اُن کے لئے اچھا بن گیا تھا

از نشاط دہ شدہ رہ چوں بہشت
گاؤں کی خوشی میں راستہ بہشت جیسا ہو گیا تھا

تلخ از شیریں لباں خوش می شود
شیریں لب والوں سے کڑوا بھلا ہو جاتا ہے

خار از گلزار دلکش می شود
چمن کی وجہ سے کانٹا دلکش ہو جاتا ہے

خنظل از معشوق خرما می شود
معشوق کی جانب سے اندرائن چھوارا بنجاتی ہے

خانہ از ہمخانہ صحرا می شود
گھر بیوی کی وجہ سے جنگل (چمن) ہو جاتا ہے

اے بسا از ناز نینان خار کش
بہت سے نازوں کے پالے کانٹے چُننے والے ہیں

برامید گلعذارے ماہ وش
گلاب جیسے رخسار چاند جیسے چہرے والے (معشوق) کی

اے بسا حمال گشتہ پشت ریش
بہت سے بوجھ اُٹھانے والے زخمی کمر ہیں

از برائے دلبر مہ روئے خویش
اپنے چاند جیسے مکھڑے والے معشوق کے لئے

کردہ آہنگر جمال خود سیاہ
لوہار نے اپنا حُسن کالا کیا

تا کہ شب آید ببوسد روئے ماہ
تاکہ رات آئے تو چاند جیسے مُنہ والی کا بوسہ لے

خواجہ[2] تا شب بر دکانے چار میخ
خواجہ رات تک دکان پر قیدی ہے

زانکہ سروے در دلش کرد تیخ
اِسلئے کہ ایک سرو قد نے اُس کے دل میں جگہ کر لی ہے

تاجرے دریا و خشکی میرود
ایک تاجر دریا اور خشکی میں جاتا ہے

آں بہ مہر خانہ شینے می دود
وہ ایک خانہ نشین کی محبت کی وجہ سے دوڑتا ہے

ہر کرا با مردہ سودائے بود
جو کسی بے جان کا عاشق ہوتا ہے

برامید زندہ سیمائے بود
وہ زندہ چہرے والے کی اُمید پر ہوتا ہے

آں[3] درو گر روئے آوردہ بچوب
وہ بڑھئی لکڑی کی طرف متوجہ ہے

برامید خدمت مہ روئے خوب
خوبصورت ماہ رُو کی خدمت کی اُمید پر

برامید زندہ کن اجتہاد
زندہ کی اُمید پر کوشش کر

کو نکرد دو بعد روزے دو جماد
جو دو روز کے بعد جماد نہ بنے

مونسے مگزیں خسے را از خسی
کمینہ پن سے، کمینہ کو دوست نہ بنا

عاریت باشد درو آں مونسی
اُس میں وہ محبت عارضی ہے

---

[1] روز۔ یعنی وہ سفر میں دن میں دھوپ برداشت کرتے تھے رات کو ستاروں کی پہچان سے سفر طے کرتے تھے۔ نیز مولانا چند مثالیں دیکر سمجھاتے ہیں کہ محبوب مقصود کی وجہ سے راہ کی سختیاں خوشگوار بنجاتی ہیں۔ حنظل۔ اندرائن۔ شہور ایک کڑوا پھل ہے۔ اے بسا۔ بہت سے نازک بدن، محبوب کی امید پر سختیاں برداشت کرتے ہیں۔ کردہ آہنگر۔ لوہار اپنا چہرہ کالا کرتا ہے۔

[2] خواجہ۔ انسان محبوب بیوی کی خاطر دن بھر کمائی میں لگا رہتا ہے۔ خانہ نشینے۔ خانہ نشینے۔

[3] برکرا۔ انسان اپنی دستکاریوں میں مجرد چیزوں لوہا لکڑی وغیرہ سے جو محبت کرتا ہے اور اُنکو بناتا ہے وہ کسی محبوب یعنی اولاد یا بیوی وغیرہ کی وجہ سے کرتا ہے۔

[4] آں درو گر۔ بڑھئی اور لوہار کی محبت فانی محبوب کیلئے ہے۔ جماد۔ یعنی مرکر مٹی بنجانا۔ عاریت فانی اشیاء کی محبت عارضی ہے

www.pdfbooksfree.pk

اُنسِ[1] تو با مادر و بابا کجاست
ماں اور باپ کے ساتھ تیری محبت کہاں ہے

گر بجز حق مُونسانت را وفاست
اگر خدا کے علاوہ تجھ سے محبت کرنیوالوں میں وفا ہے

اُنس تو با دایہ و لالا چہ شُد
تیری محبت دایہ اور خادم کے ساتھ کیا ہوئی

گر کسے شاید بغیرِ حق عُضد
اگر کوئی اللہ کے سوا (قوت) بازو ہونیکے لائق ہے

اُنسِ تو با شیر و با پستاں نماند
دودھ اور پستان کے ساتھ تیری محبت نہ رہی

نفرتِ تو از دبیرستاں نماند
مکتب سے تیری نفرت نہ رہی

آں شعاعے بُود بر دیوارِ شاں
اُن کی دیوار پر وہ ایک کرن تھی

جانبِ خورشید وارفت آں نشاں
وہ نشانی سورج کی جانب لوٹ گئی

بر ہر آں چیزے کہ اُفتد آں شعاع
جس چیز پر وہ کرن پڑ جائے

تو براں ہم عاشق آئی اے شجاع
اے بہادر! تو بھی اُس کا عاشق ہو جائیگا

عشقِ تو بر ہر چہ آں موجود بُود
جس موجود پر تیرا عشق تھا

آں ز وصفِ حق چو زر اندود بُود
وہ اللہ تعالیٰ کی صفت سے ملمع شدہ تھی

چوں[2] زرے با اصل رفت و مس بماند
جب سونا اصل کی طرف چلا گیا تانبا رہ گیا

وز زریِ خویشتن مُفلس بماند
اور اپنے سونے پن سے خالی رہ گیا

طبع سیر آمد طلاقِ او براند
طبیعت بھر گئی تو اُس کو طلاق دے دی

پشت بر وے کرد و دست از وے فشاند
اُس کی طرف پیٹھ کر لی اُس سے ہاتھ اُٹھا لیا

از زر اندودِ صفاتش پا بکش
اُس کی صفات سے ملمع کی ہوئی چیزوں سے قدم ہٹا لے

از جہالت قلب را کم گوئی خوش
نادانی سے کھوٹے سکے کو کھرا نہ کہہ

کاں[3] خوشی در قلبہا عاریتی ست
اسلئے کہ کھوٹے سکوں میں حُسن عارضی ہے

زیرِ زینت مایۂ بے زینتی ست
سجاوٹ کے نیچے بھدے پن کا سرمایہ ہے

زر ز روئے قلب در کاں می رود
سونا، کھوٹے سکے پر سے کان میں چلا جاتا ہے

سوئے کاں رو تو ہم کاں میرود
تو بھی اس کان کی طرف جا جہاں وہ جاتا ہے

نور از دیوار تا خور می رود
نور دیوار سے سورج کی طرف چلا جاتا ہے

تو بداں خور رو کہ در خور می رود
تو اُس سورج کی طرف جا کہ یہ مناسب ہے

زیں سپس بستاں تو آب از آسماں
اس کے بعد تو آسمان سے پانی لے

چوں ندیدی تو وفا از ناودداں
جب تو نے پرنالے سے وفا نہ دیکھی

[1] اُنسِ تو۔ ماں باپ کی محبت۔ دودھ پلانے والی کی محبت سب عارضی اور چند روزہ ہے۔ نفرت تو۔ بچے کی مکتب سے نفرت بھی عارضی ہے۔ آں شعاع۔ مجازی محبوب پر حقیقی محبوب کا سایہ پڑ جاتا ہے اسلئے وہ محبوب بنجاتا ہے تو محبت کے لائق حقیقی محبوب ہی ہے۔ عشقِ تو۔ کائنات کا حُسن عارضی ہے وہ محض اسی بنا پر حسین ہیں کہ اُن پر اللہ کے حُسن کا پرتو پڑ گیا ہے۔

[2] چوں زرے۔ ایک وقت آتا ہے کہ وہ عارضی حسن اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے تو یہ عارضی حسین، حسین نہیں رہتا ہے۔ طبع۔ جب عارضی حُسن جاتا رہتا ہے تو اُس محبوب سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ زر اندود دنیا کی جملہ چیزوں پر ذات باری کے پرتو سے عارضی حُسن ہے اُن پر فریفتہ نہ ہونا چاہیئے۔

[3] کاں خوشی۔ کائنات کا حُسن عارضی ہے، عارض کے رفع ہو جانے پر اُنکی بدصورتی واضح ہو جاتی ہے۔ کاں۔ ذات باری۔ نور۔ دیوار پر عارضی چمک ہے لہذا سورج سے تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔ زیں سپس۔ پانی کا منبع آسمان ہے، پرنالہ سے وقتی طور پر پانی حاصل ہو سکتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

مَعدنِ[1] دُنبہ نباشد دامِ گُرگ
دنبہ کی کان۔ بھیڑیئے کا جال نہیں ہوتی ہے

کے شناسد مَعدنِ آں گرگِ سُرگ
وہ مونا بھیڑیا کان کو کہاں پہچانتا ہے؟

زرگماں بُردند بستہ در گرہ
سونے کو گرہ میں بندھا ہوا سمجھ رہے تھے

می شتابیدند مغروراں بدہ
دھوکے میں مبتلا گاؤں کی طرف دوڑ رہے تھے

ہمچنیں خنداں و رقصاں می شدند
اسی طرح سے خوشی خوشی اور ناچتے ہوئے جا رہے تھے

سُوئے آں دولاب[3] چرخے می زدند
اُس رہٹ کی طرف قلابازیاں کھا رہے تھے

چوں ہمی دیدند مُرغے می پرید
جب وہ دیکھتے تھے کہ کوئی پرندہ اُڑا جا رہا ہے

جانبِ دہ صبر جامہ می دَرید
گاؤں کی جانب وہ صبر کا جامہ چاک کرتے تھے

ہر نسیمے کز سُوئے دِہ می وَزید
جو ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی

گویا رُوح و رَواں می پرورید
گویا وہ روح اور جان کو پرورش کر رہی تھی

ہر کہ می آمد زدِہ از سُوئے اُو
جو گاؤں سے اُس طرف آتا تھا

بوسہ میدادند خوش بر رُوئے اُو
اُس کے مُنہ کو خوب چومتے تھے

کہ تو رُوئے یارِ ما را دیدۂ
کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے

پس تو جانِ جانِ ما را دیدۂ
لہٰذا تو ہمارے محبوب کی آنکھ ہے

نواختن[2] مجنوں آں سگ را کہ مقیم کُوئے لیلیٰ بود

مجنوں کا اُس کتے کو نوازنا جو لیلیٰ کے کوچہ میں رہتا تھا

ہمچو مجنوں کو سگے را می نواخت
مجنوں کی طرح کہ وہ ایک کتے کو نوازتا تھا

بوسہ اش میداد و پیشش می گداخت
اُس کو چومتا، اُس پر جان نثار کرتا

گِردِ او می گشت خاضع در طواف
عاجزی سے طواف میں اُسکے چاروں طرف گھومتا تھا

ہمچو حاجی گردِ کعبہ بے گزاف
بلا تکلف جس طرح حاجی کعبہ کے چاروں طرف

گہ سَر و پایش ہمی بوسید و ناف
کبھی اُس کے سر اور پیر اور ناف کو چومتا تھا

گہ گُلابِ[3] شکرش می داد صاف
کبھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا

بوالفضولے گفت کا مجنونِ خام
ایک بیہودہ نے کہا اے ناقص پاگل

ایں چہ شیدستاینکہ می آری مُدام
یہ کیسی مکاری ہے جو تو ہمیشہ کرتا ہے

تُو ز سگ دائم پلیدی می خورد
تُو کتے کی تھوتنی ہمیشہ پلیدی کھاتی ہے

مقعدِ خود را بلب می استرد
اپنی مقعد کو ہونٹوں سے چاٹتی ہے

[1] معدنِ دنبہ۔ حقیقی لذتوں کا مرکز یعنی ذاتِ باری۔ گرگ۔ یعنی دنیادار انسان۔ دنبہ خواجہ اور اُس کی اولاد گاؤں کیطرف جا رہے تھے اور یہ خیال لئے ہوئے تھے کہ مقصود اُن کے ہاتھ آچکا ہے۔ دولاب یعنی گاؤں پہونچکر لطف اٹھانے کا طلسم۔ چرخ زدن۔ قلابازیاں کھانا۔ ہر کہ۔ گاؤں کی طرف سے آنیوالے سے بھی محبت کا اظہار کرتے۔ یار۔ یعنی وہ دیہاتی جس نے دعوت دی تھی۔

[2] نواختن۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ محبوب کے در کا کتا بھی محبوب ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ لوگ گاؤں سے متعلق ہر چیز سے محبت کا اظہار کرتے تھے۔ گرد او۔ مجنوں کتے کا اسی طرح طواف کرتا تھا جس طرح حاجی کعبہ کا طواف کرتا ہے۔

[3] دولاب۔ گلاب۔ یعنی اُسکو قند و گلاب کا شربت پلاتا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

عیبہائے سگ بسے اُو می شمرد
وہ کتے کے بہت سے عیب گنتا رہا

گفت مجنوں ہمہ نقشی و تن
مجنوں نے کہا تو مجسم نقش اور صورت ہے

کایں طلسمِ بستۂ مولیٰ ست ایں
کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے

ہمتش بیں و دل و جان و شناخت
اُس کی ہمت اور دل اور جان اور پہچان کو دیکھ

اُو سگِ فرخ رُخِ کہفِ من ست
وہ میرے غار کا مبارک رُو کتا ہے

آں سگے کہ گشت در کویش مقیم
وہ کتا جو اُس کے کوچہ میں مقیم ہے

آں سگے کہ باشد اندر کُوئے اُو
وہ کتا جو اُس کے کوچہ میں ہو

آنکہ شیراں ہر سگانش را غلام
وہ ذات کہ شیر اُس کے کتے کے غلام ہیں

گر ز صورت بگذرید اے دوستاں
اے دوستو! اگر تم صورت سے گزر جاؤ گے

صورتِ خود چوں شکستی سوختی
جب تو نے اپنی صورت توڑ دی (اور) جلا دی

بعدازاں ہر صورتے را بشکنی
اُس کے بعد تو ہر صورت کو توڑ دے گا

سَغبۂ صورت شد آں خواجہ سلیم
وہ بھولا خواجہ صورت پر فریفتہ ہو گیا

سوئے دامِ آں تملق شادماں
خوشامد کے اُس جال کی جانب خوشی خوشی

عیبداں از غیبداں بوئے نبرد
عیب جاننے والا غیب جاننے والے کا راز نہ پا سکا

اندر آ و بنگر ش از چشمِ من
اندر آ اور اُس کو میری آنکھ سے دیکھ

پاسبانِ کوچۂ لیلیٰ ست ایں
یہ لیلیٰ کے کوچہ کا محافظ ہے

کُو کُجا بگزید و مسکن گاہ ساخت
کہ اُس نے کس جگہ کو پسند کیا اور ٹھکانا بنایا ہے

بلکہ اُو ہم دردِ و ہم کہفِ من ست
بلکہ وہ میرا ہمدرد اور غم خوار ہے

خاکِ پایش بہ ز شیرانِ عظیم
بڑے شیروں سے اُسکے پیروں کی خاک بہتر ہے

من بشیراں کے دہم یک موئے اُو
میں شیروں کے بدلے میں اُسکا ایک بال کب دیسکتا ہوں

گفت امکاں نیست خامش والسلام
بیان کرنا ممکن نہیں ہے، چپ ہو جا والسلام

جنت ست و گلستاں در گلستاں
جنت ہے اور باغ در باغ ہیں

صورتِ کُل را شکست آموختی
(تو) سب کی صورت کو توڑنا سیکھ لیا

ہمچو حیدرؓ بابِ خیبر برکنی
حیدرؓ کی طرح خیبر کے دروازے کو اُکھاڑ دیگا

کو بدہ می شُد بگفتارِ سقیم
جو غلط باتوں سے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا

ہمچو مُرغے سُوئے دانہ امتحاں
جیسا کہ پرند آزمائش کے دانہ کی جانب

۱؎ عیبداں۔ یعنی علامت کرنیوالا۔ عیبداں۔ یعنی مجنوں جو لیلیٰ کے کتے سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ از چشمِ من۔ یعنی لیلیٰ را بچشمِ مجنوں باید دید۔ کایں طلسم یعنی یہ کتا ہوش۔ کتے کے ظاہر کو نہ دیکھ اسکے اُن اوصاف پر نظر کر جو اُس کہف۔ ہمدرد، غمخوار۔ من بشیراں۔ یعنی اس کتے کا بال دیکر بھی شیروں کو نہیں خریدا جا سکتا۔

۲؎ آنکہ۔ جب بھلا کسی محبوب کے کتے کیساتھ یہ تعلق ہوتا ہے تو محبوبہ حقیقی سے متعلق چیزوں سے کسقدر محبت ہونی چاہیئے۔ گر ز صورت۔ اگر انسان صورت پرستی سے بلند ہو جائے تو پھر حقیقت کی جنت کی سیر کر سکتا ہے۔ صورتِ کل۔ اگر انسان اپنا بُت توڑ دے تو پھر بُت شکنی کر سکتا ہے۔

۳؎ بعد ازاں۔ خودی کو ختم کر کے حیدری قوت حاصل ہو سکتی ہے۔ سَغبۂ خواجہ اور اُسکی اندھی صورت پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اسی لئے دیہاتی کی چکنی چپڑی باتوں میں پھنسی۔ سوئے دامِ آں۔ اُس دیہاتی کی باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کہ جال کا دانہ۔

www.pdfbooksfree.pk

از کرم دانست آں مرغِ حریص
اُس لالچی پرند نے منجملۂ سخاوت جانا

دانہ را با دام لیکن شد مُحیص[1]
دانہ کو جال کے ساتھ لیکن بچاؤ کا موقع جاتا رہا

از کرم دانست مرغ آں دانہ را
پرند اُس دانہ کو منجملۂ سخاوت جانا

غایتِ حرص ست نے جُود و عطا
(لیکن یہ تو) انتہائی لالچ ہے نہ کہ بخشش اور عطا

مُرغکاں در طمعِ دانہ شادماں
پرند دانہ کے لالچ میں خوشی خوشی

سوئے آں تزویر پَران و دَوَاں
اُس مکر کی جانب اُڑتے اور دوڑتے رہے

گر ز شادی باش آگاہت کُنم
اگر میں تجھے اِن خوشیوں سے باخبر کروں

ترسم اے رہرو کہ بیگاہت کُنم
اے رہرو! میں ڈرتا ہوں کہ تیرا وقت بیکار کر دوں گا

مختصر کردم چو آمد دہِ پدید
میں نے مختصر کر دیا، جو گاؤں نظر آیا

خود نبود آں دِہ دہِ دیگر گزید
یہ وہ گاؤں نہ تھا، دوسرا گاؤں تھا

قُرب ماہے دہ بدہ می تاختند
تقریباً وہ ایک مہینہ گاؤں در گاؤں بھاگے پھرے

زانکہ راہِ دہ نکو نشناختند
کیونکہ وہ گاؤں کے راستہ کو اچھی طرح نہ پہچانتے تھے

ہر کہ[2] در رہ بے قلاؤزے رَوَد
جو بغیر رہبر کے راستہ پر چلے گا

ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود
دو دن کا راستہ سو سال کا ہو جائے گا

ہر کہ تازد سوئے کعبہ بے دلیل
جو کعبہ کی جانب بغیر راہبر کے روانہ ہوگا

ہمچو ایں سرگشتگاں گردد ذلیل
وہ اِن حیرانوں کی طرح ذلیل ہوگا

ہر کہ گیرد پیشۂ بے اوستا
جو بغیر کسی استاد کے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے

ریشخندے شد بشہر و روستا
وہ گاؤں اور شہر میں مضحکہ بنتا ہے

زانکہ نادر باشد اندر خافقیں
مشرق و مغرب میں یہ بات نادر ہوگی

کادمی سر بر زند بے والدیں
کہ بغیر ماں باپ کے آدمی پیدا ہو

مال[3] اُو یابد کہ کسبے می کند
مال وہ پاتا ہے، جو کماتا ہے

نادرے باشد کہ بر گنجے زند
نادر ہوتا ہے، کہ خزانہ مل جائے

مُصطفائے کو کہ جسمش جاں بُود
مصطفیٰ کہاں ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا

تا کہ رحماں عَلَّمَ القرآن بُود
تاکہ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھاوے

اہلِ تن را جملہ عَلَّمَ بِالقَلَم
تمام جسمانی لوگوں کو قلم سے سکھایا کا

واسطہ افراشت در بذلِ کرم
واسطہ بنایا جود و عطا میں

---

[1] میں۔ بچاؤ کی جگہ۔ از کرم۔ دہیاتی کی باتوں کو کرم پر محمول کیا۔ تزویر۔ فریب۔ شاد بہاش۔ خواجہ کو اُس دہیاتی کی باتوں سے کسقدر خوشی تھی۔ خود نبود۔ جس گاؤں میں پہونچگئے وہ اس دعوت دینے والے دہیاتی کا گاؤں نہ تھا۔

[2] ہر کہ۔ جو استاد اور شیخ کی رہبری کے بغیر چلے گا اس کا یہی حال ہوگا جو اس خواجہ اور اس کے بال بچوں کا ہوا۔ ریشخند۔ یعنی کچھ حاصل نہ ہوگا اور وہ مضحکہ بن جائیگا۔ زانکہ۔ اسباب ظاہری کے بغیر مقصد کو پہونچنا بالکل ایسا ہی نادر ہے جیسا کہ ماں باپ کے بغیر بچے کا پیدا ہو جانا۔

[3] مال۔ معروف طریقہ پر محنت کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔ مصطفیٰ۔ یہ آنحضورؐ کی خصوصیت تھی کہ اُستاد کے بغیر براہ راست ذاتِ خداوندی سے اُنکو علوم حاصل ہوئے۔ اہلِ تن۔ عوام کو بذریعہ قلم ہی تعلیم دی جاتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر حریصے ہست محروم اے پسر — چوں حریصاں تنگ مرو آہستہ تر

اے بیٹا! ہر لالچی محروم ہے — لالچیوں کی طرح نہ دوڑ، بہت آہستہ چل،

اندراں[1] رہ رنجہا دید و تاب — چوں عذاب مرغ خاکی اندر آب

اُس راستہ میں انھوں نے بہت رنج اور تکلیف دیکھی — جیسا کہ خشکی کے پرند کی تکلیف پانی میں

سیر گشتہ از دہ و از روستا — وز شکر ریزی چناں نااوستا

وہ گاؤں اور دیہاتی سے بیزار ہو گیا — اور ایسے بے اُستادے کی میٹھی باتوں سے

رسیدن خواجہ و قومش بدہ و ناآمدہ و ناشناخت آوردن

خواجہ اور اُس کے متعلقین کا گاؤں میں پہنچنا اور دیہاتی کا اُن کو اجنبی اور ناآشنا ٹھہرانا

روستائی ایشانرا

بعد ماہے چوں رسیدند آں نفر — بینوا ایشاں ستوراں بے علف

جب وہ اُس طرف ایک مہینہ کے بعد پہنچے — وہ بے سر و سامان (اور) چوپائے بغیر گھاس کے تھے

روستائی بیں کہ از بدبختی — می کند بعد اللتیا[2] و اللتی

دیہاتی کو دیکھ کہ بدبختی سے — چناں و چنیں کے بعد کرتا ہے

روئے پنہاں می کند زایشاں برزز — تا سوئے باغش نہ بکشایند پوز

اُن سے دن میں مُنہ چھپاتا ہے — تاکہ وہ اُس کے باغ کی جانب مُنہ نہ کھولیں

آنچناں رُو کہ ہمہ زُرق و شرست — از مسلماناں نہاں اولیٰ ترست

ایسا چہرہ جو مجسم مکر اور شرارت ہے — مسلمانوں سے چھپا رہنا بہتر ہے

رُو سیہا باشد کہ دیوان چوں عسس — بر سرش نشستہ باشد چوں حرس[3]

بہت سے چہرے ہوتے ہیں کہ شیاطین کمینوں کی طرح — (اور) پہرہ داروں کی طرح اُنکے سر پر بیٹھے ہوتے ہیں

چوں بہ بینی روئے شاں در تو فتند — یا ببینی شاں چو بیدی خوش خند

جب تو اُن کا چہرہ دیکھے گا وہ تجھے چپٹیں گے — یا تو اُن کو نہ دیکھ یا اگر دیکھتا ہے تو مت ہنس

در چناں روئے خبیث عاصیہ — گفت یزداں نسفعاً بالناصیہ

ایسے ہی خبیث نافرمان چہرے کے بارے میں — خدا نے فرمایا ہے ہم پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے۔

چوں بپرسیدند و خانش یافتند — ہمچو خویشاں سوئے در بشتافتند

جب انھوں نے معلومات کیں اور اُس کا گھر پایا — اپنوں کی طرح دروازے کی طرف دوڑے

[1] اندراں رہ۔ گاؤں کے راستہ میں خواجہ اور اُس کی اولاد کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ سیر گشت۔ اُس دیہاتی اور گاؤں سے اُنکو نفرت ہونے لگی۔ بعد ماہے۔ چونکہ گاؤں کی تلاش میں مارے مارے پھرے لہٰذا ایک ماہ صرف ہو گیا۔

[2] اللتیا و اللتی۔ چناں و چنیں، اگر مگر روئے۔ وہ دیہاتی دن میں چھپا رہتا تھا تاکہ یہ لوگ اُس کے مہمان نہ بن سکیں۔ پوز۔ مُنہ آنچناں۔ یہ مولانا کا اپنا مقولہ ہے کہ ایسے نالائق کا مسلمانوں سے مُنہ چھپائے رکھنا بہتر ہے۔

[3] حرس۔ وہ شیطان اُسکی دیکھ بھال کرتے ہیں کہ کسی کا کام نہ کرے۔ نسفعاً قرآن پاک میں ابوجہل کے متعلق ہے نسفعاً یا ناصیۃ ہم ضرور اُسکی پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے۔

www.pdfbooksfree.pk

در فروبستند اہلِ خانہ اش
اُس کے گھر والوں نے دروازہ بند کر لیا

خواجہ[1] شد زیں کجروی دیوانہ وش
خواجہ اس بدتمیزی سے دیوانہ جیسا ہو گیا

لیک ہنگامِ درشتی ہم نبود
لیکن سختی کا وقت بھی نہ تھا

چوں درافتادی بچہ تیزی چہ سود
تو جب کنویں میں گر گیا تیزی سے کیا فائدہ!

بر درش ماندند ایشاں پنج روز
وہ اُس کے دروازہ پر پانچ روز پڑے رہے

شب بسر ماروز خود خورشید سوز
رات جاڑے میں اور دن خود جلانے والے سورج کی

لیک بود از اضطرار و بے زری
لیکن مجبوری اور مفلسی کی وجہ سے تھا

نے ز غفلت بود ماندن نے خری
نہ تو غفلت کی وجہ سے تھا نہ حماقت کی وجہ سے

شیر مُردارے خورد از جوعِ زار
بھوک سے لاغر شیر مُردار کھا لیتا ہے

با لئیماں بستہ نیکاں را اضطرار
مجبوری سے بھلے کینوں سے وابستہ ہو گئے

کہ فلانم مر مرا اینست نام
کہ میں فلاں ہوں میرا یہ نام ہے

او ہمی دیدش ہمی کردش سلام[2]
وہ (شہری) اُس (دیہاتی) کو دیکھتا سلام کرتا

گفت باشد من چہ دانم تو کئی
اُس دیہاتی نے کہا ہو گا میں کیا جانوں تو کون ہے!

یا پلیدی یا قرینِ پاکئی
تو ناپاک ہے، یا پاکی سے موصوف ہے

والہم روز و شب اندر صنع ہُو
میں دن رات اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری کا شیدا ہوں

ہیچگونہ نیستم پروائے تو
مجھے تیری کوئی پروا نہیں ہے

از خودی خود ندارم ہم خبر
مجھے خود اپنا پتہ نہیں ہے

نیست از ہستی سرِ موئم اثر
میرے وجود کا ایک بال برابر بھی نشان نہیں ہے

ہوش من از غیرِ حق آگاہ نیست
میرا ہوش اللہ کے سوا کسی سے باخبر نہیں ہے

در دل و جانم بجز اللہ نیست
میرے دل و جان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے

گفت[3] این دم با قیامت شد شبیہ
اُس (شہری) نے کہا تو وقت قیامت کے مشابہ ہو گیا

تا برادر شد یفرُّ من اَخیہ
کہ بھائی اپنے بھائی سے بھاگنے لگا

شرح می کردش کہ من آنم کہ تو
وہ (شہری) اُس (دیہاتی) کیلئے واضح کرتا کہ میں وہی ہوں کہ تو

لوتہا خوردی ز خوانِ من دو تو
میرے دسترخوان سے خوب خوب لذیذ کھانے کھائے ہیں

آں فلاں روز ت خریدم آں متاع
فلاں دن میں نے تیرے لئے وہ سامان خریدا

کُلّ سیرِ جاوز الاثنین شاع
جو راز دو سے آگے بڑھا شائع ہو گیا

---

[1] خواجہ۔ یعنی شہری۔ شد زیں۔ یعنی گھر والوں کے دروازہ بند کر لینے سے۔ شب بسر ما۔ یعنی رات جاڑے میں گذرتی اور دن سورج کی گرمی میں بسر ہوتا۔ نے ز غفلت۔ چونکہ اُنکے پاس روپیہ پیسہ ختم ہو چکا مجبوراً دروازے پر پڑے رہے۔

[2] سلام۔ یعنی سلام کر کے اپنا تعارف کراتا۔ گفت باشد۔ یعنی دیہاتی نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ والہم۔ وہ دیہاتی بزرگی کی باتیں بگھارنے لگا اور دنیا سے بے تعلقی اور اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت بتانے لگا۔

[3] گفت۔ شہری خواجہ نے کہا پھر تو یہ دن قیامت جیسا ہے کیونکہ اس دن بھائی بھائی کو نہ پہچانے گا۔ لوتہا لوت کی جمع ہے، لذیذ غذائیں۔ متاع۔ سامان۔ یعنی وہ سامان جو میں نے تجھے خرید کر دیا تھا۔ سرِ۔ اب یہ راز، راز نہیں ہے سب جانتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

نے کہ بودی ماہیہا مہمانِ من
کیا تو مہینوں میرا مہمان نہیں رہا

نے رسیدت بے کراں احسانِ من
کیا تجھے میرے بے انتہا احسان نہیں پہنچے

سِرِّ مہرِ ما شنیدستند خلق
ہماری محبت کے راز لوگوں نے سُنے ہیں

شرم[1] دارد رُو چو نعمت خورد خلق
جب خلق نعمت کھاتا ہے تو مُنہ شرماتا ہے

اُو ہمی گفتش چہ گوئی ترّہات
وہ (دیہاتی) اس سے کہتا کیا بکواس بکتا ہے

نے ترا دانم نہ نامِ تو نہ جات
نہ میں تجھے جانتا ہوں نہ تیرا نام نہ تیرا مقام

پنجمیں شب ابر و باراں گرفت
پانچویں رات ایسا ابر اور بارش آئی

کاسماں از بارشش شد در شگفت
جس کے برسنے سے آسمان کو بھی تعجب ہوا

چوں رسیدش کارد اندر استخواں
جب چھری اس کی ہڈیوں تک پہونچ گئی

حلقہ زد خواجہ کہ مہتر[2] را بخواں
خواجہ نے کنڈی بجائی کہ چودھری کو بُلا

چوں بصحد الحاح آمد سوئے در
جب سیکڑوں خوشامدوں سے وہ دروازہ پر آیا

گفت آخر چیست اے جانِ پدر
بولا بابا! آخر کیا ہے؟

گفت من آں حقہا بگذاشتم
(خواجہ نے) کہا میں نے سب حق چھوڑے

ترک کردم آنچہ می پنداشتم
جو کچھ میں نے خیال کیا تھا میں اُس سے باز آیا

پنج سالہ رنج دید ایں پنج روز
اِن پانچ روز میں پانچ سال کا رنج دیکھا

جانِ مسکینم دریں سرما و سوز
میری عاجز جان نے جاڑے اور تکلیف میں

یک جفا از خویش و از یار و تبار
اپنے عزیز، اپنے دوست اور خاندان کا ایک ظلم

در گرانی ہست چوں صد ہزار
شدت میں تین لاکھ سے زیادہ ہے

زانکہ دل ننہاد بر جور و جفاش
کیونکہ دل اس کے ظلم و زیادتی کا عادی نہ تھا

جانش خو کرد بود با مہر و وفاش
جان اس کی محبت اور وفاداری کی عادی تھی

ہر چہ بر مردم بلا و شدت ست
انسانوں پر جو مصیبت اور سختی ہے

ایں یقیں داں کز خلافِ عادت[3] ست
یقین کر خلافِ عادت ہونے کی وجہ سے ہے

گفت اے خورشیدِ مہرت در زوال
(خواجہ نے) کہا اے وہ کہ تیری محبت کا سورج زوال پذیر ہے

گر تو خونم ریختی کردم حلال
اگر تو مجھے مار بھی ڈالے تو میں نے تجھے معاف کیا

امشب از باراں بمادہ گوشہ
آج کی رات بارش کی وجہ سے ہمیں ایک گوشہ دیدے

تا بیابی در قیامت توشہ
تاکہ تو قیامت میں توشہ پائے

[1] شرم دارد۔ اردو کی مثل ہے "مُنہ کھائے آنکھ لجائے"
ترّہات۔ خرافات، بیہودہ باتیں۔
جات۔ جائے تو۔ شگفت۔ تعجب۔
کاردا اندر استخواں۔ انتہائی تکلیف
حلقہ زد۔ کواڑ کی کنڈی بجائی۔
[2] مہتر۔ چودھری یعنی وہ دیہاتی جس نے دعوت دی تھی
الحاح۔ خوشامد۔ گفت۔ خواجہ شہری نے کہا پنج سالہ۔ یعنی یہ مصیبت ناک ایک دن ایک سال کے برابر تھا۔ تبار۔ خاندان۔
[3] خلافِ عادت۔ عادت کے خلاف جو کچھ کرنا پڑتا ہے اُس سے تکلیف ہوتی ہے اگر اس کام کی عادت ہو تو پھر وہ تکلیف دہ نہیں رہتا ہے۔ گوشہ۔ یعنی کوئی ایسی جگہ جہاں ہم بارش سے بچکر لیٹ جائیں۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت یک گوشہ است آنِ باغباں[1]
(دیہاتی نے) کہا باغبان کی ایک جگہ ہے

ہست آنجا گرگ را اُو یا سباں
وہاں وہ بھیڑئے کا محافظ ہے

در کفش تیر و کماں از بہرِ گرگ
اُس کے ہاتھ میں بھیڑئے کیلئے تیر و کمان رہتا ہے

تا زند گر آید آں گرگِ سترگ
تاکہ اگر وہ موٹا بھیڑیا آئے تو وہ اُس کو مارے

گر تو آں خدمت کنی جا آنِ تست
اگر تو یہ خدمت کرے تو یہ جگہ تیرے لئے ہے

ورنہ جائے دیگرے قربانِ تست
ورنہ کوئی دوسری جگہ تلاش کرلے

گفت صد خدمت کنم تو جا دِہ
اُس (خواجہ) نے کہا میں سو خدمتیں کروں گا تو جگہ دیدے

واں کمان و تیر در دستم بنہ
وہ تیر و کمان میرے ہاتھ میں دے دے

من نخسپم حارسیِ رز کنم
میں نہ سوؤں گا انگور کی حفاظت کروں گا

گر برآرد گرگ سر تیرش زنم
اگر بھیڑیا سر نکالے گا اُس پر تیر چلاؤں گا

بہرِ حق مگذارم امشب اے دو دل[2]
اے دو دلی اختیار کیلئے آج کی رات مجھے (اس جگہ) نہ چھوڑ

آب باراں بر سر و در زیرِ گل
بارش سر پر ہے اور کیچڑ نیچے ہے

گوشہ خالی بد و اُو با عیال
گوشہ خالی تھا اور وہ مع بال بچوں کے

رفت آنجا جائے تنگ و بے مجال
اُس جگہ چلا گیا، جو تنگ جگہ تھی اور گنجائش کی نہ تھی

چوں ملخ بر ہم گرگشتہ سوار
وہ ٹڈیوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے

از نہیبِ سیل اندر کنجِ غار
غار کے کونے میں بارش کے خوف سے

شب ہمہ شب جملہ گویاں کاے خدا
ساری رات سب یہ کہہ رہے تھے کہ اے خدا!

ایں سزائے ما سزائے ما سزا[3]
یہی ہماری سزا ہے یہی سزا ہمارے لائق ہے

ایں سزائے آنکہ شد یارِ خساں
یہی اُس کی سزا ہے جو کمینوں کا دوست بنا ہو

یا کسی کرد از برائے ناکساں
یا اُس نے کمینوں کے ساتھ انسانیت برتی ہو

ایں سزائے آنکہ اندر طمعِ خام
یہی اُس کی سزا ہے جس نے بیہودہ لالچ میں

ترک گوید خدمتِ خاکِ کرام
شریفوں کی خاک کی خدمت چھوڑ دی ہو

خاکِ پاکاں[4] بہ ز دیبا و حریر
بھلوں کی دیوار اور بنی چادر

بہتر از عام و در و گلزارِ شاں
بہتر ہے عام اور اُنکے انگور اور باغ سے

بندۂ یک مردِ روشن دل شوی
کسی روشن دل انسان کا خادم ہونا

بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی
اس سے بہتر ہے کہ تو بادشاہوں کے سر کی مانگ

---

[1] باغباں یعنی مالی کی کوٹھی ہے جہاں وہ رات کو رہ کر بھیڑیئے سے حفاظت کرتا ہے۔ خدمت یعنی بھیڑیئے کی دیکھ بھال۔ حارسی نگرانی۔ رز۔ انگور کی بیل۔ دو دل متردد، ملکی چوں را شاہی دل میں ٹھٹکیاں تبدیل ہوتی ہیں نہیب خوف۔ کنج۔ گوشہ۔

[2] سزا۔ بدلہ۔ سزا لائق کمی شرافت و انسانیت۔ ایں سزا۔ جو بزرگوں کی صحبت چھوڑ کر دنیا داری کی طرف بھاگتا ہے وہ نہ گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا جیسا کہ یہ خواجہ شہری۔

[3] خاک۔ بزرگوں کی صحبت میں تکلیف اٹھانا دنیا داروں کی لطف اندوزیوں سے بہتر ہے۔ فرق۔ سر کی مانگ۔

www.pdfbooksfree.pk

از ملوکِ خاک جز بانگِ دُہل
دنیا کے بادشاہوں سے سوائے نقارے کی آواز کے

تو نخواہی یافت اے پیکِ سُبُل[1]
تو کچھ نہ پا سکے گا اے راستوں پر چلنے والے!

شہریاں خود در ہنر ناں نسبت بہ روح
رُوح کے مقابلہ میں شہری خود ڈاکو ہیں

روستائی کیست گیجِ بے فتوح
دیہاتی کیا ہے؟ بے فیض بے وقوف

ایں سزائے آنکہ بے تدبیرِ عقل
یہ اُس کی سزا ہے کہ عقل کی تدبیر کے بغیر

بانگِ غولے آمدش بگزید نقل
اُس کو چھلاوے کی آواز آئی اور اُس نے نقل اتاری

چوں پشیمانی زدل شُد تا شِغاف[2]
جب شرمندگی دل سے اُس کی تہ میں پہونچ گئی

زاں سپس سُودے ندارد اعتراف
اُس کے بعد (غلطی کا) اقرار کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے

چوں پشیماں گشت از دل آنچہ کرد
جب اپنے کئے پر دل سے شرمندہ ہو گیا

بعد ازاں سُودش ندارد آہِ سرد
اُس کے بعد ٹھنڈی آہ اس کے لئے مفید نہیں ہے

آں کمان و تیر اندر دستِ اُو
وہ تیر و کمان اُس کے ہاتھ میں

گرگ را جویاں ہمہ شب سُو بسُو
اِدھر اُدھر تمام رات بھیڑیئے کو ڈھونڈتا رہا

گرگ خود بر وے مُسلّط چوں شرر
بھیڑیا خود چنگاریوں کی طرح اُس پر مسلط تھا

گرگ جویاں وز گرگ اُو بیخبر
وہ بھیڑیئے کو تلاش کرتا تھا اور بھیڑیئے سے بیخبر تھا

ہر پشہ ہر کیک چوں گرگے شدہ
ہر مچھر اور ہر پستو بھیڑیئے کی طرح بن گیا تھا

اندراں ویرانہ شاں زخمے زدہ
جو اُس ویرانہ میں اُن کو کاٹ رہا تھا

فرصت[3] آں پشہ راندن ہم نبود
اُس کو اُن مچھروں کو اُڑانے کی بھی فرصت نہ تھی

از نہیبِ حملۂ گرگِ عَنُود
کمینے بھیڑیئے کے حملے کے ڈر سے

تا نیاید گرگ آسیبے زند
تاکہ بھیڑیا نہ آجائے (اور) نقصان پہونچائے

روستائی ریشِ خواجہ بر کند
(اور) دیہاتی، خواجہ کی ڈاڑھی نوچے

اینچنیں دنداں زناں تا نیم شب
اِسی طرح آدھی رات تک لرزتے ہوئے

جانِ شاں از ناف می آمد بلب
اُن کی جان ناف سے لبوں تک آرہی تھی

ناگہاں تمثالِ گرگِ ہشتہ
اچانک ایک آوارہ بھیڑیئے کی صورت نے

سر برآورد از فرازِ پشتہ
ٹیلے کے پیچھے سے سر اُبھارا

تیر را بکشاد آں خواجہ ز شست
اُس خواجہ نے تیر چھوڑ دیا

زد براں حیواں کہ تا اُفتاد زیست
اُس جانور کو مارا تو وہ گر پڑا

[1] پیکِ سُبُل: مختلف راستوں کا قاصد۔ شہریاں: یعنی وہ لوگ جو ظاہری علوم اور تمدن سے وابستہ ہیں۔ رُوح: یعنی سالک درویش۔ روستائی: دیہاتی۔ گیج: احمق، پریشان دماغ۔ بے فتوح: بے فیض۔ چوں: انتہائی شرمناک کام کرنے کے بعد شرمندگی سے کیا فائدہ۔

[2] شِغاف: وہ پردہ جس میں دل لپٹا ہوا ہے، دل کے اندر کا سیاہ نقطہ۔ اعتراف: اقرار۔

[3] گرگ: یعنی ہر مچھر اور پشہ اُسکے لئے بھیڑیا تھا لیکن وہ اُنکی پروا کئے بغیر بھیڑیئے کی تلاش میں تھا۔ کیک: پستو۔

[4] فرصت: بھیڑیئے کے خوف سے بھیڑیئے کی جستجو میں اسقدر لگا ہوا تھا کہ مچھر اور پستو اُڑانے کی بھی فرصت نہ تھی۔ تمثال: صورت۔ ہشتہ: چھوٹا ہوا، آوارہ۔ پشتہ: ٹیلا۔

www.pdfbooksfree.pk

اندر اُفتادن زحیواں باد جست[1]
گرنے سے حیوان کا گوز خارج ہوا

روستائی ہائے کرد و کوفت دست
دیہاتی نے ہائے کی اور ہاتھ (سر پر) مارا

ناجوانمرد اکہ خرگرّہ من ست
اے نامراد! میرے گدھے کا بچہ ہے

گفت نے ایں گرگ چوں آہرمن ست
(خواجہ نے) کہا نہیں یہ دیو پیکر بھیڑیا ہے

اندر و اشکال گرگی ظاہر ست
میں بھیڑیئے پن کی صورت واضح ہے

شکل اُو از گرگی اُو مخبر ست
اُس کی شکل اُس کے بھیڑیا ہونے کو بتا رہی ہے

گفت نے بادے کہ جست از فرج و[2] ے
اُس (دیہاتی) نے کہا نہیں جو گوز اگلی شرمگاہ سے خارج ہوا ہے

می شناسم ہمچناں کالے زمے
میں اُس کو پہچانتا ہوں جیسا کہ پانی کو شراب سے

کُشتۂ خرگرّہ ام را در ریاض
تو نے کھیتوں میں میرے گدھے کا بچہ مار ڈالا

کہ مبادت بسط[2] ہرگز از انقباض
(خدا کرے) تجھے تنگی سے فراخی کبھی (نصیب) نہ ہو

گفت نیکوتر تفحص کُن شبست
اُس (خواجہ) نے کہا اچھی طرح تحقیق کر لے رات ہے

شخصہا در شب ز ناظر مُحجبست
رات میں صورتیں آنکھ سے مخفی ہوتی ہیں

شب غلط بنماید و مُبدّل بسے
رات بہت سی چیزوں کو غلط اور بدلی ہوئی دکھا دیتی ہے

دیدِ صائب شب ندارد ہر کسے
رات میں ہر شخص ٹھیک نگاہ نہیں رکھتا ہے

ہم شب و ہم ابر ہم بارانِ ژرف
رات بھی اور ابر بھی اور گہری بارش بھی

ایں سہ تاریکی غلط آرد شگرف
یہ تین اندھیریاں بڑی غلطی پیدا کر دیتی ہیں

گفت ایں بر من چو روزِ روشن ست
اُس (دیہاتی) نے کہا یہ مجھ پر روزِ روشن کی طرح ہے

من شناسم بادِ خرگرّہ من ست
میں پہچانتا ہوں (یہ) میرے گدھے کے بچہ کا گوز ہے

در میانِ بست باد آں باد را
بیسوں ہواؤں میں، اُس ہوا کو

می شناسم چوں مسافر زادرا
میں پہچانتا ہوں جیسا کہ مسافر توشہ کو

خواجہ برجست و بیامد ناشگفت[3]
خواجہ اُچھل پڑا اور بے صبر ہو گیا

روستائی را گریبانش گرفت
دیہاتی کا گریبان پکڑ لیا

کابلۂ طرّار شید آوردہ
کہ بیوقوف گرہ کٹ تو نے کر دیا ہے

بنگ و افیوں ہر دو با ہم خوردہ
بھنگ اور افیون دونوں ملا کر تو نے کھائی ہیں

در سہ[3] تاریکی شناسی بادِ خر
تین اندھیریوں میں تو گدھے کی ہوا کو پہچانتا ہے

چوں ندانی مر مرا اے خیرہ سر
اے دیوانے! تو مجھے کیوں نہیں پہچانتا ہے؟

---

[1] باد جست: اسکے پیٹ کی ہوا خارج ہوئی۔ گرّہ: بچہ، پٹھا۔ اہرمن: دیو، شیطان۔ مخبر: خبر دینے والا۔ فرج: شرمگاہ۔ ریاض: روضہ کی جمع ہے: باغ۔

[2] بسط: کشادگی۔ انقباض: تنگی۔ تفحص: جستجو۔ محجب: مجوب، مخفی۔ گفت: دیہاتی نے کہا۔ زاد: مسافر کا توشہ۔

[3] شگفت: صبر، بلہ: بیوقوف طرّار: جیب تراش۔ شید: مکر، بنگ: بھنگ۔ خیرہ سر: دیوانہ

www.pdfbooksfree.pk

آنکہ داند نیم شب گوسالہ را
جو آدمی رات میں بچھڑے کو پہچان لے

چوں نداند ہمرہِ دہ سالہ را
وہ دس سالہ ساتھی کو کیسے نہیں پہچانتا؟

خویشتن را عارف[1] و والہ[1] کنی
اپنے آپ کو باخدا اور عاشق بناتا ہے

خاک در چشمِ مروت می زنی
مروت کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے

کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست
کہ مجھے اپنی بھی خبر نہیں ہے

در دلم گنجا بجز اللہ نیست
میرے دل میں اللہ کے سوا کسی کی گنجائش نہیں ہے

آنچہ دی خوردم ازانم یاد نیست
میں نے جو کل کھایا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہے

ایں دل از غیرِ تحیّر شاد نیست
یہ دل (مقامِ) حیرت کے علاوہ کسی چیز سے خوش نہیں ہے

عاقل و مجنونِ حقم یاد آر
مجھے اللہ کا عاقل اور دیوانہ سمجھ

در چنیں بیخویشیم معذور دار
اس طرح کی مدہوشی میں مجھے معذور سمجھ

آنکہ مُردارے خورد یعنی نبیذ
جو شخص حرام یعنی نبیذ پی لیتا ہے

شرع اُو را سوئے معذوراں کشید
شریعت اس کو معذوروں میں داخل کر دیتی ہے

مست و بنگی را طلاق[2] و بیع نیست
مست اور بھنگ پینے والے کی طلاق اور بیع معتبر نہیں ہے

ہمچو طفل ست او معاف و مطلقست
وہ بچہ کی طرح ہے جو معاف اور آزاد ہے

مستیِ کاید ز بوئے شاہِ فرد
وہ مستی جو یکتا شاہ کی خوشبو سے پیدا ہو

صد خمِ مے در سر و مغزش نکرد
شراب کے سو مٹکے بھی سر اور دماغ میں وہ کہیں کر سکتے

پس بر او تکلیف چوں باشد روا
اس کو مکلف بنانا کیسے جائز ہوگا؟

اسپ ساقط گشت و شد بے دست و پا
گھوڑا گر گیا ہے اور وہ بے دست و پا ہو گیا ہے

بار بر گیرند چوں آمد عرج
جب لنگڑا پن آجاتا ہے بوجھ ہٹا لیتے ہیں

گفت حق لیس علی الاعمیٰ حرج[3]
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے اندھے پر گناہ نہیں ہے

ہمچنیں لیس علی الاعرج حرج
اسی طرح لنگڑے پر گناہ نہیں ہے

نیست رنجے چوں عمی و چوں عرج
اندھے پن اور لنگڑے پن کی طرح کوئی مصیبت نہیں ہے

بار کہ نہد در جہاں خر کرّہ را
گدھے کے بچے پر بوجھ کون لادتا ہے؟

درس کہ دہد پارسی بوُمرّہ را
فارسی کا سبق شیطان کو کون پڑھاتا ہے؟

سوئے خود اعمیٰ شدم از حق بصیر
اپنے لئے میں اندھا ہوں خدا کے معاملہ میں بینا ہوں

پس معافم از قلیل و از کثیر
تو مجھے تھوڑے اور زیادہ سے معافی ہے

---

[1] عارف۔ خدا کی معرفت والا والہ۔ فریفتہ، عاشق۔ انچہ یہ بھی درویشانہ کا مقولہ ہے۔ تحیّر حیرانی عاشق۔ یہ بھی درویشانہ کا قول ہے۔

[2] نبیذ۔ یعنی وہ شراب جس کا پینا حرام ہے۔
طلاق۔ امام شافعیؒ کے نزدیک شراب سے مدہوش کی طلاق اور بیع واقع نہیں ہوتی ہے۔

[3] معلق۔ یعنی تکالیف سے آزاد۔
شاہِ فرد۔ اللہ تعالیٰ اسپ ساقط گرے ہوئے گھوڑے سے بوجھ ہٹا دیا جاتا ہے۔ عرج۔ لنگڑا پن
خرج۔ تنگی، گناہ۔ اعمیٰ لنگڑا۔ بومرہ۔ شیطان کی کنیت ہے۔ سوئے خود۔ یعنی میں اللہ کے معاملہ میں ہوش میں ہوں اور اپنے معاملہ میں بے خبر ہوں
معاف۔ بخشا ہوا۔ درگزر کیا ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk

لافِ درویشی زنی و بیخودی
تو درویشی اور بے خودی کی ڈینگیں مارتا ہے

ہائے و ہوئے عاشقانِ ایزدی
اللہ کے عاشقوں جیسی ہائے و ہو (کرتا ہے)

کز زمیں را من ندانم ز آسماں
کہ میں آسمان اور زمین میں فرق نہیں کر سکتا ہوں

امتحانت[1] کرد غیرت امتحاں
غیرت (خداوندی) نے تیرا خوب امتحان کیا

بادِ خر کرّہ چنیں رسوات کرد
گدھے کے بچے کے گوز نے تجھے رسوا کر دیا

ہستی نفی ترا اثبات کرد
تیری ہستی کی نفی (کے جھوٹ) کا اثبات کر دیا

اینچنیں رسوا کند حق شیدرا
اللہ (تعالیٰ) مکر کو اسی طرح رسوا کرتا ہے

اینچنیں گیرد رمیدہ صیدرا
بھاگے ہوئے شکار کو اسی طرح پکڑتا ہے

صد[2] ہزاراں امتحانست اے پدر
ہر کہ گوید من شدم سرہنگ در
باوا! لاکھوں آزمائشیں ہیں اس کے لئے
جو یہ کہے کہ میں (اللہ کے) فوج کا سپاہی ہوں

گر نداند عامہ او را امتحاں
پختگانِ راہ جویندش نشاں
اگرچہ عوام اس کو امتحان نہیں سمجھتے
(لیکن) راہِ (حق) کے پختہ (کار) اس کا پتہ لگا لیتے ہیں

اشارت در شناختنِ مُدّعیِ کمال را صاحبِ کمال

مدعیِ کمال کو صاحبِ کمال اور عوام کی جانب سے غلط بکواس کو

و گزافِ غلط از عوام

پہچاننے کے بارے میں اشارہ ا

چوں کُند دعویِ خیاطی کسے
جب کوئی درزی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے

افگند در پیشِ اُو شہ اطلسے[3]
بادشاہ اس کے سامنے اطلس ڈالدیتا ہے

کہ ببر ایں را بغلطاقِ فراخ
کہ اس کی چوڑی قبا تراش دے

ز امتحاں پیدا شود اُو را دو شاخ
(اور) امتحان سے اس کے دونوں پہلو ظاہر ہو جاتے

گر نبودے امتحانِ ہر بدے
اگر ہر برے کے امتحان کا طریقہ نہ ہوتا

ہر مُخنّث در وغا رستم بُدے
جنگ میں ہر ہیجڑا رستم ہوتا

خود مُخنّث را زرہ پوشیدہ گیر
ہیجڑے کو زرہ پوشش فرض کر

چوں بہ بیند زخم اُو گردد اسیر
جب اس کے زخم لگے گا قیدی بن جائیگا

مستِ مے ہشیار چوں شد از دبور
پچھوا ہوا سے شراب کا مست تیسرے ہوشیار ہو گیا

مستِ حق ناید بخود از نفخِ صُور
اللہ کا مست صور پھونکنے سے بھی ہوش میں نہیں آتا

[1] امتحانت۔ یعنی تیرے دعووں کا اللہ نے امتحان لیا۔ فنی۔ یعنی تو مقامِ فنا میں پہونچنے کا دعویٰ کر رہا تھا اللہ نے ثابت کر دیا کہ یہ تیرا دعویٰ غلط ہے۔

[2] صد ہزار۔ جب کوئی عشقِ الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے اس کی آزمائشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ پختگان۔ خاصانِ خدا، دعوے کی حقیقت کو پہچان لیتے ہیں۔ خیاطی۔ درزی پن۔

[3] اطلس۔ ایک ریشمی کپڑا ہے۔ غلطاق۔ قبا۔ دو شاخ۔ دعوے کے دونوں پہلو یعنی اسکا صحیح یا غلط ہونا۔ جوان ہیجڑا زخم لگنے پر ہتھیار ڈال دیتا ہے اور اپنے آپکو قیدی بنا دیتا ہے۔ دبور۔ پچھوا ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk

بادۂ حق راست باشد نے دروغ
اللہ کی شراب سچی ہوتی ہے نہ کہ جھوٹی

دُوغ[1] خوردی دُوغ خوردی دُوغ دُوغ
تونے چھاچھ پی ہے تونے چھاچھ پی ہے، چھاچھ چھاچھ

ساختی خود را جُنیدؒ و بایزیدؒ
تونے اپنے آپ کو جنیدؒ اور بایزیدؒ بنایا

روکہ نشناسم تبر را از کلید
(کہتا ہے) جا میں نکما ہوں اور کنجی میں امتیاز نہیں کرسکتا ہوں

بدرگی و بنبلی و حرص و آز
بدذاتی، اور کاہلی، اور حرص اور لالچ کو

چوں کنی پنہاں بہ شیدائے مکر ساز
اے مکار! تو مکر سے کیسے چھپائے گا

خویش را منصورِ حلاجے کنی
اپنے آپ کو منصور حلاجؒ بناتا ہے

آتشے در پنبۂ یاراں زنی
دوستوں کی روئی میں آگ لگاتا ہے

کہ نہ بشناسم عمرؓ از بولہب
کہ میں عمرؓ اور ابولہب میں فرق نہیں کرتا ہوں

بادِ خر کرّہ شناسم نیم شب
گدھے کے بچہ کا گوز آدھی رات میں پہچان لیتا ہوں

اے خرے کایں از تو خر باور کند
اے گدھے! تیری ان باتوں پر گدھا یقین کرسکتا ہے

خویش را بہرِ تو کور و کر کند
جو تیری خاطر اپنے آپ کو اندھا بہرا بنالے

خویش را از رہزناں[2] کمتر شمر
اپنے آپ کو سالکوں سے کم تر سمجھ

تو حریفِ رہزنانی کہ مخور
تو ڈاکوؤں کا ساتھی ہے، گھاس نہ کھا

باز پَر از شید و سوئے عقل تاز
مکاری سے ہٹ اور عقل کی طرف دوڑ

کے پرد بر آسماں پَرِ مجاز
نقلی پَر آسمان پر کب اُڑتا ہے؟

خویشتن را عاشقِ حق ساختی
تونے اپنے آپ کو خدا کا عاشق بنایا ہے

عشق با دیوِ سیاہے باختی
(لیکن) دوستی کالے شیطان سے کی ہے

عاشق و معشوقِ را در رستخیز
قیامت میں عاشق اور معشوق کو

دو بدو بندند و پیش آرند تیز
اکٹھا باندھیں گے اور فوراً پیش کریں گے

تو چہ خود را کردہ مجنون و بیخود کردۂ
تونے اپنے آپ کو دیوانہ اور مدہوش کیا ہو

خونِ رز کو خونِ ما را خوردۂ
انگور کا خون کہاں، تونے ہمارا خون پیا ہے

روکہ نشناسم[3] ترا از من بجہ
جا میں تجھے نہیں پہچانتا ہوں تیرے پاس سے بھاگ

عارفِ بیخویشم و بہلول دِہ
میں عارف (باللہ) مدہوش ہوں اور گاؤں کا بہلول ہوں

تو توہم می کنی از قربِ حق
تو اللہ (تعالیٰ) کے قرب کا گمان کرتا ہے

کہ طبق گر دور نبود از طبق
کہ طباق بنانے والا طباق سے دور نہیں ہوتا ہے

---

[1] دُوغ: چھاچھ۔ دروغ یعنی تو کہتا ہے جاؤ مجھے کچھ خبر نہیں ہے منبلی: کاہلی، منصورؒ: یہ بزرگ روئی دھننے کا پیشہ کرتے تھے اسی لئے حلاج کہلاتے تھے۔ پنبۂ یاراں: یعنی دوستوں کے حق کو رد کر یعنی غیر سنے اور دیکھے تیری تصدیق کرتا ہے۔

[2] رہزناں: سالکین حریف ہم پیشہ کہ مخور: بکواس نہ کر۔ پر مجاز: مصنوعی پر۔ عاشق و معشوق: یعنی شیطان اور اُس کے پجاری گبر۔ دیوانہ، احمق۔ خونِ رز: انگور کا خون یعنی شراب۔

[3] روکہ نشناسم: یہ بھی اسی دیہاتی کا قول ہے۔ بہلول: مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ کہ طبق یعنی اللہ خالق ہے تو مخلوق کو لامحالہ اُس سے قرب حاصل ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں نمی بینی کہ قربِ اولیا — صد کرامت دارد و کار و کیا

تو یہ نہیں دیکھتا کہ اولیاء کا قرب — سینکڑوں کرامتیں اور شان و شوکت رکھتا ہے

آہن از داؤدؑ موے می شود — موم در دستت چو آہن می بود

حضرت داؤدؑ کے ہاتھ سے لوہا موم ہو جاتا ہے — تیرے ہاتھوں میں موم لوہا ہوتا ہے

قربِ حق و رزق بر جملہ ست عام — قربِ وحیِ عشق دارند ایں کرام

اللہ کا قرب اور رزق سب کے لئے عام ہے — یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں

قربِ بر انواع باشد اے پدر — میزند خورشید بر کہسار و زر

بابا! قرب کی قسمیں ہوتی ہیں — سورج پہاڑ پر بھی چمکتا ہے اور سونے پر بھی

لیک قربے ہست باز رشیدؔ را — کہ ازاں نبود خبر مر بیدؔ را

لیکن سونے کے ساتھ سورج کا قرب ہے — کہ بید (کے درخت) کو اس کی خبر بھی نہیں ہے

شاخِ خشک و تر قریبِ آفتاب — آفتاب از ہر دو کے دارد حجاب

تر اور خشک شاخ آفتاب کے قریب ہے — سورج دونوں سے کب پردہ رکھتا ہے؟

لیک کو آں قربتِ شاخِ طری — کہ ثمار پختہ از وے می خوری

لیکن کہاں وہ تر شاخ کی قربت — کہ تو اس کے پکے پھل کھاتا ہے

شاخِ خشک از قربتِ آں آفتاب — غیر زور و تر خشک گشتن گو بیاب

اس آفتاب کی قربت سے خشک شاخ کو — اس سے بھی زیادہ خشک ہونے کے علاوہ تو اور کیا پائے

بنگر ایں کاں شاخِ خشک از قربِ خور — غیر خشکی می برد چیزے دگر

یہ دیکھ کہ سورج کے قرب سے اس خشک شاخ نے — سوائے خشکی کے اور کوئی چیز حاصل کی؟

آنچناں مستے مباش اے بے خرد — کہ بہ عقل آید پشیمانی خورد

اے بے عقل! تو ایسا مست نہ بن — کہ ہوش میں آئے تو شرمندگی اٹھائے

بلکہ زاں مستاں کہ چوں مے میخورند — عقلہائے پختہ حسرت می برند

بلکہ ان مستوں میں سے (بن) کہ جب وہ شراب پیتے — پختہ عقلیں حسرت کرتی ہیں

اے گرفتہ ہمچو گربہ موشِ پیر — گر تو زاں مے شیر گیری شیر گیر

اے وہ کہ جس نے بلی کی طرح بوڑھا چوہا پکڑا ہے — اگر تو اس شراب سے شیر پکڑنا چاہتا ہے تو شیر پکڑ

اے نخوردہ از خیالِ جام ہیچ — ہمچو مستانِ حقائق بر مپیچ

اے وہ کہ تو نے جام کے خیال سے کچھ بھی نہیں پیا — حقائق کے مستوں کی طرح نہ اینٹھ

۱؎ کار و کیا۔ شان و شوکت۔ یعنی اولیاء کا قرب محض خالق و مخلوق والا قرب نہیں ہے وہ خاص قرب ہے۔ آہن حضرت داؤدؑ کو جو قربِ الٰہی حاصل تھا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ انکے ہاتھ میں لوہا موم بن جاتا تھا، محض خالقیت اور مخلوقیت کے تعلق سے یہ بات پیدا نہیں ہوتی۔ قربِ حق۔ اللہ ہر انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اُس سے قریب ہے اور اپنی رزاقیت کے اعتبار سے بھی سب سے قریب ہے یہ قرب تو سب ہی کو حاصل ہے۔ کرامؔ۔ جو اللہ کے دربار کے مقرب ہیں۔ ان کو عشق کا قرب۔ حاصل ہوتا ہے۔

۲؎ شید۔ خورشید کا مخفف ہے۔ بید۔ بے پھل درخت ہے دو طرح درختوں کے پھل سورج کے قرب سے پکتے ہیں بید کو اس قرب سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کہ ثمار۔ تر شاخ پر سورج کی وجہ سے پھل آتے ہیں اور پکتے ہیں۔ شاخ خشک۔ خشک شاخ کو سورج کا قرب اور خشک کر دیگا۔

۳؎ آنچناں مستے۔ یہ غیر واقعی مستی کا اظہار شرمندگی کا موجب ہوگا۔ بلکہ کاملین کی دیوانگی عقلمندوں کے لئے باعثِ رشک ہے موشِ پیر یعنی دنیا کی ناقص دولت۔ مے۔ یعنی عشق۔ شیر گیر۔ یعنی معارفِ الٰہیہ۔ اے نخوردہ۔ جامِ حقیقت [illegible] اس کا تصور بھی نہیں حاصل ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk

می فتی آنسو و ایں سُو مست وار
تو مستوں کی طرح اِدھر اُدھر کو گرتا ہے

اے تو ایں سُو[1] نیستت آنسو گزار
او تو اِدھر کا ہے، تیرا اُدھر گذر (بھی) نہیں ہے

گر بداں سُو راہ یابی بعد ازاں
اگر اس کے بعد تو اُس طرف راہ یاب ہو جائے

گہ بدیں سو گہ بداں سُو سر فشاں
کبھی اِدھر کو کبھی اُدھر کو سر جھکتا

جملہ ایں سُو کی ازاں سُو گپ مزن
تو بالکل اس جانب کا ہے اُس جانب کی گپ نہ مار

چوں نداری موت ہر دم جاں مکن
جب تجھے موت نہیں آ رہی ہے تو خواہ مخواہ نزع طاری کر

آں خضر جاں کز اجل نہراسد او
وہ خضرؑ کی جان والا جو موت سے نہ گھبرائے

شاید ار مخلوق را نشناسد او
اگر وہ مخلوق کو نہ پہچانے اُس کے لئے مناسب ہے

کام از ذوقِ تو ہم خوش کنی
کام (بھی) ذوق سے تو خلق کو خوش کر رہا ہے

در دمی در خیکِ[2] خود پُر مشک کنی
تو اپنی مشک میں پھونک بھر رہا ہے اور اسکو پُر کر رہا ہے،

پس بیک سوزن تہی گردی باد
تو ایک سوئی سے ہوا سے خالی ہو جائے گا

ایں چنیں فربہ تنِ لاغر مباد
کمزور بدن والا اِس طرح کا فربہ نہ بنے

کوزہا سازی ز برف اندر شتا
تو جاڑوں میں برف سے پیالے بناتا ہے

کے کُند چوں تاب بنداں وفا
وہ جب گرمی دیکھے گا وفاداری کب کرے گا!

افتادنِ شغال[3] در خُمِ رنگ و رنگیں شدنِ وے و دعوائے طاؤسی نمودن در میانِ شغالانِ دیگر

گیدڑ کا رنگ کے مٹکے میں گر جانا اور اُس کا رنگین ہو جانا اور گیدڑوں میں مور ہونے کا دعویٰ کرنا

آں شغالک رفت اندر خُمِ رنگ
وہ ذلیل گیدڑ رنگ کے مٹکے میں (گر) گیا

اندراں خُم کرد یک ساعت درنگ
وہ اُس مٹکے میں تھوڑی دیر ٹھہرا

پس برآمد پوستش رنگیں شدہ
پھر نکلا تو اُس کی کھال رنگین ہو گئی تھی

کہ منم طاؤسِ علییں شدہ
(اُس نے کہا) کہ میں تو جنت کا مور ہو گیا ہوں

پشمِ رنگیں رونقِ خوش یافتہ
رنگین بالوں نے عمدہ رونق حاصل کر لی تھی

آفتاب آں رنگہا بر تافتہ
سورج نے اُن رنگوں کو چمکا دیا تھا

دید خود را سُرخ و سبز و کبود و زرد
اُس نے اپنے آپ کو سُرخ اور سبز اور لال اور پیلا دیکھا

خویشتن را بر شغالاں عرضہ کرد
اپنے آپ کو گیدڑوں پر پیش کیا

[1] ایں سُو۔ عالمِ ناسوت۔ آنسو۔ عالمِ ملکوت۔ مگر بداں سُو اگر انسان حقیقت تک پہونچ جائے تو پھر شوق سے وجد کرے۔ چوں نداری۔ جب موت کا وقت نہیں ہے تو خواہ مخواہ اپنے اوپر نزع طاری کرنا حماقت ہے۔ آں خضر جہاں۔ یعنی فنا فی اللہ کے مقام پر پہونچکر انسان مخلوق کو نہ پہچانے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

[2] خیک۔ مشک۔ پس۔ مست حق کسی تکلیف سے نہیں گھبراتا فرضی شیخ کی حقیقت معمولی تکلیف واضح کر دیتی ہے کوزہا۔ برفانی ملکوں میں موسم سرما میں بچے برف کے کھلونے بنا لیتے ہیں۔

[3] شغال۔ گیدڑ۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ فرضی شیخ کی مثال اس گیدڑ کی سی ہے جس نے رنگین ہو کر مور ہونیکا دعویٰ کر دیا تھا۔ درنگ۔ بے خبر طاؤس۔ مور۔ علیین۔ جنت۔ تبر لال

www.pdfbooksfree.pk

جملہ گفتند اے شغالک حال چیست
سب نے کہا اے حقیر گیدڑ! تیرا کیا حال ہے؟

کہ ترا در سر نشاطے مُلتویست
کہ تیرے سر میں ایک پیچیدہ مستی ہے

از نشاط ما کرانہ کردۂ
مستی سے تو ہم سے جُدا ہو گیا ہے

ایں تکبر از کجا آوردۂ
تو یہ تکبر کہاں سے لایا ہے؟

یک شغالے پیش اُو شد کائے فلاں
ایک گیدڑ اُس کے سامنے گیا کہ او فلانے

شید کردی تا شدی از خوشدلاں
تو نے مکر کیا یہاں تک کہ تو خوشدلوں میں بن گیا

شید کردی تا بہ منبر برجہی
تو نے مکر کیا تاکہ تو منبر پر چڑھے

تا زلاف ایں خلق را حسرت دہی
تاکہ ڈینگوں سے اِن لوگوں کو حسرت دلائے

بس بکوشیدی ندیدی گرمیے
تو نے بہت کوشش کی لیکن گرمی نہ دیکھی

بس زر شید آوردۂ بے شرمیے
تو نے مکاری سے بہت بے شرمی حاصل کر لی

صدق و گرمی خود شعارِ اولیاست
سچائی اور گرمی اولیا کا شعار ہے

باز بے شرمی پناہِ ہر دغاست
پھر بے شرمی ہر دھوکے کی پناہ ہے

کالتفات خلق سُوئے خود کشند
تاکہ مخلوق کی توجہ اپنی طرف کر لیں

کہ خوشیم و از دروں بس ناخوشند
کہ ہم خوش ہیں حالانکہ اندر سے بہت رنجیدہ ہیں

چرب کردن مردِ لافی لب و سبلت خود را ہر بامداد،
ایکسو شیخی خورے کا ہونٹ اور مونچھوں کو ہر صبح کو دُنبہ کے چربے سے چکنا

بپوست دنبہ و بروں آمدن میان حریفاں کہ چنیں و چناں خوردہ ام
کرنا اور دوستوں میں باہر آنا کہ میں نے ایسا ایسا کھانا کھایا ہے

دُنبہ پارہ یافت شخصے مُستہاں
ایک ذلیل شخص نے دُنبہ (کی کھال) کا ٹکڑا پا لیا

ہر صباحے چرب کردے سبلتاں
ہر صبح کو دونوں مونچھوں کو چکنا کرتا

درمیانِ مُنعماں رفتے کہ من
مالداروں میں جاتا کہ میں نے

لُوت چربے خوردہ ام در انجمن
ایک مجلس میں مُرغن غذا کھائی ہے

دست بر سبلت نہادے در نوید
خوشخبری دیتے وقت مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا

رمز یعنی سوئے سبلت بنگرید
اشارہ (تھا) یعنی مونچھیں دیکھو

کایں گواہِ صدق گفتارِ من ست
کہ یہ میری بات کے سچے گواہ ہیں

ویں نشانِ چرب و شیریں خوردنست
اور یہ چکنی اور لذیذ غذا کھانے کی علامت ہے

۱؎ مُلتوی۔ پیچنے والا۔ کرانہ۔ کنارہ۔ تابہ منبر چونکہ مولانا نے گیدڑ سے بناوٹی شیخ مُراد لیا ہے لہٰذا اُس کے لئے منبر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔

۲؎ گرمیے۔ یعنی حقیقی شیخ کی گرمی۔ شعار۔ علامت۔ نشان۔

چرب کردن۔ مولانا نے بناوٹی شیخ کی جان کو اُس شیخی خورے کی حکایت سے سمجھایا ہے جو کہ اصلی خال ہے، ظاہر چکنا چپڑا ہے۔

۳؎ دنبہ۔ چکدی۔ مُستہاں۔ ذلیل۔ سبلتاں۔ دونوں مونچھیں۔ مُنعماں۔ مالدار لوگ۔ لوت چربے چکنی غذا۔ رمز۔ یعنی مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کرتا تھا کہ اُن کی چکنائی میری گواہ ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

اِشکمش گفتے جوابِ بے طنین
اس کا پیٹ بلا آواز جواب دیتا

کہ اَبَادَ اللّٰہُ کَیْدَ الْکَافِرِیْن
کہ اللہ کافروں کے مکر کو برباد کرے

لاف تو ما را بر آتش بر نہاد
تیری شیخی نے ہمیں انگاروں پر رکھ دیا ہے

کاں سِبالِ چرب تو برکندہ باد
خدا کرے تیری چکنی مونچھیں اکھڑ جائیں

گر نبودے لافِ زشتت اے گدا
اے بھکاری! اگر تیری بری شیخی نہ ہوتی

یک کریمے رحم آوردے بما
(تو) کوئی سخی ہم پر رحم کرتا

راست گر گفتی و کج کم باختی
اگر تو سچ بولتا اور کج گوئی کا کھیل نہ کھیلتا

یک طبیبے داروے ما ساختی
تو ہمارے علاج کے لئے ایک طبیب پیدا کر دیتا

ور نمودی عیب و کم کردی جفا
اگر تو عیب ظاہر کر دیتا اور ظلم نہ کرتا

ہم بُدے مہمانیِ یک آشنا
کسی آشنا کی جانب سے مہمانی ہو جاتی

گفت[2] حق کج کج مجنباں گوش و دم
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے کہ کان اور دم کو ٹیڑھا ہلا

یَنْفَعَنَّ الصَّادِقِیْنَ صِدْقُھُمْ
سچوں کو اُن کا سچ ضرور فائدہ دے گا

کہف اندر کژ مخسب اے محتلم
اے بے عقل! غار کے اندر ٹیڑھا نہ سو

انچہ داری وانما و فاستقم
جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دے بھر دے سیدھا چل

ور نگوئی عیبِ خود بارے خمش
اگر اپنا عیب نہیں بتاتا ہے تو چپ رہ

از نمایش وز دغل خود را مکش
ریا اور فریب سے اپنے آپ کو ہلاکت نہ کر

بر سِبالِ[3] چرب خود تکیہ مکن
اپنی چکنی مونچھوں پر بھروسہ نہ کر

زانکہ گربہ بُرد دُنبہ بے سخن
اس لئے کہ بلی بلا شبہ چکدی لے گئی ہے

گر تو نقدے یافتی مکشا دہاں
اگر تجھے کچھ نقدی مل گئی ہے تو لب کشائی نہ کر

ہست در رہ سنگہائے امتحاں
راستہ میں آزمائش کے بہت سے پتھر ہیں

سنگہائے امتحاں را نیز پیش
آزمائش کے پتھروں کے لئے بھی وہ پیش ہیں

امتحانہا ہست در احوالِ خویش
اپنے احوال میں بہت سے امتحانات

گفت یزداں از ولادت تا بحین
خدا نے فرمایا ہے کہ پیدائش سے موت تک

یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّتَیْن
ہر سال میں دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں

امتحاں بر امتحانست اے پدر
باوا! آزمائش پر آزمائش ہے

ہیں بکمتر امتحاں خود را مخر
خبردار کمتر آزمائش پر خود پسندی نہ کر

---

[1] اشکمش۔ اسکا پیٹ۔ لاف تو۔ مونچھوں کی چکنائی اور شیخی کی وجہ سے سب انصار بھوکے رہے تو انھوں نے مونچھوں کو بددعا دی۔ سبال۔ سبلت کی جمع، مونچھیں۔ راست۔ اگر بھوک کا اظہار کرتا تو کوئی سخی کھانا کھلا دیتا۔

[2] گفت حق۔ بہت سی آیتوں کا مفہوم ہے کہ انسان کو اپنی بیماری نہ کرنی چاہیے مصیبتوں کو اپنی سچائی لاحالہ مفید ہوتی ہے کہ۔ برائی کو چھپانا نہ چاہیے اس کا اظہار کر کے علاج کرانا چاہیے ورنہ گوئی۔ اگر انسان کا باطن برا ہے تو کم از کم بھلائی کی شیخی تو نہ مارے۔

[3] بر سبال۔ مصنوعی نیکی پر شیخی نہ مارنی چاہیے وہ زائل ہو گی تو رسوائی ہو گی جیسا کہ شیخی خورے کے واقعہ میں بیان ہوا کہ چکدی کو بلی لیگئی تو وہ رسوا ہوا۔ کر تو۔ اگر انسان کو کمال کا کوئی مقام حاصل ہو تو اس کا فخریہ اظہار نہ کرتا پھرے۔ سنگہائے امتحان۔ یعنی اولیاء اللہ جو کھرے کھوٹے کو پرکھ لیتے ہیں پھر یہ اولیاء جو امتحان کی کسوٹی ہیں خود بھی امتحان ہوتا ہے۔ حلین۔ موت۔ یُفْتَنُوْنَ۔ یہ آیت اگرچہ منافقین کے بارے میں ہے لیکن اسطرح کی آزمائشیں مومنین کی بھی ہوتی ہیں۔ امتحاں۔ ایک آزمائش کے بعد دوسری آزمائش ہوتی ہے، کسی ادنیٰ آزمائش میں پورا اترنے کی وجہ سے انسان میں خود پسندی نہ آنی چاہیے۔

www.pdfbooksfree.pk

ز امتحانات قضا ایمن مباش — ہیں رسوائی بترس اے خواجہ تاش[1]
تقدیرِ خداوندی کے امتحانات سے مطمئن نہ ہو — اے پیر بھائی! رسوائی سے ڈر

ایمن بودن بلعمِ باعور کہ امتحان کرد حضرتِ عزت
بلعمِ باعور کا مطمئن ہو جانا، کہ خدا نے اُس کا امتحان کر لیا ہے

اُورا واز انہار و آمدہ بود
اور اُس سے وہ ثابت ہوا تھا؟

بلعمِ باعور و ابلیسِ لعیں — ز امتحانِ آخریں گشتہ مہیں
بلعمِ باعور اور ملعون شیطان — آخری امتحان سے ذلیل ہو گئے

زانکہ بودند ایمن از مکرِ خدا — کامتحانہا رفت اندر ماضی
کیونکہ وہ اللہ کے داؤ سے بے خوف تھے — کہ پہلے بہت سے امتحانات ہو چکے ہیں

عاقبت رسوائی آمد بارِ شاں — ایں شنیدہ باشی از اخبارِ شاں
انجام کار وہ رسوا ہو گئے — تو نے اُن کی خبروں میں یہ بات سنی ہو گی

اُو بدعوی میلِ دولت می کند — معدہ[2]اش نفرین بسلت میکند
وہ دعوے کے ذریعہ دولت کیطرف جھک رہا ہے — اُس کا معدہ مونچھ پر لعنت بھیج رہا ہے

کانچہ پنہاں می کند سیداش کن — سوخت مارا اے خدا رسواش کن
(اے خدا) جو وہ چھپا رہا ہے اُس کو ظاہر کر دے — اے خدا اُس نے ہمیں جلا ڈالا اُسکو رسوا کر دے

جملہ اجزائے تنش خصمِ وے اند — کز بہارے لاف ایشاں در دمند
اُس کے جسم کے سب اعضا اُسکے دشمن ہیں — (موسم) بہار کی شیخی اڑتا ہے وہ (موسم) خزاں میں ہیں

لاف[3] واد آں کرمہا می کند — شاخِ رحمت را ز بُن بر می کند
شیخی کرموں کو لوٹا دیتی ہے — رحمت کی شاخ کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے

راستی پیش آر یا خاموش کن — وانگہاں رحمت ببیں و نوش کن
سچ بول یا چپ رہ — تب رحمت کو دیکھ اور حاصل کر

آں شکم خصمِ سبالِ اُو شدہ — دستِ پنہاں در دعا اندر زدہ
وہ پیٹ، اس کی مونچھوں کا دشمن بنا — چھپے ہاتھوں دعا میں لگ گیا

کاے خدا رسوا کن ایں لافِ لئام — تا بجنبد سوئے ما رحمِ کرام
کہ اے اللہ کمینوں کی اِس شیخی کو رسوا کر دے — تاکہ بھلوں کا رحم ہمارے لئے حرکت میں آئے

---

[1] خواجہ تاش۔ یعنی پیر بھائی۔ ایمن بودن۔ بلعم اور شیطان دونوں ابتدائی کامیابیوں پر مغرور ہو گئے اور تباہ ہوئے۔ مہیں۔ ذلیل، حقیر۔ ماضی گذشتہ زمانہ۔ اوبدعوی۔ نصیحتیں کرنیکے بعد پھر اب شیخی خورے کا قصہ شروع کیا ہے۔

[2] معدہ اش۔ چونکہ مونچھوں کی وجہ سے معدہ بھوکا رہا اسلئے مونچھوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ کانچہ۔ معدے کی یہ دعا ہے۔ در دمند۔ یعنی در زمانہ ماہ دے اندا دے خزان کا مہینہ ہے۔

[3] لاف و۔ انسان کی شیخی، انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے منافی ہوتی ہے۔ سبال۔ مونچھیں۔ لئام۔ لئیم کی جمع۔ کمینہ۔

www.pdfbooksfree.pk

مُستجاب[1] آمد دعائے آں شکم — سوزشِ حاجت بزد بیروں عَلَم
اُس پیٹ کی دُعا مقبول ہوئی — محتاجی کی جلن نے جھنڈا اُبھارا

گفت حق گر فاسقی واہلِ صنم — چوں مرا خوانی اجابتہا کنم
خدا نے فرمایا خواہ تو فاسق ہے اور بُت پرست — جب تو مجھے پکارے گا میں قبول کروں گا

تو دعا را سخت گیر و می شخول — تو مشو ہیچ از دُعا کردن ملول
تو خوب دعا کر اور رو — تو دعا کرنے سے کبھی نہ تھک

بُردنِ گربہ دُنبہ را و رُسوا شدنِ پہلوان

بلی کا دُنبہ (کی کھال) کو لے بھاگنا اور پہلوان کا رسوا ہونا

چوں شکم خود را بحضرت[2] در سپرد — گربہ آمد پوستِ آں دُنبہ ببرد
جب پیٹ نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا — بلی آئی، دُنبہ کی کھال لے بھاگی

از پسِ گربہ دوید او می گریخت — کودک از ترسِ عتابش رنگ رخت
بلی کے پیچھے دوڑا، وہ بھاگ گئی — اُس کے غصہ کے ڈر سے بچہ کا رنگ بدل گیا

آمد اندر انجمن آں طفلِ خورد — آبروئے مردِ لافی را ببرد
وہ چھوٹا بچہ مجمع میں آیا — اُس نے شیخی خورے کی آبرو کھو دی

گفت آں دُنبہ کہ ہر صبحے بداں — چرب میکردے لباں و سبلتاں
کہنے لگا کہ وہ دنبہ کی کھال، جس سے ہر صبح کو — وہ ہونٹ اور مونچھیں چکنی کرتا تھا

گر بہ آمد ناگہانش در ربود — بس دویدیم و نکرد آں ہیچ سود
بلی آئی اور اچانک اُس کو لے بھاگی — میں بہت دوڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا

پہلواں[3] در لاف گرم و ذوق ناک — چوں شنید ایں قصہ گشت از غم ہلاک
پہلوان نے شیخی کی گرمی اور ذوق میں — جب یہ قصہ سُنا، رنج سے ہلاک ہو گیا

منفعل شد در میانِ انجمن — سر فرو بُرد و خمش گشت از سخن
مجمع میں شرمندہ ہو گیا — سر جھکا لیا اور بات سے خاموش ہو گیا

خندہ آمد حاضراں را از شگفت — رحمہا شاں باز جنبیدن گرفت
تعجب سے حاضرین کو ہنسی آ گئی — اُن کا رحم پھر حرکت کرنے لگا

دعوتش کردند و سیرش داشتند — تخمِ رحمت در زمینش کاشتند
انھوں نے اُسکی دعوت کی اور اُسکا پیٹ بھر دیا — مہربانی کا بیج اُس کی زمین میں بو دیا

[1] مُستجاب۔ قبول شدہ۔ شخول۔ امر کا صیغہ ہے، شخولیدن رونا چلانا۔

[2] حضرت۔ دربارِ خداوندی۔ رنگ رخت۔ یعنی لڑکا بلی کے پیچھے بھاگا جب کامیاب نہ ہوا تو باپ کے ڈر سے اُس کا رنگ بدل گیا۔ انجمن یعنی (ہی) مجمع جہاں وہ شیخی بگھارتا تھا۔ لافی۔ یعنی بگھارنے والا، گپی۔ گفت۔ یعنی بچہ نے اپنی سادگی سے سارا قصہ بیان کر دیا جس سے شیخی خورے کا جھوٹ کھل گیا۔

[3] پہلواں۔ یعنی وہی شیخی خورا۔ ایں قصہ۔ یعنی یہ بات کہ بچے نے مجلس میں جا کر راز کہدیا ہے۔ رحمہا۔ یعنی اُن کو اُس کے افلاس پر رحم آنے لگا۔

www.pdfbooksfree.pk

اُو چو ذوقِ[1] راستی دید از کرام
جب اُس نے شریفوں میں سچائی کا ذوق دیکھا

بے تکبر راستی راشد غلام
بغیر تکبر کے سچائی کا غلام بن گیا

راستی را پیشۂ خود کُن مُدام
سچائی کو ہمیشہ کے لئے اپنا پیشہ بنالے

تا شوی در ہر دو عالم نیکنام
تاکہ تو دونوں جہان میں نیکنام بنے

دعوی طاؤسی کردن آں شغال کہ در حمّ صبّاغ افتادہ بُود
اُس گیدڑ کا مور ہونے کا دعویٰ کرنا جو رنگریز کے ٹھکے میں گر گیا تھا

آں شغال رنگ رنگ اندر نہفت
اُس رنگ برنگ کے گیدڑ نے آہستہ سے

بر بنا گوشِ ملامت گر بگفت
ملامت گر کے کان کی لَو کے پاس جا کر کہا

بنگر آخر در من و در رنگِ من
آخر مجھے اور میرے رنگ کو دیکھ

یک صنم چوں من ندارد خود شمن
(بجاری بھی) ویسا ایک بُت نہیں رکھتا ہے

چوں گلستاں گشتہ ام صد رنگ و خوش
میں باغ کی طرح سو رنگوں والا اور حسین ہو گیا ہوں

مر مرا سجدہ کن از من سر مکش
مجھے سجدہ کر، مجھ سے سرکشی نہ کر

کرّ و فرّ و آب و تاب و رنگ بیں
شان و شوکت، رونق اور چمک اور رنگ دیکھ

فخرِ دنیا خواں مرا و رکن دیں
مجھے دنیا کا فخر اور دین کا ستون کہہ

مَنظرِ لُطفِ خدائی گشتہ ام
میں اللہ کے کرم کا مظہر بن گیا ہوں

لوحِ[2] شرحِ کبریائی گشتہ ام
(اللہ کی) بڑائی کی شرح کی تختی بن گیا ہوں

اے شغالاں ہیں مخوانیدم شغال
اے گیدڑو! خبردار مجھے گیدڑ نہ کہو

کے شغالے را بود چندیں جمال
کسی گیدڑ میں اس قدر حسن کب ہوتا ہے؟

آں شغالاں آمدند آنجا بجمع
وہاں سب گیدڑ جمع ہو گئے

ہمچو پروانہ بگرد اگردِ شمع
جیسے شمع کے چاروں طرف پروانے

پس چہ خوانیمت بگو اے جوہری
تو اے جوہری بتا ہم تجھے کیا کہا کریں!

گفت طاؤسِ نری چوں مشتری[3]
اُس نے کہا، نر طاؤس جو مشتری (ستارہ) کی طرح ہے

پس بگفتندش کہ طاؤسانِ جاں
تو انھوں نے اُس سے کہا کہ روحوں کے مور

جلوہا دارند اندر گلستاں
باغ (عالمِ ملکوت) میں جلوے دکھاتے ہیں

تو چناں جلوہ کُنی گفتا کہ نے
تو ایسا جلوہ دکھائیگا اس نے کہا نہیں

بادیہ نا رفتہ چوں گوید منے
جو (کسی) جنگل میں نہ گیا ہو وہ منی کی کیا بات کرے

[1] ذوقِ راستی یعنی سچائی کو شرفا پسند کرتے ہیں تو وہ خود سچائی کا پابند ہو گیا

[2] صبّاغ رنگریز۔ بنا گوش کان کی لَو۔ شمن بُتوں کا پجاری۔ مظہر چونکہ میں انتہائی حسین ہوں لہٰذا میں خدا کی مہربانی کا مظہر ہوں اور اُس کی کبریائی کی شرح کی تختی ہوں۔

[3] لوح یعنی میرے وجود سے اُس کی عظمت کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے جو بہری وہ گیدڑ جو رنگین ہو گیا تھا۔ مشتری۔ مشہور ستارہ ہے۔ جلوہا۔ طاؤس کا رقص مشہور ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

بانگ[1] طاؤساں کُنی گفتا کہ لا
تو موروں کی بولی بول سکتا ہے اُس نے کہا نہیں

پس نہ طاؤس خواجہ بُوالعُلا
تو، اے بڑائیوں والے خواجہ تو مور نہیں ہے

خلعتِ طاؤس آید ز آسماں
طاؤس کا لباس آسمان سے اُترتا ہے

کے رسی از رنگ دعویہا بداں
دعووں کی رنگینی سے تو اُس تک کب پہنچ سکتا ہے

ور تو دعویٰ می کُنی معنیٰ بیار
اگر تو دعویٰ کرتا ہے، حقیقت پیش کر

گر مخور ورنہ پس گردن مخار
بکواس نہ کر ورنہ پھر گردن نہ کھجانا

دعویٰ کردنِ فرعون الوہیت را و تشبیہ کردن او را

فرعون کا خدائی کا دعویٰ کرنا اور اس کو اس گیدڑ کے مشابہ

بداں شغال کہ دعویٰ طاؤسی می نمود

بتانا جس نے مور ہونے کا دعویٰ کیا

ہمچو فرعون مرصّع کردہ ریش
فرعون کی طرح جس نے داڑھی کو جڑاؤ کرا کر

برتر از موسیٰ پریدہ از خریش[2]
اپنے گھمنڈ میں (حضرت) موسیٰؑ سے بلند پرواز کی

او ہم از نسلِ شغالِ مادہ زاد
وہ بھی گیدڑ ہی کی نسل سے پیدا ہوا تھا

در خُمِ مالے و جاہے اوفتاد
مال اور مرتبہ کے خم میں گر گیا تھا

ہر کہ دید آں مال و جاہش سجدہ کرد
جس نے اُس کا مال اور مرتبہ دیکھا اُسنے اُسکو سجدہ کیا

سجدۂ افسوسیاں را او بخورد
مذاق کرنے والوں کے سجدے وہ کھا گیا

گشت مُستک آں گدائے ژندہ دلق
وہ پھٹی گدڑی والا فقیر مست ہو گیا

از سجود و از تحیّر ہائے خلق
لوگوں کے سجدوں اور حیرانیوں سے

مالِ[3] مار آمد کہ در وے زہرہاست
مال، سانپ ہے جس میں بہت سے زہر ہیں

واں قبول و سجدۂ خلق اژدہاست
لوگوں میں مقبولیت اور (اُن کا) سجدہ کرنا اژدہا ہے

ہائے اے فرعون نا موسیٰ مکُن
افسوس اے فرعون! معزز نہ بن

تو شغالی ہیچ طاؤسی مکُن
تو گیدڑ ہے مور بن نہ جا

سوئے طاؤساں اگر پیدا شوی
اگر تو موروں کے سامنے آئے گا

عاجز ی از جلوہ و رسوا شوی
جلوہ (دکھانے) سے عاجز اور رسوا ہو جائیگا

موسیٰ و ہاروں چو طاؤساں بدند
حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ چونکہ مور تھے

پرِ جلوہ بر سر و رویت زدند
اُنھوں نے جلوے کا پر تیرے سر اور منہ پر مار دیا

---

[1] بانگ۔ مور کی کوک بھی بولی ہوتی ہے۔ خلعت۔ مور کو جو حسین لباس ملا ہے وہ قدرتی ہے۔ گردن مخار۔ انسان شرمندگی میں گردن کھجانے لگتا ہے۔ مرصّع۔ فرعون نے اپنی داڑھی میں قیمتی موتی پرو رکھے تھے۔ برتر۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

[2] خریش۔ خویش۔ اش۔ اوہم۔ وہ فرعون اسی گیدڑی کی نسل سے تھا جو عارضی رنگ کی وجہ سے اپنے آپکو مور کہلانا چاہتی تھی۔ مالے۔ اس فرعون پر مال و جاہ کا عارضی رنگ تھا۔ افسوسیاں۔ فرعون کو سجدہ کرنے والے بہت سے وہ تھے جو محض مذاق اور دل لگی کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ مستک۔ میں کاف تحقیر کے لئے ہے۔ گدا۔ فرعون کو گدا اس لئے کہا ہے کہ وہ حقیقت سے تہی دست تھا۔

[3] مال۔ دولت انسان کو اس طرح ہلاک کرتی ہے جس طرح سانپ ہلاک کرتا ہے۔ نا موسیٰ۔ معزز نہ بن۔ طاؤساں۔ جو حقائق کے مالک ہیں۔ موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ نے معجزوں کے ذریعہ اُس کو رسوا کر دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

زشتیت پیدا شد و رسوائیت
تیرا بھدا پن اور رسوائی واضح ہو گئی

سرنگوں اُفتادی از بالائیت
تو اپنی بلندی سے اوندھا گرا

چوں محک دیدی سیاہ گشتی چو قلب
جب تو نے کسوٹی دیکھی کھوٹے سکے کی طرح سیاہ پڑ گیا

نقشِ شیری[1] رفت و پیدا گشت کلب
تیرے شیر ہونے کی صورت جاتی رہی اور کتا ظاہر ہوا

اے سگ گرگین زشت از حرص و جوش
اے بھدے گرگ نما کتے حرص اور جوش میں

پوستینِ شیر را بر خود مپوش
شیر کی کھال اپنے اوپر نہ پہن

غرّہ شیرت نخواہد امتحاں
شیر کی گرج تیرا امتحان لے لیگی

نقشِ شیر و انگہ اخلاقِ سگاں
شیر کی صورت اور پھر کتوں کے اخلاق

اے شغالِ بے جمال و بے ہنر
اے بدصورت، بے ہنر گیدڑ

ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر
اپنے اوپر مور ہونے کا گمان ہرگز نہ کر

زانکہ طاؤساں کنندت امتحاں
کیونکہ مور تجھے آزمائیں گے

خوار و بے رونق بمانی در میاں
تو درمیان میں ذلیل اور بے آبرو رہ جائے گا

تفسیر "وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ" در بیانِ امتحانِ منافقاں

"اور تم اُن کو بات کے لہجے سے پہچان لوگے" کی تفسیر منافقوں کے امتحان کے ذیل میں

گفت یزداں مر نبی را در سیاق[2]
نبی کو اللہ (تعالیٰ نے قرآن کے) سیاق میں بتادی

یک نشان سہل تر ز اہلِ نفاق
منافقوں کی ایک آسان پہچان

گر منافق زفت باشد نغز و ہول
خواہ منافق موٹا، خوبصورت اور بارعب ہو

واشناسی مر ورا در لحن و قول
تم اُس کو بات کے لہجے سے پہچان لوگے

چوں سفالین کوزہا را میخری
جب تو مٹی کے پیالے خریدتا ہے

امتحانے می کنی اے مشتری
اے خریدار! تو امتحان کر لیتا ہے

می زنی دستے بر اں کوزہ چرا
تو اُس کوزے پر ہاتھ کیوں مارتا ہے؟

تا شناسی از طنینش[3] شکستہ را
تاکہ تو آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لے

بانگِ اشکستہ دگرگوں می شود
ٹوٹے ہوئے کی آواز دوسری طرح کی ہوتی ہے

بانگِ چاووشش سُت پیش می رود
آواز، نقیب ہے جو آگے آگے چلتا ہے

بانگ می آید کہ تعریفش کند
آواز آتی ہے تاکہ اُس کی پہچان کر دے

ہیچو مصدر فعل تصریفش کند
جیسا کہ مصدر، فعل اس میں تغیر کر دیتا ہے

---

[1] نقشِ شیری: جھوٹی خدائی باطل ہو گئی اور حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اے سگ۔ فرعون کو خطاب ہے۔ غرّہ۔ شیر بننے پر امتحان ہوگا کہ شیر کی سی دُم ہے بھی یا نہیں۔

[2] سیاق: یعنی سیاقِ کلام اللہ، بعض نسخوں میں لفظ سباق ہے جس کے معنی ہیں عہد کی جگہ اس سے بھی مُراد قرآن پاک ہے۔ منافق۔ اگرچہ منافقوں کی ظاہری صورت بھلی معلوم ہوگی لیکن اُن کی آواز سے اُن کی حقیقت کھل جائے گی جس سفالیں۔ یہ اس کی مثال ہے کہ آواز سے حقیقت کھل جاتی ہے۔

[3] طنین: بھنبھناہٹ۔ چاووش: نقیب جو بادشاہ کے آگے چلتا ہے، آواز بھی حقیقت کے لئے پیشرو ہے ہیچو مصدر۔ فعل پر نظر کر لی جائے اگر اُس میں تعلیل ہوتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اُس کا مصدر بھی معلل ہے جیسا کہ قام اور قیاماً ہے قام میں واؤ الف سے بدلا ہے تو قیاماً میں واؤ یا سے بدلا ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں حدیثِ اِمتحاں[1] روی نمود
جب اِمتحان کی بات سامنے آئی

یاد م آمد قصۂ ہاروت زود
مجھے فوراً ہاروت کا قصہ یاد آگیا

پیش ازیں ز اں گفتہ بودم اندکے
اِس سے پہلے میں نے تھوڑا سا کہہ دیا تھا

خود چہ گویم از ہزارانش یکے
میں کیا کہوں، اُس کے ہزاروں میں سے ایک

خواستم گفتن درآں تحقیقہا
میں اُس میں کچھ تحقیقیں بیان کرنا چاہتا تھا

تا کنوں واماندم از تعویقہا
(لیکن) رکاوٹوں کی وجہ سے اب تک رُکا رہا

جملۂ دیگر ز بسیارش قلیل
اُس کے بہت سے میں سے کچھ تھوڑا سا دوسرا جملہ

گفتہ آید شرح[2] یک عضوے ز پیل
کہہ دیا جائے جو ہاتھی کے ایک عضو کی شرح ہوگی

گوش کُن ہاروت را ماروت را
سُن لے ہاروت اور ماروت کے بارے میں

اے غلام وچاکراں ماروت را
اے وہ کہ ہم تیرے چہرے کے غلام اور خادم ہیں

قصۂ ہاروت و ماروت و دلیری ایشاں بر اِمتحانِ حق تعالےٰ

ہاروت و ماروت کا قصہ اور اللہ (تعالےٰ) کی آزمائش پر اُن کی دلیری

گوشِ دل را یک نفس ایں سُو بدار
تھوڑی دیر کے لئے کان کو اِس طرف توجہ کر

تا بگویم با تو از اسرارِ یار
تاکہ میں تجھ سے دوست کے کچھ راز بیان کروں

مست بودند از تماشائے اِلٰہ
وہ اللہ کے دیدار سے مست تھے

وز عجائبہائے اِستدراجِ شاہ
اور شاہ (اللہ) کے عجائب کی ڈھیل سے

اینچنیں مستی ست ز استدراجِ حق
اللہ (تعالےٰ) کی جانب سے ڈھیل میں ایسی مستی ہوتی ہے؟

تا چہ مستیہا دہد معراجِ[3] حق
تو اللہ (تعالےٰ) کی جانب عروج کیا مستیاں دیتا ہوگا!

دانۂ دامش چنیں مستی نمود
اُس کے جال کے دانے نے ایسی مستی دکھائی

خوانِ انعامش چہا داند کشود
اُسکے انعام کا خوان کسقدر (مستیاں) پیدا کرنا جانتا ہوگا

مست بودند و رہیدہ از کمند
وہ مست تھے اور پھندے سے آزاد تھے

ہای و ہوئے عاشقانہ می زدند
عاشقوں کی طرح ہائے وہو (کے نعرے) لگاتے تھے

اک کمین و اِمتحاں در راہ بود
ایک گھات اور اِمتحان راستہ میں تھا

صرصرش چوں کاہ کہ رامی بود
جس کی آندھی پہاڑ کو تنکے کی طرح لے اُڑی

اِمتحاں میکرد شاں زیر و زبر
اِمتحان اُن کو اُلٹ پلٹ کر رہا تھا

کے بُود سرمست را زیں ہا خبر
مست کو اِس کی کب خبر ہوتی ہے؟

---

[1] اِمتحاں۔ آزمائش سے رُسوائی کی بات پر ہاروت و ماروت کا قصہ یاد آگیا چونکہ وہ بھی اِمتحان کی وجہ سے رسوا اور ذلیل ہوئے ہیں۔ از ہزاراں۔ ہاروت و ماروت کے قصے کے اَسرار میں سے بہت تھوڑا بیان کیا تھا۔ خواستم ہاروت و ماروت کے قصے کے اَسرار بیان کرنا چاہتا تھا لیکن موانع پیش آگئے تھے۔

[2] شرح یک عضو۔ صرف اِس قدر بیان کیا تھا جیسا کہ ہاتھی کے کسی ایک عضو کی تشریح کر دی جائے۔ رُوت۔ روئے تو۔ اَسرارِ یار۔ خدائی راز۔ اِستدراج۔ وہ کشف و کرامات جن میں پھنس کر اور جن سے مغرور ہو کر سالک تباہ ہو جاتا ہے۔

[3] معراجِ حق۔ جبکہ اِستدراج کی مستیاں بھی اِس قدر ہیں تو پھر حقیقی معراج کی مستیوں کا کیا ٹھکانا ہے۔ دانۂ دامش۔ یعنی اِستدراج کی مستیاں۔ مست بودند۔ ہاروت و ماروت اِستدراج کی مستیوں میں... مدہوش ہو گئے تھے۔ صرصرش۔ اِمتحان کی آندھی بڑوں بڑوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

خندق[1] و میداں بر پیش اُو یکے ست — چاہ و خندق پیش اُو خوش مسلکے ست

خندق اور میدان اُس کے سامنے یکساں ہیں — کنواں اور خندق اُس کے سامنے اچھا راستہ ہیں

مستی بُز از دیدنِ بُز ماده و جستنِ اُو بکوہِ مقابل

بکری کو دیکھ کر بکرے کی مستی اور اُس کا بالمقابل پہاڑ پر کودنا

آں بُزے کو ہی بر اں کوہِ بلند — بر دَوَد از بہرِ خوردی[2] بے گزند

پہاڑی بکرا بلند پہاڑ پر — خوراک کے لئے بے مشقت دوڑتا ہے

تا علف چیند بہ بیند ناگہاں — بازیِ دیگر ز حکمِ آسماں

تاکہ گھاس چرے (لیکن) وہ اچانک دیکھتا ہے — آسمان کے حکم سے ایک دوسرا کھیل

بر کُہے دیگر بر اندازد نظر — مادہ بُز بیند بر آں کوہِ دگر

دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے — اُس دوسرے پہاڑ پر وہ بکری دیکھتا ہے

چشمِ اُو تاریک گردد در زماں — بر جہد سرمست زیں کہ تا بداں

فوراً اُس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے — مست ہو کر اس پہاڑ سے اُس پہاڑ پر کود پڑتا ہے

آنچناں نزدیک بنماید ورا — کہ دویدن گردِ بالوعہ سرا

وہ اُس کو ایسا نزدیک نظر آتا ہے — جیسا کہ گھر کے چوبچے کے چاروں طرف دوڑنا

آں ہزاراں گز دو گز بنماید ش — تاز مستی میلِ جستن آید ش

وہ ہزاروں گز کا فاصلہ اُسکو دو گز نظر آتا ہے — یہانتک کہ مستی کیوجہ سے اُسکے دل میں کودنے کی خواہش ہوتی ہے

چونکہ بجہد درفتد اندر زماں — درمیانِ ہر دو کوہِ بے اماں

جب کودتا ہے فوراً گر جاتا ہے — دونوں بے پناہ پہاڑوں کے درمیان

اُو ز صیاداں بہ کُہ بگریختہ — خود پناہش خونِ او را ریختہ

وہ شکاریوں سے پہاڑ پر بھاگا تھا — پناہ نے ہی اُس کا خون بہا دیا

شستہ صیاداں میانِ آں دو کوہ — انتظار ایں قضائے باشکوہ

اِن دونوں پہاڑوں کے درمیان شکاری بیٹھے تھے — اِس پُرشکوہ قضا کے انتظار میں

باشد[3] اغلب صیدِ ایں بُز ہمچنیں — ورنہ چالاک ست و چُست و خصم بیں

بکرے کا شکار عموماً ایسے ہی ہوجاتا ہے — ورنہ چالاک اور چست ہے اور دشمن کو دیکھ لینے والا

رستم ار چہ با سر و سبلت بُود — دامِ پا گیرش یقیں شہوت بُود

رستم خواہ مع سر اور مونچھوں کے ہو — یقیناً شہوت اُس کے پاؤں کا جال ہوتی ہے

[1] خندق۔ مست گدھے اور ہموار زمین میں فرق نہیں کرتا ہے دونوں پر چل پڑتا ہے۔ مستی بُز۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ شہوت کی مستی میں انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

[2] خوردی۔ خوراک۔ علف۔ گھاس۔ چشمِ او۔ یعنی مستی میں وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ بالوعہ۔ چوبچہ۔ سرا۔ مکان۔ کوہ بے اماں۔ چونکہ وہ دونوں پہاڑ بہت بلند تھے۔ شستہ نشستہ کا مخفف ہے۔ شکوہ۔ شان و شوکت، دبدبہ۔

[3] باشد۔ پہاڑی بکرا اسی طرح شکار ہو جاتا ہے ورنہ بہت چالاک اور ہوشیار ہوتا ہے خصم بیں۔ دشمن کو پہچان جانے والا۔ با سر و سبلت۔ یعنی سر میں عقل اور بہادری کے باوجود۔

www.pdfbooksfree.pk

همچو من از مستیِ شهوت ببر
میری طرح شہوت کی مستی سے جدا ہو جا

مستیِ شهوت ببین اندر شتر[1]
شہوت کی مستی اونٹ میں دیکھ لے

باز ایں مستیِ شهوت در جهان
پھر یہ دنیا میں شہوت کی مستی

پیشِ مستیِ ملک داں مستهان
فرشتے کی مستی کے سامنے ہیچ سمجھ

مستیِ آں مستیِ ایں بشکند
اُس کی مستی اِسکی مستی کو فنا کر دیتی ہے

او بشهوت التفاتے کے کند
وہ شہوت کی طرف کب توجہ کرتا ہے؟

آبِ شیریں تا نخوردی آبِ شور
جب تک تو نے میٹھا پانی نہیں پیا ہے کھارا پانی

خوش نماید چوں درونِ دیده نور
ایسا ہی دیدہ لگتا ہے جیسا کہ آنکھوں میں روشنی

قطرهٔ از بادهائے آسماں
آسمانی شرابوں کا ایک قطرہ

برکند جاں را زمے وز ساقیاں
جان کو (دنیا کی) شراب اور ساقیوں سے برگشتہ کر دیتا ہے

تا چه[2] مستیها بود املاک را
فرشتوں میں کس قدر مستیاں ہوتی ہیں

وز جلالت روحهائے پاک را
اور پاک روحوں میں بڑائی کی وجہ سے

که ببوئے دل دراں مجسته اند
کہ انھوں نے خوشبو کی وجہ سے دل اُس شراب سے

خُمِ بادهٔ ایں جهاں بشکسته اند
انھوں نے اِس جہان کے خُم توڑ ڈالے ہیں

جز مگر آنها که نومید ند و دور
سوائے اُن کے جو مایوس اور دُور ہیں

همچو کفارے نهفته در قبور
قبروں میں چھپے ہوئے کافروں کی طرح

نا اُمید از هر دو عالم گشته اند
وہ دونوں جہانوں سے مایوس ہو گئے ہیں

خارهائے بے نهایت کشته اند
انھوں نے لاانتہا کانٹے بوئے ہیں

تمنا کردنِ هاروت و ماروت مقامِ بشریت را و غیرت حق تعالیٰ را
ہاروت و ماروت کا بشریت کے مقام کی تمنا کرنا اور حضرت حق تعالیٰ کی غیرت

پس[3] ز مستیها بگفتند اے دریغ
مستیوں کی وجہ سے انھوں نے کہا ہائے افسوس

بر زمیں باراں بدادیمے چو میغ
ہم زمین پر ابر کی طرح (انصاف کی) بارش برسا دیتے

گستریدیمے دریں بیداد جا
ہم اِس ظلم کی جگہ میں پھیلا دیتے

عدل و انصاف و عبادات و وفا
عدل اور انصاف اور عبادات اور وفا

ایں بگفتند و قضا می گفت ایست
یہ انھوں نے کہا اور قضا کہہ رہی تھی ٹھہر جا!

پیشِ پاتاں دام ناپیدا بسے ست
تمہارے پاؤں کے آگے بہت سے چھپے ہوئے جال ہیں

[1] اندر شتر۔ اونٹ کی مستی مشہور ہے۔ ملک۔ فرشتوں کو قربِ الٰہی سے جو مستی حاصل ہوتی ہے دنیا کی مستی اسکے سامنے ہیچ ہے۔ مستیِ آں۔ جس شخص کو قربِ الٰہی کی مستی حاصل ہو جاتی ہے پھر اُس پر دنیا کی مستی طاری نہیں ہوتی۔ آبِ شیریں۔ خدائی مستی اور دنیا کی مستی کی مثال شیریں پانی اور کھارا پانی ہے۔

[2] تا چہ۔ فرشتوں اور روحوں کو قربِ الٰہی کی ایسی مستی حاصل ہوتی ہے کہ اُن کے دل اُس سے وابستہ ہو جاتے ہیں اور دنیا کی مستی کے اسباب کو وہ ختم کر دیتے ہیں۔ تجزیہ۔ کفار کی روحیں قربِ الٰہی کی مستی سے محروم ہیں۔ تمنا کردن۔ قربِ الٰہی سے جو مستی طاری ہوتی ہے وہ بسا اوقات استدراج ہوتا ہے اُس سے ہوشیار رہنا چاہیئے اِس مستی میں کوئی غلط قدم نہ اٹھانا چاہیئے۔

[3] پس ز مستیها۔ ہاروت و ماروت نے مستی میں غلط قدم اٹھایا جس کا بد انجام بھگتنا پڑا۔ گستریدیمے۔ انسانوں نے دنیا میں ظلم و ستم کر رکھا ہے ہم دنیا میں ہوتے تو عدل و انصاف سے دنیا کو بھر دیتے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہیں[1] مرو گستاخ در دشتِ بلا
خبردار! مصیبت کے جنگل میں لاپروائی سے نہ جا

ہیں مرو کورانہ اندر کربلا
خبردار! کربلا میں اندھوں کی طرح نہ جا

کہ زمُوی و استخوانِ ہالکاں
کیونکہ ہلاک ہونے والوں کے بال اور ہڈیوں سے

می نیابد راہ پائے سالکاں
چلنے والوں کا قدم راستہ نہیں پاتا ہے

جملہ رہ استخوان و مُوی وے
سارے راستہ میں ہڈیاں، بال اور پٹھے ہیں

بسکہ تیغِ قہر لاشی کرد شئی
کثرت سے قہر کی تلوار نے موجود کو معدوم کر دیا ہے

گفت حق کہ بندگانِ جُفتِ عون
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے کہ مدد (الٰہی) کے ساتھی ہیں

بر زمیں آہستہ می رانند ہون
خاکساری سے آہستہ چلتے ہیں

پا برہنہ چوں رَوَد در خارزار
کانٹوں کے جنگل میں، ننگے پاؤں کیسے چلے

جز بمہل و فکرتے پرہیزگار[2]
پرہیزگار سوائے وقفہ اور سوچ سمجھ کے

ایں قضا می گفت لیکن گوشِ شل
قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن اُن کے کان

بستہ بود اندر حجاب جوشِ شاں
اُن کے جوش کے پردے میں بند تھے

چشمہا و گوشہا را بستہ اند
لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لئے ہیں

جز مر آنہا را کہ از خود رستہ اند
سوائے اُن کے جو اپنی ہستی سے آزاد ہو گئے ہیں

جز عنایت کہ کشاید چشم را
(خدا کی) مہربانی کے علاوہ آنکھ کون کھول سکتا ہے؟

جز محبت کہ نشاند خشم را
غصہ کو محبت کے علاوہ کون فرو کر سکتا ہے؟

جہدِ بے توفیق جاں کندن بود
بے توفیقِ (خدا) کوشش جان کو فنا کرنا ہے

زارزنے[3] کم گرچہ صد خرمن بود
اگرچہ وہ کوشش سو کھلیان ہو ایک پیسے سکہ ہے

جہدِ بے توفیق خود کس را مباد
خدا کرے کسی کی کوشش بے توفیق نہ ہو

در جہاں واللہ اعلم بالصواب
دنیا میں، اور خدا بہتر جانتا ہے

خواب دیدن فرعون آمدنِ موسیٰ علیہ السلام را و تدارک آں

خواب میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کو دیکھنا اور اسکو روکنے کی تدبیر کرنا

جہدِ فرعونے چو بے توفیق بود
فرعون کی کوشش چونکہ بغیر توفیق کے تھی

ہر چہ اُو می دُوخت آں تفتیق بود
جو کچھ وہ سیتا تھا، وہ پھاڑتا تھا

بیکار ثابت ہوئیں۔ تفتیق۔ پھاڑنا، جدا کرنا۔

[1] ہیں مرو۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو آزمائش میں نہ ڈالنا چاہیئے اور ایسے مقام پر پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے۔ کہ زمینی آزمائش کے راستہ میں بہت سی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔ تیغ قہر۔ خدا کا غضب نازل ہوا تو وہ قومیں صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔ گفت۔ پاک بندوں کی تعریف میں فرمایا گیا۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو زمین پر خاکساری سے چلتے ہیں۔

[2] پرہیزگار۔ نیک بندے احسان کی وادی میں سوچ سمجھ کر وقفہ وقفہ سے قدم اٹھاتے ہیں۔ ایں قضا۔ قضا ہاروت ماروت کو سمجھا رہی تھی لیکن انھوں نے کان بند کر لئے تھے۔ مجز مر آنہا۔ جن لوگوں نے خودی کو مٹا دیا ہے انکے ہی کان کھلے ہوئے ہیں۔ مجز عنایت۔ عنایتِ خداوندی ہی آنکھیں کھولتی ہے اور اللہ کی محبت ہی غضبِ الٰہی کو فرو کر سکتی ہے۔ جہدِ بے توفیق جب تک توفیق خداوندی میسر نہ آئے کوشش بیکار ہوتی ہے۔

[3] زارزن۔ ایک غلہ ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اسکو چینا کہا جاتا ہے۔ خواب دیدن۔ توفیقِ خداوندی چونکہ فرعون کے شاملِ حال نہ تھی لہذا حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کو روکنے کی اُس کی تمام کوششیں

www.pdfbooksfree.pk

از منجم[1] بود در حکمش ہزار
اُس کے حکم میں ہزاروں نجومی تھے

وز معبّر نیز و ساحرِ بے شمار
تعبیر دینے والے اور جادوگر بھی بے شمار تھے

مقدم موسیٰ نمودندش بخواب
حضرت موسیٰؑ کی تشریف آوری انکو خواب میں دکھائی گئی

کہ کند فرعون و ملکش را خراب
کہ وہ فرعون اور اُس کے ملک کو تباہ کر دینگے

با معبّر گفت و با اہلِ نجوم
اُس نے تعبیر دینے والوں اور نجومیوں سے کہا

چوں بود دفعِ خیال و خوابِ شوم
منحوس خیال اور خواب کا دفعیہ کیسے ہو؟

جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم
سب نے کہا ہم ایسی تدبیر کریں گے

راہ زادن راچو رہزن می زنیم
ڈاکو کی طرح اُس کی پیدائش کا راستہ روکدیں گے

تا رسید آں شب کہ مولد بود آں
یہاں تک کہ وہ رات آگئی جو حمل ٹھہرنے کی تھی

رایِ ایں دیدند آں فرعونیاں
اُن فرعون والوں کی یہ رائے ہوئی

کہ بروں آرند آں روز از نگاہ
کہ اُس روز صبح سے باہر لگا دیں

سوئے میداں برم و تختِ بادشاہ
میدان میں تختِ شاہی اور دربار

پس بفرمودند در شہر آشکار
پھر انھوں نے حکم دیا کہ شہر میں علانیہ

کہ منادی بہا کنند از شہریار
بادشاہ کی جانب سے منادی کر دیں

الصلا[2] اے جملہ اسرائیلیاں
کہ اے اسرائیلیو! تمہاری دعوت ہے

شاہ می خواند شما را زاں مکاں
بادشاہ تمھیں اُس جگہ بلاتا ہے

تا شما را رُو نماید بے نقاب
تاکہ تمھیں نقاب کے بغیر دیدار کرائے

بر شما احساں کند بہرِ ثواب
نیکی کی غرض سے تم پر احسان کرے

کاں اسیراں را بجز دوری نبود
کیونکہ قیدیوں (اسرائیلیوں) کیلئے دوری کے سوا کچھ

دیدنِ فرعون دستوری نبود
فرعون کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہ تھا

گر فتادندے برہ در پیشِ او
وہ اگر راستہ میں اُس کے سامنے آجاتے

بہرِ آں پایہ[3] بیفتندے بزو
اُس قانون کے مطابق وہ اوندھے لیٹ جاتے

پایہ آں بُد کہ نہ بینند ہیچ اسیر
قانون یہ تھا کہ کوئی قیدی (اسرائیلی) نہ دیکھے

درگہ و بے گہ لقائے آں امیر
وقت بے وقت اُس امیر (فرعون) کا دیدار

بانگِ چاؤشاں چوں در رہ بشنوند
جب راستہ میں نقیبوں کی آواز سُنے

تا نہ بینند رُو بدیوارے کنند
مُنہ دیوار کی طرف کریں تاکہ اُس کو نہ دیکھ سکیں

[1] منجم۔ ستاروں کی گردش سے آنے والے حالات کو بتانے والا۔ معبّر۔ خواب کی تعبیر دینے والا۔ مقدم۔ آمد۔ جملہ۔ سب منجموں اور معبّروں نے کہا ہم اُس بچہ (یعنی موسیٰؑ) کی پیدائش کا راستہ بند کر دینگے اور ایسی تدبیر کر دیں گے کہ کوئی اسرائیلی عورت اُس رات کو حاملہ نہ بن سکے۔ مولد۔ یعنی استقرارِ حمل۔ فرعونیاں۔ منجم اور معبّر۔ بیگاہ۔ صبح۔ تمہید۔ بادشاہ۔

[2] الصلا۔ کھانے یا آگ تاپنے کا اعلان۔ اسیران۔ قیدی یعنی بنی اسرائیل چونکہ اُن سے قبطی اور فرعون ہر طرح کی بیگار لیتے تھے۔ پایہ۔ قانون، رسم۔

[3] پایہ۔ اسرائیلیوں کے لئے یہ قانون تھا کہ وہ فرعون کا دیدار نہ کر سکیں۔ سیر۔ یعنی اسرائیل۔ لقا۔ دیدار۔ چاؤشاں۔ چاؤش کی جمع ہے، نقیب۔ رُو بدیوارے۔ یعنی اس کا رُخ فرعون کی طرف نہ رہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ور بہ بیند روئے او مجرم بود
اگر اُس کا منہ دیکھ لے گا تو قصوروار ہو گا

انچہ بدتر[1] بر سرِ او آں رود
جو بدتر (سزا) ہو گی اُس کو وہ دی جائیگی

بود شاں حرصِ لقائے ممتنع
ممنوع دیدار کی اُن کو تمنا تھی

چوں حریص ست آدمی فیما منع
کیونکہ جس چیز سے انسان کو روکا جائے وہ اُسکا حریص ہو جاتا ہے

بمیدان خواندنِ فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کی تدبیر کے لئے فرعون

منعِ ولادتِ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام

کا بنی اسرائیل کو میدان میں طلب کرنا

شد منادی در محلتہا رواں
منادی کرنے والا محلوں میں روانہ ہو گیا

بانگ میزد کو بکو شادی کناں
خوشی خوشی گلی در گلی اعلان کرتا تھا

کاے اسیراں سوئے میداں گہ رسید
اے قیدیو (اسرائیلیو) میدان کی طرف چلو

کز شہنشہ دیدن و جود ست امید
کیونکہ بادشاہ کے دیدار اور سخاوت کی توقع ہے

چوں شنیدند مژدہ اسرائیلیاں
جب اسرائیلیوں نے خوشخبری سنی

تشنگاں بودند و بس مشتاقِ آں
پیاسے تھے اور اُس کے بہت مشتاق تھے

حیلہ را خوردند آں سو تاختند
چکمہ کھا گئے اور اُس طرف دوڑ پڑے

خویشتن را بہرِ جلوہ[2] ساختند
انھوں نے اپنے آپ کو دیدار کے لئے تیار کر لیا

از غرض غافل بدند و بے خبر
مقصد سے غافل اور بے خبر تھے

وز طمع رفتند بیروں سر بسر
سب کے سب لالچ کی وجہ سے باہر نکل آئے

حکایت در تمثیل

مثلاً ایک حکایت

ہمچناں کاینجا مغول[3] حیلہ داں
ایسے ہی یہاں ایک حیلہ گر مغل نے

گفت می جویم کسے از مصریاں
کہا میں مصر والوں میں کسے ایک کی تلاش میں ہوں

مصریاں را جمع آرید ایں طرف
اِس طرف مصریوں کو جمع کر لو

تا در آید آنکہ می جویم بکف
تاکہ وہ جس کی میں تلاش میں ہوں ہاتھ آجائے

ہر کجا بد مصریئے جمع آمدند
جہاں بھی کوئی مصری تھا سب جمع ہو گئے

در برِ آں میر یک یک می شدند
ایک ایک کر کے بادشاہ کے پاس آگئے

[1] بدتر۔ جو اسرائیلی فرعون کو دیکھ لیتا تھا اُس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ کز۔ یعنی فرعون کا دیدار بھی میسر آئیگا اور فرعون بخشش بھی کریگا۔

[2] جلوہ۔ یعنی فرعون کا دیدار۔ حکایت۔ اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح اسرائیلیوں کی تباہی کے لئے اُن کو میدان میں جمع کیا گیا تھا اسی طرح ایک تاتاری مُغل نے مصریوں کو قتل کرنے کے لئے ایک حیلے سے میدان میں جمع کیا تھا۔

[3] مغول۔ واؤ کے اِخفا کے ساتھ پڑھا جائے۔ بوزن عُنُق اسی لئے اُس کو مُغل بھی لکھتے ہیں، ایران و توران کی ایک قوم ہے۔ جزبل، آغوش۔

www.pdfbooksfree.pk

هر که می آمد بگفتا نیست این
جو بھی آتا (اس کے بارے میں) کہتا یہ نہیں ہے

هیں در آ خواجه دراں گوشه نشیں
خواجہ آ، اس گوشے میں بیٹھ جا

تا بدیں شیوه همه جمع آمدند
یہاں تک کہ اس طریقہ پر سب جمع ہو گئے

گردنِ ایشاں بدیں حیله زدند
انھوں نے اس تدبیر سے اُن سب کی گردن اڑا دی

شومیِ[1] آنکه سوئے بانگِ نماز
ایک بدقسمتی یہ تھی کہ اذان کی جانب

داعی اللہ را نبُردند ے نیاز
اللہ کی طرف بلانے والی کی اطاعت نہ کرتے تھے

دعوتِ مکّار شاں اندر کشید
مکّار کی دعوت نے اُن کو اندر کھینچ لیا

اَلحذر از مکرِ شیطاں اے رشید
اے ہدایت پر چلنے والے! شیطان کے مکر سے بچ

بانگِ درویشاں و محتاجاں نیوش
فقیروں اور ضرورت مندوں کی پکار سُن لے

تا نگیرد بانگِ مُحتالیت گوش
تاکہ کسی حیلہ جُو کی آواز تیرے کان میں نہ پڑے

گرگدایاں[2] طامع اند و زشت خُو
فقیر خواہ لالچی اور بد عادت ہوں

در شکم خواراں تو صاحبدل بجو
خواہ پیٹو، تو صاحبدل کی جستجو کر

فخرہا اندر میانِ ننگہاست
فخر کی باتیں عار کی باتوں کے درمیان ہیں

در تگِ دریا گہر با سنگہاست
دریا کی تہ میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں

از یگہ تا جانبِ میداں دواں
صبح سے میدان کی جانب دوڑتے ہوئے

پس بجوشیدند اسرائیلیاں
اسرائیلی ٹوٹ پڑے

روی خود بنمودہ شاں بس تازہ رُو
تو انھیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا

چوں[3] بحیلت شاں بمیداں بُرد او
جب وہ انھیں تدبیر سے میدان میں لے گیا

ہم عطا ہم وعدہا کرد آں قباد
اس بادشاہ نے عطا بھی کی اور وعدے بھی کئے

کرد دلداری و بخششہا بداد
اُن کی دلداری کی اور بخششیں دیں

جُملہ در میداں بخسپید امشباں
آج کی رات سب میدان میں سو جاؤ

بعد ازاں گفت از برائے جان تاں
اس کے بعد اُن سے کہا اپنی زوجہ کی تفریح کیلئے

گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم
اگر آپ چاہیں گے ہم ایک مہینہ تک یہاں رہیں گے

پاسخش دادند کہ خدمت کنیم
انھوں نے جواب دیا کہ ہم اطاعت کرینگے

[1] شومی۔ مصریوں کا یہ قتلِ عام اس لئے ہوا کہ وہ نماز نہ پڑھتے تھے۔ داعی اللہ ہوتوں۔ مکّار یعنی وہی نمرود۔ بانگِ درویشاں۔ عذابِ الٰہی سے نجات کا باعث جس طرح نمرود ان کی پکار کو قبول کرنا ہے اسی طرح فقیروں اور محتاجوں کی صدا پر توجہ کرنا بھی ہے۔ مُحتال۔ فریبی، حیلہ گر۔

[2] گرگدایاں۔ اِنھی دنیادار فقیروں میں کوئی صاحبدل بھی ہوگا لہٰذا سب کی خدمت کرو۔ گہر با سنگہا۔ دریا کی تہ میں سنگریزے بھی ہوتے ہیں اور پتھر بھی۔ یگہ۔ پگاہ، صبح۔

[3] چوں۔ اسرائیلیوں کے جمع ہونے کے بعد فرعون نے اُن کو اپنا دیدار کرایا۔ قباد۔ نوشیرواں کے باپ اور ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہا جانے لگا۔ جانِ تاں یعنی تفریحِ طبع۔ تہ۔ ماہ کا مخفف۔

www.pdfbooksfree.pk

بازگشتنِ فرعون از میدان بشہر شادماں از تفریق

حمل ہونے کی رات میں بنی اسرائیل کو اُن کی عورتوں سے جُدا کر دینے پر

بنی اسرائیل از زنانِ شاں در شبِ حمل

فرعون کا میدان سے شہر کی جانب خوشی خوشی واپس ہونا

شہ[1] شبانگہ باز آمد شادماں — کامشباں حمل ست و دور ند از زناں

بادشاہ خوشی خوشی رات کو واپس لوٹا — کہ آج کی رات حمل قرار پانا ہے اور وہ (مرد) عورتوں سے

خازنش عمراں بُد اندر خدمتش — ہم بشہر آمد قرینِ صحبتش[2]

اُس کا خزانچی عمران اُس کی خدمت میں تھا — وہ بھی اُس کے ساتھ شہر میں واپس لوٹا

گفت اے عمراں بریں در خسپ تو — ہیں مرو سوئے زن اے مردِ نکو

اُس نے کہا اے عمران! تو بھی اسی دروازے پر سو جا — اے بھلے انسان! بیوی کی جانب نہ جانا

گفت چشم ہم بریں درگاہِ تو — ہیچ نندیشم بجز دلخواہِ تو

اُس نے کہا میں بھی تیرے در پر سو جاؤں گا — میں تو تیری مرضی کے سوا کچھ سوچتا ہی نہیں ہوں

بود عمراں ہم ز اسرائیلیاں — لیک مر فرعون را دل بود و جاں[3]

عمران بھی اسرائیلیوں میں سے تھا — لیکن فرعون کا دل و جان تھا

کے گماں بُردے کہ او عصیاں کند — آنچہ خوفِ جانِ فرعون آں کند

وہ (فرعون) کیسے گمان کرتا کہ وہ (عمران) نافرمانی کریگا — جس میں فرعون کی جان کا ڈر ہو وہ کام کرے گا

ایمن از عمراں بُد و افعالِ او — لیک خود آں بُد خرابی حالِ او

وہ (فرعون) عمران اور اُس کے کاموں سے مطمئن تھا — لیکن اُس (فرعون) کے حال کی تباہی وہی تھا

خود کجا در خاطرِ فرعون بود — اینچنیں[4] تقدیر چوں عاد و ثمود

خود فرعون کے خیال میں بھی کہاں تھی — ایسی تقدیر جیسی کہ عاد اور ثمود کی

جمع آمدنِ عمران بمادرِ موسیٰؑ و حاملہ شدنِ مادرِ موسیٰ علیہ السلام

عمران کا موسیٰؑ کی ماں کے ساتھ مجامعت کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حاملہ ہو جانا

شہ برفت و او بر آں درگاہ خفت — نیم شب آمد بہ پیشش خفتہ جفت

بادشاہ چلا گیا اور وہ (عمران) اُس درگاہ پر سو گیا — آدھی رات کو اُس سوئے ہوئے کے پاس بیوی آ گئی

زن بر و افتاد بوسید آں لبش — بر جہانیدش ز خواب اندر شبش

بیوی اُس پر لیٹ گئی اور اُس کے ہونٹوں کو بوسہ دیا — اُس کو رات میں نیند سے بیدار کر دیا

---

[1] شہ شبانگہ۔ بادشاہ تمام اسرائیلیوں کو میدان میں بُلا کر بہت مسرت سے واپس آیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ میرے ملک کو زیر و زبر کرنے والے بچہ کا آج رات حمل قرار پانا تھا تو اب جبکہ اسرائیلی مرد عورتوں سے جدا ہیں حمل نہ قرار پا سکے گا۔ خازن۔ خزانچی۔ عمران۔ حضرت موسیٰؑ کے والد جو اسرائیلی تھے۔ قرین۔ ساتھی۔ بریں در۔ یعنی فرعون کا دروازہ۔ زن۔ بیوی۔

[2] دل و جان بود۔ یعنی عمران سے فرعون کو بہت زیادہ تعلق تھا۔ عصیان۔ نافرمانی۔ آنچہ۔ یعنی اپنی بیوی سے صحبت فرعون کی جان اور سلطنت کی بربادی کا سبب ہوگا۔

[3] اینچنیں۔ فرعون کو یہ خیال نہ تھا کہ اُس کی تقدیر میں بھی وہی تباہی اور بربادی ہے جو قوم عاد و ثمود کے لئے مقدر تھی۔ جفت۔ یعنی عمران کی بیوی۔

www.pdfbooksfree.pk

گشت بیدار او و زن را دید خوش[1]
وہ بیدار ہو گیا اور حسین بیوی کو دیکھا

بوسہ باراں کرد از لب بر لبش
اُس کے لبوں پر بوسہ کی بارش برسا دی

گفت عمران این زماں چوں آمدی
عمران نے کہا تو اس وقت کیوں آئی؟

گفت از شوق و قضائے ایزدی
اُس نے کہا محبت اور اللہ کے حکم سے

در کشیدش در کنار از مہر مرد
مرد نے محبت سے اُس کو پہلو میں دبا لیا

برنیامد با خود آں دم در نبرد
اُس وقت مقابلہ میں اپنے آپ سے نہ جیت سکا

جفت شد با او و امانت را سپرد
اُس کے ساتھ صحبت کی اور امانت سپرد کر دی

پس بگفت اے زن نہ این کار ریست خرد
پھر کہا، اے بیوی! یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے

آہنے بر سنگ زد زاد آتشے
لوہا پتھر سے ٹکرایا، آگ پیدا ہو گئی

آتشے از شاہ و ملکش کیں کشے[2]
ایسی آگ جو بادشاہ اور اُس کی سلطنت سے بدلہ لینے والی ہے

من چو ابرم تو زمیں موسیٰ نبات
میں ابر کی طرح ہوں تو زمین اور موسیٰ پودا ہے

حق شہ شطرنج و ما در بُرد و مات
اللہ تعالیٰ شاہِ شطرنج ہے اور ہم ہار جیت میں ہیں

مات و بُرد از شاہ می داں اے عروس
اے بیوی! ہار اور جیت شاہ کی جانب سے سمجھ

آں مداں از ما مکن بر ما فسوس
ہماری جانب سے نہ سمجھ ہم پر افسوس نہ کر

آنچہ ایں فرعون می ترسید از و
وہ چیز جس سے فرعون ڈر رہا تھا

ہست شد ایں دم کہ گشتم جفت تو
اسوقت موجود ہو گئی جبکہ میں نے تمہارے صحبت کی

وصیت کردن عمران جفت را بعد از مجامعت[3] کہ مرا ندیدہ باشی
صحبت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آنا

واگر داں ہیچ زنہار دم مزن
کچھ نہ کھولنا، اِس بارے میں دم نہ مارنا

تا نیاید بر من و تو صد حزن
تاکہ تجھ پر اور مجھ پر سینکڑوں غم نہ ٹوٹ پڑیں

عاقبت پیدا شود آثارِ ایں
انجام کار اُس کے آثار ظاہر ہوں گے

چوں علامتہا رسد اے نازنیں[4]
اے نازنین! جب علامتیں (سامنے) آئیں گی

در زماں از سوئے میداں نعرہا
اُسی وقت میدان سے بہت سے نعرے

می رسید از خلق و می شد بر ہوا
لوگوں کے آئے اور فضا میں چلے گئے

شاہ ازاں ہیبت بروں جست آں زماں
شاہ فوراً اُس خوف سے باہر آیا

پا برہنہ کایں چہ غلغلہاست ہاں
ننگے پاؤں کہ ہاں یہ شور و غل کیسا ہے؟

---

[1] خوش۔ خوبصورت۔
[2] کیں کش۔ بدلہ لینے والا۔ بُرد و شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ کے علاوہ سب مُہرے پٹ جائیں یہ آدھی مات ہوتی ہے۔ مات شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ گرفتار ہو جائے فسوس افسوس
[3] مجامعت۔ ہمبستری۔
[4] نازنیں۔ یعنی اپنا اور میرا ہمبستر ہونا۔ آثار ایں۔ یعنی حمل کی علامتیں۔ در زماں یعنی عمران کی مجامعت کے بعد۔

www.pdfbooksfree.pk

از سوئے میداں چہ بانگ است و غریو
میدان کی جانب سے کیا آواز اور شور ہے؟

کز نہیبش می رمد جنّی و دیو
کہ اُس کے ڈر سے جن اور بھوت بھاگ رہے ہیں

گفت[1] عمراں شاہِ ما را عمر باد
عمران نے کہا ہمارے بادشاہ کی عمر دراز ہو

قومِ اسرائیلیاں نند از تو شاد
اسرائیلی قوم آپ سے بہت خوش ہے

از عطائے شاہ شادی می کنند
بادشاہ کی بخشش سے خوشی منا رہے ہیں

رقص می آرند و کفہا می زنند
ناچ رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں

ترسیدنِ فرعون از بانگ و غریو و غوغا
فرعون کا شور اور غل اور غوغا سے ڈرنا

گفت باشد کایں بُود اما ولیک
اُس نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ہو، لیکن

وہم و اندیشہ مرا پُر کرد و نیک
وہم و گمان مجھ میں بہت بھر گیا ہے

ایں صدا حالِ مرا تغییر کرد
اِس آواز نے میری حالت غیر کر دی ہے

از غم و اندوہِ تلخم پیر کرد
غم اور کڑوے فکر سے مجھے بوڑھا کر دیا ہے

پیش می آمد پس می رفت شہ
جملہ شب او ہمچو حامل وقت زہ
بادشاہ آگے آتا پھر واپس ہو جاتا
تمام رات وہ بچہ جننے کے وقت حاملہ عورت کی طرح رہا

ہر زماں می گفت اے عمراں مرا
سخت از جا بُردہ است ایں نعرہا
ہر لمحہ کہتا، اے عمران! مجھے
اِن نعروں نے بہت بے چین کر دیا ہے

زہرہ[2] نے عمرانِ مسکیں را کہ تا
باز گوید اختلاطِ جُفت را
عمران بیچارے کا دل گردہ نہ تھا کہ
بیوی سے ملنے کے بارے میں کہتا

چوں زنِ عمراں بعمراں در خزید
تا کہ شد استارۂ موسیٰ پدید
جب عمران کی بیوی عمران سے چپٹی
یہانتک کہ (حضرت) موسیٰ کا ستارہ طلوع ہو گیا

ہر پیمبر[3] کاندر آید در رحم
نجمِ او بر چرخ گردد منتجم
ہر پیغمبر جو رحم (مادر) میں آتا ہے
اُس کا ستارہ آسمان پر طلوع ہو جاتا ہے

پیدا شدنِ ستارۂ موسیٰؑ بر آسمان و غریو منجمان در میدان
حضرت موسیٰؑ کے ستارے کا آسمان پر نمودار ہونا اور میدان میں نجومیوں کا شور و غل

بر فلک پیدا شد آں استارہ اش
کوریِ فرعون و مکر و چارہ اش
آسمان پر اُن (موسیٰ) کا ستارہ نمودار ہوا
فرعون اور اُس کے مکر و تدبیر کے خلاف

[1] گفت عمراں۔ عمران نے فرعون کو مطمئن کرنے کیلئے کہا کہ اسرائیلی آپ کی عطا سے خوش ہو کر ناچ گا رہے ہیں گفت۔ فرعون نے عمران سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ شور کی وہی وجہ ہو جو تو نے بتائی لیکن میرے دل میں تو بہت اندیشے پیدا ہو گئے ہیں پیش آمد بادشاہ فکر میں تمام رات اندر باہر آتا جاتا رہا۔

[2] زہرہ۔ عمران کی یہ ہمت تو نہ تھی کہ شور و غل کا اصل سبب جو کہ حضرت موسیٰؑ کے حمل کا قرار پانا تھا وہ بتا دیتا۔ چوں زعمران۔ جب عمران نے بیوی سے ہمبستری کی تھی فوراً حضرت موسیٰؑ کا ستارہ آسمان پر نمودار ہو گیا تھا۔

[3] ہر پیمبر۔ جب بھی کوئی نبی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اُس کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوتا ہے۔ کودکی۔ اندھا پن یعنی مقصد کے خلاف۔

www.pdfbooksfree.pk

روز شد گفتش کہ اے عمراں برو
دن ہوا (فرعون نے) اس (عمران) سے کہا اے عمران جاؤ

واقفِ[1] آں غلغل و آں بانگ شو
اس شور اور آواز کے بارے میں دریافت کر

راند[1] عمراں جانبِ میداں و گفت
عمران نے میدان کی جانب سواری ہانکی اور کہا

ایں چہ غلغل بود شاہنشہ نخفت
یہ کیسا شور تھا کہ بادشاہ نہ سو سکا

ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک
ہر نجومی ننگے سر، کپڑے پھٹے ہوئے

ہمچو اصحابِ عزا بر فرقِ خاک
ماتم کرنے والوں کی طرح سر پر خاک (ڈالے ہوئے)

ہمچو اصحابِ عزا آوازِ شاں
ماتم کرنے والوں کی طرح اُن کی آواز

بُد گرفتہ از فغان و سازِ شاں
چلانے سے رُندھ گئی اور ساز (طرب) خاموش تھے

ریش و مُو برکندہ رُو بدریدگاں
داڑھی اور بال اُکھاڑے ہوئے مُنہ نوچے ہوئے

خاک بر سر کردہ پُر خوں دیدگاں
سر پر خاک ڈالے ہوئے، آنکھیں پُر خون

گفت خیر ست اینچہ آشوب ست و حال
اُس (عمران) نے کہا خیر ہے، یہ کیسا کہرام اور حال ہے؟

بدنشانی می دہد منحوس سال
منحوس سال بُری علامت دکھا رہا ہے

عُذر آوردند و گفتند اے امیر
انھوں نے معذرت کی اور کہا اے امیر!

کردِ ما را دستِ تقدیرش اسیر
ہمیں اُس (اللہ) کے دستِ قدرت نے قیدی بنایا

اینہمہ کردِ بم و دولت تیرہ شُد
ہم نے یہ سب کچھ کیا اور (اقبال) دولت تاریک ہو گیا!

دشمنِ شہ ہست گشت و چیرہ شد
بادشاہ کا دشمن پیدا ہو گیا اور غالب آ گیا

شب[2] ستارہ آں پسر آمد عیاں
رات اُس بچہ کا ستارہ نمودار ہو گیا

کوریِ ما بر جبینِ آسماں
آسمان کی پیشانی پر ہماری آنکھوں میں دھول جھونک کر

زد ستارہ آں پیمبر بر سما
اُس پیغمبر کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا

ما ستارہ بار گشتیم از بُکا
ہم نے رو رو کر ستارے (آنسو) برسائے

بادل خوش شاد عمراں و زنفاق
عمران خوش دلی کے ساتھ، نفاق سے

دست بر سر می بزد کاہ الفراق[3]
سر پیٹ رہا تھا کہ ہائے "الفراق"

کرد عمراں خویش پُر خشم و ترش
عمران نے اپنے آپ کو ترش رو اور غضبناک بنایا

رفت چوں دیوانگاں بے عقل و ہش
دیوانوں کی طرح بے عقل و حواس واپس ہو گیا

خویشتن را ابلہی کرد و براند
اپنے آپ کو ناداں بنایا اور چل دیا

گفتہائے بس خشن بر جمع خواند
جمع کو بہت سخت باتیں کہیں

---

[1] واقف۔ باخبر۔ راند عمران۔ عمران نے میدان میں جا کر منجموں سے شور و غل کا سبب دریافت کیا۔ عزا۔ ماتم، سوگ میں لوگ کپڑے پھاڑتے ہیں سر پر خاک ڈالتے ہیں اور چیخ و پکار سے اُن کی آوازیں بیٹھ جاتی ہیں۔ آشوب۔ فتنہ، پریشانی۔ کردِ ما را۔ یعنی ہمیں قدرت نے عاجز کر دیا اور ہم بچہ کی پیدائش کو نہ روک سکے اور بچہ وجود میں آ گیا۔

[2] شب۔ رات کو بچہ کی پیدائش کا ستارہ نمودار ہو گیا ہے۔ کوریِ ما۔ یعنی ہماری منشا کے خلاف۔ ستارہ بار۔ یعنی ہم آنسوؤں کے ستارے گرا رہے ہیں۔ بُکا۔ رونا۔ بادلِ خوش۔ عمران بچہ کی پیدائش سے خوش تھے لیکن بظاہر غم کا اظہار کر رہے تھے۔

[3] الفراق۔ یعنی اب سلطنت درہم برہم ہو جائیگی۔ کردِ عمراں۔ عمران نے اپنے اوپر ظاہری غم و غصہ طاری کیا منجموں کو بُرا بھلا کہا اور میدان سے واپس لوٹ آئے۔

www.pdfbooksfree.pk

خویشتن را ترش و غمگیں ساخت او
اُس نے اپنے آپ کو ترش رو اور غمگین بنایا

نرد ہائے باز گونہ باخت او
اُس نے اُلٹی چال چلی

گفت[1] شاں شاہِ مرا بفریفتید
بولا، تم نے میرے بادشاہ کو فریب دیا

از خیانت وز طمع نشگیفتید
خیانت اور لالچ سے باز نہ آئے

سُوئے میداں شاہ را انگیختید
تم بادشاہ کو میدان میں لے آئے

آبروئے شاہِ ما را ریختید
تم نے ہمارے بادشاہ کی آبرو ریزی کی

دست بر سینہ نہاد یداز خماں
ذمہ داری کے لئے تم نے سینہ پر ہاتھ رکھا

شاہ را ما فارغ آریم از غماں
(کہ) ہم بادشاہ کو غم سے فارغ کر دیں گے

عاقبتِ زر ہا تلف شد کار خام
آخر کار روپیہ برباد ہوا، کام ادھورا رہا

شُد بر فرعون و بر خواندش تمام
فرعون کے پاس گیا اور اُس کو سب قصہ سُنایا

چوں شنید از غصہ ریش شُد سیاہ
جب اُس نے سُنا غصہ سے اُس کا مُنہ کالا پڑ گیا

خواند ایشاں را ز خشم آں رُوتباہ
اُن کو اُس رُوتباہ نے غصہ سے بُلایا

گفت[2] ایشاں را کہ ہیں اے خائناں
(شاہ نے)، اُن (منجموں) سے کہا کہ ہاں اے خائنو!

من برآویزم شُما را بے اماں
میں تمہیں معافی کے بغیر (سولی) پر لٹکا دوں گا

خویش را در مضحکہ انداختیم
ہم نے اپنی مذاق اُڑوائی

مالہا با دشمناں در باختیم
مال کو دشمنوں پر خرچ کر ڈالا

تا کہ امشب جملہ اسرائیلیاں
حتیٰ کہ آج کی رات سب اسرائیلی

دور ماندند از ملاقاتِ زناں
بیویوں کی ملاقات سے دُور رہے

مال رفت و آبرو و کار خام
مال اور آبرو ختم ہوئی اور کام ادھورا رہا

ایں بُود یاری و افعالِ کرام
(کیا) یہ دوستی اور شریفوں کے کام ہوتے ہیں؟

سالہا اِدرار[3] و خلعت می برید
تم سالوں سے عطایا اور خلعت لیتے جاتے ہو

مملکتہا را مسلم می خورید
پوری سلطنت کھائے جاتے ہو

از برائے آنکہ در روزِ چنیں
اِسی لئے کہ اِس طرح کے دن

فہم گرد آرید و گردیدم مُعیں
سمجھ کو کام میں لاؤ گے اور میرے مددگار بنو گے

رائے تاں ایں بود و فرہنگ و نجوم
تمہاری تدبیر اور علم اور نجوم یہ تھا!

طبل خوارانید و مکارید و شوم
تم پیٹو، اور مکار اور بدبخت ہو

---

[1] گفت شاں۔ عمران نے منجموں سے غصہ میں کہا تم نے بادشاہ کو فریب کیا جھوٹے وعدے کئے اور مال و دولت برباد کرایا۔

[2] شد بر فرعون۔ فرعون کے پاس آکر تمام صورتِ حال بیان کر دی۔

[2] گفت۔ یعنی بادشاہ نے انھیں پھانسی پر لٹکانے کی دھمکی دی تھا۔ جو مال بنی اسرائیل پر تقسیم کر دیا تھا۔ تاکہ اسرائیلیوں کو بیویوں سے بھی علیحدہ رکھا پھر بھی تم مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

[3] اِدرار۔ مسلسل بخشش کرنا۔ مُعین۔ مددگار۔ فرہنگ۔ عقل و ادب، لغت کی کتاب۔ طبل خوار۔ پیٹو۔

www.pdfbooksfree.pk

مر شما را بر درم آتش زنم
میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا، پھونک دونگا

گوش و بینی و لبان تاں بر کنم
تمہارے کان اور ناک اور ہونٹ اکھاڑ دونگا

عیشِ رفتہ با شما ناخوش کنم
میں تمہارے پہلے عیش کو بدمزہ کر دوں گا

من شما را هیزمِ آتش کنم
میں تمہیں آگ کا ایندھن بنا دوں گا

سجده ها کردند و گفتند اے خدیو[1]
اُنھوں نے سجدے کئے اور کہا اے شہنشاہ!

گر یکے کرّت زما چیرہ دید دیو
اگر ایک مرتبہ شیطان ہم پر غالب آگیا

سالہا دفعِ بلا ها کرده ایم
ہم نے سالوں مصیبتیں ٹالی ہیں

وہم حیراں زانچہ ما ها کرده ایم
جو کچھ ہم نے کیا ہے اُس پر عقل حیران ہے

فوت شد از ما و حملش شد پدید
وہ ہمارے قابو سے نکل گیا اور اُسکا حمل نمودار ہو گیا

نطفہ اش رجست و رحم اندر خزید
اُس کا نطفہ کودا اور رحم میں گھس گیا

لیک استغفار ایں روزِ ولاد[2]
لیکن اِس کی معافی کے لئے ولادت کے دن کی

مانگہدارِیم اے شاہِ قباد
اے شہنشاہ! ہم حفاظت کریں گے

روزِ میلادش رصد بندیم ما
اُس کی پیدائش کے دن ہم رصد بندی کریں گے

تا نگردد فوت و نجهد ایں قضا
تاکہ وہ بچ کر نہ نکلے اور یہ قضا ظاہر نہ ہو

گر ندارِیم[3] ایں نگه ما را بکش
اگر ہم اِس کی نگہداشت نہ کریں تو ہمیں مار ڈالنا

اے غلامِ رائے تو افکار و هش
اے وہ! کہ عقلیں اور ہوش تیری رائے کے غلام ہیں

تا نه بُرّد تیرِ حکم خصم دوز
تاکہ دشمن کو زخمی کرنے والا قضا کا تیر نہ چل جائے

تا به نُه مه می شمرد او روز روز
وہ نو مہینے تک ایک ایک دن گنتا رہا

خونِ خود ریزد بلا ها را خرد
اپنا خون کرتا ہے، مصیبتیں خریدتا ہے

چوں مکاں بر لامکاں حمله برد
جب مکان (والا) لامکان پر حملہ کرتا ہے

سرنگوں آید ز خونِ خود خورد
اوندھا گرتا ہے (اور) اپنا خون پیتا ہے

بر قضا هر کو شبیخون آورد
قضا (خداوندی) پر جو شبخون مارتا ہے

شور گردد سر ز مرگے برزند
بنجر بن جاتی ہے، موت سے ٹکراتی ہے

چوں زمیں با آسماں خصمی کند
جب زمین آسمان سے دشمنی کرے

سبلتان و ریش خود برمی کند
اپنی مونچھیں اور داڑھی اکھاڑتا ہے

نقش[1] با نقاش چوں پنجه زند
جب نقش نقاش کا مقابلہ کرتا ہے

---

[1] خدیو۔ خداوند، آقا۔ کرّت۔ مرتبہ، باری۔ چیرہ ید۔ غالب آگیا۔ وہم۔ یعنی ایسے کارنامے کئے جن پر عقل حیران ہے۔

[2] حملش۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کا حمل۔ استغفار یعنی اِس غلطی کی مکافات ہم موسیٰؑ کی ولادت کے دن کریں گے۔ قباد۔ ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے اور ہر بڑے بادشاہ کو قباد کہہ دیا جاتا ہے۔ رصد انتظار، وہ عمل جو کسی بلند جگہ پر کیا جاتا ہے جس پر منجم بیٹھ کر ستاروں کی گردشوں کے احوال معلوم کرتے ہیں یعنی ہم رصد گاہ میں بیٹھ کر اُس کا یوم ولادت معلوم کرینگے۔

[3] گر۔ یعنی اگر ہم ولادت کے وقت اُس بچہ کا تدارک نہ کر سکیں تو ہمیں قتل کرا دینا۔ مُحَرَّر۔ نو مہینے جو حمل کی مدت ہے۔ تیرِ حکم۔ یعنی موسیٰؑ کی ولادت جو تباہی کا سبب ہے۔ مکاں یعنی مخلوق۔ لامکاں یعنی اللہ تعالےٰ۔ قضا۔ قضائے خداوندی کا مقابلہ کرنے والا ذلیل ہوتا ہے۔ چوں زمیں۔ قضائے خداوندی کا مقابلہ کرنے والے کی مثال ہے، زمین آسمان سے دشمنی مول لے گی تو خود کو تباہ کرے گی۔

[1] نقش۔ اگر مخلوق خالق سے ٹکرائے تو خود مخلوق کی بربادی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

خواندنِ فرعون نانِ بنی اسرائیل را کہ نوزائیدہ بودند

فرعون کا بنی اسرائیل کی ان عورتوں کو مکاری سے میدان کی طرف بلانا جن کے حمل میں بچے ہوئے تھے

سوئے میداں بہ مکر

بعدِ نہ مہ[1] شہ بروں آورد تخت — سوئے میدان و منادی کرد سخت

نو مہینے کے بعد بادشاہ نے تخت باہر نکالا — میدان کی جانب اور سخت اعلان کرایا

بارِ دیگر شد منادی سوئے شہر — کاے زناں ازدہر می یابید بہر

دوبارہ شہر کی جانب اعلان کرنے والا روانہ ہوا — کاے عورتو! زمانے سے حصہ حاصل کرلو

کاے زناں با طفلگانِ میل[2] آں وید — تازداد و بخششم شاداں شوید

کاے عورتو! بچوں کو لے کر میدان میں پہنچو! — تاکہ تم میری عطا اور بخشش سے خوش ہو

آنچنانکہ پارِ مرداں را رسید — خلعت و ہر کس از یشاں زر کشید

جس طرح کہ پارسال مردوں کو ملا — شاہی جوڑا اور اُن میں سے ہر شخص نے روپیہ حاصل کیا

ہیں زناں امسال اقبالِ شماست — تا بیابد ہر یکے چیزیکہ خواست

آگاہ! عورتو اس سال تمہارا نصیب ہے — تاکہ ہر عورت وہ پائے جو اس کی خواہش ہے

مر زناں را خلعت و حلیت دہند — کودکاں را ہم کلاہِ زر نہند

عورتوں کو جوڑا اور زیور دیں گے — بچوں کو سنہری ٹوپی پہنائیں گے

ہر کہ اُو ایں ماہ زائید ست ہیں — گنجہا گیرد زمن بے شک یقیں

آگاہ! جس نے اس سال بچہ جنا ہے — یقیناً بلاشک مجھ سے خزانے حاصل کرے گی

آں زناں با طفلگان بیروں شدند — شادماں تا خیمۂ شہ آمدند

اس وقت بچوں کے ساتھ وہ باہر نکل آئیں — خوشی خوشی یہاں تک کہ بادشاہ کے خیمہ کے پاس آگئیں

ہر زنے نوزادہ بیروں شد ز شہر — سوئے میداں غافل از دستانِ قہر

ہر نئے بچہ والی عورت شہر کے باہر نکل آئی — میدان کی جانب ظلم کے کرے غافل ہو کر

چوں زناں جملہ بدو گرد آمدند — ہر چہ بود آں نر[3] ز مادر بستدند

جب سب عورتیں اس کے گرد آگئیں — جو لڑکا تھا اس کو ماں سے لے لیا

سر بریدندش کہ اینست احتیاط — تا نزاید خصم و نفزاید خباط

اس کا سر قلم کر دیا، کہ یہ احتیاط ہے — تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور دیوانگی نہ بڑھے

---

[1] بعدِ نہ مہ۔ یعنی جبکہ متوقع ولادت کا زمانہ گزر گیا۔ —— دہر۔ زمانہ۔ بہر حصہ

[2] تازداد۔ منادی کرنے والے، بادشاہ کے اس قول کا اعلان کر رہے تھے۔ پار۔ گزشتہ۔

[3] اقبال۔ یعنی یہ سال عورتوں کی نصیبہ وری کا سال ہے۔ حلیت۔ زیور۔ ہر کہ او۔ یعنی جس عورت کے اس مہینہ بچہ ہوا ہے اس کو بہت کچھ ملے گا۔ خیمہ۔ یعنی وہ شاہی خیمہ جس میں تخت بچھا ہوا تھا۔

[4] نوزادہ۔ یعنی جس کے حمل ہی میں بچہ ہوا تھا۔ دستان۔ مکر یعنی اس بہانے سے قتل کرنے کا ارادہ۔

[5] آں نر۔ یعنی نوزائیدہ بچوں میں سے لڑکوں کو لے لیا لڑکیوں کو چھوڑ دیا

خباط۔ دیوانگی یعنی اسرائیلیوں میں جو جوش و خروش حضرت موسیٰؑ کے ماں کے پیٹ میں آجانے سے پیدا ہوا ہے اس میں اور اضافہ نہ ہو۔

www.pdfbooksfree.pk

بوجود آمدنِ موسیٰ علیہ السلام و آمدنِ عَوانان[1] بخانۂ عمران و وحی آمدن بمادرِ موسیٰ علیہ السلام کہ در تنورِ آتش انداز دکہ من اورا نگاہ دارم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور سپاہیوں کا عمران کے گھر پہنچنا
اور حضرت موسیٰؑ کی ماں کے پاس وحی آنا کہ ان کو آگ کے تنور میں ڈالدے
کیونکہ میں اُس کی حفاظت کروں گا

خود زنِ عمراں کہ موسیٰ زادہ بود — دامن اندر چید زاں آشوب زود
عمران کی بیوی جس نے موسیٰؑ کو جنا تھا — اُس نے اِس فتنہ سے جلد دامن بچا لیا

بعد ازاں دستاں کہ آں سگ باز نالد — کرد دیگر بیں چہ آورد آں زماں
اُس کے بعد وہ مکر جو اُس کتے نے عورتوں سے — کیا، پھر دیکھ اُس نے اِس وقت کیا کیا

آں زنانِ قابلہ در خانہا — بہر جاسوسی فرستاد آں دغا
دائیوں کو گھروں میں — اُس (مجسم) دغا نے جاسوسی کے لئے روانہ کر دیا

غمز کردندش کہ اینجا کودکیست — نامدا و میداں کہ در دہم[2] و نمیکیست
اُنھوں نے اُس کو اشارہ کر دیا کہ یہاں ایک بچہ ہے — جو میدان میں نہیں آیا کیونکہ ناکمی (دہم اور خشک میں ہے)

اندریں کوچہ یکے زیباز نے ست — کود کے دارد ولیکن پُر فنے ست
اِس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے — جسکے ایک بچہ ہے لیکن (وہ عورت) بڑی چالاک ہے

پس عواناں آمدند او طفل را — در تنور انداخت از امرِ خدا
تو سپاہی پہنچ گئے، اُس نے بچہ کو — خدا کے حکم سے، تنور میں ڈال دیا

وحی آمد سوئے زن از داد گر — کہ ز نسلِ آں خلیل ست ایں پسر
عورت کے پاس اللہ تعالےٰ کی جانب سے وحی آئی — کہ یہ بچہ (ابراہیم) خلیل (اللہ) کی نسل سے ہے

در تنور انداز موسیٰ را تو زود — تا نگہدارمش اندر نار و دود
تو موسیٰؑ کو فوراً تنور میں ڈال دے — تاکہ آگ اور دھوئیں میں میں اُسکی حفاظت کروں

عصمتِ یا نارُ[3] کونی بارِدًا — لَا تَکُوْنُ النَّارُ حرًّا شَارِدًا
۱۰ اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا، کی حفاظت کی وجہ سے — آگ گرم اور سرکش نہ ہوگی

زن بوحی انداخت او را در شرر — بر تنِ موسیٰؑ نکرد آتش اثر
عورت نے وحی کی وجہ سے اُسکو انگاروں میں — پھینک دیا — آگ نے موسیٰؑ کے جسم پر اثر نہ کیا

---

[1] عوان سپاہی، آشوب فتنہ، یعنی وہ فتنہ جو فرعون نے بچوں کے قتل کا پیدا کیا تھا دستاں، مکر، سگ، یعنی فرعون، قابلہ، بچہ جنانیوالی عورت۔ آں دغا یعنی فرعون۔ غمز، چغلی لینا، اشارہ کرنا۔

[2] در دہم، یعنی اُس کو شک ہو گیا ہے کہ بچوں کو بلا کر فرعون کوئی خرابی پیدا کرنگا زیباز نے۔ یعنی عمران کی بیوی پر فنے، چونکہ اُس نے بچہ کو اتیا طا میدان میں نہیں بھیجا تھا۔ کہ رنسل حضرت ابراہیمؑ پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا گیا تھا لہذا اُن کی نسل کے اِس بچہ کو اُسی حکم سے آگ سے نجات دے دی جائے گی جس کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کو دی گئی تھی۔

[3] یا نار۔ یہ اُسی آیت کا خلاصہ ہے جس میں آگ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا ذریعہ بن جائے۔ شارِد۔ سرکش۔ حُرّ۔ یعنی تنور کے انگارے۔

www.pdfbooksfree.pk

پس عَوانان خانہ را جُستند زود — ہیچ طفلے اندراں خانہ نبود[1]
سپاہیوں نے فوراً گھر کی تلاشی لی — اُس گھر میں کوئی بچہ نہ تھا

پس عَوانان بے مُراد آں سُو شُدند — باز غمّازاں کزاں واقف بُدند
سپاہی ناکام واپس ہو گئے — پھر اُن چغلخوروں نے جو اِس سے واقف تھے

با عَوانان ماجرا برداشتند — پیشِ فرعوں از برائے دانگ چند
سپاہیوں سے قصّہ چھیڑا — فرعون کے سامنے چند ٹکوں کی خاطر

کاے عَوانان باز گردید آں طرف — نیک نیکو بنگرید اندر غُرَف
کہ اے سپاہیو! اُس طرف پھر جاؤ — کوٹھریوں میں خوب اچھی طرح دیکھو

باز گشتند آں عَوانان جملگاں — تا کہ موسیٰؑ را بجویند آں زماں
وہ سارے سپاہی واپس لوٹے — تاکہ موسیٰؑ کو تلاش کریں

باز وحی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آبش فگن القیہ فی الیم
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پاس پھر وحی آنا کہ اُس کو پانی میں ڈالدے، اُسکو دریا میں ڈالدے

باز وحی آمد کہ در آبش فگن — روی در امید دار و مُو مکن
پھر وحی آئی کہ اُس کو پانی میں ڈالدے — اُمید رکھ اور پریشان نہ ہو

در فگن در نیلش[2] و کُن اعتماد — من وُرا با تو رسانم رُو سفید
اُس کو نیل میں پھینک دے اور بھروسہ کر — میں عزت سے اُسے تیرے پاس پہنچا دونگا

مادرش انداخت اندر رود نیل — کار را بگذاشت با نعمَ الوکیل
ماں نے اُس کو دریائے نیل میں ڈال دیا — معاملہ بہترین وکیل کے سپرد کر دیا

ایں سخن پایاں ندارد مکر باش — جُملہ پیچیدند ہم در ساق و پاش
اِس بات کی انتہا نہیں ہے اور اُس کے مکر — سب اُس کی پنڈلی اور پیروں میں لپٹ گئے

صد ہزاراں طفل می کُشت از بروں[3] — خصم[4] اندر صدر خانہ در دروں
وہ باہر لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا — (اور) دشمن بیچ مکان میں در پردہ (موجود تھا)

از جنوں می کُشت ہر جا بد جنیں — از حیل آں کور چشمِ دُور بیں
جس جگہ کوئی پیٹ کا بچہ ہوتا اُسکو پاگل پن سے — تدبیروں سے، وہ دُور بین، اندھا

اژدہا بُد مکرِ فرعونِ عنود — مکرِ شاہانِ جہاں را خوردہ بود
سرکش فرعون کا مکر اژدہا تھا — جو دنیا کے بادشاہوں کے مکر کو نگل گیا تھا

---

[1] نبود۔ چونکہ بچہ کو تنور میں ڈالا گیا تھا۔ غمّاز۔ چغلخور۔ غُرَف۔ غرفۃ کی جمع ہے، کوٹھری، بالاخانہ۔ در آبش یعنی موسیٰؑ کو دریائے نیل کے پانی میں ڈال دے۔

[2] نیلش۔ نیل مصر کا مشہور دریا ہے۔ رو سفید۔ با آبرو۔ نعمَ الوکیل۔ اللہ تعالےٰ۔ ایں سخن۔ یعنی اللہ کے کرم و رحمت کی باتیں۔

[3] خصم۔ یعنی حضرت موسیٰؑ خانہ۔ یعنی فرعون کا گھر۔ کور چشم۔ اندھا یعنی خدا کی قدرت کے معاملے میں۔ دور بیں یعنی دنیاداری کے مکر و فریب میں۔

www.pdfbooksfree.pk

لیک ازاں فرعون[۵۱] ترے آمد پدید
لیکن اُس فرعون سے بالاتر پیدا ہو گیا

اژدہا بُود و عصا شد اژدہا
وہ اژدہا تھا اور لاٹھی اژدہا بنی

دست شد بالائے دست اینجا کجا
ہر طاقت سے بڑھ کر ایک طاقت ہے یہ کہاں تک؟

کاں یکے دریاست بے غور و کراں
کیونکہ وہ ایک بے تھاہ اور بے ساحل دریا ہے

حیلہا[۵۲] و چارہا گر اژدہاست
حیلے اور تدبیریں اگرچہ اژدہا کی طرح (ہولناک) ہوں

چوں رسید اینجا بیانم سر نہاد
جب میرا بیان یہاں پہنچا سر رکھ دیا

انچہ در فرعون بُود اندر تو ہست
جو کچھ فرعون میں تھا وہ تیرے اندر ہے

اے دریغ این جملہ احوالِ تو ہست
ہائے افسوس! یہ سب تیرے احوال ہیں

انچہ گفتم جملگی احوالِ تست
جو کچھ میں نے کہا وہ سب تیرے احوال ہیں

گر ز تو گویند وحشت زایدت[۵۳]
اگر تیرے (احوال) بیان کریں تو تو گھبرا جاتا ہے

چوں خرابت می کند نفسِ لعیں
ملعون نفس تجھے کتنا برباد کر رہا ہے

ایں جراحتہا ہمہ از نفسِ تست
یہ (سب) زخم تیرے نفس کے ہیں

آتشت را ہیزمِ فرعون نیست
تیری (نفسانی خواہشوں کی) آگ کیلئے فرعونی ایندھن نہیں ہے

ہم وُرا ہم مکرِ اُورا در کشید
جس نے اُس کو اور اُس کے مکر کو نگل لیا

ایں بخورد آں را بتوفیقِ خدا
اس نے اُس کو اللہ (تعالیٰ) کی توفیق سے نگل لیا

تا بہ یزداں کہ الیہ المنتہیٰ
خدا تک، کیونکہ اُسی پر انتہا ہے

جملہ دریاہا چو جوئے پیشِ آں
سارے دریا اُس کے سامنے نہر جیسے ہیں

پیشِ الا اللہ آنہا جملہ لاست
الا اللہ کے بالمقابل وہ معدوم ہیں

محو شُد و اللہُ اعلم بالرشاد
فنا ہو گیا اور خدا راست روی کو زیادہ جانتا ہے

لیک اژدرہات مجبوس چہ است
لیکن تیرے اژدہے کنویں میں قید ہیں

تو براں فرعون بر خواہیش بست
تو اُن کو فرعون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے

خود نہ گفتم صد یکے زانہا درست
میں نے اُنہیں سے ایک فیصدی بھی پورا بیان نہیں کیا ہے

ور ز دیگر چوں فسانہ آیدت
اور اگر دوسرے سے متعلق (بیان کریں) تو تجھے کہانی

دور می اندازدت سخت ایں قریں
یہ ساتھی تجھے (راہِ ہدایت سے) بہت دور لے جا رہا ہے

لیک مغلوبی ز جہل اے سخت ست
اے سخت کاہل! تو جہل سے مغلوب ہے

ورنہ چوں فرعون او شعلہ زنیست
ورنہ فرعون کی (آگ کی) طرح وہ بھڑک رہی ہے

---

۵۱ فرعون ثر۔ فرعون سے بالاتر حضرت موسیٰ جنھوں نے فرعون اور اُسکی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ اژدہا بود یعنی فرعون اور اُس کا مکر ایک اژدہا تھا عصا یعنی حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی۔ دست شد بالائے دست یعنی ہر طاقت سے بالا ایک دوسری طاقت ہوتی ہے اور سب سے بالا خدا کی طاقت ہے۔ کاں یکے۔ خدائی طاقت لامحدود سمندر ہے دوسری طاقتوں کے دریا اُس کے مقابلہ میں ایک نہر ہیں۔

۵۲ حیلہا۔ ساری دنیاوی تدبیریں صرف ایک موجود یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے معدوم ہیں۔ اینجا یعنی اللہ کی طاقت کا بیان۔ انچہ۔ یعنی فرعون کی جس قدر بُری خصلتیں تھیں وہ ہر انسان کے نفسِ امارہ میں موجود ہیں اژدرہا یعنی نفسانی عیوب۔ چہ یعنی مجبوری اور موقع نہ ملنا۔ خود نگفتم۔ جو بُرائیاں میں نے بیان کی ہیں وہ نفسِ امارہ کی بُرائیوں کا ایک فیصدی ہے اور اُس کا بیان بھی مکمل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

۵۳ گر ز تو۔ خود نفسِ انسانی میں جو فرعونی خصلتیں ہیں اگر وہ خصلتیں خود کسی انسان کو سنائی جائیں تو وہ گھبرا جاتا ہے دوسرے کی بیان کی جائیں تو ایک قصہ اور کہانی کے طور پر سنتا ہے دور۔ یعنی راہِ ہدایت سے دور۔ جراحتہا۔ انسان کی بُری خصلتیں۔ نفسِ انسانی میں یہ خصلتیں ہیں۔ بیان کرنا واقعی تکلیف دہ ہے۔ انسان کو بُرائی کرنے میں مزہ آتا ہے مگر بُرائی کا ذکر سننا پسند نہیں کرتا۔

www.pdfbooksfree.pk

گلخنِ نفسِ ترا خاشاک نیست — ورنہ چوں فرعون نارِ قاہر یست
تیرے نفس کی آگ کیلئے کوڑا کرکٹ نہیں ہے — ورنہ فرعون (کی آگ) کیطرح قہر ڈھانیوالی آگ ہے

یک حکایت بشنو از تاریخ گو — تا بری زیں راز سر پوشیدہ بُو
تاریخ گو سے ایک قصہ سُن لے — تاکہ اس پوشیدہ راز کا تجھے علم ہو جائے

حکایت[1] مار گیرے کہ اژدہائے افسردہ را مُردہ پنداشت
اُس سپیرے کا قصہ جس نے ٹھٹھرے ہوئے سانپ کو مُردہ سمجھا

و در رسنہا بستہ و پیچیدہ بہ بغداد آوردہ
اور رسیوں میں باندھ کر اور لپیٹ کر بغداد میں لے آیا

مار گیرے رفت سوئے کہسار — تا بگیرد او بافسونہا شش مار
ایک سپیرا ایک پہاڑ کی جانب گیا — تاکہ وہ اپنے منتروں سے سانپ پکڑے

گر گراں و گر شتابندہ بود — آنکہ جوید ست یابندہ بود
خواہ وہ سُست ہو یا چُست ہو — جو تلاش کرتا ہے وہ پالیتا ہے

در طلب زن دائما تو ہر دو دست — کہ طلب در راہ نیکو رہبرست
تو ہمیشہ مجستجو میں دونوں ہاتھ مصروف رکھ — کیونکہ جستجو راستہ کے لئے بہتر رہنما ہے

لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب — سوئے اُو می غرّد و اُو را می طلب
(تو خواہ) لنگڑا اور لولا اور سوتی صورت اور بے ادب ہو — اُسی کی طرف کھسک اور اُسی کو طلب کر

گہ بگفت و گہ بخاموشی و گہ — بُوئے کردن گیر ہر سُو بُوئے شہ
کبھی بول کر اور کبھی خاموشی سے اور کبھی — سُونگھ کر ہر جانب سے شاہ کی خوشبو حاصل کر

گفت آں یعقوبؑ با اولادِ خویش — جستنِ یوسفؑ کنید از حد بیش
حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے کہا — حد سے زیادہ یوسفؑ کو تلاش کرو

ہر حسِ[2] خود را دریں جستن بجدّ — ہر طرف رانید شکلِ مستعد
اِس جستجو میں کوشش سے اپنے ہر حس کو — مستعد شکل میں، ہر طرف روانہ کرو

گفت از روحِ خدا لا تیأسوا — ہمچو گم کردہ پسر رو سُو بسُو
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم مایوس نہ ہو — بیٹے کو گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ

از رہِ حسِ دہاں پُرساں شوید — روئے جاناں را بجاں جویاں شوید
مُنہ کی حس کے ذریعہ دریافت کرو — محبوب کے چہرے کو (دل و) جان سے تلاش کرو

[1] حکایت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ نفس کو اُس سپیرے کا اژدہا جو بظاہر مُردہ تھا۔ افسوسنہا۔ سپیرے کچھ منتر پڑھکر سانپ پکڑتے ہیں۔ گر گراں۔ اگر طلب ہے تو مطلوب ضرور حاصل ہوگا خواہ طالب سُست ہو یا چُست ہو۔

[2] کوک۔ گھٹنوں کے بل چلنے والا۔ یعنی فخر انسان کو چاہئے اپنی معذوریوں کو نظر انداز کرکے طلب میں لگ جائے۔ گہ بگفت۔ یعنی طلب کرنے کے جس قدر بھی طریقے ہوں وہ اختیار کرتا رہے۔

[3] ہر حس۔ یعنی یوسف کی تلاش و طلب میں اپنے ہر حس کو کام میں لاؤ۔ گفت۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا تھا لَا تَیْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا یعنی یوسفؑ کی طلب و تجسّو میں کبھی مایوس نہ ہونا جس دہاں۔ قوتِ گویائی۔

www.pdfbooksfree.pk

پُرس پُرساں مُژدگانی[1] جاں دہید
پوچھتے پوچھتے جان کی انعام بخشی کر دو

گوش را بر چار راہِ آں نہید
کان کو اُس کے چوراہے پر لگا دو

ہر کجا بُوئے خوش آید بُو بَرید
جہاں سے اچھی خوشبو آئے اُس کا سُراغ لگاؤ

سوئے آں سر کاشنائے آں سرید
اُس راز کا جس سے تم واقف ہو

ہر کجا لُطفے بہ بینی از کسے
جہاں کہیں کسی کی تو خوبی دیکھے

سوئے اصلِ لُطف رہ یابی بسے
اُس سے اصل خوبی کی جانب تو بہت رہنمائی حاصل کریگا

اینہمہ جو ہا ز دریائیست ژرف
یہ تمام نہریں ایک گہرے دریا کی ہیں

جُزو را بگذار و بر کُل دار طرف
جزو کو چھوڑ اور کُل پر نگاہ رکھ

زشتہائے[2] خلق بہر خوبی است
مخلوق کی بُرائیاں، بھلائی کے لئے ہیں

برگِ بے برگی نشانِ طوبیٰ است
بے سامانی کا سامان، طوبیٰ کا نشان ہے

جنگہائے خلق بہر آشتی ست
مخلوق کی لڑائیاں صلح کے لئے ہیں

دامِ راحت دائما بے راحتی است
تکلیف ہمیشہ راحت کے لئے جال ہے

خشمہائے خلق بہر مہر خاست
مخلوق کی ناراضیاں محبت کیلئے پیدا ہوئی ہیں

وز جفائے خلق اُمید وفاست
مخلوق کے ظلم سے وفا کی اُمید ہے

ہر زدن بہر نوازش را بُود
ہر مار پیٹ مہربانی کے لئے ہوتی ہے

ہر گلہ[3] از شکر آگہی کند
ہر شکوہ شکر کی خبر دیتا ہے

بُوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم
اے دانا! ضد سے ضد کا سُراغ لگا

بُوئے بر از جزو تا کُل اے کریم
اے بھلے آدمی! جزو سے کُل کا سُراغ لگا

چوں عصا در دست موسیٰ گشت مار
جیسا کہ لاٹھی (حضرت) موسیٰؑ کے ہاتھ میں سانپ بنی

جملہ عالم را بدیں ساں می شمار
تمام عالم کو ایسا ہی سمجھ

جنگہائے آشتی آرد درست
لڑائیاں، صحیح صلح پیدا کر دیتی ہیں

مار گیر از بہر بازی مار جُست
سپیرے نے تماشہ کے لئے سانپ تلاش کیا

---

[1] مُژدگانی۔ اگر محبوب کی خبر دینے والے کو جان بھی دینی پڑے تو آمادہ ہو جانا چاہیئے۔ چار راہ۔ چوراہہ یعنی ہر سمت تلاش کرنا۔ آں سر۔ یعنی جس محبوب کی تلاش میں نکلے ہو۔ ہر کجا۔ یہاں سے مولانا نے محبوب حقیقی کے سُراغ لگانے کا بیان شروع فرمایا ہے انسان کی صفات اللہ کی صفات کا مظہر ہیں اور اُن صفات کی اصل اللہ کی صفات ہیں۔

[2] زشتہائے۔ جس طرح خوبیاں راہنما ہیں اسی طرح انسانوں کی بُرائیاں بھی راہنما ہیں کیونکہ ہر بُرائی کا انجام کوئی نہ کوئی بھلائی ہے، انسان کی بے سر و سامانی بھی بُری حالت کا پیش خیمہ ہے طوبیٰ جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر جنتی کے گھر میں ہونگی جس سے وہ خوشبو اور پھل حاصل کریگا۔ جنگہائے۔ لڑائیاں صلح کا پیش خیمہ ہیں کبھی لڑائی صلح پر ختم ہوتی ہے کبھی مقصود پورا ہوتا ہے تو گویا مقصود سے صلح ہوئی کبھی انسان لڑائیوں سے گھبرا کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو گویا خدا سے صلح ہوئی۔ دامِ راحت۔ انسان تکلیفیں اُٹھاتا ہے تو راحت نصیب ہوتی ہے خشمہائے۔ غصہ کبھی شفقت کی بنا پر ہوتا ہے جیسا کہ والدین کا اولاد پر کبھی غصہ کی بُرائی دیکھ کر انسان شفقت کا رویہ اختیار کرتا ہے کبھی مخلوق کا بیجا غصہ شفقتِ خداوندی کا سبب بنجاتا ہے محبوب کی جفا کے نتیجہ میں وفا نمودار ہو جاتی ہے۔ [3] ہر گلہ۔ شکوہ کا سبب تکلیف ہے اور تکلیف سبب راحت ہے۔ بُوئے بر۔ جس طرح بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنما بنایا ہے اسیطرح ہر بُرائی کو بھی راہنما بنالے۔ چوں عصا۔ بُرائی سے بھلائی کی رہنمائی حاصل کرنا ایک بالمقابل چیز سے دوسری بالمقابل چیز کا سراغ لگانا اسی طرح ممکن ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا سانپ بنا حالانکہ دونوں متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عالم کی دوسری چیزوں کو بھی سمجھ لے۔ مار گیر۔ سپیرے نے سانپ تماشہ کے لئے پکڑا حالانکہ سانپ سبب ہلاکت ہے جو تماشہ کی ضد ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

بہرِ بازی مار جوید آدمی
انسان تماشہ کے لئے سانپ تلاش کرتا ہے

اوہمی[1] جُستے یکے مارِ شگرف
وہ ایک عجیب سانپ تلاش کرتا تھا

اژدہائے مُردہ دید آنجا عظیم
اُس نے وہاں ایک مُردہ بڑا اژدہا دیکھا

مار گیر اندر زمستانِ شدید
سپیرا سخت جاڑے میں

مار گیر از بہرِ حیرانیِ خلق
لوگوں کے تعجب کے لئے، سپیرا

آدمی[2] کوہ است چوں مفتوں شود
آدمی پہاڑ ہے، کیوں فریفتہ ہوتا ہے؟

خویشتن نشناخت مسکیں آدمی
آدمی مسکین نے اپنے آپ کو نہ پہچانا

خویشتن را آدمی ارزاں فروخت
آدمی نے اپنے آپ کو سستا بیچا

صد ہزاراں مار و کوہ حیران اوست
لاکھوں سانپ اور یہ پہاڑ اُس پر حیران ہیں

مار گیر آں اژدہا را بر گرفت
سپیرے نے اُس سانپ کو پکڑ لیا

اژدہائے چوں ستونِ خانۂ
ایک اژدہا گھر کے ستون جیسا (موٹا)

کاژدہائے مُردۂ آوردہ ام
کہ میں ایک مُردہ اژدہا لایا ہوں

اوہمی مُردہ گماں بُردش و نیک
وہ اُس کو مُردہ سمجھ رہا تھا، لیکن

غم خورد بہرِ امیدِ بے غمی
بے غمی کے لئے غم برداشت کرتا ہے

گردِ کوہستان در ایامِ برف
پہاڑوں کے چاروں طرف برف کے زمانہ میں

کہ دلش از شکلِ اُو شد پُر ز بیم
کہ اُس کی شکل سے دل خوف زدہ ہوتا تھا

مار می جُست اژدہائے مُردہ دید
سانپ تلاش کرتا تھا اُس نے ایک مرا ہوا اژدہا دیکھا

مار گیر و اینت نادانیِ خلق
سانپ پکڑتا ہے، مخلوق کی نادانی، تعجب ہے

کوہ اندر مارِ حیراں چوں شود
پہاڑ سانپ کے معاملہ پر کیوں حیران ہوتا ہے؟

از فزونی آمد و شد در کمی
بڑائی سے آیا اور کمی میں مبتلا ہو گیا

بود[3] اطلس خویش را بر دلق دوخت
اطلس تھا اپنے آپ کو گدڑی پر سی دیا

اُو چرا حیراں شد ست و مار دوست
وہ خود کیوں حیران اور سانپ کا دوست بنا؟

سوئے بغداد آمد از بہرِ شگفت
تعجب (میں ڈالنے) کے لئے بغداد میں آیا

می کشیدش از پئے دانگانۂ
روزی کے لئے وہ اُس کو کھینچ رہا تھا

در شکارش من جگرہا خوردہ ام
اُس کے شکار میں میں نے خون، جگر پیا ہے

زندہ بُود و اُو ندیدش نیک نیک
وہ زندہ تھا اُس نے اُس کو اچھی طرح نہ دیکھا

[1] اوہمی۔ وہ سپیرا جاڑوں کے موسم میں پہاڑوں پر حیرت انگیز سانپ تلاش کر رہا تھا۔ مار گیر سپیرے نے سانپ اس لئے پکڑا کہ وہ لوگوں کو دکھا کر حیرانی میں ڈالے۔ لوگوں کا سانپ کو دیکھ کر حیرانی میں پڑنا اُن کی نادانی ہے۔

[2] آدمی کوہ است جسطرح پہاڑوں میں سانپ ہوتے ہیں خود انسان میں بڑے خلائق کے اژدہے موجود ہیں تو ایک سانپ کو دیکھنے کا کیوں مشتاق بنتا ہے اپنے اندر کے سانپ دیکھ لے۔ انسان کی سانپ پر حیرانی ایسی ہی ہے جیسے کہ پہاڑ سانپ پر حیران ہو۔ خویشتن۔ انسان نے اپنی رفعت اور بلندی کو نہیں سمجھا اشرف المخلوقات پیدا کیا گیا تھا اور ارذل مخلوقات بن گیا۔

[3] بود اطلس۔ انسان بڑھیا چیز سے گھٹیا بن گیا۔ صد ہزاروں کائنات انسان کے اعلیٰ مقام سے حیران ہے لیکن یہ انسان اپنی حماقت سے ادنیٰ مخلوق کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔

دانگانہ۔ وہ چندہ جو چند مسافر سفر کے اخراجات کے لئے باہمی جمع کریں، گھر کا ساز و سامان۔ ٹیک ٹیک۔ اچھی طرح۔

www.pdfbooksfree.pk

اوز سرما ہا و برف افسردہ بود — زندہ بود و شکلِ مُردہ می نمود

وہ جاڑے اور برف سے ٹھٹھر گیا تھا — زندہ تھا اور بظاہر مُردہ نظر آتا تھا

عالَم[1] افسردہ است و نامِ او جماد — جامِد افسردہ بُود اے اوستاد

عالَم ٹھٹھرا ہوا ہے اور اُس کا نام جماد ہے — اے اُستاد! جامد ٹھٹھرا ہوا ہوتا ہے

باش تا خورشیدِ حشر آید عیاں — تا بہ بینی جنبشِ جسمِ جہاں

ٹھہر جا، کہ حشر کا سورج نمودار ہو — تاکہ تو دنیا کے جسم کی حرکت کو دیکھ لے

چوں عصائے موسیٰؑ اینجا مار شد — عقل را از ساکناں اخبار شد

جبکہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اِس عالَم میں سانپ بنگئی — عقل کو جمادات کے بارے میں علم ہوگیا

پارۂ[2] خاکی تُرا چوں زندہ ساخت — خاکہا را جملگی باید شناخت

(تو) تمام خاکوں کو (اسی طرح سے) پہچان لینا چاہیئے — تجھے جس طرح زندہ بنایا

مُردہ زیں سُویند و زاں سو زندہ اند — خامُش اینجا و آں طرف گویندہ اند

وہ اِس جانب مُردہ ہیں اور اُس جانب زندہ ہیں — اِس جگہ چُپ ہیں، اُس جانب بولنے والی ہیں

چوں ازاں سُو شاں فرستد سوئے ما — آں عَصا گردد سُوئے ما اژدہا

جب وہ اِن چیزوں کو اُس جانب سے ہماری طرف بھیجتا ہے — وہ لاٹھی ہماری جانب (آکر) اژدہا بن جاتی ہے

کوہہا ہم لحنِ داؤدی کُنند — جوہرِ آہن بکف مُومے شود

پہاڑ بھی داؤدی لہجہ اختیار کر لیتے ہیں — لوہے کا جوہر ہاتھ میں موم بن جاتا ہے

بادِ حمّالِ سلیمانے شود — بحر[3] با موسیٰؑ سخندانے شود

ہوا، ایک سلیمانؑ کو اُٹھا لیجانیوالی بنجاتی ہے — سمندر، موسیٰؑ کی بات سمجھنے والا بن جاتا ہے

ماہ با احمدؐ اشارت بیں شود — نار ابراہیمؑ را نسریں شود

چاند (حضرت) احمدؐ کے اشارے کو دیکھنے والا بنجاتا ہے — آگ (حضرت) ابراہیمؑ کے لئے نسرین بنجاتی ہے

خاکِ قارُوں را چو مارے در کشد — اُستنِ حنّانہ آید در رشد

زمین قارون کو اژدہے کی طرح نگل لیتی ہے — حنانہ ستون ہوش میں آجاتا ہے

سنگ بر احمدؐ سلامے می کُنند — کوہ یحییٰؑ را پیامے می کُنند

پتھر (حضرت) احمدؐ کو سلام کرتا ہے — پہاڑ (حضرت) یحییٰؑ کو پیغام دیتا ہے

ؐ دشمن فرعون کو غرق کر دیا اور انکو پار اتار دیا۔ ماہ۔ آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ صادر ہوا اور چاند حضورؐ کی انگلی کے اشارے کو سمجھ گیا۔ نسرین۔ گُلِ سوسنی۔ خاک۔ زمین نے قارون کو اژدہے کی طرح نگل لیا۔ استن۔ مسجدِ نبوی کا وہ ستون جسکے سہارے حضورؐ خطبہ دیا کرتے تھے جب ممبر تیار ہو جانے پر اسکا سہارا نہ لیا تو رو پڑا۔ سنگ۔ حضرت علیؓ

---

[1] عالَم۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا میں جن چیزوں کو بے حس و ادراک جماد مانا جاتا ہے وہ بھی ٹھٹھری ہوئی ہیں اور بظاہر جماد ہیں حشر میں جب سورج اُنپر پڑیگا تو انکا ٹھٹھرا پن ختم ہو جائیگا اور انکا حس و ادراک نمودار ہو جائیگا جیسا کہ اِس اژدہے کا معاملہ تھا۔ جماد اور جامد کے لغوی معنی ٹھٹھرے ہوئے کے ہیں۔ چوں عصا۔ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی جو بے حس و حرکت تھی جب اِس دنیا میں سانپ بنگئی تو عقل سمجھ گئی کہ اِن جمادات میں بھی حرکت نمودار ہو سکتی ہے۔

[2] پارۂ خاکی۔ انسان بھی مٹی کا بنا ہوا ہے اور پھر اُسمیں حس و حرکت آگئی، اِسی طرح دوسرے جمادات کو سمجھو اُنمیں بھی حس و حرکت آسکتی ہے۔ مُردہ ایں سُو۔ جمادات عالَم دنیا کے اعتبار سے مُردہ اور عالَم آخرت کے اعتبار سے زندہ ہیں۔ چوں۔ جب اللہ تعالےٰ اُنکے عالَم آخرت والے رخ کو ہماری طرف موڑ دیتا ہے تو اُنکی زندگی ظاہر ہو جاتی ہے۔ کوہہا۔ پہاڑ جو جمادات میں سے ہے حضرت داؤدؑ کا نغمہ اختیار کر لیتا ہے۔ جوہرِ آہن۔ اپنا رخ بدلنے سے لوہا حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں موم بنجاتا ہے۔ باد۔ ہوا جو بے حس و حواس ہے حضرت سلیمانؑ کیلئے سمّالی کا کام کرنے لگتی ہے۔

[3] بحر۔ دریائے نیل نے حضرت موسیٰؑ کی بات کو سمجھ لیا اُن کے

ؐ سے منقول ہے کہ ایک موقع پر جب آنحضورؐ نے سلام کیا تو۔ حضرت یحییٰؑ کو سہارا لے کر بیٹھنے والے پتھر نے سلام کیا۔ حضرت علیؓ کو سہارا لے کر بیٹھنے والے پتھر نے سلام کیا۔

www.pdfbooksfree.pk

جملۂ[1] ذرّاتِ عالم در نہاں
دُنیا کے تمام ذرّات پوشیدہ طور پر

باتو می گویند روز و شب زباں
تجھ سے شب و روز کہتے ہیں

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم
ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں

با شما نامحرماں ما خامشیم
تم نامحرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں

چوں شما سوئے جمادی می روید
جبکہ تم پتھر پن کی طرف جا رہے ہو

محرمِ جانِ جماداں چوں شوید
تو جمادات کی جان کے محرم کیسے ہو سکتے ہو

از جمادی عالمِ جانہا روید
پتھر پن سے جانوں کے عالم میں جاؤ

غلغلِ اجزائے عالم بشنوید
اجزائے عالم کا شور سن لو

فاشِ تسبیحِ جمادات آیدت
جمادات کی تسبیح واضح ہو جائے گی

وسوسہ تاویلہا بر بایدت
تجھ میں سے تاویلوں کا وسوسہ نکال دیگی

چوں ندارد جانِ تو قندیلہا[2]
چونکہ تیری جان میں قندیلیں نہیں ہیں

بہر بینش کردہ تاویلہا
تو دیکھنے کے لئے تاویلیں کرتا ہے

کہ غرض تسبیحِ ظاہر کے شود
کہ مقصود ظاہری تسبیح کب ہو سکتی ہے؟

دعویِ دیدن خیال و غی شود
دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے

بلکہ ہر بیندہ را دیدارِ آں
بلکہ ہر دیکھنے والے کو اُن کا دیکھنا

وقتِ عبرت می کند تسبیح خواں
عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا بنا دیتا ہے

پس جواز تسبیح یادت می دہد
تو چونکہ (جمادات) تجھے تسبیح کی یاد دلا دیتے ہیں

ایں دلالت ہمچو گفتن می بود
یہ دلالت پڑھنے جیسی ہے

ایں بود تاویلِ اہلِ اعتزال
معتزلہ کی یہ تاویل ہوتی ہے

وائے آں کس کو ندارد نورِ حال
اُس پر افسوس جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے

چوں ز حسِّ بیروں نیاید آدمی
انسان جب حواسِ (ظاہری) سے باہر نہ نکلے

باشد از تصویرِ غیبی اعجمی
تو وہ غیبی تصویر سے ناواقف ہوتا ہے

ایں[3] سخن پایاں ندارد، مار گیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے، سپیرا

می کشید آں مار را با صد زحیر
بہت بے چینی کے ساتھ اُس سانپ کو کھینچ رہا تھا

تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ خواہ
یہاں تک کہ وہ مجمع کا خواہاں بغداد میں آگیا

تا نہد ہنگامہ بر چار راہ
تاکہ چوراہے پر مجمع لگائے

---

[1] جملۂ ذرات۔ کائنات کا ہر ذرہ دلالتِ حال سے اپنے سننے اور دیکھنے کی کیفیت کو بتاتا ہے۔ چوں شما جب انسان اپنا حواس کھو بیٹھے تو وہ جمادات کی روح کا محرم نہیں بن سکتا۔ از جمادی۔ اگر انسان اپنی جمادیت ختم کر کے روحانیت حاصل کرلے تو کائنات کی تسبیح کا شور سن سکتا ہے۔ وسوسہ۔ کائنات کی تسبیح کی وہ تاویلیں جو معتزلہ کرتے ہیں اُن کا وسوسہ بھی دل میں نہ آئیگا۔

[2] قندیلہا۔ یعنی باطنی نور کی روشنیاں۔ کہ غرض تو آن پاک میں ہے۔ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے لیکن تم اُنکی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو معتزلہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس آیت میں تسبیح سے تسبیح ظاہری مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کائنات کا مشاہدہ کرنیوالا تسبیح خواں بنجاتا ہے تو جب کائنات اُنکی تسبیح کا سبب اور دال بنی تو گویا وہ کائنات تسبیح خواں بنی۔ الدالُّ علی الخیر کفاعلہ، خیر پر دلالت کرنے والا خود خیر کا کرنے والا ہے۔

[3] ایں سخن۔ یہ روحانی باتیں بہت دراز ہیں لہذا سپیرے کا قصہ شروع کیا جاتا ہے۔ زحیر بیچین، بیتاب۔ چار راہ۔ چوراہہ۔

www.pdfbooksfree.pk

بر لبِ[1] شط مرد ہنگامہ نہاد
دجلہ کے کنارے پر اس نے مجمع لگایا

غلغلہ در شہر بغداد اوفتاد
بغداد شہر میں شور مچ گیا

مار گیرے اژدہا آوردہ است
(کہ) ایک سپیرا اژدہا لایا ہے

بوالعجب نادر شکارے کردہ است
اس نے عجیب نادر شکار کیا ہے

جمع آمد صد ہزاراں خام ریش
لاکھوں بے وقوف جمع ہو گئے

صیدِ او شد ہر یک آنجا از خریش
اس جگہ ہر ایک اپنے گدھے پن سے اس کا شکار ہو گیا

منتظر ایشاں و او ہم منتظر
وہ اس کے منتظر اور وہ بھی (ان کا) منتظر

تا کہ جمع آیند خلقِ منتشر
تاکہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہو جائیں

مردمِ ہنگامہ افزوں تر شود
مجمع کے لوگ زیادہ ہو جائیں

گدیہ و توزیع نیکو تر رود
بھیک اور چندہ (کا کام) خوب چلے

جمع آمد صد ہزاراں ژاژ خا
لاکھوں بکواسی جمع ہو گئے

حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا
کمر جھکائے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے

حلقہ گرد او چو زرِ گردِ عریش[2]
اس کے چاروں طرف ایسا حلقہ جیسا کہ انگور کی بیل چھپر پر

ہمچناں کہ بت پرستاں بر کنیش
جیسا کہ بتوں کے پجاری بت خانہ پر

مردرا از زن خبر نے ز ازدحام
ہجوم کی وجہ سے مرد کو عورت کا پتہ نہیں

رفتہ در ہم چوں قیامت خاص و عام
قیامت کی طرح خاص و عام خلط ملط تھے

چوں ہمی حراقہ جنبانید او
جب وہ چیتھڑے سرکاتا

می کشید ندا اہلِ ہنگامہ گلو
مجمع والے گلا پھاڑتے

اژدہا کز زہر یرا افسردہ بود
وہ اژدہا جو ٹھنڈک سے ٹھٹھرا ہوا تھا

زیرِ صد گونہ پلاس و پردہ بود
سینکڑوں قسم کے ٹاٹ اور پردوں میں تھا

بستہ بودش بار سنہائے غلیظ
اس کو موٹی رسیوں سے باندھ رکھا تھا

احتیاطے کردہ بود ش آں حفیظ[3]
اس نگہبان نے اس کے لئے بڑی احتیاط کر رکھی تھی

در درنگ و اتفاق و انتظار
تاخیر اور جمع ہونے اور انتظار میں

وز ہیا ہوئی و فغانِ بے شمار
ہائے وہو اور بے شمار چیخوں سے

وز غلوِ خلق و مکث و طمطراق
لوگوں کی کثرت اور ٹھاؤ اور کروفر سے

تافت بر آں مار خورشید عراق
اس اژدہے پر عراق کا سورج چمکنے لگا

[1] لبِ شط۔ بغداد دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد ہے۔ خام ریش بیوقوف۔ خریش۔ خری اس۔ گدیہ۔ بھیک۔ توزیع۔ تقسیم بخشش ژاژ خا۔ بکواسی۔ حلقہ کردہ پشت۔ کمر جھکائے ہوئے۔

[2] عریش۔ چھپر کنیش۔ بت خانہ مرد را۔ مجمع کی کثرت میں خواص و عوام اور مرد و زن کا اختلاط ہو جاتا ہے۔ حراقہ۔ چیتھڑے جو آگ سلگانے کے کام آتے ہیں۔ پلاس۔ ٹاٹ۔

[3] حفیظ۔ محافظ۔ نگہبان۔ در درنگ۔ یعنی یہ چیزیں اور سورج کی گرمی اس اژدھے کے حرکت میں آنے کا سبب بن گئیں۔ عراق۔ وہاں کی گرمی مشہور ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

آفتاب گرم سیرش گرم کرد
تیز رفتار سورج نے اس کو گرما دیا

رفت از اعضائے او اخلاطِ[1] سرد
اس کے اعضا سے ٹھنڈی رطوبات جاتی رہیں

مُردہ بود و زندہ گشت و او شگفت
وہ مُردہ تھا اور حیرت انگیز طور پر زندہ ہو گیا

اژدہا بر خویش جنبیدن گرفت
اژدھے نے بل کھانے شروع کر دیئے

خلق را از جنبشِ آں مُردہ مار
مرے ہوئے سانپ کی حرکت سے مخلوق کی

گشت شاں از یک تحیر صد ہزار
ایک حیرانی لاکھوں حیرانیاں بن گئیں

با تحیر نعرہا انگیختند
حیرانی سے انھوں نے نعرے لگائے

جملگاں از جنبشش بگریختند
اس کے ہلنے سے سب بھاگ پڑے

می شکست او بندہا را بانگِ بلند
وہ بندش کو بلند آواز سے توڑتا تھا

ہر طرف می رفت چاقا چاقِ بند
ہر طرف بندش کی تڑاخ پڑاخ کی آواز پہنچ رہی تھی

بندہا بگسست و بیروں شد ز زیر
بندشیں ٹوٹ گئیں وہ نیچے سے نکل آیا

اژدہائے زشت غرّاں ہمچو شیر
بھیانک اژدہا شیر کی طرح دڑوکتا ہوا

در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد
پسپائی میں بہت سے لوگ مارے گئے

از فتادہ و کشتگاں صد لشتہ شد
مرے اور گرے لوگوں کے سینکڑوں ڈھیر لگ گئے

مار گیر از ترس بر جا خشک گشت
سپیرا خوف سے اپنی جگہ خشک ہو گیا

کہ چہ آورد م من از کہسار و دشت
کہ میں پہاڑ اور جنگل سے کیا لے آیا

گرگ را بیدار کرد آں کور میش
اس اندھی بھیڑ نے بھیڑیے کو جگا دیا

رفت ناداں سوئے عزرائیل خویش
بیوقوف اپنے آپ ملک الموت کی طرف چلا گیا

اژدہا یک لقمہ کرد آں گیج[2] را
اس احمق کو اژدھے نے ایک لقمہ بنا لیا

سہل باشد خوں خوری تجیج را
حجاج کے لئے خون پینا آسان ہوتا ہے

خویش را بر استنے پیچید و بست
اس (اژدھے) نے اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا

استخوانِ خوردہ را درہم شکست
کھائی ہوئی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا

شہر خالی گشت و اژدر ہا براند
شہر خالی ہو گیا اور اژدہا روانہ ہوا

سوئے کہ گرد[3] از بیاباں بر فشاند
پہاڑ کی جانب اس نے جنگل کی گرد کو اڑایا

نفست اژدر ہاست او کے مُردہ است
تیرا نفس اژدہا ہے وہ مُردہ کہاں ہے

از غمِ بے آلتی افسُردہ است
ذرائع نہ ہونے کے غم میں ٹھٹھرا ہوا ہے

[1] اخلاط۔ یعنی اژدھے کے بدن کی رطوبتیں۔ مُردہ مار۔ یعنی وہ اژدہا جس کو لوگ مرا ہوا سمجھ رہے تھے۔ تی شکست۔ اژدھا رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔ چاقا چاق۔ رسیوں کے ٹوٹنے کی آواز۔ غرّاں۔ دڑوکتا ہوا۔ ہزیمت۔ بھج کی واپسی۔ گرگ۔ سپیرے اور اژدھے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ بھیڑ سوئے ہوئے بھیڑیے کو خود بیدار کر دے یا کوئی شخص خود ملک الموت کے پاس چلا جائے۔

[2] گیج۔ احمق۔ تجیج۔ حجاج کا امالہ ہے حجاج بن یوسف ثقفی عبدالملک مروانی کے دور کا مشہور ظالم گورنر ہے جس نے لاکھوں کا خون بہایا ہے۔ خویش را۔ اژدہا، جانور یا انسان کو نگل کر اس کی ہڈیاں توڑنے کے لئے اسی طرح کی حرکت کرتا ہے۔

[3] گرد فشاندن از بیابان۔ تیزی سے بیابان میں چلنا۔ نکتہ۔ مولانا دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہو کر فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے نفس کو اسی قسم کا اژدہا سمجھنا چاہیئے بے آلتی۔ ذرائع کا نہ ہونا۔

www.pdfbooksfree.pk

گر بیابد آلتِ[1] فرعون او — کہ بامرِ او ہمی رفت آبِ جو
اگر وہ فرعون کے ذرائع پالے — جس کے حکم سے دریائے نیل، کا پانی چلتا تھا

آنگہ او بنیادِ فرعونی کند — راہِ صد موسیٰؑ و صد ہارون زند
اُس وقت وہ فرعونی بنیاد بنائے گا — سینکڑوں موسیٰؑ و ہارونؑ کی راہ زنی کرے گا

کرمکست آں اژدہا از دستِ فقر — پشہ گردد زجاہ و مالِ صقر
وہ اژدہا، اِفلاس کے ہاتھوں حقیر کیڑا ہے — جرغ، جاہ اور مال نہ ہونے سے مچھر بنجاتا ہے

اژدہا را دار در برفِ فراق — ہیں مکش او را بخورشیدِ عراق
اژدہے کو محرومی کے برف میں رکھ — خبردار! اُس کو عراق کے سورج میں نہ لے جا

تا فسردہ می بود آں اژدہات — لقمۂ اوئی چو او یابد نجات
تاکہ تیرا اژدھا ٹھٹھرا ہوا رہے — جب وہ نجات پا جائے گا تو اس کا لقمہ ہے

مات[2] کن او را و ایمن شو ز مات — رحم کم کن نیست او زاہلِ صلات
اُس کو ہرادے اور ہارنے سے مطمئن ہو جا — رحم نہ کر وہ اچھے سلوک کے قابل نہیں ہے

کاں تفِ خورشیدِ شہوت سر زند — آں خفاش مُردہ ریگت پر زند
کیونکہ جب شہوت کے سورج کی گرمی نمودار ہوگی — وہ تیری ناچیز چمگادڑ اُڑنے لگے گی

می کش او را در جہاد و در قتال — مرد وار اللہ یجزیک الوصال
اُس کو جہاد اور قتال میں کھینچ لا — مردانہ وار، اللہ تجھے بدلے میں وصال عطا فرمائیگا

چونکہ آں مرد اژدہا را آورید — در ہوائے گرم خوش شد آں مرید
چونکہ وہ مرد اژدہے کو لایا — گرم ہوا میں وہ سرکش چاق چوبند ہو گیا

لاجرم آں فتنہا کرد اے عزیز — بلکہ صد چنداں کہ ما گفتیم نیز
اے پیارے! لامحالہ اُس نے وہ فتنے برپا کر دیئے — بلکہ اُس سے سینکڑوں زیادہ جو ہم نے بیان کئے

تو طمع[3] داری کہ او را بے جفا — بستہ داری در وقار و در وفا
تو اُمید رکھتا ہے کہ اُس کو بغیر سختی کے — وقار اور وفا میں باندھ لے گا

ہر خسے را ایں تمنا کے رسد — موسیٔ باید کہ اژدرہا کشد
ہر کمینے کی یہ تمنا کہاں پوری ہوتی ہے — موسیٰؑ چاہیئے جو اژدہے کو مارے

صد ہزاراں خلق ز اژدرہائے او — در ہزیمت کشتہ شد از رائے او
لاکھوں لوگ اُس کے اژدہے سے — پسپائی میں مارے گئے اُسکی رائے کی وجہ سے

---

[1] آلتِ فرعون یعنی اسباب اور ذرائع جو فرعون کو حاصل تھے۔ کہ بامرِ فرعون کے حکم سے نیل میں سیلاب آگیا تھا یہ فرعون کیلئے اللہ کی جانب سے استدراج تھا۔ کرمک۔ حقیر کیڑا۔ پشہ گردد۔ یعنی اسباب میسر نہ آنے سے قوی ضعیف بن جاتا ہے۔ صقر۔ چرخ جو شکرے کی ایک قسم ہے۔ فراق۔ یعنی ذرائع اور اسباب مہیا نہ ہونے کا غم۔ لقمۂ اوئی۔ تیرا نفس سب سے پہلے تجھے ہلاک کرے گا۔

[2] مات کن۔ نفس کو شکست دیدے۔ اہلِ صلات۔ یعنی قابلِ رحم نہیں ہے۔ خفاش۔ یعنی نفسِ انسانی۔ می کش۔ نفس کو مردانہ وار مشقتوں میں مبتلا رکھ اللہ کا وصل حاصل ہو جائے گا چونکہ۔ سپیرے نے اُس اژدہے کو گرمی سے آرام پہونچایا تو وہ سرکش بن گیا۔ لاجرم سرکش ہو کر اژدہے نے جو فتنے بپا کئے وہ میرے بیان سے سینکڑوں گنا زیادہ تھے۔

[3] تو طمع۔ انسان کی غلط فہمی ہے کہ وہ نفس کو آرام پہونچا کر اُس سے وفا اور وقار کی امید کرے۔ ہر خسے۔ نفس کشی ہر انسان سے ممکن نہیں ہے اسکے لئے موسیٰؑ جیسی اولوالعزمی چاہیئے۔ صد ہزاراں۔ یہ شعر پھر سپیرے سے متعلق ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

وز طمع[1] ہم خویشتن را باد داد — گفتہ شد واللہ اعلم بالسداد

لالچ سے اپنے آپ کو بھی برباد کیا — (قصہ) کہدیا گیا اور اللہ تعالیٰ راست روی کو خوب جانتا ہے

تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دھمکانا

گفت فرعونش چرا تو ای کلیم — خلق را کشتی و افگندی زبیم

فرعون نے اُن (موسیٰؑ) سے کہا اے کلیم (اللہ)! تو نے کیوں — ڈر سے لوگوں کو مار ڈالا اور گرا دیا؟

در تردد[2] داز تو افتادند خلق — در ہزیمت کشتہ شد مردم ز زلق

تیری وجہ سے لوگ تردد میں مبتلا ہو گئے — اگلے بھاگنے میں پھسلنے کی وجہ سے لوگ مارے گئے

لاجرم ہر کس ترا دشمن گرفت — کین تو در سینہ مرد و زن گرفت

بہرحال ہر شخص کو تجھ سے دشمنی ہو گئی — مردوں اور عورتوں کے سینہ میں تیری طرف سے کینہ پیدا

خلق را می خواندی بر عکس شد — از خلافت مردماں را نیست بد

تو لوگوں کو بلاتا تھا، (معاملہ) برعکس ہو گیا — لوگوں کے لئے تیرے خلاف کرنے کے علاوہ چارہ نہیں رہا

من ہم از شرت اگر پس می خزم — در مکافات تو دیگے می پزم

میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ گیا ہوں — تجھ سے بدلہ لینے کے لئے دیگ پکا رہا ہوں

دل ازیں برکن کہ بفریبی مرا — یا بجز[3] فے پس روے گردد ترا

یہ دل سے نکالدے کہ تو مجھے فریب دے سکتا ہے — یا سایہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو ہوگا

تو بداں غرہ مشو کیں ساختی — در دل خلقاں ہراس انداختی

تو اس پر گھمنڈ نہ کر کہ تو نے یہ کیا ہے — لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا ہے

صد چنیں آری و ہم رسوا شوی — خوار گردی ضحکۂ غوغا شوی

اس جیسے سینکڑوں (معجزے) تو لائیگا پھر بھی رسوا ہوگا — ذلیل ہوگا عوام کے لئے مضحکہ بنے گا

ہمچو تو سالوس بسیاراں بدند — عاقبت در مصر ما رسوا شدند

تجھ جیسے بہت سے مکار تھے — انجام کار ہمارے مصر میں رسوا ہوئے ہیں

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را

حضرت موسیٰؑ کا اس دھمکی کا جواب دینا جو

در تہدید یکہ با اُمی نمود

فرعون نے اُن کو دی

[1] وز طمع۔ تماشہ دکھا کر پیسے وصول کرنے کے لالچ نے سپیرے کو بھی برباد کیا اور لوگوں کو بھی۔ گفت۔ فرعونش۔ یہاں سے مولانا حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی طرف منتقل ہو گئے ہیں حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کو اژدہا بنتا دیکھکر بھی تماشائیوں کا مجمع بھاگا تھا اور اس بھگدڑ میں بہت سے آدمی مر گئے تھے اس پر فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے یہ گفتگو کی تھی۔

[2] تردد۔ یعنی دین کے بارے میں شک و شبہ۔ در ہزیمت یعنی خوف کھا کر مجمع کے منتشر ہونے میں۔ می خواندی یعنی تو نے اپنی طرف بلایا۔ خلافت۔ خلاف تو۔ من ہم۔ یعنی اگرچہ میں سر دست تیرا مقابلہ نہیں کر رہا ہوں لیکن بدلہ لینے کی فکر میں ہوں۔

[3] بجز فے۔ یعنی تیرے حیلہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو نہ بنے گا۔ کیں۔ یعنی اپنی لاٹھی کو اژدھا بنانا۔ ضحکہ۔ ہنسی کے قابل۔ غوغا۔ عوام۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] با امرِ حقم اشراک نیست — گر بریزد خونم امرش باک نیست

(حضرت موسیٰؑ نے) فرمایا اللہ کے معاملہ میں میری شرکت نہیں ہے — اگر اسکا حکم میرا خون بہائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے

راضیم من شاکرم من اے حریف — این طرف رُسوا و پیشِ حق شریف

اے دشمن! میں راضی ہوں میں شکر گذار ہوں — اس طرف رسوا ہوں اور اللہ کے سامنے باعزت ہوں

پیشِ خلقاں خوار و زار و ریشخند — پیشِ حق مطلوب و محبوب و پسند

مخلوق کے سامنے رسوا ذلیل اور لائقِ مضحکہ (بنوں) — (لیکن) اللہ (تعالیٰ) کے سامنے مطلوب اور محبوب اور پسندیدہ (بنوں)

از سخن می گویم این ورنہ خدا — از سیہ رُویاں کُند فردا ترا

یہ بات میں کہنے کو کہتا ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ — تجھے کل کو سیاہ رُو کرے گا

عزت[2] آنِ اوست و آنِ بندگانش — زآدمؑ و ابلیس برمی خواں نشانش

عزت اُسکی ملکیت ہے اور اُسکے غلاموں کی ملکیت ہے — (حضرت) آدمؑ اور ابلیس سے اُسکی علامت کا مطالعہ کر لے

شرحِ حق پایاں ندارد ہمچو حق — ہیں دہاں بر بند و بر گرداں ورق

اللہ کی طرح اللہ کی تشریح کی انتہا نہیں ہے — خبردار! مُنہ بند کرنے اور ورق پلٹ دے

پاسخ دادنِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مُہلت خواستن

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور حضرت موسیٰؑ سے چالیس

تا چہل روز از موسیٰ علیہ السلام

روز کی مُہلت مانگنا

گفت فرعونش ورق در محکمی ماست — دفتر و دیوان و حُکم این دم مراست

فرعون نے اُن (موسیٰؑ) سے کہا کاغذ میرے حکم میں ہے — دفتر اور کچہری اور حکم اِس وقت میرا ہے

مر مرا بگزیدہ اند اہلِ جہاں[3] — از ہمہ عاقل تری تو اے فلاں

مجھے دنیا والوں نے منتخب کیا ہے — اے فلاں! کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے

موسیا خود را خریدی ہیں برو — خویشتن کم بیں بنخود غرّہ مشو

اے موسیٰ! تو نے خود اپنے آپکو پسند کیا ہے خبردار! چلا جا — خود بینی نہ کر، اپنے اوپر گھمنڈ نہ کر

جمع آرم ساحرانِ دہر را — تا کہ جہلِ تو نمایم شہر را

میں دنیا بھر کے جادوگروں کو جمع کروں گا — تاکہ شہر کو تیری جہالت دکھا دوں

این نخواہد شُد برونے دو روز — مُہلتم دہ تا چہل روزِ تموز[4]

یہ ایک دو دن میں نہ ہو سکے گا — مجھے گرمی کے چالیس روز کی مُہلت دے

---

[1] گفت۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ کا مختار ہے میری اِس میں شرکت نہیں ہے۔ راضیم۔ دنیا کی رُسوائی جس میں خدا کی رضا مندی ہو مجھے منظور ہے۔ از سخن۔ یعنی اپنی رُسوائی کی بات میں نے کہنے کو کہدی ہے ورنہ اللہ کی رحمت سے یقین ہے کہ میں رُسوا نہ ہوں گا تو ہی رُسوا ہوگا۔

[2] عزت۔ غلبہ اور عزت اللہ اور اُس کے غلاموں کے لئے ہے اِسی لئے آدمؑ باعزت بنے اور شیطان ذلیل ہوا۔ پاسخ۔ جواب۔ گفت فرعونش۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کاغذ اور قلمدان اور حکم میرا ہے۔

[3] اہلِ جہاں۔ جبکہ تمام لوگ مجھے پسند کرتے ہیں کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے کہ مجھے ناپسند کر رہا ہے۔ خود را خریدی خود را پسند کردی۔ شہر۔ مصر۔

[4] تموز۔ یعنی موسم گرما۔

www.pdfbooksfree.pk

جواب موسیٰ علیہ السلام مر فرعون را

حضرت موسیٰؑ کا فرعون کو جواب

گفت موسیٰ ایں مراد دستور[1] نیست — بندہ ام اِمہال تو مامور نیست

موسیٰؑ نے فرمایا اس کی مجھے اجازت نہیں ہے — میں (اللہ کا) غلام ہوں تجھے مہلت دینے کا حکم نہیں ہے

گر تو چیری و مرا خود یار نیست — بندہ فرمانم بدانم کار نیست

اگرچہ تو غالب ہے اور میرا کوئی دوست نہیں ہے — میں تو حکم کا غلام ہوں مجھے اس کے کوئی سر کار نہیں ہے

می زنم با تو بجد تا زندہ ام — مَن چہ کارہ نُصرتم مَن بندہ ام

جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے طاقت سے بھڑوں گا — مجھے مدد کا کیا کرنا ہے، میں تو غلام ہوں

می زنم تا در رسد حُکمِ خدا — کافگند ہر خصم از خصمی جُدا

جب تک اللہ کا حکم ہوگا میں مقابلہ کروں گا — وہی ہر لڑنے والے کو لڑائی سے جدا کرتا ہے

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰؑ کو فرعون کا جواب اور حضرت موسیٰؑ کے پاس وحی آنا

گفت[2] نے نے مہلتے باید نہاد — عشوہا کم دہ تو کم پیمائے باد

اس (فرعون) نے کہا نہیں مہلت مقرر کرنی چاہیے — تو فریب نہ دے فضول باتیں نہ بنا

حق تعالےٰ وحی کرد ش در زماں — مہلتے دہ مر دُرامہر اس ازاں

اللہ (تعالیٰ) نے اُن کو وحی بھیجی — اس کو مہلت دیدے اس سے نہ گھبرا

ایں[3] چہل روزش بدہ مہلت بطوع — تا سگالد مکرہا اُو نوع نوع

خوشی سے اس کو چالیس روز کی مہلت دیدے — تاکہ وہ قسم قسم کی مکاری سوچ لے

تا بکوشد اُو کہ نے من خفتہ ام — تیز رو گویش رہ بگرفتہ ام

تاکہ وہ کوشش کرلے کیونکہ میں بھی سو تو نہیں رہا ہوں — اس سے کہدے تیز چلیں میں نے بھی راستہ روک دیا ہے

حیلہاشاں را ہمہ برہم زنم — وانچہ افزایند من برکم زنم

ان کی سب تدبیروں کو درہم برہم کردوں گا — وہ جو کچھ بڑھائیں گے اسکو کمی پر ختم کردوں گا

آب را آرند من آتش زنم — نوش خوش گیرند من ناخوش کنم

وہ پانی لائیں گے، میں آگ لگا دوں گا — وہ اچھا شہد پئیں گے میں اسکو بدمزہ کردونگا

مہر پیوندند من ویراں کنم — آنکہ اندر وہم ناید آں کنم

وہ دوستیاں جوڑیں گے میں تباہ کردوں گا — جو خیال میں بھی نہ آئے میں وہ کروں گا

[1] دستور بحکم بالقبالہ اِمہال۔ مہلت دینا۔ چیرہ۔ غالب۔ بدانم کار۔ بآں مرا کار۔ جد۔ کوشش۔ من چہ کارہ یعنی مجھے اس سے بحث نہیں ہے کہ میری مدد ہوگی یا نہ ہوگی۔

[2] گفت نے نے۔ فرعون نے کہا۔ عشوہ۔ مکر۔ باد بیہودہ۔ فضول باتیں کرنا۔ مہراس۔ خوفزدہ نہ ہو۔

[3] ایں چہل۔ فرعون نے چالیس روز کی مہلت مانگی تھی فرمایا گیا کہ اُس کو مہلت دے دو اُس کو مکر کی تدبیریں سوچنے کا موقع دے دو میں اُس کی تمام تدبیروں کو بیکار کردوں گا۔

www.pdfbooksfree.pk

تو مترس و مُہلتے اش دِہ دراز
تو نہ ڈر، اور اُس کو بھی مُہلت دیدے

گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز
کہدے لشکر جمع کرلے اور تدبیریں کرلے

مہلت دادنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون را تا ساحراں

فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہلت دینا تاکہ وہ شہروں سے

را جمع از مدائن[۵۱] کُنند

جادوگروں کو جمع کرلے

گفت امر آمد برو مہلت ترا
فرمایا حکم آگیا، جا تجھے مُہلت ہے

من بجائے خود مُشدم رستی بلا
میں اپنی جگہ جاتا ہوں آگاہ، تو چھوٹ گیا

اُو ہمی شُد اژدہا اندر عَقب
وہ جارہے تھے، اژدھا پیچھے پیچھے (تھا)

چوں سگِ صیاد جُنباں کردہ دُم
شکاری کے کُتے کی طرح دُم ہلاتا ہوا

سنگ رامی کرد ریگ اُو زیرِ سُم
پانوں کے نیچے پتھر کو ریت بناتا ہوا

سنگ و آہن را بدم درمی کشید
پتھر اور لوہے کو سانس سے اندر کھینچتا تھا

خرد[۵۲] می خائید آہن را بدید
لوہے کو نمایاں طور پر باریک چبا جاتا تھا

در ہوا می کرد خود بالائے بُرج
فضا میں اپنے آپ کو بُرج سے اونچا کرتا تھا

کہ نہ ریمت می شد از وے رُوم و گرج
کہ اُس سے روم اور گرج (کے باشندے) بھاگتے تھے

کفک می انداخت چوں اشتر ز کام
مُنھ سے اونٹ کی طرح جھاگ پھینکتا تھا

قطرہ زاں بر ہر کہ می زد شد جُذام
جس پر اُس کا ایک قطرہ گرا اُسکو کوڑھ ہوگیا

ژغژغ دندانِ اُو دل می شکست
اُس کے دانتوں کی کڑکڑاہٹ دل پھاڑ رہی تھی

جانِ شیرانِ سیہ[۵۳] می شد ز دست
کالے شیروں کی جان ہاتھ سے نکلی جاتی تھی

چوں بقومِ خود رسید آں مجتبیٰ
جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہونچے

شِدقِ اُو بگرفت و باز اُو شد عصا
اُس کی باچھ پکڑی وہ پھر لاٹھی بن گیا

تکیہ بر وے کرد و می گفت اے عجب
اُنھوں نے اُسپر ٹیک لگائی اور کہہ رہے تھے تعجب ہے

پیشِ ما خورشید[۵۴] و پیشِ خصم شب
(یہ معجزہ) ہمارے لئے سورج اور دشمن کیلئے رات ہے

اے عجب چوں می نہ بیند ایں سپاہ
تعجب ہے یہ لشکر کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

عالمے پُر آفتابِ چاشتگاہ
دنیا کو جو چاشت کے وقت کے سورج سے بھری ہوئی ہے

---

۵۱ مدائن۔ مدینہ کی جمع ہے، شہر مُشدم۔ یعنی میں روانہ ہوا۔ رستی تجھے فی الحال نجات مل گئی ہے۔ ہمی شُد۔ یعنی حضرت موسیٰ قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ دُم۔ کتا محبت میں دُم ہلاتا ہے۔ سنگ۔ یعنی پتھروں کو چبا کر ریت بنا دیتا تھا۔ بدم۔ اژدہا اپنے سانس سے چیزوں کو اپنے مُنہ میں کھینچ لیتا ہے۔

۵۲ خُرد۔ یعنی لوہے کو چبا کر ریزہ ریزہ کر رہا تھا۔ بُرج۔ یعنی سر کو دو منزلہ مکان سے اونچا کر لیتا تھا۔ گرج۔ گرجستان کے رہنے والے۔ کلک۔ اس کے مُنہ سے اونٹ کی طرح جھاگ نکل رہے تھے اور وہ اسقدر زہریلے تھے کہ جس پر قطرہ پڑجاتا وہ کوڑھی بنجاتا۔

۵۳ ژغژغ۔ دانت پیسنے کی آواز۔ شیرانِ سیہ۔ کالا شیر بہت خوفناک ہوتا ہے۔ مجتبیٰ۔ منتخب یعنی حضرت موسیٰؑ۔ شِدق۔ باچھ، لبوں کا گوشہ۔

۵۴ خورشید۔ یعنی یہ سانپ کا معجزہ ہمارے لئے خورشید راہ ہدایت ہے اور دشمنوں کے لئے تاریک رات ہے جس میں اُن کو کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ اے عجب۔ فرعون کے لشکری اُس کی پہچان کی علامتوں کو کیوں نہیں دیکھ رہے ہیں اور اس روشن معجزے کے قائل کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

چشم[1] بازو گوش بازو ایں ذکا — خیرہ ام در چشم بندیِ خدا

آنکھیں کھلی ہیں اور کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت — میں اللہ (تعالیٰ) کی چشم بندی پر حیران ہوں

من از یشاں خیرہ ایشاں ہم زمن — از بہارے خار ایشاں من سمن

میں اُن سے حیران ہوں وہ بھی مجھ سے حیران ہیں، — (خدا کی) بہار سے وہ کانٹے ہیں میں پھول ہوں)

پیشِ شاں بُردم بسے جامِ رحیق — سنگ شد آبش بہ پیشِ آں فریق

میں اُن کے سامنے صاف شراب کے بہت سے جام لیکر گیا — اُس فریق کے سامنے اُس کا پانی پتھر بن گیا

دستہ گل بستم و بُردم بہ پیش — ہر گلے چوں خار گشت و نوشِ نیش

میں نے پھولوں کا گلدستہ بنایا اور سامنے لے گیا — ہر پھول کانٹا بن گیا اور شہد ڈنک (بن گیا)

آں[2] نصیبِ جانِ بیخویشاں بُود — چونکہ باخویش ند پیدا کے شود

وہ (جام) بے خودوں کی جان کا حصہ ہوتا ہے — چونکہ وہ خودی میں ہیں وہ کب ظاہر ہوتا ہے!

خفتہ بیدار باید پیشِ ما — تا بہ بیداری بہ بیند خوابہا

ہمارے آگے ایک سویا ہوا بیدار ہونا چاہیئے — تاکہ وہ خوابوں کو بیداری میں دیکھ لے

دشمنِ ایں خواب خوش شد فکرِ خلق — تا نخسپد فکرتش بستہ است حلق

لوگوں کا فکر (دنیوی) اِس اچھی خواب کا دشمن بن گیا — جب تک کہ اُس کا فکر نہ سو جائے، حلق بند ہے

حیرتے باید کہ رو بد فکر را — خورد حیرت فکر را و ذکر را

حیرت درکار ہے، تاکہ فکر کا صفایا کر دے — حیرت نے فکر اور ذکر کو نگل لیا ہے

ہر کہ کامل تر بود او در ہنر — او بمعنیٰ پس بصورت پیشتر

جو (دنیا کے) ہنر میں زیادہ کامل ہوتا ہے — وہ حقیقتاً پیچھے، بظاہر آگے ہے

راجعون[3] گفت و رجوع اینسان بود — کہ گلہ واگردد و خانہ رود

اللہ تعالیٰ نے) واپس ہونیوالے میں فرمایا اور واپس ہونا — کہ ریوڑ واپس ہو اور گھر جائے

چونکہ واگردید گلہ از مرغزار — پس قفد آں بز کہ پیش آہنگ بود

جب ریوڑ گھاٹ سے واپس لوٹتا ہے — (تو) وہ جانور پیچھے رہتا ہے جو آگے چلنے والا تھا

پیش افتد آں بز لنگ پس — اضحک الرجعیٰ وجوہ العابسین

پچھلی لنگڑی بکری آگے ہو جاتی ہے — واپسی نے منہ بنائے ہوئے لوگوں کے چہرے کو ہنسایا ہے

---

[1] چشم باز ہونے کے حواس اور ذہانت موجود ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اُنکی نظر بندی کر دی ہے۔ من از یشاں۔ فرعونی حضرت موسیٰؑ کے معاملہ سے حیران تھے۔ سمن چنبیلی کا پھول۔ جام رحیق۔ صاف شراب کا جام۔ سنگ شد۔ یعنی وہ شراب اُن کے پینے کے قابل نہ رہی۔ دستہ گل۔ میں اُن کے سامنے ہدایت کے گلدستے پیش کرتا ہوں مگر وہ پھول اُن کے لئے کانٹے بن جاتے ہیں۔

[2] آں۔ ہدایت کے جام اُن کا حصہ ہیں جو خودی کو فنا کر چکے ہوں خفتہ بیدار یعنی وہ شخص جو دنیا سے خفتہ ہو اور آخرت کے معاملہ میں بیدار ہو۔ تا بہ بیداری۔ خواب میں جو عالم بالا کی چیزیں نظر آتی ہیں اُس کو عالم بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں۔ دشمن۔ جو لوگ دنیاوی افکار میں مبتلا ہیں وہ اُن خوابوں سے محروم ہیں خلق یعنی معارف کے بگڑنے سے۔ حیرتے باید۔ مقام حیرت میں پہنچکر سالک نہ اللہ کے ذکر پر قادر رہتا ہے نہ دنیاوی فکر پر۔ ہر کہ کامل۔ جو لوگ دنیاوی معاملات میں ہنرمند ہیں وہ بظاہر دوسروں سے آگے ہیں لیکن حقیقتاً وہ پیچھے ہیں۔

[3] راجعون۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف واپس ہونیوالے ہیں۔ واپسی کا مطلب یہ ہے کہ بکریوں کا ریوڑ جو جنگل میں چرنے گیا ہے وہ گھر واپس لوٹے۔ مرغزار۔ چراگاہ یا پانی کے گھاٹ پر جانا۔ پس قفد۔ جو بکری جانے میں گلہ میں سب سے پیچھے ہوگی واپسی میں وہ آگے ہو جائیگی پیش آفتد۔ گلہ کے پلٹنے کے وقت جو اگلے جانور ہوتے ہیں وہ پیچھے ہو جاتے ہیں اور پچھلے جانور آگے ہو جاتے ہیں۔ اضحک۔ پیچھے رہنے کی وجہ سے انکو رنج تھا واپسی میں جب آگے ہو جائینگے تو خوش ہونگے۔

www.pdfbooksfree.pk

از گزافہ[1] کے شدند ایں قوم لنگ — فخر را دادند و نخریدند ننگ
یہ قوم خواہ مخواہ لنگڑی کب ہوئی ہے — انھوں نے فخر کو دیدیا ہے اور ذلت کو خریدا ہے

پا شکستہ می روند ایناں نہج — از حرج راہیست پنہاں تا فرج
وہ ہج کو شکستہ پا جاتے ہیں — تنگی سے، کشادگی کی طرف چھپا ہوا راستہ ہے

دل زدانشہا بشستند ایں فریق — زانکہ ایں دانش نداند آں طریق
اِس فریق نے دل سے عقلوں کو دھو ڈالا ہے — کیونکہ یہ عقل اُس راستہ کو نہیں جانتی ہے

دانشے باید کہ اصلش زاں سرست — زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست
وہ عقل چاہیئے جس کی اصل اُس جانب کی ہے — کیونکہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف راہنما ہے

ہر پرے بر عرضِ دریا کے پرد — تا لدن[2] علمِ لدنی می برد
ہر باز و دریا کی چوڑائی تک کب پرواز کر سکتا ہے — (اللہ کے) قرب تک علمِ لدنی لے جاتا ہے

پس چرا علمے بیاموزی بمرد — کش بباید سینہ را زاں پاک کرد
تو کسی مرد کو ایسا علم کیوں سکھاتا ہے — کہ اُس سے اُس کو سینہ پاک کر لینا چاہیئے

پس مجو پیشی ازیں سر لنگ باش — وقتِ واگشتن تو پیش آہنگ باش
تو اُس طرف کی پیش روی نہ چاہ، بلکہ ڈانوں ڈول جا — واپسی کے وقت تو پیشرو بن

آخرون السابقون باشے ظریف — بر شجر سابق بود میوہ لطیف
اے خوش مزاج آخر میں آنیوالوں اور بڑھ جانیوالوں (میں سے) بنجا — عمدہ میوہ درخت سے بڑھا ہوا ہوتا ہے

گرچہ میوہ آخر آید در وجود — اوّل ست اوز انکہ او مقصود بود
اگرچہ پھل وجود میں آخر میں آتا ہے — لیکن چونکہ وہ مقصود تھا لہٰذا وہ پہلے ہے

چوں[3] ملائک گوئی لا علم لنا — تا بگیرد دستِ تو علمتنا
تو فرشتوں کی طرح کہدے "ہمارے لئے علم نہیں ہے" — تاکہ "تو نے ہمیں" تیری دستگیری کرے

گر دریں مکتب ندانی تو ہجا — ہمچو احمد پُر ز نورِ حق بجا
اگر تو اِس مکتب میں ہجے نہیں جانتا ہے — تو عقل کے نور سے (حضرت) احمدؐ کی طرح پُر ہو جائیگا

گر نباشی نامدار اندر بلاد — گم نہ و اللہ اعلم بالرشاد
اگر تو شہروں میں مشہور نہیں ہوگا — تو کھویا ہوا نہیں ہے اور خدا بھلائی کو خوب جانتا ہے

---

[1] از گزافہ۔ اولیاء دنیوی معاملات میں اپنے آپ کو جان بوجھ کر پیچھے رکھتے ہیں۔ پا شکستہ۔ بے سر و سامانی میں عبادتگزاری کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مشقتیں برداشت کرنے سے ہی آخروی راحتیں میسر آئینگی۔ دل زدانشہا۔

(شعر)

از مردم عقل دور اندیشش را — بعد از بیں دیوانہ سازم خویشش را

دانشے۔ عالمِ آخرت کی عقل درکار ہے وہی عالمِ آخرت کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ دریا۔ دریائے حقیقت۔

[2] لدن۔ یعنی قربِ حق۔ علمِ لدنی۔ وہ علم جو براہ راست ذاتِ باری سے حاصل ہوا ہو۔ علمے۔ یعنی وہ علم جو محض عقلی دلائل سے حاصل کیا گیا ہو کتاب و سنت سے اُس کا تعلق نہ ہو پس۔ دنیاوی مشاغل میں پسماندگی بہتر ہے واپسی میں سبقت حاصل ہو جائیگی آخرون۔ حدیث شریف نحن الآخرون السابقون۔ ہم دنیا میں تمام اُمتوں سے بعد میں ہیں قیامت میں سب سے آگے ہوں گے۔ بر شجر۔ باوجود زمانی تاخر کے پھل کو درخت پر شرافت کا تقدم حاصل ہے۔

[3] چوں ملائک۔ فرشتوں نے امتحان کے وقت آخر میں کہا تھا لا علم لنا الا ما علمتنا ہمیں صرف وہ علم حاصل ہے جو تو نے ہمیں سکھایا ہے لہٰذا اگر انسان بھی دنیا کے مکر و فریب کے علم سے خالی ہوگا اُس کو علمتنا یعنی علمِ خداوندی حاصل ہو جائے گا۔ گر دریں مکتب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے دنیا کے کسی مکتب میں تعلیم نہ پائی تھی۔ بجلی۔ عقل۔

www.pdfbooksfree.pk

اندراں[1] ویراں کہ آں معروف نیست
اُس ویرانہ میں جو مشہور نہیں ہے

از برائے حفظِ گنجینہ زر است
حفاظت کے لئے سونے کا خزانہ ہے

موضعِ معروف کے بنہند گنج
مشہور جگہ خزانہ کب رکھتے ہیں

زیں قبل آمد فرج در زیرِ رنج
اسی طرح یہ ہے کہ کشادگی رنج کے نیچے ہے

خاطر[2] آرد بس شکال اینجا دلیک
دل اس جگہ بہت اشکالات پیش کرتا ہے لیکن

بگسلد اشکال را استورِ نیک
عمدہ گھوڑا پچھاڑی کو توڑ ڈالتا ہے

ہست عشقش آتشے اشکال سوز
اس کا عشق اشکالات کو پھونکنے والی آگ ہے

ہر خیالے را بروبد نورِ روز
دن کی روشنی ہر وہم کو صاف کر دیتی ہے

ہم ازاں سو جو جواب اے مرتضیٰ
اے برگزیدہ! اس ہی جانب سے جواب تلاش کر

کایں سوال آمد ازاں سو مر ترا
کیونکہ یہ سوال اُدھر ہی سے تیرے پاس آیا ہے

گوشۂ بے گوشۂ دل شہرہے ست
دل کی بے گوشہ خلوت گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے

تاب لا شرقی ولا غربی از مہے ست
نہ مشرقی ہے نہ مغربی، کی روشنی ایک عظیم چاند کی جانب سے ہے

تو ازیں سو وازاں سو چوں گدا
تو اِدھر سے اور اُدھر سے فقیر کی طرح ہے

اے کہ معنیِ چہ می جوئی صدا
اے وہ کہ تو خود معنی ہے! گونج کو کیا ڈھونڈتا ہے؟

ہم[3] ازاں سو جو کہ وقتِ دردِ تو
یہ بھی اسی جانب تلاش کر جس طرف کہ تو درد کے وقت

می شوی در ذکرِ یارَبِّی دوتو
یارَبِّی کے ذکر میں دُھرا ہوتا ہے

وقتِ مرگ و دردِ آں سو می حمی
موت اور تکلیف کے وقت تو اس جانب جھکتا ہے

چونکہ دردت رفت چونی اعجمی
جب تیرا درد رفع ہو گیا تو کیوں گونگا ہے؟

وقتِ محنت می بری زا للہ تو
مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے

چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو
جب مصیبت ختم ہو گئی تو کہتا ہے راستہ کدھر ہے؟

در زمانِ درد و غم یادش کنی
درد اور رنج کے وقت تو اس کو یاد کرتا ہے

چوں شدی خوش باز بر غفلت تنی
جب تو خوش ہوتا ہے پھر غفلت برتتا ہے

---

[1] اندراں۔ خزانہ غیر مشہور ویرانہ میں دفن کیا جاتا ہے اسی طرح حضرت حق اپنی امانت ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتے ہیں جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔ زیں قبل۔ جس طرح خزانہ غیر معروف ویرانہ میں ہوتا ہے اسی طرح خوشی غم میں مخفی ہوتی ہے اور سہولت تنگی کے ساتھ ہوتی ہے۔

[2] خاطر آرد۔ یہاں طبیعت میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء اور بہت سے اولیاء مشہور شخصیتیں ہیں تو پھر یہ کہنا کہ خزانہ غیر معروف ویرانہ میں ہوتا ہے کیسے صحیح ہوگا۔ بگسلد۔ اسی طرح ذہن انسان اس اشکال کا جواب دے دیگا کہ اگر شہرت مقصود بن جائے تو مضر ہے اور اگر فقر و مسکنت کے باوجود منجانب اللہ ہو تو وہ قبولیت کے منافی نہیں ہے۔ ہست۔ اشکالات کا عقلی جواب دینے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ عشق کی آگ دل میں روشن کی جائے وہ ہر طرح کے اشکالات کو ختم کر دیتی ہے۔ ہم ازاں سو۔ جو اشکال دل میں پیدا ہو اس کا جواب بھی دل ہی میں تلاش کرنا چاہیئے۔ گوشہ دل کے گوشہ میں جو فہم پیدا ہوتا ہے وہ حق کی عطا ہے۔ تو ادھر سو۔ انسان اپنے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس پر اسرار کھلتے ہیں۔

[3] ہم ازاں سو۔ درد کے وقت انسان یارَبِّی کہتا ہوا خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اشکال کا جواب بھی اسی جانب سے حاصل کرنا چاہیئے۔ وقتِ مرگ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ۔ جب انسان کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ اللہ کو پکارتا ہے اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔ پھر جب وہ اس کو نعمت عطا کرتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے اس کو جو کہ وہ اس سے مانگتا تھا۔ اعجمی۔ یعنی اس طرح اب یاد نہیں کرتا ہے جس طرح کہ رنج کے وقت یاد کرتا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں[1] ازاں آمد کہ حق را بے گماں
یہ اس وجہ سے ہے کہ حق کو یقین کے ساتھ

ہر کہ بشناسد بُود دائم بَراں
جو شخص پہچان لیتا ہے ہمیشہ اُس پر قائم رہتا ہے

وانکہ در عقل و گماں ہستش حجیب
اور وہ شخص جسکی عقل اور گمان پر پردہ ہے

گاہ پوشیدہ است گہ بدریدہ جیب
کبھی (اللہ تعالےٰ اسکے لئے) پوشیدہ ہے کبھی وہ گریبان چاک کرتا ہے

عقلِ جُزوی گاہ چیرہ گہ نگوں
دنیوی عقل کبھی غالب ہے کبھی سرنگوں ہے

عقلِ کُلّی ایمن از ریبُ المنوں
کامل عقل زمانہ کے حوادث سے محفوظ ہے

عقل بفروش و ہُنر حیرت بخر
عقل اور ہنر کو بیچ دے حیرت کو خرید لے

رَو بخواری نے بُخارا اے پسر
اے بیٹا! خواری کی طرف چل نہ کہ بُخارا کی طرف

تا بخارائے دگر بینی دروں
تاکہ تو اپنے اندر دوسرا بخارا دیکھے

ساکنانِ مخفلش لا یفقھون[2]
اس (بخارا) کی محفل کے لوگ "نہیں سمجھتے ہیں"

ما چو خود را در سخن آغشتہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو باتوں میں اسقدر آلودہ کیا ہے

کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم
کہ قصوں کی وجہ سے ہم افسانہ بن گئے ہیں

من عدم وافسانہ کردم در حنین
میں گریہ وزاری میں معدوم اور افسانہ بنا ہوں

تا تقلّب یابم اندر ساجدین
تاکہ میں سجدہ کرنیوالوں میں نشست برخاست حاصل کروں

ایں حکایت نیست پیشِ مردکار
کام کے آدمی کے سامنے یہ کہانی نہیں ہے

وصفِ حال ست و حضورِ یارِ غار
حالت کا بیان ہے اور دوست کی دربارداری ہے

آں اساطیرِ اوّلیں کہ گفت عاق
نافرمان نے جو اگلے لوگوں کے قصے کہا

حرفِ قرآں را بدید آثارِ نفاق
قرآن کے حروف کو (یہ) نفاق کے آثار تھے

لامکانے[3] کاندراں نورِ خداست
وہ لامکان جس میں خدا کا نور ہے

ماضی و مستقبل و حال از کجاست
اس میں ماضی اور مستقبل اور حال کہاں ہے؟

ماضی و مستقبلش نسبت بہ تو ست
اس کی ماضی اور مستقبل تیرے اعتبار سے ہے

ہر دو یک چیز اند و بنداری کہ دو ست
وہ دونوں ایک چیز ہیں تو سمجھتا ہے کہ دو ہیں

اور اپنے احوال کا بیان کر رہا ہوں اور اُن کا مقصد جو عالی اللہ ہے اُسکو وہ علوم نہ سمجھنا جس سے میں روک رہا ہوں۔ اُن منافقوں نے قرآن کو بھی محض پچھلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیا اور ان قصوں کا جو مقصود تھا اُسکو نہ سمجھے اسی طرح میری کتاب کا حال ہے ——— [3] لامکانے۔ قرآن ایک صفت خداوندی ہے جو زمان و مکان سے بالاتر ہے۔ وہاں ماضی و مستقبل کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ماضی و مستقبلش۔ قرآن کے اعتبار سے ماضی و مستقبل دو چیزیں نہیں ہیں تو ان کو دو سمجھتا ہے اور تیرے اعتبار سے وہ دو چیزیں ہیں نسبت کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں ایک شخص ایک کی نسبت سے باپ ہے وہی شخص دوسرے کے اعتبار سے بیٹا ہے چھت کسی کے اعتبار سے نیچے ہے کسی کے اعتبار سے اوپر ہے۔

[1] ایں ازاں یعنی یہ کیفیت اسلئے ہے کہ خدا پر پورا یقین نہیں ہے ورنہ اُس کا رجوع الی اللہ دائمی ہوتا۔ وانکہ جس کے دل اور عقل پر پردہ ہوتا ہے کبھی ذاتِ باری اُس کیلئے پوشیدہ ہوتی ہے اور وہ اُس کے راستہ سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے اور کبھی اُس کی یاد میں گریبان چاک کرتا ہے۔ عقلِ جزوی۔ دنیاوی عقل۔ عقلِ کلی۔ وہ عقل جو منجانب اللہ عطا ہو جائے۔ ریب المنون۔ حوادثِ زمانہ۔ حیرت سالک کے لئے ایک ایسا مقام آتا ہے کہ انوار و تجلیات کی فراوانی سے وہ مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے اور اُسکو نہ ذکر کا خیال رہتا ہے نہ فکر کا۔ خواری یعنی فنا ہستی موہوم۔ بُخارا۔ مولانا کے دور میں بخارا شہر تمدنی ترقیات کا گہوارہ تھا اور علماء ظاہر کا وہاں مجمع تھا۔ بخارائے دگر۔ مجاہدات کے بعد انسان کا قلب معارف و اسرار کا گنجینہ بن جاتا ہے۔

[2] لا یفقھون۔ وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ محفلش۔ ضمیر ش کو مترجمین نے بخارائے دگر جو کہ قریب ہے کی طرف لوٹایا ہے اور لا یفقھون کا ترجمہ فرمایا ہے کہ انہیں ظاہری اور دنیاوی تفقہ نہیں ہے لیکن قرآن میں یہ لفظ عموماً کور باطن لوگوں کیلئے بولا گیا ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شعر کے مخاطب کی طرف ضمیر لوٹائی جائے اور یہ مطلب لیا جائے کہ اُن ظاہری علماء میں دین کی حقانیت نہیں رہی ہے ایں حکایت میں جو قصے سنا رہا ہوں یہ گذشتہ لوگوں کے قصے نہیں ہیں بلکہ تمہارے

www.pdfbooksfree.pk

یک تنے اُورا پدر مارا پسر
ایک شخص اُس کے لئے باپ ہمارے لئے بیٹا ہے

بام زیرِ زید و بر عمرو آں زبر
بالاخانہ زید کے نیچے ہے اور وہ عمرو کے اوپر ہے

نسبتِ زیر و زبر شد زاں دو کس
دو شخصوں کے اعتبار سے اونچے نیچے کی نسبت بنی

سقف سوئے خویش یک چیز ست و بس
چھت اپنے اعتبار سے صرف ایک چیز ہے

نیست[1] مثلِ آں مثال ست ایں سخن
اسکا کوئی مثل نہیں ہے یہ بات ایک مثال ہے

قاصر از معنیِ نو حرفِ کہن
نئے نکتے سے، پرانے الفاظ کوتاہ ہیں

چوں لبِ جو نیست مشکا لب بند
چونکہ دریا کا کنارا نہیں ہے اے مشک! لب بند کر لے

بے لب و ساحل بُدست ایں بحرِ قند
یہ شکر کا دریا بے کنارا اور بے ساحل ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ

سوئے فرعونِ مُدمّغ تا چہ کرد
مُتکبر فرعون کی جانب کہ اُس نے کیا کیا؟

فرستادنِ فرعون بمدائن در طلبِ ساحراں

فرعون کا جادوگروں کو بُلانے کے لئے شہروں کی طرف آدمیوں کو روانہ کرنا

چونکہ موسیٰؑ باز گشت و او بماند
جب موسیٰؑ واپس ہو گئے اور وہ رہ گیا

اہلِ رای و مشورت را پیش خواند
(تو) رائے اور مشورے والوں کو طلب کیا

مجتمع گشتند و بفشردند[2] پائے
وہ جمع ہو گئے اور انھوں نے پاؤں جمائے

ہر کسے کردند عرضِ فکر و رائے
ہر شخص نے ایک خیال اور رائے پیش کی

عاقبت ہامانِ بے سامان و دُوں
بالآخر ہامان بے سامان اور ذلیل نے

رائے پیش آورد و کردش رہنموں
رائے پیش کی اور اُس کی رہنمائی کی

کای[3] شہ شاہِ ظفر چوں غم فزود
اے بادشاہ فتحمندی کے شاہ! چونکہ فکر بڑھ گیا ہے

ساحراں را جمع باید کرد زود
جادوگروں کو جلد جمع کرنا چاہیے

در ممالک ساحراں داریم ما
ہمارے ممالک میں جادوگر ہیں

ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
ہر ایک جادو میں یکتا اور پیشوا ہے

مصلحت آنست کز اطرافِ مصر
مناسب یہ ہے کہ مصر کے چاروں طرف سے

جمع آرد شاں شہ و صرّافِ مصر
بادشاہ اور مصر کا منتظم اُن کو جمع کرے

اُو بسے مردم فرستاد آں زماں
اُس نے فوراً بہت سے آدمی روانہ کر دیئے

ہر نواحی بہرِ جمعِ جادواں
ہر جانب جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے

---

[1] نیست۔ خدا کی ذات و صفات کو مثالوں سے سمجھنا ممکن نہیں کیونکہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ بحر۔ یعنی اسرارِ خداوندی۔ مشکا۔ اے مشک۔ بحرِ قند۔ خدائی اسرار۔ بازگشت۔ یعنی فرعون کی مجلس سے۔

[2] بفشردند پای۔ یعنی اطمینان سے کھڑے ہو گئے۔ ہامان۔ فرعون کا مشہور وزیر تھا۔

[3] کای۔ اے فتحمند۔ قرآن پاک میں ہے قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ یعنی فرعون نے اپنے درباریوں سے جو اس کے چاروں طرف بیٹھے تھے کہا اس میں شک نہیں کہ یہ کوئی بڑا ماہر جادوگر ہے، چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کرے، تم لوگ کیا صلاح دیتے ہو۔ درباریوں نے عرض کیا موسیٰؑ اور اُس کے بھائی کے معاملہ کو چند روز ملتوی رکھیں اور شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے کیلئے ہرکارے روانہ کریں، وہ لوگ آپ کے پاس ہر بڑے ماہر جادوگر کو لے آئیں۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر طرف کہ ساحرے بدنامدار
جس طرف بھی کوئی مشہور جادوگر تھا

کرد پراں سوئے او دو پیک کار[51]
اس کی جانب دو کارآمد قاصد روانہ کر دیئے

دو جواں بودند ساحر مشتہر[52]
دو جوان مشہور جادوگر تھے

سحر ایشاں در دلِ مہ مستمر
اُن کی جادوگری چاند میں (بھی) جاری تھی

شیر دوشیدہ ز شیرانِ شکار[52]
شکاری شیروں سے انھوں نے دودھ دوہا تھا

در سفرہا رفتہ بر خمے سوار
وہ مٹکے پر سوار ہو کر سفروں میں گئے تھے

شکلِ کرپاسے نمودہ ماہتاب[52]
چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھاتے

آں بہ پیمودہ فروشیدہ شتاب
اس کو فوراً ناپ کر فروخت کر دیتے

سیم بردہ مشتری آگہ شدہ
لٹا ہوا خریدار (حقیقت سے) آگاہ ہو کر

دست از حسرت بر خہا بر زدہ
افسوس سے منہ پیٹتا

صد ہزاراں ہم چنیں در جادوی
اس طرح لاکھوں جادوگری میں

بودہ منشی و نبودہ چوں روی[53]
وہ موجد تھے اور قافیہ کی طرح نہ تھے

صد ہزاراں جادو سیہا جنسِ ایں
اس طرح کی لاکھوں جادوگریاں تھیں

بودہ ایشاں را ہمہ دیدہ مبیں
(اور) اُن کو سب نے کھلم کھلا دیکھا تھا

چوں بدیشاں آمد آں پیغامِ شاہ
جب اُن کے پاس بادشاہ کا پیغام آیا

کز شما شاہ است اکنوں چارہ خواہ
کہ اب بادشاہ تم سے تدبیر کا خواہاں ہے

از پئے آں کہ دو درویش آمدند
اس لئے کہ دو فقیر آئے ہیں

بر شہ و بر قصرِ او موکب زدند
انھوں نے بادشاہ اور اُس کے قلعہ پر ڈیرہ جمالیا ہے

نیست با ایشاں بغیر یک عصا
اُن کے پاس سوائے ایک لاٹھی کے کچھ نہیں ہے

کہ ہمیگردد بامرش اژدہا
جو اُن کے حکم سے اژدہا بن جاتی ہے

شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
بادشاہ اور فوج سب عاجز آگئے ہیں

زیں دو کس جملہ بافغاں آمدند
اِن دونوں سے سب نالاں ہیں

چارہ جویاں بندہ را پیشِ شما
تدبیر کا طالب بن کر خادم کو تمہارے پاس

شاہ ازاں ارسال فرمود ست تا
بادشاہ نے اِس لئے بھیجا ہے تاکہ

چارہ سازید اندر دفعِ شاں
اُن کے دفع کرنے کی تدبیر کرو

گنجہا بخشد عوض شہ بیکراں
بادشاہ بدلے میں لاتعداد خزانہ بخش دے گا

---

[51] پیک۔ قاصد۔ دردِ دل پر سحر کا اثر عموماً سفلیات پر پڑتا ہے علویات متاثر نہیں ہوتی ہیں لیکن اُنکا کمال تھا کہ علویات کو بھی جادو سے متاثر کر دیتے تھے۔

[52] شیر۔ یعنی وہ دونوں اس قدر ماہر جادوگر تھے کہ جادو کے ذریعہ شیروں کا دودھ دوہکر دکھا دیتے تھے اور مٹکے پر سوار ہو کر سفر طے کرتے تھے۔

[52] ماہتاب۔ چاندکی چاندنی کا کپڑا بنا کر اُسکو فروخت کر دیتے خریدار جب گھر پہونچتا تو کچھ نہ ہوتا اور وہ حسرت سے منہ پیٹتا۔ روی۔ قافیہ کا اصلی حرف یہاں قافیہ مراد ہے، قافیہ پہلے مصرع کے آخری حروف کے تابع ہوتا ہے لہذا تابع کے معنی میں ہے، یعنی وہ دونوں جادوگری میں مجتہد تھے کسی کے مقلد نہ تھے۔

[53] منشی۔ آغاز کرنے والا۔ اپنے دماغ سے کوئی بات پیدا کرنے والا۔ دو درویش۔ یعنی حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ۔ قصر۔ قلعہ۔ موکب۔ جلوسِ شاہی، لشکر۔ افغاں۔ فغان، فریاد۔ عوض۔ یعنی اگر تم نے اُس کو ہرا دیا تو بادشاہ بہت انعام دے گا۔

www.pdfbooksfree.pk

چارۂ می باید اندر ساحری
جادو گری میں کوئی تدبیر چاہیئے
تا بُود کہ زیں دو ساحر جاں بَری
تاکہ ان دونوں جادوگروں سے جاں بری ہو

آں دو ساحر را چو ایں پیغام داد
جب اُن دونوں جادوگروں کو یہ پیغام دیا
ترس[1] و مہری در دلِ ہر دو[2] فتاد
خوف اور محبت دونوں کے دل میں آئی

عِرقِ[3] جنسیت چو جنبیدن گرفت
ہم پیشہ ہونے کی رگ جب پھڑکنی شروع ہوئی
سَر بزانو بر نہادند از شگفت
تعجب سے دونوں سوچ میں پڑ گئے

چوں دبیرستانِ صوفی زانوست
چونکہ صوفی کا مکتب زانو ہے
حلِّ مشکل را دو زانو جادوست
مشکل کو حل کرنے کیلئے زانو جادو ہے

استفسار کردنِ ہر دو[2] ساحر از مادر گورِ پدر را و پرسیدن از روانِ او حقیقتِ موسیٰ[4] را

دونوں جادوگروں کا ماں سے باپ کی قبر کو دریافت کرنا اور اُن کا اُس کی روح سے حضرت موسیٰؑ کی اصلیت دریافت کرنا

بعد ازاں گفتند اے مادر بیا
اُس کے بعد اُنھوں نے کہا ماں! آجا
گورِ بابا کو تو ما را رہنما
باوا کی قبر کہاں ہے؟ تو ہماری رہنمائی کردے

بُردشاں بر گورِ او بنمودہ راہ
وہ اُنکو اُس کی قبر پر لے گئی، راستہ دکھایا
پس سہ روزہ داشتند از بہرِ شاہ[5]
پھر اُنھوں نے بادشاہ کی خاطر تین روزے رکھے

بعد ازاں گفتند اے بابا بما
اُس کے بعد اُنھوں نے کہا اے باوا! ہمیں
شاہ پیغامے فرستاد از وجا[3]
بادشاہ نے خوف سے ایک پیغام بھیجا ہے

کہ دو[2] مرد او را بہ تنگ آوردہ اند
کہ دو شخصوں نے اُس کو تنگ کردیا ہے
آبرو ریش پیشِ لشکر بُردہ اند
لشکر کے رُوبرو اُس کی آبروریزی کردی ہے

نیست با ایشاں سلاح و لشکرے
اُن کے ساتھ ہتھیار اور لشکر نہیں ہے
جز عصا و در عصا شور و شرے
لاٹھی کے علاوہ، اور لاٹھی میں شور و شر ہے

تو جہانِ راستاں در رفتہ
تو سچوں کے عالم میں چلا گیا ہے
گرچہ در صورت بخاکے خفتہ
اگرچہ بظاہر مٹی میں سویا ہوا ہے

آں اگر سحرست مارا دہ خبر
اگر وہ جادو ہے تو ہمیں بتادے
ور خدائی باشد اے جانِ پدر
اور اگر خدائی بات ہے اے ابا جان!

---

[1] ترس۔ خوف۔ ان دونوں پر خوف اس بنا پر طاری ہوا کہ جب اُن دو فقیروں نے بادشاہ اور پورے لشکر کو خوفزدہ کردیا ہے تو کس قدر طاقت ہوگی۔ مہر۔ محبت اس لئے پیدا ہوئی کہ باوجود اس طاقت کے جب وہ ظاہری شان و شوکت سے خالی ہیں تو خدا کے نیک بندے ہوگئے۔

[2] عرق۔ رگ۔ جنسیت۔ ہم جنس ہونا، ہم پیشہ ہونا یہ دونوں بھی جادوگر تھے اور حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ نے بھی اُن کی جادوگری کیطرح کا معجزہ پیش کیا تھا۔ سر بزانو نہادن۔ غور و فکر کرنا۔ دبیرستان۔ مکتب، مدرسہ۔ روان۔ روح۔

[3] بہرِ شاہ۔ بادشاہ کے معاملہ میں اُن کو روزے رکھنے پڑے تاکہ باپ کی روح سے حضرت موسیٰ کی حقیقت معلوم کرسکیں۔

[4] وجا۔ خوف۔ دو مرد یعنی حضرت موسیٰ و ہارونؑ علیہما السلام۔ شور و شر۔ کیونکہ اُس لاٹھی نے اژدہا بنکر سب کو ڈرادیا تھا۔ جہانِ راستاں۔ عالمِ آخرت۔ خاک۔ یعنی قبر۔ در خدائی۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کا اژدہا بننا منجانب اللہ کوئی معجزہ ہے تو بھی بتادے تاکہ ہم اُس کی تعظیم کریں۔

www.pdfbooksfree.pk

ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم
یہ بھی بتا دے تاکہ ہم سجدہ کریں

خویش را بر کیمیائے[1] بر زنیم
اپنے آپ کو کیمیا سے وابستہ کر دیں

نا اُمید انیم اُمیدے رسد
ہم مایوس ہیں، اُمید پیدا ہو جائے

در شبِ دیجور خورشیدے رسد
اندھیری رات میں سورج نکل آئے

از ضلال آئیم در راہِ رشد
ہم گمراہی سے، راہِ ہدایت پر آجائیں

راند گانیم و کرم ما را کشد
ہم مردود ہیں، اور کرم ہمیں کھینچ لے

جواب گفتنِ ساحرِ مُردہ با فرزندانِ خود

مُردہ جادوگر کا اپنے لڑکوں کو جواب دینا

گفت[2] شاں در خواب کائے اولادِ من
اُس نے اُن سے خواب میں کہا، اے میرے بچو!

نیست ممکن ظاہر ایں را دم زدن
اِس میں کھل کر بات کرنا ممکن نہیں ہے

بانگ زد اے جان و فرزندانِ من
اُس نے پکارا اے میری جان اور بچو!

نیست پیدا گفتن ایں را مُر تہن
اِس کو صاف صاف بتانا قابو میں نہیں ہے

فاش و مُطلق گفتنم دستور نیست
کھلم کھلا اور صاف کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے

لیک راز از پیشِ چشمم دور نیست
لیکن راز میری آنکھوں سے دور نہیں ہے

لیک بنمایم شما را آیتے
لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں

تا شوید آگہ ز سرِّ کینتے
تاکہ تم پوشیدہ بات کے راز سے باخبر ہو جاؤ

یک نشانے وانمایم با شما
میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں

تا شود پیدا شما را ایں خفا
تاکہ یہ پوشیدگی تم پر کھل جائے

نورِ چشمانم چو آں جا گہ رسید
میرے نورِ چشمو! جب تم وہاں جاؤ

از مقامِ خفتنش آگہ شوید
اُس کے سونے کی جگہ معلوم کر لو

آں[3] زماں کہ خفتہ باشد آں حکیم
جب وہ دانا سویا ہوا ہو (تو)

آں عصا گیرید و بگذارید بیم
وہ لاٹھی لے لو اور خوف کو چھوڑ دو

گر بدزدیدش عصا اُو ساحر ست
اگر تم نے اُس کی لاٹھی چرالی تو وہ جادوگر ہے

چارۂ ساحر شما را حاضر ست
جادوگر کا علاج تمہارے پاس موجود ہے

ورنہ بتوانید ہاں آں ایزد ست
اگر تم نہ اٹھا سکو تو خبردار! وہ خدائی ہے

اُو رسولِ ذُوالجلال و مُہتدیست
وہ اللہ کا رسول اور ہدایت یافتہ ہے

---

[1] کیمیا۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کا اتباع۔ نا امید یم۔ یعنی اِس وقت ہم جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اپنے سیاہ کارناموں کی وجہ سے مایوس ہیں۔ ہمارے لئے آفتابِ ہدایت طلوع ہو جائے۔

[2] گفت شاں۔ اُن کے مردہ باپ کی روح نے خواب کی حالت میں کہا۔ اِس بارے میں صاف صاف بتانا ممکن نہیں ہے یہ پوشیدہ بات مجھے معلوم ہے لیکن بتانے کی اجازت نہیں ہے ایک علامت بتائے دیتا ہوں جس سے تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ جادو ہے یا معجزہ۔ کینت۔ پوشیدہ بات۔

[3] آں زماں۔ سحر اور معجزہ میں یہ فرق ہے کہ سحر کا تعلق محض ساحر کی توجہ اور تصرف سے ہے اور معجزہ کا تعلق نبی کی توجہ اور ہمت سے نہیں ہے بلکہ وہ خدائی ارادہ کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا ہے لہذا جادوگر کی غفلت کے وقت سحر کا کوئی اثر نہیں رہتا اور نبی کی نیند اور غفلت سے معجزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے وہ معجزہ قائم رہتا ہے۔ ساحر ست۔ کیونکہ اُسکی نیند نے سحر کے اثر کو باطل کر دیا اور چور کو چرانے پر قدرت ہو گئی۔

www.pdfbooksfree.pk

گر جہاں[1] فرعون گیرد شرق و غرب — سرنگوں آید خدا را گاہِ حرب
اگر فرعون مشرق اور مغرب (پورا جہان) حاصل کرلے — لڑائی کے وقت اللہ کے سامنے اوندھا ہو جائیگا

ایں نشانِ راست دادم جانِ باب — بر لویس اللہُ اَعلَمُ بِالصَّواب
باپ کی جان! میں نے یہ سچی نشانی دیدی — لکھ لے، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

جانِ بابا چوں بخسپد ساحرے — سحر و مکرش را نباشد رہبرے
جانِ پدر! جب کوئی جادوگر سو جاتا ہے — اس کے جادو اور مکر کا کوئی رہبر نہیں ہوتا

چونکہ خفت او جہدِ او ساکن شود — گرگ را آنجا اُمید و رہ کجاست
جب گڈریا سو گیا، بھیڑیا مطمئن ہو جاتا ہے — جب وہ سو گیا اس کی کوشش ٹھہر گئی

لیک حیوانے کہ چوپانش خداست — گرگ را آنجا اُمید و رہ کجاست
لیکن وہ جانور جس کا خدا نگہبان ہے — بھیڑیئے کو وہاں اُمید اور راستہ کہاں ہے؟

جادوی کہ حق کند حق ست و راست — جادوی خواندن مر آں حق را خطاست
جو جادو خدا کرے وہ حق اور درست ہے — اس صحیح بات کو جادو کہنا ہی غلطی ہے

جانِ بابا ایں نشانِ قاطع ست — گر بمیرد[2] نیز حقش رافع ست
جانِ پدر! یہ قطعی علامت ہے — اگر وہ مر بھی جائے تو خدا اس کو بلند کرنیوالا ہے

تشبیہ کردن قرآنِ مجید را بعصائے موسیٰؑ و وفاتِ مصطفیٰ علیہ السلام را تشبیہ نمودن بخوابِ موسیٰؑ و قاصد آن تغییر قرآن را بآں دو ساحر بچہ کہ قصدِ بردنِ عصائے موسیٰؑ کردہ بودند چوں موسیٰؑ را خفتہ یافتند

قرآنِ مجید کو عصائے موسیٰؑ سے تشبیہ دینا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو حضرت موسیٰؑ کے سونے سے تشبیہ دینا اور قرآن میں تغیر کرنے والوں کو اُن دو جادوگر بچوں کے ساتھ تشبیہ دینا جنھوں نے حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کو چرانے کا ارادہ کیا جبکہ حضرت موسیٰؑ کو سویا ہوا پایا

مصطفیٰؐ را وعدہ کرد الطافِ حق — گر بمیری تو نمیرد[3] ایں سبق
اللہ کی مہربانیوں نے مصطفیٰؐ سے وعدہ کیا ہے — اگر تمہاری وفات ہو گئی تب بھی تو یہ سبق فنا نہ ہوگا

من کتاب و معجزت را حافظم — بیش و کم کن رازِ قرآں را فضم
میں تیری کتاب اور معجزے کا نگہبان ہوں — میں قرآن میں زیادتی اور کمی کرنیوالے کا مخالف ہوں

[1] گر جہاں۔ اگر معجزہ ہے تو فرعون مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے گا بلکہ ذلیل ہوگا چونکہ گڈریا بیداری میں حفاظت کر سکتا ہے جب سو جاتا ہے تو اس کی حفاظت ختم ہو جاتی ہے۔ خدا تو معجزہ کا تعلق خدا سے ہے وہاں غفلت کا کوئی تصور نہیں ہے لہٰذا اس کی حفاظت مکمل ہے۔

[2] گر بمیرد۔ موت سے نیند مراد لی جائے ورنہ عموماً... انبیاء کے معجزات کا تعلق بھی اُن کی حیات سے ہے۔ تشبیہ۔ قرآن کو عصائے موسیٰؑ اور حضورؐ کی وفات کو حضرت موسیٰؑ کے سونے اور قرآن میں تغیر و تبدل کرنے والوں کو اُن دو جادوگر بچوں کے مشابہ سمجھو۔

[3] نمیرد۔ اللہ نے قرآن میں قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

من ترا در ہر دو عالم رافعم[1]
میں تجھے دونوں جہان میں بلند کرنے والا ہوں

طاغیاں را از حدیثت دافعم
سرکشوں کو تیری حدیث سے دفع کرنیوالا ہوں

کس نیارد بیش و کم کردن درو
اُس میں کوئی کمی اور زیادتی نہیں کرسکتا

توبہ از من حافظے دیگر مجو
تو مجھ سے بہتر محافظ کی جستجو نہ کر

رونقت را روز روز افزوں کنم
میں تیری رونق دن بدن بڑھاؤں گا

نامِ تو بر زر و بر نقرہ زنم
تیرا نام سونے اور چاندی پر کندہ کروں گا

منبر و محراب سازم بہرِ تو
میں تیرے لئے منبر اور محراب بناؤنگا

در محبت قہرِ من شد قہرِ تو
محبت کی وجہ سے میرا غصہ تیرا غصہ بن گیا ہے

نامِ[2] تو از ترس پنہاں می کنند
وہ ڈر کی وجہ سے تیرا نام چھپ کر لیتے ہیں

چوں نماز آرند پنہاں می شوند
جب نماز پڑھتے ہیں چھپ جاتے ہیں

خُفیہ می گویند نامت را کنوں
وہ اب چھپ کر تیرا نام لیتے ہیں

خُفیہ ہم بانگِ نماز اے ذوفنوں
اے ہنرمند! اذان بھی چھپ کر (دیتے ہیں)

از ہراس و ترسِ کفارِ لعیں
ملعون کافروں کے ڈر اور خوف سے

دینت پنہاں می شود زیرِ زمیں
تیرا دین زمین میں چھپا جاتا ہے

من منارہ برکنم آفاق را
میں دنیا کو دین سے روشن کردوں گا

کور گردانم دو چشمِ عاق را
میں نافرمان کی دونوں آنکھوں کو اندھا کردونگا

چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ
تیرے خادم شہر اور مرتبہ حاصل کرلیں گے

دینِ تو گیرد زماہی تا بماہ
تیرا مذہب مچھلی سے چاند تک پھیل جائیگا

تا قیامت[3] باقیش داریم ما
ہم اُس کو قیامت تک باقی رکھیں گے

تو مترس از نسخِ دیں اے مصطفیٰ
اے مصطفیٰ! تم دین کے مٹنے سے نہ ڈرو

اے رسولِ ما تو جادو نیستی
اے ہمارے رسول! تم جادو نہیں ہو

صادقی ہم خرقہ و موسیستی
تم سچے ہو، موسیٰ کے پیر بھائی ہو

ہست قرآں مر ترا ہمچوں عصا
قرآن تمہارے لئے (حضرت موسیٰ کی) لاٹھی کیطرح ہے

کفرہا را در کشد چوں اژدہا
(جو) اژدہے کی طرح کفروں کو نگل جائے گا

تو اگر در زیرِ خاکے خفتۂ
تم اگرچہ مٹی میں خوابیدہ ہو

چوں عصا ایشاں داں تو آنچہ گفتۂ
جو کچھ تم نے کہا ہے اسکو اُن (موسیٰ کی) لاٹھی کی طرح سمجھو

---

[1] رافعم۔ قرآن پاک میں ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کردیا ہے۔ کس نیارد۔ قرآن پاک میں ہے لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ اُس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے قہرِ من۔ رسول کی ناراضی خدا کی ناراضی ہے۔

[2] نامِ تو۔ مکہ کی ابتدائی زندگی میں صحابہ حضورؐ سے اپنے تعلق کو چھپاتے تھے اور نمازیں بھی چھپکر پڑھتے تھے۔ بعد میں اسلام دین سے تمام عالم کو منور کردیا گا اور مخالفوں کی آنکھیں چکا چوند ہوجائیں گی۔ چاکرانت۔ صحابۂ کرام نے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں پر قبضہ کیا۔ ماہی۔ ایک عامیانہ تصور ہے کہ زمین مچھلی کی پشت پر قائم ہے یعنی زمین سے آسمان تک تیرا مذہب پھیل جائے گا۔

[3] تا قیامت۔ قیامت تک کوئی نئی شریعت نہ آئے گی۔ ہم خرقہ۔ وہ دو بزرگ جو ایک شیخ کے خلیفہ ہوں یعنی حضرت موسیٰؑ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی شریعت کے علم بردار اور پیغامبر ہیں بہت قرآن۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی نے جادوگروں کے اژدہوں کو نگل لیا تھا قرآن کفر کو نگل جائے گا۔ گفتہ۔ یعنی قرآن پاک۔

www.pdfbooksfree.pk

گرچہ باشی خفتہ تو در زیرِ خاک
اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوئے ہوئے ہو

چوں[1] عصا آگر بود آں گفتِ پاک
(موسیٰؑ کے) عصا کیطرح وہ پاک کلام باخبر رہے گا

قاصداں را در عصایت دست نے
ارادہ کرنیوالوں کو تمہاری لاٹھی پر قابو نہیں ہے

تو بخسپ اے شہ مبارک خفتنے
اے شاہ! تم سو جاؤ تمہارا سو جانا مبارک ہے

تو بخفتہ نورِ تو بر آسماں
تم سوئے ہوئے ہو تمہارا نور آسمان پر ہے

بہرِ پیکارِ تو زہ کردہ کماں
تمہارے (دشمنوں سے) لڑنے کیلئے کمان پر چلہ چڑھا ہوا ہے

فلسفی[2] وانچہ پوزش می کند
فلسفی اور اُس کا منہ جو کچھ کرتا ہے

قوسِ نورت تیر دوزش می کند
تیرے نور کی کمان اُس کو چھید ڈالتی ہے

آنچناں کرد و ازاں افزوں گفت
(اللہ تعالےٰ نے) وہ کیا جو کہا اور اُس سے بھی زیادہ

او بخفت و بخت و اقبالش بخفت
وہ (مصطفیٰؐ) سو گئے اور اُن کا نصیبہ اور اقبال بھی سویا

جانِ بابا چونکہ ساحر خواب شد
جانِ پدر! جب جادوگر سو گیا

کارِ او بے رونق و بے آب شد
تو اُس کا کام بے رونق اور بے اثر ہوا

ہر دو[3] از گورش روان گشتند زفت
دونوں (جادوگر) اُس (باپ) کی قبر سے فوراً روانہ ہوگئے

تا بمصر از بہرِ آں پیکار رفت
سخت جنگ کے لئے مصر کی جانب

چوں بمصر از بہرِ آں کار آمدند
جب اُس کام کے لئے مصر میں پہنچے

طالبِ موسیٰؑ و جائے او شدند
(حضرت) موسیٰؑ اور انکی قیام گاہ کے طلبگار بنے

اتفاق افتاد کاں روز ورود
یہ اتفاق ہوا کہ پہنچنے کے دن

موسیٰؑ اندر زیرِ نخلے خفتہ بود
(حضرت) موسیٰؑ کھجور کے درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے

پس نشاں دادند شاں مردم بدو
لوگوں نے اُن کو اُن کا پتہ بتایا

کہ بروزاں سوئے نخلستاں بجو
کہ جا اُس نخلستان کی جانب تلاش کر

چوں بیامد دید در خرمابناں
جب وہ پہنچا تو کھجوروں میں دیکھا

خفتہ کو بود بیدارِ جہاں
اُس کو سویا ہوا جو دنیا بھر کا بیدار تھا

بہرِ نازش بستہ او دو چشمِ سر
ناز میں وہ سر کی دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے

عرش و فرشش جملہ در زیرِ نظر
عرش اور فرش سب اُس کی نگاہ میں

اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل
بہت سے بیدار آنکھ والے اور سوئے ہوئے دل والے ہیں

خود چہ بیند چشمِ اہلِ آب و گل
آب و گل والوں کی آنکھ کیا دیکھ سکتی ہے

---

[1] چوں عصا حضرت موسیٰؑ کی نیند کے باوجود جادوگر اُن کی لاٹھی نہ چرا سکے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی مخالفین قرآن میں گڑبڑ نہ کر سکیں گے۔

[2] فلسفی۔ ملحدین فلاسفہ قرآن کے منزل من اللہ ہونے کے بارے میں جو اعتراضات کرتے ہیں نورِ محمدیؐ اُن کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ آنچناں۔ اللہ تعالےٰ نے جو جو مدد کے اُن کو صرف پورا ہی نہیں کیا بلکہ اُن سے بھی زیادہ کیا۔ خواب شد۔ جادوگر کی غفلت کے وقت اُس کے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

[3] ہر دو۔ یعنی دونوں جادوگر۔ گورش۔ یعنی اپنے باپ کی قبر سے۔ ورود۔ آمد۔ خرما بنان۔ کھجور کے درخت۔ خود چہ بیند۔ دل کی آنکھیں وہ دیکھ سکتی ہیں جو جسم کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

وانکہ دل بیدار دارد چشمِ سر
جو شخص بیدار دل رکھتا ہے، سر کی آنکھ

گر نخسپد بر کشاید صد بصر
اگر سو جائے، سو بینائیاں کھل جاتی ہیں

گر تو اہلِ دل نہ بیدار باش
اگر تو صاحب دل نہیں ہے، جاگتا رہ

طالبِ دل باش و در پیکار باش[1]
دل کا طالب بن، اور (نفس سے) لڑتا رہ

ور دولت بیدار شد می خسپ خوش
اگر تیرا دل بیدار ہو گیا ہے آرام سے سو جا

نیست غائب ناظرت از ہفت و شش
سات (آسمانوں) اور چھ (جہتوں) سے تیری نگہ غائب نہیں ہے

گفت پیغمبرؐ کہ خسپد چشمِ من
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ سوتی ہے

لیک کے خسپد دلم اندر وسن
لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟

شاہ بیدار ست و حارس خفتہ گیر
شاہ بیدار ہے، محافظ سو بھی گیا ہو

جاں فدائے خفتگانِ[2] دل بصیر
بیدار دل، سوتے ہوؤں پر جان قربان ہے

وصف بیداریِ دل اے معنوی
اے معنی کو سمجھنے والے! دل کی بیداری کا وصف

می نگنجد در ہزاراں مثنوی
ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں سما سکتا

چون بدیدندش[3] کہ خفت است او دراز
جب انھوں نے ان کو پیر پھیلائے سوتے دیکھا

بہرِ دزدی عصا کردند ساز
انھوں نے لاٹھی چرانے کی تیاری کی

ساحراں قصدِ عصا کردند زود
جادوگروں نے فوراً لاٹھی کا قصد کیا

کز پسش باید شدن واں ار بود
کہ پیچھے سے جانا چاہیے اور اس کو اڑا لینا چاہیے،

اندر آمد آں عصا در اہتزاز
وہ لاٹھی حرکت میں آ گئی

اندر کے چوں پیشتر کردند ساز
جب آگے (بڑھنے کا) تھوڑا سا قصد کیا

کاں دو[4] بر جا خشک گشتند از وجا
کہ وہ دونوں خوف سے (اپنی) جگہ پر خشک ہو گئے

آنچناں بر خود بلرزید آں عصا
لاٹھی نے خود بخود اس طرح جھرجھری لی

ہر دو آں بگریختند و روی زرد
دونوں بھاگے اور ان کا چہرہ زرد تھا،

بعد ازاں شد اژدہا و حملہ کرد
اس کے بعد وہ اژدہا بن گئی اور اس نے حملہ کر دیا

غلط غلطاں منہزم در ہر نشیب
لوٹتے پوٹتے ہر گڑھے میں پسپا ہوتے ہوئے

رو در افتادن گرفتند از نہیب
خوف سے انھوں نے منہ کے بل گرنا شروع کر دیا

زانکہ می دیدند حدِ ساحراں
اسلئے کہ انھوں نے جادوگروں کی انتہا کو دیکھا تھا

پس یقیں شاں شد کہ ہست از آسماں
تو ان کو یقین ہو گیا کہ وہ (طاقت) آسمانی ہے

---

[1] در پیکار۔ یعنی دل کی آنکھیں حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر۔ ہفت و شش۔ یعنی ساتوں آسمان اور چھ جانبیں

شاہ بیدار۔ اگر شاہ بیدار ہے تو چوکیدار کے سو جانے سے کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ دل بمنزلہ شاہ کے ہے۔

[2] خفتگان۔ یعنی جنکی آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے آنحضورؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔ معنوی۔ وہ شخص جو معنی اور حقیقت کا طالب ہو۔

[3] بدیدندش۔ ان دونوں جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا۔ اہتزاز۔ متحرک ہو جانا۔ وجا۔ خوف۔ بشد۔ یعنی وہ لاٹھی۔ نہیب۔ خوف۔ منہزم۔ پسپا۔

www.pdfbooksfree.pk

پس[1] ازیں رُو علمِ سحر آموختن — نیست ممنوع و حرام و مُہتہن
لہٰذا اِس حیثیت سے جادو کا علم سیکھنا — ممنوع اور حرام اور ذلیل نہیں ہے

بہرِ تمییزِ حق از باطل نکوست — سحر کردن شُد حرام اے مردِ دوست
حق کو باطل سے جُدا کرنے کے لئے اچھا ہے — اے دوست! جادو کرنا حرام ہے

بعد ازاں اطلاق و تن شاں شُد پدید — کارِ شاں تا نزع و جاں کندن رسید
اُس کے بعد اُن کو دست آئے اور بخار آگیا — اُن کا معاملہ نزع اور جاں کنی تک پہنچ گیا

پس فرستادند مردے در زماں — سُوئے موسیٰؑ از برائے عُذرِ آں
تو انھوں نے فوراً ایک آدمی بھیجا — (حضرت) موسیٰؑ کے پاس اِس کی معذرت کیلئے

کامتحاں کردیم ما را کے رسد — اِمتحانِ تو اگر نبودے حسد
کہ ہم نے آزمایا، ہمیں کب حق تھا — آپ کے آزمانے کا، اگر حسد نہ ہوتا

مُجرمِ[2] شاہیم و ما را عُذر خواہ — اے تو خاصُ الخاصِ درگاہِ اِلٰہ
ہم شاہی مجرم ہیں، ہماری عذر خواہی کر دیجئے — آپ خدا کی بارگاہ کے خاص الخاص ہیں

درگذر از ما کہ ما کردیم بد — اے ترا الطاف و فضلِ بے عدد
ہم نے بُرا کیا، ہمیں معاف کر دیجئے — اے وہ کہ آپ کی مہربانیاں اور بندگی بے شمار ہے

عفو کردند و دَرِ زماں نیکو شُدند — پیشِ موسیٰؑ بر زمیں سَر می زدند
اُنھوں نے معاف کر دیا اور وہ فوراً اچھے ہو گئے — (حضرت) موسیٰؑ کے سامنے سر پٹختے تھے

گفت موسیٰؑ عفو کردم اے کرام — گشت بر دوزخ تنِ و جانِ تا حرام
(حضرت) موسیٰؑ نے فرمایا اے شریفو! میں نے معاف کیا — تمہارا جسم اور روح دوزخ پر حرام ہو گئی ہے

من[3] شما را خود ندیدم اے دو یار — اعجمی سازید خود را ز اعتذار
اے دو دوستو! (گویا) میں نے تمھیں دیکھا ہی نہیں — عذر خواہی سے اپنے آپ کو گونگا بنا لو

ہمچناں بیگانہ شکل و آشنا — در نبرد آئید پیشِ بادشاہ
اِسی طرح (بظاہر) اجنبی صورت اور (بباطن) دوست — بادشاہ کے سامنے مقابلے پر آجاؤ

آنچہ باشد مر شما را از فنُوں — جمع آرید از درون و از بروں
تمہارے پاس جو بھی کرتب ہوں — اندر اور باہر سے اکٹھے کر لو

[1] پس۔ اگر کوئی شخص جادو اِس غرض سے سیکھے کہ وہ سحر اور معجزہ میں فرق کر سکے اور باطل کو حق سے ممتاز کرے تو یہ جائز ہے لیکن جادو کرنا مطلقاً بہر صورت ناجائز اور حرام ہے۔ اِطلاق۔ دستوں کا جاری ہو جانا۔ کامتحان۔ ہم نے آزمانا چاہا تھا اور وہ بھی حسد کی بناء پر تھا۔

[2] مجرمِ شاہیم۔ چونکہ ہم نے اللہ کے رسول کا جُرم کیا ہے لہٰذا ہم نے اللہ کا ہی جُرم کیا ہے۔ نیکو شُدند یعنی اُن کا بخار اور دستوں کی بیماری زائل ہو گئی۔ گشت۔ یعنی چونکہ تم ایمان لے آئے ہو۔

[3] من شما۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن دونوں جادوگروں سے فرمایا کہ فرعون سے اپنی اور میری ملاقات اور اپنی عذر خواہی وغیرہ کا ذکر نہ کرنا اور بالکل اجنبی بن کر فرعون کے سامنے میرے مقابلہ پر آنا اور ہر طرح کے کرتب کرنا۔ بیگانہ شکل۔ یعنی بظاہر اجنبی بنے رہنا اور آشنائی کو پردے میں رکھنا۔

www.pdfbooksfree.pk

جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریفہا[1] از وے

شہروں سے فرعون کے سامنے جادوگروں کا جمع ہو جانا اور اس کی جانب سے خلعتیں پانا اور اس کے مخالف کو مغلوب کرنے کے لئے سینہ پر ہاتھ مارنا کہ اس کام کی مدافعت ہمارے ذمہ لکھ لے

پس زمیں را بوسہ دادند و شدند — انتظارِ وقت فرصت می بدند
پھر انھوں نے زمین کو بوسہ دیا اور روانہ ہو گئے — فرصت کے وقت کے منتظر تھے

تا بفرعون آمدند آں ساحراں — داد شاں تشریفہائے بیکراں
وہ جادوگر فرعون کے پاس آئے — اُن کو اس نے لاتعداد خلعتیں دیں

وعدہا شاں کرد و پیشین ہم بداد — بندگاں و اسپان و نقد و جنس و زاد
ان سے وعدے کئے اور پیشگی بھی دیے — غلام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور توشہ

بعد ازاں شاں گفت ہیں اے سابقاں[2] — گر فزوں[2] آئید اندر امتحاں
اس کے بعد اس نے کہا آگاہ! اے ماہرو! — اگر تم امتحان میں بازی لے گئے

بر فشانم بر شما چندیں عطا — کہ بدرّد پردۂ جود و سخا
تم پر اس قدر عطا نثار کروں گا — کہ بخشش اور عطا کا پردہ چاک ہو جائیگا

پس بگفتندش باقبالِ تو شاہ — غالب آئیم و شود کارش تباہ
تو انھوں نے کہا کہ اے شاہ! آپ کے اقبال سے — ہم جیتیں گے اور اس (موسیٰؑ) کا کام تباہ ہو گا

ما دریں فن صفدریم و پہلواں — کس ندارد پائے ما اندر جہاں
ہم اس فن میں صف شکن اور پہلوان ہیں — ہمارا ہم رتبہ دنیا میں کوئی نہیں ہے

ذکرِ موسیٰؑ[3] بندِ خاطر ہا شدست — کایں حکایتہاست کہ پیشیں بدست
موسیٰؑ کا ذکر (پیسی (کا موجب) بن گیا ہے — کیونکہ اس قسم کے قصے پہلے بھی ہوئے ہیں

ذکرِ موسیٰؑ بہرِ روپوشستِ لیک — نورِ موسیٰؑ نقدِ تست اے مردِ نیک
موسیٰؑ کا تذکرہ منہ چھپانے کے لئے ہے، لیکن — اے بھلے آدمی! موسیٰؑ کا نور تیرا مقصود ہے

موسیٰؑ و فرعون در ہستیِ تست — باید ایں دو خصم را در خویش جست
موسیٰؑ اور فرعون تیرے وجود میں ہیں — ان دو مقابل شخصیتوں کو اپنے اندر تلاش کرنا چاہیئے

تا قیامت ہست از موسیٰؑ نتاج — نورِ دیگر نیست دیگر شد سراج
موسیٰؑ کا سلسلہ قیامت تک کے لئے ہے — روشنی دوسری نہیں ہے، چراغ دوسرا ہے

---

[1] تشریفہا: خلعتیں۔ [2] فزوں آئید: یعنی اگر تم حضرت موسیٰؑ پر غالب آجاؤ گے۔ [3] ذکرِ موسیٰ: اس قصہ کے ماتحت جو حقائق ہیں وہ مقصود ہیں قصہ تو محض آڑ کے لئے ذکر کیا گیا ہے مقصود اصلی تو وہ نور ہے جو حضرت موسیٰؑ کو عطا کیا گیا تھا۔ تا قیامت۔ ہر نبی کا نور امت کے کسی ولی میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور جس صفت خاص کا کوئی نبی مربوب ہوتا ہے اسی صفت کا کوئی ولی بھی مربوب ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں[1] سفال و ایں فتیلہ دیگر ست — لیک نورش نیست دیگر زاں سرست
یہ دیوا اور یہ بتی دوسری ہے — لیکن اُس کا نور دوسرا نہیں وہی ہے

گر نظر در شیشہ داری گم شوی — زانکہ از شیشہ است اعداد و دوئی
اگر تو نے شیشہ پر نظر رکھی تو گم ہو جائے گا — کیونکہ شیشہ سے تعدد اور دوئی پیدا ہوتی ہے

ور نظر بر نور داری وارہی — از دوئی و اعداد جسم اے منتہی
اگر تو نور پر نظر رکھے گا، نجات پا جائے گا — اے باکمال! جسم کی دوئی اور تعدد سے

از نظر گاہ است اے مغز[2] وجود — اختلاف مومن و گبر و یہود
اے خلاصۂ کائنات! نقطۂ نظر کی وجہ سے ہے — مومن اور آتش پرست اور یہودی کا اختلاف

اختلاف کردن در چگونگی و شکل پیل در شب تار

اندھیری رات میں ہاتھی کی شکل اور کیفیت میں اختلاف کرنا

پیل اندر خانۂ تاریک بود — عرضہ را آوردہ بودند ش ہنود
ہاتھی ایک اندھیرے گھر میں تھا — ہندوستانی اُس کو پیش کرنے کیلئے لائے تھے

از برائے دیدنش مردم بسے — اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے
بہت سے لوگ اُس کو دیکھنے کے لئے — ہر شخص اندھیرے میں گھس آیا

دیدنش[3] با چشم چوں ممکن نبود — اندراں تاریکیش کف می بسود
چونکہ اُس کا آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہ تھا — اندھیرے میں اُس پر ہاتھ پھیرتا تھا

آں یکے را کف بخرطوم او فتاد — گفت ہمچو ناودانست ایں نہاد
ایک کا ہاتھ سونڈ پر پڑا — اُس نے کہا، یہ جسم پرنالے کی مانند ہے

آں یکے را دست بر گوشش رسید — آں بر و چوں بادبیزن شد پدید
ایک کا ہاتھ اُس کے کان پر پہنچا — اُس کو وہ پنکھے کی طرح معلوم ہوا

آں یکے را کف چو بر پایش نبود — گفت شکل پیل دیدم چوں عمود
ایک کا ہاتھ جب اُس کے پیر پر لگا — اُس نے کہا میں نے ہاتھی کو ستون جیسا دیکھا ہے

آں یکے بر پشت او بنہاد دست — گفت خود ایں پیل چوں تختے بدست
ایک نے اُس کی کمر پر ہاتھ رکھا — اُس نے کہا، یہ ہاتھی تخت کی طرح کا ہے

ہمچنیں ہر یک بجزوے کو رسید — فہم آں می کرد ہر جا می شنید
اسی طرح ہر وہ شخص جو کسی ایک عضو تک پہنچا تھا — جہاں کہیں (ہاتھی کا نام) سنتا وہی خیال کرتا

[1] ایں سفال۔ اشخاص بدلتے ہیں اور اُس صفت خاصہ کا نور خود منتقل ہوتا رہتا ہے۔ شیشہ۔ یعنی تعینات گم شوی۔ وحدت حقیقی ہاتھ سے چھوٹ جائے گی۔ ور نظر شیشہ تعینات پر نظر تعدد اور دوئی کا سبب ہے اگر شیشہ مقصود نہ ہو بلکہ نور مدِ نظر ہو تو وحدتِ حقیقی نظر آئے گی۔ از نظر گاہ۔ مومن اور کافر کا نقطۂ نگاہ چونکہ جداگانہ ہو گیا اسی لئے اُن میں اختلاف پیدا ہوا۔

[2] مغز وجود۔ چونکہ انسان خلیفۃ اللہ ہے لہٰذا وہ وجود کائنات کا مغز اور خلاصہ ہے۔ پیل۔ اِس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ ایک چیز کے دیکھنے کے جب زاویے بدل جاتے ہیں تو اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاتھی کو مختلف لوگوں نے مختلف زاویوں سے دیکھا تو اُن کے عقیدے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہنود۔ ہندوستان کے رہنے والے، مولانا ہندوستانی مسلمانوں کو بھی لفظ ہنود سے تعبیر کرتے ہیں، ہندوستان کا ہاتھی مشہور تھا۔

[3] دیدنش۔ اندھیرے میں آنکھ سے دیکھنا ممکن نہ تھا اس لئے ہاتھی پر ہاتھ پھیر کر دیکھ رہے تھے۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ۔ پرنالے.... ...سے مشابہ ہے۔ ناوداں پرنالہ۔ بادبیزن۔ پنکھا، فرشی پنکھے بالکل ہاتھی کے کان کی طرح ہوتے ہیں۔ عمود۔ ستون۔ تخت۔ ہاتھی کی کمر تخت کی طرح ہوتی ہے۔ تنقید کرتے

www.pdfbooksfree.pk

از نظر گہ گفتِ شاں شد مختلف
اُن کی بات نقطۂ نظر کی وجہ سے مختلف ہوگئی

آں یکے دالش لقب داد ایں الف
اُس ایک نے اُس کو دال کا لقب دیا، اِس نے الف کا

در کفِ ہر یک اگر شمعے بُدے
ہر ایک کے ہاتھ میں اگر شمع ہوتی

اختلاف از گفتِ شاں بیروں شدے
تو اُن کی باتوں سے اختلاف دُور ہو جاتا

چشمِ حِسّ[۲] ہمچوں کفِ دستست و بس
حِس کی آنکھ صرف ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے

نیست کف را بر کلِ اُو دسترس
ہتھیلی کی اُس کے مجموعہ پر پہنچ نہیں ہے

جسمِ دریا دیگرست و کفِ دگر
دریا کا وجود اور ہے اور جھاگ اور ہیں

کف بہل وز دیدہ در دریا نگر
جھاگ کو چھوڑ، اور آنکھ سے دریا کو دیکھ

جُنبشِ کفہا ز دریا روز و شب
شب و روز جھاگوں کی حرکت دریا کی وجہ سے ہے

کف ہمی بینی و دریا نے عجب
تعجب ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اور دریا کو نہیں

ما[۳] چو کشتیہا بہم برمی زنیم
ہم کشتیوں کی طرح آپس میں ٹکرا رہے ہیں

تیرہ چشیم و در آبِ روشنیم
ہم اندھی آنکھوں والے ہیں اور صاف دریا میں ہیں

اے تو در کشتیِ تن رفتہ بخواب
اے وہ جو جسم کی کشتی میں سویا ہوا ہے

آب را دیدی نگر در آبِ آب
تو نے پانی کو دیکھ لیا، پانی کے پانی کو دیکھ

آب را آبیست کو میراندش
پانی کے لئے ایک پانی ہے جو اُس کو بلاتا ہے

روح را روحے ست کو میخواندش
رُوح کی ایک روح ہے جو اُس کو بُلاتی ہے

موسیٰؑ و عیسیٰؑ کجا مہد کا فتاب
حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کہاں تھے جبکہ سورج نے

کشتِ موجودات را می داد آب
موجودات کی کھیتی کو پانی دیا

آدمؑ و حوّا کجا بُد آں زماں
اُس وقت حضرت آدمؑ اور حوّا کہاں تھے

کہ خدا افگند ایں زہ در کماں
جبکہ خدا نے کمان پر یہ چلّہ چڑھایا

ایں سخن ہم ناقص ست و ابتر ست
یہ بات بھی ناقص اور اُدھوری ہے

آں سخن کہ نیست ناقص اں سَرَست
جو بات ناقص نہیں ہے، وہ اُدھر کی ہے

گر بگویم زاں بلغزد پائے تو
اگر میں اُس کے بارے میں کہوں تو تیرے پیر پھسل جائیں گے

ور نگویم ہیچ ازاں اے وائے تو
اور اگر اُنہیں سے کچھ بھی نہ کہوں تو تجھ پر افسوس ہے

ذات کی قدامت کا بیان ہے کہ وہ ذات قدیم ہے۔ کہ خدا یعنی کائنات کو حیات بخشی تھی۔ ایں سخن یعنی ذاتِ حق کی جو تعبیرات ہم نے کی ہیں۔ آں سخن۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو تعبیرات فرمائی ہیں تو وہ صحیح ہیں۔ گر بگویم۔ اب اگر شارحوں نے اُنکی ذات و صفات کو بیان کیا جائے تو اسی مثال پر دل جالو گے اور اگر اسکا بالکل ذکر نہ کیا جائے تو یہ بھی افسوسناک بات ہے۔

---

۱ آں یکے۔ چونکہ ہاتھی کا تصور سب کے ذہنوں میں مختلف تھا اس لئے انھوں نے اُس کو مختلف عبارتوں سے تعبیر کیا کسی نے مثلاً اُس کو دال کہا تو کسی نے اُس کو الف کہا۔

۲ چشمِ حِس۔ انسان کی حسّی آنکھ اُن لوگوں کی ہتھیلی کی طرح ہے جیسے اُن کی ہتھیلی کی دسترس پورے ہاتھی پر نہ تھی اسی طرح یہ ظاہری آنکھ کسی چیز کی پوری حقیقت کو نہیں دیکھ سکتی ہے۔ کف دگر۔ مولانا کفِ دست سے کفِ دریا کی طرف منتقل ہوگئے ہیں اور مقصود وہی ہے کہ حقیقت شناسی ہونی چاہیئے نہ کہ ظاہر پرستی۔ جسمِ دریا۔ یعنی وجودِ بحر۔ کف۔ یعنی جسمِ عنصری۔ جُنبشِ کفہا۔ انسانی اجسام روح کی وجہ سے متحرک ہیں لیکن افسوس کہ انسان تن پروری کرتا رہتا ہے اور روح سے غفلت برتتا ہے۔

۳ ما چو کشتیہا۔ اجسام کو پہلے کفِ دریا سے تعبیر کیا تھا۔ اب انکو کشتیوں سے تعبیر کیا ہے۔ آبِ روشن۔ روح۔ اے تو۔ اگر انسان کو روح کا مشاہدہ ہوگیا ہے تو اب اسکو آگے قدم بڑھا کر ذاتِ حق کا مشاہدہ کرنا چاہیئے۔ آبِ آب۔ روح الارواح، ذاتِ حق۔ آبیست۔ یعنی روح کیلئے افاضۂ حیات کرنیوالی ذات۔ موسیٰؑ و عیسیٰؑ۔ افاضۂ حیات کرنیوالی

www.pdfbooksfree.pk

ور بگویم در مثالِ صورتے
اگر میں کسی صورت کی مثال میں (اسکی صفات) بتاؤں

برہماں صورت بچپی اے فتے
اے نوجوان! تو اسی صورت پر چپک جائے گا

بستہ[1] پائی چوں گیاہ اندر زمیں
تو گھاس کی طرح زمین میں پابستہ ہے

سر بجنبانی بباد بے یقیں
بغیر یقین کے ہوا سے سر ہلاتا ہے

لیک پایت نیست تا نقلے کنی
لیکن تیرے پاؤں نہیں ہیں کہ تو منتقل ہو جائے

یا مگر یارا ازیں گل بر کنی
یا تو اس مٹی سے پاؤں باہر نکال لے

چوں کنی یارا حیاتت زیں گل ست
تو پاؤں کیسے نکال سکتا ہے تیری زندگی اسی مٹی سے ہے

ایں حیاتت را روش بس مشکل ست
تیری اس زندگی کے لئے روانگی بہت مشکل ہے

چوں[2] حیات از حق بگیری اے روی
اے سیراب! جب تو اللہ (تعالیٰ) سے زندگی حاصل کریگا

پس غنی گردی ز گل در دل روی
تو مٹی سے بے نیاز ہو جائیگا، دل کی دنیا میں پہنچ جائیگا

فارغ و مستغنی از گل سوئے دل
مٹی سے فارغ اور بے نیاز ہو کر دل کی طرف

می روی بے قید و محرز اہل گل
بغیر پابندی کے اور مٹی والوں سے آزاد ہو کر تو چل پڑیگا

شیر خوارہ چوں زدایہ بگسلد
دودھ پیتا بچہ جب دایہ سے تعلق توڑتا ہے

لوت خوارہ شد مراو را می ہلد
غذا خور بن جاتا ہے اور اس (دایہ) کو چھوڑ دیتا ہے

بستۂ[3] شیر زمینی چوں جنوب
بچوں کی طرح تو زمین کے دودھ سے وابستہ ہے

جوفطام خویش از قوت القلوب
دلوں کی خوراک کے ذریعہ اس دودھ کو چھوڑنے کی کوشش کر

قوتِ حکمت خور کہ شد نورِ ستیر
دانائی کی غذا کھا، کیونکہ وہ چھپا ہوا نور ہے

اے تو نورِ بے حجب را ناپذیر
اے وہ کہ تو بے حجاب نور کو نہ قبول کرسکنے والا ہے

تا پذیرا گردی اے جاں نور را
اے جان! تاکہ تو نور کو قبول کرنیوالا بن جائے

تا بہ بینی بے حجب مستور را
تاکہ تو چھپے ہوئے کو بغیر پردوں کے دیکھ لے

چوں ستارہ سیر بر گردوں کنی
تو ستارے کی طرح آسمان پر سیر کرے

بلکہ بر گردوں سفر بے چوں کنی
بلکہ آسمان پر تو بے کیف سفر کرے

آں چناں کز نیست در ہست آمدی
اسی طرح جیسے تو عدم سے وجود میں آیا ہے

ہیں بگو چوں آمدی مست آمدی
ہاں بتا کیسے آیا ہے؟ تو بے ہوش آیا ہے

---

[1] بستہ پائی۔ عوام تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور صفات کے بیان پر یقین کے بغیر یقین کے اظہار کے لئے گھاس کی طرح سر ہلانے لگتے ہیں۔ لیک۔ عوام تقلید سے تحقیق کی طرف منتقل ہونیکے لئے پیشقدمی نہیں کرتے ہیں نہ کم از کم تقلید ہی کو ترک کرتے ہیں۔ چوں کنی۔ جبکہ انسان سفلی زندگی کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے لئے اس زندگی کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔

[2] چوں حیات۔ اگر انسان اس سفلی زندگی کو خیرباد کہدے تو وہ دل کی دنیا میں پہنچکر سرور و مسرت حاصل کرسکتا ہے۔ شیر خوارہ۔ بچہ کو جب تک لذیذ غذائیں نہیں ملتی ہیں دایہ کو چپٹا رہتا ہے جب غذائیں ملنے لگتی ہیں تو دایہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب تک ـــ عالم سفلی سے چپٹا ہوا ہے اسرار کی لذت سے بے خبر ہے جب وہ لذت حاصل ہونے لگے گی تو عالم سفلی کو نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھے گا۔

[3] بستۂ۔ بیج زمین سے غذا حاصل کرتا ہے، اسی طرح انسان عالم سفلی سے غذا حاصل کرنے کا عادی ہو گیا حالانکہ انکی اصلی غذا وہ ہے جو دل اور روح کی غذا ہے جو عالم ملکوت سے حاصل ہوتی ہے۔ قوت حکمت۔ تو دل کی غذا حکمت اور پند و موعظت سے حاصل کرلے، انکے الفاظ میں وہ نور پوشیدہ ہے جو اصل غذا ہے پھر استعداد پیدا ہو جانے پر براہ راست اسے غذا حاصل ہونے لگے گی۔ تا بہ بینی۔ رفتہ رفتہ وہ استعداد پیدا ہو جائے گی جس سے مشاہدۂ حق حاصل ہو جائے گا۔ چوں ستارہ۔ پھر عالم ملکوت کی سیر حاصل ہو جائے گی۔ آنچناں۔ عالم ملکوت کی طرف تمہارا عروج سفر اسی طرح ہوگا جس طرح کہ اس عالم سے اس عالم کی طرف نزول سفر ہوا لیکن یہ سفر چونکہ تمہاری مدہوشی میں ہوا ہے اس لئے تمہیں نہ سفر یاد ہے اور نہ اس سفر کے طے کرنیکے راستے یاد ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

راہہائے آمدن یادت نماند
تجھے آنے کے راستے یاد نہیں رہے

لیک رمزے بر تو بر خواہیم خواند
لیکن میں تجھے ایک اشارہ کرتا ہوں

ہوش[1] را بگذار و آنگہ ہوشدار
ہوش کو چھوڑ دے، پھر ہوشیار بن جا

گوش را بر بند و آنگہ گوشدار
کان کو بند کرلے پھر کان لگا

نے بگویم زانکہ تو خامی ہنوز
کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ تو ابھی کچا ہے

در بہاری و ندیدستی تموز
تو موسم بہار میں ہے اور تو نے موسم گرما نہیں دیکھا ہے

این[2] جہاں ہمچو درخت ست اے کرام
اے بزرگو! یہ دنیا درخت کی طرح ہے

ما بر و چوں میوہائے نیم خام
(اور) ہم اُس پر ادھ کچے پھل کی طرح ہیں

سخت گیرد خامہا مر شاخ را
پکوں کی گرفت شاخ پر سخت ہوتی ہے

زانکہ در خامی نشاید کاخ را
کیونکہ کچے پن میں (شاہی) محل کے لائق نہیں ہوتا ہے

چونکہ پخت و گشت شیریں لب گزاں
جب پک گیا اور ہونٹوں کو چپکانے والا شیریں بنگیا

سست گیرد شاخہا را بعد ازاں
اُسکے بعد شاخوں سے گرفت ڈھیلی کرلیتا ہے

چوں ازاں اقبال شیریں شد دہاں
جب اُس خوش نصیبی کی وجہ سے مُنہ میٹھا ہوجاتا ہے

سر دشد بر آدمی مُلکِ جہاں
دنیا کا ملک انسان کے لئے بے وقعت ہوجاتا ہے

سخت گیری و تعصب خامی ست
سخت گیری اور تعصب کچا پن ہے

تا جنینی کار خوں آشامی ست
جب تک تو پیٹ کا بچہ ہے (تیرا) کام خون پینا ہے

چیز[3] دیگر ماند اما گفتنش
دوسری چیز رہ گئی لیکن اُس کا بتانا (میرا) کام نہیں ہے،

با تو روح القدس گوید بے تلش
وہ تجھے روح القدس بتائے گا نہ کہ میں

نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن
نہیں، تو خود ہی اپنے کان میں کہے گا

بے من و بے غیر من اے ہم تو من
میرے اور میرے غیر کے علاوہ اے وہ کہ تو میں ہے

ہمچو آں وقتے کہ خواب اندر روی
جیسا کہ جب تو سو جاتا ہے

تو ز پیش خود بہ پیش خود شوی
تو اپنے آگے سے خود اپنے آگے جاتا ہے

حظیرۃ القدس کے دوسرے ملائک مراد ہیں تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ باتیں نہ میں بتاؤں گا نہ کوئی فرشتہ بلکہ خود تجھے وہ مقام حاصل ہوگا کہ تو خود اپنے آپ کو بتائے گا۔ اے ہم تو من۔ یعنی تو میرے لئے ایسا ہے کہ من و تو کا امتیاز ختم ہوگیا ہے۔ ہمچو۔ یہ بات کہ ایک مقام پر پہنچ کر اسرار خداوندی کے بارے میں انسان خود کہنے والا اور خود سننے والا ——— بن جاتا ہے اُس کو اس مثال سے سمجھاتے ہیں کہ خواب کی حالت میں جب انسان ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جاتا ہے تو یہ مقامات خارج میں نہیں ہوتے ہیں خود اُس کے اندر ہوتے ہیں تو گویا کہ وہ چلنے والا خود اپنے پاس سے چل کر اپنے پاس گیا ہے۔

---

[1] ہوش را بگذار۔ اگر تم اس آنے کے سفر کی باتیں یاد کرنا چاہتے ہو تو جسمانی اور مادی ہوش و حواس کو ختم کر کے روحانی ہوش اختیار کرو اور ان جسمانی کانوں کو بند کرے روح کے کان کھول لو پھر تمھیں باتیں یاد آجائیں گی اور عہد الست کی آواز سن لوگے۔ نے بگویم۔ میں نے تمھیں بتا دیا کہ تم میں ابھی خامی ہے تم نے دنیا کی بہار دیکھی ہے مجاہدات کی گرمی نہیں سہی ہے۔

[2] این جہاں۔ انسان اور دنیا کی مثال درخت اور پھل کی سی ہے پھل جب تک کچا ہوتا ہے شاخ سے اُس کا جوڑ مضبوط اور سخت ہوتا ہے۔ جوں جوں وہ پکتا ہے شاخ کا اور اُس کا تعلق کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح خام انسان دنیا کو چمٹا رہتا ہے اگر نہیں پختگی آجاتی ہے تو دنیا سے تعلق کمزور ہوجاتا ہے۔

تا جنینی۔ پیٹ کا بچہ جب تک پیٹ سے چمٹا ہوا ہے اُس کی غذا خون ہے جب وہ باہر کھلتا ہے تو پھر وہ دودھ پیتا ہے جو بہترین غذا ہے اسی طرح جب تک انسان دنیا سے چمٹا ہوا ہے اُس کی غذا خون جیسی نجس چیز رہتی ہے۔

[3] چیز دیگر۔ کچھ اسرار تو میں نے بتا دیئے لیکن کچھ ایسے ہیں کہ میں نہیں بتا سکتا ہوں وہ تجھے روح القدس بتائیگا روح القدس سے مراد یہاں جبرئیل نہیں ہیں کیونکہ اُن کا کہنا اور بتانا تو صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے بلکہ

www.pdfbooksfree.pk

بشنوی[1] از خویش و پنداری فلاں
تو اپنی طرف سے سنتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ فلاں نے

باتواند در خواب گفتست آں نہاں
وہ پوشیدہ راز خواب میں تجھ سے کہا ہے

تو یکے تو نیستی اے خوش رفیق
اے اچھے دوست! تو ایک نہیں ہے

بلکہ گردونی و دریائے عمیق
بلکہ تو آسمان ہے، اور گہرا سمندر ہے

آں توئی زفتت کہ آں نہ صد توست
وہ تیری موٹی شخصیت جو تیرا نوسو گنا ہے

قلزم ست و غرقہ گاہِ صد توست
سمندر ہے اور تیری تو سینکڑوں شخصیتوں کے ڈوب جانے کی جگہ ہے

خود[2] چہ جائے حدِ بیداری و خواب
بیداری اور نیند کا خود کیا ٹھکانا ہے

دم مزن واللہ اعلم بالصواب
خاموش ہو جا، اور اللہ بہتر جانتا ہے

دم مزن تا بشنوی از دم زناں
دم نہ مار، تاکہ تو دم مارنے والوں سے سن لے

انچہ ناید در بیاں و در زباں
وہ جو بیان اور زبان میں نہیں سما سکتا ہے

دم مزن تا بشنوی زاں آفتاب
دم مت مار تاکہ تو اس آفتاب سے سن لے

انچہ ناید در کتاب و در خطاب
وہ جو لکھنے اور بیان کرنے میں نہیں آسکتا

دم مزن تا بشنوی زاں مہ لقا
دم مت مار تاکہ تو سن لے اس ماہ رخ سے

الصلا اے پاکبازاں الصلا
آؤ، اے پاکبازو! آؤ

دم مزن تا بشنوی اسرارِ حال
دم مت مار تاکہ تو حالت کے اسرار سن لے

از زبانِ بے زباں کہ قم تعال
بے زبان کی زبان سے کہ کھڑا ہو، آجا

دم مزن تا دم زند بہرِ تو روح
دم نہ مار، تاکہ تیرے لئے روح کہے

آشنا[3] بگذار در کشتیِ نوحؑ
(تیرا) آشنا چھوڑ دے، نوحؑ کی کشتی میں (آجا)

ہمچو کنعاں کاشنامی کرد او
کنعان کی طرح (نہ بن) کہ وہ تیرا تھا

کہ نخواہم کشتیِ نوحِ عدو
کہ میں دشمن نوح کی کشتی پسند نہیں کرتا ہوں

دعوت کردنِ نوح علیہ السلام پسر را و سر کشیدنِ او کہ

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹے کو بلانا اور اس کی سرکشی کرنا کہ میں

بر سرِ کوہ روم و چارہ کنم و منت تو نکشم

پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور تدبیر کرلوں گا اور تیرا احسان نہ اٹھاؤں گا

ہیں بیا در کشتی بابا نشیں
خبردار! آجا بابا کی کشتی میں بیٹھ جا

تا نگردی غرقِ طوفاں اے ذہیں
اے ذلیل! تاکہ تو طوفان میں نہ ڈوبے

[1] بشنوی۔ انسان خواب میں سنتا ہے کہ کوئی دوسرا اس سے باتیں کر رہا ہے حالانکہ وہ کوئی دوسرا نہیں ہے بلکہ وہ خود کہہ رہا ہے اور خود سن رہا ہے۔ آں توئی۔ آنے جانے کے مختلف مقامات، مخاطب اور متکلم کا امتیاز، یہ سب کچھ خود انسان کے اندر موجود ہے۔ انسان بظاہر عالمِ صغیر ہے لیکن فی الواقع یہ عالمِ کبیر ہے۔ انسان کی شخصیت سینکڑوں شخصیتوں کا مجموعہ ہے اور گہرا سمندر ہے۔

[2] خود۔ انسان بیداری اور خواب کی حالت میں ایک لامحدود شخصیت ہے۔ دم مزن۔ ان اسرار کے بارے میں انسان کو خاموشی اختیار کرنی چاہیئے جب تک خود اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہ فرمادے۔ انچہ۔ یہ اسرار تحریر و تقریر میں نہیں سما سکتے۔ قم تعال۔ کھڑا ہو آجا جب تک یہ مقام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آجائے اس وقت تک ان اسرار کے بارے میں خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔

روح۔ یعنی مرشد۔

[3] آشنا بگذار۔ یعنی اپنے دعوے ترک کردے اور مرشد کا سہارا لے لے۔ ہمچو کنعاں۔ حضرت نوحؑ کے لڑکے کنعان نے سہارا پسند نہ کیا تو تباہ ہوا۔ بابا۔ یعنی حضرت نوحؑ۔ مہین۔ ذلیل۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت نے من آشنا[1] آموختم
اس نے کہا نہیں میں نے تیرنا سیکھا ہے

من بجز شمع تو شمع افروختم
میں نے تیری شمع کے علاوہ شمع روشن کرلی ہے

ہیں مکن کایں موج طوفانِ بلاست
خبردار ایسا نہ کر کیونکہ یہ موج بلا کا طوفان ہے

دست و پا را آشنا امروز لاست
آج تیرنے کے ہاتھ پیر کچھ نہیں ہیں

بادِ قہرست و بلائے شمع کش
یہ قہر کی ہوا ہے اور شمع کو بجھانے والی بلا ہے

جز کہ شمعِ حق نمی یابد خمش
اللہ (تعالیٰ) کی شمع کے علاوہ کوئی شمع ٹھہر ہی نہیں پاتی چپ ہو جا

گفت نے رفتم برآں کوہِ بلند[2]
اس نے کہا نہیں، اس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا

عاصمم ست آں کہ مرا از ہر گزند
وہ پہاڑ مجھے ہر مصیبت سے بچانے والا ہے

ہیں مکن کہ کوہ کاہ ست ایں زماں
خبردار! یہ نہ کر اس وقت پہاڑ تنکا ہے

جز حبیبِ خویش را ندہد اماں
وہ اپنے دوست کے علاوہ کسی کو پناہ نہ دیگا

گفت من کے پندِ تو بشنودہ ام
اس نے کہا میں نے تیری نصیحت کب سنی ہے؟

کہ طمع کردی کہ من زیں دودہ ام
تو نے یہ سوچا ہے کہ میں اس خاندان کا ہوں

خوش نیامد گفتِ تو ہرگز مرا
تیری گفتگو ہرگز مجھے پسند نہیں آئی

من بری ام از تو در ہر دو سرا
میں تجھ سے دونوں جہان میں بیزار ہوں

ہیں مکن بابا کہ روزِ ناز نیست
خبردار! بابا یہ نہ کر، یہ ناز کا دن نہیں ہے

مرخدا را خویشی و انباز نیست
خدا کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے

تا کنوں کردی و ایں دم ناز کیست
تو نے (اب تک (ناز) کیا اور یہ نازک وقت ہے

اندریں درگاہ کسے را ناز کیست
اس دربار میں کسی کو ناز کا حق (کب ہے؟

لَمْ یَلِدْ[3] وَلَمْ یُوْلَدْ ست اوّاز قدم
نہ اس کے بیٹا پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا وہ ازل ہی سے

نے پدر دارد نہ فرزند و نہ عم
نہ باپ رکھتا ہے نہ بیٹا اور نہ چچا

نازِ فرزنداں[3] کجا خواہد کشید
وہ اولاد کا (سا) ناز کہاں برداشت کریگا؟

رازِ بابایاں کجا خواہد شنید
باپوں کا راز کہاں سنے گا؟

نیستم مولود پیرا کم بناز
(خدا نہ ورگا) میں بیٹا نہیں ہوں اے بوڑھے ناز نہ کر

نیستم والد جوانا کم گراز
میں باپ نہیں ہوں اے جوان! نہ اکڑ

نیستم شوہر نیم من شہوتی
میں شوہر نہیں ہوں میں شہوت والا نہیں ہوں

نازرا بگذار اینجا اے ستی
اے خاتون! اس جگہ ناز کو چھوڑ دے

---

[1] آشنا۔ شناوری، تیراکی۔ شمع۔ یعنی تدبیر۔ شمع افروختم۔ یعنی میں نے بچنے کی یہ تدبیر سوچی ہے کہ تیروں گا۔ لاشے۔ معدوم۔ خمش۔ چپ ہو جا۔

[2] کوہِ بلند۔ قرآنِ پاک میں کنعان کا مقولہ مذکور ہے سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ میں پہاڑ پر پناہ گزین ہو جاؤں گا۔ وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ نمدہ اماں یعنی خدا امن نہ دے گا۔ دودہ۔ خاندان۔ مرخدا را۔ ناز کی بنیاد رشتہ داری اور شرکت وغیرہ ہوتی ہے۔ ناز کیست پہلے مصرع میں بمعنی "ناز کی است" ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنی "ناز کے است" ہے۔

[3] نازِ فرزنداں۔ جبکہ وہ لَمْ یَلِدْ اور لَمْ یُوْلَدْ ہے تو اس کی جناب میں نہ بیٹوں کے ناز کی گنجائش ہے نہ باپوں کے راز کی گنجائش ہے۔ پیرا۔ اے بوڑھے۔ گراز۔ گراز یدن اکڑ کر چلنا۔ شہوتی۔ مردانہ خواہش کی بنیاد پر مرد عورت کی ناز برداری کرتا ہے ستی۔ عورت، بیوی۔

www.pdfbooksfree.pk

جز[1] خضوع و بندگی و اضطرار — اندریں حضرت ندارد اعتبار
سوائے عاجزی اور غلامی اور بیچارگی کے — اِس دربار میں کسی کا اعتبار نہیں ہے

گفت بابا سالہا ایں گفتہ — باز میگوئی بجہل آشفتہ
اُس نے کہا، ابا تم نے یہ سالہا کہا ہے — پھر کہتے ہو، نادانی سے بہک رہے ہو

چند ازیں ہا گفتہ با ہر کسے — تا جواب سرد بشنودی بسے
تم نے ہر شخص سے یہ باتیں بہت کہی ہیں — حتیٰ کہ بہت سے بے مروتی کے جواب سنے ہیں

ایں دم سردِ تو در گوشم نرفت — خاصہ اکنوں کہ شدم دانا و زفت
تمہاری یہ بے اثر بات میں نے نہیں سنی — خصوصاً اب جبکہ میں عقلمند اور بڑا ہو گیا ہوں

گفت بابا چہ زیاں دارد اگر — بشنوی یک بار تو پندِ پدر
(حضرت نوحؑ نے) فرمایا بابا کیا حرج ہوگا اگر — ایک بار تو باپ کی نصیحت مان لے گا

ہمچنیں میداد او پندِ لطیف — ہمچناں می گفت او دفعِ عنیف
وہ اِسی طرح مشفقانہ نصیحت کرتے رہے — وہ اِسی طور پر سختی سے اِنکار کرتا رہا

نے پدر از نصحِ کنعاں سیر شد — نے دمے در گوشِ آں ادبیر[2] شد
نہ تو باپ کا کنعان کو نصیحت کرنے سے پیٹ بھرا — نہ کوئی بات اُس بدبخت کے کان میں پڑی

اندریں گفتن بُدند و موجِ تیز — بر سرِ کنعاں زد و شد ریز ریز
وہ اِسی گفتگو میں تھے اور تیز موج نے — کنعان کے سر پر ضرب لگائی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا

نوحؑ گفت اے بادشاہِ بُردبار — مر مرا خرمُرد و سیلت بُرد بار
نوحؑ نے عرض کیا، اے حلیم بادشاہ! — میرا گدھا مرا اور تیرا سیلاب سامان بہا لے گیا

وعدہ کردی مر مرا تو بارہا — کہ بیا با اہلت از طوفاں رہا
تو نے مجھ سے بارہا وعدہ کیا — کہ تیرے اہل طوفان سے نجات پائیں گے

دل نہادم بر اُمیدت من سلیم[3] — پس چرا بربود سیل از من گلیم
مجھ بھولے نے تیری اُمید پر بھروسہ کیا — پھر طوفان میری کملی کیوں بہا لے گیا؟

گفت او از اہلِ تو خویشانت نبود — خود ندیدی تو سفیدی از کبود
(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا وہ تیرے اہل اور اپنوں میں سے — تو نے خود سفید کو نیلے سے ممتاز نہ کیا

چونکہ در دندانِ تو کرم اوفتاد — نیست دنداں برکنش اے اوستاد
جب تیرے دانت میں کیڑا لگ گیا — وہ دانت نہیں ہے اے اُستاد! اسکو اُکھاڑ دے

[1] جز۔ اللہ کے دربار میں صرف عاجزی اور زاری کام دیتی ہے۔ گفت بابا۔ یعنی کنعان نے حضرت نوحؑ سے کہا جواب سرد۔ یعنی تلخ جواب۔ دم سرد۔ بے اثر بات۔ دانا یعنی جبکہ بچپن میں جو کمزوری اور نادانی کا وقت ہوتا ہے تمہارا کہنا نہ مانا تو اب طاقت اور عقل کیوقت کیسے مان سکتا ہوں۔ زیاں۔ نقصان۔

[2] ادبیر۔ بدبخت۔ موج تیز۔ قرآن پاک میں ہے وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ اور حائل ہو گئی اُن دونوں (کنعان اور حضرت نوحؑ) کے درمیان موج، اور وہ ڈوب گیا۔ خرمرد۔ یہ محاورہ پوری تباہی اور بربادی کے وقت بولا جاتا ہے۔

[3] سلیم۔ بھولا انسان۔ گلیم۔ کملی۔ گلیم بُردن۔ لوٹ لینا۔ گفت۔ اللہ نے فرمایا قرآن پاک میں ہے۔ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ اے نوحؑ وہ تمہارا بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے اُس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔ چونکہ جب کوئی عضو بیکار ہو جائے تو اُس کو جدا کر دینا ضروری ہو جاتا ہے ورنہ تمام جسم پر خراب اثرات پڑتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

تا کہ باقی تن نگردد زار ازو
تاکہ باقی جسم اُس سے کمزور نہ بنے

گرچہ بود آنِ تو شو بیزار ازو
اگرچہ وہ تیرا تھا تو اُس سے بیزار ہو جا

گفت[۵۱] بیزارم زغیرِ ذاتِ تو
عرض کیا تیری ذات کے غیر سے میں بیزار ہوں

غیر نبود آنکہ باشد مات تو
جو تجھ میں فنا ہو گیا وہ غیر نہ ہوگا

تو همی دانی کہ چونم یا تو من
تو جانتا ہے کہ میرا تجھ سے کیا تعلق ہے

بیست چندانم کہ با باراں چمن
اِس سے بیش گنا ہے جو چمن کو بارش سے ہے

زندہ از تو شاد از تو عائلے
(میں) تجھ سے زندہ، تجھ سے خوش ہوں ایک محتاج (ہوں)

مُعتنذی بے واسطہ بے حائلے
بغیر کسی واسطہ (اور) بغیر بیچ والے کے تجھ سے روزی پانے والا ہوں

مُتّصِل نے مُنفصِل نے اے کمال
اے (خداوندِ) کمال (وہ) نہ مُجڑا ہوا ہے نہ جُدا

بلکہ بیچون و چگونہ و اعتلال
بلکہ اُسکا تجھ سے تعلق) بیمثل اور بے کیف اور بے علت ہے

ماہیانیم و تو دریائے حیات
ہم مچھلیاں ہیں اور تو زندگی کا سمندر ہے

زندہ ایم از لطفِ اے نیکو صفات
اے اچھی صفتوں والے (خداوند) تیری مہربانی سے ہم زندہ ہیں

تو نگنجی[۵۲] در کنارِ فکرتے
تو عقل کے پہلو میں نہیں سماتا ہے

نے بمعلولی قرین چوں علتے
نہ معلول ہونے کی وجہ سے کسی علت سے وابستہ ہے

پیش ازیں طوفاں و بعدِ ایں مرا
اِس طوفان سے پہلے اور اِس کے بعد میرے لئے

تو مخاطب بودہ در ما جرا
(ہر) قصہ میں تو مخاطب ہے

با تو می گفتم نہ با ایشاں سخن
میں تجھ سے بات کرتا ہوں نہ کہ اُن سے

اے سخن بخشِ نو و آنِ کہن
اے آنیوالے اور گذرے ہوئے زمانہ میں بات (کی طاقت) عطا کرنیوالے

نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن
کیا عاشق دن رات باتیں نہیں کرتا ہے؟

گاہ با اطلال و گاہے با دمن
کبھی کھنڈروں اور کبھی کوٹھری سے

روی[۵۳] در اطلال کردہ ظاہرا
بظاہر کھنڈروں کی طرف رُخ کر کے

او کرامی گوید آں مدحت کرا
وہ کس سے کہتا ہے (اور) کس کی تعریف کرتا ہے؟

شکر طوفاں را کنوں بگماشتی
شکر ہے، اب تو نے طوفان مسلط کر دیا

واسطہ اطلال را برداشتی
کھنڈروں کا واسطہ اُٹھا دیا

زانکہ اطلال و لئیم و بد بُدند
کیونکہ وہ کھنڈر اور کمینے اور بد تھے

نے ندائے نے صدائی می زدند
نہ پکارتے تھے نہ صدائے بازگشت دیتے تھے

---

۵۱ گفت بیزارم حضرت نوحؑ پر حقیقت واضح ہو گئی تو بیٹے کی بربادی کا شکوہ ختم ہو گیا اور انھوں نے معذرت شروع کر دی۔ چمن چمن بارش کا محتاج ہے۔ عائل۔ عیالدار، مفلس۔ مُعتنذی۔ فنا حاصل کرنیوالا۔ متصل نے۔ حضرت نوحؑ چونکہ ذاتِ باری میں فنا ہو چکے تھے تو انکو ذاتِ باری سے متصل بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اتصال دوئی کو چاہتا ہے اور منفصل بھی نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ۔ وصول الی اللہ کی کیفیت ناقابلِ بیان ہے۔

۵۲ تو نگنجی۔ ذاتِ باری فکر و خیال سے بالاتر ہے۔ نے بمعلولی۔ ذاتِ باری کسی علت کی معلول نہیں ہے۔ پیش۔ طوفان سے پہلے اور طوفان کے بعد تو ہی میرا مخاطب ہے اور تو ہی ہر زمانہ میں بات کرنے کی توفیق عطا کرنیوالا ہے۔

۵۳ روی۔ عاشق عموماً محبوب کے کھنڈرات اور نشانات سے گفتگو کیا کرتے ہیں لیکن دراصل روئے سخن محبوبہ کی طرف ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسروں سے بات کرتے وقت بھی میرا روئے سخن تیری ہی طرف ہوتا ہے۔

۵۳ روی۔ عاشق کا رُخ گو محبوبہ کے ٹیلوں اور کھنڈرات کی طرف ہوتا ہے لیکن مقصود محبوبہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اطلال۔ طلل کی جمع ہے، ٹیلہ۔ شکر تیرا شکر ہے کہ اب تو نے ان اشخاص کو ہی ختم کر دیا جو تیری راہ میں دریا نوش و واسطہ بنتے تھے۔ تیرے راستہ میں رکاوٹ ڈالتے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

مَن[۵۱] چناں اَطلال خواہم در خطاب — کز صدا چوں کوہ واگوید جواب

میں خطاب کے لئے ایسے کھنڈر چاہتا ہوں — جو پہاڑ کی طرح صدائے بازگشت سے جواب دیں

تا مُتَنّی بشنوم مَن نامِ تو — عاشقم بر نامِ جاں آرامِ تو

تاکہ میں تیرا نام مکرر سنوں — میں تیرے جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں

ہر نبی زاں دوست دارد کوہ را — تا مُتَنّی بشنود نامِ ترا

ہر نبی پہاڑ کو اسی لئے دوست رکھتا ہے — تاکہ تیرے نام کو مکرر سنے

آں کہ پست[۵۲] مثالِ سنگلاخ — موش را شاید نہ ما را در مناخ

وہ پست پہاڑ جو پتھریلی زمین جیسا ہے — چوہے کے لائق ہے نہ کہ ہمارے

من بگویم اُو نگردد یارِ من — بے صدا ماند دمِ گفتارِ من

میں بولتا ہوں وہ میرا یار نہیں بنتا ہے — میرے بولنے کے وقت بغیر صدائے بازگشت کے رہ جاتا ہے

باز میں آں بہ کہ ہموارش کُنی — نیست ہمدم با عدم یارش کُنی

یہ بہتر ہے کہ تو اس کو زمین کے برابر کردے — وہ ساتھی نہیں ہے اس کو عدم کا یار بنادے

گفت اے[۵۳] نوح ار تو خواہی جملہ را — حشر گردانم برآرم از ثری

فرمایا اے نوحؑ! اگر تو چاہے (تو) سب کو — از سرِ نو زندہ کردوں، مٹی سے نکال لوں

بہرِ کنعانے[۵۴] دلِ تو نشکنم — لیکت از احوال آگاہ می کنم

ایک کنعان کی وجہ سے میں تیرا دل نہ توڑوں گا — لیکن تجھے حالات سے آگاہ کرتا ہوں

گفت نے نے راضیم کہ تو مرا — ہم کُنی غرقہ اگر باید ترا

عرض کیا نہیں نہیں، میں راضی ہوں کہ تو مجھے — بھی ڈبودے اگر تیری مرضی ہو

ہر زمانم غرقہ می کُن من خوشم — حُکمِ تو جان است و چوں جاں می کشم

تو مجھے ہر وقت ڈبوتا رہ میں خوش ہوں — تیرا حکم جان ہے اور میں جان کیطرح اسکو سر پر رکھتا ہوں

نَنگرم کس را و گر ہم بنگرم — اُو بہانہ باشد و تو منظرم

میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور اگر میں دیکھوں بھی — وہ بہانہ ہوگا اور تو میرے پیش نظر ہوگا

عاشقِ صُنعِ توام در شکر و صبر — عاشقِ مصنوعِ کے باشم چو گبر

میں صبر و شکر کے ساتھ تیرے کام کا عاشق ہوں — میں بت پرست کی طرح مصنوع کا کب عاشق ہوں؟

---

۵۱ من چناں۔ مجھے ایسے مخاطبوں کی ضرورت ہے جن سے صدائے بازگشت نکلے یعنی میں تیرا ذکر کروں تو وہ بھی تیرا ذکر کریں۔ تا مُتَنّی۔ میں تیرا ذکر کروں اور وہ بھی تیرا ذکر کریں تو تیرا نام مکرر سنونگا۔

۵۲ مناخ۔ پڑاؤ، ٹھکانا۔ من بگویم۔ دنیاداروں کے سامنے جب دین کی بات کی جاتی ہے تو وہ دم بخود رہجاتے ہیں ایسے لوگ صلحا کی صحبت کے لائق نہیں ہیں۔ باز میں۔ ایسے پست فطرت لوگوں کا زیرِ زمین ہوجانا بہتر ہے۔

گفت۔ حضرت نوحؑ سے اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہ اگر تیری خواہش ہے تو صرف کنعان کو ہی نہیں میں سب کو زندہ کردوں۔ ثری۔ مٹی۔

۵۳ بہرِ کنعانے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت نوحؑ سے فرمایا تیرے بیٹے کنعان کے معاملے میں میں تیری دلشکنی نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ گفت۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ اب میں کنعان کی نجات کا خواہاں نہیں ہوں تیری مرضی پر راضی ہوں تیری مرضی ہو تو مجھے بھی غرق کردے۔ حُکمِ تو۔ تیرا حکم مجھے جان کی طرح پیارا ہے۔ نَنگرم۔ تیری ذات کے سوا میرا کوئی منظور نظر نہیں ہے اگر کوئی دوسرا مستظرِ نظر ہے وہ بھی تیرے لئے ہی ہے۔ عاشق۔ میں خدا اور اس کے فعل کا عاشق ہوں مخلوق کا عاشق نہیں ہوں۔ گبر۔ بت پرست غیر اللہ سے عشق کرتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

عاشقِ صُنعِ خدا با فَر بُوَد — عاشقِ مَصنُوعِ اُو کافر بُوَد

اللہ کے فعل کا عاشق باعزت ہوتا ہے — اُس کی بنائی ہوئی چیز کا عاشق کافر ہوتا ہے

درمیانِ[1] این دو فرقے بس خفیست — خود شناسد آنکہ در رُوبیت صفیست

اِن دونوں باتوں میں بہت باریک فرق ہے — وہ پہچانتا ہے جو تاڑنے میں تمتا ہے

توفیق میانِ این[2] دو حدیث کہ اَلرِّضَا بِالْکُفْرِ کُفْرٌ وحدیثِ دیگر کہ مَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ

اِن دو حدیثوں میں تطبیق کہ کفر پر رضامندی کفر ہے اور دوسری حدیث کہ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری (طرف سے نازل شدہ) بلا پر صبر نہ کرے اُسکو چاہیئے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا تلاش کرلے

دی سوالے کرد سائل مر مرا — زانکہ[3] عاشق بُود اُو بر ماجرا

کل ایک سوال کرنیوالے نے مجھ سے سوال کیا — کیونکہ وہ بحث کا عاشق تھا

گفت نکتہ اَلرِّضَا بِالْکُفْرِ کُفْر — این بپیمبر گفت و گفتِ اُوست مہر

اُس نے کہا کفر پر رضامندی کفر ہے، نکتہ ہے — یہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے اور اُن کا فرمانا مہر ہے

باز فرمود اُو کہ اندر ہر قضا — مر مُسلماں را رِضا باید رِضا

پھر اُنھوں نے فرمایا کہ ہر قضا پر — مسلمان کو راضی ہونا چاہیئے

نے قضائے حق بود کفر و نفاق — گر بدیں راضی شوم گردد شقاق

کیا کفر اور نفاق اللہ (تعالےٰ) کا فیصلہ نہیں ہے؟ — اگر میں اِس پر راضی ہوجاؤں مگر اہی ہوگی

ور نیم راضی بُود آں ہم زیاں — پس چہ چارہ باشدم اندر میاں

اور اگر میں راضی نہیں ہوں یہ بھی نقصان ہوگا — تو اُس میں میرے لئے کیا تدبیر ہے؟

گفتمش این کفر مقضی[4] نے قضاست — ہست آثارِ قضا این کفر راست

میں نے اُس سے کہا یہ کفر مقضی ہے قضا نہیں ہے — فی الواقع یہ کفر قضا کے آثار میں سے ہے

پس قضا را خواجہ از مقضی بداں[5] — تا شکالت دفع گردد در زماں

اے خواجہ! قضا اور مقضی میں فرق سمجھ — تاکہ فوراً تیرا اِشکال دفع ہوجائے

اور قضا نہیں ہے، کفر قضاءِ خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے کسب سے انسان میں ظاہر ہوتا ہے۔

---

[1] درمیان۔ یعنی خالق کو رب بنانے اور مخلوق کو رب قرار دینے میں۔ صفی۔ منتخب، ممتاز۔ توفیق۔ دونوں حدیثوں میں تعارض یہ ہے کہ ایک میں فرمایا کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا جو میری قضا پر راضی نہ ہو تو وہ میرا بندہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کفر بھی خدا کی قضا ہے اِس اِشکال کا جواب پہلے اشعار پر مبنی ہے۔ پہلے اشعار میں کہا تھا کہ اللہ کے صنع اور فعل کا عاشق مومن ہے اور مصنوع اور مخلوق کا عاشق کافر ہے۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ قضاءِ کفر جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اُس پر رضا ضروری ہے اور یہ عینِ ایمان ہے اور کفر مقضی اور مخلوق ہے اُس سے محبت کرنا کفر ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

[2] این۔ یعنی کفر۔ [3] زانکہ۔ وہ سوال کرنے والا بحث و مباحثہ کا عاشق تھا۔ مہر۔ یعنی قولِ رسولؐ حجت اور دلیل ہے۔ [4] قضائے حق۔ یعنی کفر اور نفاق بھی اللہ کی قضا ہے اگر میں اُس پر راضی ہوجاؤں تو گمراہی ہے۔ ور نیم۔ یعنی اگر کفر اور نفاق پر راضی نہ ہوں تو دوسری حدیث کا مخالف ہوگا۔

[5] مقضی نے قضا کفر خلق اور قضائے خداوندی سے پیدا شدہ چیز ہے اُس کا فعل

www.pdfbooksfree.pk

راضیم[1] بر کفر زاں رُو کہ قضاست — نے ازاں رُو کہ نزاع و خبثِ ماست

میں کفر پر اس اعتبار سے راضی ہوں کہ وہ قضا ہے — نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ (خدا سے) جھگڑا اور ہماری خباثت ہے

کفر از رُوئے قضا خود کفر نیست — حق را کافر مخواں اینجا مایست

قضا کے اعتبار سے کفر، کفر نہیں ہے — اللہ (تعالیٰ) کو کافر نہ کہہ اس جگہ نہ ٹھہر

کفر جہل ست و قضائے کفر علم — ہر دو[2] یک گے باشد آخر حلم و حلم

کفر جہل ہے اور کفر کی قضا علم ہے — آخر بردباری اور غصہ دونوں ایک کب ہوتے ہیں؟

زشتی[3] خط زشتیِ نقاش نیست — بلکہ از وے زشت را بنمودنیست

خط کا بھدا پن نقاش کی برائی نہیں ہے — بلکہ اس کی جانب سے بھدے پن کی نمائش ہے

قوت نقاش باشد آنکہ او — ہم تواند زشت کردن ہم نکو

یہ تو نقاش کی مہارت ہوگی کہ وہ — وہ بھیانک بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی

گر کشایم بحث ایں را من بساز — تا سوال و تا جواب آید دراز

اگر میں ساز و سامان کے ساتھ اس بحث کو کھولوں — تاکہ سوال اور جواب دراز ہو جائے

ذوق نکتہ عشق از من میرود — نقشِ خدمت نقشِ دیگر می شود

عشق کے نکتہ کا ذوق مجھ میں سے جاتا رہے گا — (اور) خدمت کا نقش دوسرا نقش بن جائے گا

مثل[4] در بیانِ آنکہ حیرت مانعِ بحث و فکرت است

اس بیان میں ایک مثال کہ حیرت بحث اور فکر سے مانع ہے

آں یکے مردِ دو[2] مو آمد شتاب — پیشِ یک آئینہ دارِ مستطاب

ایک کم عمر بالوں والا شخص تیزی سے آیا — ایک بھلے آئینہ والے (نائی) کے پاس

گفت از ریشم سفیدی کن جدا — کہ عروسِ نو گزیدم اے فتیٰ

کہا میری داڑھی سے سفیدی کو ہٹا دے — کیونکہ اے نوجوان! میں نے نئی شادی کی ہے

ریشِ او ببرید و کل پیشش نہاد — گفت تو بگزیں مرا کارے فتاد

اس نے اس کی داڑھی کاٹ دی اور اس کے سامنے رکھ دی — کہا تو چن لے، مجھے ایک کام نکل آیا

---

[1] راضیم: بحیثیت فعلِ خداوندی کے کفر پر راضی ہونا عین ایمان ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے کب سے وقوع میں آتا ہے اس پر رضا کفر ہے۔ کفر یہاں سے مولانا نے اشکال کا دوسرا جواب دینا شروع فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضاءِ کفر، کفر نہیں ہے لہٰذا قضاءِ کفر پر رضا کفر پر رضا نہیں ہے، قضاءِ کفر کو اگر کفر قرار دیا جائے گا تو نعوذ باللہ خدا پر کافر کا اطلاق ماننا ہوگا اسلئے کہ قضا فعلِ خداوندی ہے اگر وہ کفر ہو تو جس ذات سے فعل قائم ہوتا ہے اس پر فاعل کا اطلاق ہوتا ہے۔ کفر جہل ست۔ یہ اشکال کا تیسرا جواب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضاءِ کفر اور کفر دونوں دو جداگانہ چیزیں ہیں۔ قضاءِ کفر از قبیلِ علم ہے اور کفر از قبیلِ جہل ہے لہٰذا دونوں حدیثوں کا مفہوم جداگانہ ہے انمیں کوئی تعارض نہیں ہے۔ قضاءِ کفر کا علم ہونا یا تو اس طور پر ہے کہ قضاءِ خداوندی علمِ خداوندی پر مبنی ہے یا اس اعتبار سے کہ بندہ کے علم ہی پر یہ بات مبنی ہے کہ وہ خدا کو خالقِ کفر مانتا ہے اور کفر کا محال صفاتِ خداوندی سے جہل پر مبنی ہے۔

[2] زشتیِ خط۔ یہ اشکال کا چوتھا حل ہے کفر بری چیز ہے اس پر رضا مندی کفر ہے لیکن قضاءِ کفر اور خلقِ کفر اللہ کے اعتبار سے صفتِ کمال ہے اس پر راضی ہونا کفر نہیں ہے بلکہ عین ایمان ہے جیسا کہ ایک خوشنویس ایک بھدی تحریر پر بھی قادر ہو یا ایک مصور بھیانک تصویر کے بنانے پر بھی قادر ہو تو وہ بھدی تحریر اور بھیانک تصویر بری چیز ہے لیکن اسکا لکھنا اور بنانا خوشنویس اور مصور کا کمال ہے۔ گر کشایم۔ علمِ کلام کی بحثیں ذوقِ عشق کے منافی ہیں۔ نقشِ دیگر۔ علمِ کلام کی نکتہ آفرینیاں علماء عموماً اپنے علمی کمال کو ظاہر کرنے کیلئے کرتے ہیں ——— [4] مثل۔ اہلِ حال اور اہلِ قال میں فرق واضح کرنے کے لئے یہ قصہ نقل کیا ہے جس طرح تمام فضول فرمائش میں نہ لگا اسی طرح اہلِ حال بحث و مباحثہ میں وقت ضائع نہیں کرتے ہیں۔ دو مو۔ یعنی وہ شخص جس کے بال کچھڑی تھے۔ مستطاب۔ بزرگ، پاکیزہ۔ عروس۔ دلہن، دولہا۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں[1] سوال و این جواب است اے گزیں
اے برگزیدہ! یہ سوال اور یہ جواب ہے

کہ سرِ اینہا ندارد مردِ دیں
کیونکہ دیندار شخص اس قسم کی باتوں کو دھیان میں نہیں لاتا ہے

آں یکے زد سیلیے مر زیدرا
ایک شخص نے زید کے طمانچہ مارا

حملہ کرد او ہم برائے کیدرا
اُس نے بھی اُس پر انتقام میں حملہ کر دیا

گفت سیلی زن سوالت می کنم
طمانچہ مارنے والے نے کہا میں تجھ سے ایک سوال کرتا

پس جوابم گوی وانگہ میزنم
اُس کا مجھے جواب دے، پھر مجھے مار لینا

برقفائے[2] تو زدم آمد طراق
میں نے تیری گدی پر مارا تو تڑاخ کی آواز آئی

یک سوالے دارم اینجا در وفاق
اُس کے مناسب یہاں میرا ایک سوال ہے

ایں طراق از دستِ من بود است یا
یہ تڑاخ (کی آواز) میرے ہاتھ کی تھی یا

از قفا گاہِ تو اے فخرِ کیا
اے بزرگوں کے فخر! تیری گدی کی تھی

گفت از درد آں فراغت نیستم
اُس نے کہا مجھے اُس کے درد سے چھٹکارا نہیں ہے

کاندریں فکر و تفکر بیستم
کہ میں اِس غور و فکر میں لگوں

تو کہ بیدردی ہمی اندیش ایں
تو چونکہ درد سے خالی ہے، یہ سوچ

نیست صاحب درد را ایں فکرہیں
خبردار! دردمند کیلئے اِس غور اور فکر کا وقت نہیں ہے

دردمنداں را نباشد فکرِ غیر
دردمندوں کو غیر کی فکر نہیں ہوتی ہے

خواہ در مسجد برو خواہی بدیر
خواہ تو مسجد میں جائے، یا بتخانے میں

غفلت[3] و بیدردیت فکر آورد
تیری غفلت اور بیدردی سوچنے کا موقع دیتی ہے

در خیالت نکتہ بکر آورد
تیرے خیال میں نئے نئے نکتے پیدا کرتی ہے

جز غمِ دیں نیست صاحب درد را
دردمند کے لئے دین کے غم کے سوا اور غم نہیں ہے

می شناسد مرد را و گرد را
وہ مرد اور گرد کو پہچانتا ہے

حکمِ حق را بر سر و رو می نہد
اللہ (تعالیٰ) کے حکم کو سر اور چہرے پر رکھتا ہے

حفظ و فکرِ خویش یکسو می نہد
اپنے خیالات اور نگہداشت کو یکطرف رکھ دیتا ہے

حکایت

در صحابہ کم بُدے حافظ کسے
صحابہ میں کوئی حافظ کم ہوتا تھا

گرچہ شوقے بود جاں شاں را بسے
اگرچہ اُن کی جان کو بہت شوق تھا

[1] ایں سوال۔ یعنی ایسی فضول فرمائش کا یہی جواب مناسب تھا۔ آں یکے۔ اِس قصہ سے بھی یہ ظاہر کرنا ہے کہ صاحبِ عشق تو اپنی لگن میں لگا رہتا ہے فضول بحثوں کا اُس کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ جس کے طمانچہ لگا تھا وہ درد میں مبتلا تھا اُس کو طمانچہ مارنے والے کی تفتیش کی فرصت کہاں تھی۔ سیلی زن۔ طمانچہ مارنے والا۔

[2] برقفا۔ گدی پر۔ طراق۔ طمانچہ کی آواز۔ وفاق۔ مطابقت، اتفاق۔ گفت۔ جسکے طمانچہ لگا تھا اُس نے کہا۔ بیستم۔ بایستم۔ تو کہ۔ تو چونکہ درد سے خالی ہے اِس لئے اِس طرح کی بحثیں تیرے دماغ میں آتی ہیں۔ خواہ در مسجد۔ حق پرست ہو یا باطل پرست وہ اپنی دھن میں لگا رہتا ہے وہ عقلی بحثوں میں نہیں پڑتا ہے۔

[3] غفلت۔ جو دین سے غافل اور دردِ عشق سے خالی ہے وہ لایعنی منطقی بحثیں کرتا ہے۔ حکمِ حق۔ دردمند تو اللہ کے احکام بجالانے میں منہمک رہتا ہے۔ حکایت۔ صحابہ کرام چونکہ دردِ حق میں مبتلا رہتے تھے اسی لئے اُن کو قرآن کے حفظ کا وقت نہ ملتا تھا۔ در صحابہ۔ صحابہ میں حافظِ قرآن کم تھے۔ ایک ایک سورت کے معانی میں تفکر کے اندر اُن کا سب وقت لگتا تھا مشہور صحابہ میں صرف چار حافظ تھے۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابوزید۔

www.pdfbooksfree.pk

زانکہ[1] چوں مغزش درآگند رسید — قشر ہا شد بس رقیق و واکفید

کیونکہ جب اُس کا گودا بھر گیا اور پک گیا — چھلکے بہت پتلے ہو گئے اور پھٹ گئے

قشر جوز و فستق و بادام ہم — مغز چوں آگند شاں شد پوست کم

اخروٹ، اور پستہ اور بادام، کا چھلکا بھی — جب اُن میں گودا بھرا، چھلکا گھٹا

مغز علم افزود کم شد پوستش — زانکہ عاشق را بسوزد دوستش

علم کا گودا بڑھا، تو اُس کا چھلکا گھٹا — کیونکہ عاشق کو اُس کا معشوق جلا دیتا ہے

وصف[2] مطلوبی چو ضد طالبی ست — وحی و برق نور سوزندہ نبی ست

محبوبیت کی صفت، محبیت کی ضد ہے — وحی اور برق نور کی بجلی نبی کو جلا دینے والی ہے

چوں تجلی کرد اوصاف قدیم — پس بسوخت وصف حادث را کلیم

جب قدیم اوصاف کی تجلی پڑی — تو کلیم اللہ نے حادث کی صفت کو جلا دیا

ربع قرآں ہر کرا محفوظ بود — جل فینا از صحابہ می شنود

جس کو چوتھائی قرآن حفظ تھا — تو وہ صحابہ سے سنتا تھا کہ وہ ہم میں بڑھ گیا۔

جمع صورت با چنیں معنی ژرف — نیست ممکن جز ز سلطانے شگرف

ایسے گہرے معنی کے ساتھ الفاظ کا جمع ہو جانا — بڑے بادشاہ کے علاوہ کسی کیلئے ممکن نہیں ہے

در[3] چنیں مستی مراعات ادب — خود نباشد ور بود باشد عجب

ایسی مستی میں ادب کی نگہداشت — نہیں ہو سکتی، اگر ہو تو تعجب ہے

اندر استغنا مراعات نیاز — جمع ضدین ست چوں گرد و دراز

بے نیازی میں نیاز مندی کی نگہداشت — گول اور لمبے جیسے ضدین کو جمع کرنا ہے

جمع ضدین از نیاز افتاد و ناز — باز در وقت تحیر امتیاز

نیاز اور ناز کو جمع کرنا دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے — پھر تحیر کے وقت امتیاز کو باقی رکھنا (ضدین کو جمع کرنا ہی)

چوں عصا معشوق عمیاں می شود — کور خود صندوق قرآں می شود

جیسا کہ لاٹھی اندھوں کی محبوب ہے — کور (باطن) قرآن کا صندوق بن جاتا ہے

---

[1] زانکہ۔ صحابہ کرام معنی اور معانی قرآن سے پُر تھے اُنکے لئے الفاظ کی زیادہ اہمیت نہ تھی مغز علم۔ قاعدہ ہے جب پھل پکنے پر آجاتا ہے اور اُس میں مغز بھر جاتا ہے تو چھلکا گھٹ جاتا ہے اور رقیق ہو کر پھٹنے لگتا ہے۔

[2] وصف مطلوبی۔ محبوب اور محب، عاشق و معشوق دو جداگانہ چیزیں ہیں جب تک یہ دوئی ہے وصل حقیقی حاصل نہیں ہو سکتا۔ وحی۔ آنحضور پر وحی نازل ہوئی تو لکھائیت کا درجہ حاصل ہوا اور دوئی ختم ہوئی۔ چوں تجلی۔ ذات باری کی تجلی اوصاف بشریت کو ختم کر دیتی ہے۔ ربع قرآن۔ صحابہ کرام میں وحی الٰہی نے لکھائیت کی صفت پیدا کر دی تھی لہٰذا مشاہدہ حق اور استغنا بالعمل حفظ قرآن کا موقع نہ دیتا تھا چوتھائی قرآن بھی حفظ کر لینا اُن کیلئے بڑی بات تھی۔ جمع صورت۔ قرآن کے اسرار اور گہرے معنی کو سمجھتے ہوئے الفاظ کو یاد کرنا بڑے ہی انسان کا کام ہے۔

[3] در چنیں مستی۔ صحابہ کرام کو مشاہدہ حق سے جو مستی حاصل تھی اُس کے ہوتے ہوئے حفظ قرآن کے آداب کا پابند ہو جانا ہر انسان سے ممکن نہیں ہے۔ اندر استغنا۔ مشاہدہ حق کی مستی استغنا پیدا کر دیتی ہے اُس کے ہوتے ہوئے نیاز مندی کی نگہداشت

دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص گول اور دراز چیز کو جمع کرلے۔ جمع ضدین۔ ناز اور نیاز کو جمع کرنا اور مقام حیرت میں پہنچ کر امتیاز کو باقی رکھنا دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے۔ صفات خداوندی کا تقاضہ ناز ہوتا ہے اور عبودیت کا تقاضہ نیاز۔ تحیر محمود کے مقام پر ہی عبد و معبود کا فرق قائم رکھنا یہ صحابہ کرام ہی کر سکتے تھے۔ چوں عصا۔ قرآن کے معانی اور اسرار و حکم کو جانے بغیر الفاظ کو رٹ لینا اور اُن سے عشق کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھے کو لاٹھی سے عشق ہوتا ہے اور ایسے حافظ قرآن کی مثال صندوق کی سی ہے جس میں قرآن محفوظ کر دیا جائے تو صندوق کو اُسکے معانی اور اسرار کا علم ہے نہ اُس شخص کو۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] کو راں خود صنادیق اندر پُر — از حروفِ مُصحف و ذکر و نُذُر

(کسی نے) کہا ہے اندھے خود بھرے ہوئے صندوق ہیں — قرآن کے حروف اور ذکر اور نصیحت سے

باز صندوقے پُر از قرآں بہ است — زانکہ صندوقے بود خالی بدست

پھر قرآن سے بھرا ہوا صندوق بہتر ہے — اس سے کہ خالی صندوق ہاتھ میں ہو

باز صندوقے کہ خالی شد ز بار — بہ ز صندوقے کہ پُر موش[2] ست و مار

پھر وہ صندوق جو بوجھ سے خالی ہے — اُس صندوق سے بہتر ہے جو چوہوں اور سانپوں سے بھرا ہوا ہو

حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد — گشت دلّالہ بہ پیشِ مرد سرد

خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان وصل پر پہنچ جائے — تو (اُس) انسان کیلئے رہنمائی کرنیوالا بے حقیقت ہے

چوں بمطلوبت رسیدی اے ملیح — شد طلبگاریِ علم اکنوں قبیح

اے خوبصورت! جب تو اپنے محبوب تک پہنچ گیا — تو اب (راستہ کی) جانکاری کی طلب بُری ہے

چوں[3] شدی بر بامہائے آسماں — سر دباشد جستجوئے نردباں

جب تو آسمان کے بالاخانوں پر پہنچ گیا — تو سیڑھی کی جستجو بے وقعت ہو گئی

جز برائے یاری و تعلیمِ غیر — سر دباشد راہِ خیر از بعدِ خیر

سوائے دوسرے کی تعلیم اور مدد کے — بھلائی (حاصل ہونیکے) بعد بھلائی کا راستہ بیکار ہے

آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی — جہل باشد بر نہادن صیقلی

جو روشن آئینہ صاف اور جلی ہو گیا — اُس کو صیقل پر رکھنا نادانی ہو گی

پیشِ سلطاں خوش نشستہ در قبول — زشت باشد جستنِ نامہ رسول

بادشاہ کے سامنے خوش (اور) عزت کیساتھ بیٹھ کر — خط اور قاصد کو تلاش کرنا بُرا ہو گا

داستانِ مشغول شدنِ عاشق بعشق نامہ خواندن و

ایک عاشق کا عشق نامہ میں مشغول ہونا اور عشق نامہ کو اپنے معشوق کے

مطالعہ کردنِ عشق نامہ در حضورِ معشوق خویش و معشوق آنرا

سامنے پڑھنے کا بیان اور معشوق کا اُس کو ناپسند کرنا کیونکہ دلیل

ناپسند داشتن کہ طلبُ الدلیلِ عندَ حضورِ المدلولِ قبیح

کی موجودگی میں راہنما کی طلب بُری ہے اور معلوم تک پہنچنے کے

والاشتغالُ بالعلمِ بعدَ الوصولِ الی المعلومِ مذموم

بعد علم میں مشغول ہونا بُرا ہے

[1] گفت۔ کہنے والے نے کہا جو لوگ قرآن کے اسرار اور معانی سے بے بہرہ ہیں اور صرف الفاظ رٹتے ہیں وہ قرآن کے حروف اور ذکر و فکر کی آیتوں کے پُر شدہ صندوق ہیں۔ بلکہ جو لوگ محض قرآن کے الفاظ کے حافظ ہیں وہ بھی اُن سے بہتر ہیں جو الفاظ سے بھی محروم ہیں۔

[2] موش۔ چوہا

[3] چوں شدی۔ جب شخص بالاخانہ پر پہنچ گیا اُس کیلئے سیڑھی کو تلاش کرنا بیکار ہے۔ جز۔ واصل بحق اگر اللہ سے قرب کے وسائل اور ذرائع کا ذکر کرے تو دوسروں کی تعلیم کے لئے کرے۔ آئینہ۔ جب آئینہ خود صاف ہے تو اُس کو صیقل کرنا لغو کام ہے پیشِ سلطاں۔ جب محبوب تک رسائی ہو جائے تو پھر قاصد اور نامہ و پیام کی جستجو بیکار بات ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

آں یکے[1] را یار پیشِ خود نشاند — نامہ بیروں کرد و پیشِ یار خواند

ایک (عاشق) کو معشوق نے اپنے سامنے بٹھالیا — اُس نے خط نکالا اور معشوق کے سامنے پڑھنے لگا

بیتہا در نامہ و مدح و ثنا — زاری و مسکینی و بس لابہا

خط میں اشعار تھے، اور تعریف و توصیف تھی — عاجزی اور مسکینی اور بہت سی خوشامدیں تھیں

گریہ و افغان و حُزن و دردِ خویش — خواری و بیزاریِ با اہل و خویش

رونا اور فریاد، اور غم، اور اپنا درد — ذلت اور اہل اور اپنوں سے بیزاری تھی،

دُوری و رنجوری از ہجرانِ دوست — ذکرِ پیغام و رسول از مغز و پوست

دوست کے ہجر کی وجہ سے دوری اور بیماری — پیام اور قاصد اور رطب و یابس کا تذکرہ

ہمچنیں می خواند با معشوقِ خود — تا کہ بیروں شد ز حصر و حدّ و عد

وہ اس طرح اپنے معشوق کے سامنے پڑھتا رہا — حتیٰ کہ احاطہ اور حد اور شمار سے تجاوز کر گیا

گفت معشوقش ایں اگر بہرِ منست — گاہِ وصل ایں عمر ضائع کردنست

معشوق نے کہا اگر یہ (رونا دھونا) میری وجہ سے ہے — تو وصل کے وقت یہ عمر کو ضائع کرنا ہے

من[2] بہ پیشت حاضر و تو قصہ خواں — نیست ایں بارے نشانِ عاشقاں

میں تیرے سامنے ہوں اور تو قصے پڑھتا ہے — یقیناً یہ عاشقوں کی پہچان نہیں ہے

گفت اینجا حاضری امّا ولیک — من نمی یابم نصیبِ خویش نیک

اُس (عاشق) نے کہا تو اس جگہ موجود ہے لیکن — میں اپنا حصہ پورا نہیں پا رہا ہوں

آنچہ میدیدم ز تو پارینہ سال — نیست ایں دم گرچہ می بینم وصال

میں جو تجھ سے پارسال دیکھتا تھا — وہ اب نہیں ہے اگرچہ میں وصل دیکھ رہا ہوں

من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام — دیدہ و دل زاں تازہ کردہ ام

میں نے اِس چشمہ سے صاف پانی پیا ہے — میں نے آنکھوں اور دل کو پانی سے تازہ کیا ہے

چشمہ می بینم ولیکن آبِ[3] نے — راہِ آبم را مگر زد رہزنے

میں چشمہ دیکھ رہا ہوں لیکن پانی نہیں ہے — میرے پانی کا راستہ شاید کسی ڈاکو نے کاٹا ہو

گفت پس من نیستم معشوقِ تو — من بہ بلغار و مُرادت در قتو

اُس نے کہا تو میں تیرا معشوق نہیں ہوں — میں بلغار میں ہوں اور تیرا مقصود قتو میں ہے

عاشقی تو بر من و بر حالتے — حالت اندر دست نبود اے فتے

تو مجھ پر اور (میری) ایک حالت پر عاشق ہے — اے نوجوان! حالت قابو میں نہیں ہوتی ہے

---

[1] آں یکے۔ معشوق کے پاس بیٹھ کر اُس کیلئے لکھے ہوئے خطوط پڑھنا معشوق کی ناگواری کا سبب ہوتا ہے۔ بیتہا۔ معشوق کو جو اُس نے خط میں لکھا اُس میں یہ بیانات تھے جو اُس نے معشوق کے پاس بیٹھ کر پڑھنے شروع کر دیئے۔

[2] من بہ پیشت۔ معشوق نے سارا مضمون سُن کر کہا اگر یہ خط میرے نام تھا تو وصل کی حالت میں اِس کا پڑھنا عمر کو ضائع کرنا ہے۔

[3] آبِ نے۔ یعنی تیرا وہ پہلا رنگ روپ نہیں ہے۔ بلغار۔ اِس شہر اور قتو شہر میں بہت فاصلہ ہے۔ عاشقی تو میری ذات اور اُس کی ایک حالت پر عاشق ہے، احوال میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

پس[۵۱] نیم کُلّی مطلوبِ تو من — جزوِ مقصودم ترا اندر زمن

تو میں بالکلیہ تیرا مطلوب نہیں ہوں — میں زمانہ میں تیرے مطلب کا جزو ہوں

خانۂ معشوقہ ام معشوق نے — عشق بر نقدست و بر صندوق نے

میں معشوق نہیں ہوں، معشوق کا گھر ہوں — عشق تو نقدی سے ہے صندوق سے نہیں ہے

ہست معشوقِ آنکہ او یک تو بود — مبتدا و منتہایت او بود

معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو — تیرا مبتدا اور منتہا وہ ہو

چوں بیابی اش نمانی منتظر — ہم ہویدا او بود ہم نیز سر

جب تو اس کو پالے تو منتظر نہ رہ — ظاہر میں بھی وہی (معشوق) ہو اور باطن میں بھی

میر[۵۲] احوال ست نے موقوفِ حال — بندۂ آں ماہ باشد ماہ و سال

وہ حالات پر حاکم ہوتا ہے نہ کہ حالات کا محکوم — مہینے اور سال اسی چاند کے غلام ہیں

چوں بگوید حال را فرماں کند — چوں بخواہد جسمہا را جاں کند

جب وہ حالات کو حکم دے وہ تابعداری کریں — جب وہ چاہے، جسموں کو روح بنا دے

منتہی نبود کہ موقوف ست او — منتظر بنشستہ باشد حالِ جو

جو موقوف ہے وہ منتہی نہیں ہے — وہ حال کا تلاش کرنے والا منتظر بیٹھا ہوا ہے

کیمیائے حال باشد دستِ او — چوں بجنباند شود مس مستِ او

اس کا ہاتھ، حال کی کیمیا ہوتا ہے — جب وہ ہاتھ ہلا دیتا ہے تو تانبا اس کی مست ہو جاتا ہے

گر بخواہد مرگ ہم شیریں شود — خار و نشتر نرگس و نسریں شود

اگر وہ چاہے تو موت بھی میٹھی ہو جائے — کانٹا اور نشتر بھی نرگس اور نسرین بن جائے

او بود[۵۳] سلطانِ حال اندر روش — نے چو تو محروم از حال و کشش

وہ سلوک میں حال پر حاکم ہوتا ہے — تیری طرح حال اور کشش سے محروم نہیں ہوتا ہے

آنکہ او موقوفِ حال است آدمی ست — کہ گہے افزون و گاہے در کمی ست

جو حال کا محکوم ہے وہ (صرف) آدمی ہے — کہ کبھی بڑھوتری میں ہے اور کبھی کمی میں ہے

جس کو عشقِ الٰہی میں فنا فی الفنا کا درجہ حاصل ہو جائے وہ ان احوال کا محکوم نہیں رہتا بلکہ انہیں حاکم بنا تا ہے۔ منتہی نبود۔ جو شخص احوال کے تابع ہے وہ کامل نہیں ہے۔ کیمیائے حال۔ فنا فی الفنا کے درجہ پر پہنچکر احوال اس عاشق کے تابع ہو جاتے ہیں جس حال کی اس کو خواہش ہو وہ پیدا ہو جائیگا وہ چاہے تو موت جیسی تلخ چیز بھی شیریں بنا دیتی ہے اور کانٹے پھول بنا دیتے ہیں غرضکہ وہ صاحب تصرفات ہوتا ہے ——— ۵۳ او بود۔ یعنی فنا فی الفنا کے درجہ پر پہنچکر احوال پر پورا قابو ہو جاتا ہے۔ آنکہ او۔ جو احوال کا محکوم ہوتا ہے اس میں قویٰ بشری کا غلبہ رہتا ہے اس کو کبھی عروج اور کبھی نزول کی کیفیتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

---

۵۱ پس نیم۔ یعنی میری پوری ذات تیری معشوق نہیں ہے بلکہ میری ذات تیرے معشوق کا جزو ہے۔ خانہ۔ یعنی میں تیرا معشوق نہ ہوا بلکہ وہ جوانی معشوق تھی جو میری ذات میں تھی گہنا میں صندوق تھا اور جوانی اس کے اندر کی نقدی کی طرح تھی تو عشق صندوق سے نہیں ہوتا بلکہ نقدی سے ہوتا ہے۔ ہست۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے کہ عارضی حسن معشوق بنانے کے قابل نہیں ہے۔ عشق ابدی ذات سے ہونا چاہیئے جو لازوال ہے۔ انسان کی ابتدا بھی وہی ہے اور منتہی بھی وہی ہے۔ اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اللہ ہی شروع میں پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کریگا پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤگے۔ چوں بیابی۔ اللہ کے وصل کے بعد پھر کسی معشوق کا منتظر نہ بن وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ ھُوَ الظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ

۵۲ میر احوال ست۔ عاشقِ خدا احوال پر حاکم ہوتا ہے احوال کا محکوم نہیں ہوتا زمانہ اس عاشق کا محکوم ہوتا ہے۔ وہ احوال پر حکمرانی کرتا ہے اور جسموں کو روح بنا دیتا ہے، حال اصطلاح میں وہ کیفیت ہے جو قلب پر بغیر کسی تکلف اور کوشش کے محض خداوندی عنایت سے وارد ہوتی ہے جیسے قبض و بسط اور ذوق و شوق وغیرہ اور یہ کیفیت کسی نفسانی صفت کے ظہور کے وقت زائل ہو جاتی ہے لیکن

www.pdfbooksfree.pk

صوفی ابن الوقت[1] باشد در مثال
صوفی مثالاً، ابن الوقت ہوتا ہے

لیک صافی فارغ ست از وقت و حال
لیکن اہلِ صفا وقت اور حال سے بے نیاز ہوتا ہے

حالہا موقوفِ عزم و رائے اُو
اُس کے احوال اس کے ارادے اور رائے کے تابع ہیں

زندہ از نفخِ مسیح آسائے اُو
اُس کی مسیح جیسی پھونک سے زندہ ہیں

عاشقِ حالی نہ عاشق بر منی
تو میرے حال کا عاشق ہے، نہ کہ مجھ پر

بر اُمیدِ حال بر من می تنی
تو حال کی اُمید پر مجھ پر جھکا ہے

آنکہ گہ[2] ناقص گہے کامل بُود
وہ جو کبھی ناقص، کبھی کامل ہو

نیست معبودِ خلیل آفل بُود
وہ خلیل (اللہ) کا معبود نہیں ہے، غروب ہو جانے والا ہے

وانکہ آفل باشد و گہ آن و ایں
وہ جو کہ غروب ہو جانے والا ہو اور کبھی ایسا اور کبھی ویسا

نیست دلبر لا اُحبُّ الآفلین
وہ معشوق نہیں ہے "میں غروب کر جانے والوں سے محبت نہیں کرتا ہوں"

آنکہ اُو گاہے خوش و گہ ناخوش ست
وہ جو کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہے

یک زمانے آب و یکدم آتش ست
ایک وقت پانی اور ایک وقت آگ ہے

بُرجِ مہ باشد ولیکن ماہ نے
وہ چاند کا برج ہوگا، لیکن چاند نہیں ہے

نقشِ بُت باشد ولے آگاہ نے
وہ بت کا نقش ہے لیکن باشعور نہیں ہے

ہست صوفی صفا چوں ابنِ وقت
باصفا صوفی چونکہ ابن الوقت ہے

وقت را ہمچوں پدر بگرفتہ سخت
وہ مضبوطی سے وقت کو باپ کی طرح پکڑے ہوئے ہے

ہست صافی غرقِ عشقِ ذوالجلال
(صوفی) صافی (اللہ) ذوالجلال کے عشق میں غرق ہے

ابنِ کس نے فارغ از اوقات و حال
وہ کسی کا ابن نہیں ہے وہ اوقات اور حال سے بے نیاز ہے

غرقۂ نورے[3] کہ اُو لم یُولَد ست
وہ اُس نور میں غرق ہے جو پیدا شدہ نہیں ہے

لم یَلِد لم یُولَد آن ایزد ست
نہ اُس نے جنا نہ وہ جنا گیا اللہ (تعالیٰ) کی شان ہے

رو چنیں عشقے بجو گر زندہ
اگر تو زندہ ہے، جا ایسا عشق تلاش کر

ورنہ وقتِ مختلف را بندہ
ورنہ تو مختلف اوقات کا غلام ہے

منگر اندر نقشِ خوب و زشت خویش
اپنے اچھے بُرے نقش کو نہ دیکھ

بنگر اندر عشق و بر مطلوبِ خویش
عشق کو اور اپنے معشوق کو دیکھ

---

[1] ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو احوال اور تجلیات پر قابو نہ پا سکے اور اُس سے خوارق اور کرامات کا اضطراراً ظہور ہونے لگے۔ صافی۔ اِس سے مراد ابو الوقت اور صاحب مقام ہے یہ وہ سالک ہوتا ہے جس کو احوال پر قابو ہوتا ہے اور اُس کو روح و نفس پر پوری قدرت حاصل ہوتی ہے اُس سے کرامات کا ظہور نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ اِن باتوں کو سنتِ اللہ کے خلاف سمجھتا ہے ابو الوقت کو ابن الوقت پر بہت فوقیت ہے۔ عاشقِ حالی۔ اب پھر معشوق کا مقولہ شروع ہوا۔ یعنی معشوق نے عاشق سے کہا تو میری ذات کا عاشق نہیں ہے بلکہ میری ایک کیفیت اور حالت کا عاشق ہے۔

[2] آنکہ گہ۔ جو متغیر ہو جانے والی چیز ہے وہ معشوق اور معبود بنانے کے قابل نہیں ہے لا اُحبُّ الآفلین۔ حضرت ابراہیمؑ نے چاند اور سورج کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں اِن زوال پذیر چیزوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ آنکہ اُو۔ جن چیزوں کا حُسن اور کمال زوال پذیر ہے اُنکو صفاتِ باری کا صرف مظہر سمجھو حقیقی محبوب نہ بناؤ۔ صوفیِ صافی۔ یعنی ابن الوقت سالک۔ صافی یعنی ابو الوقت صاحب مقام سالک۔

[3] غرقۂ نورے۔ ابو الوقت تجلیاتِ رب میں غرق رہتا ہے جو ابدی اور دائمی ہیں۔ رو چنیں عشقے۔ لم یزل اور لایزال سے عشق کر۔ وقتِ مختلف۔ یعنی قابلِ تغیر مظاہر۔ منگر۔ انسان کی اپنی ذات کی اچھائی اور بُرائی طلب میں مانع نہ آنی چاہیئے اسکو ہر وقت عشق اور معشوقِ حقیقی کو پیشِ نظر رکھ کر بجد و جہد جاری رکھنی چاہیئے۔ (شعر) تو گمو ما را بداں شہ باد نیست — بر کریماں کارہا دشوار نیست

www.pdfbooksfree.pk

منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف
یہ خیال نہ کر کہ تو حقیر ہے یا کمزور

بنگر اندر ہمّتِ خود اے شریف
اے بھلے! اپنی ہمت کو دیکھ

تو بہر حالے[1] کہ باشی می طلب
تو جس حالت میں ہو طلب (جاری) رکھ

آب می جو دائما اے خشک لب
اے خشک ہونٹوں والے! ہمیشہ پانی تلاش کر

کاں لبِ خشکت گواہی می دہد
کیونکہ تیرے خشک ہونٹ گواہی دیتے ہیں

کو بآخر بر سرِ منبع رسد
کہ وہ بالآخر چشمے پر پہنچ جائیں گے

خشکیِ لب ہست پیغامے ز آب
ہونٹوں کی خشکی پانی کا ایک پیام ہے

کہ بمانت آرد یقیں ایں اضطراب
کہ یقیناً یہ اضطراب تجھے ہم تک لے آئے گا

کایں طلبگاری مبارک جنبشے ست
کہ یہ طلب، بابرکت حرکت ہے

ایں طلب در راہِ حق مانع کشے ست
حق کے راستہ میں یہ طلب موانع کو ختم کر دینے والی ہے

ایں طلب مفتاحِ مطلوباتِ تست
یہ طلب تیرے مطلوبوں کی کنجی ہے

ایں سپاہِ نصرت و رواياتِ تست
یہ (طلب) تیری کامیابی کے سپاہی اور جھنڈے ہیں

ایں طلب ہمچوں خروسے در صیاح
یہ طلب مرغ کی طرح چیخنے میں ہے

میزند نعرہ کہ می آید صباح
(اور) نعرہ لگا رہی ہے کہ صبح آنے والی ہے

گرچہ[2] آلت نیستت تو می طلب
خواہ وسائل نہ ہوں، تو طلب کر

نیست آلت حاجت اندر راہِ رب
اللہ کے راستہ میں وسائل کی ضرورت نہیں ہے

ہر کرا بینی طلبگار اے پسر
اے بیٹا! تو جس کو طلب گار دیکھے

یارِ او شو پیشِ او انداز سر
اس کا دوست بنجا اور اسکے سامنے سر رکھدے

کز جوارِ[3] طالباں طالب شوی
طلبگاروں کے قرب سے تو طلبگار بن جائیگا

وز ظلالِ غالباں غالب شوی
اور (نفس پر) غالب لوگوں کے سایہ سے تو غالب بنجائیگا

گر یکے مورے سلیمانے بجست
اگر ایک چیونٹی سلیمان کی جستجو کرے

منگر اندر جستنِ او سست
تو اس کی جستجو کو حقارت سے نہ دیکھ

ہر چہ داری تو ز مال و پیشہ
جو کچھ بھی تو مال اور ہنر رکھتا ہے

نے طلب بود اوّل و اندیشہ
کیا وہ ابتدا میں جستجو اور فکر نہ تھا؟

گر یکے گنجے بیابد نادرست
اگر کوئی خزانہ اچانک پالے تو یہ نادر ہے

وَر بماند از طلب ہم قاصرست
اگر وہ طلب سے رک جائے تو کوتاہی کرنیوالا ہے

---

[1] تو بہر حالے۔ خواہ طالب نکما یا کمزور ہو وہ طلب پیدا کرلے۔ گمان۔ اس کی کمزوری ہی مطلوب تک رہنما بن جائیگی خشکیِ لب۔ طلب کا اضطراب اور بیقراری لامحالہ مطلوب تک پہنچا دیتی ہے ایں طلب۔ طلب اور جستجو کامیابی کی ضامن ہے۔ ایں طلب جس طرح مرغ کی اذان صبح کی آمد کی علامت ہے اسی طرح جستجو مقصود تک پہونچنے کی علامت ہے۔

[2] گرچہ۔ (شعر)..... دادِ حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرطِ قابلیت داد اوست ہر کرا بینی۔ اگر طلب نہیں ہے تو طلبگاروں کے ساتھ لگ جانا چاہیئے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

[3] کز جوار۔ نیکوں کی صحبت تاثیر سے خالی نہیں رہتی ہے۔ گر یکے۔ اگر کوئی ضعیف اور کمزور طالب حق ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھو۔ ہر چہ داری۔ دنیا کی دولت بھی طلب اور فکر و تدبر سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ حقیر یکے گنجے۔ اگر کسی بزرگ کی صحبت سے کچھ حاصل بھی ہو جائے تو وہ صرف استعداد ہوگی اگر طلب اور جستجو ختم کردی تو وہ بھی ضائع ہو جائے گی۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر کہ جویندہ[1] جُست بیشک یافت اُو
جس نے کسی چیز کی طلب کی یقیناً اُس کو ملی ہے

چوں بجد اندر طلب بشتافت اُو
جبکہ محنت سے وہ طلب میں دوڑا ہے

چوں نہادی در طلب پا اے پسر
اے بیٹا! جبکہ تُو نے جستجو میں قدم رکھا

یافتی وشد میسّر بے خطر
تو نے (مطلوب) پالیا اور وہ بلا خطرہ کے مل گیا

ہیں مباش اے خواجہ یکدم بے طلب
اے خواجہ! کسی وقت بھی بغیر جستجو کے نہ رہ

تا بیابی ہر چہ خواہی بے تعب
(اس خیال سے) کہ تو جو چاہے گا بغیر مشقت کے پالیگا

عاقبت جوینده یابنده بُود
جستجو کرنے والا، بالآخر پا جانے والا ہوتا ہے

چونکہ در خدمت شتابندہ بُود
چونکہ (مطلوب کی) خدمت میں (پہنچنے کیلئے) دوڑنے والا ہوتا ہے

در طلب چالاک شو زاں فتح باب
طلب میں تیز رَو بن، اس سے فتح باب

می طلب وَ اللّٰہُ اَعلَم بِالصَّوَاب
طلب کر اور خدا بہتر جانتا ہے

حکایت[2] آں مرد کہ در عہد داؤد علیہ السلام شب و روز دُعا و تضرّع
اس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دن رات دُعا اور عاجزی

می کرد کہ بارِ خُدایا مرا روزی حلال بدہ بے رنجِ کسب
کرتا تھا کہ خدا تعالےٰ کمائی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر

آں یکے در عہدِ داؤدِ نبی
ایک شخص، داؤد نبی کے زمانے میں

نزدِ ہر دانا و پیشِ ہر غبی
ہر عقلمند کے پاس اور ہر غبی کے سامنے

ایں دعا می کرد دائم کاے خدا
ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا، کہ اے خدا!

ثروتے بے رنجِ روزی کُن مرا
بغیر محنت کے مجھے مالداری عطا فرما دے

چوں[3] مرا تو آفریدی کاہلے
جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے

زخم خوارے سُست جنبے منبلے
(اور) مار کھانیوالا، کمزور پہلو والا، ناکارہ

بر خرانِ پُشت ریشِ نامُراد
نامراد، زخمی کمر، گدھوں پر

بارِ اسپاں و اشتراں نتواں نہاد
گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ نہیں لادا جا سکتا

کاہلم چوں آفریدی اے ملی
اے بے نیاز! جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے

روزیم دہ ہم ز راہِ کاہلی
مجھے روزی بھی کاہلی کے راستہ سے عطا فرما

کاہلم من سایہ خسپم در وجود
میں کاہل، زندگی بھر سایہ میں سویا ہوں

خفتم اندر سایۂ افضال و جُود
مہربانیوں اور سخاوت کے سایہ میں سویا ہوں

---

[1] ہر کہ جویندہ۔ عربی کا مشہور مقولہ من جدّ وجد، جس نے کوشش کی اس نے پایا۔

[2] حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص بہر حال اپنی تمنائیں پوری کرنے کی دھن میں لگا تھا لامحالہ اس کا مقصود پورا ہوا۔ بار۔ بزرگ، معظم۔ آں یکے۔ یہ شخص جگہ جگہ یہی دُعا کرتا پھرتا تھا کہ اُس کو بغیر محنت کے دولت مل جائے۔ دائم۔ ہمیشہ۔ ثروت۔ مالداری۔

[3] چوں مرا۔ یعنی میں جس اہلیت کا ہوں مجھ سے وہی کام لے مجھ پر روزی کمانے کی تکلیف نہ ڈال۔ زخم خوار۔ پٹنے والا۔ سست جنب۔ کمزور پہلو والا۔ منبل۔ ناکارہ۔ غبی، مالدار۔ سایہ خسپم۔ سایہ میں سونا راحت طلبی کی علامت ہے۔ در وجود۔ یعنی جب سے پیدا ہوا ہوں۔

www.pdfbooksfree.pk

کاہلان و سایہ خسپاں را مگر — روزیِ بنوشتہ نوعے[1] دگر

کاہلوں اور سایہ میں سونے والوں کے لئے شاید — تو نے دوسری ہی طرح کی روزی تقدیر کی ہے

ہر کرا پا نیست جوید روزیے — ہر کرا پا نیست کُن دلسوزیے

جس کے پاؤں نہیں ہیں وہ روزی تلاش کرتا ہے — جس کے پاؤں نہیں ہیں اُس پر رحم فرما

رزق را میراں بسوئے آں حزیں — ابر را می کش بسوئے ہر زمیں

اُس غمگین کی طرف روزی بھیج — ہر زمین کی جانب ابر کو پہنچا

چوں زمیں را پا نباشد، جودِ تو — ابر را راند بسوئے اُو دو تو

چونکہ زمین کے پاؤں نہیں ہیں تیری سخاوت — ابر کو تہ بہ تہ اُس کی طرف لیجاتی ہے

طفل[2] را چوں پا نباشد مادرش — آید و ریزد وظیفہ بر سرش

بچے کے چونکہ پاؤں نہیں ہوتے (اسلئے) اُسکی ماں — آتی ہے اور غذا اُس کے سر پر بہاتی ہے

روزیِ خواہم بناگہ بے تعب — کہ ندارم من زکوشش جز طلب

بغیر محنت کے اچانک روزی چاہتا ہوں — اسلئے کہ سوائے طلب کے میرے پاس اور کوئی کوشش نہیں ہے

مُدتے بسیار می کرد ایں دعا — روز تا شب، شب ہمہ شب تا ضحیٰ

بہت مدت تک یہ دُعا کرتا رہا — دن سے رات تک تمام رات (بلکہ) چاشت کے وقت تک

خلق می خندید بر گفتارِ اُو — بر طمع خامے و بر پیکارِ اُو

اُس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے — اس کے بیکار لالچ اور اُس کی ہٹ پر

کہ چہ می گوید عجب ایں سُست ریش — یا کسے دادست بنگ بیہشش

کہ تعجب ہے، یہ بیوقوف کیا کہتا ہے؟ — کیا کسی نے اُس کو بے ہوشی کی بھنگ پلادی ہے

راہِ روزی کسب و رنج ست و تعب — ہر گز ایں[3] نادر نشد و ور شد عجب

روزی کا راستہ کمانا، تکلیف برداشت کرنا اور تھکنا ہے — یہ انوکھی بات کبھی نہیں ہوئی اور اگر ہو تو تعجب ہے

ہر کسے را پیشہ داد و طلب — از رہ کسب و تعب با رنج و تب

اللہ نے ہر ایک کو ایک پیشہ اور طلب دی ہے — کمائی اور تھکن سرگرمی اور تکلیف کے راستے سے

اُطْلُبُوا الْاَرْزَاقَ مِنْ اَسْبَابِهَا — وَادْخُلُوا الْاَوْطَانَ مِنْ اَبْوَابِهَا

رزقوں کو اُن کے اسباب سے طلب کرو — وطنوں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو

شاہ و سلطان و رسولِ حق کنوں — ہست داؤدِ نبیِ ذو فنوں

شاہ اور سلطان اور اللہ کے رسول اب — صاحبِ ہنر داؤدؑ نبی ہیں

[1] نوعے دگر۔ یعنی کاہلوں کی روزی بغیر کمائے بمقدر ہے۔ ہر کرا۔ یعنی جس میں کمانے کی طاقت ہے۔ پا نیست۔ یعنی جو کاہل ہے اور اسمیں کمانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ ابرا۔ یعنی جس طرح زمین کے پاؤں نہیں ہیں اور تو اُس کی غذا ابر کو بھیجکر پہنچاتا ہے اسی طرح میرا رزق بغیر محنت کے میرے پاس پہنچا دے۔

[2] طفل را۔ بچہ میں چلنے کی طاقت نہیں ہوتی تو اُس کی ماں کے ذریعہ اُس کی غذا اُس کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ کہ ندارم۔ مجھ میں محض طلب ہے اور کوئی ذریعہ اختیار کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ زشت ریش۔ بیوقوف۔ بنگ۔ بھنگ۔

[3] ایں نادر۔ یعنی بغیر کمائے روزی حاصل ہونا۔ شاہ۔ یعنی حضرت داؤدؑ کو اِس قدر فضائل کے باوجود زرہ بنانے کا پیشہ اختیار کرنا پڑا، تب روزی ملتی تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

هست[1] در فرمانِ او از وحش و طیر
وحشی جانور اور پرندے اُن کے حکم میں ہیں

در همه روئے زمیں او راست سیر
تمام روئے زمین پر اُن کا دورہ ہے

با چناں عزّے و نازے کاندروست
اس عزت اور ناز کے باوجود جو انہیں ہے

کہ گزیدستش عنایتہائے دوست
کہ انکو دوست (خدا) کی عنایتوں نے منتخب کیا ہے

مُعجزاتش بے شمار و بے عدد
ان کے معجزے بے شمار اور اَن گنت

موج بخشایش مدد داند مدد
اُنپر بخشش کی موجیں پے در پے (ہیں)

ہیچکس را خود ز آدمؑ تا کنوں
کسی شخص کی آدمؑ سے اب تک

کے بُدست آواز ہیچوں ارغنوں
آواز ارغنوں (باجا) کی طرح کب ہوئی ہے؟

کہ بہر وعظے بمیرانند دُو لیست
کہ ہر وعظ میں وہ دو لشکر کو مار ڈالتے

آدمی را صوتِ خوبش کردنیست
انسان کو اُن کی حسین آواز فنا کر دیتی

شیر و آہو جمع گردد آں زماں
اُس وقت شیر اور ہرن جمع ہو جاتے

سُوئے تذکیرش مُغفّل ایں ازاں
اُن کے وعظ میں (اور) یہ اُس سے غافل

کوہ[2] و صحرا ہم رسائل بادمش
پہاڑ اور جنگل بھی ان کی آواز کے ہم آواز تھے

ہر دو اندر وقتِ دعوت محرمش
دونوں دعوت دینے کے وقت اُنکے ہمراز تھے

این و صد چنداں مرا و را مُعجزات
یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے اُن کے تھے

نُورِ رویش بے جہات و در جہات
اُن کے چہرے کا نور بے جہت اور تمام جہتوں میں تھا

باہمہ تمکیں خدا روزی او
تمام عزتوں کے باوجود اللہ (تعالیٰ) نے انکی روزی

کردہ باشد بستہ اندر جستجو
جستجو کے ساتھ وابستہ کی تھی

بے زرہ[3] بافی و رنجے روزیش
زرہ بنانے اور تکلیف اُٹھانے کے بغیر انکی روزی

می نیاید باہمہ فیروزیش
باوجود تمام نیک بختیوں کے حاصل نہیں ہوتی تھی

اینچنیں مخذول و واپس ماندہ
ایسا ذلیل اور پچھڑا ہوا

خانہ کندہ دوں و گردوں راندہ
خانہ ویران، کمینہ اور آسمان کا پھٹکارا ہوا

اینچنیں مُدبر ہمی خواہد کہ او
ایسا بدبخت یہی چاہتا ہے کہ وہ

گنج یابد تا رود پایش فرو
خزانہ پالے یہانتک کہ اُنمیں اُسکا پاؤں دھنسے

ز احمقی خواہد کہ بے رنجش نمود
حماقت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بغیر تکلیف کے نمودار

بے تجارت پُر کُند دامن ز سُود
(اور) بغیر کاروبار کیے نفع سے دامن بھر لے

---

[1] ہست۔ حضرت داؤدؑ کے نغمے پر چرند پرند جمع ہو جاتے تھے۔ ہیچکس۔ لحن اور نغمہ کا معجزہ صرف حضرت داؤدؑ کو ملا تھا۔ ارغنوں۔ مشہور باجا ہے۔ کہ بہر وعظے۔ حضرت داؤدؑ جب وعظ میں خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے سینکڑوں آدمی وجد میں آکر بیہوش اور جاں بحق ہو جاتے تھے۔ شیر و آہو۔ نغمہ کو سُن کر شیر اور ہرن جمع ہو جاتے تھے اور وجد کے عالم میں ایک دوسرے سے بیخبر رہتا تھا۔

[2] کوہ۔ حضرت داؤدؑ کے نغمے پہاڑ اور جنگل کی گونج اُن کی ہم آواز ہو جاتی تھی۔ رسائل۔ شرکار۔ بے جہات۔ یعنی حضرت داؤدؑ کے چہرے کا نور مطلق بھی تھا اور مقید بھی تھا۔

[3] بے زرہ۔ حضرت داؤدؑ لوہے کی زرہیں بنا کر اپنی روزی کماتے تھے۔ مخذول۔ رسوا، ذلیل۔ مُدبر۔ بدبخت۔ پایش فرو۔ یعنی چلتے پھرتے اُس کو خزانہ مل جائے اور اُس میں اُس کا پاؤں دھنس جائے۔ بمعنی۔ نفع۔

www.pdfbooksfree.pk

اینچنیں[1] گیجے نیامد در جہاں — کہ برآیم بر فلک بے نردباں
ایسا کوئی احمق دنیا میں نہیں ہوا (جو یہ کہے) — کہ میں آسمان پر بغیر سیڑھی کے چڑھوں گا

ایں ہمی گفتش بتسخر نک بگیر — کہ رسیدت روزی و آمد بشیر
(کوئی) اس سے مذاق میں کہتا یہ لے لے — کہ تیری روزی آگئی اور خوشخبری دینے والا آگیا

زاں ہمی خندید مارا ہم بدہ — زانچہ یابی ہدیہ اے سالارِ دہ
کوئی ہنستا کہ ہمیں بھی دینا — اے چودھری! اس عطیہ میں سے جو تجھے ملے

او ازیں تشنیعِ مردم وین فسوس — کم نمیکرد از دعا و چاپلوس
وہ لوگوں کی اس طعنہ زنی اور ملامت سے — دعا اور خوشامد میں کمی نہ کرتا تھا

تا کہ شد در شہر معروف و شہیر — کو ز انبانِ تہی جوید پنیر
یہاں تک کہ وہ شہر میں معروف اور مشہور ہو گیا — کہ وہ خالی تھیلے میں پنیر تلاش کرتا ہے

شد[2] مثل در خام طمعی آں گدا — او ازیں خواہش نمی آمد جدا
وہ فقیر بیکار لالچ میں ضرب المثل بن گیا — (لیکن) وہ اس خواہش سے جدا نہ ہوا

کم نمی کرد از دعا و ابتہال — کرد اجابت مستعانِ ذوالجلال
اس نے دعا اور زاری ختم نہ کی — اللہ تعالیٰ مستعان اور ذوالجلال نے اس کی دعا قبول کر لی

دویدن گاؤ در خانۂ آں دعا کنندہ بالحاح قال النبی صلی اللہ

اس عاجزی کے ساتھ دعا کرنے والے کے گھر میں ایک گائے کا دوڑ کر آنا۔ آنحضور صلی اللہ

علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء زیرا کہ عین

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں عاجزی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے کیونکہ

خواستِ حق سبحانہ و تعالیٰ ست و الحاح خواہندہ را بہ است از

عاجزی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز ہے اور مانگنے والے کیلئے عاجزی اس سے بھی

آنچہ میخواہد ازو و معذر[3] گفتنِ نظم کنندہ و مدد خواستن

زیادہ اچھی ہے جو وہ اس سے مانگتا ہے اور ناظم کا عذر کرنا اور مدد چاہنا

تا کہ روزے ناگہاں در چاشتگاہ — ایں دعا می کرد با زاری و آہ
یہاں تک کہ ایک دن چاشت کے وقت اچانک — وہ یہ دعا زاری اور آہ کے ساتھ کر رہا تھا

ناگہاں در خانہ اش گاوے دوید — شاخ زد بشکست در بند و کلید
اچانک اس کے گھر میں ایک گائے دوڑ آئی — اس نے سینگ مارا کنڈی اور کھٹکا توڑ ڈالا

[1] اینچنیں یعنی اچانک خواہ نہ مل جانے کی تمنا تو ایسی ہی ہے جیسے کہ کوئی آسمان پر بغیر سیڑھی کے چڑھ جانے کی تمنا کرے۔ ایں ہمی۔ کوئی مذاق میں کہتا کہ روزی آگئی کوئی کہتا کہ اس میں سے ہمیں بھی دینا۔ بشیر۔ خوشخبری دینے والا۔ سالار دہ۔ گاؤں کا سردار، چودھری۔ شہیر۔ مشہور۔ انبان۔ تھیلا۔

[2] محمد مثل۔ یعنی یہ فقیر اپنے بیکار لالچ میں ضرب المثل بن گیا۔ مستعان۔ وہ جس سے مدد طلب کی جائے، اللہ تعالیٰ۔ الحاح۔ زاری و عاجزی۔ ملح۔ زاری کرنیوالا۔

[3] معذر گفتن۔ آئندہ اشعار میں مولانا نے اپنی مثنوی کے اتمام کی دعا شروع کی ہے۔ در بند۔ بند کنندۂ در۔

www.pdfbooksfree.pk

گاؤ گستاخ اندراں خانہ بجست
گائے بے باکی سے گھر میں گھس آئی

مرد برجست و قوائم[1] بہ شکست
(اس) شخص نے لپکا اور اس نے اسکے پاؤں باندھ دیئے

پس گلوئ گاؤ ببرید آں زماں
فوراً گائے کو ذبح کر دیا

بے توقف بے تامل بے اماں
بغیر توقف، بے تامل، امن دیئے بغیر

چوں سرش ببرید شد سوئے قصاب
جب اس کو ذبح کر دیا قصاب کے پاس گیا

تا اہالش برکند در دم شتاب
تاکہ وہ فوراً اس کی کھال اتار دے

اے تقاضا گر دروں ہمچوں جنیں
اے پیٹ کے بچہ کیطرح باطن میں تقاضا کرنیوالے!

چوں تقاضا می کنی اتمامِ ایں
جبکہ تو اس (مثنوی) کی تکمیل کا تقاضا کر رہا ہے

سہل گرداں رہ نما توفیق دہ
آسان فرما دے، راہنمائی کر دے توفیق عطا فرما

یا تقاضا را بہل بر ما منہ
یا تقاضے کو چھوڑ دے ہم پر بار نہ رکھ

چوں ز مفلس زر تقاضا میکنی
جبکہ تو مفلس سے روپے کا تقاضا کرتا ہے

زر بجنبش در سر اے شاہِ غنی
اے شاہ، بے نیاز! در پردہ اس کو روپیہ بھیج دے

بے تو نظم و قافیہ شام و سحر
تیری مدد کے بغیر نظم اور قافیہ، صبح و شام

زہرہ کے دارد کہ آید در نظر
کب طاقت رکھتے ہیں کہ (نظم و قوافی) جلوہ گر ہوں

نظم و تجنیس و قوافی اے علیم
اے دانا! نظم اور تجنیس اور قافیے

بندۂ امرِ تو اند از ترس و بیم
ڈر اور خوف سے تیرے غلام ہیں

چوں مسبح کردۂ[2] ہر چیز را
جبکہ تو نے ہر چیز کو تسبیح خواں بنایا ہے

ذاتِ بے تمیز و با تمییز را
باشعور، اور بے شعور ذات کو

ہر یکے تسبیح بر نوعِ دگر
ہر ایک، ایک دوسرے قسم کی تسبیح

گوید و از حالِ آں این بیخبر
کرتا ہے اور یہ اس کے حال سے بے خبر ہے

آدمی[3] منکر ز تسبیحِ جماد
جمادات کی تسبیح سے آدمی منکر ہے

واں جماد اندر عبادت ماہر اند
حالانکہ جمادات عبادت میں ماہر ہیں

بلکہ ہفتاد و دو ملت[4] ہر یکے
بلکہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک

بے خبر از یک دگر و اندر شکے
ایک دوسرے سے بیخبر ہے اور شک میں ہے

چوں دو[5] ناطق را ز حالِ ہمدگر
جبکہ دو بولنے والے ایکدوسرے کے حال سے

نیست آگہ چوں بود دیوار و در
آگاہ نہیں ہیں تو در و دیوار کے بارے میں (آگاہی کیسے ہو)

[1] قوائم۔ پاؤں۔ اہاب۔ چمڑا، کھال۔ [2] تقاضا۔ چونکہ پہلے اشعار میں روزی طلب کرنیوالے کی دعا کی مقبولیت کا ذکر تھا اسلئے اس قصہ کو چھوڑ کر مثنوی کی تکمیل کیلئے دعا شروع کر دی ہے جنین۔ پیٹ کا بچہ۔ یعنی جس طرح پیٹ میں بچہ چھپا ہوا ہے اسیطرح باطن میں خدا کی جانب سے کاموں کی تکمیل کا تقاضا چھپا ہوا ہے۔ برما منہ۔ یعنی مجھ پر مثنوی کے اتمام کا بار نہ ڈال۔ چوں مفلس یعنی مجھے مثنوی کے معانی اور قوافی عنایت فرمادے۔ بے تو۔ تیری مدد کے بغیر صبح و شام یعنی زمانہ کی کیا طاقت ہے کہ وہ کسی شعر کہلا سکے تجنیس۔ دو لفظوں کا لفظی یا معنوی اعتبار سے باہمی مشابہ ہونا۔ [2] چوں مسبح۔ پہلے اشعار میں چونکہ نظم و قوافی کو اللہ کے حکم کا غلام قرار دیا تھا اب مولانا غیر ذی روح چیزوں کے تابع فرمانِ الٰہی ہونے کو بیان کرتے ہیں۔ ہر یکے۔ دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہر چیز کے تسبیح کرنے کا طریقہ جدا لگا ہے۔ [3] آدمی۔ انسان جمادات یعنی پتھر وغیرہ کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتا اسلئے وہ انکی تسبیح خوانی کا انکار کر دیتا ہے۔ بلکہ۔ مشہور ہے کہ دنیا میں مذہبی ۷۳ فرقے ہیں جن میں سے ۷۲ گمراہ ہیں ایک فرقہ درست ہے۔ ہر فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی تسبیح کرتا ہے دوسرے لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے ہیں چوں دو ناطق۔ دو

www.pdfbooksfree.pk

چوں من از تسبیح ناطق[1] غافلم
جب میں بولنے والے کی تسبیح سے غافل ہوں

چوں بداند سبحۂ صامت دلم
تو میرا دل بے زبان کی تسبیح کو کیسے سمجھے؟

ہست سُنّی را یکے تسبیح خاص
سُنّی کی ایک خاص تسبیح ہے

ہست جبری را صدآں در مناص
نجات پانے میں جبری (کی تسبیح) اُسکے خلاف ہے

سُنّی از تسبیح جبری بے خبر
سُنّی، جبری کی تسبیح سے بے خبر ہے

جبری از تسبیح سُنّی بے اثر
جبری، سُنّی کی تسبیح سے بے نشان ہے

ایں ہمی گوید کہ آں ضال ست و گم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے

بے خبر از حالِ اُو و زامرِ قُم
اُس کے حال سے اور قُم کے حکم سے بے خبر ہے

واں ہمی گوید کہ ایں را چہ خبر
وہ یہ کہتا ہے کہ اُس کو کیا پتہ

جنگ شاں افگند یزداں از قدر
اللہ (تعالیٰ) نے تقدیر سے اُنمیں جنگ پیدا فرمادی ہے

گوہرِ ہر یک ہویدا می کُند
ہر ایک کی اصل کو ظاہر کر رہا ہے

جنس از ناجنس پیدا می کند
جنس کو ناجنس سے واضح کر رہا ہے

قہر را[2] از لُطف داند ہر کسے
قہر کو مہر سے ہر شخص جُدا سمجھتا ہے

خواہ دانا خواہ ناداں یا خسے
خواہ وہ دانا ہو خواہ نادان یا کمینہ

لیک لُطفے قہر در پنہاں شدہ
لیکن وہ مہر جو قہر میں پوشیدہ ہے

یا کہ قہرے در دلِ لُطف آمدہ
یا وہ قہر جو مہر کے اندر ہے

کم کسے داند مگر ربّانیے
اُسکو، سوائے اُس باندا انسان کے کوئی نہیں جانتا ہے

کش بُوَد در دل محکّ جانیے
جس کے دل میں رُوح کی کسوٹی ہو

باقیاں[3] زیں دو گمانے می برند
باقی لوگ اُن دونوں میں شک کرتے ہیں

سوئے لانہ خود بیک پرّی پرند
اپنے آشیانہ کیجانب ایک بازو سے اُڑتے ہیں

در بیانِ آنکہ علم را دو پر و گمان را یک پر ست

اس کا بیان کہ علم کے دو بازو ہیں اور شک کا ایک بازو ہے

علم را دو پر گماں را یک پر ست
علم کے دو بازو ہیں، شک کا ایک بازو ہے

ناقص آمد ظن پرواز ابتر ست
شک اُڑنے میں ناقص ہے اور دُم کٹا ہے

مُرغِ یک پر زود افتد سرنگوں
ایک بازو کا پرندہ، جلد اوندھا گرتا ہے

باز بر پرّد دو گامے یا فزوں
پھر دو قدم یا کچھ زیادہ اُڑتا ہے

---

[1] ناطق بولنے والا کائنات خاموش، نہ بولنے والا بہت سنّی سنّی فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے تو جبری فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہیں۔ اسی ہمی۔ یہ جبری کہتا ہے کہ سنّی گمراہ ہے۔ امرِ قُم۔ جہاں جہاں قرآن میں انسان کو قم کا حکم ہوا ہے جسکے معنے ہیں تو کھڑا ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فعلِ انسانی انسان کی قدرت میں ہے ورنہ اُسکو یہ حکم نہ دیا جاتا۔ یہ جبری عقیدہ کے خلاف دلیل ہے لیکن جبری اس دلیل سے بیخبر ہے۔ قدر۔ ازل میں یہ اختلافات مقدر کردیئے گئے تھے تاکہ حق و باطل کا فیصلہ ہوسکے۔

[2] قہر را از لطف بعض خاص قہر اور خاص مہر ہیں ایسے قہر اور مہر کو ہر شخص سمجھ لیتا ہے۔ لیک۔ بعض وہ مہر ہیں جو قہر میں پوشیدہ ہوتی ہیں جیسا کہ باپ کا بچہ پر تعلیم کیلئے سختی کرنا یا اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کو کسی مرض میں مبتلا کرنا اسیطرح بعض قہر وہ ہیں جو مہر میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کافروں کیلئے دنیاوی نعمتوں میں فراخی پیدا کرنا اس کو صرف خاصانِ خدا سمجھتے ہیں۔

[3] باقیاں۔ عام لوگ مہر میں پوشیدہ قہر اور قہر میں پوشیدہ مہر کے بارے میں دو طرح کا خیال کرتے ہیں یعنی اُنکی حقیقت میں مشکوک ہوتے ہیں۔ علم یعنی حقائق تک پہنچنے میں یقین کی پرواز مکمل ہے اور شک کی پرواز ناقص ہے جو آخر دم کرکے جس پر بیٹھا ہوا ہے اسی پر آجاتا ہے۔ یعنی شک کی پرواز کبھی یقین تک نہیں پہنچتی۔

www.pdfbooksfree.pk

اُفت[1] و خیزاں می رود مرغِ گماں — با یکے پر بر اُمیدِ آشیاں

گمان کا پرندہ گرتا پڑتا روانہ ہوتا ہے — ایک بازو سے، آشیانہ کی اُمید پر

چوں ز ظن وارست علمش رُو نمود — شُد دو پر آں مرغ و پرہا برگشود

جب وہ گمان سے نجات پاگیا اُسکا علم رُو نما ہوا — (اب) وہ پرندہ دو بازو کا ہو گیا اور بازو کھولدئے

بعد ازاں یمشی سویاً مُستقیم[2] — نے علےٰ وجہہٖ مُکبًّا اَو سقیم

اُس کے بعد ٹھیک سیدھا روانہ ہوتا ہے — نہ اپنے چہرے کے بَل اوندھا یا بیمار

بادو پر برمی پرد چوں جبرئیل[3] — بے گماں بے فکرت و بے قال و قیل

جبرئیلؑ کی طرح دو بازوؤں سے اونچا اُڑتا ہے — بغیر گمان، بغیر فکر اور بغیر چناں وچنیں کے

گر[4] ہمہ عالم بگویندش تو نی — بر رہِ یزدان و دینِ مستوی

اگر تمام دنیا اُس سے کہے کہ تو ہی — خدائی راستہ اور سیدھے دین پر ہے

اُو نگردد گرم ترا ز گفتِ شاں — جانِ طاقِ اُو نگردد جُفتِ شاں

وہ اُن کی باتوں سے جوش میں نہیں آتا — اُس کی یکتا روح اُن کی ساتھی نہیں بنتی ہے

ور ہمہ گویند اُورا گمرہی — کوہ پنداری و تو برگِ کہی

اور اگر سب اُس سے کہیں کہ تو گمراہ ہے — خود کو پہاڑ سمجھتا ہے حالانکہ تو گھاس کا تنکا ہے

اُو نیفتد در گماں از طعنِ شاں — اُو نگردد درد مند از طعنِ شاں

اُن کی طعنہ زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے — اُن کی طعنہ زنی سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے

بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت — گویدش باگمرہی گشتی تو جُفت

بلکہ اگر سمندر اور پہاڑ بولنے لگیں — اُس سے کہیں تو گمراہی کا ساتھی ہے

ہیچ یک ذرّہ نیفتد در خیال — نے بطعنِ طاعناں رنجور حال

وہ ایک ذرّہ (بھی) گمان میں مبتلا نہیں ہوتا — نہ طعنہ زنوں کی طعنہ زنی سے رنجیدہ ہوتا ہے

مطمئن[5] و مُوقن و بے احتیال — کاینچنیں باشد مگر در کُلِّ حال

مطمئن اور صاحبِ یقین اور بے حیلہ ہوگا — شاید ہر حالت میں ایسا ہی ہوتا ہوگا

مثال رنجور شدن آدمی بوہم تعظیم خلق و رغبت

انسان کا لوگوں کی تعظیم کرنے اور معتقدین کی اُس کی طرف رغبت کے وہم سے

مُشتریاں بوے وحکایت معلمِ کودکاں

بیمار پڑنا اور بچوں کے اُستاد کا قصہ

---

[1] اُفت و خیزاں۔ تنگ و گمان، حقیقت تک پہنچنے کے لئے گرتا پڑتا چلتا ہے آشیاں۔ گھونسلا یعنی مقصد۔ چوں ز ظن یعنی جب انسان مرتبۂ یقین تک پہنچ جاتا ہے تو پھر اُس کی پرواز درست ہوتی ہے۔

[2] بعد ازاں یقین کا مرتبہ حاصل ہوجانے کے بعد سیدھی اور سچی اُڑان ہوتی ہے انسان ٹھوکریں نہیں کھاتا ہے۔ یا اندیکہ انسان کو معرفتِ حقیقی حاصل ہوجاتی ہے تو اُس کی پرواز جبرئیلؑ کی طرح ہوتی ہے۔

[3] گر ہمہ۔ انسان کو جب علم کا اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے تو لوگوں کی مدح اور قدح سے بے نیاز ہوجاتا ہے نہ مدح اُس میں مؤثر ہوتی ہے نہ قدح۔

[4] کوہ پنداری۔ خود کو پنداری۔ برگِ کہی۔ برگِ کاہ ہستی۔ طعنہ۔ طعنہ زنی، نیزہ بازی۔ یہ ایک ورقہ۔ کمالِ الیقین خوشامدیوں اور حاسدوں کی باتوں سے قطعاً متاثر نہیں ہوتا ہے

[5] مطمئن۔ علم کے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوجانے پر انسان ہر حال مطمئن رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگوں کی مدح اور قدح تو ہر حال میں جاری ہی رہتی ہے۔ رنجور شدن۔ اِس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جن کو علم الیقین نہیں ہوتا وہ کانوں کے کچے ہوتے ہیں اور مدح و قدح سے متاثر ہوتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

کودکانِ مکتبے از اوستاد — رنج دیدند از ملال و اجتہاد[1]
ایک مکتب کے بچے استاد کی جانب سے — تھکن اور محنت کی وجہ سے رنجیدہ ہوگئے

مشورت کردند در تعویقِ کار — تا معلّم درفتد در اضطرار
کام کو ٹالنے کے لئے انھوں نے مشورہ کیا — تاکہ استاد پریشانی میں مبتلا ہوجائے

چوں نمی آید ورا رنجوریے — کہ بگیرد چند روز او دوریے
اس کو کوئی بیماری کیوں نہیں لگتی؟ — کہ وہ چند دن دور رہے

تا رہیم از جلس و از تنگیِ کار — ہست او چوں سنگِ خارا برقرار
تاکہ ہم قید اور کام کی دشواری سے چھوٹ جائیں — وہ تو سنگِ خارا کی طرح جما ہوا ہے

آں یکے[2] زیرک ترے این تدبیر کرد — کہ بگوید اوستا چونی تو زرد
ایک زیادہ ذہین نے یہ تدبیر کی — کہ وہ کہے گا، استاد آپ زرد کیوں ہیں!

خیر باشد رنگِ تو برجا نیست — این اثر یا از ہوا یا از تبے ست
اللہ خیر کرے آپ کی رنگت ٹھیک نہیں ہے — یہ اثر ہوا یا بخار کی وجہ سے ہے

اندکے اندر خیالِ افتد ازیں — تو برادر ہم مدد کن این چنیں
اس سے وہ تھوڑا سا وہم میں پڑے گا — بھائی تو بھی اسی طرح مدد کرنا

چوں درآئی از درِ مکتب بگو — خیر باشد اوستا احوالِ تو
جب تو دروازہ سے مکتب میں داخل ہو، کہنا — اللہ خیر کرے، استاد آپ کے مزاج کیسے ہیں؟

آں خیالش اندکے افزوں شود — کز خیالے عاقلے مجنوں شود
اس کا وہ وہم تھوڑا بڑھے گا — وہم کی وجہ سے عقلمند پاگل بن جاتا ہے

آں سوم واں چارم و پنجم چنیں — در پے ما غم نمایند و حنیں
تیسرا اور چوتھا اور ایسے ہی پانچواں — ہمارے بعد غم کا اظہار کرے اور روئے

تا چو سی[3] کودک بیایے این خبر — مشفق گویند یا بد مستقر
جب اس بات کو تیس بچے بچے پہنچے — بالاتفاق کہیں گے تو وہ جم جائے گی

ہر یکے گفتش کہ شاباش اے ذکی — باد بختت بر عنایت متکی
ہر بچہ نے اس سے کہا اے ذہین! شاباش ہے — خدا کرے تیرے نصیبہ کا (اللہ کی) مہربانی پر ٹکاؤ ہو

متفق گشتند در عہدِ وثیق — کہ نگرداند سخن را یک رفیق
مضبوط عہد میں سب متفق ہوگئے — کہ کوئی ساتھی بات کو نہ بدلے گا

[1] اجتہاد: محنت کرنا، مشقت برداشت کرنا۔ تعویقِ کار یعنی استاد کے محنت اور مشقت کرانے کو ٹالنا۔ چوں نمی آید۔ چونکہ وہ قدرتی طور پر بیمار نہیں ہوتا ہے اور مکتب میں برابر حاضر ہوتا ہے لہٰذا ہمیں کوئی فرضی کارروائی کرنی چاہیئے
[2] برقرار یعنی استاد پتھر کی طرح مکتب میں جما ہوا ہے۔
[3] آں یکے۔ سب سے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ وہ استاد سے جا کر کہے گا کہ آپ کا رنگ پیلا کیوں ہو رہا ہے، شاید آپ کو بخار ہوگیا ہے، اس سے استاد کو کچھ وہم پیدا ہوگا پھر دوسرا بچہ جائے گا وہی کہے تو استاد کی بیماری کا خیال اور بڑھے گا اسی طرح مسلسل دوسرے بچے کہیں گے اور استاد کو اپنی بیماری کا یقین ہوجائیگا۔ اوستاد۔ استاد مخفف ہے۔
[4] تا چو سی۔ تیس بچے مسلسل استاد کے رنگ کے زرد ہوجانے کو کہیں گے تو یہ بات استاد کے دل میں جم جائے گی ہر بچے نے اس تدبیر پر ہر بچے نے اس ذہین بچے کو شاباش کہا اور دعا دی۔ عہدِ وثیق مضبوط عہد کہ نگرداند یعنی سب یہی بات کہیں کوئی بچہ اس بات میں تبدیلی نہ کرے۔

www.pdfbooksfree.pk

بعد ازاں سوگند داد او جملہ را
اس کے بعد اُس نے سب کو قسم دی

تا کہ غمازے[1] نگوید ما جرا
تاکہ کوئی چغلخور (نمیم) بات نہ بتائے

رائے آں کودک بجہ بید از ہمہ
اس بچہ کی رائے سب سے بڑھ گئی

عقلِ او در پیش می رفت از رمہ
اُس کی عقل گلہ سے آگے چلتی تھی

آں تفاوت ہست در عقلِ بشر
انسانوں کی عقل میں ایسا ہی فرق ہے

کہ میانِ شاہداں اندر صُوَر
جیسا کہ معشوقوں کی صورتوں میں

در بیانِ آنکہ عقولِ خلق متفاوت ست در اصلِ فطرت و نزدِ معتزلہ

اس کا بیان کہ اصل فطرت میں لوگوں کی عقلوں میں فرق ہے اور معتزلہ کے نزدیک

تساویست و تفاوتِ عقول بسبب تجربہ و تحصیلِ علم ست

سب برابر ہیں اور عقلوں کا فرق تجربہ اور علم حاصل کرلینے کی وجہ سے ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمال الرجل فصاحۃ لسانہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے

زیں قبل فرمود احمدؐ در مقال
اسی سلسلہ میں آنحضورؐ نے گفتگو میں فرمایا

در زباں[2] پنہاں بود حسنِ رجال
انسانوں کا حُسن زبان میں پوشیدہ ہوتا ہے

اختلافِ عقلہا در اصل بود
عقلوں کا فرق اصل سے تھا

بر وفاقِ سُنّیاں باید شنود
سُنّیوں (کے قول) کے مطابق سننا چاہیے

بر خلافِ قولِ اہلِ اعتزال
معتزلہ کے اُس قول کے خلاف

کہ عقول از اصل دارند اعتدال
کہ عقلیں اصل میں یکسانیت رکھتی ہیں

تجربہ و تعلیم بیش و کم کند
تجربہ اور تعلیم گھٹاتے اور بڑھاتے ہیں

تا یکے را از یکے اعلم کند
یہاں تک کہ ایک کو ایک سے زیادہ عالم بنا دیتے ہیں

باطل[3] ست این زانکہ رائے کودکے
یہ غلط ہے، کیونکہ بچے کی رائے

کہ ندارد تجربہ در مسلکے
جس کو کسی مسلک کا کوئی تجربہ نہیں ہے

بگذرد زاندیشۂ مردانِ کار
تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے

عاجز آمد کارِ شاں در اضطرار
اُن لوگوں کا کام پریشانی میں عاجز آجاتا ہے

بَرد میداند یشہ زاں طفلِ خرد
اُس چھوٹے بچہ سے وہ خیال ظاہر ہوا

پیر با صد تجربہ بوئے نبرد
جس کی سو تجربہ والے بوڑھے کو خوشبو بھی نہ آئی

[1] غماز: چغلخور۔ ما جرا: قصہ۔ یعنی یہ کہ ہم نے فرضی طور پر یہ سازش کی ہے۔ رمہ: یعنی بچوں کی جماعت۔ آں تفاوت: جس طرح اس بچہ اور دوسرے بچوں کی عقل میں فرق تھا اسی طرح انسانوں کی عقل میں فرق ہے جیسا کہ سب انسانوں کا ظاہر یکساں نہیں ہے باطنی حواس بھی یکساں نہیں ہیں۔ نزدِ معتزلہ: معتزلہ تمام انسانوں کی عقل کو اصل فطرت میں یکساں مانتے ہیں اور فرق محض تجربہ اور تعلیم کی بنیاد پر مانتے ہیں۔

[2] در زباں: حدیث میں ہے اَلْمَرْءُ مَخْفِیٌّ تَحْتَ لِسَانِہٖ یعنی انسان کی خوبی اس کی زبان میں چھپی ہوئی ہے۔ اعتدال: یکسانیت۔ اعلم: زیادہ جاننے والا۔

[3] باطل ست: مولانا فرماتے ہیں معتزلہ کا یہ قول باطل ہے۔ بگذرد: وہ بچہ جس کو نہ کوئی تجربہ ہے نہ تعلیم اس کی رائے اور تدبیر تجربہ کار لوگوں سے بڑھ جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عقلوں کا تفاوت فطری ہے۔ طفلِ خرد: وہی مکتب کا ذہین بچہ۔

www.pdfbooksfree.pk

خود فزوں[1] آں بہ کہ آں از فطرت ست — باز افزوں کوز جہد و فکرت ست

عقل کی، وہ زیادتی جو فطرت کیطرف سے ہے بہتر ہے — پھر وہ زیادتی ہے جو کوشش اور فکر کی وجہ سے ہے

تو بگو دادہ خدا بہتر بود — یا کہ لنگے راہوارانہ رود

تو بتا، اللہ کا دیا ہوا بہتر ہوتا ہے — یا وہ لنگڑا جو تیز رَو گھوڑے کی طرح چلے

در وہم افگندن کودکاں اُستاد را بمکر

مکاری سے بچوں کا اُستاد کو وہم میں ڈال دینا

روز گشت و آمدند آں کودکاں — بر ہمیں[2] فکرت سوی مکتب رواں

دن نکلا، اور وہ بچے آئے — اِسی تدبیر کے مطابق مکتب کیجانب روانہ ہوئے

جملہ اُستادند بیروں منتظر — تا در آید اوّل آں یارِ مکر

سب باہر منتظر کھڑے ہو گئے — تاکہ وہ مکار دوست پہلے اندر جائے

زانکہ منبع اُو بدست ایں را را — سر امام آمد ہمیشہ پائے را

اِس لئے کہ اُس تدبیر کا وہی سرچشمہ تھا — سر، ہمیشہ پاؤں کا پیشوا ہوتا ہے

اے مقلّد تو مجو پیشی براں — کو بود منبع ز نورِ آسماں

اے پیچھے چلنے والے! تو اُس سے آگے نہ بڑھ — جو آسمانی نور کا سرچشمہ ہے

اُو در آمد گفت اُستا را سلام — خیر باشد رنگِ رُویت زرد فام

وہ آیا، بولا اُستاد کو سلام ہے — خدا خیر کرے آپکے چہرے کی رنگت پیلی ہے

گفت اُستا نیست رنجے مر مرا — تو برو بنشیں مگو یاوہ[3] بَلا

اُستاد نے کہا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے — تو جا، بیٹھ جا، خبردار! بک بک نہ کر

نفی کرد اما غبارِ وہم بد — اندکے اندر دلش ناگاہ زد

انکار کر دیا لیکن بُرے خیال کا وہم — تھوڑا سا اچانک اُس کے دل میں رُونما ہوا

اندر آمد دیگرے گفت اینچنیں — اندکے آں وہم افزوں شد برِیں

دوسرا اندر آیا، اُس نے بھی ایسا ہی کہا — اِس پر تھوڑا سا وہ وہم بڑھا

ہم چنیں تا وہم اُو قوت گرفت — ماند اندر حالِ خود دلس در شگفت

اِسی طریقہ پر یہانتک کہ وہم نے قوت پکڑی — وہ (اُستاد) اپنے معاملہ میں حیرانی میں پڑ گیا

رنجور شدنِ فرعون بوہم از تعظیمِ خلقاں

فرعون کا لوگوں کی تعظیم کے وہم سے بیمار ہونا

---

[1] خود فزوں۔ عقل کی وہ زیادتی جو فطری ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو کوشش اور تعلیم سے حاصل ہو۔ تو بگو۔ ظاہر ہے کہ اللہ کا عطیہ بہتر ہے۔ یا کہ۔ عقل کی فوقیت اگر فطری نہ ہو بلکہ کسبی ہو تو اُس کی مثال یہ ہے کہ لنگڑا گھوڑا تیز روی اختیار کرلے۔

[2] ہمیں فکرت۔ اُستاد کو فریب دینے کی تدبیر۔ بیرونی مکتب سے باہر یارِ مکر۔ وہی ذہین لڑکا۔ اے مقلّد۔ یہ مولانا کی مُرید کو نصیحت ہے۔ کو۔ یعنی شیخ۔

[3] یاوہ۔ بکواس۔ بَلا حرفِ تنبیہ ہے۔ نفی کرد۔ یعنی اُستاد کے بیمار ہونے کا اِنکار کر دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

سجدۂ خلق از زن و از طفل و مرد
عورتوں، بچوں اور مردوں کے سجدوں نے

زد[1] دلِ فرعون را رنجور کرد
اثر کیا، فرعون کے دل کو بیمار کر دیا

گفتنِ ہر یک خداوند و ملک
ہر ایک کے مالک اور شاہ کہنے نے

آنچناں کردش ز وہم منہلک
برباد کر دینے والے وہم کی وجہ سے اسکو ایسا بنا دیا

کہ بدعوای الٰہی شد دلیر
کہ خدائی کے دعوے پر دلیر بن گیا

اژدہا گشت و نمی شد ہیچ سیر
اژدہا بنا، اور کبھی اس کا پیٹ نہ بھرا

عقلِ جزوی آفتش وہم ست و ظن
وہم اور گمان، ناقص عقل کیلئے مصیبت ہے

زانکہ در ظلمات شد اورا وطن
کیونکہ اس کا ٹھکانا تاریکیوں میں ہے

بر[2] زمیں گر نیم گز رہ ہے بود
زمین پر اگر آدھے گز کا راستہ ہو

آدمی بے وہم ایمن می رود
آدمی بغیر وہم کے مطمئن ہو کر چلتا ہے

بر سرِ دیوارِ عالی گر روی
اگر تو اونچی دیوار پر چلے

گر دو[3] گز عرضش بود گر یک نوی
اگر دو گز کی چوڑائی ہو، تو اندھا ہو جاتا ہے

بلکہ می افتی ز لرزِ دل بوہم
بلکہ وہم کیوجہ سے دل کے لرزنے سے تو گر پڑیگا

ترس دو ہمے را نکو بنگر بفہم
عقل کے ذریعہ خوف اور وہم کو خوب سمجھ لے

رنجور شدن اُستاد معلم بوہم و خیال

وہم اور خیال کی وجہ سے پڑھانے والے اُستاد کا بیمار پڑنا

گشت اُستا سخت سست از وہم و بیم
وہم اور ڈر سے اُستاد بہت سست ہو گیا

بر جہید و می کشانید او گلیم
اٹھا اور اس نے کمبل کھینچی

خشمگیں بازن کہ مہر او سست
بیوی پر غصہ تھا، کہ اس کو محبت کم ہے

من بدیں حالم نپرسید او نخست
میں اس حالت میں ہوں اور اُسنے پہلے نہ پوچھا

خود مرا آگہ نہ کرد از رنگِ من
اس نے مجھے میری رنگت سے آگاہ نہ کیا

قصد دارد تا رہد از ننگِ[4] من
اس کا تو ارادہ ہے کہ میری ذلت سے نجات پائے

او بحسن و جلوۂ خود مست گشت
وہ اپنے حسن اور جلوے میں مست ہو گئی ہے

بیخبر کز بامِ من افتاد طشت
اس سے بے خبر کہ طشت میرے بالاخانہ سے گرا ہے

آمد و در را بہ تندی وا کشاد
(گھر) آیا اور سختی سے دروازہ کھولا

کودکاں اندر پئے آں اوستاد
بچے اُس اُستاد کے پیچھے تھے

---

[1] زد یعنی اثر کرد۔ رنجور کرد۔ یعنی فرعون کو خدائی کے وہم کی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اژدہا۔ یعنی فرعون اقتدار مٹنے میں اژدہا بنا پھر بھی اُس کا پیٹ نہ بھرا عقل جزوی۔ عقل ناقص عقل انسانی اس کے بالمقابل عقلِ کل ہے جس سے جبریل یا حقیقت محمدیہ مراد لیتے ہیں۔

[2] بر زمین۔ وہم کو خلاقی مانا جاتا ہے، انسان زمین پر تیزی سے بھاگا چلا جاتا ہے اور کبھی نہیں گرتا، زمین پر بھاگنے میں جس قدر زمین اُن کے استعمال میں آتی ہے اگر اس سے دوگنا راستہ کسی اونچی دیوار پر ہو تو اس پر کبھی نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اس کو وہم ہوتا ہے کہ وہ گر جائیگا اور اس قوتِ واہمہ کی بنا پر وہ گر پڑتا ہے۔ بعضمگیں۔ استاد گھر جاتے وقت یہ باتیں سوچ رہا تھا۔

[3] ننگ من یعنی وہ یہ سوچتی ہے کہ مر جاؤں تو اسکو مجھ سے نجات ملے۔ بام من۔ طشت از بام افتادن محاورہ ہے جس کے معنی ہیں بات کا مشہور ہو جانا۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت زن خیرست چوں زود آمدی
بیوی نے کہا خیر ہے آپ جلد کیوں آ گئے؟

کہ مبادا ذاتِ نیکت را بدی
خدا نہ کرے آپکی نیک ذات کو کوئی تکلیف پہنچے

گفت کوری رنگ و حالِ من ببیں
اُس نے کہا تو اندھی ہے میری رنگت اور حال دیکھ

از غمم بیگانگاں[1] اندر حنیں
میرے غم میں دوسرے رو رہے ہیں

تو درونِ خانہ از بغض و نفاق
تو گھر کے اندر بغض اور نفاق کی وجہ سے

می نہ بینی حالِ من در احتراق
جلنے میں میری حالت نہیں دیکھتی ہے

گفت نہ اے خواجہ رنجے نیستت
بیوی نے کہا اے جناب آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے

وہم و ظن و فکرِ بے معنیستت
آپ کا وہم اور گمان اور فکر بلا وجہ ہے

گفت اے غرّ تو ہنوزی در لجاج
اُس (شوہر) نے کہا اے بیوقوف تو ابھی جھگڑے

می نہ بینی ایں تغیر و ارتجاج
اِس تغیر اور کپکپی کو نہیں دیکھ رہی ہے

گر تو کور و کر شدی ما را چہ جرم
اگر تو اندھی اور بہری ہو گئی ہے تو ہمارا کیا قصور ہے

مادریں رنجیم و در اندوہ و کرم[2]
ہم تو اس رنج اور غم اور ضیق میں ہیں

گفت اے خواجہ بیارم آئینہ
اُس نے کہا اے جناب! میں آئینہ لاتی ہوں

تا بدانی کہ ندارم من گنہ
تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میری کوئی خطا نہیں ہے

گفت رو رو چہ تو را آئینہ ات
اُس نے کہا جا، جا تو کیا، تیرا آئینہ کیا

دائماً در بغض و کینی و عنت
تو ہمیشہ بغض اور کینہ اور سرکشی میں مبتلا ہے

جامۂ خواب مرا زو گستراں
جلد میرا بستر بچھا دے

تا بخسپم کہ سرِ من شد گراں
تاکہ میں سو جاؤں، مجھے سرگرانی ہے

زن توقف کرد و مرد ش بانگ زد
بیوی نے دیر کی، اور مرد اُس پر چیخا

کاے عدو زودتر ترا ایں می سزد
کہ اے دشمن جلدی کر تیرے لئے یہ مناسب ہے؟

در جامۂ خواب افتادنِ اُستاد و نالیدنِ اُو بوہمِ رنجوری[3]

اُستاد کا بستر میں لیٹ جانا اور بیماری کے وہم سے اُس کا رونا

جامۂ خواب آورد و گستردش عجوز
بوڑھی بستر لائی، اور اس کے لئے بچھا دیا

گفتِ امکان نے و باطن پُر ز سوز
(بوڑھی کے لئے) بولنا ممکن نہیں، اور دل میں جلن

گر بگویم متہم دارد مرا
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ مجھ پر تہمت دھریگا

ور نگویم جد شود ایں ما جرا
اگر کچھ نہیں بولتی ہوں تو یہ قصہ حقیقی بنجائیگا

---

[1] بیگانگاں یعنی بچے جو غیر ہیں وہ رو رہے ہیں۔ احتراق۔ جلنا، بخار۔ غرّ۔ غین کے کسرہ کے ساتھ، ناتجربہ کار، غین کے فتحہ کے ساتھ زنِ فاحشہ۔ ارتجاج۔ لرزہ، کپکپی۔

[2] کرم۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ، اندوہ، غم۔ تا بدانی۔ آئینہ دیکھ کر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تم بیمار نہیں ہو اور میرا کہنا درست ہے۔ عنت۔ فساد، ہلاکت۔

[3] جامۂ خواب۔ سونے کا بستر۔ می سزد۔ یہ تا خیر تیرے لئے مناسب ہے۔ عجوز۔ بوڑھی یعنی اُستاد کی بیوی۔ گفتِ امکاں نے یعنی بیوی کا بولنا ممکن نہ تھا ورنہ اور بُرے بھلے سنتی لیکن غلط بات پر اُس کا دل جل رہا تھا۔ جد شود۔ یعنی یہ وہمی بیماری حقیقی بیماری بن جائیگی۔

www.pdfbooksfree.pk

فالِ بد رنجور گرداند ہمے — آدمی را کہ نبود دستش غمے

بُری فال، بیمار بنا دیتی ہے — اُس آدمی کو بھی، جس کو کوئی غم نہ ہو

قولِ پیغمبر قبول لہٗ یُفرَضُ — اِن تمارَضتُم لَدینا تمرَضُو

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننا فرض کر دیگئی ہے — اگر ہمارے سامنے بتکلف مریض بنو گے مریض بنجاؤ گے

گر بگویم[1] اُو خیالِ بد زند — فعل دارد زن کہ خلوت می کُند

اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ بُرا خیال کریگا — کہ بیوی کو کوئی کام ہے تنہائی چاہتی ہے

مر مرا از خانہ بیروں می کُند — بہرِ فسقے فعل وافسوں میکُند

مجھے گھر سے بھگانا چاہتی ہے — بدی کے لئے کوشش اور تدبیر کرتی ہے

جامہ خواب افگند و اُستاد او فتاد — آہ آہ و نالہ از وے می بزاد

اُس نے بستر بچھایا اور اُستاد لیٹ گیا — آہ، آہ اور رونا شروع کر دیا

کودکاں آنجا نشستند و نہاں — درس میخواندند با صد اندہاں

بچے وہاں بیٹھ گئے، اور آہستہ سے — سینکڑوں غموں کے ساتھ سبق پڑھنے لگے

کایں[2] ہمہ کردیم و ہم زندانیم — بد بنائے بود و ما بد بانیم

کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں — بُری عمارت تھی اور ہم بُرے بنانیوالے ہیں

ہیں دِگر اندیشۂ باید نمود — تا ازیں محنت فرح یابیم زود

خبردار! دوسری تدبیر کرنی چاہئے — تاکہ ہم اِس مصیبت سے جلد راحت پائیں

دوم بار در وہم افگندن کودکاں اُستاد را کہ اُورا از قرآن

بچوں کا اُستاد کو دوبارہ وہم میں مبتلا کر دینا کہ قرآن پڑھنے سے اُس کے

خواندن صُداع آید و دردِ سَر افزاید

سَر میں درد پیدا ہو جائیگا اور سَر کا درد بڑھ جائیگا

گفت[3] آں زیرک کہ اے قوم پسند — درس خوانید و کُنید آوا بلند

اُس ذہین بچے نے کہا اے دوستو! — سبق پڑھو، اور آواز بلند کرو

چوں ہمی خواندند گفت اے کودکاں — بانگِ ما اُستاد را دارد زیاں

جب اُنھوں نے اِسطرح پڑھا تو بولا اے بچو! — ہماری آواز سے اُستاد کو تکلیف ہوتی ہے

دردِ سَر افزاید اُستا را ز بانگ — از زدایں کو درد یابد بہرِ دانگ

آواز سے اُستاد کے سَر میں درد بڑھتا ہے — کیا یہ مناسب ہے کہ دمڑی کیلئے اُسکے سَر میں درد ہو؟

[1] گر بگویم۔ اگر میں یہ کہتی ہوں کہ تم بیمار نہیں ہو تو دل میں یہ سوچے گا کہ مجھے کوئی بُرا کام کرنا ہے جس کی وجہ سے میں اُس کو گھر سے نکالنا چاہتی ہوں۔ بالصدا ندہاں۔ چونکہ اِس تدبیر سے بھی انھیں چھٹی نہ ملی تھی۔

[2] کایں ہمہ۔ یعنی اُستاد کو بیمار بنانے کی بنیاد بھی ڈالی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دگر اندیشہ۔ کوئی دوسری تدبیر۔ فرح۔ خوشی، راحت۔ صُداع۔ دردِ سر۔

[3] گفت۔ یعنی اِسی پہلے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ بچے زور زور سے سبق پڑھیں۔ آوا۔ آواز۔ زیاں۔ نقصان۔ اُستا۔ استاد۔ دانگ۔ درہم کا چھٹا حصہ، ہر بچہ اُستاد کو ہر مہینہ ایک دانگ دیتا ہوگا۔

www.pdfbooksfree.pk

خلاصی یافتن کودکاں از مکتب بدیں مکر و سوالِ مادراں از ایشاں

اِس مکاری کی وجہ سے بچوں کا چھٹکارا حاصل کرنا اور ماؤں کا اُن سے پوچھنا

گفت[1] اُستاراست می گوید روید — دردِ سَر افزوں شدُم بیروں شوید

اُستاد نے کہا وہ ٹھیک کہتا ہے، جاؤ — میرے سَر میں درد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ

سجدہ کردند و بگفتند اے کریم — دور باد از تو رنجوری و بیم

سب نے سجدہ کیا اور کہا، اے جناب! — خدا کرے بیماری اور ڈر آپ سے دور ہو جائے

پس بروں جستند سوئے خانہا — ہمچو مُرغاں در ہوائے دانہا

پھر وہ گھروں کی جانب باہر کو بھاگے — جیسا کہ دانہ کی خواہش میں پرندے

مادراں شاں خشمگیں گشتند و گفت — روزِ کُتّاب[2] و شما با لہو و جفت

اُن کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا — مکتب کا دن ہے اور تم کھیل کے ساتھی ہو

وقتِ تحصیل ست اکنون و شما — می گریزید از کتاب و اوستا

یہ حاصل کرنے کا وقت ہے، اور تم — کتاب اور اُستاد سے بھاگتے ہو

عذر آوردند کاے مادر تو ایست — ایں گناہ از ما و از تقصیر نیست

اُنھوں نے عذر کیا کہ اے اماں تو ٹھہر — یہ ہماری خطا اور کوتاہی کی وجہ سے نہیں ہے

عُذر آوردند ایشاں در زماں — کیں گنہ از ما نبود اے مادراں

اُنھوں نے فوراً عذر کیا — اے ماؤں! یہ ہمارا قصور نہ تھا

از قضائے آسماں اُستادِ ما — گشت رنجور و سقیم[3] و مُبتلا

آسمانی قضا سے ہمارا اُستاد — رنجور اور بیمار اور مبتلا ہو گیا

مادراں گفتند مکرست و دروغ — صد دروغ آرید بہر طمع دوغ

ماؤں نے کہا مکاری اور جھوٹ ہے — چھاچ کے لالچ میں تم سَو جھوٹ بول رہے ہو

ما صباح آئیم پیشِ اوستا — تا بہ بینیم اصلِ ایں مکرِ شما

ہم صبح کو اُستاد کے پاس جائیں گے — تاکہ ہمیں تمہارے اس مکر کی اصل معلوم ہو جائے

کودکاں گفتند بسم اللہ روید — بر دروغ و صدقِ ما واقف شوید

بچوں نے کہا، بسم اللہ جاؤ — ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

رفتنِ مادرانِ کودکاں بامدادِ بعیادتِ اُستاد

صبح کو بچوں کی ماؤں کا اُستاد کی مزاج پُرسی کے لئے جانا

[1] گفت۔ ذہین بچے کے کہنے پر اُستاد نے کہا، ہاں میرے سَر میں تمہاری آوازوں سے درد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ۔ دور باد از تو یعنی بچے یہ دعا دیتے ہوئے گھروں کو چل دیئے۔ ہمچو مرغاں۔ یعنی جس طرح چڑیاں دانہ کی طرف اُڑ کر جاتی ہیں۔

[2] کُتّاب۔ مکتب۔ لہو کھیل کود۔ جفت۔ ساتھی، جوڑا۔ تحصیل۔ حاصل کرنا یعنی علم حاصل کرنا۔ ایست۔ ٹھہر۔ تقصیر۔ کوتاہی گناہ۔

[3] سقیم۔ بیمار۔ مبتلا۔ آزمائش میں پڑا ہوا بیمار۔ دوغ۔ دہی، چھاچھ۔ صباح۔ صبح۔ عیادت۔ مزاج پرسی۔

www.pdfbooksfree.pk

بامداداں آمدند آں مادراں
صبح کو مائیں پہنچ گئیں
پرسشِ اُستاد زہر گوشہ رواں
ہر جانب سے روانہ ہو کر اُستاد کی مزاج پرسی کیلئے

خفتہ اُستا ہمچو بیمارِ گراں[1]
اُستاد سخت بیمار کی طرح سویا ہوا تھا
دردِ سر را سر بہ بستہ چوں زناں
عورتوں کی طرح دردِ سر کی وجہ سے سر کو باندھے ہوئے

ہم عرق کردہ ز بسیاری لحاف
لحافوں کی کثرت کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا
سر بہ بستہ رُو کشیدہ در سجاف
سر کو باندھے ہوئے پردے میں منہ چھپائے ہوئے

آہ آہے می کند آہستہ او
چپکے چپکے، آہ آہ کرتا تھا
جملگاں گشتند ہم لاحول گو
سب لاحول پڑھنے لگے

خیر باشد اوستاد ایں دردِ سر
اے استاد! خدا خیر کرے، یہ دردِ سر
جانِ تو ما را نبودہ زیں خبر
تیری جان کی قسم ہمیں اس کی خبر نہ تھی

گفت[2] من ہم بیخبر بودم ازیں
اُس نے کہا میں بھی اس سے بے خبر تھا
آگہم ایں کودکاں کردند ہیں
ہاں، ان بچوں نے مجھے بتایا

من بدم غافل بشغلِ قال و قیل
میں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھا
بودہ در باطن چنیں رنجے ثقیل
اندر اس قدر بھاری مرض تھا

چوں بجد مشغول باشد آدمی
جب انسان پورا مشغول ہوتا ہے
اُو ز دیدِ رنجِ خود باشد عمی
تو وہ اپنی تکلیف کو دیکھنے سے اندھا ہوتا ہے

از زنانِ مصر و یوسفؑ شد سمر
مصر کی عورتوں اور یوسفؑ کا قصہ ہے
کہ ز مشغولی بشد زیشاں خبر
کہ مشغولیت کی وجہ سے اُن کو پتہ نہ چلا

پارہ پارہ کرد ساعدہائے خویش
اُنھوں نے اپنے گٹے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے
روح والہ کہ نہ پس بیند نہ پیش
کیونکہ عاشق کی روح آگا دیکھتی ہے نہ پیچھا

اے[3] بسا مردِ شجاع اندر حراب
لڑائی میں بہت سے بہادر ہوتے ہیں
کہ ببرد دست و پایش را ضراب
کہ تلوار کی مار ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتی ہے

اُو بہماں دست آورد در گیر و دار
وہ پکڑ دھکڑ میں اُسی ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں
بر گمانِ آنکہ ہست او برقرار
اِس خیال سے کہ وہ ٹھیک ہے

خود نہ بیند دستِ رفتہ در ضرر
وہ خرابی میں مبتلا ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے
خوں از و بسیار رفتہ بے خبر
بے خبری میں اُس سے بہت خون بہہ جاتا ہے

[1] بیمارِ گراں۔ سخت بیمار۔ عرق۔ پسینہ۔ سجاف۔ پردہ۔ جانِ تو۔ تیری جان کی قسم۔

[2] گفت۔ اُستاد نے کہا اپنے بیمار ہو جانے کا مجھے بھی پتہ نہ تھا بچوں نے بتایا ہے۔ قال و قیل۔ سوال و جواب۔ ثقیل۔ بھاری۔ جوں بجد۔ اُستاد نے کہا زیادہ مصروفیت میں بیماری کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ عمی۔ اندھا۔ سمر۔ قصہ یعنی مشہور قصہ ہے کہ زنانِ مصر حضرت یوسفؑ کے حسن میں ایسی محو ہو گئی تھیں کہ اُنھوں نے ترنج کی بجائے اپنے ہاتھ تراش لئے تھے۔ والہ۔ عاشق حیران۔

[3] اے بسا۔ بہادر لڑائی میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ اُس کو ہاتھ پاؤں کٹنے کی خبر ہی نہیں ہوتی اور خون بہہ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہاتھ سالم ہے اور اُس سے وہ کام کر لیتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

دربیانِ آنکہ تن روح راچوں لباسے ست وایں دست آستینِ

اس کا بیان کہ جسم، روح کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے، اور یہ ہاتھ روح کے ہاتھ کی آستین

دستِ روح ست وایں پائے موزۂ پائے روح

ہے، اور یہ پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے

تا بدانی کہ تن آمد چوں لبیس[1] — رو بجو لابس لباسے را مئیلس

خبردار! تو سمجھ لے کہ جسم لباس کی مانند ہے — جا، پہننے والے کو تلاش کر، لباس کو نہ چاٹ

روح را توحیدِ اللہ خوشترست — غیرِ ظاہر دست و پائے دیگرست

روح کے لئے اللہ کی توحید بہت بہتر ہے — ظاہر کے علاوہ (اسکے) دوسرے ہاتھ پاؤں ہیں

دست و پا در خواب بینی وایتلاف — آں حقیقت دان مدانش از گزاف

تو خواب میں ہاتھ اور پاؤں اور (انکا) جوڑ دیکھتا ہے — اُس کو حقیقت سمجھ اُس کو لغو نہ سمجھ

آں تو نئی کہ بے بدن داری بدن — پس مترس از جسمِ جاں پیرُوں شدن

تو وہ ہے کہ (اُس) بدن کے علاوہ بدن رکھتا ہے — تو جان کے جسم سے نکل جانے سے نہ ڈر

روح دارد[2] بے بدن بس کار و بار — مُرغ باشد در قفس بس بیقرار

روح کے بدن کے بغیر بہت سے مشغلے ہیں — پرند، پنجرے میں بہت بیقرار رہتا ہے

باش تا مُرغ از قفس آید بروں — تا بہ بینی ہفت چرخ اُو راز بوں

ٹھہر جا کہ پرند، پنجرے سے باہر آئے — تاکہ تو ساتوں آسمانوں کو اُس کا فرمانبردار دیکھے

یک حکایت[3] گو چمت گر بشنوی — در حقیقت بر حقیقت بگروی

اگر تو چاہے تو میں تجھ سے ایک قصہ بیان کروں — حقیقتاً، تو اصلیت پر گرویدہ ہو جائے گا

حکایت آں درویشے کہ در کوہ خلوت کردہ بود و بیانِ حلاوتِ

اُس درویش کا قصہ جو پہاڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا، اور (لوگوں سے) جدائی

انقطاع و خلوت و داخل شدن دریں منقبت کہ اَنَا

اور خلوت کی شیرینی کا بیان اور اِس فضیلت میں داخل ہو جانا، کہ میں اُس کا

جَلِیسُ مَنْ ذَکَرَنِی وَاَنِیسُ مَنْ اِسْتَانَسَ بِی

ہمنشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اُس کا دوست ہوں جو مجھ سے اُنسیت کرے۔

گر با ہمہ چو بے منی بے ہمہ — ور بے ہمہ چو با منی با ہمہ

اگر تو سب کے ساتھ ہے جبکہ میرے بغیر ہے تو — اگر تو سب کے بغیر ہے جبکہ میرے ساتھ ہے تو سب سے جدا ہے — سب کے ساتھ ہے

---

[1] لبیس۔ لباس۔ لابس۔ لباس پہننے والا یعنی روح۔ مئیلس۔ مت چاٹ۔ لیسدن مصدر کا صیغہ امر ہے۔ دیگرست یعنی روح کے ہاتھ پاؤں جو نظر نہیں آتے ہیں۔ دست و پا۔ خواب میں انسان جن ہاتھ پاؤں کو دیکھتا ہے وہ اس مادی جسم کے نہیں ہیں کیونکہ یہ تو آنکھ سے نظر آتے ہیں وہ جسم مثالی کے ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں۔ دارد بدن یعنی جسم مثالی۔

[2] روح دارد۔ روح کو جسم عنصری سے نکلنے کے بعد بہت سے معاملات پیش آتے ہیں۔ مُرغ۔ اس عنصری جسم میں روح ایک پرند کی طرح ہے جو پنجرے میں بند ہو۔ باش۔ عنصری جسم سے نکلنے پر روح بلند پرواز بن جاتی ہے۔

[3] حکایت۔ چونکہ مولانا یہ سمجھا رہے تھے کہ جسم عنصری کے نقصان سے روح میں نقصان نہیں آتا ہے۔ اب اس حکایت سے یہ بتاتے ہیں کہ اُن بزرگ کا ہاتھ کٹ جانے کے باوجود، بطور کرامت کام کرنے لگتا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

بود درویشے بکہسارے مقیم — خلوتش[1] اُورا بود ہمخواب و ندیم

ایک درویش ایک پہاڑ میں مقیم تھا — خلوت، اُس کی دن رات کی ساتھی تھی

چوں زخالق می رسید اُورا شمول — بود از انفاس مرد و زن ملول

چونکہ اُس تک اللہ تعالیٰ کی ہولناکی پہنچتی تھی — وہ مرد و عورت کے سانسوں سے تنگ تھا

ہمچناں کہ سہل شُد ما را حضر — سہل شُد ہم قوم دیگر را سفر

جیسا کہ ہمارے لئے اقامت آسان ہے — دوسروں کے لئے سفر بھی آسان ہے

آنچنانکہ عاشقی بر سروری — عاشق ست آں خواجہ بر آہنگری

جیسا کہ تو سرداری پر عاشق ہے — وہ خواجہ (سردار) لوہا بننے پر عاشق ہے

ہر کسے[2] را بہر کارے ساختند — میلِ آنرا در دلش انداختند

ہر ایک کو ایک کام کے لئے بنایا ہے — اُس کا رجحان اُس کے دل میں ڈالدیا ہے

دست و پا بے میل جنباں کے شود — خار و خس بے آب و باد کے رود

بغیر رجحان کے ہاتھ اور پاؤں کب ہلتے ہیں؟ — کوڑا کرکٹ ہوا اور پانی کے بغیر کب روانہ ہوتا ہے؟

گر بہ بینی میلِ خود سوئے سما — پر دولت بر کشا ہمچوں ہما

اگر تو اپنا رجحان آسمان کی طرف دیکھے — ہما کی طرح خوش نصیبی کے پر کھولدے

ور بہ بینی میلِ خود سوئے زمیں — نوحہ می کن ہیچ منشیں از حنیں

اگر تو اپنا رجحان زمین کی طرف دیکھے — رو، رونے سے (تھک کر) کبھی نہ بیٹھ

عاقلاں[3] خود نوحہا پیشیں کنند — جاہلاں آخر بسر بر می زنند

عقلمند، پہلے سے رو لیتے ہیں — جاہل، آخر میں سر پیٹتے ہیں

زابتدا رِ کار آخر را ببیں — تا نہ باشی تو پشیماں یوم دیں

کام کے شروع میں انجام کو دیکھ لے — تاکہ تو قیامت کے دن پشیمان نہ ہو

دیدنِ زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفقِ عاقبت گفتن با مشتری ترازو

سُنار کا انجام کار کو دیکھنا، اور ترازو مانگنے والے سے انجام کے مطابق بات کہنا

آں یکے آمد بہ پیشِ زرگرے — کہ ترازو دہ کہ بر سنجم زرے

ایک صاحب ایک سُنار کے پاس آئے — کہ ترازو دیدے میں سونا تولوں گا

گفت رو خواجہ مرا غربال نیست — گفت میزاں دہ بریں تسخر مایست

اُسنے کہا جناب! جائیے میرے پاس چھلنی نہیں ہے — اُسنے کہا ترازو دیدے، اِس مسخرے پن میں پڑ

---

[1] خلوت۔ یعنی گزرہ تنہائی اُن کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ندیم۔ ہم مجلس۔ شمول۔ شین کے زبر کے ساتھ، شمالی ہوا۔ انفاس۔ نفس کی جمع ہے، سانس۔ حضر۔ اقامت۔ سروری۔ سرداری۔ آہنگری۔ لوہارپن۔

[2] ہر کسے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ۔ ہر شخص کے لئے وہ کام سہل ہے جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ دست دیا۔ انسان کے ہاتھ پاؤں کسی کام میں تب ہی حرکت میں آتے ہیں جبکہ اُس کام کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ گر بہ بینی۔ عالم بالا کی طرف میلان سعادت کی علامت ہے اور نیک کاموں کے صدور کا سبب ہے۔ دنیاوی کاموں کی طرف میلان تباہی کا سبب ہے۔

[3] عاقلاں۔ عقلمند وہ ہے جو تباہی سے قبل تباہی کے اسباب کی اصلاح کرلے۔ جاہل تباہی کے بعد روتا ہے جو بے سود ہوتا ہے۔ زابتدا۔ دنیاوی زندگی میں اگر آخرت کی رسوائیوں سے نجات حاصل کرلیگا تو حشر میں نادم نہ ہوگا۔ دیدنِ زرگر۔ سنار نے انجام پر نظر کرلی تو پریشانی سے بچ گیا۔ غربال چھلنی، اُس نے سونا تولنے کا کانٹا مانگا تھا، سنار نے چھلنی سے انکار کیا میزان دہ۔ اُسنے دوبارہ کانٹا مانگا تو سُنار نے کہا ہے اس میں ترازو نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت جارو بے ندارم در دکاں
اُس نے کہا میری دکان میں جھاڑو نہیں ہے

گفت بس بس ایں مضائق را بماں
اُس نے کہا بس بس، یہ ٹھٹولیں رہنے دے

من ترا زوئے کہ میخواہم بدہ
میں جو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے

خویشتن را گر مکن ہر سُو مجہ[1]
اپنے آپ کو بہرا نہ بنا ہر طرف گریز نہ کر

گفت بشنودم سخن کر نیستم
اُس نے کہا میں نے بات سُن لی ہے میں بہرا نہیں ہوں

تا نہ پنداری کہ بے مغزیستم
تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ میں بیوقوف ہوں

ایں شنیدم لیک پیری مرتعش
یہ میں نے سُن لیا، لیکن تو رعشہ والا بوڑھا ہے

دست لرزاں جسمِ تو نا منتعش
تیرا ہاتھ لرزتا ہے تیرا جسم نہ اٹھنے والا ہے

فہم کردم[2] لیک پیری ناتواں
میں سمجھ گیا ہوں لیکن تو کمزور بوڑھا ہے

دستت از ضعف است لرزاں ہر زماں
ہر وقت کمزوری سے تیرا ہاتھ کانپتا ہے

واں زرِ تو ہم قراضہ خُرد و مُرد
تیرا سونا بھی ذرہ ذرہ کترن ہے

دست لرزد پس بریزد زرِ خرد
ہاتھ کانپے گا، سونے کے ریزے گر جائینگے

پس بگوئی خواجہ جارو بے بیار
پھر تو کہے گا جناب! جھاڑو لا دیجئے

تا بجویم زرِ خود را در غبار
تاکہ میں مٹی میں اپنا سونا تلاش کروں

چوں بروبی خاک را جمع آوری
جب تو جھاڑو لگا کر مٹی کو اکٹھا کرے گا

گویم غربال خواہم اے حری[3]
مجھے کہے گا اے بھلے! میں چھلنی چاہتا ہوں

تا بہ بیزم خاک و زر جویم ازاں
تاکہ میں مٹی کو چھانوں اور اُس میں سونا تلاش کروں

کے بُود غربال ما را در دکاں
ہماری دکان میں چھلنی کہاں ہوگی؟

من ز اوّل دیدہ ام[4] آخر تمام
میں نے شروع میں انجام دیکھ لیا ہے

جائے دیگر رو از ینجا والسّلام
یہاں سے دوسری جگہ چلا جا، والسّلام

ہر کہ اوّل بیں بُود اعمیٰ بُود
جو شروع پر نظر کرنیوالا ہوتا ہے اندھا ہوتا ہے

ہر کہ آخر بیں چہ با معنیٰ بُود
جو انجام کو دیکھنے والا ہوتا ہے کسقدر معقول ہوتا ہے

ہر کہ اوّل بنگرد پایانِ کار
جو شروع میں انجام کو دیکھ لیتا ہے

اندر آخر اُو نگردد شرمسار
آخر میں وہ شرمندہ نہیں ہوتا ہے

محکم چوں بر عاقبت اندیشی ست
محکم چونکہ انجام بینی پر ہے

بادشاہی بندۂ درویشی ست
شاہی، درویشی کی غلام ہے

---

[1] کز۔ بہرا۔ ہر سُو یعنی ہر طرف کانٹا مانگتا ہوں تو چھلنی اور جھاڑو کی بات کرتا ہے۔ بے معنیٰ۔ لایعنی، بیوقوف، مہمل۔ مرتعش۔ رعشہ کا بیمار جس کی وجہ سے ہاتھ پیر لرزتے ہیں۔ منتعش۔ جگر کر اُٹھ جانے والا۔

[2] فہم کردم۔ یعنی میں سمجھ گیا ہوں کہ تو سونا تولنے کے لئے کانٹا مانگ رہا ہے۔ قراضہ۔ قینچی کی کتر ن۔ خُرد و مُرد۔ ریزہ ریزہ۔ پس۔ یعنی جب وہ سونے کے ریزے گر جائیں گے تو اُن کو سونے کے لئے جھاڑو مانگے گا اور مٹی اور ریت جمع کر کے اُسکو چھاننے کیلئے چھلنی مانگے گا۔ حُری۔ لائق۔

[3] من ز اوّل۔ میں پہلے ہی یہ ساری باتیں سمجھ گیا ہوں اور تیرے معاملہ کا انجام مجھے نظر آگیا ہے لہٰذا میں نے انجام پر نظر کر کے تجھے جوابات دیئے تھے۔ ہر کہ۔ جو ابتدا کار کو دیکھے اور انجام پر نظر نہ کرے وہ اندھا ہے عقلمند وہی ہے جو آغاز میں انتہا پر نظر کرے۔ محکم چوں۔ جبکہ مدار آخر پر ہے اور بادشاہی کا انجام بھی دنیا سے تہیدست جانا ہے اور درویش پہلے ہی سے دنیا سے دستبردار ہو جاتا ہے لہٰذا درویشی بادشاہی سے افضل ہے

www.pdfbooksfree.pk

عاقبت بینان بُوند اہلِ رشاد — ور نگر واللہ اعلم بالسداد

ہدایت یافتہ انجام کو دیکھنے والے ہوتے ہیں — خوب سمجھ لے، خدا راستی کو خوب جانتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد راز گو — قصۂ آں مردِ زاہد باز گو

اس بات کا آخیر نہیں ہے، راز بتا — اُس زاہد مرد کا قصہ پھر کہہ

کُن تمام اکنوں حدیثِ شیخ فرد — کاندراں کہسار بودش خواب و خورد

اب یکتا شیخ کی بات پوری کر — جس کا رہن سہن اور کھانا پینا پہاڑ میں تھا

بقیۂ قصۂ آن زاہدِ کوہی کہ نذر کردہ بود کہ میوۂ کوہی از درخت

پہاڑ میں رہنے والے اُس عبادتگذار کا بقیۂ قصہ جس نے منت مان لی تھی کہ میں

باز نگیرم و درخت را نفشانم و کسے را نگویم بصریح و کنایت

درخت سے پہاڑی میوہ نہ توڑوں گا اور درخت کو نہ جھاڑوں گا اور کسی سے صاف اور

کہ بیفشاں و آں را بخورم کہ باد از درخت افگندہ باشد

اشارہ میں نہ کہوں گا کہ تو جھاڑ دے اور اُسکو کھاؤں گا جس کو ہوا درخت سے گرا دے گی

اندراں کہ بود اشجار[1] و ثمار — سیب و امرود و انارِ بے شمار

اُس پہاڑ میں درخت اور پھل تھے — بے شمار سیب، اور امرود، اور انار تھے،

قوتِ آں درویش بود آں میوہا — غیرِ آں چیزے نخوردے دائما

اُس درویش کی خوراک وہ پھل تھے — اُنکے علاوہ وہ کبھی کوئی چیز نہ کھاتا

گفت آں درویش یارب با تو من — عہد کردم کہ بچینم در زمن

اُس درویش نے کہا، اے اللہ! میں نے تجھ سے — عہد کیا ہے کہ میں کسی وقت (بھی پھل) نہ توڑونگا

خود بچینم میوہ را در کلِ حیں — نیز غیرے را نگویم کہ بچیں

میں کسی وقت (بھی) خود پھل نہ توڑوں گا — دوسرے سے بھی نہ کہوں گا کہ تو توڑ دے

جُز ازاں میوہ کہ باد اندازدش — من بچینم از درخت منتعش

اُس پھل کے علاوہ جس کو ہوا گرا دے — میں کھڑے درخت سے نہ توڑوں گا

مُدّتے بر نذرِ خود بودش وفا — تا درآمد امتحاناتِ قضا

ایک زمانہ تک وہ اپنے عہد کا پابند تھا — یہانتک کہ قضاء خداوندی سے آزمائشیں آگئیں

زیں سبب فرمود استثنا[2] کنید — گر خدا خواہد بہ پیماں برزنید

اِسی وجہ سے فرمایا ہے کہ استثنا کرلو — "اگر خدا نے چاہا" عہد میں لگالو

[1] اشجار۔ شجر کی جمع ہے، درخت۔ ثمار۔ ثمرۃ، کی جمع ہے، پھل۔ دائما۔ ہمیشہ۔ بچینم۔ یعنی میں درخت سے پھل نہ توڑوں گا۔ کل حین۔ کسی وقت۔ منتعش۔ قایم، کھڑا۔

[2] اِستثنا۔ وعدہ اور عہد میں لفظ اِن شاء اللہ کہنا۔ گر خدا خواہد۔ یہ اِن شاء اللہ کا ترجمہ ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

زانکہ حُکمِ کار در دستِ منست
کیونکہ معاملہ کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے

اختیارِ جملگاں پستِ[۵۱] منست
سب کا اختیار میرے ماتحت ہے

ہر زماں دل را دگر میلے دہم
میں ہر وقت دل میں ایک دوسری خواہش پیدا کر دیتا ہوں

ہر نفس بر دل دگر داغے نہم
ہر سانس میں دل پر ایک دوسرا داغ لگا دیتا ہوں

کُلَّ اِصْبَاحٍ لَنَا شَانٌ جَدِیْد
ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے

کُلُّ شَیْءٍ عَنْ مُرَادِی لَا یَحِیْد
کوئی چیز میرے ارادہ سے انحراف نہیں کرتی ہے

در حدیث آمد کہ دل ہمچوں پَر ست
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ دل پَر کی طرح ہے

در بیابانے اسیرِ صرصر ست
(جو) میدان میں آندھی کا پابند ہے

بادِ پَر را ہر طرف راند گزاف
ہوا پَر کو خواہ مخواہ ہر طرف لے جاتی ہے

گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف
سینکڑوں مختلف طریقوں سے کبھی بائیں کبھی دائیں

در حدیثِ[۵۲] دیگر این دل داں چناں
دوسری حدیث (میں ہے) اس دل کو ایسا سمجھ

کآب جوشاں زآتش اندر قاقماں
جیسا کہ دیگ میں جوش مارتا ہوا پانی

ہر زماں دل را دگر رائے بود
ہر لمحہ، دل کی ایک دوسری رائے ہوتی ہے

آں نہ از وے لیک از جائے بود
وہ اس کی جانب سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے ہوتی ہے

پس چرا ایمن شوی بر رائے دل
تو، تو دل کی رائے پر کیوں مطمئن ہوتا ہے؟

عہد بندی تا شوی آخر خجل
تو عہد کر لیتا ہے تاکہ آخیر میں شرمندہ ہو

اینہم[۵۳] از تاثیرِ حکم ست و قدر
یہ بھی (اللہ کے) حکم اور تقدیر کی تاثیر کی وجہ سے ہے

چاہ می بینی و نتوانی حذر
تو کنواں دیکھتا ہے اور بچ نہیں سکتا ہے

نیست جو دارد مرغِ پرّاں این عجب
کیا اڑنے والے پرند سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے؟

کو نہ بیند دام و اُفتد در عطب
کہ وہ جال نہیں دیکھ پاتا اور ہلاکت میں گرتا ہے

ایں عجب کہ دام بیند ہم وتد
یہ تعجب ہے کہ وہ جال اور کھونٹی دیکھتا ہے

گر بخواہد ور نخواہد می فتد
خواہ چاہے یا نہ چاہے، پھنس جاتا ہے

چشمِ باز و گوش باز و دام پیش
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور کان کھلے ہوئے ہیں اور سامنے جال

سوئے دامے می پرد با پرِّ خویش
اپنے ہی بازوؤں سے جال کی جانب پرواز کرتا ہے

---

۵۱ پست۔ ماتحت۔ ہر زماں۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ آدَمَ کُلَّھَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کَقَلْبٍ وَاحِدٍ یُصَرِّفُہٗ کَیْفَ یَشَاءُ یعنی انسانوں کے سب قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح سے ہیں جیسا کہ ایک قلب اُنکو جس طرح چاہتا ہے اُلٹتا پلٹتا ہے۔ کُلَّ اَصْبَاح۔ قرآن پاک میں ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ یعنی ہر دن اللہ کی ایک نئی شان ہے۔ در حدیث آمد۔ حدیث شریف ہے۔ مَثَلُ الْقَلْبِ کَرِیْشَۃٍ فِیْ فَلَاۃٍ تُقَلِّبُھَا الرِّیَاحُ کَیْفَ تَشَاءُ یعنی دل کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پَر کی سی ہے جسکو ہوائیں جس طرف کو چاہتی ہیں پلٹ دیتی ہیں۔

۵۲ در حدیثِ دیگر۔ حدیث شریف ہے۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ اَشَدُّ غَلَیَانًا مِنَ الْقِدْرِ۔ مومن کا دل ہانڈی سے بھی زیادہ جوش کھاتا ہے یعنی ایک حال پر نہیں رہتا کبھی اُس میں اُبال آتا ہے کبھی بجھاؤ آتا ہے قاز غان۔ اور کزگان ترکی لفظ ہے کڑھائی اور دیگ کو کہتے ہیں جائے بود یعنی قلب میں یہ کیفیات اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ یا کسی دیگر بزرگ کا قول ہے عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ میں نے اپنے خدا کو ارادوں کی تبدیلی سے پہچانا۔

۵۳ اینہم۔ یعنی بغیر انشاء اللہ کے عہد کرنا اور پھر اُس کے ٹوٹنے پر شرمندہ ہونا۔ وتد۔ وہ کھونٹی جس میں جال کا سرا باندھتے ہیں چشم باز۔ پرند کے سب ہوش و حواس درست ہوتے ہیں اور پھر اپنے اختیار سے جال میں پھنستا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

تشبیہ[1] بندِ دامِ قضا بصورت پنہاں و اثر پیدا

قضا (ئے خداوندی) کے جال کی تشبیہ جو ظاہر میں پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

بنگر اندر دلق مہتر زادۂ — سر برہنہ در بلا افتادۂ

ایک امیر زادہ کو گدڑی کے اندر دیکھ — ننگے سر ہے، مصیبت میں پڑا ہے

در ہوائے یک نگارے سوختہ — اقمشہ و املاکِ خود بفروختہ

وہ ایک معشوق کے عشق میں تباہ ہے — اپنا سامان اور جائداد بیچ چکا ہے

خوار گشتہ در میانِ قومِ خویش — مرہمش ناياب و دل ریش از مریش[2]

اپنی قوم میں ذلیل ہو گیا ہے — اور دل اسکے انکار سے زخمی اور اسکا مرہم نایاب ہے

خان و مال رفتہ شدہ بدنام و خوار — کامِ دشمن می رود ادبار وار

گھر بار جا چکا ہے، وہ بدنام اور ذلیل ہو گیا ہے — منحوس دشمن کے مقصود کے مطابق چلن اختیار کئے ہوئے ہے

زاہدے بیند بگوید اے کیا — ہمتے می دار از بہرِ خدا

کسی بزرگ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے بزرگ! — خدا کے لئے توجہ دیجئے

کاندریں ادبارِ زشت افتادہ ام — مال و زر و نعمت از کف دادہ ام

کہ میں اس بری نحوست میں پھنسا ہوں — مال و زر اور نعمت ہاتھ سے دے چکا ہوں

ہمتے تا بو کہ من زیں وا رہم — زیں گل تیرہ بود کہ بر جہم

توجہ دیجئے، شاید میں اس سے نجات پا جاؤں — ہو سکتا ہے کہ میں اس کالی کیچڑ سے نکل جاؤں

ایں دعا می خواہد او از عام و خاص — تا کہ یابد یک دمے از غم خلاص

وہ ہر خاص و عام سے یہ دعا چاہتا ہے — تاکہ تھوڑی دیر کے لئے غم سے نجات حاصل کرے

دست[3] باز و پائے باز و بند نے — نے مُوکّل بر سرش نے آہنے

ہاتھ کھلے ہوئے اور پاؤں کھلے ہوئے اور کوئی قید نہیں ہے — نہ اس کے سر پر کوئی سپاہی ہے نہ بیڑی

از کدامیں بند می جوئی خلاص — وز کدامیں حبس میخواہی مناص

تو کس بیڑی سے خلاصی کا جویاں ہے؟ — اور تو کونسی قید سے چھٹکارا چاہتا ہے؟

بندِ تقدیر و قضائے مختفی — کہ نہ بیند آں بجز جانِ صفی

تقدیر کی بیڑی، اور پوشیدہ تقدیر — جس کو برگزیدہ ہستی کے علاوہ کوئی نہیں دیکھ سکتا

گرچہ پیدا نیست آں در ممکن ست — برتر از زندان و بندِ آہن ست

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے، پوشیدہ ہے — (لیکن) قید خانہ اور بیڑی سے بڑھ کر ہے

---

[1] تشبیہ۔ قضاء خداوندی پوشیدہ ہے اور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح عشق کا معاملہ ہے۔ دلق۔ گدڑی۔ بلا یعنی عشق۔ نگار۔ معشوق، نقش۔ اقمشہ۔ قماش بضم قاف کی جمع ہے گھر کا سامان، ریشمین قیمتی کپڑا۔

[2] مریش۔ یہ لفظ شین ضمیر سے جو کہ مہتر زادہ کی طرف لوٹتی ہے اور مرے جو کہ مرا کا امالہ ہے اور جھگڑے کے معنی میں آتا ہے سے مرکب یعنی اس مہتر زادہ سے ہر شخص اختلاف اور نزاع کرتا تھا اس وجہ سے اس کا دل اور زخمی تھا کام۔ مراد مقصد۔ ادبار وار۔ بدبختانہ۔ کیا بزرگ مخاطب۔ ہمت۔ بزرگوں کی رحمانی توجہ۔

[3] دست باز۔ یعنی اس مہتر زادے کے نہ ہاتھ میں بیڑی تھی نہ پاؤں میں زنجیر، عشق کی ناپدید بیڑیاں تھیں موکل مقرر کردہ شخص، سپاہی مناص۔ بچاؤ کی جگہ۔ مختفی۔ پوشیدہ۔ صفی۔ برگزیدہ۔ نگہبان۔ چھپنے کی جگہ۔ برتر۔ عشق کی زنجیریں لوہے کی زنجیروں سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں اور عشق کا قید خانہ عام قید خانوں سے زیادہ سخت ہے لوہے کی زنجیر کو لوہار کاٹ سکتا ہے اور عام قید خانوں میں کوشش لگایا جا سکتا ہے لیکن عشق کے معاملہ میں یہ ممکن نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

زانکہ آہنگر مر آں را بشکند
کیونکہ لوہار اُس کو توڑ دیتا ہے

خفرہ گر ہم خشت زنداں برکند
کوہیں لگانے والا قید خانہ کی اینٹ اکھاڑ دیتا ہے

اے عجب ایں بند پنہانِ گراں
تعجب ہے، یہ پوشیدہ بھاری بیڑی

عاجز از تکسیرِ[1] آں آہنگراں
اِس کے کاٹنے سے لوہار عاجز ہیں

دیدنِ آں بند احمدؐ را رسد
اِس پھندے کو دیکھنے کا احمدؐ کو حق ہے

بر گلوئے بستہ حبلٌ مِّن مَّسَد
جو مونج کی رسّی گلے میں بندھی ہوئی ہے

دید بر پشتِ عیالِ بولہب
انھوں نے ابولہب کی بیوی کی کمر پر دیکھا

تنگِ ہیزم گفت حمالہ حطب
ایندھن کا گٹھر، فرمایا ایندھن اٹھانیوالی ہے

حبل و ہیزم را جز آں چشمے ندید
رسّی اور گٹھر کو اُس آنکھ کے سوا کسی نے نہ دیکھا

کہ پدید آید بروہر ناپدید
جس کے لئے ہر پوشیدہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے

باقیانش جملہ تاویلے کنند[2]
اُن کے سوا سب تاویل کرتے ہیں

کایں نہ بیہوشیست و ایشاں ہوشمند
کیونکہ یہ (دید) بیہوشی میں ہوتی ہے اور وہ ہوشمند ہیں

لیک[3] از تاثیرِ آں پشتش دوتو
لیکن اُس کی تاثیر سے اُس کی کمر دوہری

گشتہ و نالاں شدہ در پیشِ او
ہو رہی ہے اور وہ اُس کے سامنے رو رہا ہے

کہ دعائے ہمتے تا وارہم
کہ دعا، توجہ تاکہ میں چھوٹ جاؤں

تا ازیں بندِ نہاں بیروں جہم
تاکہ اِس پوشیدہ بیڑی سے میں باہر نکل آؤں

آنکہ بیند ایں علامتہا پدید
جو اِن علامتوں کو کھلا دیکھتا ہے

چوں نداند او شقی را از سعید
وہ بدبخت اور نیک بخت کو کیوں نہ دیکھ لیگا؟

داند و پوشد بامرِ ذوالجلال
وہ جانتا ہے اور اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے چھپاتا ہے

کہ نباشد کشفِ رازِ حق حلال
کیونکہ اللہ (تعالیٰ) کے راز کھولنا جائز نہیں ہے

ایں سخن پایاں ندارد آں فقیر
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ درویش

از مجاعت شد زبون و تن اسیر
بھوک سے کمزور ہو گیا اور جسم قیدی (تھا)

مضطر شدنِ آن فقیر نذر کنندہ بکندنِ امرود از درخت

اُس عہد کرنے والے درویش کا درخت سے امرود توڑنے پر مجبور ہونا

و گوشمالِ حق تعالیٰ رسیدن بے مہلت برو

اور بغیر تاخیر کے اُس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشمالی کا پہنچنا

---

[1] تکسیر۔ توڑنا۔ دیدنِ آں بند یعنی مخفی بند کو آنحضور علیہ السلام اور اولیاء دیکھ سکتے ہیں، آنحضورؐ اُس رسّی کو جو اُم جمیل ابولہب کی بیوی کی گردن میں تھی اور اُس گٹھر کو جو اُسکی کمر پر تھا دیکھ رہے تھے حمالۃ الحطب۔ سورۂ تبت میں ابولہب کی بیوی ام جمیل بنت حرب کے بارے میں حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ آیا ہے یعنی وہ لکڑیوں کا گٹھر اٹھانے والی ہے اُسکے گلے میں مونج کی رسّی ہے، مفسرین نے اِسکی مختلف تاویلیں کی ہیں مولانا فرماتے ہیں تاویلوں کی ضرورت نہیں آنحضورؐ کو یہ چیزیں نظر آتی تھیں۔

[2] تاویل۔ مفسرین نے گٹھر سے بارِ گناہ یا چغلخوری اور رسّی سے جہنم کا طوق مُراد لیا ہے۔ کایں۔ اِن چیزوں کا دیدار اُس وقت ہوتا ہے جبکہ انسان دنیوی حواس ختم کر کے خود فراموشی اختیار کرے۔ وایشاں۔ اِن تاویل کرنیوالوں کے ظاہری ہوش و حواس ہیں۔

[3] لیک۔ یہاں سے پھر امیر زادہ کا حال شروع کیا ہے۔ پیشِ او۔ زاہد کے سامنے آنکہ۔ جنکو اللہ تعالیٰ نے نورِ بصیرت عطا فرمایا ہے وہ سب علامتیں دیکھ لیتے ہیں اور شقی و سعید میں فرق کر لیتے ہیں۔ واندہ۔ لیکن اصحابِ بصیرت اللہ کے راز ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ مجاعت۔ بھوک۔ گو فقر۔ مزاحمتی اور بندگی کو بھی کہتے ہیں یہ بزرگ کو بھوکا رکھنے کی بزدلانہ سازش کی جرأت نہیں کر سکتے اور اُن کو بھوکا رکھنے کی بزدلانہ سازش کی جرأت نہیں کر سکتے

www.pdfbooksfree.pk

پنجروز[1] آں بادام رُودے نریخت
ہوا نے پانچ دن تک کوئی امرود نہ گرایا

زآتشِ جوعش صبوری می گریخت
اُس کی بھوک کی آگ سے صبر بھاگتا تھا

بر سرِ شاخِ مروے چند دید
اُس نے ایک شاخ پر کئی امرود دیکھے

باز صبرے کرد و خود را در کشید
پھر صبر کیا، اور اپنے آپ کو روکا

باد آمد شاخ را سر زیر کرد
ہوا چلی، شاخ کو نیچے جھکا دیا

طبع را بر خوردنِ آں چیر کرد
طبیعت کو اُس کے کھانے پر غالب کر دیا

جوع و ضعف و قوّتِ جذبِ قضا
بھوک اور کمزوری اور قضا کی کشش کی طاقت نے

کرد زاہد را ز نذرش بیوفا
زاہد کو عہد سے بے وفا بنا دیا

چونکہ از امرود[2] بُن میوہ شکست
جب امرود کے درخت سے پھل توڑا

گشت اندر نذر و عہدِ خویش سُست
اپنی نیّت اور عہد میں کمزور پڑ گیا

ہم دراں دم گوشمالِ حق رسید
فوراً اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے گوشمالی ہوئی

چشمِ او بکشاد و گوشِ او کشید
جس نے اُس کی آنکھیں کھولدیں اور کان کھینچے

مُخلِصاں باشند دایم در خطر
مخلصین، ہمیشہ خطرے میں ہوتے ہیں

امتحانہا ہست در راہ اے پسر
اے صاحبزادے! راہ میں اُنکے بہت امتحان ہیں

عہد را باید وفا اے جانِ من
اے جانِ من! عہد کو پورا کرنا چاہیئے

تا نمانی شرمسار و ممتحن
تاکہ تو شرمندہ اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو

یا مکُن نذرے کہ نتوانی وفا
یا وہ عہد ہی نہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے

بر خطر منشین و بیروں جہ ہلا
خبردار! خطرے میں نہ پڑ اور باہر نکل

نذر را باید وفا در راہِ حق
اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں عہد پورا کرنا چاہیئے

لیک[3] حق تا خود کرا بدہد سبق
لیکن دیکھو اللہ (تعالیٰ) کس کو سبقت (کی نیکی توفیق) دیتا ہے

عہدہا بستیم بس در کارہا
ہم نے بہت سے کاموں کے عہد کئے

نذرہا کردیم در سر بارہا
بارہا پوشیدہ طور پر نعمتیں مانیں

قوّتِ آں کو کہ پایاں آوریم
وہ طاقت کہاں ہے، کہ ہم پورا کریں

عاجزیم و ناتوان و مضطریم
ہم تو عاجز اور ناتواں اور مجبور ہیں

گر نہ فضلت دستگیر ما شود
(اے اللہ) اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے

وائے بر ما زانکہ رُسوائی بُود
ہم پر افسوس ہے، کیونکہ رُسوائی ہوگی

---

[1] پنجروز۔ پانچ دن بھوکا رہنے سے اُن میں صبر کی طاقت نہ رہی۔ درکشید۔ یعنی امرود توڑنے سے اپنے آپ کو باز رکھا۔ طبع۔ یعنی طبیعت غالب آگئی اور صبر مغلوب ہوگیا۔ جیوفا۔ اُن بزرگ نے عہد کیا تھا کہ کوئی پھل خود توڑ کر نہ کھائیں گے۔

[2] امرود بُن۔ امرود کا درخت۔ بکشاد۔ انہیں اپنی لطفی نظر آگئی۔ مخلصاں۔ مشہور مقولہ ہے "نزدیکاں را بیش بُود حیرانی" جو بارگاہ کے مقرب ہوتے ہیں اُن کی بڑی آزمائشیں ہوتی ہیں۔ ممتحن۔ مُبتلا

[3] لیک۔ عہد کی وفا ضروری ہے لیکن یہ بھی خداوندی توفیق ہی سے ہو سکتا ہے۔ عہدہا۔ یہاں سے مولانا نے اپنے عہدوں کی وفا کی دعا شروع کر دی ہے یا یاں۔ یعنی عہدوں کو انجام تک پہنچانا۔ مضطر۔ مجبور۔ گر نہ فضلت۔ اگر عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ کا فضل شاملِ حال نہ ہوگا تو لامحالہ رسوائی ہوگی۔

www.pdfbooksfree.pk

نذرِ ما را با وفا پیوستہ دار
ہمارے عہد کو وفا سے جوڑ دے

عہدِ ما را از کرم دار اُستوار
کرم کر کے ہمارے عہد کو مضبوط کر دے

باز گشتم سوئے قصہ کاں فقیر
قصہ کی طرف میں پھر پلٹا، کہ اُس درویش نے

عہد چوں بشکست در دم شد اسیر
جیسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا

غیرتِ حق گوشمالش داد زود
اللہ (تعالیٰ) کی غیرت نے فوراً اُس کو سزا دی

زانکہ فرمودست اَوْفُوا بِالْعُقُود
کیونکہ اُس نے فرمایا ہے "عہدوں کو پورا کرو"

جمعے از دُزداں بُدند آنجا مگر[1]
وہاں چوروں کا ایک گروہ تھا، شاید

در میاں آوردہ بے مر سیم و زر
وہ لاتعداد چاندی اور سونا لائے تھے

اتفاقاً دُزد چندے تاختند
اتفاقاً چند چور بھاگے

واندراں کہسار مسکن ساختند
اور اُس پہاڑ میں اُنھوں نے ٹھکانا بنا لیا

مُتہم کردن آں شیخ را با دُزداں و بُریدن دستش را
اُس درویش کو چوروں کے ساتھ متہم کرنا اور اُس کا ہاتھ کاٹنا

بیست از دُزداں بُدند آنجا و بیش
وہاں بیس اور کچھ زیادہ چور تھے

بخش می کردند مسروقات خویش
(اپنی چوری کا مال) بانٹ رہے تھے

شحنہ را غماز آگہ کردہ بُود
کوتوال کو مخبر نے خبر دیدی تھی

مردمِ شحنہ در افتادند زود
کوتوال کے آدمی جلد آ پہنچے

شحنہ[2] حالی عزمِ آں کہسار کرد
کوتوال نے فوراً اُس پہاڑ کا قصد کیا

جملہ را بگرفت و بست آں شیر مرد
اُس شیر مرد نے سب کو گرفتار کر لیا اور باندھ لیا

پس بفرمود از غضب جلّادرا
پھر غصہ سے جلّاد کو حکم دیا

دست و پایِ ہر یک از تن کن جُدا
ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں بدن سے جُدا کر دے

ہم بدانجا پائے چپ و دستِ راست
اُسی جگہ بایاں پاؤں اور داہنا ہاتھ

جملہ را ببرید و غوغائے نخاست
سب کا کاٹ دیا اور شور برپا ہو گیا

دستِ زاہد ہم بُریدہ شد غلط[3]
غلطی سے شیخ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا

پائش را می خواست ہم کردن سقط[4]
پاؤں کو بھی اُس نے بیکار کرنا چاہا

در زماں آمد سوارے بس گزیں
فوراً ایک معتمد سوار آیا

بانگ بر زد بر عواں کاے سگ بہ بیں
سپاہی پر چیخا اے کتے! دیکھ کر خبردار

[1] آنجا یعنی اُس علاقہ میں۔ بے مر۔ بے حد۔ مسر۔ چرائی ہوئی چیزیں۔ شحنہ۔ کوتوال۔ غماز۔ چغلخور، مخبر۔

[2] شحنہ۔ کوتوال نے سب ڈاکوؤں کو پکڑ کر باندھ لیا۔ جلّاد۔ سزاؤں کو جاری کرنے والا۔ ہم۔ یعنی جلّاد نے فوراً ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا۔ غوغا۔ شور و غل۔

[3] غلط۔ یعنی اِس شب میں کہ وہ بھی چور ہے۔ سقط۔ بیکار چیز۔ در زماں۔ کوئی مرد غیب جلّاد سپاہی پر چیخا۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں فلاں شیخ ست و ابدالِ خدا[1]
یہ فلاں بزرگ، اور خدا کے ابدال میں سے ہے

دست اُورا تو چرا کردی جُدا
تو نے اس کا ہاتھ کیوں جُدا کیا؟

آں عَوّاں بدرید جامہ تیز رفت
اُس سپاہی نے کپڑے پھاڑے (اور) تیزی سے بھاگا

پیشِ شحنہ داد آگاہیش تفت
کوتوال کے پاس، اُس کو فوراً مطلع کیا

شحنہ آمد پا برہنہ عُذر خواہ
کوتوال ننگے پاؤں معافی مانگنے آیا

کہ ندانستم خدا بر من گواہ
کہ مجھے علم نہ تھا، خدا میرا گواہ ہے

ہیں بحل کُن مر مرا ازیں کارِ زشت
اِس بُرے کام کی مجھے ضرور معافی دیدیجئے

اَے کریم و سَرورِ اہلِ بہشت
اے بزرگ اور جنتیوں کے سردار!

گفت[2] می دانم سبب ایں ریش را
می شناسم من گناہِ خویش را

انھوں نے کہا میں اِس زخم کا سبب جانتا ہوں
میں اپنے گناہ کو جانتا ہوں

من شکستم حُرمتِ ایمانِ اُو
پس تمینم بُرد دادستانِ اُو

میں نے اُس کی قسموں کی حُرمت کو توڑا
اِسلئے اسکے حکم (انصاف) نے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا

من شکستم عہد و دانستم بدست
تا رسید آں شومیِ جُرأت بدست

میں نے اُس کا عہد توڑا اور میں جانتا تھا بُرا ہے
اِس جرأت کی نحوست ہاتھ کو پہنچی

دست ما و پایِ ما مغز و پوست
بادا اے والی فدائے حکمِ دوست

ہمارے ہاتھ اور ہمارے پاؤں اور مغز و پوست
اے حاکم! دوست کے حکم پر قربان ہیں

قسمِ[3] من بود ایں تُرا کردم حلال
تو ندانستی تُرا نبود وبال

یہ میرا نصیبہ تھا، میں نے تجھے معاف کیا
تو نہ سمجھا، تجھ پر وبال نہ ہوگا

وانکہ اُو دانست اُو فرمانرواست
با خدا سامانِ پیچیدن کراست

وہ جو جانتا تھا، کہ وہ حاکم ہے
خدا سے اُلجھنے کا کس کو حوصلہ ہے؟

اے بسا مُرغِ پرندہ دانہ جُو
کہ بُریدہ حلقِ اُو ہم حلقِ اُو

بسا اوقات دانہ تلاش کرنے والے پرند کے
حلق ہی نے اُس کا گلا کاٹا ہے

اے بسا مُرغے زمعدہ زمغص
بر کنارِ بامِ محبوسِ قفص

بسا اوقات پرند معدے اور آنتوں کی اینٹھن سے
بالاخانے کے کنارے پر پنجرے کا قیدی ہے

اے بسا ماہی در آبِ دور دست
گشتہ از حرصِ گلو ماخودِ شست

بسا اوقات مچھلی گہرے پانی میں
حلق کی حرص کی وجہ سے کانٹے میں پھنسی ہے

[1] ابدال۔ اولیاء کی ایک خاص جماعت ہے۔ جدا۔ یعنی کاٹ کر۔ عوان سپاہی۔ تفت۔ گرم۔ بحل کُن معاف کردے۔

[2] گفت۔ شیخ نے کہا ہاتھ کٹنے کا اصل سبب میں جانتا ہوں۔ ایمان۔ یمین کی جمع ہے، قسم، عہد، یقین۔ داہنا ہاتھ۔ بدست۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی بُرا ہے اور دوسرے کے آخر میں بدست بمعنی ہاتھ۔

[3] قسم۔ حصہ۔ فرماں روا۔ یعنی خدا تعالےٰ نے کہ تریدہ یعنی حلق کی خواہش، گلا کٹنے کا سبب بنی ہے۔ مَغَص۔ پیٹ کا درد، اینٹھن۔ قفص۔ صاد اور سین دونوں سے صحیح ہے۔ دور دست۔ دور دراز، گہرا۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔

www.pdfbooksfree.pk

اے بسا مستور[51] در پردہ بُدہ — شومیِ فرج و گلو رُسوا شدہ
بسا اوقات (عورت) پردے میں چھپی ہوئی — شرمگاہ، اور حلق کی بدبختی سے رُسوا ہوئی ہے

اے بسا قاضیِ جبر نیک خُو — از گلوی رشوتے اُو زرد رُو
بسا اوقات نیک عادت، ملائم، قاضی — رشوت خور حلق کی وجہ سے وہ شرمندہ ہوا ہے

اے بسا حاجی نجج رفتہ بعشق — وقت باز آمد شدہ اُو یارِ فسق
بسا اوقات عشق کی وجہ سے حج میں گیا ہوا حاجی — واپسی کے وقت فسق (و فجور) کا ساتھی بنا ہے

بلکہ در ہاروت و ماروت آں تمر — از عروجِ چرخ شاں شد سدِّ باب
بلکہ ہاروت و ماروت کے لئے وہ نشہ — آسمان پر چڑھنے سے اُنکے لئے مانع بنا

بایزیدؒ[52] از بہرِ ایں کرد احتراز — دید در خود کاہلی اندر نماز
بایزیدؒ نے اسی لئے پرہیز کیا — کہ اُنھوں نے اپنے اندر نماز میں سستی دیکھی

از سبب اندیشہ کرد آں ذُو لباب — دید علّت خوردن از بسیار آب
اُن عقلمند نے سبب سوچا تو — زیادہ پانی پینے کو سبب سمجھا

گفت تا سالے نخواہم خورد آب — آنچناں کرد و خدایش داد تاب
کہا میں ایک سال تک پانی نہ پیوں گا — ایسا ہی کیا، اور خدا نے اُنکو طاقت عطا فرمائی

ایں کمینہ جہدِ اُو بُد بہرِ دیں — گشت اُو سلطان و قطب العارفیں
دین کے لئے یہ اُنکی معمولی کوشش تھی — وہ شاہ اور قطب العارفین بنے

چوں[53] بُریدہ شد برای حلق دست — مردِ زاہد را درِ شکوی بہ بست
جب حلق کی وجہ سے ہاتھ کاٹا گیا — بزرگ انسان کے لئے شکوے کا دروازہ بند ہو گیا

اینچنین باشد چو یک دریچہ بستہ شد — صد درِ دیگر برو او شکستہ شد
ایسا ہی ہوتا ہے جب ایک دروازہ بند ہوتا ہے — اُس پر دوسرے سینکڑوں دروازے کھل جاتے ہیں

کرامت شیخ اقطع و زنبیل بافتنِ اُو بدو دست در خلوت

گھنٹے شیخ کی کرامت اور تنہائی میں اُن کا دونوں ہاتھوں سے بھولی بُننا

شیخِ اقطع گشت نامش پیشِ خلق — کرد معروفش بدیں آفاتِ حلق
لوگوں میں اُن کا نام کٹا شیخ پڑ گیا — اُن کو حلق کے مصائب نے اِس (نام) سے مشہور کر دیا

گر تو نامِ اُو لشش خواہی روا — ہیں برو بُوالخیر تیناتیش خواں
اگر تو اُن کا پہلا نام لینا چاہے — جا، ابوالخیر تیناتی کہہ لے

---

[51] مستور: پوشیدہ، عیب۔ یہودی عالم، بڑا عالم۔ ستر باب۔ دروازے کی روک، مانع۔

[52] بایزید بسطامیؒ کو ایکبار نماز میں سستی کا احساس ہوا، اسکے سبب پر غور کیا تو پانی پینے کی کثرت کو سمجھا چنانچہ عہد کر لیا کہ ایک سال پانی نہ پیونگا۔ اُولباب عقلمند۔ تاب طاقت۔ ایں کیسہ۔ دین کی خاطر انھوں نے یہ ادنیٰ سی بات کی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنپر ایسا فضل کیا کہ اُنکو قطب العارفین کا درجہ دے دیا۔

[53] چوں بُریدہ۔ پھر اُن ہی بزرگ کا تذکرہ شروع کیا ہے کہ چونکہ وہ جانتے تھے کہ اُن کی عہد شکنی کی یہ سزا ہے لہٰذا انھیں کوئی شکوہ نہ ہوا۔ ایں چنیں۔ قدرت ایک دریچہ بند کرتی ہے تو سو دیگر ذرائع پیدا فرما دیتی ہے۔ اقطع یعنی دست بُریدہ، کٹا۔ گر تو۔ یہ بزرگ شیخ اقطع کہلانے لگے تھے اُن کا اصل نام ابوالخیر تھا اور تیناتہ گاؤں کے رہنے والے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

در عریشے[1] اُورا یکے زائر بیافت
جھونپڑی میں ایک ملاقاتی نے اُن کو پایا

کو بہر دو دستِ خود زنبیل بافت
کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے جھولی بُن رہے ہیں

گفت اورا کاے عدوِ جانِ خویش
اُنھوں نے اُس سے کہا اے اپنی جان کے دشمن

در عریشم آمدی سرکردہ پیش
تو منہ اُٹھائے میری جھونپڑی میں چلا آیا

ایں چرا کردی شتاب اندر سباق
آگے بڑھنے میں تو نے جلدی کیوں کی؟

گفت از افراطِ مہر و اشتیاق
اُس نے کہا کہ اشتیاق اور محبت کی زیادتی کی وجہ سے

پس تبسم کرد و گفت اکنوں بیا
تو وہ ہنسے، اور فرمایا اب آجا

لیک مخفی دار ایں[2] را اے کیا
لیکن اے بزرگ! اِس کو پوشیدہ رکھ

تا نمیرم من مگو ایں با کسے
جب تک میں نہ مروں یہ کسی سے نہ کہنا

نے قرینے نے حبیبے نے خسے
نہ ساتھی سے، نہ دوست سے، نہ کسی کینہ سے

بعد ازاں قومِ دگر از روزنش
اِسکے بعد دوسرے لوگ اُن (کے گھر) کے سوراخ کے ذریعہ

مُطلع گشتند بر بافیدنش
اُن کے بُننے سے باخبر ہوگئے

گفت حکمت را تو دانی کردگار
اُنھوں نے فرمایا اے خدا! تو حکمت کو جانتا ہے

من کنم پنہاں تو کردی آشکار
میں نے چھپایا تو نے ظاہر کردیا

آمد الہامش کہ یک چندے بدند
اُن کو الہام ہوا، کچھ لوگ تھے

کاندریں غم بر تو منکر می شدند
جو اِس غم میں تمہارے منکر ہوگئے ہیں

کہ مگر سالوس بود او در طریق
کہ شاید وہ طریقت میں مکار تھا

کہ خدا رسوائش کرد اندر فریق
کہ خدا نے لوگوں میں اُس کو رسوا کیا ہے

من[3] نخواہم کاں رمہ کافر شوند
میں نے نہ چاہا کہ وہ جماعت منکر ہو

وز ضلالت در گمانِ بد روند
گمراہی کی وجہ سے بدگمانی میں مبتلا ہوں

ایں کرامت را بکردیم آشکار
ہم نے یہ کرامت ظاہر کردی

کہ دہیمت دست اندر وقتِ کار
کہ ہم کام کے وقت تجھے ہاتھ دیتے ہیں

تا کہ ایں بیچارگانِ بدگماں
تاکہ یہ بدگمان، بیچارے

رد نگردند از جنابِ آسماں
آسمانی درگاہ سے مردود نہ بنیں

من ترا بے ایں کرامتہا پیش
میں نے تمہیں پہلے ہی سے اِن کرامتوں کے بغیر

خود تسلی دادہ ام از ذاتِ خویش
اپنی ذات کے بارے میں تسلی دیدی ہے

---

[1] عریش۔ جھونپڑی۔ نوٹ۔ تھیلا جس میں فقرا اپنا کھانا وغیرہ رکھتے ہیں۔ سرکردہ پیش۔ منہ اُٹھائے۔ شتاب۔ جلد۔ سباق۔ بڑھنا۔ افراط۔ زیادتی۔

[2] ایں۔ یعنی یہ کرامت کہ تنہائی میں دونوں ہاتھ ہو جاتے ہیں۔ بافیدنش۔ یعنی تنہائی میں وہ دونوں ہاتھوں سے بُنتے ہیں۔ یک چند۔ کچھ لوگ۔ غم۔ یعنی ہاتھ کٹنے کا غم۔ منکر۔ یعنی بزرگی کے منکر۔ سالوس۔ مکار۔ طریق۔ طریقت۔ فریق۔ جماعت۔

[3] من نخواہم۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے الہام میں فرمایا کہ ہم نے یہ پسند نہ کیا کہ ہمارے بندے تم سے بدگمان ہوں لہٰذا یہ کرامت ظاہر کردی ہے۔ رمہ۔ جماعت۔ دست۔ یعنی کٹا ہوا ہاتھ۔ رد۔ یعنی یہ لوگ اگر بدگمانی کی حالت میں مرے تو ہماری بارگاہ سے مردود ہو جائیں گے۔ من ترا۔ تنہائی اور ضرورت کے وقت کٹا ہوا ہاتھ پیدا کرنا تمہاری تسلی کے لئے نہیں ہے تمہیں تو ہماری ذات سے پہلے ہی تسلی حاصل ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں کرامت بہر ایشاں داد مت
میں نے تمہیں یہ کرامت اُن کے لئے دی ہے

وایں چراغ از بہر آں بنہاد مت
اور یہ چراغ میں نے اُن کے لئے رکھا ہے

توازاں بگذشتۂ کز مرگِ تن
تم تو اس سے ترقی کر چکے ہو کہ بدن کے مرنے سے

ترسی از تفریقِ اجزائے بدن
بدن کے اجزاء کے ٹکڑے ہو جانے سے ڈرو

وہم تفریقِ سر و پائے از تو رفت
سر اور پاؤں کے جدا ہونے کے تمہارا وہم ختم ہو گیا

دفعِ وہم اسپر رسیدت نیک زفت
وہم کے دفعیہ کی اچھی موتی سپر تمہیں مل گئی ہے

سببِ جرأتِ ساحرانِ فرعون بر قطعِ دست و پا

فرعون کے جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کٹ جانے پر جرأت کا سبب

ساحراں را نے کہ فرعونِ لعیں
کیا ایسا نہیں ہے کہ فرعون ملعون نے جادوگروں کو

کرد تہدید و سیاست بر زمیں
میدان میں دھمکی اور تنبیہ کی

کہ ببرّم دست و پاتاں از خلاف
کہ میں تمہارا دایاں بایاں ہاتھ پاؤں کاٹ دونگا

پس درآویزم ندارم تاں معاف
پھر تمہیں لٹکا دوں گا، تمہیں معاف نہ کرونگا

اُو ہمی پنداشت کایشاں در ہماں
وہ سوچتا تھا، کہ وہ اسی

وہم و تخویف اند و وسواس و گماں
وہم اور ڈر اور وسوسوں اور گمان میں ہیں

کہ بُود شاں لرزہ و تخویف و ترس
کہ اُن پر لرزہ، اور خوف اور ڈر ہوگا

از توہّمہا و تہدیداتِ نفس
جان کی دھمکیوں اور توہمات سے

اُو نمی[۵۲] دانست کایشاں رستہ اند
وہ نہ جانتا تھا کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں

بر دریچہ نورِ دل بنشستہ اند
دل کے نور کی کھڑکی پر جا بیٹھے ہیں

سایۂ خود را ز خود دانستہ اند
اپنے آپ سے، اپنے سایہ کو ممتاز کر چکے ہیں

چابک و چُست و کش و برجستہ اند
تیز اور چست اور خوش اور ہوشیار ہو گئے ہیں

ہاونِ گردوں اگر صد بار شاں
اگر تو بار (بھی) آسمان کی اوکھلی

خُرد کوبد اندریں گلزار شاں
اُن کو اِس خاکدان میں ریزہ ریزہ کر دے

اصلِ ایں ترکیب را چوں دیدہ اند
چونکہ انھوں نے اِس بناوٹ کی اصل کو دیکھ لیا ہے

از فروغِ وہم کم ترسیدہ اند
وہم کی زیادتی سے وہ کم ڈرتے ہیں

ایں[۵۳] جہاں خوابست اندر ظنِ ما ست
یہ دنیا خواب ہے، شک میں نہ پڑ

گر رود در خواب دستے دباک نیست
اگر خواب میں ہاتھ کٹ جائے تو کوئی پروا نہیں ہے

---

۵۱ چراغ۔ یعنی کرامت۔ تم اِس مقام سے آگے بڑھ گئے ہو کہ اِن جسمانی ہاتھ پاؤں کو اصل سمجھو اور اُن کے فنا ہونے سے ڈرو۔ اسپر۔ سپر، ڈھال۔ نیک زفت۔ خوب موتی۔ ساحراں۔ فرعون نے جادوگروں کی جان لینے کی دھمکی دی تھی جبکہ وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آئے تھے۔ زمیں۔ یعنی وہ میدان جہاں وہ حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ کرنے آئے تھے۔

۵۲ اُو نمی دانست۔ جادوگروں کا دل نورِ ایمان سے منور ہو چکا تھا اور وہ اِس جسم اور زندگی کو عارضی سمجھ چکے تھے۔ سایہ۔ دنیاوی جسم اور اخروی جسم کی مثال جسم اور سایہ کی سی ہے۔ ہاون۔ اوکھل گلزار۔ اگر گاف کے زیر سے ہے تو خاکدان کے معنی میں ہے اور اگر گاف کے پیش سے تو چمن کے معنی میں ہے۔ اصل۔ چونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ اِس جسم عنصری کی اصل درحقیقت روح ہے لہٰذا وہ اِس عارضی وجود کے فنا ہونیکے وہم سے بیخوف ہیں۔

۵۳ ایں جہاں۔ جسم عنصری کو اِس جسم سے تشبیہ دے کر جو انسان عالمِ خواب میں دیکھتا ہے پھر یہ سمجھایا ہے کہ اگر عالمِ خواب میں نظر آنیوالے جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے جائیں تو اِس سے اصل جسم پر کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے اسی طرح جسم عنصری کے ٹکڑے ہو جانے سے اصل جسم کو کوئی نقصان نہیں

www.pdfbooksfree.pk

گر بخواب اندر سرت ببرید گاز[1] — هم سرت بر جاست هم عمر دراز

اگر خواب میں قینچی تیرا سر کاٹ دے — تیرا سر بھی اپنی جگہ ہے، تیری عمر دراز ہے

گر ببینی خواب در خود را دو نیم — تندرستی چونکہ خیزی بے سقیم

اگر تو خواب میں اپنے دو ٹکڑے دیکھے — جب تو اٹھے گا، بغیر کسی بیماری کے تندرست ہے

حاصل اندر خواب نقصانِ بدن — نیست باکے از دو صد پارہ شدن

خلاصہ یہ ہے، کہ خواب میں بدن کا نقصان — دو سو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی پروا نہیں ہے

ایں جہاں را کہ بصورت قائم ست — گفت پیغمبرؐ کہ حُلم نائم ست

اِس دنیا کو، جو بظاہر قائم ہے — پیغمبرؐ نے فرمایا ہے، کہ سونے والے کا خواب ہے

از رہِ تقلید[2] تو کردی قبول — سالکاں ایں دیدہ پندار رسول

تو نے تقلید کے راستے سے تسلیم کیا ہے — سالکوں نے بغیر کسی پیغام دینے والے کے خواب دیکھ لیا ہے

روز در خوابی مگو کایں خوابِ نیست — سایہ فرع ست اصل جز مہتاب نیست

تو دن میں بھی خواب میں ہے، نہ کہ یہ خواب نہیں ہے — سایہ فرع ہے، مہتاب کے علاوہ کوئی اصل نہیں ہے

خواب و بیداریت آں دان اے عضد — کہ بہ بیند خفتہ کو در خواب شد

اے معتمد! تو اپنے سونے اور جاگنے کو یہ سمجھ — کہ کوئی سویا ہوا دیکھے کہ وہ سو گیا ہے

او گماں بُردہ کہ ایں دم خفتہ ام — بیخبر زاں کوست در خوابِ دوم

وہ سمجھا کہ میں سویا ہوا ہوں — اِس سے بے خبر ہے کہ وہ دوسری نیند میں ہے

کوزہ گر[3] گر کوزۂ را بشکند — چوں بخواہد باز خود قائم کند

کمہار، اگر کسی پیالہ کو توڑتا ہے — جب چاہے گا اُس کو بنا لے گا

کور را ہر گام باشد ترسِ چاہ — با ہزاراں ترس می آید براہ

اندھے کو ہر قدم پر کنویں کا ڈر ہوتا ہے — وہ ہزاروں ڈر کے ساتھ راستہ طے کرتا ہے

مردِ بینا دید عرضِ راہ را — پس بداند او مُغاک و چاہ را

بینا انسان نے راستہ کی چوڑائی دیکھ لی ہے — تو وہ گڑھے، اور کنویں کو جانتا ہے

یا ز انویش نہ لرزد ہر دمے — رُو ترش کے دارد او از ہر غمے

اُس کا پاؤں اور ران کسی وقت نہیں کپکپاتے ہیں — وہ کسی غم سے رنجیدہ کب ہوتا ہے؟

---

[1] گاز۔ قینچی عمر دراز۔ عوام میں مشہور ہے کہ اگر انسان خواب میں اپنے آپ کو مُردہ دیکھے تو اُس کی تعبیر، عمر کی درازی ہے۔ گفت پیغمبرؐ۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ دنیا کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا سونے والے کا خواب ہے۔ پھر اُس نے دریافت کیا کہ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے فرمایا پلک جھپکنے کی بقدر فاصلہ ہے۔

[2] از رہِ تقلید۔ عام انسان تقلیدی طور پر دنیا کی ناپائیداری تسلیم کرتا ہے اور اولیاء اسکو سے دیکھتے ہیں۔ روز در خوابی۔ نیند کی حالت صرف شب ہی میں نہیں بلکہ دن کی بیداری میں بھی خواب ہی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے لوگ نیند میں ہیں جب مرینگے بیدار ہو جائینگے۔ سایہ۔ عالمِ دنیا اور اُسکے موجودات سب وجودِ باری کی فرع اور سایہ ہیں۔ خوابِ بیداری۔ مولانا نے دنیا کی بیداری کو خواب بتایا تو تعجب ہوتا ہے کہ جب بیداری خواب ہے تو اسکے بعد حالتِ خواب کو کیا کہا جائیگا۔ اِس کا جواب دیتے ہیں کہ انسان حالتِ خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ وہ بیدار تھا اور اب سویا ہے تو جس طرح خواب میں خواب کو دیکھتا ہے اِسی طرح اِس عالم کی بیداری اور خواب کو سمجھو۔

[3] کوزہ گر۔ خدا جسم کا بنانے والا ہے اگر وہ اس جسم کو فنا کرتا ہے تو جب چاہتا ہے پھر بنا دیتا ہے۔ کور۔ اندھا خطرات سے ڈرتا ہے بینا بے نیاز ہوتا ہے اِسی طرح جن کو چشمِ بصیرت حاصل ہے وہ دنیا کے خطرات سے نہیں ڈرتے ہیں۔ مغاک۔ گڑھا۔

www.pdfbooksfree.pk

خیز[1] فرعونا کہ ما آں نیستیم
اے فرعون! کھڑا ہو جا کیونکہ ہم وہ نہیں ہیں

کہ بہر بانگے ز غولے بیستیم
کہ چھلاوے کی ہر آواز پر ہم ٹھہریں

خرقۂ ما را بدر دو زندہ ہست
ہماری گدڑی پھاڑ دے، سینے والا موجود ہے

ورنہ ما را خود برہنہ تن بہ است
ورنہ، ہمارے لئے ننگا بدن بہتر ہے

بے لباس ایں خواب را اندر کنار
بغیر لباس کے، اس نیند کو بغل میں

خوش بگیریم اے عدوِ نابکار
خوشی سے لیں گے اے نالائق دشمن!

خوشتر از تجرید از تن و ز مزاج
بدن اور مزاج سے جدا ہو جانا خوشگوار

نیست اے فرعون بے الہام کج
نہیں ہے بغیر الہام کے اے احمق فرعون!

شکایت[2] کردن اُستر پیش شتر کہ من بسیار در روئے می افتم
اونٹ سے خچر کا شکایت کرنا کہ میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں

و تو نمی افتی الا بنادر و جواب گفتن آں
اور تو نہیں گرتا مگر بہت کم اور اس کا جواب دینا

گفت اُستر با شتر کای خوش رفیق
خچر نے اونٹ سے کہا، اے اچھے ساتھی!

در فراز و شیب و در راہِ دقیق
اونچے، اور نیچے، اور تنگ راستے میں

تو نیائی در سر و خوش می روی
تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے، اچھی طرح چلتا ہے

من ہمی آیم بسر در چوں غوی
میں گمراہ کی طرح سر کے بل گرتا ہوں

ایں سبب را باز گو با من چیست
مجھے اس کا سبب بتا کہ کس وجہ سے ہے؟

تا بدانم من کہ چوں باید بزیست
تاکہ میں جان لوں، کہ کس طرح جینا چاہیئے؟

گفت[3] از چشم تو چشم من یقیں
اس نے کہا میری آنکھ تیری آنکھ سے یقیناً

بیگماں روشن ترست و تیز بیں
بلاشک زیادہ روشن اور تیز دیکھنے والی ہے

بعد ازاں ہم از بلندی ناظرم
اس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھ لینے والا ہوں

زیں سبب در رو نیفتم حاضرم
اس سبب سے میں منہ کے بل نہیں گرتا ہوں میں موجود ہوں

گفت چشم من ز تو روشن تر ست
اس نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھوں سے زیادہ

بعد ازاں ہم از بلندی ناظر ست
اس کے علاوہ اونچائی سے دیکھنے والی ہیں

چوں برآیم بر سرِ کوہِ بلند
میں جب بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتا ہوں

آخرِ عقبہ بہ بینم ہوشمند
عقلمندی سے گھاٹی کے آخر کو دیکھ لیتا ہوں

[1] خیز فرعونا۔ پھر مولانا نے جادوگروں کی بات شروع کی ہے۔ غول۔ چھلاوے کی آواز بے حقیقت ہوتی ہے۔ خرقہ۔ یعنی یہ جسم عنصری جو روح کا لباس ہے۔ ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ جسم عنصری نہ عنایت فرمائیگا تو روحانی وجود ہی بہتر ہے۔ بے لباس پہلے شعر کے ثانی مصرع کی علت ہے یعنی ہم بغیر جسم کے روح سے بغلگیر ہونگے۔ خوشتر۔ یعنی روحانی زندگی ہمارے لئے الہام خداوندی کیوجہ سے خوشتر ہوگی ہے۔

[2] شکایت۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ جنکو چشم بصیرت حاصل ہو جاتی ہے وہ دنیاوی خطروں میں مبتلا نہیں ہوتے ہیں۔ اب اس نقطہ سے اسکی وضاحت فرماتے ہیں۔ استر۔ خچر۔ غوی۔ گمراہ۔

[3] گفت۔ اونٹ نے جواب دیا کہ میں پیش بینی سے کام لیتا ہوں اور انجام پر نظر رکھتا ہوں اس لئے ٹھوکریں نہیں کھاتا ہوں، یہی صورت ان لوگوں کی ہو جنکو چشم بصیرت حاصل ہو جاتی ہے وہ آخرت پر نظر رکھتے ہیں۔ حاضرم۔ یعنی میں موجود ہوں، دیکھ لے میری حالت سے میری بات کی تصدیق ہو جائے گی۔ از بلندی۔ اونٹ گردن اُٹھا کر دیکھ لیتا ہے۔ عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔

www.pdfbooksfree.pk

پس همه پستی و بالائی راه — دیده ام را وا نماید هم اِلٰه
پھر راستہ کی سب نیچائی اور اونچائی — اللہ (تعالیٰ) میری آنکھ کو دکھا دیتا ہے

هر قدم من از سرِ بینش نهم — از عثار[1] و او فتادن وارهم
میں ہر قدم، دیکھ بھال کر رکھتا ہوں — ٹھوکر کھانے، اور گرنے سے نجات پا جاتا ہوں

تو به بینی پیشِ خود یک دو سه گام — دانه بینی و نه بینی رنجِ دام
تو اپنے آگے ایک دو تین قدم دیکھتا ہے — دانہ کو دیکھ لیتا ہے جال کی تکلیف کو نہیں دیکھتا ہے

یَسْتَوِی الْاَعْمٰی لَدَیْکُمْ وَالْبَصِیْر — فِی الْمُقَامِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمَسِیْر
تمہارے نزدیک اندھا اور بینا برابر ہے — ٹھہرنے، اور اترنے، اور چلنے میں

چوں[2] جنین را در شکم حق جاں دہد — جذبِ اجزا در مزاج او کند
جب اللہ (تعالیٰ) پیٹ کے بچہ میں جان ڈالتا ہے — اسکی طبیعت میں اجزاء کو جذب (کرنے کی) طاقت پیدا کر دیتا ہے

از خورش او جذبِ اجزا می کند — تار و پودِ جسم خود را می تند
وہ خوراک سے اجزاء جذب کرتا ہے — اپنے جسم کا تانا بانا بنتا ہے

تا چہل سالش بجذبِ جزوہا — حق حریصش کردہ باشد در نما
چالیس سال تک اجزا کے جذب کرنے کا — (نشوونما میں اللہ (تعالیٰ) اس کو حریص کر دیتا ہے

جذبِ اجزا روح را تعلیم کرد — چوں نداند جذبِ اجزا شاہِ فرد
اس نے روح کو اجزاء جذب کرنے کی تعلیم کر دی — یکتا شاہ اجزاء کو جذب کرنا کیوں نہ جانے گا؟

جامع[3] ایں ذرہا خورشید بود — بے غذا اجزات را واند ربود
ان ذروں کو جمع کرنے والا سورج تھا — وہ بغیر غذا کے تیرے اجزاء کو چن لیتا جانتا ہے

آں زمانے کاندر آئی تو ز خواب — ہوش و حسِ رفتہ را خواند شتاب
جس وقت تو خواب سے (مکمل کر اپنے) اندر آئیگا — وہ گئے ہوئے ہوش و حواس کو فوراً بلا لیگا

تا بدانی کاں ازو غائب نشد — باز آید چوں بفرماید کہ عُد
حتیٰ کہ تو جان لے گا کہ وہ اس سے غائب نہیں ہے — وہ واپس آجائیگا جب وہ (اللہ تعالیٰ) فرمائیگا کہ لوٹ آ

---

[1] عثار۔ ٹھوکر کھانا۔
دانہ۔ یعنی تیری نظر انجام پر نہیں ہے۔ یکسوئی تیرے لئے اچھا برا سب یکساں ہے میں ہر چیز میں امتیاز کر لیتا ہوں، غرضیکہ اہل اللہ اور عوام کی مثال خچر اور اونٹ کی سی ہے۔

[2] چوں جنین۔ مولانا نے پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے جادوگروں کو جسموں کے دوبارہ حشر کا یقین ہو گیا تھا تو اب مولانا حشر میں جسم کے دوبارہ موجود ہونے کو ثابت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ شکمِ مادر میں بچہ میں یہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ غذا کے اجزا کو جذب کرنے لگتا ہے جس سے اس کا نشوونما ہوتا ہے۔ تا چہل سال۔ چالیس سال کی عمر تک انسان کے جسم میں نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ روح۔ جس طرح اس جسم میں اللہ تعالیٰ جذب کرنے کی قوت فرما دیتا ہے روح میں بھی اجزاء کو جذب کرنے کی قوت فرما دیگا۔

[3] جامع۔ ان اجزاءِ بدن کو غذا کے ذریعہ جمع کرنے کی طاقت جس طرح اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسی طرح وہ غذا کے واسطے کے بغیر بھی اجزاءِ بدن کو جمع فرما سکتا ہے۔ آں زمانے۔

انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو زائل شدہ حواس فوراً لوٹ آتے ہیں اسی طرح حشر میں اجزائے بدن فوراً لوٹ آئیں گے۔ عُد۔ امر کا صیغہ ہے، لوٹ آ۔

www.pdfbooksfree.pk

اجتماعِ[1] اجزاءِ خرِ عزیر علیہ السلام بعد بوسیدنش باذن اللہ تعالےٰ

اللہ تعالےٰ کے حکم سے بوسیدہ ہوجانے کے بعد عزیر علیہ السلام کے گدھے کے اجزاء

و در ہماں دم مرکب شدن پیش چشم عزیر علیہ السلام

کا جمع ہوجانا، اور فوراً عزیر علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے جڑ جانا

ہیں عزیرا در نگر اندر خرت[2] — کہ ببوسیدست و ریزیدہ برت

ہاں اے عزیر! اپنے گدھے کو دیکھ — کہ تیرے سامنے گلا سڑا اور ریزہ ریزہ ہو

پیشِ تو گردآورم اجزاش را — آں سر و دم و دو گوش و پاش را

میں تیرے سامنے اس کے اجزاء کو جمع کردونگا — سر اور دم، اور دونوں کان، اور پانوں کو

دست نے و جزو برہم می نہد — پارہا را اجتماعے می دہد

ہاتھ نہیں ہے اور اجزا کو جمع کردیتا ہے — ٹکڑوں کو جوڑ دیتا ہے

در نگر در صنعتِ پارہ زنے — کو ہمی دوزد کہن بے سوزنے

پیوند لگانے والے کی کاریگری کو دیکھ — کہ پرانے کو بغیر سوئی کے سی دیتا ہے

ریسمان و سوزنے نے وقتِ خرز — آنچناں دوزد کہ پیدا نیست درز

سیتے وقت، نہ دھاگا ہے نہ سوئی — اس طرح سی دیتا ہے کہ ٹانکا پتہ نہیں چلتا ہے

چشم بکشا حشر را پیدا بہ بیں — تا نماند شبہات در یوم دیں

آنکھ کھول حشر کو کھلے طور پر دیکھ لے — تاکہ تجھے قیامت کے بارے میں شبہ نہ رہے

تا بہ بینی جامعیم[3] را تمام — تا نہ لرزی وقتِ مردن را اہتمام

تاکہ تو میرے جمع کرنے کو پورا دیکھ لے — تاکہ تو مرتے وقت غم سے نہ لرزے

ہمچناں کہ وقتِ خفتن ایمنی — از فواتِ جملہ حسہائے تنی

جس طرح تو سونے کے وقت مطمئن ہے — اپنے جسم کے تمام حواس کے فوت ہوجانے سے

بر حواسِ خود نہ لرزی وقتِ خواب — گرچہ می گردد پریشان و خراب

سوتے وقت تو حواس (کے ختم ہونے) پر نہیں لرزتا ہے — اگرچہ وہ متفرق اور برباد ہوجاتے ہیں

جزع ناکردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندانِ خویش

ایک شیخ بزرگوار کا اپنی اولاد کے مرنے پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا

بود شیخے رہنمائے پیش ازیں — آسمانی شمع بر روئے زمیں

اب سے پہلے ایک راہنما، شیخ تھے — جو روئے زمین پر آسمانی شمع تھے

---

[1] اجتماع۔ قیامت میں انسان کے جسم کے بوسیدہ اجزاء اسطرح جمع ہوجائینگے جیسے کہ حضرت عزیرؑ کے گدھے کے اجزاء جمع ہوگئے تھے۔ عزیرؑ۔ ایک پیغمبر تھے جن کا ذکر سورۂ بقر کی آیتوں اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ الخ میں ہے یہ ایک ویران بستی پر سے گذرے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اسکو کیسے آباد کریگا تو اللہ تعالیٰ نے انہی پر اور اُن کے گدھے پر فوراً موت طاری کردی سو برس تک وہ مردہ حالت میں رہے اور پھر انکو زندہ کردیا اس عرصہ میں گدھا بالکل سڑ گل چکا تھا۔ حضرت حق نے اسکے اجزاء کو جمع کردیا اور وہ پھر زندہ ہوگیا تو فرمایا اسیطرح میں اس بستی کو آباد کرونگا۔

[2] خرت۔ یعنی تو اپنے گدھے کو دیکھ گل سڑ چکا تھا پھر بھی وہ زندہ کردیا گیا۔ دست نے۔ حضرتِ حق کا انسانوں کا سا ہاتھ نہیں ہے۔ پارہ زن پیوند لگانیوالا یعنی خدا تعالےٰ۔ خرز۔ سینا۔ درز۔ پھٹن۔ حشر قیامت کے میدان میں جمع ہونا۔ یوم دین۔ قیامت کا دن۔

[3] جامعیم۔ یعنی میں قیامت میں اجزاء کو کس طرح جمع کرونگا۔ اہتمام۔ فکر میں پڑنا۔ ہمچناں کہ۔ انسان جب سوتا ہے تو اسکے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں لیکن انسان سونے سے نہیں ڈرتا ہے کیونکہ اسکو یقین ہے کہ بیدار ہوتے ہی وہ واپس آجائینگے اسیطرح اگر قیامت کی زندگی کا یقین ہوجائے تو انسان موت سے نہ ڈرے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نفل عبادت کے ذریعہ ہمیشہ میرا قرب حاصل کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ میں ان سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں ان سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ان کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتے ہیں اور ان کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتے ہیں اور ان کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں[1] پیمبر درمیانِ اُمتاں — در کشائے روضۂ دارالجناں

اُمتوں میں پیغمبر کی طرح — جنت کے باغ کا در کھولنے والے

گفت پیغمبرؐ کہ شیخِ رفتہ پیش — چوں نبی باشد میانِ قومِ خویش

آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ پیشرو شیخ — اپنی قوم میں نبی کی طرح ہوتا ہے

یک صباحے گفتش اہلِ بیتِ او — سخت دل چونی بگوائے نیک خو

اُن سے اُن کی گھر والی نے ایک صبح کو کہا — اے نیک عادت! بتایئے آپ سخت دل کیوں ہیں؟

ما ز ہجر و مرگِ فرزندانِ تو — نوحہ می آریم با کشت دو تو

آپ کی اولاد کی موت اور جدائی کی وجہ سے ہم — باوجود دُہری کمر ہو جانے کے روتے ہیں

تو نمی گرئی نمی زاری چرا — یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا

آپ کیوں گریہ و زاری نہیں کرتے؟ — اے بزرگ! کیا آپ کے دل میں شفقت (کا مادہ) نہیں ہے؟

چوں[2] ترا رحمے نہ باشد در درون — پس چہ امید ست ما از تو کنوں

جب آپ کے اندر رحم نہیں — تو اب ہمیں آپ سے کیا اُمید ہے؟

ما با میدِ تو ایم اے پیشوا — کہ نہ بگزاری تو ما را در فنا

اے پیشوا! ہمیں آپ سے آس ہے — کہ آپ ہمیں ہلاکت میں نہ چھوڑیں گے

چوں بیارایند روزِ حشر تخت — خود شفیع ما تو ئی آں روزِ سخت

جب حشر کے دن تخت آراستہ کریں گے — تو اُس سخت دن آپ ہمارے سفارش کرنے والے ہونگے

در چناں روز و شبِ بے زینہار[3] — ما با کرامِ تو ئیم اُمیدوار

ایسے بے پناہ، روز و شب میں — ہم آپ کے کرم کے اُمیدوار ہیں

دستِ ما و دامنِ تست آں زماں — کہ نماند ہیچ مجرم را اماں

اُس وقت ہمارا ہاتھ، اور آپ کا دامن ہوگا — جبکہ کسی مجرم کے لئے امان نہ رہے گی

گفت پیغمبرؐ کہ روزِ رستخیز — کے گزارم مجرماں را اشک ریز

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن — میں مجرموں کو روتا کب چھوڑوں گا؟

من شفیعِ عاصیاں باشم بجاں — تا رہانم شاں ز شکنجہ گراں

میں (دل و) جان سے گنہگاروں کا سفارشی ہونگا — تاکہ اُن کو بھاری شکنجہ سے چھڑا دوں

عاصیاں و اہلِ کبائر را بجہد — وا رہانم از عتابِ نقضِ عہد

گنہگاروں اور کبیرہ (گناہ) والوں کو بخشش سے — عہد کے توڑنے کے غصہ سے نجات دلاؤنگا

---

[1] چوں پیمبر۔ اولیاء اللہ بھی نبوت کے کامل اتباع کی وجہ سے اُمت میں نبیوں کی طرح ہوتے ہیں جو لوگوں کی بخشش کا سبب ہوتے ہیں۔ دارالجناں۔ جنت۔ مباح۔ صبح۔ اہلِ بیت۔ گھر والے، بیوی۔

[2] چوں ترا۔ جب تم میں رحم کا مادہ ہی نہیں ہے تو اب ہم آپ سے کیا توقع رکھیں۔ بیارایند۔ فرشتے حشر میں عرش آراستہ کرینگے

[3] بے زینہار۔ بے اماں۔ رستخیز۔ قیامت۔ نقضِ عہد ازل میں عبودیت کا عہد کیا تھا گناہوں کا ارتکاب اُس عہد کو توڑنا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

صالحانِ اُمّتم خود فارغ اند[1] — از شفاعتہائے من روزِ گزند

میری اُمت کے نیک، خود فارغ ہیں — مصیبت کے دن میری سفارشوں سے

بلکہ ایشاں را شفاعتہا بود — گفتِ شاں چوں حکمِ نافذ میرود

بلکہ (خود) اُن کی سفارشیں ہونگی — اُن کی بات چلو حکم کی طرح چلے گی

ہیچ وازر وزرِ غیرے برنداشت — من تئیم وازرِ خدایم برفراشت

کسی بوجھ اُٹھانے والے نے غیر کا بوجھ نہیں اُٹھایا ہے — میں بوجھ اُٹھانے والا نہیں ہوں، خدا نے مجھے بلند

آنکہ بے وزر است شیخ ست ایجواں — در قبولِ حق چو اندر کف کماں[2]

اے جوان! جو بغیر بوجھ کے ہے وہ شیخ ہے — (وہ) اللہ کا مقبول ہونے میں ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں کمان

شیخ کہ بود پیر یعنی موسپید — معنیِ ایں مو بداں اے ناامید

شیخ کون ہوتا ہے؟ بوڑھا یعنی سفید بالوں والا — اے ناامید! اِس بال کے معنیٰ سمجھ لے

تا ز ہستیش نماند تارِ مو — ہست آں موئے سیہ، ہستیِ او

تاکہ اُس کی ہستی کا ایک بال کا تار نہ رہے — وہ کالا بال اُس کی ہستی ہے

چونکہ ہستیش نماند پیر اوست — گر سیہ مو باشد و یا خود دو موست[3]

جب اُس کی ہستی نہ رہی، وہ بوڑھا ہے — خواہ وہ سیاہ بالوں والا ہو یا کھچڑی بالوں والا

ہست آں موئے سیہ وصفِ بشر[4] — نیست آں مو موی ریش و موی سر

کالا بال، بشری صفات میں — وہ داڑھی کا بال اور سر کا بال نہیں ہے

عیسیٰؑ اندر مہد بردارد نفیر — کہ جواں ناگشتہ ما شیخیم و پیر

(حضرت) عیسیٰؑ گہوارے میں اعلان کرتے ہیں — کہ ہم جوان ہوئے بغیر شیخ اور پیر ہیں

چوں یکے موی سیہ کاں وصفِ ماست — نیست بر دے شیخ و مقبولِ خداست

جبکہ ایک کالا بال جو ہماری صفت ہے — اُس میں نہیں ہے، (وہ) شیخ اور خدا کا مقبول ہے

چوں بود مویش سپید اَر باخود ست — اُو نہ پیرست و نہ خاصِ ایزدست

جب اُس کے سفید بال ہوں اگر اُس میں خودی ہے — وہ نہ پیر ہے اور نہ اللہ (تعالیٰ) کا مقبول ہے

جو بوڑھا ہو یعنی اُس کے بال سفید ہو گئے ہوں کالے نہ ہوں، مولانا فرماتے ہیں کہ کالے بال سے سے مراد اُس کا وجود اور ہستی ہے یعنی وہ اپنی ہستی کو فنا کر چکا ہو۔ دو مو یعنی جس کے بال کالے اور سفید ملے جُلے ہوں ——— ۵۳ وصف۔ بشریت کے اوصاف۔ عیسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ پچپن میں شیخ و پیر تھے۔ چوں بود اگر انسان میں خودی ہے تو خواہ بال سفید ہوں وہ شیخ اور پیر نہیں ہے "بزرگی بہ عقلست نہ بسال"۔

---

[1] فارغ اند یعنی نیک لوگوں کو اس کی ضرورت نہ ہوگی کہ انھیں عذاب سے بچانے کیلئے شفاعت کی جائے۔ ہاں شفاعت سے اُن کے مراتب بڑھیں گے۔ گفت شاں یعنی جناب باری میں اُن کی عرض ضرور مقبول ہو گی۔ وازر۔ بوجھیلا۔ وزر۔ بوجھ، گناہ۔ من تئیم وازر۔ گزشتہ اشعار میں انبیاء کو رحمۃ للعالمین کہا تھا اور اُن کی شفاعت کا ذکر تھا، اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شفاعت میں تو دوسرے کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا ہے اور یہ آیت وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کے منافی ہے کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ کوئی بوجھ اُٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا ہے مولانا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ آیت کا مفہوم تو یہ ہے کہ کوئی بوجھیلا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا میں تو بوجھیلا نہیں ہوں، خدا نے میرا مرتبہ بلند کیا ہے لہٰذا میں دوسروں کا بوجھ اُٹھا لوں گا، دراصل آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے جو مولانا نے بیان کیا یہ محض ایک نکتہ ہے ورنہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مثلاً زید نے گناہ کیا ہو اور عمرو کو اسکی سزا ملے یہ نہیں ہوگا۔

[2] اندر کف۔ جس طرح کمان ہاتھ کے تابع ہوتی ہے اسی طرح شیخ اللہ کی مرضی کے تابع ہے۔

[3] ہستیِ او یعنی شیخ المحکوم کہتے ہیں

www.pdfbooksfree.pk

گر رہید از بعضِ اوصافِ بشر — شیخ نبود کہل باشد اے پسر

اگر وہ بعض بشری اوصاف سے بچا ہے — اے صاحبزادے! وہ شیخ نہ ہوگا ادھیڑ ہوگا

ور سرِ موئے ز وصفش باقی ست — نیست از عرش و سما آفاقی ست

اگر اسکا بال برابر وصف باقی ہے — وہ آسمانی اور عرشی نہیں ہے دنیادار ہے

ما ہمہ امیدوارانِ تو یم — ریزہ چینِ رحم و احسانِ تو یم

ہم سب آپ کے امیدوار ہیں — آپ کے رحم اور احسان کے ریزہ چین یہ ہیں

لیک با ایں جملہ چوں بے شفقتی — بہرِ فرزنداں چرا بے رقتی

لیکن اس سب کے باوجود آپ بے شفقت کیوں ہیں — اولاد کے بارے میں بے رقت کیوں ہیں

یا مگر خود دل نمی سوزد ترا — باز گو اے شیخ با ما ماجرا

یا شاید آپ کا دل نہیں جلتا ہے — اے شیخ! ہمیں قصہ بتایئے

عذر گفتنِ شیخ بہرِ ناگریستن بر مرگِ فرزندان

اولاد کی موت پر نہ رونے کے متعلق شیخ کا عذر بیان کرنا

شیخ گفت اورا مپندار اے رفیق — کہ ندارم رحم و مہر و دل شفیق

شیخ نے اس سے کہا اے ساتھی! یہ نہ سمجھ — کہ مجھ میں رحم اور محبت اور شفقت کرنیوالا دل نہیں ہے

بر ہمہ کفار ما را رحمت ست — گرچہ جانِ جملہ کافر نعمت ست

تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے — اگرچہ سب کی جان (اللہ کی) نعمت کی کافر ہے

بر سگانم رحمت و بخشایش ست — کہ چرا از سنگہا شاں مالش ست

میرا کتوں پر (بھی) رحم اور ترس ہے — کہ پتھروں سے کیوں اُن کی پٹائی ہوتی ہے؟

آں سگے کہ می گزد گویم دعا — کہ ازیں خو وارہانش اے خدا

وہ کتا جو کاٹتا ہے اس کے لئے دعا کرتا ہوں — کہ اے خدا اس عادت سے اُسے بچا

ایں سگاں را ہم دراں اندیشہ دار — کہ نباشند از خلائق سنگسار

ان کتوں کو بھی ایسا خیال عطا فرما — کہ لوگوں سے سنگسار نہ بنیں

زاں فرستاد انبیا را بر زمیں — تا کنند شاں رحمۃ للعالمیں

اسی لئے (اللہ تعالیٰ نے) زمین پر انبیاء بھیجے — تاکہ اُن کو جہان والوں کے لئے رحمت بنائے

خلق را خواند سوی درگاہِ خاص — حق را خواند کہ وافرکن خلاص

وہ لوگوں کو خاص دربار کی طرف بلاتے ہیں — اللہ (تعالیٰ) سے عرض کرتے ہیں کہ نجات کو عام کردے

۱؎ رقت۔ یعنی دل کی نرمی۔ رفیق۔ یعنی گھر والی جس نے سوال کیا تھا۔ بر ہمہ۔ یعنی ہمیں تو کافروں پر بھی رحم آتا ہے۔ اگرچہ وہ اللہ کی نعمتوں کے کافر ہیں۔ بر سگاں۔ لوگ کتوں کو مارتے ہیں تو ہمیں کتوں پر بھی ترس آتا ہے۔

۲؎ آں سگے۔ چونکہ کتا کاٹتا ہے اس لئے وہ ڈھیلا کھاتا ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا اُس کی یہ بد عادت چھڑا دے اور اُس میں ایسا خیال پیدا کردے جس کے نتیجہ میں وہ سنگسار نہ ہو۔

۳؎ زاں۔ انبیاء سب کے لئے رحمت ہوتے ہیں مخلوق کو اللہ کی طرف اُن کے فائدہ کے لئے بلاتے ہیں دوسری طرف اللہ سے اُن کے لئے توفیق کی دعا کرتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

جہد بنماید ازیں سُو بہر پند
اس جانب نصیحت کرنے کو کوشش کرتا ہے

چوں نشد گوید خدایا دَر مبند[1]
جب (نصیحت) نہیں ہوتی تو کہتا ہے اے خدا دروازہ بند کر

رحمتِ جُزوی بُود مر عام را
عام (انسانوں) میں جزوی رحمت ہوتی ہے

رحمتِ کلی بُود ہمّام را
غمخوار میں کلی رحمت ہوتی ہے

رحمتِ جُزوش قرینِ گشتہ بکُل
اُس کی جزوی رحمت کُل سے وابستہ ہوگئی ہو

رحمتِ دریاست ہادی سُبُل
دریا کی رحمت راستوں کی ہدایت کرنیوالی ہے

رحمتِ جُزوی بکُل پیوستہ شو
تو جزوی رحمت ہے کُل کے ساتھ جُڑ جا

رحمتِ کُل را تو ہادی بین رَو
کلی رحمت کو تو ہادی سمجھ اور چل پڑ

تا کہ جُزوِ ست[2] اُو نداند راہِ بحر
جب تک جزوی (رحمت) ہے وہ سمندر کا راستہ نہیں جانتی

ہر غدیرے را کُند اشباہِ بحر
ہر تالاب کو سمندر کے مشابہ بنا دیتی ہو

چوں نداند راہِ یم کے رہ بَرَد
جب وہ سمندر کا راستہ نہیں جانتی ہے راستہ کیسے ملے

سوئے دریا خلق را چوں آورد
دریا کی جانب لوگوں کو کیسے لائے؟

متّصل گردد بہ بحر انگاہ اُو
وہ سمندر سے اُس وقت وابستہ ہوگا

رہ بَرد تا بحر ہمچوں سیلِ جُو
(جبکہ) بہاؤ اور نہر کی طرح سمندر تک راستہ کرے

وَر کُند دعوت بتقلیدے بُود
اگر وہ (دعویٰ کرے تو محض) تقلیدی ہوگا

نز عیان و وحی و تائیدی بُود
مشاہدہ اور وحی اور تائید (خداوندی) سے ہوگا

گفت پس چوں رحم داری بر ہمہ
اُس نے کہا، جبکہ تمہیں سب پر رحم (آتا) ہے

ہمچو چوپانی بگرد ایں رمہ
تم اس ریوڑ کے چاروں طرف گڈریے کی طرح ہو

چوں نداری نوحہ بر فرزندِ خویش
آپ اپنی اولاد پر کیوں نہیں روتے ہیں؟

چونکہ فصّادِ اجل شاں زد بہ نیش
جبکہ موت کے فصاد نے اُن کے نشتر مارا ہے

چوں گواہِ رحم[3] اشکِ دیدہ است
جبکہ رحم کے گواہ، آنکھوں کے آنسو ہیں

دیدۂ تو بے نم و گریہ چراست
آپ کی آنکھیں بغیر آنسو اور گریہ کے کیوں ہیں؟

شیخ داناز یں عتابش گرم شد
عقلمند شیخ اُس کے اِس غصہ سے گرما گئے

در سخن یک بارہ بے آزرم شد
بات کرنے میں یکبارگی بے قابو ہوگئے

رُو بزن کرد و بگفتش اے عجوز
بڑھیا کی طرف رُخ کیا اور اُس سے کہا اے بڑھیا

خود نباشد فصلِ دے ہمچوں تموز
موسمِ خزاں موسمِ بہار کی طرح نہیں ہوتا ہے

---

[1] در مبند یعنی اے خدا تو توفیق کا دروازہ بند نہ کر۔ رحمتِ جُزوی۔ ہر انسان کے دل میں تھوڑی سی رحمت ضرور ہوتی ہے۔ ہمّام فکرمند یعنی شیخ جو اُمت کا دردمند ہوتا ہے اُس میں کلی رحمت ہوتی ہے۔ قرینِ گشتہ۔ رحمت کلی دراصل اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن شیخ نے چونکہ اپنے آپ کو بالکلیہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ کردیا ہے لہٰذا اُس کی رحمت بھی رحمتِ کلی ہے۔ بکُل پیوستہ شو۔ یعنی کسی شیخ سے اپنے آپ کو وابستہ کرلے۔

[2] تا کہ جُزو ست۔ جب انسان میں جُزوی رحمت ہے وہ رحمتِ کلی کو نہیں پہچانتا ہر کس و ناکس کو رحمتِ کلی کہہ بیٹھتا ہے۔ غدیر۔ تالاب۔ سوئے دریا۔ یعنی رحمتِ کلی۔ وَر کند۔ اگر ناقص شیخ کہے گا بھی تو وہ محض تقلید ہوگی اُس کا مشاہدہ نہ ہوگا۔ وحی۔ مولانا وحی بولکر الہام مراد لیتے ہیں۔ گفت۔ شیخ کی بیوی نے کہا۔ فصّاد۔ رگ کھولنے والا حجّام۔ موت نیش۔ نشتر۔

[3] گواہِ رحم۔ آنکھ کے آنسوؤں سے دل کی رحمت کا پتہ چلتا ہے۔ عتابش۔ بیوی کے اعتراضات۔ بے آزرم بے تحمل۔ خود نباشد۔ یعنی سب انسان یکساں نہیں ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

مجملہ[1] گر مُردند ایشاں وے حاند
وہ سب (اولاد) خواہ مُردہ، ہوں یا زندہ

غائب و پنہاں ز چشم دل کے اند
دل کی آنکھ سے وہ غائب اور پوشیدہ کب ہیں؟

من چو بینم شاں مُعیّن پیش خویش
میں جب اُن کو اپنے سامنے مجسم دیکھتا ہوں

از چہ رُو رُو را کنم ہمچوں تو ریش
تو کس وجہ سے تیری طرح چہرے کو زخمی کروں؟

گرچہ بیروں اند از دورِ زماں
اگرچہ وہ زمانے کے چکر سے باہر نکل گئے ہیں

با من اند و گردِ من بازی کناں
وہ کھیلتے ہوئے میرے پاس اور میرے چاروں طرف ہیں

گریہ از ہجراں بُود یا از فراق
رونا تو چھوٹ جانے اور جُدائی کی وجہ سے ہوتا ہے

با عزیزانم وصال ست و عناق
میرا تو عزیزوں سے وصال اور معانقہ ہے

خلق[2] اندر خواب می بینند شاں
لوگ اُن کو خواب میں دیکھتے ہیں

من بہ بیداری ہمی بینم عیاں
میں اُن کو بیداری میں اچھی طرح دیکھتا ہوں

زیں جہاں خود را دمے پنہاں کنم
میں کبھی اپنے آپ کو اس دنیا سے غائب کر لیتا ہوں

برگِ حِس را از درخت افشاں کنم
حواس کے پتوں کو درخت سے جھاڑ دیتا ہوں

حِس اسیرِ عقل باشد اے فلاں
اے فلاں! حواس عقل کے پابند ہیں

عقل اسیرِ روح باشد ہم بداں
سمجھ لے! عقل روح کی پابند ہے

دست بستہ عقل را جاں باز کرد
رُوح نے جکڑی ہوئی عقل کو آزاد کر دیا

کارہائے بستہ را ہم ساز کرد
اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا دیا

حِسّہا و اندیشہ بر آبِ صفا
حواس اور افکار نے صاف پانی پر

ہمچو خس بگرفتہ روی آب را
تنکوں کی طرح پانی کی سطح کو گھیر لیا ہے

دستِ عقل آں حِس بیک سو می برد
عقل کا ہاتھ اُس کوڑے کو ایک طرف ہٹا دیتا ہے

آب[3] پیدا می شود پیشِ خرد
عقل کے سامنے پانی کھل جاتا ہے

خس بس اَنبُہ بود بر جوئے چناں
نہر پر بلبلوں کی طرح کوڑا بہت سا تھا

خس چو یک سو رفت پیدا گشت آب
کوڑا جب ہٹا پانی نمودار ہو گیا

چونکہ دستِ عقل نکشاید خدا
جب تک اللہ (تعالیٰ) عقل کے ہاتھ نہ کھولے

خس فزاید از ہوا بر آبِ ما
ہمارے پانی پر ہوا (وہوس) کی وجہ سے کوڑا اکٹھا ہوتا ہے

آب را ہر دم کند پوشیدہ او
وہ ہر وقت پانی کو چھپائے رکھتا ہے

آں ہوا خنداں و گریاں عقلِ تو
وہ ہوا (وہوس) مسکراتی ہے اور تیری عقل روتی ہے

---

[1] مجملہ۔ دل کی آنکھیں مُردوں اور زندوں سب کو دیکھتی ہیں۔ من چو بینم میں مُردوں کو بھی مجسم اپنی نگاہوں سے دیکھتا ہوں تو پھر نوحہ کیسے کروں۔ گریہ۔ رونے کی وجہ ہجر و فراق ہے جبکہ میری اولاد میرے گرد کھیل کود رہی ہے تو پھر رونے کی کیا وجہ ہے۔

[2] خلق۔ عام لوگوں کو مُردے خواب میں نظر آتے ہیں مجھے بیداری میں بھی نظر آتے ہیں۔ زیں جہاں۔ نیند کی حالت میں ظاہری حواس بیکار ہو جاتے ہیں تو مُردے نظر آنے لگتے ہیں میں بیداری میں اپنے ظاہری حواس کو معطل کر لیتا ہوں تو وہ نظر آ جاتے ہیں۔ حِس۔ حواس عقل کے پابند ہیں اور عقل رُوح کے تابع ہے، عقل مقید ہوتی ہے، جب روح اسکے موانع زائل کر دیتی ہے تو پھر اُس میں جِلا پیدا ہو جاتی ہے، روح پر جب تک دنیوی خیالات کا غلبہ رہتا ہے وہ اِدراکات سے محروم رہتی ہے جب دنیوی خیالات کے خس و خاشاک سے صاف ہو جاتی ہے تو اُس کو باطنی اِدراکات حاصل ہونے لگتے ہیں۔

[3] آب۔ یعنی روحانی اِدراکات۔ خباب۔ بُلبلہ۔ چونکہ۔ اگر خداوندی توفیق شاملِ حال نہ ہو تو نفسانی خواہشات اِدراکات سے مانع رہتی ہیں۔ آں ہوا۔ انسان جب ہوا (ہوس) ہوتا ہے خواہشات مسکراتی ہیں

www.pdfbooksfree.pk

چونکہ تقویٰ بست دو دستِ ہوا — حق گشاید ہر دو دستِ عقل را

جب پرہیزگاری نے ہوا (ہوس) کے دونوں ہاتھ باندھ — اللہ تعالیٰ عقل کے دونوں ہاتھ کھول دیتا ہے

پس[1] حواسِ چیرہ محکوم تو شد — چوں خرد سالار و مخدوم تو شد

غالب حواس تیرے محکوم بن جاتے ہیں — جب عقل تیری سردار اور مخدوم بن جاتی ہے

حسِ را بے خواب خواب اندر کند — تا کہ غیبتہا ز جاں سر بر زند

وہ (عقل) حواس کو بغیر نیند کے سُلا دیتی ہے — یہاں تک کہ اَن دیکھی باتیں روح میں سے سر اُبھارتی ہیں

ہم بہ بیداری بہ بیند خوابہا — ہم ز گردوں برگشاید بابہا

وہ بیداری میں بھی خواب دیکھ لیتا ہے — آسمان کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں

قصہ[2] خواندنِ شیخِ ضریر قرآن را از روی مصحف و در وقتِ خواندنِ قرآن بینا شدن باذنِ اللہ تعالیٰ

ایک نابینا شیخ کا قرآن پڑھتے وقت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور قرآن پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے بینا ہو جانا

دید در بغداد یک شیخِ فقیر — مصحفے در خانۂ پیرے ضریر

ایک فقیر شیخ نے بغداد میں — ایک نابینا پیر کے گھر میں قرآن دیکھا

گشت ضیفش در تموزِ پُر ز سوز — ہر دو زاہد جمع باہم چند روز

جھلستی گرمی کے زمانے میں اُس کا مہمان بنگیا — دونوں بزرگ چند روز کے لئے اکٹھے ہو گئے

گفت اینجا اے عجب مصحف چراست — چونکہ نابیناست ایں درویش راست

اُسنے (دل میں) کہا تعجب ہے! یہاں قرآن کیوں ہے؟ — کیونکہ یہ درویش تو بالکل نابینا ہے

اندریں اندیشہ[3] تشویشش فزود — کہ جُز او را نیست اینجا باش بود

اِس خیال سے اُس کی تشویش بڑھ گئی — کہ اِس جگہ تو اور کسی کا رہن سہن نہیں ہے

او ست تنہا مصحفے آویختہ — من نہیم گستاخ یا آمیختہ

وہ تنہا ہے، قرآن آویزاں ہے — میں شوخ، یا گھلا ملا نہیں ہوں

تا بپرسم نے خمش صبرے کنم — تا بصبرے بر مرادے برزنم

کہ دریافت کروں، یا خاموش رہ کر صبر کروں — تاکہ صبر کے ذریعہ مقصد حاصل کرلوں

صبر کرد و بود چندے در حرج — کشف شد کالصبر مفتاح الفرج

اُس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا — (معاملہ) کھل گیا کیونکہ صبر کرنا کشادگی کی چابی ہے

---

[1] پس۔ جب انسان عقل کے تابع ہوتا ہے تو حواسِ ظاہری اُسکے محکوم بنجاتے ہیں۔ حِس۔ انسان کو نیند کی حالت میں خواب اِسی لئے نظر آتے ہیں کہ حواسِ ظاہری معطل ہو جاتے ہیں اور انسان غائب از نظر چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے پھر جب عقل کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ بیداری میں بھی حواس کو معطل کر دیتی ہے اور وہ چیزیں اُس کو بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں جو کہ وہ خواب میں دیکھ سکتا تھا۔

[2] قصہ۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حواسِ ظاہری کے نہ ہوتے ہوئے بھی حواسِ ظاہری کے مُدرکات حاصل ہو جاتے ہیں۔ ضریر۔ نابینا۔ تموز۔ گرمی کا مہینہ ہے۔ مُصحف۔ قرآن پاک۔ راست صحیح، بالکل۔ یہ نابینا کی تاکید ہے۔

[3] اندیشہ یعنی یہ خیال کہ نابینا کے گھر میں قرآن کیوں ہے؟ آمیختہ یعنی میں اتنا گھلا ملا نہیں ہوں کہ بے تکلفی سے سوال کر سکوں۔ حرج۔ تنگی۔ فرج۔ کشادگی۔

www.pdfbooksfree.pk

صبر گنج ست اے برادر صبر کن — تا شفا یابی تو زیں رنجِ کہن

اے بھائی! صبر خزانہ ہے، صبر کر — تاکہ تو اس پرانے غم سے شفا حاصل کرے

صبر[1] تلخ ست و بر او شکر ست — صبر سوئے کشفِ ہر سر رہبر ست

صبر کڑوا ہے، اُس کا پھل شکر ہے — صبر، ہر راز کے کھلنے کا راہبر ہے

صبر کردنِ لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از آہن راست میکرد از سوال بایں نیت کہ صبر از سوال موجب فرح راحت ست

لقمان علیہ السلام کا سوال سے صبر کرنا جبکہ انھوں نے دیکھا کہ حضرت داؤدؑ لوہے کے حلقے بنا رہے ہیں، اس نیت سے کہ سوال کرنے سے صبر کرنا خوشی اور راحت کا سبب ہے

رفت لقمانؑ سوئے داؤدِ نبی — حلقہ می کرد او ز پولادِ اَبی[2]

(حضرت) لقمانؑ، داؤد نبی کے یہاں گئے — وہ سخت فولاد کے حلقے بنا رہے تھے

جملہ را بایک دگر در می فگند — ز آہن و پولاد آں شاہِ بلند

سب (حلقوں) کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے — لوہے اور فولاد سے، وہ شاہِ عالی

صنعتِ زرّاد او کم دیدہ بود — در تحیر ماند و وسواسش فزود

اُن (لقمانؑ) نے زرہ بننے والے کی کاریگری کبھی نہیں دیکھی تھی — وہ حیران رہ گئے اور وسوسے بڑھ گئے

کایں چہ شاید بود و ایں رسم از تو — کہ چہ می سازد ز حلقہ تو بتو

کہ یہ کیا بنے گا، اُن سے پوچھوں — کہ وہ مسلسل حلقوں سے کیا بنا رہے ہیں؟

باز با خود گفت صبر اولیٰ ترست — صبر با مقصود زوتر رہبر ست

پھر اپنے آپ سے کہا کہ صبر زیادہ مناسب ہے — صبر، مقصد کا تیز راہنما ہے

چوں نہ پرسی زود تر کشفت شود — مرغِ صبر از جملہ پراں تر رود

اگر تو نہ پوچھے گا جلد تجھ پر ظاہر ہو جائیگا — صبر کا پرند، تمام پرندوں سے تیز اڑتا ہے

ور[3] بہ پرسی دیر تر حاصل شود — سہل از بے صبریت مشکل شود

اگر تو پوچھے گا، دیر میں حاصل ہوگا — تیری بے صبری سے آسان بھی مشکل ہو جائیگا

چونکہ لقماں تن بزد ہم در زماں — شد تمام از صنعت داؤد آں

چونکہ لقمان اُس وقت خاموش ہو گئے — وہ (کام حضرت) داؤدؑ کی کاریگری سے مکمل ہو گیا

پس زرہ سازید و در پوشید او — پیشِ لقمانِ حکیم صبر خو

تب انھوں نے زرہ بنالی اور اُسکو پہنا — صابر و دانا لقمانؑ کے سامنے

---

[1] صبر تلخ ست۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد۔ صبر کردن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لقمانؑ نے صبر کیا تو جو دل میں سوال پیدا ہوا تھا وہ خود بخود حل ہو گیا۔

[2] اَبی۔ اِنکار کرنے والا یعنی وہ سخت فولاد تھا۔ زدمی نگند۔ یعنی حضرت داؤدؑ اُن حلقوں کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے۔ زرّاد۔ زرہ بنانے والا۔ ایں چہ۔ یعنی یہ کیا بنایا جا رہا ہے۔ زوتر۔ زود تر۔

[3] در بہ پرسی۔ بے صبری سے کام بگڑ جاتا ہے۔ تن بزد۔ خاموش رہا۔ صنعت۔ کاریگری۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت ایں نیکو لباس ست اے فتیٰ
فرمایا اے جوان! یہ اچھا لباس ہے

در مصافِ خصم دفعِ زخم را
لڑائی کے میدان میں زخم کی روک کیلئے

گفت لقمانؑ صبر نیکو ہمدمیست
لقمانؑ نے فرمایا کہ صبر اچھا ساتھی ہے

کو پناہ و دافعِ ہر جا غمیست
کیونکہ وہ ہر مقام پر غم کی پناہ اور دافع ہے

صبر را با حق قرین کرد اے فلاں
اے فلاں! صبر کو حق کا ساتھی بنایا ہے

آخرِ وَالعَصرؔ[1] را آگہ بخواں
ہوش سے، وَالعَصر کا آخیر پڑھ لے

صد ہزاراں کیمیا حق آفرید
اللہ (تعالیٰ) نے لاکھوں کیمیائیں پیدا کی ہیں

کیمیائے ہمچو صبرِ آدم ندید
صبر جیسی کیمیا، آدم نے نہیں دیکھی ہے

بقیہ قصۂ نابینا و مصحف خواندنِ آں بنظر

نابینا اور مہمان کے دیکھ کر قرآن پڑھنے کے قصہ کا بقیہ

مردِ مہماں صبر کرد و ناگہاں
مہمان شخص نے صبر کیا، اور اچانک

کشف گشتش حالِ مشکل در زماں
اس پر مشکل کا حال، فوراً کھل گیا

نیم شب آوازِ قرآن را شنید
آدھی رات کو قرآن کی آواز سنی

جست از خواب آں عجائب را بدید
یہ نیند سے اٹھا، اور عجائب دیکھے

کہ ز مصحف[2] کور می خواند درست
کہ نابینا قرآن کو دیکھ کر صحیح پڑھ رہے ہیں

گشت بے صبر و از و آں حال جست
بے صبر ہو گیا، اور اُن سے اُس حال کی جستجو کی

گفت چوں کوری عجب بے چشم و نور
کہا جبکہ آپ نابینا ہیں، بغیر آنکھ اور روشنی کے

چوں ہمی خوانی و می بینی سطور
آپ کیسے پڑھتے ہیں اور سطریں دیکھتے ہیں؟

اُنچہ می خوانی بر آں اُفتادہ
جو کچھ آپ پڑھتے ہیں، اُسی پر ہوتے ہیں

دست را بر حرفِ آں بنہادہ
ہاتھ کو اُس کے حروف پر رکھتے ہیں

اِصبعت در سیر پیدا می کند
رفتار میں آپ کی انگلی ظاہر کرتی ہے

کہ نظر بر حرف داری مستند
کہ آپ صحیح طور پر حرف پر نظر رکھتے ہیں

گفت اے گشتہ ز جہل[3] تن جدا
اُنھوں نے کہا اے وہ کہ جو جسمانی جہالت سے جدا ہو گیا ہے

ایں عجب داری تو از صنعِ خدا
تو اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری پر تعجب کرتا ہے

من ز حق درخواستم کائے مستعان
میں نے اللہ (تعالیٰ) سے درخواست کی کہ اے مددگار!

بر قرأت من حریصم ہمچو جاں
مجھے قرآن پڑھنے سے جان کی برابر محبت ہے

[1] وَالعَصر۔ اس سورہ کے آخیر میں وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ آیا ہے اُنھوں نے باہمی حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی یعنی اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی نگہداشت ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ حق کی نگہداشت ضروری ہے۔ کیمیا کیمیا بنانے کی حقیقت کو بدل دیتی ہے اسی طرح صبر مصائب کو راحتوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

[2] کہ ز مصحف۔ وہ نابینا دیکھ کر قرآن پڑھ رہے تھے اور جو آیت پڑھتے تھے اُس پر صحیح انگلی رکھتے ہوئے پڑھتے تھے۔ اِصبعت در سیر۔ ناظرہ خواں عموماً پڑھنے میں آیتوں پر انگلی رکھتے چلے جاتے ہیں۔

[3] ز جہلِ تن جدا۔ یعنی مادی جسم کی جہالتیں تجھ سے دور ہو چکی ہیں پھر خدا کی اس نعمت سے تجھے کیا پریشانی ہے۔ مستعان۔ وہ جس سے مدد چاہی جائے۔

www.pdfbooksfree.pk

نیستم حافظ مرا نورے بدہ
میں حافظ نہیں ہوں، مجھے روشنی عطا کر دے

در دو دیدہ وقتِ خواندن لے گرہ
دونوں آنکھوں میں بغیر رکاوٹ کے پڑھتے وقت

بازدہ دو دیدہ ام را آں زماں
اُس وقت میری دونوں آنکھیں مجھے لوٹا دے

کہ بگیرم مصحف و خوانم عیاں
جسکے میں قرآن اُٹھاؤں اور دیکھ کر پڑھوں

آمد از حضرت ندا کاے مردِ کار[1]
بارگاہِ خداوندی سے آواز آئی، اے باعمل!

اے بہر رنجے بما اُمیدوار
اے وہ کہ ہر تکلیف میں ہم سے اُمیدوار ہے

محسنِ ظن ست و امیدے خوش ترا
یہ تیرا حُسنِ ظن ہے، اور اچھی اُمید

کہ ترا گوید بہر دم برتر آ
جو تجھ سے کہتی ہے، کہ ہر سانس میں ترقی کر

ہر زماں کہ قصدِ خواندن باشدت
جس وقت تیرا پڑھنے کا ارادہ ہوگا

یاز مصحفہا قرأت بایدت
یا قرآنوں سے (دیکھ کر) تو پڑھنا چاہیگا

من دراں دم وا دہم چشمت ترا
میں اُس وقت تیری آنکھیں کھولا دوں گا

تا فرو خوانی مُعظّم[2] جوہرا
تاکہ تو خوب پڑھ لے، اے بڑے جوہر!

ہمچناں کردو ہر آنگاہے کہ من
اُس (اللہ تعالےٰ) نے ایسا ہی کیا اور جبکہ میں

واکشایم مصحف اندر خواندن
پڑھنے میں قرآن کھولتا ہوں

آں خبیرے کو نشد غافل ز کار
تو وہ خبیر جو کام سے غافل نہیں ہے

آں گرامی بادشاہِ کردگار
وہ عزیز، کردگار، بادشاہ

باز بخشد بینشم آں شاہ فرد
وہ یکتا شاہ، میری بینائی دوبارہ عنایت کر دیتا ہے

در زماں ہمچوں چراغِ شب نورد
فوراً، تاریکی کو لپیٹ دینے والے چراغ جیسی

زیں سبب نبود ولی را اعتراض
اسی لئے، ولی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے

ہر چہ بستاند فرستد اعتیاض
(کیونکہ) جو کچھ وہ لیتا ہے، بدلہ بھیج دیتا ہے

گر بسوزد باغت انگورے دہد
اگر وہ تیرا باغ جلاتا ہے، انگور دیدیتا ہے

در میانِ ماتمے سُورے دہد
رنج کے دوران خوشی دے دیتا ہے

آں شلِ بے دست را دستے دہد
وہ ہاتھ کٹے مُنشی کو، ہاتھ دے دیتا ہے

کانِ غمہا را دلِ مستے دہد
غموں کی کان کو مست دل دیدیتا ہے

لا نُسلّم[3] و اعتراض از ما برفت
ہم نہیں مانتے ہیں (کہنا) اور اعتراض ہم سے رخصت ہو گیا ہے

چوں عوض می آید از مفقود رفت
جبکہ گم شدہ کا بھاری بدلہ آجاتا ہے

---

[1] مردِ کار باعمل انسان۔ حُسنِ ظن۔ حدیثِ قدسی ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ یعنی میں وہی کرتا ہوں جو میرا بندہ میرے بارے میں سوچتا ہے اگر اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہوگا تو خیر حاصل ہوگی بُرا گمان ہوگا تو شر حاصل ہوگا۔

[2] مُعظّم جوہرا۔ اِس سے بعض صاحبان نے اُن نابینا کی ذات مُراد لی ہے بعض نے اِس کو خوانی کا مفعول سمجھ کر قرآنِ کریم مراد لیا ہے۔ کردگار۔ اللہ تعالےٰ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اِس میں کرد بمعنی فعل اور گار بمعنی صاحب ہے۔ اعتیاض۔ عوض لینا، اللہ تعالیٰ عوض ضرور عنایت فرما دیتا ہے، خواہ وہ تمہاری منشا کے مطابق نہ ہو۔ گر بسوزد۔ مولانا نے اِس شعر میں اِسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اِس عوض کا اُس کی جنس سے ہونا ضروری نہیں جو تم نے لی ہے۔ ماتم۔ مجلسِ غم۔ سُور۔ محفلِ شادی۔ دلِ مَستے۔ دل کی مستی میں انسان غم کو بھول جاتا ہے۔

[3] لا نُسلّم۔ یہ جملہ عموماً مباحثہ میں فریقِ ثانی کی بات کے اِنکار کے وقت بولا جاتا ہے۔ مفقود۔ گم شدہ۔ رفت۔ ہوا، بھاری۔

www.pdfbooksfree.pk

۵۱ چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد — راضیم گر آتشِ ما را کشد

جبکہ بغیر آگ کے ہمیں گرمی ملتی ہے — ہم راضی ہوں، اگر وہ ہماری آگ بجھا دے

چونکہ بے چشمے بہ بخشد دیدنے — ایں چنیں کوریست چشم روشنے

جبکہ وہ بغیر آنکھ کے دیکھ لینا عطا فرما دیتا ہے — ایسا اندھا پن روشن آنکھ ہے

بے چراغے چوں دہد او روشنی — گر چراغت شد چہ افغاں میکنی

جبکہ وہ بغیر چراغ کے روشنی عطا فرماتا ہے — اگر تیرا چراغ بجھ جائے تو کیوں شکایت کرتا ہے؟

صفتِ بعضِ اولیا کہ راضی اند باحکامِ الٰہی ولا بہ نکنند

بعض اولیاء کا بیان جو خدائی احکام پر راضی ہیں اور اللہ (تعالیٰ) سے اصرار نہیں کرتے ہیں کہ اے خدا یہ حکم توڑ ڈالے

بخدائے تعالے کہ خدایا ایں حکم را بگرداں

۵۲ بشنو اکنوں قصۂ آں رہرواں — کہ ندارند اعتراضے در جہاں

اب اُن راہنماؤں کا قصہ سن — جو دنیا میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں

ز اولیا اہلِ دعا خود دیگرند — گہ ہمی دوزند و گاہے می درند

دعا کرنے والے اولیاء میں سے دوسرے ہیں — جو کبھی سیتے ہیں، اور کبھی پھاڑتے ہیں

قومِ دیگر می شناسم ز اولیا — کہ دہاں شاں بستہ باشد از دعا

میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو بھی جانتا ہوں — جن کا منہ دعا سے بند رہتا ہے

از رضا کہ ہست رامِ آں کرام — جستنِ دفعِ قضا شاں شد حرام

چونکہ رضا اُن بھلوں کا معمول ہے — قضا کے فیصلہ کو روکنے کی جستجو اُن پر حرام ہے

در قضا ذوقے ہمی بینند خاص — کفر شاں آید طلب کردن خلاص

وہ قضا میں خاص مزہ محسوس کرتے ہیں — خلاصی چاہنا اُن کو کفر محسوس ہوتا ہے

حسنِ ظنے بر دلِ ایشاں کشود — کہ نہ پوشند از عزا جامہ کبود

اُن کے دل پر حسنِ ظن ایسا طاری ہو گیا ہے — کہ وہ غم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں

ہر چہ آید پیشِ ایشاں خوش بود — آبِ حیواں گردد آرِ آتش بود

جو اُن کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے — اگر آگ ہو تو آبِ حیات بن جاتا ہے

زہر در حلقومِ شاں شکر بود — سنگ اندر راہِ شاں گوہر بود

اُن کے گلے میں زہر شکر ہو جاتا ہے — اُن کے راستہ کا پتھر جوہر ہو جاتا ہے

۵۱ چونکہ۔ ہمیں مقصد کی طلب ہے خواہ اسکی سبب کچھ بھی ہو۔ چشمِ روشنے۔ آنکھ سے مقصد دیکھنا ہے جب وہ بغیر آنکھ کے حاصل ہو تو آنکھ نہ ہونے سے ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا ہے۔

۵۲ بشنو۔ ابتک یہ سمجھایا تھا کہ بعض اولیاء تو ایسے ہیں کہ مقصود جب حاصل ہوتا ہے تو سبب کے موجود نہ ہونے پر شکوہ نہیں کرتے ہیں اب یہ بتاتے ہیں کہ کچھ بزرگ ایسے ہیں کہ وہ کسی حالت میں بھی شکوہ پسند نہیں کرتے ہیں اور اللہ کی قضا کے خلاف دعا کو بھی حرام سمجھتے ہیں واضح رہے کہ یہ حالت مغلوب الحال اولیاء کی ہوتی ہے ورنہ انبیاء دعائیں نہ کرتے۔ اہلِ کمال یہ ہے کہ راضی برضا ہوتے ہوئے دعا کی جائے۔ رام۔ معمول۔

۵۳ در قضا۔ مصائب کو مرضیِ خدا سمجھ کر اس میں لذت حاصل کرتے ہیں ضروب الحبیب زہیب، معشوق کی مار کشش ہے، ان کا معمول ہوتا ہے۔ عزا۔ ماتمی لباس کالا ہوتا ہے۔ آبِ حیواں یعنی ہر تکلیف اُن کے لئے باعثِ راحت بنجاتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

جملگی یکساں بود شاں نیک و بد[1] — از چہ باشد ایں ز حسنِ ظنِ خود

ان کے لئے اچھا برا سب یکساں ہوتا ہے — یہ کیوں ہوتا ہے؟ اپنے حسنِ ظن سے (ہوتا ہے)

کفر باشد نزد شاں کردن دعا — کائے الٰہ از ما بگرداں ایں قضا

دعا کرنا ان کے نزدیک کفر ہوتا ہے — کہ اے خدا! اس قضا کو ہم سے کوسوں دے

سوال کردنِ بہلولؒ آں درویشِ ولی را

(حضرت) بہلولؒ کا اُس ولی درویش سے دریافت کرنا

گفت بہلولؒ آں یکے درویش را — چونی اے درویشِ واقف کُن مرا

(حضرت) بہلولؒ نے اُس ایک درویش سے کہا — اے درویش! تو کیسا ہے مجھے بتا دے

گفت[2] چوں باشد کسیکہ جاودان — بر مُرادِ او رود کارِ جہان

اُس نے کہا وہ شخص کیسا ہوگا، کہ ہمیشہ — جس کے ارادے کے مطابق دنیا کے کام چلتے ہوں

سیل و جُویہا بر مُرادِ او روند — اختراں زاں ساں کہ او خواہد شوند

سیلاب اور نہریں اسکے ارادہ کے مطابق جاری ہوں — ستارے، جس طرح وہ چاہے، ہو جائیں

زندگی و مرگ سرہنگانِ او — بر مُرادِ او روانہ کو بہ کو

زندگی اور موت اُس کے سپاہی ہوں — جو اسکے ارادہ کے مطابق کوچہ بکوچہ روانہ ہوں

ہر کجا خواہد فرستد تعزیت — ہر کجا خواہد بہ بخشد تہنیت

وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے — وہ جہاں چاہے مبارکبادی بخش دے

سالکانِ[3] راہ ہم بر گامِ او — ماندگاں از راہ ہم در دامِ او

راہ کے سالک بھی اُسکے (نقشِ) قدم پر ہوں — راہ سے عاجز بھی اُس کے جال میں ہوں

ہیچ دندانے نہ خندد در جہاں — بے رضا و امرِ آں فرماں رواں

دنیا میں کوئی دانت نہ مسکرائے — اُس فرماں روا کی رضا اور حکم کے بغیر

بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ — بے قضائے او نیاید ہیچ مرگ

اُس کی منشا کے بغیر کوئی پتا نہ جھڑے — اُس کے حکم کے بغیر کوئی موت نہ آئے

بے مُرادِ او نجنبد ہیچ رگ — در جہاں ز اوج ثریا تا سمک

اُس کے ارادہ کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے — دنیا میں ثریا کی بلندی سے مچھلی تک

گفت اے شہ راست گفتی ہمچنیں — در فروسیمائے تو پیداست ایں

(حضرت بہلولؒ نے) کہا اے شاہ! تم نے سچ کہا، ایسا ہی — آپ کے چہرے اور شان سے یہ ظاہر ہے

---

[1] نیک و بد۔ وہ سمجھتے ہیں کہ "ہر چہ از دوست می رسد نیکوست"، دوست کی جانب سے جو آئے وہ اچھا ہی ہے۔ سوال کردن۔ حضرت بہلولؒ نے ایسے ہی بزرگ کے مزاج پوچھے جو راضی بقضاءِ خداوندی تھے اور کوئی دعا کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ چونی۔ آپ کے کیسے مزاج ہیں؟

[2] گفت۔ اُس ولی نے حضرت بہلولؒ کو جواب دیا کہ جس شخص کی منشار کے مطابق ساری دنیا کا کاروبار چل رہا ہو اور کوئی چیز اُس کی منشار کے خلاف نہ ہو تو ایسے شخص سے مزاج دریافت کرنے کا کیا مطلب ہے۔ زندگی۔ یعنی لوگوں کی موت و حیات اُس کی مُراد کے مطابق ہو۔ تعزیت۔ میت کا پرسا۔ تہنیت۔ مبارکبادی۔

[3] سالکاں۔ راستہ چلنے والے مسافر اُس کے نقشِ قدم پر چلیں، منزل تک نہ پہنچنے والے اُسی کے ارادہ سے منزل سے محروم ہوں۔ ہیچ ہر شخص کی خوشی اُس کے حکم سے ہے۔ بے مرادِ او۔ دنیا کی ہر حرکت اور سکون اُسکے ارادہ سے ہے۔ گفت حضرت بہلولؒ نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ ضرور درست ہے لیکن مجھے ذرا تفصیل سے سمجھائیے تاکہ میں پورا مطلب سمجھ جاؤں۔

www.pdfbooksfree.pk

این صد چندینی اے صادق و لیک — شرح گو ایں را بیاں کن نیک نیک

اے سچے! آپ ایسے ہی اور اس سے سینکڑوں گنا ہیں لیکن — اس کی تشریح کر دیجئے اور صاف صاف بیان کر دیجئے

آنچنانکہ فاضل و مردِ فضول[1] — از دل و از جاں کند او را قبول

ایسے طریقے پر کہ فاضل اور جاہل — اس کو دل و جان سے قبول کرلے

آنچنانش شرح کن اندر کلام — کہ ازاں ہم بہرِ یابد عقلِ عام

گفتگو میں اس کی اس طرح شرح کر دیجئے — کہ اس سے عوام کی عقل بھی حصہ حاصل کرلے

ناطقِ کامل چو خواں بہ شے بود — بر سرِ خوانش زہر آشے بود

کامل مقرر، جب خوان والا ہوتا ہے — اس کے خوان پر ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے

تا نماند ہیچ مہماں بینوا — ہر کسے یابد غذائے خود جدا

تاکہ کوئی مہمان بے سہارا نہ رہے — ہر شخص اپنی علیحدہ غذا حاصل کرلے

ہمچو قرآں کو بمعنیٰ ہفت تست[2] — خاص را و عام را مطعم درست

جیسا کہ قرآن (پاک) جو معانی کے اعتبار سے سات تہوں — اس میں خاص اور عام کی غذا ہے

گفت[2] ایں بارے یقیں شد پیشِ عام — کہ جہاں در امر یزداں ست رام[3]

انھوں نے کہا یہ تو اب سب کو یقین ہے — کہ دنیا خدا کے حکم کی فرماں بردار ہے

ہیچ برگے در نیفتد از درخت — بے قضا و حکمِ آں سلطانِ تخت

درخت سے کوئی پتا نہیں جھڑتا — بغیر عرش کے اس شاہ کے فیصلے اور حکم کے

از دہاں لقمہ نشد سوئے گلو — تا نگوید لقمہ را حق کاندرو

لقمہ منھ سے گلے میں نہیں جاتا — جب تک اللہ (تعالیٰ) نہ فرمادے داخل ہوجا

میل و رغبت کاں مرامِ آدمی ست — جنبشِ آں امرِ آں غنی ست

میلان اور رغبت جو آدمی کی باگ ہے — اسکی حرکت اس بے نیاز کے حکم کی فرمانبردار ہے

در زمینہا و آسمانہا ذرّہ[4] — پر نجنباند نگردد ذرّہ

کوئی ذرہ، زمینوں اور آسمانوں میں — پر نہیں مارتا، کوئی تنکا گردش نہیں کرتا

جز بفرمانِ قدیمِ نافذش — شرح نتواں کرد و جلدی نیست جوش

بغیر اس کے جاری ہونیوالے ازلی حکم کے — (جسکی) شرح نہیں کی جاسکتی اور ہمت کرنا اچھا نہیں ہے

کہ اشمرد برگِ درختاں را تمام — بے نہایت کے شود در نطق رام

درختوں کے سب پتوں کو کون گن سکتا ہے؟ — لامحدود، گفتگو کے تابع کب ہوسکتا ہے؟

---

[1] مردِ فضول۔ ناقابل شخص۔ ناطقِ کامل۔ اچھے مقرر کا یہ کمال ہوتا ہے کہ اس کی تقریر سے عوام و خواص دونوں لطف اٹھاتے ہیں۔ ہمچو قرآں۔ قرآن کے معانی اور مطالب ہر شخص اپنی فہم کے مطابق پورا فائدہ اٹھاتا ہے بہت ممکن ہے مولانا نے اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ کے یہ معنی لئے ہوں کہ اس میں تہ بہ تہ سات معنی ہیں

[2] گفت۔ اہل ولی نے حضرت بہلول کو جواب دیا کہ یہ سب مانتے ہیں کہ دنیا کے ذرے ذرے پر اللہ کی حکمرانی ہے اور کائنات کی ہر حرکت و سکون اس کے حکم سے ہے تو جب بندہ بالکل راضی بقضائے الٰہی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اور فعل اس کی مراد بن جائیگا اور یہ سمجھا جائیگا کہ عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے گویا وہ اس بندے کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔

[3] رام۔ فرمانبردار۔ سلطانِ تخت۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ میل و رغبت۔ انسان کی خواہش اور رغبت انسان سے اپنے مطابق کام کراتی ہے جلدی۔ بہادری ہمت۔ کہ اشمرد۔ درختوں کے پتے جو متناہی ہیں ان کی شمار ناممکن ہے تو غیر متناہی کی تفصیل کیسے ممکن ہوسکتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں قدر بشنو کہ چوں کلی کار
اتنا سُن لے، کہ جب تمام کام

می نگردد جز بامرِ کردگار
بغیر خدا کے حُکم کے نہیں ہوتے

چوں[1] قضائے حق رضائے بندہ شُد
جب اللہ (تعالیٰ) کا حکم بندہ کی رضامندی بنگیا

حُکمِ اُو رابندۂ خواہندہ شُد
بندہ اس کے حُکم کا چاہنے والا بن گیا

بے تکلف نے پئے مُزد و ثواب
بغیر کسی تکلف کے، نہ کہ بدلہ اور ثواب کیلئے

بلکہ طبعِ اُو براں شُد مُستطاب
بلکہ اُس کی طبیعت اِس پر خوش ہو گئی

زندگیِ خود نخواہد بہرِ خود
وہ اپنی زندگی اپنی خاطر نہیں چاہتا

بلکہ خواہد از پئے حُکمِ اَحد
بلکہ اللہ (تعالیٰ) کے حکم کی وجہ سے چاہتا ہے

ہر[2] کجا امرِ قدم را مسلکے ست
جہاں کہیں قدیم امر کا مسلک ہے

زندگی و مُردگی پیشش یکے ست
اُس کے سامنے زندگی اور موت ایک ہے

بہرِ یزداں می زید نے بہرِ گنج
وہ خدا کے لئے جیتا ہے نہ کہ خزانہ کیلئے

بہرِ یزداں می مُرد نے از رنج
وہ خدا کے لئے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے

ہست ایمانش برائے خواہ اُو
اُس کا ایمان اُس (اللہ) کی رضامندی کیلئے ہے

نے برائے جنّت و اشجار و جُو
نہ کہ جنّت اور (جنّت کے) درختوں اور نہروں کیلئے

ترکِ کفرش ہم برائے حق بود
اُس کا کفر کو چھوڑنا بھی اللہ کے لئے ہے

نے ز بیمِ آنکہ دَر آتش رَود
نہ کہ اِس ڈر سے کہ وہ جہنّم میں جائے گا

اینچنیں آمد ز اصل آں خوئے اُو
یہ اُس کی عادت اصل سے ایسی ہی آئی ہے

بے ریاضت نے بجہت نے جُوئے اُو
بغیر کسی مجاہدے کے، نہ کہ اُس کی کوشش سے

آنگہاں خندد کہ اُو بیند رضا
وہ اُس وقت ہنستا ہے جبکہ رضا (حق) دیکھتا ہے

ہمچو حلوا و شکر اُو را قضا
اللہ کا حکم اُس کے لئے حلوے اور شکر کی طرح ہے

بندہ[3] کش خوئی و خلقت اینچنیں بُود
وہ بندہ جس کی عادت اور خصلت یہ ہو

نے جہاں بر امر و فرمانش رَود
کیا جہان اسکے حکم اور فرمان کے مطابق نہیں چلے گا

پس چرا لابہ کند او یا دُعا
تو وہ کیوں خوشامد اور دعا کرے؟

کہ بگرداں اے خداوندا ایں قضا
کہ اے اللہ! اِس حُکم کو واپس لے لے

مرگِ اُو و مرگِ فرزندانِ اُو
اُس کی موت اور اُس کی اولاد کی موت

بہرِ حق پیشش چو حلوا در گلو
اللہ کیلئے اُسکے نزدیک ایسی ہے جیسا کہ مُنہ میں حلوا

[1] چوں۔ جب اللہ کے تمام فیصلوں اور احکام پر بندہ راضی ہو گیا ہے تو اللہ کے تمام احکام اُس کا مطلوب بن گئے ہیں بے تکلف۔ یعنی یہ رضا اُس کی طبعی بات بن گئی ہے اُس میں کوئی اجر و ثواب بھی اُس کے مدِ نظر نہیں ہے۔ زندگی۔ اپنی زندگی بھی اپنی خاطر نہیں چاہتا بلکہ اِس لئے چاہتا ہے کہ اللہ کا حکم یہی ہے۔

[2] ہر کجا۔ یعنی جو بھی خدا کا ازلی حکم ہے وہی راست اُس کو پسند ہے خواہ وہ زندگی ہو یا موت ہست ایمانش۔ اُس کا ایمان بھی محض مولا کی رضامندی کے لئے ہے نہ کہ جنّت کے لالچ کی وجہ سے اور کفر سے نفرت بھی رضاءِ مولا کی وجہ سے ہے نہ کہ دوزخ کے ڈر سے۔ ہمچو حلوا۔ اللہ کا ہر حکم اُس کو ایسا مرغوب ہے جیسا کہ حلوا مرغوب ہوتا ہے۔

[3] بندہ کش۔ جب احکام خداوندی پر رضا کی یہ کیفیت ہو تو یقیناً یہ کہا جائیگا کہ دنیا کے سب کام اُس بندہ کے حکم سے چل رہے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

نزعِ فرزنداں بر آں بادفا — چوں قطائف پیشِ شیخِ بینوا

اُس وفادار کے لئے اولاد کا نزع — (ایسا ہے) جیسے مُفلس بوڑھے کے لئے پھل

پس[1] چرا گوید دعا اِلّا مگر — در دعا بیند رضائے دادگر

تو وہ کیوں دعا کرے، ہاں اگر — وہ دعا میں اللہ (تعالیٰ) کی رضامندی دیکھے

آں[2] شفاعت وآں دعا نز رحمِ خود — می کُند آں بندۂ صاحب رَشد

وہ سفارش اور وہ دعا اپنے اوپر رحم کے لئے نہیں — کرتا ہے، وہ ہدایت یافتہ بندہ

رحمِ خود را او ہماں دم سوختست — کہ چراغِ عشقِ حق افروختست

اپنے رحم کو اُس نے اُسی وقت پھونک دیا ہے — جبکہ اُس نے عشق کا چراغ روشن کیا ہے

دوزخِ اوصافِ او عشق است و او — سوخت مر اوصاف خود را مُو بمُو

عشق اُس کے اوصاف کی دوزخ ہے اور اُس نے — اپنے اوصاف کو بالکل جلا دیا ہے

ہر طروقی ایں فروقے کے شناخت — چوں دقوقی کُو دریں دولت نتاخت

ہر سالک اِس فرق کو کب سمجھتا ہے! — جیسا کہ دقوقی جو اِس دولت میں نہ دوڑے

قصّۂ دقوقیؒ و کراماتش

دقوقیؒ اور اُن کی کرامات کا قصہ

آں دقوقی داشت خوش دیباجہ — عاشق و صاحب کرامت خواجہ

دقوقیؒ ایک اچھا چہرہ رکھتے تھے — عاشق، اور کرامت والے خواجہ تھے

بر زمیں می شد چو مہ بر آسماں — شب روانِ را گشتہ زور روشن رواں

زمین پر وہ اِس طرح تھے جیسے چاند آسمان پر — تاریکی میں چلنے والے اُنکی وجہ روشنی میں چلنے والے ہو گئے

در[3] مقامے مسکنے کم ساختے — کم دو روز اندر دہے انداختے

وہ ایک جگہ، کم ٹھہرتے — ایک گاؤں میں دو روز سے کم (ڈیرہ) ڈالتے

گفت در ربکِ خانہ گر باشم دو روز — عشقِ آں مسکن کُند در من فروز

اُنھوں نے کہا اگر میں دو روز ایک گھر میں ہونگا — اُس گھر کی محبت مجھ میں روشن ہو جائیگی

عزّۃُ المسکن اُحاذِرُھا اَنَا — اُنقُلی یا نفسُ سافِر لِلعنا

میں اقامت کی عزت سے بچتا ہوں — اے نفس! منتقل ہو جا مشقت کی خاطر سفر کر

لا اُعوِّدُ خُلقَ قلبی بِالمکان — کے یکونَ خالِصاً فی الاِمتحان

میں اپنے دل کے اخلاق کو مکان کا عادی نہیں بناتا — تاکہ آزمائش میں خالص بن جائے

ہوں

[1] پس چرا۔ جب دنیا کے سب کام اُس کی مرضی کے مطابق ہیں تو دعا اور خواہش بے معنی چیز ہے۔ قطائف۔ مچھنے ہوئے پھل۔ دُر دعا۔ یہ شخص دعا بھی جب ہی کرتا ہے جب اُس کو یہ معلوم ہو کہ مولا کی مرضی یہی ہے۔

[2] آں شفاعت۔ ایسے انسان کی دعا بھی اپنے اوپر رحم کے لئے نہیں ہوتی ہے محض خدا کی مرضی پر عمل کرنے کے لئے ہوتی ہے، وہ اپنے رحم سے اُسی وقت دستبردار ہو گیا تھا جبکہ اُس نے عشقِ خداوندی کا دم بھرا تھا۔ دقوقی ایسا انسان اپنے تمام اوصاف اور ذاتی خواہشیں عشق کی بھٹی میں پھونک چکتا ہے۔

[3] در مقامے۔ دقوقی اِس خیال سے کہ کسی مقام اور مسکن سے اُنکو محبت پیدا نہ ہو ہمیشہ سفر میں رہتے تھے۔ عزۃ المسکن انسان وطن میں عزیز ہوتا ہے سفر میں اجنبی ہونے کی وجہ سے مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ عزۃ۔ مشقت۔ تکلیف فی اللغات۔

www.pdfbooksfree.pk

روز اندر سیر و بد شب در نماز
دن کو سفر میں، رات کو نماز میں

چشم[1] اندر شاہ باز او، ہمچو باز
آنکھ شاہ (کے دیدار) میں کھلی ہوئی وہ باز کیطرح تھے

منقطع از خلق نے از بدخوئی
مخلوق سے جدا تھے، بدمزاجی کی وجہ سے نہیں

منفرد از مرد و زن نے از دوئی
مرد و زن سے اکیلے تھے، مغائرت کی وجہ سے نہیں

مشفقے بر خلق و نافع ہمچو آب
مخلوق پر مہربان اور پانی کی طرح نفع رساں تھے،

خود شفیعے بد دعایش مستجاب
وہ خود سفارشی اور اُن کی دعا مقبول تھی،

نیک و بد را مہربان و مستقر
بھلے اور بُرے کے لئے مہربان اور ٹھکانا تھے،

بہتر از مادر شہی تر از پدر
ماں سے زیادہ بہتر اور باپ سے زیادہ مرغوب تھے،

گفت[2] پیغمبر شما را اے مہاں
پیغمبر نے فرمایا اے سرداروں!

چوں پدر ہستم شفیق و مہرباں
میں (تمہارے لئے) باپ کی طرح مشفق اور مہربان

زاں سبب کہ جملہ اجزائے منید
کیونکہ تم سب میرے اجزا ہو

جزو را از کل چرا بر می کنید[3]
جزو کو کل سے کیوں جدا کرتے ہو

جزو از کل قطع شد بیکار شد
جزو کل سے کٹا، تو بیکار ہو گیا

عضو از تن قطع شد مردار شد
عضو بدن سے کٹا، تو مردہ ہو گیا

تا نہ پیوندد بہ کل بار دگر
جب تک وہ (عضو) دوبارہ کل سے نہ جڑے

مردہ باشد نبود ش از جاں خبر
مردہ رہتا ہے، اُس کو جان کا پتہ نہیں رہتا

ور بجنبد نیست آں را خود سند
اگر وہ حرکت کرتا ہے تو وہ (زندگی کی) دلیل نہیں ہے

عضو نو بریدہ ہم بجنبش کند
نیا کٹا ہوا عضو بھی حرکت کرتا ہے

جزو[4] ایں کل گر بُرد یکسو رود
اس کل کا جزو اگر کٹے، ایک طرف چلا جائے

ایں نہ آں کل ست کو ناقص شود
یہ وہ کل نہیں ہے جو ناقص ہو جائے

قطع و وصلِ او نیاید در مقال
اُس سے جدا ہونا اور جڑنا بیان نہیں کیا جا سکتا

چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال
مثال کے لئے ایک ناقص بات کہدی گئی ہے

مرعلی را بر مثالِ شیر خواند
حضرت، علیؓ کو شیر کی مانند کہا

شیر مثلِ او نباشد گرچہ راند
شیر اُن جیسا نہیں ہوتا ہے اگرچہ (یہ مثال) بھاری ہو گئی ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اسد اللہ کہا جاتا ہے یعنی اُن کو شیر کی مثل قرار دیا گیا ہے لیکن اُن میں اور شیر میں بہت فرق ہے۔ مثال اور مثل لانے میں بالکلیہ مشابہت نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح آنحضورؐ کے کل اور امتیوں کے اجزاء ہونے کی یہ مثال بھی ایسی ہی ہے۔

---

[1] چشم۔ اُن کے دیدِ نظر ذاتِ باری رہتی تھی اور وہ باز کی طرح معارف و اسرارِ الٰہی کا شکار کرتے تھے۔ منقطع۔ وہ صرف اللہ کے لئے خلوت کو پسند کرتے تھے ورنہ وہ نہ بدمزاج تھے نہ انہیں لوگوں سے مغائرت تھی۔ مشفقے۔ تمام انسانوں سے ان کا محبت اور شفقت کا معاملہ تھا۔ مستجاب۔ قبول شدہ۔ مستقر۔ ٹھکانا۔ خوشی۔ مرغوب۔

[2] گفت۔ چونکہ وہ پیغمبرؐ کے پیرو تھے اور پیغمبرؐ نے امت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میں تم پر باپ کی طرح مہربان ہوں۔ مجملہ اجزاء۔ چونکہ امت کی حیات اور بقا نبی سے وابستہ ہوتی ہے۔ مجزو۔ جزو، کل سے کٹ کر بیکار ہو جاتا ہے، عضو بدن سے کٹ کر مردار ہو جاتا ہے۔ ور بجنبد۔ اگر نبی سے کٹ کر کچھ آثارِ حیات بھی انمیں نظر آئیں تو اُسکو حیات نہ سمجھو اُس کی وہ حرکت مذبوحی ہیں جانور کا عضو کٹکر بھی کچھ دیر تک تڑپتا رہتا ہے۔

[3] جزو ایں کل۔ نبی سے جو کٹے گا وہ خود اپنا نقصان کرے گا نبی میں اُس کے جدا ہونے سے کوئی نقص پیدا ہو گا۔ قطع و وصل۔ نبی سے جڑنے اور کٹنے کی یہ ایک ناقص مثال ہم نے دی ہے ورنہ اس حقیقت کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ مرعلی۔

www.pdfbooksfree.pk

بازگشتن بقصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ

دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

از مثال و مثل و فرق آں براں
مثال اور مثل اور اُس کے فرق سے آگے بڑھ

جانب قصۂ دقوقیؒ اے جواں
اے جوان! دقوقیؒ کے قصہ کی جانب

آنکہ[1] در فتویٰ امامِ خلق بود
وہ (دقوقیؒ) جو فتوی میں مخلوق کے امام تھے

گوئے تقویٰ از فرشتہ می ربود
تقوے میں فرشتے سے بازی لے جاتے تھے

آنکہ اندر سیر مہ رامات کرد
وہ جنھوں نے چلنے میں چاند کو ہرا دیا

ہم ز دینداریِ اُو دیں رشک خورد
جن کی دینداری پر خود دین نے رشک کیا

با چنیں تقویٰ و اوراد و قیام
باوجود ایسے تقوے اور وظائف اور نماز کے

طالبِ خاصانِ حق بودے مدام
وہ ہمیشہ خاصانِ خدا کے طالب رہتے تھے

در سفر[2] مُعظم مُرادش آں بدے
سفر میں اُن کی بڑی مُراد یہ ہوتی

کہ دمے بر بندۂ خاصی زدے
کہ تھوڑی دیر کسی خاص بندہ سے ملیں

ایں ہمی گفتے چو می رفتے براہ
جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے

کُن قرینِ خاصگانم اے الٰہ
اے خدا! مجھے مخصوص (بندوں) کا ساتھی بنادے

یارب آنہا را کہ بشناسد دلم
اے خدا! جن کو میرا دل پہچان لیتا ہے

بندہ و بستہ میاں چوں محملم
(اُن کیلئے) میں غلام کمربستہ اور کجاوہ کی طرح ہوں

وانکہ نشناسم تو اے یزدانِ جاں
اور جن کو میں نہیں پہچانتا ہوں تو اے جان کے

بر من محجوب شاں کُن مہرباں
اُن کو مجھ ناواقف پر مہربان کردے

حضرتش گفتے کہ اے صدرِ مہیں
(دربارِ خداوندی) اُنسے کہتا اے صدرِ اعظم! مالک

ایں چہ عشق ست و چہ استسقا ایں
یہ کیسا عشق اور یہ کیسی پیاس ہے؟

مہرِ من[3] داری چہ می جوئی دگر
تم میری محبت رکھتے ہو دوسرے کی محبت کیوں؟ تلاش کرتے ہو

چوں خدا با تست چوئی جوئی بشر
جبکہ خدا تمہارے ساتھ ہے انسان کی قسموں تلاش کرتے ہو

اُو بگفتے یارب اے دانائے راز
وہ جواب دیتے اے خدا! اے راز کو جاننے والے!

تو کشودی در دلم راہِ نیاز
تونے میرے دل میں نیازمندی کا راستہ کھولدیا ہے

درمیانِ بحر اگر بنشستہ ام
اگرچہ میں سمندر میں بیٹھ ہوں

طمع در آبِ سبو ہم بستہ ام
گھڑیا کے پانی سے بھی میں نے لالچ وابستہ کیا ہے

---

[1] آنکہ۔ یعنی وہ علوم ظاہری میں بھی امام وقت تھے اور نیکی میں فرشتوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ سیر۔ یعنی سیرانی اللہ۔ ہم زر دینداری۔ یعنی انتہائی دیندار تھے۔ اوراد۔ یعنی وظائف۔ قیام۔ یعنی نوافل نماز۔ مدام۔ ہمیشہ

[2] در سفر۔ باوجود تمام بزرگیوں کے دقوقیؒ ہمیشہ بزرگوں کی جستجو اور ملاقات کے متمنی رہتے تھے۔ ہمی گفتے۔ یعنی یہ دعا کرتے تھے۔ یارب۔ یعنی جن بزرگوں کو میں جان لوں گا اُن کا تو خادم ہوں جو بزرگ ایسے ہیں کہ میری اور اُنکی جان پہچان نہیں ہے ملاقات کے وقت اُن کو بھی مجھ پر مہربان کردینا۔ استسقا۔ پیاس، پانی کی طلب۔

[3] مہرِ من۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری محبت کے ہوتے ہوئے اور کیا چاہتا ہے جبکہ تجھے حق کی معیت میسر ہے دوسرے کی معیت کی کیا ضرورت ہے۔ راہِ نیاز۔ یعنی جن بزرگوں سے ملنے کی تجھے تمنا ہے اُن بزرگوں کیلئے نیازمندی۔ بحر۔ یعنی ذاتِ باری جسکو۔ یعنی وہ بزرگ جن سے ملنے کی تمنا ہے

www.pdfbooksfree.pk

ہمچو داؤدؑ[1] دم نود نعجہ مراست — طمع در نعجہ حریفم ہم بجاست

(حضرت) داؤدؑ کی طرح میرے پاس نوے بھیڑیں ہیں — ساتھی کی بھیڑ کا لالچ بھی مناسب ہے

حرص اندر عشقِ تو فخرست و جاہ — حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ

تیرے عشق میں لالچ فخر اور مرتبہ ہے — تیرے غیر میں لالچ ذلت اور تباہی ہے

شہوت و حرصِ نراں پیشی بود — وآن حیزاں ننگ و بدکیشی بود

مردوں کی شہوت اور لالچ بڑھاؤ ہوتا ہے — ہیجڑوں کی خواہش ذلت اور بدفعلی ہوتی ہے

حرصِ مرداں از رہِ پیشی بود — در مخنث حرص سوئے پس رود

مردوں کی حرص آگے کے راستہ سے ہوتی ہے — ہیجڑے کی حرص پچھلی جانب ہوتی ہے

آں یکے حرص از کمالِ مردیست — وآں دگر حرص افتضاح و سردیست

وہ ایک حرص مردی کے کمال کی وجہ سے ہے — دوسری حرص، رسوائی اور سستی ہے

آہ[2] سرّے ہست اینجا بس نہاں — کہ سوئے خضرے شود موسیٰ دواں

آہ، یہاں ایک راز پوشیدہ ہے — کہ حضرت موسیٰؑ (حضرت خضرؑ کیطرف دوڑ کر جائے

ہمچو مستسقی کز آبش سیر نیست — بر سر آنچہ یافتی باللہ مایست

استسقاء کے بیمار کیطرح جسکو پانی سے سیرابی نہیں ہوتی — خدا کی قسم، جو تو نے حاصل کر لیا ہے اُسپر نہ ٹھہر

چوں گذشتی زاں دگر نوتر رسد — آں یکے بالاتر از وے در رسد

جب تو اُس سے آگے بڑھیگا دوسری نئی (چیز) آئیگی — اُس سے اونچی اور چیز ملے گی

بے نہایت حضرتست ایں بارگاہ — صدر[3] را بگذار صدرِ تست راہ

یہ بارگاہ لامحدود دربار ہے — صدر کو چھوڑ، تیرا صدر راستہ ہے

سرِّ طلب کردنِ موسیٰ خضر را علیہما السلام با کمال نبوت و قربت

قرب اور نبوت کے باوجود حضرت موسیٰؑ کا حضرت خضرؑ کو تلاش کرنے کا راز

از کلیمِ حق بیاموز اے کریم — ہیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیم

اے بھلے! کلیم اللہ سے سیکھ لے — آگاہ! کلیمؑ شوق میں کیا کہہ رہے ہیں!

باچنیں جاہ و چنیں پیغمبری — طالبِ خضرم ز خود بینی بری

ایسے رتبے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے — میں خضرؑ کا طالب ہوں خود بینی سے بری ہوں

موسیٰ تو قوم خود را ہشتہ — در پئے نیکوئے سرگشتہ

اے موسیٰؑ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے — ایک نیک خصلت کے پیچھے حیران ہو

[1] داؤدؑ: غلط طریقہ پر یہ روایت مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت داؤدؑ کی نوّے بیویاں تھیں پھر بھی اُن کو سپاہی کی بیوی سے محبت ہو گئی تھی جس کو انھوں نے مختلف طریقوں سے اپنی زوجیت میں لے لیا مولانا نے اسی مشہور غلط قصہ کی بنیاد پر یہ شعر فرما دیا ہے۔ حرص۔ یعنی تیرے مقبول بندوں سے عشق تیرے ہی عشق کی حرص کا اثر ہے۔ پیشی یعنی جو راہِ سلوک کے مرد ہیں اُنکی حرص مقامات میں ترقی کے لئے ہوتی ہے، نامردوں کی حرص بُرے افعال کی طرف ہوتی ہے۔ مرداں۔ راہِ سلوک کے مرد۔ مخنث۔ یعنی زنخا۔ افتضاح۔ رسوائی

[2] آہ۔ حضرت رومیؒ کی دوسرے اولیاء سے ملاقات کی تمنا ایسی ہی ہے جیسی کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے ملاقات کی تمنا کی اور اُنکی ملاقات کیلئے سرگرداں بنے۔ مستسقی۔ استسقاء کی بیماری کا مریض جس کو پانی سے کبھی سیرابی نہیں ہوتی ہے۔ مایست۔ سیرابی اللہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اُنہیں جو مقام بھی حاصل ہو اُس سے اونچے مقام کی طلب جاری رہنی چاہئے۔

[3] صدر۔ غلط فہمی سے اگر کسی مقام کو صدر سمجھ رہے ہو تو وہ صدر مقام نہیں ہے وہ تو راہ کی ایک منزل ہے۔ کلیم۔ بات کرنیوالا چونکہ حضرت موسیٰؑ

www.pdfbooksfree.pk

کیقبادی رستہ از خوف و رجا[1]
تم شاہ ہو، امید و بیم سے آزاد ہو

چند گردی چند جوئی تا کجا
کب تک گھومو گے کب تک مجبور کرو گے کہاں تک!

آنِ تو با تست و تو واقف بریں
تمہارا مطلوب تمہارے پاس ہے تم اس سے واقف ہو

آسمانا چند پیمائی زمیں
اے آسمان! کب تک زمین کی پیمائش کرو گے

گفت موسیٰ این ملامت کم کنید
(حضرت) موسیٰؑ نے فرمایا، یہ ملامت نہ کرو

آفتاب و ماہ را رہ کم زنید
سورج، اور چاند کا راستہ نہ روکو

میروم تا مجمع البحرین من
میں مجمع البحرین تک جاؤں گا

تا شوم مصحوب سلطانِ زمن
تاکہ شاہِ زمانہ کا ساتھی بنوں

اجعل الخضر لامری سببا
میں (حضرت) خضرؑ کو اپنے معاملہ کا ذریعہ بناؤں گا

ذاک او امضی و اسری حقبا
یہ ہو یا ایک عرصہ دراز تک چلتا اور پھرتا رہوں گا

سالہا پیرم بہ پر و بالہا
میں پر و بال کے ساتھ سالوں اڑتا رہوں گا

سالہا چہ بود ہزاراں سالہا
(چند) سال کیا ہوتے ہیں، ہزاروں سال

میروم[2] یعنی نمی ارزد بداں
میں چلتا رہوں گا یعنی (چلنا) اس (محبوب) کی برابر

عشقِ جاناں کم مدان از عشقِ نان
محبوب کے عشق کو روٹی کے عشق سے کم نہ سمجھ

این سخن پایاں ندارد اے عمو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

داستانِ آں دقوقیؒ باز گو
اُن دقوقیؒ کی بات پھر کہتا

بازگشتن بقصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ

دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

آں دقوقی رحمۃ اللہ علیہ
دقوقی رحمۃ اللہ علیہ نے

گفت سیاحت مدتی فی خافقیہ
فرمایا میں نے ایک مدت تک مشرق و مغرب کا

سال و مہ رفتم سفر از عشقِ ماہ
چاند کے عشق میں سالوں اور مہینوں میں نے سفر کیا

بیخبر از راہ و حیراں در اِلٰہ
راستہ سے بیخبر تھا اور اللہ (تعالیٰ) میں محو تھا

پا برہنہ رفتہ ام در خاک و سنگ
ننگے پاؤں چلا ہوں مٹی اور پتھروں میں

زانکہ من حیرانم و بیخویش و دنگ
کیونکہ میں محو، اور بے خود اور حیران تھا

تو مبیں[3] این پا بہا را بر زمیں
تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھ

زانکہ بر دل میرود عاشق یقیں
کیونکہ عاشق واقعۃً دل (کے بل) پر چلتا ہے

[1] خوف و رجا۔ حضرت موسیٰؑ کو قربِ الٰہی کا وہ رتبہ حاصل تھا جس میں اُمید و بیم کا درجہ ختم ہو جاتا ہے۔ آنِ تو۔ یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہے۔ آسمانا۔ یعنی اے موسیٰؑ تم مرتبہ کے اعتبار سے آسمان ہو۔ زمین پیمودن۔ پریشان ہونا۔ آفتاب و ماہ۔ یعنی میری اور خضرؑ کی ملاقات قرآن السعدین ہے۔ مجمع البحرین۔ قرآن کریم میں ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا۔ جب کہا موسیٰؑ نے اپنے جوان کو میں نہ پھروں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں دو دریا یا چلا جاؤں قرنوں۔ حقبا۔ زمانہ دراز۔

[2] میرم یعنی مجھ کو کی یہ مشقت اس مطلوب کے بالمقابل ہیچ ہے۔ عشقِ ناں۔ روٹی کمانے کے لئے آدمی مارا مارا پھرتا ہے۔ خافقین۔ مغرب و مشرق۔ تاہ۔ یعنی ذاتِ خداوندی۔ حیراں۔ یعنی مقامِ تحیر۔

[3] تو مبیں۔ عاشق کی سیر ایک درجہ میں جسمانی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ روحانی ہوتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ازرہ و منزل زکوتاہ و دراز — دل[1] چہ داند کوست مست دلنواز
راستہ، اور منزل، اور نزدیک اور دور کو — دل کیا جانے، کیونکہ وہ دلنواز کا مست ہے

ایں دراز و کوتہ اوصافِ تن ست — رفتنِ ارواح دیگر رفتن ست
لمبا اور مختصر جسم کے اوصاف ہیں — روحوں کا چلنا، دوسرا چلنا ہے

تو سفر کردی ز لُطفہ تا بعقل — نے بگامے بُود منزل نے بنقل
تو نے لُطفہ سے عقل تک سفر کیا — یہ منزل نہ قدم سے طے ہوئی نہ منتقل ہونے سے

سیرِ جاں ہیچوں بُود در دور و دیر — جسمِ[2] ما از جاں بیاموزید سیر
روح کی سیر مسافت اور زمانہ میں بے کیف ہوتی ہے — ہمارے جسم نے روح سے سیر سیکھی ہے

سیرِ جاں ہر کس نہ بیند جانِ من — لیک سیرِ جسم باشد بر علن
اے جانِ من! روح کی سیر ہر شخص نہیں دیکھتا ہے — ہاں جسم کی سیر علی الاعلان ہوتی ہے

سیرِ[3] جسمانہ رہا کرد او کنوں — میرود ہیچوں نہاں در شکلِ چوں
(جسم نے) جسمانی سیر چھوڑ دی، وہ اب — پوشیدہ طور پر کیف کی شکل میں بے کیف چلتا ہے

گفت روزے می شدم مشتاق وار — تا بہ بینم در بشر انوارِ یار
(نبی نے) فرمایا ایک روز میں مشتاقانہ روانہ ہوا — تاکہ کسی انسان میں یار کے انوار دیکھوں

تا بہ بینم قلزمے در قطرۂ — آفتابے درج اندر ذرّۂ
تاکہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں — سورج کو ذرّے میں داخل (دیکھوں)

نمودن مثالِ ہفت شمع سوئے ساحل
ساحل کی جانب سات شمع جیسی نظر آنا

چوں رسیدم سوئے یک ساحل بگام — بُود بے کہ گشتہ روز و وقتِ شام
جب میں پیدل ایک ساحل کی جانب پہنچا — دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا

بعد ازاں ناگہ چہ دیدم گو بمت — تا بدانی سرِّ آں افزو بمت
اِسکے بعد اچانک میں نے کیا دیکھا، میں تجھے بتاتا ہوں — تاکہ تو اُس کا رازِ جان لے، میں بڑھ کر بیان کرتا ہوں

ہفت شمع از دور دیدم ناگہاں — اندراں ساحل شتابیدم بداں
میں نے دُور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں — اُن کی وجہ سے میں اُس ساحل کیطرف لپکا

نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں — برشدہ خوش تا عنانِ آسماں
اُن میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ — آسمان کی فضا تک، بہت اونچا تھا

[1] دل چہ داند۔ دل کی سیر میں قریب و بعید کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ تو سفر جس طرح انسان کی سیر لُطفہ سے لے کر عقل آنے کے زمانے تک کی ہے اسی طرح روح کی سیر ہے کہ نہ اُس میں تمکن ہوتی ہے نہ دوری منزل کا تصور آتا ہے۔

[2] جسمِ ما۔ عاشقوں کی سیر دراصل روحانی ہے، جسمانی سیر محض اِس کے تابع ہے لہٰذا جسمانی سیر کے عوارض اُن پر طاری نہیں ہوتے ہیں۔ سیرِ جاں۔ روحانی سیر کو ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا جسمانی رفتار اور سیر کو سب دیکھ لیتے ہیں۔

[3] سیرِ جسمانہ۔ عاشق کی سیر اگرچہ بشکلِ جسمانی ہوتی ہے لیکن درحقیقت وہ روحانی سیر کرتا ہے جو کہ بے کیف ہوتی ہے۔ تا بہ بینم۔ تاکہ دریائے وحدت کو جسمِ انسانی میں مشاہدہ کروں اور آفتاب کو ذرّہ میں دیکھوں۔ گام۔ قدم۔ عنان۔ فضا۔

www.pdfbooksfree.pk

خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت
میں حیران رہ گیا، حیرانی بھی حیران ہوگئی

موجِ حیرت عقل را از سر گذشت
حیرت کی موج عقل کے اوپر سے گزر گئی

کایں[1] چگونہ شمعہا افروختہ است
کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟

کہ دو دیدہ خلق زینہا دوختہ است
کہ مخلوق کی دونوں آنکھیں اُن سے بند ہیں

خلق جویانِ چراغے گشتہ بود
مخلوق چراغ کی جستجو میں تھی

پیشِ آں شمعے کہ بر مہ می فزود
اُن شمعوں کے ہوتے ہوئے جو چاند سے بڑھی ہوئی تھیں

چشم بندی بُد عجب بر دیدہا
آنکھوں پر عجیب چشم بندی تھی

بندِ شاں میکرد یَھْدِیْ مَنْ یَّشَا
اُن کی بندش وہ کر رہا تھا جو جس کو چاہے ہدایت دے

شدنِ آں ہفت شمع بر مثالِ یک شمع

اُن سات شمعوں کا ایک شمع جیسا ہو جانا

باز میدیدم کہ شد آں ہفت یک
پھر میں نے دیکھا کہ وہ سات شمعیں ایک ہوگئیں

می شگافد نورِ اُو جیبِ[2] فلک
اُس کا نور آسمان کا گریبان پھاڑ رہا تھا

باز آں یک بارِ دیگر ہفت شد
پھر وہ ایک دوبارہ سات ہوگئی

مستی و حیرانی من زفت شد
میری مستی اور حیرانی سخت ہوگئی

اتصالاتے میانِ شمعہا
شمعوں میں وہ جوڑ تھا

کہ نیاید بر زبان و گفتِ ما
جو کہ زبان اور گفتگو میں نہیں آسکتا

آنکہ یک دیدن کند ادراک آں
ایک نظر جو کچھ محسوس کر لیتی ہے

سالہا نتواں نمودن از زباں
زبان سے اُس کو سالوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا

آنکہ یک دم[3] بیندش ادراک و ہوش
جس کو علم و ہوش ایک دم دیکھ لیتا ہے

سالہا نتواں شنیدن آں بگوش
اُس کو کانوں کے ذریعہ سالوں میں نہیں سنا جاسکتا

چونکہ یافت نمی دارد روا لیک
چونکہ یہ بات لامحدود ہے، جا پر ہے ہٹ

زانکہ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً مَّا عَلَیْكَ
اسلئے کہ میں تھوڑی سی تعریف کا بھی تیرے لئے احاطہ نہیں کرسکتا

پیشتر رفتم دواں کاں شمعہا
میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا، کہ وہ شمعیں

تا چہ چیزست از نشانِ کبریا
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے کیا چیز ہیں؟

می شدم بیہوش و بیخویش و خراب
میں بے ہوش اور بے خود اور خستہ ہوگیا

تا بیفتادم ز تعجیل و شتاب
یہانتک کہ میں عجلت اور جلدی میں گر پڑا

---

[1] کایں چگونہ۔ دراصل وہ سات شمعیں اُن سات اولیاء کا نور تھا جس کو صاحبِ باطن ہی دیکھ سکتا تھا عوام کو وہ نظر نہ آتا تھا۔ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ۔ یعنی ذاتِ خداوندی۔

[2] جیب۔ گریبان۔ اتصالاتے اُن شمعوں کے باہمی اتصال کی کیفیت ناقابلِ بیان ہے۔ آنکہ۔ یہ اُن کا باہمی اتصال محض دیدنی ہے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

[3] یک دم۔ علم و ہوش جس چیز کو تھوڑی دیر میں سمجھ جاتا ہے اُس کو سالوں میں بھی سننا ممکن نہیں ہے۔ لَا اُحْصِیْ۔ اُن بزرگوں کا یہ نور تجلیاتِ رب تھیں اُن کی تعریف ممکن نہیں ہے۔ تعجیل عجلت۔

www.pdfbooksfree.pk

ساعتے بیہوش و بے عقل اندریں
تھوڑی دیر بیہوش اور بے عقل اس حالت میں

اوفتادم بر سرِ خاکِ زمیں
میں زمین کی خاک پر پڑا رہا

بازؔ[1] با ہوش آمدم بر خاستم
پھر میں ہوش میں آیا، اٹھا

در روش گونی نہ سر نے پا ستم
رفتار میں گویا نہ میرے سر تھا نہ پاؤں

نمودنِ آں شمعہا در نظرِ آں شیخ ہفت مرد

اُن شیخ کی نظر میں اُن شمعوں کا سات مرد ظاہر ہونا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد
دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بنگئے

نورِ شاں می شد بسقف لاجورد
اُن کا نور نیلگوں چھت (آسمان) تک پہنچ رہا تھا

پیشِ آں انوار نورِ روز درد
اُن نوروں کے سامنے دن کا نور (بھی) ماند تھا

از صلابت نورہا را می سترد
شدت کی وجہ سے (اور) نوروں کا صفایا کر رہا تھا

بازؔ[2] حیراں گشتم اندر صنعِ ربّ
میں پھر خدا کی کاریگری میں حیران ہوگیا

کاں چنیں چوں شد چگونہ ست اے عجب
تعجب ہے کہ یہ کیسے ہوا، کیسے ہے؟

پیشتر رفتم کہ نیکو بنگرم
میں آگے گیا، تاکہ اچھی طرح دیکھوں

تا چہ حال ست اینکہ میگردد سرم
کہ یہ کیا حال ہے کہ میرا سر چکرا رہا ہے؟

بازشدنِ آں شمعہا ہفت درخت

اُن شمعوں کا پھر سات درخت بن جانا

بازؔ ہر یک مرد شد شکلِ درخت
پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہوگیا

چشم از سبزیِ ایشاں نیکبخت
اُن کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی

نا نہی برگ پیدا نیست شاخ
پتوں کی کثرت سے، شاخ نظر نہیں آتی

برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
میوے کی کثرت سے پتے بھی گم ہوگئے تھے

ہر درختے شاخ بر سدرہؔ[3] زدہ
ہر درخت نے شاخ سدرہ تک پہنچائی ہے

سدرہ چہ بود از خلا بیروں شدہ
سدرہ کیا ہوتا ہے خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے

بیخ ہر یک رفتہ در قعرِ زمیں
ہر ایک کی جڑ زمین کی گہرائی میں تھی

زیر تر از گاو و ماہی بد یقیں
جو یقیناً مچھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی

بیخ شاں از شاخِ خنداں رونقے تر
ان کی جڑ شاخ سے بھی زیادہ پُر رونق اور تر و تازہ تھی

عقل از اں اشکالِ شاں زیر و زبر
ان کی شکلوں سے عقل درہم برہم تھی

---

[1] بازؔ یعنی ہوش میں آکر میں ان شمعوں کی طرف بے تحاشا بھاگا۔ لاجورد نیلا یعنی آسمان۔ دُرد۔ گدلا۔ آز صلابت۔ وہ نور اس قدر تیز تھا کہ دوسرے نور اُس کے بالمقابل ہیچ تھے۔

[2] بازؔ حیراں۔ میں حیران تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کیا کاریگری ہے کہ وہ شمعیں انسانی صورت اختیار کر رہی ہیں چشم۔ یعنی اُن درختوں کی سبزی اس قدر دیدہ زیب تھی جو آنکھوں کے لئے ایک نعمت تھی۔ زاہی۔ پتے اس قدر گھنے تھے کہ شاخ نظر نہ آتی تھی پھل اس قدر زیادہ تھے کہ انہیں پتے چھپ گئے تھے۔

[3] سدرہ۔ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ایک بیری کے درخت جیسا درخت ہے جو حضرت جبرئیل کی پرواز اور مخلوق کے علم کی انتہا ہے۔ خلا۔ یعنی سدرۃ المنتہیٰ سے بالائی حصہ۔ گاو و ماہی۔ مولانا نے عوام کے عقیدہ کے مطابق یہ شعر فرمادیا ہے عوام میں یہ ایک غلط عقیدہ قائم ہوگیا ہے کہ زمین ایک گائے کے سینگ پر قائم ہے اور وہ گائے مچھلی کی پشت پر کھڑی ہے۔ بیخ شاں۔ جڑ میں تری و تازگی نہیں ہوتی لیکن اُن درختوں کی جڑ بھی پُر رونق اور تر و تازہ تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

میوہ[1] کہ بر شکافیدے ز زور — ہمچو آب از میوہ جستے برق نور
زور میں آکر جو پھل پھٹتا تھا — پانی کی طرح نور کے کوندے پھل سے لپکتے تھے

مخفی بودن آں درختاں از چشمِ خلق
اُن درختوں کا لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونا

ایں عجب تر کہ بر انساں می گذشت — صد ہزاراں خلق از صحرا و دشت
یہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا کہ انپر گذرتے — جنگل اور میدان سے لاکھوں انسان

زآرزوئے سایہ جاں می باختند — از گلیمے سائباں می ساختند
سایہ کی تمنا میں جان کی بازی لگاتے تھے — کمبلوں کے سائبان بناتے تھے

سایۂ آں را نمی دیدند ہیچ — صد تُفو بر دیدہائے پیچ پیچ
وہ اُن (درختوں) کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے — ایسی کج آنکھوں پر شوبار تُف ہے

ختم[2] کردہ قہرِ حق بر دیدہا — کہ نہ بیند ماہ را بیند سُہا
اللہ (تعالےٰ) کے قہر نے آنکھوں پر مُہر لگادی تھی — کہ چاند کو نہ دیکھیں، سُہا کو دیکھ لیں

ذرّہ را بیند و خورشیدے نے — لیک از لُطف و کرم نومیدے نے
ذرّہ کو دیکھ لیں، اور سورج کو نہ دیکھیں — لیکن لُطف اور کرم سے نا اُمید بھی نہیں

کاروانہا بے نوا دیں میوہا — پختہ می ریزد چہ سحرست اے خدا
قافلے مُفلس، اور یہ پھل — پکے گر رہے ہیں اے اللہ! یہ کیسا جادو ہے؟

سیب بوسیدہ ہمی چیدند خلق — در ہم افتادہ بہ یغما خشک و خلق
لوگ سڑے ہوئے سیب چُن رہے تھے — لوٹ مار میں، پیاسے باہم لڑ رہے تھے

گفت[3] ہر برگ و شکوفہ آں غصون — دمبدم یا لَیتَ قَومِی یَعلَمُون
اُن شاخوں کا ہر پتہ اور گل کہہ رہی تھی — ہر وقت، کاش میری قوم جان لیتی

بانگ می آمد ز سوئے ہر درخت — سوئے ما آئید خلقِ شوربخت
ہر درخت کی جانب سے آواز آرہی تھی — بدبخت لوگو! ہماری طرف آؤ

بانگ می آمد ز غیرت بر شجر — چشمِ شاں بستیم کلّا لَا وَزَر
درخت کو غیرت (خداوندی) کی جانب سے آواز آئی — ہم نے اُن کی آنکھیں بند کردی ہیں، ہرگز ٹھکانا نہیں ہے

گر کسے می گفت شاں را سُوروید — تا ازیں اشجار مُستَعِد شوید
اگر اُن سے کوئی کہتا تھا کہ اِس جانب جاؤ — تاکہ تم اُن درختوں سے نفع ہو

---

[1] میوہ۔ پھل خوب پککر پھٹنے لگتا ہے۔ ایسی عجب لاکھوں انسان وہاں سے گذر رہے تھے لیکن وہ اُن درختوں کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ زآرزو۔ یہ بھی نہیں تھا کہ اُن لوگوں کو سایہ کی ضرورت نہ ہو۔

[2] ختم کردہ۔ اُن لوگوں کے اُن درختوں کو نہ دیکھ سکنے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں کی نگاہوں پر مُہریں لگادی تھیں۔ سُہا۔ بنات النعش کا ایک چھوٹا سا ستارہ ہے یعنی وہ معمولی چیز کو دیکھ لیتے تھے لیکن اِس قدر منوّر چیز کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لیک۔ یعنی یہ لوگ اولیاء سے ملنے کی جدوجہد بھی نہیں کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے مُہریں زائل کرنے کی تدبیر بھی نہیں کرتے ہیں اور خواہ مخواہ امیدوار بھی ہیں۔ سیب پوسیدہ۔ یعنی علوم و اسرارِ خداوندی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور دنیاوی علوم کے حصول میں دست و گریبان ہیں۔

[3] گفت۔ اُس نور کا ہر حصہ اِس کی تمنا کرتا تھا کہ کاش قوم اُس کو پہچان لے اور اُس کے ذریعہ راہِ نجات پر حاصل پڑے۔ بانگ۔ اُس نور کی پکار پر غیرتِ خداوندی کی طرف سے آواز آئی کہ انکو دعوت نہ دے انکی آنکھوں پر مُہر لگادی گئی ہے اُن کیلئے اب کوئی چارہ نہیں ہے۔ دستِ سعادت۔ ماں کے

www.pdfbooksfree.pk

جملہ[1] میگفتند کایں مسکینِ مست — از قضا را اللہ دیوانہ شدست

سب کہتے تھے، کہ یہ بیچارہ مدہوش — اللہ کے حکم سے، دیوانہ ہو گیا ہے

مغزِ ایں مسکیں ز سودائے دراز — وز ریاضت گشتہ فاسد چوں پیاز

اِس بیچارے کا دماغ طویل وہم سے — اور مجاہدے سے، پیاز کی طرح سڑ گیا ہے

اُو عجب می ماند یا رب حالِ چیست — خلق را ایں پردۂ اضلال چیست

وہ تعجب میں رہ جاتا ہے خدا! یہ کیا حال ہے؟ — لوگوں (کی عقل) پر یہ پردہ اور گمراہی کیسی ہے؟

خلقِ گوناگوں باصدرائے و عقل — یک قدم آں سُو نمی آرند نقل

مختلف قسم کے لوگ سینکڑوں رائے اور عقل کے ہوتے — اِس جانب ایک قدم نہیں بڑھاتے ہیں

عاقلان و زیرکاں شاں ز اتفاق — گشتہ منکر زاں چنیں باغے وعاق

اُن میں سے سمجھدار اور ذہین بالاتفاق — ایسے باغ کے منکر اور نافرمان بن گئے

یا منم[2] دیوانہ و حیراں شدہ — دیو چیزے مر مرا بر سر زدہ

یا میں ہی دیوانہ اور پاگل ہو گیا ہوں — شیطان نے کچھ مجھ پر مسلط کر دیا ہے

چشم می مالم بہر لحظہ کہ من — خواب بینم یا خیال اندر زمن

میں ہر دم آنکھیں ملتا ہوں کہ میں — دنیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا خیال (محض) ہے

خواب[3] چہ بُود بر درختاں میروم — میوہاشاں می خورم چوں نگروم

خواب کیا ہوتا ہے، میں درختوں پر گھوم رہا ہوں — میں اُنکے پھل کھا رہا ہوں گردیدہ کیسے نہ ہوں؟

باز چوں من بنگرم در منکراں — کہ ہمی گیرند زیں بستاں کراں

پھر جب میں منکروں کو دیکھتا ہوں — کہ وہ اِس باغ سے کنارہ کر رہے ہیں

باکمالِ احتیاج و افتقار — زاں آرزوئے نیم غورہ جاں بپار

پوری احتیاج، اور ضرورت کے باوجود — اُدھ کچرے پھلوں کی آرزو میں جان کھوتے ہوئے

زاشتیاق و حرصِ یک برگ درخت — میزنند ایں بے نوایاں آہِ سخت

درخت کے ایک پتے کے شوق اور حرص میں — یہ بے سہارا سخت آہیں بھر رہے ہیں

در ہزیمت زیں درخت و زیں ثمار — ایں خلائق صد ہزار اندر ہزار

اِن درختوں اور پھلوں سے پیچھے ہٹتے ہوئے — یہ لوگ لاکھوں کھا

باز می گویم عجب من بیخودم — دست در شاخِ خیالی در زدم

پھر میں کہتا ہوں (کہ) میں عجیب بیہوش ہوں — ایک خیالی شاخ کو پکڑ رہا ہوں

[1] جملہ۔ دعوتِ الی اللہ کے جواب میں منکرین کیجانب سے داعی کو یہی جواب ملتا ہے۔ ریاضت چونکہ اس داعی نے مشقتیں برداشت کی ہیں اور مجاہدے کئے ہیں لہٰذا دماغ میں خشکی آگئی ہے۔ اُو عجب۔ داعی کو تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اِسقدر واضح علامتوں کے یہ لوگ دعوت کو کیوں نہیں قبول کرتے ہیں۔ عاقلاں۔ دنیا کے معاملات میں سب عقلمند ہیں لیکن اِس روحانی چمنستان کے بے عقلی سے منکر بن رہے ہیں۔

[2] یا منم۔ منکرین کے انکار سے داعی میں خود اپنے بارے میں وسوسے پیدا ہونے لگتے ہیں۔

[3] خواب چہ۔ وہ داعی پھر سوچتا ہے کہ خواب تو بالکل نہیں ہے کیونکہ میں نفس الامر میں اِن چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور اُن سے نفع اندوز ہو رہا ہوں۔ بازِ غرضیکہ داعی کے سامنے ایک طرف حقیقتیں ہوتی ہیں اور دوسری طرف منکرین کا بالاتفاق انکار، تو اُس کو شکوک و شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ زاشتیاق۔ یعنی یہ بھی نہیں کہ اُن چیزوں کی اُن کو طلب و احتیاج نہ ہو۔

www.pdfbooksfree.pk

هین[1] بخواں اِستَیْأَسَ الرُّسُلُ اے عمو — تا ظَنُّوا اَنَّهُم قَد کُذِبُوا
ہاں اے چچا! اِستَیْأَسَ الرُّسُلُ پڑھ — ظَنُّوا اَنَّهُم قَد کُذِبُوا تک

ایں قرأت خواں کہ تخفیف کذب — ایں بُوَد کہ خویش بیند محتجب
یہ قرأت پڑھ کیونکہ کذب کو تخفیف سے پڑھنا — یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو محجوب دیکھے

در گماں اُفتاد جانِ انبیار — ز اتفاقِ منکری اشقیا
انبیار کی جان، شک میں پڑ گئی — بدبخت منکروں کے باہم متفق ہو جانے سے

جاءَهُم بَعدَ التَّشَکُّکِ نَصرُنَا — ترکِ[2] شاں گو بر درختِ جاں برآ
شک میں پڑ جانے کے بعد اُنکے پاس ہماری مدد پہنچی — اُن کو چھوڑ، روح کے درخت پر آ

مینخور و میدہ بدال کش روزی ست — ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزی ست
کھا اور اُس کو دے جس کا مقدر ہے — ہر وقت اور ہر لحظہ عجائب کا سکھانا ہے

خلق[3] گویاں اے عجب ایں بانگ چیست — چونکہ صحرا از درخت و برتہی ست
لوگ کہتے تھے ہائے تعجب یہ آواز کیسی ہے؟ — جبکہ جنگل، درختوں اور پھلوں سے خالی ہے

کج گشتیم از دمِ سودائیاں — کہ بنزدیکِ شما باغ ست و خواں
ہم (ان) دیوانوں کی باتوں سے احمق بنگئے — کہ تمہارے نزدیک باغ اور خوان ہے

چشمِ می مالیم و اینجا باغ نیست — یا بیابانیست یا مشکل رہیست
ہم آنکھیں ملتے ہیں اور اس جگہ باغ نہیں ہے — یا تو جنگل ہے، یا دشوار گذار راستہ ہے

اے عجب چندیں دراز ایں ماجرا — چوں بُوَد بیہودہ و ہزل و خطا
تعجب ہے، اس قدر طویل قصہ — بیہودہ اور مذاق اور غلط کیسے ہو سکتا ہے؟

من ہمی گویم چو ایشاں اے عجب — اینچنیں مہرے چرا زد صُنعِ رَبّ
میں بھی اُن کی طرح کہتا ہوں تعجب ہے — اللہ (تعالےٰ) کی کاریگری نے ایسی مُہر کیوں لگائی ہے

قطع نظر کرلے اور خود اُن غیبی اسرار و معارف سے فائدہ اُٹھا اور اُن لوگوں کو فائدہ پہنچا جن کے مقدر میں فائدہ ہے۔ سحر آموزی۔ یعنی اولیاء اللہ سے ہر وقت عجائب و غرائب کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

۵۳ خلق گویاں۔ منکر کہتے ہیں کہ یہاں نہ باغ ہے نہ پھل یہ شخص کیوں اُن کی دعوت دے رہا ہے۔ کج گشتیم۔ اور وہ منکر یہ بھی کہتے ہیں کہ اِن دیوانے داعیوں نے ہمیں دیوانہ بنا دیا ہے۔ گے۔ یہ داعی یہ کہتے رہتے ہیں۔ چشم مالیم۔ منکر کہتے ہیں ہم اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ہمیں کچھ نظر نہیں آتا، صرف بیابان اور مشکل راستہ ضرور نظر آتا ہے۔ اے عجب۔ داعی کہتے ہیں کہ اس قدر طویل واقعات اور حقائق غلط اور وہم کیسے ہو سکتے ہیں اللہ نے اُن کے مُہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے یہ اندھے بہرے ہیں نہ کچھ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔

---

[1] ہین۔ مولانا نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ منکروں کے انکار سے خود داعی میں اپنے اور حقائق کے بارے میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اب اس مضمون کی تائید میں اِس آیت سے استدلال کرتے ہیں قرآن پاک میں ہے۔ حَتّٰی اِذَا اسْتَیْأَسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا۔ اِس آیت میں لفظ کذبوا میں دو قرأتیں ہیں ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت ہے وہ اِس لفظ کو کُذِّبُوْا دال کی تشدید کے ساتھ پڑھتی تھیں اِس قرأت پر ترجمہ یہ ہوگا۔ یہانتک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور اُن کو یقین ہو گیا کہ انکی قوم نے انکو جھٹلایا تو انکے پاس ہماری مدد آپہنچی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اِس لفظ کو کُذِبُوْا پڑھتے تھے اِس صورت میں ترجمہ ہوگا کہ اُن رسولوں کو یہ وسوسہ آنے لگا کہ اُن سے مدد کا وعدہ غلط کیا گیا تھا۔ مولانا اپنے سابق مضمون کی مطابقت میں اِس لفظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھ کر ترجمہ کرتے ہیں محجب۔ یعنی یہ بدگمانی اُس وقت ہونے لگتی ہے جب وہ داعی اپنے آپ کو اللہ کی مدد سے روکا گیا سمجھنے لگتا ہے۔

[2] ترکِ شاں۔ یعنی اِس داعی کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اُن منکروں سے

www.pdfbooksfree.pk

زیں[1] تنازعہا محمدؐ در عجب — در تعجب نیز ماندہ بولہب

اِنہی (قسم کے) اختلافات سے محمدؐ تعجب میں تھے — ابولہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا

زیں عجب تا آں عجب فرقیست ژرف — تا چہ خواہد کرد سلطانِ شگرف

اِس تعجب اور اُس تعجب میں گہرا فرق ہے — دیکھو عظیم شہنشاہ کیا کرے گا

اے دقوقی تیز تراں ہیں خموش — چند گوئی چند چوں قحط است گوش

اے دقوقی تیز چلا خبردار! چُپ ہو جا — جبکہ (سمجھنے والے) کان کا قحط ہے کتنا کہے گا

یک درخت شدن آں ہفت درخت در نظرِ او

اُن کی نگاہ میں اُن سات درختوں کا ایک درخت بن جانا

گفت[2] اندم پیشتر من نیکبخت — باز شد آں ہفت جملہ یک درخت

(دقوقیؒ نے) فرمایا میں سعادتمند آگے بڑھا — پھر وہ سب سات (درخت) ایک ہو گئے

ہفت[2] می شد فرد می شد ہر دمے — من چساں می گشتم از حیرت ہمے

وہ کبھی سات ہو جاتے، کبھی ایک — میرا بھی حیرت سے، عجب حال تھا

بعد ازاں دیدم درختاں در نماز — صف کشیدہ چوں جماعت کردہ ساز

اِسکے بعد میں نے درختوں کو نماز کی حالت میں دیکھا — صف بنائے ہوئے جماعت کیطرح ساز و سامان کئے

یک درخت از پیش مانند امام — دیگراں اندر پسِ او در قیام

امام کی طرح ایک درخت آگے — دوسرے اُس کے پیچھے قیام میں

آں[3] قیام و آں رکوع و آں سجود — از درختاں بس شگفتم می نمود

وہ قیام، وہ رکوع، وہ سجدہ — درختوں سے مجھے بہت عجیب معلوم ہوا

یاد کردم قولِ حق را آں زمان — گفت وَالنَّجْمُ وَشَجَرُ یَسْجُدَانِ

اُس وقت مجھے اللہ (تعالیٰ) کا قول یاد آیا — فرمایا ہے بیلیں اور درخت سجدہ کرتے ہیں

ایں درختاں را نہ زانو نے میاں — ایں چہ ترتیب نماز ست آنچناں

اِن درختوں کے نہ زانو ہے نہ کمر — اِس طرح نماز کی یہ کیا ترتیب ہے؟

آمد الہامِ خدا کاے بافروز — ایں عجب داری ز کارِ ما ہنوز

خدا کا اِلہام آیا، کہ اے پُرنور! — تجھے اب تک ہمارے کام پر تعجب ہے

ہفت مرد شدن آں ہفت درخت

اُن سات درختوں کا سات مرد بن جانا

[1] زیں تنازعہا۔ اِسی قسم کے جھگڑے آنحضورؐ کے ساتھ قریش نے کئے اِس طرف اُن کے انکار پر آنحضورؐ کو تعجب ہوتا تھا دوسری طرف آنحضورؐ کی دعوت پر ابولہب کے تعجب ہوتا تھا۔ ایں عجب۔ یعنی داعی کا قوم کے انکار پر تعجب اور منکرین کا داعی کی دعوت پر تعجب اِن دونوں میں انجام کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے

[2] ہفت۔ اِن سات درختوں کا کبھی ایک بننا کبھی سات بن جانا میرے لئے انتہائی حیرت کا سبب تھا۔ بعد ازاں۔ اِس کیفیت کے بعد اُن سات درختوں نے نماز کی صف بندی کی اور اُن میں سے ایک امام بن گیا۔

[3] آں قیام۔ درختوں کی نماز پر مجھے بڑا تعجب ہوا پھر مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ یعنی زمین وغیرہ پر پھیلنے والی بیلیں اور درخت اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔ نہ زانو نماز میں کھڑا ہوا جاتا ہے اور التحیات میں زانو کے بل بیٹھا جاتا ہے، اِن درختوں کے نہ کمر ہے کہ یہ کھڑے ہو سکیں نہ زانو ہے کہ اُس کے بل بیٹھ سکیں تو یہ کیسی نماز ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

بعد[1] دیرے گشتہ آنہا ہفت مرد
تھوڑی دیر کے بعد وہ (درخت) سات مرد بنگئے

جملہ در قعدہ پے یزدانِ فرد
اللہ احد کے لئے سب قعدہ میں تھے

چشم می مالم کہ آں ہفت ارسلاں
میں آنکھیں ملتا تھا کہ وہ سات شیر (مرد)

تا کیانند و چہ دارند از جہاں
کون ہیں اور دنیا سے کیا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟

چوں بہ نزدیکی رسیدم من زراہ
جب میں راستہ سے (اُن کے) قریب پہنچا

کردم ایشاں را سلام از انتباہ
ہوشس سے میں نے اُن کو سلام کیا

قوم گفتندم جواب آں سلام
قوم نے مجھ سے اُس سلام کے جواب میں کہا

اے دقوقی[2] مفخر و تاج کرام
اے دقوقی بزرگوں کے لئے باعثِ فخر اور تاج

گفتم آخر چوں مرا بشناختند
میں نے (دل میں) کہا وہ مجھے کیسے پہچان گئے؟

پیش ازیں بر من نظر نینداختند
اِس سے پہلے انھوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے

از ضمیرِ من بدانستند زود
وہ میرے دل کی بات فوراً سمجھ گئے

یک دگر را بنگریدند از فرود
نیچی نظروں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا

پاسخم دادند کاے جانِ عزیز
انھوں نے مجھے جواب دیا کہ اے پیارے!

چوں بپوشیدست اینہا بر تو نیز
یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟

بر دلے کو را تحیر با خداست
اُس دل پر جس کو خدا کے ساتھ تحیر ہے

کے شود پوشیدہ راز چپ و راست
دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟

گفتم[3] ار سوئے حقائق بشگفید
میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تم شگفتہ ہو

چوں ز حرف و اسم رسمی وا فتید
رسمی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟

ایں سخن چوں آمد از من در خطاب
جب گفتگو میں میری جانب سے یہ بات آئی

آں شہاں در حال گفتندم جواب
اُن شاہوں نے فوراً مجھے جواب دیا

گفت اگر اسمے شود غیب از ولی
کہا اگر ولی سے، کوئی نام غائب ہو

آں ز استغراق داں نز جاہلی
تو وہ اِستغراق کی وجہ سے سمجھ، نہ کہ لاعلمی سے

بعد ازاں گفتند ما را آرزو
اُس کے بعد اُنھوں نے کہا، ہماری تمنا

ہست بر تو اقتدا اے خوبرو
تیری اِقتدار کرنے کی ہے اے حسین!

گفتم آرے لیک یک ساعت کہ من
میں نے کہا ہاں لیکن تھوڑی دیر (بعد) کیونکہ میں

مشکلاتے دارم از دورِ زمن
زمانہ کے انقلاب کی وجہ سے کچھ مشکلات رکھتا ہوں

[1] بعد دیرے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ سات درخت پھر سات انسان بن گئے اور قعدہ میں ہیں یعنی التحیات بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ ارسلان۔ شیر۔ چہ دارند۔ یعنی اُن کا دنیا میں کس قدر اونچا مرتبہ ہے۔ انتباہ۔ آگاہی۔ مفخر۔ جائے فخر۔

[2] بشناختند۔ چونکہ انھوں نے نام لیا تھا۔ فرقد یعنی بچی نگاہوں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ بردے۔ جس قلب کو اللہ کے ساتھ مقامِ حیرت کا قرب حاصل ہوتا ہے اُس پر سب مخفی باتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔

[3] گفتم۔ میں نے اُن بزرگوں سے کہا کہ اولیاء کی حقیقتوں کی طرف توجہ ہوتی ہے اور وہ صرف اُن کا اِدراک کرتے ہیں رسمی نام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے نہ اُن کو اُس کا اِدراک ہوتا ہے تو آپ نے میرا نام دقوقی کیسے جان لیا۔ آں ز استغراق۔ چونکہ ولی معرفتِ حق میں مستغرق رہتا ہے اِس لئے رسمی ناموں کا ذہول ہو جاتا ہے یہ نہیں ہے کہ اُن کو باطنی توجہ کے ذریعہ نام معلوم کر لینے کی قدرت نہیں ہے۔ اِقتدار۔ نماز میں مقتدی بننا۔

www.pdfbooksfree.pk

تا شود[1] آں حل بہ صحبتہائے پاک
تاکہ پاک صحبتوں سے، وہ حل ہو جائیں

کہ بہ صحبت روید انگوریے ز خاک
کیونکہ صحبت سے مٹی سے انگور اگتا ہے

دانۂ پُر مغز با خاکِ دژم
پُر مغز دانہ نے، افسردہ مٹی کو

خلوتی و صحبتی کرد از کرم
کرم سے خلوتی اور ساتھی بنا لیا ہے

خویشتن در خاک کلی محو کرد
(دانہ نے) اپنے آپ کو بالکلیہ مٹی میں ملا دیا

تا نماندش رنگ و بُو و سُرخ و زرد
حتیٰ کہ اُس کا رنگ بُو اور سُرخ و زرد باقی نہ رہا

از پسِ آں محو قبضِ اُو نماند
اُس کے بعد اُس کا سمٹاؤ باقی نہ رہا

بر گشاد و بسط شد مرکب براند
کھل گیا اور پھیل گیا، سواری بڑھا دی

پیشِ اصلِ[2] خویش چوں بیخویش شد
جب وہ اپنی اصل کے سامنے بیخود ہو گیا

رفت صورت جلوۂ معنیش شد
صورت ختم ہو گئی اُسکے باطن کا جلوہ نمودار ہو گیا

سر چنیں کردند ہیں فرماں تراست
اُنھوں نے سر اس طرح کیا، ہاں جو تیرا حکم ہو

تف دل از سر چنیں کردن بخاست
اس طرح سر کرنے سے دل سے ایک شعلہ نکلا

ساعتے با آں گروہِ مجتبےٰ
تھوڑی دیر کے لئے اُس برگزیدہ گروہ کے ساتھ

چوں مُراقب گشتم و از خود جُدا
جب میں مراقب اور اپنے سے جُدا ہوا

ہمدراں ساعت ز ساعت رست جاں
اُسی وقت روح زمانہ سے آزاد ہو گئی

زانکہ ساعت پیر گرداند جواں
کیونکہ زمانہ جوان کو بوڑھا بنا دیتا ہے

جملہ[3] تلوینہا ز ساعت خاستست
سارے تغیرات زمانہ سے پیدا ہوئے ہیں

رست از تلوین کہ از ساعت برست
جسکو زمانہ سے نجات مل گئی وہ تغیر سے نجات پا گیا

ساعتے بیروں شو از ساعت دلا
اے دل تھوڑی دیر کیلئے زمانہ سے باہر ہو جا

تا ز چونی وارہی و از چرا
تاکہ تو چون و چرا سے نجات پائے

چوں ز ساعت ساعتے بیروں شوی
جب تو تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جائیگا

چوں نماند محرم بیچوں شوی
چوں ختم ہو جائیگی، تو بے چون کا محرم راز بن جائیگا

ساعت از بے ساعتی آگاہ نیست
زمانہ، بے زمانہ پن سے واقف نہیں ہے

زانکہ آں سُو جز تحیر راہ نیست
کیونکہ اُس جانب تحیر کے علاوہ (کسی کا) راستہ نہیں ہے

ہر نفر را ہر طویلہ خاصِ اُو
ہر شخص کو اُس کے خاص اصطبل پر

بستہ اند اندر جہانِ جستجو
تگ و دو کی دنیا میں باندھ دیا ہے

---

[1] تا شود۔ صحبت میں بڑی تاثیر ہے۔ بیج مٹی اور پانی کی صحبت اختیار کرتا ہے تو انگور بن کر اُبھرتا ہے۔ دژم۔ افسردہ، اندوہگیں۔ خویشتن۔ دانہ بالکلیہ مٹی میں مل گیا اپنا رنگ و بو سب ختم کر دیا۔ قبض۔ سمٹاؤ۔ بسط۔ پھیلاؤ۔

[2] پیشِ اصل۔ یعنی دانے نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا تو اُس کا ظاہر ختم ہو گیا اور اُس کے باطن نے جلوہ گری شروع کر دی۔ سر چنیں یعنی اُنھوں نے سر سے ایسا اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ ہم تمہارا کہنا مانیں گے۔ مجتبیٰ۔ منتخب۔ ہمدراں یعنی مراقبہ کرتے ہی میں دورِ زمانہ سے باہر نکل گیا۔

[3] جملہ۔ یعنی عالم کے سارے تغیرات دورِ زمانہ کی وجہ سے ہیں جو شخص دورِ زمانہ سے بالاتر ہو جائے اُس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ تا ز چونی۔ انسان اگر دورِ زمانہ سے بالاتر ہو جائے تو کم اور کیف سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ چوں نماند۔ جب انسان چون و چرا سے آزاد ہو جائے تو وہ خدائے بیچوں کا ہمراز بن جاتا ہے۔ ساعت۔ جو لوگ زمانہ میں مقید ہیں وہ لازمانی ذاتِ باری کیطرف راہ یاب نہیں ہو سکتے۔ ہر نفر۔ طلب و جستجو میں ہر سالک اور غیر سالک کی ایک حد مقرر ہے موکلانِ غیب مقرر ہیں کہ اُس کو اُسی مقام پر رکھیں جو یہ۔ اصطبل۔

یہاں مقام خاص مراد ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

مُنتصِب بر ہر طویلہ رائضے[1]
ہر اصطبل پر ایک چابک سوار، مقرر ہے

جُز بدستوری نیاید رائضے
اجازت کے بغیر کوئی نافرمان باہر نہیں آسکتا

از ہوس گر از طویلہ بگسلد
اگر ہوس کی وجہ سے اصطبل سے نکلے

در طویلہ دیگراں سر بر کند
(اور) دوسروں کے اصطبل میں گھسے

در زمان آخُرچیانِ چُست و خوش
فوراً چست، اور ہوشیار سائیس

گوشہ افسار او گیرند و کش
اُسکی پچھاڑی کا سرا پکڑتے ہیں اور کھینچ لیتے ہیں

حافظاں[2] اگر نہ بینی اے عیار
اے کمرے! اگر تو نگہبانوں کو نہیں دیکھتا ہے

اختیارت را بہ بیں بے اختیار
اپنے اختیار کو بے اختیار دیکھ لے

اختیارے می کُنی و دست و پا
تو (ایک چیز) اختیار کرتا ہے اور تیرے ہاتھ پاؤں

بر کشادستت چرا جلسی چرا
کُھلے ہوئے ہیں، تو رُکا ہوا کیوں ہے؟

رُوئے در انکارِ حافظ بُردہ
تُو نے محافظ کے انکار کا رُخ کر لیا ہے

نامِ تہدیدات[3] نقش کردہ
اُس کا نام تو نے نقش کی تہدیدات رکھ لیا ہے

پیش رفتن دقوقی رح بامامت آں قوم

دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کا اُس قوم کی امامت کے لئے آگے بڑھنا

ایں سخن پایاں نہ دارد تیز دو
اِن باتوں کا خاتمہ نہیں ہے تیز دوڑ

ہیں نماز آمد دقوقی پیش شو
خبردار! نماز (کا وقت) آگیا، آگے ہو جا

اے یگانہ ہیں دوگانہ بر گذار
اے یکتا! دو رکعتیں ادا کر

تا مزین گردد از تو روزگار
تاکہ زمانہ تیری وجہ سے بارونق بن جائے

اے امامِ چشم روشن در صلوٰۃ[4]
اے نماز میں روشن چشم والے، امام

چشم روشن می بباید پیشوات
تیرا امام روشن چشم ہونا چاہیئے

در شریعت ہست مکروہ اے کیا
اے بزرگ! شریعت میں مکروہ ہے

در امامت پیش کردن کور را
اندھے کو امامت میں آگے بڑھانا

گرچہ حافظ باشد و چُست و فقیہ
(وہ اندھا) اگرچہ حافظ اور ہوشیار اور فقیہ ہو

چشم روشن بہ وگر باشد سفیہ
روشن چشم والا بہتر ہے خواہ اَن پڑھ ہو

کور را پرہیز نبود از قذر
اندھے کا گندگی سے بچاؤ نہیں ہوتا ہے

چشم باشد اصل پرہیز و حذر
بچاؤ اور پرہیز کی بنیاد آنکھ ہوتی ہے

---

[1] رائض۔ گھوڑے کو سدھانے والا۔ رائض نافرمان، سرکش۔ آخُرچیاں۔ آخری، گھوڑے کا سائیس۔ افسار۔ پچھاڑی۔ حافظاں۔ اگر انسان اپنے اس نگہبان غیبی کو نہیں دیکھ سکتا تو اس کے وجود کو اس سے سمجھ لے کہ انسان ہر چند کوشش کرتا ہے اور ہر طرح سے کوشش کے لئے آزاد ہوتا ہے لیکن مقصد تک نہیں پہنچ پاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی غیبی بندش ہوتی ہے۔

[2] نامِ تہدیدات۔ یعنی تم اس سے انکار کرتے ہو کہ یہ رکاوٹ محافظ غیبی کی وجہ سے ہے اور یہ کہنے لگتے ہو کہ انسان کو رکاوٹ نفس کے ارادہ کی وجہ سے پیش آجاتی ہے

[3] اے امام۔ یعنی تم ایسے امام ہو جس کی باطنی چشم مکمل ہوئی ہے اور امامت کیلئے ایسا ہی شخص مناسب ہے جو روشن ضمیر ہو۔ در شریعت۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ چشم روشن۔ روشن ضمیر امام بہتر ہے خواہ اس کی ظاہری تعلیم نہ ہو۔ قذر۔ نجاست۔

www.pdfbooksfree.pk

اُو پلیدی را نہ بیند در عبور[1]
وہ گندگی میں گندگی کو نہیں دیکھ سکتا ہے

ہیچ مؤمن را مباد ایں چشم کور
خدا کرے کبھی مومن کی آنکھ اندھی نہ ہو

کورئ باطن بُود کانِ شرور
باطن کا اندھاپن برائیوں کی کان ہے

زانکہ اندر فعل و قولش نیست نور
کیونکہ اسکے فعل اور قول میں نور نہیں ہوتا ہے

کورِ ظاہر در نجاست ظاہرست
ظاہری اندھا، ظاہر نجاست میں ہے

کورِ باطن در نجاساتِ سرست
باطن کا اندھا، باطنی نجاستوں میں ہے

ایں نجاست ظاہر از آبے رَوَد
یہ ظاہری نجاست، پانی سے دور ہو جاتی ہے

واں نجاست باطن افزوں میشود
باطن کی نجاست بڑھتی رہتی ہے

جزو[2] آب چشم نتواں شستن آں
اسکو آنکھ کے پانی کے سوا نہیں دھویا جا سکتا

چوں نجاساتِ بواطن شد عیاں
جبکہ باطنوں کی نجاستیں واضح ہو جائیں

چوں نجس خواندہ است کافر را خدا
جبکہ خدا نے کافر کو نجس کہا ہے

ایں نجاست نیست بر ظاہر دُرا
یہ نجاست اس کے ظاہر پر نہیں ہے

ظاہرِ کافر ملوث نیست زیں
کافر کا ظاہر اس سے ملوث نہیں ہے

آں نجاست ہست در اخلاق و دیں
وہ نجاست اخلاق اور دین میں ہے

ایں نجاست بُویش آید بیست گام
اس نجاست کی بدبو بیس قدم سے آتی ہے

واں نجاست بُویش از رَے تا بشام
اس نجاست کی بدبو رَے سے شام تک ہے

بلکہ بُویش آسمانہا بر رَوَد
بلکہ اس کی بدبو آسمانوں تک جاتی ہے

بر دماغِ حور و رضواں بر شود
حور اور رضوان کے دماغ پر چھا جاتی ہے

آنچہ[3] میگویم بقدرِ فہم تست
میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کی بقدر ہے

مُردم اندر حسرتِ فہمِ درست
پوری سمجھ کی حسرت میں میں مرا

فہم آب ست و وجودِ تو سبو
تیری سمجھ پانی ہے اور تیرا وجود ٹھلیا ہے

چوں سبو بشکست ریزد آب زُو
جب ٹھلیا ٹوٹ جاتی ہے پانی اس سے بہہ جاتا ہے

ایں سبو را پنج سوراخست ژرف
اس ٹھلیا میں پانچ گہرے سوراخ ہیں

اندرونے آب ماند خود نہ برف
اس میں نہ پانی ٹھہرے، نہ برف

اَمرِ[4] غُضُّوا اَبصارَکُم
"اپنی نگاہوں کو پست رکھو" کا حکم

ہم شنیدی راست تا نہادی تو سَمَم
تو نے صحیح سنا، بھی سنا، تو نے کان نہ دھرا

---

[1] عبور۔ گذرنا، چلنا پھرنا۔ کورئ باطن۔ اگر انسان دل کا اندھا ہے تو وہ مجسم شر ہے۔ کورِ ظاہر۔ ظاہری اندھے پر تو ظاہری نجاست ہوتی ہے جس کا ازالہ آسان ہے لیکن باطن کے اندھے میں باطنی نجاست ہے جس کا ازالہ بڑا دشوار ہے۔

[2] جزو آب چشم۔ ظاہری نجاست پانی سے دھوئی جاتی ہے لیکن باطنی نجاست صرف آنسوؤں سے دھلتی ہے۔ کافر۔ خدا نے کافر کو نجس، باطنی نجاست کی وجہ سے قرار دیا ہے۔ ایں نجاست۔ ظاہری نجاست کی بدبو تھوڑی دور تک پھیلتی ہے لیکن باطنی نجاست کی بدبو بہت دور تک پھیلتی ہے۔ بلکہ۔ باطنی نجاست کی بو صرف دنیا ہی تک نہیں آسمانوں تک پھیلتی ہے۔ رضوان۔ داروغہ جنت۔

[3] آنچہ میگویم۔ قرآن پاک میں ہے قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی الخ۔ اے محمد صلعم کہدو اگر سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے روشنائی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائیگا لیکن میرے رب کی باتیں ختم نہ ہونگی۔ اسی طرح میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کی بقدر کہہ رہا ہوں تیرا ظرف جتنا ہے اتنا ہی تو سمجھ سکتا ہے۔ میں تو اپنی پوری سمجھ کی حسرت میں مرا۔

[4] امر غضوا۔ قرآن پاک میں ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم الخ۔ اے محمد صلعم مومنوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو ناجائز باتوں سے روکیں۔

www.pdfbooksfree.pk

ازدہانت[1] نطق فہمت را برد — گوش چوں یگ آب فہمت را خورد

تیرے منہ کی گفتگو تیری سمجھ کو برباد کر دیتی ہے — کان ریت کی طرح تیری سمجھ کے پانی کو پی جاتا ہے

ہمچنیں سوراخہائے دیگرت — می کشاند آب فہم مضمرت

اسی طرح تیرے دوسرے سوراخ — تیری چھپی ہوئی سمجھ کے پانی کو کھولدیتے ہیں

گر ز دریا آب را بیروں کنی — بے عوض آں بحر را ھامون کنی

اگر تو دریا سے پانی باہر نکالے — بغیر بدلے کے اس دریا کو جنگل بنا دے

بیگہ است ارنے بگویم حال را — مدخلِ اعواض را و ابدال را

بے موقع ہے، ورنہ میں تجھے حال بتاتا — عوضوں اور بدلوں کے داخل ہونے کا

کاں[2] عوضہا واں بدلہا بحر را — از کجا آید ز بعدِ خرجہا

وہ عوض، اور وہ بدلے، دریا میں — خرچ کے بعد کہاں سے آتے ہیں؟

صد ہزاراں جانور زو می خورند — ابرہا ہم از برونش می برند

اِس میں سے لاکھوں جانور پیتے ہیں — ابر بھی (پانی) اس میں سے باہر لے جاتے ہیں

باز دریا آں عوضہا می کشد — از کجا دانند اصحابِ رشد

پھر دریا اُن بدلوں کو حاصل کر لیتا ہے — کہاں سے؟ ہدایت یافتہ جانتے ہیں

قصہا آغاز کردیم از شتاب — ماند بے مخلص درونِ ایں کتاب

جلدی میں ہم نے بہت سے قصے شروع کر دیئے — اس کتاب (مثنوی) کا باطن بے مقصد رہ گیا

اے[3] ضیاء الحق حسام الدین راد — کہ فلک و ارکان چو تو شاہے نزاد

اے عقلمند، ضیاء الحق، حسام الدین! — کہ آسمان اور عناصر نے تجھ جیسا شاہ نہ جنا

تو بنا در آمدی در جان و دل — اے دل و جان از قدومِ تو خجل

تم دل و جان میں ندرت سے آئے — تمہاری تشریف آوری سے دل و جان شرمندہ ہیں

چند کردم مدحِ قومِ مامضے — قصدِ من زانہا تو بودی اقتضا

میں نے گذشتہ قوم کی بہت تعریفیں کیں — تقاضائے طبع سے تم ہی اُنے میرا مقصود تھے

خانۂ خود را شناسد خود دعا — تو بنامِ ہر کہ خواہی کن ثنا

دعا اپنے مقام کو خود پہچان لیتی ہے — تو چاہے جس کا نام لے کر تعریف کر

بہرِ کتمانِ مدیح از نا محل — حق نہاد ست ایں حکایات و مثل

تعریف کو نا اہل سے چھپانے کے لئے — اللہ (تعالےٰ) نے یہ حکایتیں اور مثالیں بنادی ہیں

---

[1] ازدہانت۔ یعنی بیہودہ گفتگو سے بھی فہم برباد ہوتی ہے۔ گوش۔ کان سے غلط باتیں سنیگا تو فہم برباد ہوگی۔ گر ز دریا۔ اولیاء کے حواس خمسہ کے ذریعہ بھی فہم حق کا گھٹاؤ ہوتا ہے لیکن وہ اس کا عوض اور بدل حاصل کر لیتے ہیں۔ بیگہ۔ وقت نہیں ہے ورنہ میں سمجھاتا کہ اولیاء کو یہ عوض اور بدل کہاں سے حاصل ہوتا رہتا ہے۔

[2] کاں عوضہا۔ بڑے دریاؤں کا پانی خرچ ہوتا رہتا ہے ابر ہا۔ بادل دریاؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں سمندر کا پانی بخارات میں تبدیل ہو کر ابر بنتا ہے۔ قصہا۔ میں نے اس کتاب میں قصے بیان کرنا شروع کر دیئے

[3] اے ضیاء الحق۔ اس مصرع کا تعلق بارھویں شعر کے آخری مصرع بر نویس سے ہے درمیان میں ضیاء الحق کی تعریف ہے۔ راد۔ عقلمند، بزرگ۔ نادر۔ یعنی ضیاء الحق کی شخصیت نادرِ زمانہ ہے۔ عجل۔ چونکہ میرا دل تیرے شایانِ شان نہیں ہو اقتضاء۔ یعنی میری طبیعت کا تقاضہ یہی ہے کہ تیرا ذکر در حدیثِ دیگراں کرتا رہوں۔ بہرِ کتمان۔ اصل شخص کو مخفی رکھنے کیلئے اس کو کسی مثال ذریعہ ذکر کیا جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گرچہ[1] آں مدح از تو ہم آمد خجل
اگرچہ وہ تعریف بھی تم سے شرمندہ ہے

لیک بپذیرد خدا جہد المقل
لیکن اللہ (تعالیٰ) نادار کی کوشش قبول فرمالیتا ہے

حق بپذیرد کسرہ دارد معاف
اللہ (تعالیٰ) ٹکڑا قبول کرلیتا ہے (زیادہ سے) معاف کرتا ہے

کز دو دیدہ کور دو قطرہ کفاف
دو اندھی آنکھوں سے دو قطرے کافی ہیں

مرغ و ماہی داند آں ابہام را
اس اجمال کو پرند اور مچھلی سمجھتے ہیں

کہ ستودم مجمل ایں خوش نام را
کہ میں نے مجملاً اس پیارے نام کی تعریف کی ہے

تا برو آہِ حسوداں کم وزد
تاکہ حاسدوں کی آہ اُن پر نہ نکلے

تا خیالش را بدنداں کم گزد
تاکہ اُن کے خیال کو دانتوں سے نہ کاٹیں

خود[2] خیالش را کجا یابد حسود
اُن کے خیال کو حاسد کب پائے گا؟

در وثاقِ موش طوطی کے غنود
چوہے کے بل میں طوطی کب سوئی ہے؟

آں خیالِ او بود از اختیال
وہ اُس کا بناوٹی خیال ہے

موئے ابروے ویست آں نے ہلال
وہ اُس کی ابرو کا بال ہے، نہ کہ چاند

مدح تو گویم بروں از پنج و ہفت
میں تمہاری تعریف پانچ اور سات سے زیادہ کرتا ہوں

بر نویس اکنوں دقوقی پیش رفت
اب لکھو (کہ) دقوقی آگے ہو گئے

پیش رفتن دقوقی بامامت آں قوم غیبی
اُس غیبی قوم کی امامت کے لئے دقوقی کا آگے بڑھنا

در تحیات[3] و سلامِ صالحین
التحیات اور نیکوں پر سلام میں

مدح جملہ انبیا آمد عجین
سب نبیوں کی تعریف گندھی ہوئی ہے

مدحہا شد جملگی آمیختہ
سب کی ملی جلی تعریف ہو گئی

کوزہا در یک لگن در ریختہ
پیالوں کو ایک طشت میں ڈال دیا

زانکہ خود ممدوح جز یک بیش نیست
اس لئے کہ خود ممدوح ایک کے علاوہ نہیں ہے

کیشہا زیں روے جز یک کیش نیست
اس اعتبار سے مذاہب بھی ایک کے علاوہ نہیں

دانکہ ہر مدحے بنورِ حق رود
سمجھ لے کہ ہر تعریف اللہ (تعالیٰ) کے نور کی طرف جاتی ہے

بر صور و اشخاص عاریت بود
صورتوں اور شخصوں کے لئے عارضی ہوتی ہے

صور و اشخاص اور صورتیں چونکہ اسی نورِ حق سے کسبِ فیض کرلیتی ہیں لہٰذا وہ قابلِ مدح ہوجاتی ہیں۔

---

[1] گرچہ۔ میری تعریفیں تیرے مرتبے سے کم ہیں کسرہ۔ روٹی کا ٹکڑا، ایک گدا سے اللہ تعالیٰ روٹی کا ایک ٹکڑا بھی قبول فرمالیتا ہے اور زیادہ مقدار کے صدقہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ کز دو دیدہ۔ اللہ کے یہاں آنکھوں کے دو آنسوؤں کی وہ قدر ہے جو بڑے سے بڑے مال کی قدر نہیں ہے۔ ابہام۔ یعنی میں نے جو تعریفیں کی ہیں اُن سے مقصود... ضیاء الحق ہیں۔ تا برو۔ ضیاء الحق کا نام صراحۃً اس لئے نہیں لیا تاکہ حاسد اُن پر حسد نہ کریں۔

[2] خود خیالش۔ ضیاء الحق کا تصور حاسدوں کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اُنکے تصور اور حاسدوں کے دماغوں کی مثال طوطی اور چوہے کے بل کی ہے۔ اختیال۔ اُن حاسدوں کے ذہن میں... ضیاء الحق کا حقیقی تصور نہیں ہے بلکہ بناوٹی ہے جیسا کہ بعض چاند دیکھنے والوں کو اپنی ابرو کا بال چاند کی صورت میں نظر آجاتا ہے۔ پنج۔ یعنی پانچوں حواس۔ ہفت۔ یعنی ساتوں آسمان۔

[3] در تحیات۔ التحیات میں جب کوئی السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہتا ہے تو اس میں مجملاً سب انبیاء اور نیک بندوں پر سلامتی کی دعا ہو جاتی ہے۔ ممدوح۔ حقیقی تعریف صرف خدا کی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

مدحہا جز مستحق را کے کنند
(لوگ) مستحق کے علاوہ کسی کی کب تعریف کرتے؟

لیک بر پنداشت گمرہ[1] می شوند
لیکن (فاسد) گمان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں

ہمچو نورِ تافتہ بر حائطے
جس طرح کہ نور دیوار پر پڑتا ہے

حائط آں انوار را چوں رابطے
(اور) دیوار اُن نوروں کے لئے واسطہ ہے

لاجرم چوں نور سوئے اصل راند
لامحالہ جب نور اصل کی طرف پلٹ جائے

ضال مہ گم کردہ را استائش بماند
گمراہ نے چاند کو گم کر دیا اور تعریف سے رُک گیا

یا زچاہے عکسِ ماہے وا نمود
یا کسی کنویں میں چاند کا عکس نمودار ہوا

سر بہ چہ می کرد و آں را می ستود
کنویں میں سر جھکایا اور اُس کی تعریف کر رہا ہے

در حقیقت مادحِ ماہست او
حقیقتاً وہ چاند کی تعریف کرنے والا ہے

گرچہ جہل او بعکسش کرد رُو
اگرچہ اُسنے نادانی سے عکس کی طرف مُنہ کر رکھا ہے

مدحِ او مہ راست لیکے آں عکس را
اُسکی تعریف چاند کیلئے ہے نہ کہ عکس کے لئے

کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا
جب معاملہ غلط ہو گیا، کفر ہو گیا

کز شقاوت[2] گشت گمراہ آں دلیر
کیونکہ وہ جری بدبختی سے گمراہ ہو گیا ہے

مہ ببالا بود او پنداشت زیر
چاند اوپر تھا، وہ نیچے سمجھا

زیں بتاں خلقاں پریشاں میشوند
اِن بتوں کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں

شہوتے راندہ پشیماں میشوند
شہوت پوری کر کے شرمندہ ہوتے ہیں

زانکہ شہوت با خیالے راندہ است
کیونکہ شہوت رانی ایک خیال سے کی ہے

در حقیقت دُور تر واماندہ است
(حقیقت (اصل سے) بہت دُور جا پڑتے ہیں

با خیالے[3] میل تو چوں پر بود
خیال کی جانب تیرا جُھکاؤ پر کی طرح ہوتا ہے

تا بداں پر بر حقیقت بر شود
تاکہ تو اُس پر کے ذریعہ حقیقت تک پہنچے

چوں براندی شہوتے پرت بر بخت
جب تو نے شہوت رانی کی تو تیرا پر جھڑ گیا

لنگ گشتی واں خیال از تو گریخت
تو لنگڑا ہو گیا اور وہ خیال تجھ سے بھاگ گیا

پر نگہدار و چنیں شہوت مراں
پر کی حفاظت کر اور ایسی شہوت رانی نہ کر

تا پرِ میلت بر دسوئے جناں
تاکہ میلان کا پر تجھے جنتوں کی طرف لیجائے

خلق پندارند عشرت می کنند
لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ عیش کر رہے ہیں

بر خیالے پرِ خود بر می کنند
ایک خیال پر اپنے پر اُکھاڑ رہے ہیں

---

[1] گمراہ۔ اگر کوئی اُن صورتوں اور اشخاص کو اصل سمجھ بیٹھے تو گمراہ ہے۔ جیسے نور دیوار پر جو چاندنی ہے وہ اُسکی اپنی نہیں ہے بلکہ وہ چاند کی ہے۔ اب اگر کوئی دیوار پر چاندنی نہ ہونے سے چاند کی تعریف چھوڑ بیٹھے تو اُس کی گمراہی ہے۔ یا زچاہے پانی میں جو عکس ہے اُسکی تعریف چاند کی تعریف ہے مگر چہ۔ اگر کوئی بالکلیہ اصل تعریف اُس عکس کی کرے تو اُس کی گمراہی ہے۔

[2] کز شقاوت۔ تمام خوبیوں کا منبع تو ذاتِ خداوندی ہے اگر کوئی مخلوق کو اصل سمجھ بیٹھے تو یہ اُسکی بدبختی ہے۔ زیں بتاں یعنی مجازی معشوقوں کے عشق کا نتیجہ محض شہوت پرستی ہے۔

[3] با خیالے۔ خیالی عشق سے اگر عشق بھی ہو تو حقیقت تک پہنچنے کیلئے ہو جیسا کہا گیا ہے اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ... اَلْحَقِیْقَۃ عشقِ مجازی حقیقی عشق کا پُل ہے۔ پر۔ یہ جذبۂ عشق ایک پر ہے اُس کو حقیقت تک پرواز کا ذریعہ بنانا چاہیئے خلق۔ لوگ عشقِ مجازی میں شہوت رانی کر کے اپنے اس پر کو جو حقیقت تک پرواز کا سبب بن سکتا تھا برباد کر دیتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

وام[1] دارِ شرحِ ایں نکتہ شدم
میں اس نکتہ کی تشریح کا قرضدار ہو گیا ہوں

مہلتم دہ مُعسِرم زاں تن زدم
میں مفلس ہوں مجھے مہلت دے الٰہی کہ میں خاموش ہو گیا ہوں

باز گشتم زانکہ شد قصہ دراز
میں لوٹتا ہوں، کیونکہ قصہ دراز ہو گیا

وقت تنگ و قوم موقوف نماز
وقت تنگ ہے اور لوگ نماز میں کھڑے ہیں

اقتدا کردنِ آں قوم از پسِ دقوقیؒ

اُس قوم کا دقوقیؒ کے پیچھے اقتدا کرنا

پیشِ دَر شد آں دقوقیؒ در نماز
نماز میں دقوقیؒ آگے ہو گئے

قوم ہمچوں اطلس آمد اُو طراز
قوم اطلس کی طرح تھی، وہ نقش و نگار جیسے

اقتدا کردند آں شاہاں قطار
اُن شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی

در پئے آں مُقتدائے نامدار
اُس نامدار، مقتدا کے پیچھے

چونکہ با تکبیرہا مقروں شدند
جیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے

ہمچو[2] قرباں از جہاں بیروں شدند
قربانی کی طرح دنیا سے باہر نکل گئے

معنیِ تکبیر اینست اے امیم
اے امام! تکبیر کے معنی یہ ہیں

کاے خدا پیشِ تو ما قرباں شدیم
کہ اے خدا! ہم تیرے سامنے قربان ہو گئے

وقتِ ذبح اللہ اکبر میکنی
ذبح کے وقت، تو اللہ اکبر پڑھتا ہے

ہمچنیں در ذبحِ نفسِ کشتنی
اسی طرح گردن زدنی نفس کے ذبح میں

گوئی اللہ اکبر و آں شوم را
تو اللہ اکبر پڑھ، اور اُس بدبخت کا

سر ببر تا وارہد جاں از فنا
سر کاٹ دے تاکہ روح ہلاکت سے نجات پا جائے

تن[3] چوں اسماعیلؑ و جاں ہمچوں خلیلؑ
جسم اسمٰعیلؑ کی طرح اور روح خلیل اللہ کی طرح ہو

کرد جاں تکبیر بر جسمِ نبیل
روح نے شاندار جسم پر تکبیر پڑھ دی

گشت کُشتہ تن ز شہوتہا و آز
جسم شہوتوں، اور حرص سے مُردہ ہو گیا

شد بہ بسم اللہ بسمل در نماز
بسم اللہ کے ذریعہ نماز میں بسمل ہو گیا

چوں قیامت پیشِ حق صفہا زدہ
قیامت (کے دن) کیطرح اللہ (تعالیٰ) کے سامنے صفیں

در حساب و در مُناجات آمدہ
حساب اور سوال و جواب میں لگے ہیں

ایستادہ پیشِ یزداں اشک ریز
اللہ (تعالیٰ) کے سامنے کھڑے ہوئے آنسو گرا رہے ہیں

بر مثالِ راست خیزِ رستخیز
قیامت میں سیدھے کھڑے ہونے والوں کی طرح

[1] وام۔ اِس نکتہ کی تفصیل پھر کسی وقت بتا دی جائیگی۔ مُعسِرم۔ تنگ دست، مقروض کو مہلت دی جاتی ہے۔

قوم۔ یعنی وہ غیبی قوم جو بمنزلہ ریشمین کپڑے کے تھی اور دقوقی اُس کے نقش و نگار کی طرح تھے۔ چونکہ جیسے ہی اُن بزرگوں نے تکبیر تحریمہ پڑھی دنیا و مافیہا سے غافل ہو گئے۔

[2] ہمچو قرباں۔ قربانی کے جانور پر جب تکبیر کہہ کر چھری چلا دی جاتی ہے تو وہ اِس دنیا سے منقطع ہو جاتا ہے۔ معنیِ تکبیر۔ تکبیر تحریمہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ نمازی دربارِ خداوندی میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرتا ہے۔ گویا۔ لہٰذا جب تم تکبیر کہو تو فوراً نفسِ امارہ کو ذبح کر ڈالو۔

[3] تن چوں اسماعیل۔ تکبیر تحریمہ کے وقت روح کو بمنزلہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بناؤ اور جسم کو بمنزلہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے بناؤ۔ گشت کشتہ۔ اللہ اکبر کے ذریعہ جسم شہوت اور حرص کے اعتبار سے مُردہ ہو جانا چاہیئے اور بسم اللہ کے ذریعہ جسم بسمل سر بُریدہ ہو جانا چاہیئے۔ چوں قیامت۔ نماز کی جماعت اس حالت کو ایسا سمجھو جیسا کہ قیامت میں حضرتِ حق کے دربار میں صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے اور حساب کتاب اور سوال و جواب میں لگے ہیں

www.pdfbooksfree.pk

حق[۱] همی گوید چه آوردی مرا
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے؟

اندریں مہلت که دادم مر ترا
اِس وقفہ میں جو میں نے تجھے دیا

عُمرِ خود را در چه پایاں بُردهٔ
اپنی عمر کس چیز میں ختم کی ہے؟

قوت و قوّت در چه فانی کردهٔ
روزی اور طاقت کس چیز میں ختم کی ہے؟

گوهر دیده کجا فرسودهٔ
آنکھ کے گوہر کو کہاں گھسا ہے؟

پنج حِسّ را در کجا پالودهٔ
پانچوں حواس کا کس جگہ صفایا کیا ہے؟

چشم و گوش و هوش گوهر گاه عرش
آنکھیں اور کان اور حواس عرش کے جواہر ہیں

خرج کردی چه خریدی تو ز فرش
تو نے (انکو) خرچ کیا، زمین سے کیا خریدا؟

دست و پا دادمت چون بیل و کلند
میں نے تجھے ہاتھ اور پاؤں پھاوڑے اور کلہاڑے

من به بخشیدم ز خود آں کے شدند
وہ میں نے دیئے خود بخود کہاں ہوئے؟

همچنیں پیغامهائے درد گیں[۲] دهد
اسی طرح کے درد ناک پیغام

صد هزاراں آید از حضرت چنیں
دربار سے لاکھوں آتے ہیں

در قیام[۲] این گفتها دارد رجوع
قیام (کی حالت) میں یہ باتیں آتی ہیں

وز خجالت شُد دوتا اندر رکوع
شرمندگی سے رکوع میں دوہرا ہو جاتا ہے

ایستادن را نمانده قوتے
کھڑے رہنے کی قوت نہیں رہتی

در رکوع آمد ز شرم اُو ساعتے
وہ تھوڑی دیر کے لئے رکوع میں ہو جاتا ہے

قوّتِ استادن از خجلت بماند
شرمندگی کی وجہ سے کھڑے رہنے کی طاقت نہیں رہی

در رکوع از شرم تسبیحے بخواند
شرم سے رکوع میں تسبیح پڑھنے لگا

باز فرماں[۳] در رسد بردار سر
پھر حکم ہوتا ہے، سر اُٹھا

از رکوع و پاسخ حق بر شمر
رکوع سے، اور اللہ (تعالیٰ) کا جواب شمار کر

سر برآرد از رکوع او شرمسار
وہ شرمندگی کی حالت میں رکوع سے سر اُٹھاتا ہے

باز اندر رُو فتد آں خامکار
پھر وہ ناقص العمل منہ کے بل گر پڑتا ہے

باز فرماں آیدش بردار سر
پھر اُس کو حکم ہوتا ہے، سر اُٹھا

از سجود و وادِه از کرده خبر
سجدے سے اور (اپنے) عمل کی بات بتا

سر برآرد او دگر ره شرمسار
وہ شرمندہ، دوبارہ سر اُٹھاتا ہے

اندر افتد باز در رُو همچو مار
پھر سانپ کی طرح منہ کے بل گر پڑتا ہے

---

[۱] حق تعالیٰ گوید۔ اب نماز میں جب تم قیام میں ہو تو گویا اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرتا ہے کہ تم کو جو زندگی کی مہلت دی ہے اُس میں تم نے میرا کیا کام کیا ہے۔ قوت قوّت۔ میں نے تجھے روزی اور طاقت دی وہ کس کام میں صرف ہوئی ہے۔ چشم و گوش۔ حواسِ خمسہ دیئے ہاتھ پاؤں میں نے ہی دیئے اُن کو کس کام میں لایا ہے۔

[۲] در قیام۔ نماز میں قیام کی حالت میں جب یہ سوالات سنتا ہے تو رکوع میں جاتا گویا شرمندگی سے جھک جاتا ہے۔ ایستادن۔ اب اُس میں اتنی سکت نہیں رہتی۔ کہ کھڑا رہ سکے تو شرمندہ ہو کر جھک کر تسبیح پڑھنے لگتا ہے۔

[۳] باز فرماں۔ پھر گویا اُس کو اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ سر اُٹھا اور جواب دے تو وہ قومہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر شرمندگی سے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ باز فرماں پھر سجدہ کی حالت میں اُس کو سر اُٹھانے کا حکم ہوتا ہے وہ سجدہ سے سر اُٹھا لیتا ہے لیکن شرمندگی سے پھر دوسرے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

بازگوید[1] سر برآرد و باز گو — کہ بجو اہم جست از تو مو بمو

پھر اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے، سر اٹھا اور بتا — میں تجھ سے ذرہ ذرہ کی جستجو کروں گا

قوتِ یا ایستادن نبودش — کہ خطاب ہیبتے بر جان زدش

اُس میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں ہوتی ہے — کیونکہ ہیبتناک خطاب نے اُس کی جان پر حملہ کیا ہے

پس نشیند قعدہ زاں بارِ گراں — حضرتش گوید سخن گو با بیاں

اُس بھاری بوجھ کی وجہ سے وہ قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے — اللہ (تعالیٰ) اُس سے فرماتا ہے مفصل بات کہہ

نعمتت دادم بگو شکرت چہ بود — دادمت سرمایہ ہیں بنمائے سود

میں نے تجھے نعمتیں دیں بتا تیرا شکریہ کیا تھا؟ — میں نے تجھے سرمایہ دیا اُس کا نفع دکھا؟

چوں نہ سرمایہ بود او را نہ سود — شافعے خواہد کہ گوید عذر زود

چونکہ اُس کے پاس نہ سرمایہ ہوتا ہے نہ نفع — (اسلئے) وہ سفارشی چاہتا ہے تاکہ جلدی عذر خواہی کرے

بیانِ[2] اشارتِ سلام سوئے دست راست در قیامت از ہیبت محاسبۂ حق تعالیٰ و از انبیاء استعانت و شفاعت جوستن

اللہ تعالیٰ کے محاسبہ کی ہیبت کی وجہ سے داہنی جانب سلام کا اشارہ اور انبیاء سے مدد اور شفاعت چاہنے کا بیان

رُو بدستِ راست آرد در سلام — سوئے جانِ انبیاء و آں کرام

سلام میں داہنی جانب کو رُخ کرتا ہے — انبیاء اور بزرگوں کی روح کی جانب

انبیاء را او سلامی می کند — استعانت را طلب کردن مدد

وہ انبیاء کو سلام کرتا ہے — اِستعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے

یعنی[3] اے شاہاں شفاعت کایں لئیم — سخت در گل ماندہ اش پائے و گلیم

یعنی اے شاہو! شفاعت کرو) کیونکہ یہ کمینہ — اُس کا پاؤں اور کملی دلدل میں پھنسی ہے

انبیاء گویند روزِ چارہ رفت — چارہ آنجا بود و دست افراز رفت

انبیاء کہیں گے تدبیر کا وقت جاتا رہا — تدبیر اور کافی سامان وہاں (میں تھا)

مُرغِ بیوقتی تو اے بدبخت رو — ترکِ ما گو خونِ ما اندر مشو

تو مرغِ بے ہنگام ہے اے بدبخت! چلا جا — ہمیں معاف کر ہماری جان کے درپے نہ ہو

رُو بگرداند بسوئے دستِ چپ — در تبار و خویش گویندش کہ خب

وہ باتیں جانب رُخ کرتا ہے — خاندان اور اپنوں میں سے اُس سے کہتے ہیں کہ

[1] بازگوید۔ دوسرے سجدہ میں پھر اُس کو حکم ملتا ہے کہ سر اُٹھا اور جواب دے تو اُس میں اتنی طاقت نہیں رہتی کہ وہ کھڑا ہو سکے لہٰذا قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے — نعمتت۔ قعدہ کی حالت میں گویا اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے نعمتوں کا سرمایہ دیا تھا اُس سرمایہ کا نفع دکھا کہاں ہے۔ چوں نہ سرمایہ۔ اب وہ دیکھتا ہو کہ نہ اُس کے پاس سرمایہ ہی ہے نہ نفع تو گھبرا کر سفارش کرنے والے کی تلاش شروع کر دیتا ہے

[2] بیان۔ یعنی اب وہ داہنی جانب سلام کرتا ہے تو گویا انبیاء اور کراماً کاتبین سے اپنی سفارش کی استدعا کرتا ہے

[3] یعنی۔ دائیں جانب سلام کرنے سے گویا اُس کا مدعا انبیاء سے سفارش چاہنا ہے۔ انبیاء۔ انبیاء اُس کو جواب دینگے وقت نکل گیا اب کوئی تدبیر نہیں ہے اِس وقت بے موقع چیخ اور پکار ہے مرو بگرداند۔ اب وہ گویا مایوس ہو کر بائیں جانب سلام کر کے اپنے رشتہ داروں سے مدد کا خواہاں ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

هیں[1] جواب خویش گو با کردگار
خبردار! اپنا جواب اللہ (تعالیٰ) کو دے

ما کہ ایم اے خواجہ دست از ما بدار
ہم کون ہوتے ہیں! اے جناب ہمیں معاف کیجئے

نے ازیں سُو نے ازاں سُو چارہ شُد
(جب) نہ اِدھر سے نہ اُدھر سے کوئی تدبیر ہوئی

جانِ آں بیچارہ دلِ صد پارہ شُد
اُس بے چارے کی جان سو ٹکڑوں والا دل بنی

از ہمہ نومید شُد مسکیں کیا
وہ بھلا مسکین ہر طرف سے مایوس ہو گیا

پس برآرد ہر دو دست اندر دُعا
تو دعا میں دونوں ہاتھ اُٹھاتا ہے

کز ہمہ نومید گشتم اے خدا
کہ اے خدا! میں سب سے مایوس ہو گیا ہوں

اوّل و آخر توئی و مُنتہا
اوّل اور آخر تو ہی ہے، اور (تو ہی) منتہا ہے

ہست امیدے کہ عنایت در رسد
(اب) اُمید ہے کہ مہربانی ہو جائے

گردد او ایمن ز حبلِ مَن مَسَد
وہ تو تجھ کی رسّی سے محفوظ ہو جائے

در نماز ایں خوش اشارتہا ببیں
نماز میں اِن اچھے اشاروں کو سمجھ لے

تا بدانی کایں نخواہد شد یقیں
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ یقیناً ہو گا

معنیِ[2] تسلیم ایں اے مُقتدی
کہ توئی حق ہادی و ما مُہتدی
اے مقتدی! اطاعت کے یہی معنیٰ ہیں
کہ (اے) اللہ تو ہی ہدایت دینے والا ہے اور ہم ہدایت یافتہ ہیں

ہر چہ فرمائی تو مُنقادیم ما
باقضائے[3] جُرم گو شادیم ما
تو جو حکم دے ہم تابعدار ہیں
کہدے، جُرم کی سزا پر ہم راضی ہیں

بچّہ بروں آر از بیضۂ نماز
سر مزن چوں مُرغِ بے تعظیم و ساز
نماز کے انڈے سے بچّہ باہر نکال
بغیر تعظیم اور ادب کے مُرغ کیطرح ٹھونگیں نہ مار

شنیدنِ آں دقوقیؒ در نماز افغانِ اہلِ کشتی را در غرق شدن

نماز کی حالت میں دقوقیؒ کا کشتی والوں کی ڈوبنے میں فریاد سننا

آں دقوقیؒ را امامت کرد ساز
اندر آں ساحل درآمد در نماز
دقوقیؒ نے امامت شروع کر دی
اسی ساحل پر انھوں نے نماز شروع کی

واں جماعت در پئے اُو در قیام
اینت زیبا قوم و برگزیدہ امام
وہ جماعت اُن کے پیچھے قیام میں (تھی)
یہ ہے! اچھی قوم اور برگزیدہ امام

ناگہاں چشمش سوئے دریا فتاد
چوں شنید از سوئے دریا داد داد
اچانک اُن کی نگاہ دریا کی جانب پڑی
جب دریا کی جانب سے انھوں نے فریاد فریاد سُنا

[1] ہیں۔ رشتہ دار بھی اُس کو مایوس کر دیتے ہیں نے اُس سُو۔ جب وہ دونوں جانبوں سے مایوس ہو جاتا ہے تو اب دل شکستہ ہو کر دربارِ خداوندی میں دستِ دعا دراز کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ سب جگہ سے مایوس ہو کر تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ ہست۔ جب وہ اللہ سے دعا کرتا ہے تو اُمید پڑتی ہے کہ خدا اُس پر رحم کرے اور اُس کی گلو خلاصی ہو جائے۔

[2] معنیِ تسلیم۔ اوپر کے اشعار میں نماز کے جو اشارے ہیں وہ تو ہر نمازی کیلئے ہیں اب جماعت میں مقتدی بننے کا اشارہ یہ سمجھو کہ وہ امام کے حرکات اور سکنات پر سرِ تسلیم خم کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت پر عمل پیرا ہونے کا اشارہ ہے۔

[3] باقضائے جرم۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خطاؤں کی سزا پر اظہارِ رضا کرتا ہے۔ بچّہ۔ ہم نے نماز کے ارکان کے جو اشارے سمجھائے اُن سے نتیجہ نکال لے اور نماز میں محض ٹھونگے نہ مار۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ اینت زیبا۔ نہ ہے، یعنی مقتدی بھی بہترین تھے اور امام بھی۔ داد داد۔ یعنی کشتی والوں کی فریاد۔

www.pdfbooksfree.pk

درمیان موج دید اُو کشتیے
اُنھوں نے موجوں میں ایک کشتی دیکھی

در قضا و در بلا و زِ شتیے
قضا میں، اور بلا میں، اور تباہی میں

ہم شب و ہم ابر و ہم موجِ عظیم
رات بھی، اور ابر بھی، اور بڑی موج بھی

آن سہ تاریکی و از غرقاب بیم
تین اندھیریاں اور ڈوبنے کا ڈر

تُند بادے ہمچو عزرائیل خاست
ملک الموت کی طرح تیز ہوا اُٹھی

موجہا آشوفت اندر چپ و راست
(جس نے) دائیں اور بائیں موجیں پھیلا دیں

اہلِ کشتی از مہابت کاستہ[1]
کشتی والے خوف سے سُکڑے ہوئے

نعرہ و واویلہا برخاستہ
نعرے اور واویلا بلند کیے ہوئے

دستہا در نوحہ بر سر میزدند
رونے میں ہاتھ سر پر مار رہے تھے

کافر و مُلحد ہمہ مُخلص شُدند
کافر اور بددین سب مخلص ہو گئے تھے

باخدا[2] با صد تضرّع آں زماں
اُس وقت سینکڑوں عاجزیوں سے خدا سے

عہدہا و نذرہا کردہ بجاں
دل و جان سے عہد اور منتیں مانتے تھے

سر برہنہ در سجود آنہا کہ ہیچ
ننگے سر، سجدہ میں وہ لوگ (بھی) کہ کبھی

روئے شاں قبلہ ندید از پیچ پیچ
اُنکے مُنھ نے قبلہ نہ دیکھا تھا اینچ پینچ کی وجہ سے

گفتہ کہ بیفائدست ایں بندگی
(پہلے) وہ کہتے تھے، یہ عبادت بیکار ہے

آں زماں دیدہ دراں صد زندگی
اُس وقت اُس میں سینکڑوں زندگیاں دیکھتے تھے

از ہمہ امید ببریدہ تمام
سب، سب سے اُمید منقطع کر چکے تھے

دوستان و خال و عمّ و باب و مام
دوستوں اور ماموں اور چچا اور باپ اور ماں سے

زاہد[3] و فاسق شُد آں دم مُتّقی
زاہد اور بدکار اُس وقت متقی ہو گئے تھے

ہمچو در ہنگامِ جاں کندن شقی
جیسا کہ بدبخت، نزع کی حالت میں

نے زچپ شاں چارہ بود و نے زراست
اُنکے لئے نہ دائیں سے کوئی تدبیر تھی نہ بائیں سے

چیلہا چوں مُردہ ہنگامِ دُعاست
تدبیریں جب فنا ہوں، دعا کا وقت ہے

در دُعا ایشان و در زاری و آہ
وہ عاجزی اور آہ اور دعا میں مصروف تھے

بر فلک از ایشاں شدہ دُود سیاہ
اُنکی (آہوں کا) کالا دُھواں آسمان پر پہنچ گیا تھا

دیو آں دم از عداوت بَین بَین
شیطان اُس وقت عداوت کی وجہ سے پریشان تھا

بانگ زد کائے سگ پرستاں علتین
پکار اکہ اے کتے کے پرستارو! دُہرا نقصان ہے

---

[1] کاستہ یعنی دبے پیچے ہوئے۔ کافر و ملحد مشہور رہے۔ ۵ جب یاس نے بتوں نے تو خدا یاد آیا قرآن نے بھی کہا ہے کہ ایسی حالت میں سب مخلص بنجاتے ہیں۔

[2] باخدا۔ گرداب میں پھنس کر سب کشتی سوار مخلص بنجاتے ہیں اور خدا سے دعا مانگنے لگتے ہیں۔ قبلہ ندید جن لوگوں نے تمام عمر بھی سجدہ نہ کیا ہو وہ سجدے کرنے لگتے ہیں۔ گفتہ۔ تمام عمر عبادت کو بیکار بتاتے رہے تھے۔ دوستاں۔ دنیا کے تمام وسیلے ختم ہو جاتے ہیں تو خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

[3] زاہد۔ نزع کے وقت فرعون بھی ایمان لانے لگا تھا جیلہا۔ انسان کی فطرت ہے کہ سب تدبیریں ختم ہو جانے کے بعد خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دود سیاہ۔ انکی آہوں کا کالا دھواں۔ دیو۔ بدکار جو کہ شیطان کے پرستار ہیں جب وہ پریشانی کے وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیطان گھبرا اٹھے اور اُن کو پکار کر کہتا ہے اللہ کی طرف رجوع نہ کرو ورنہ دو خرابیوں میں مبتلا ہو جاؤ گے توبہ کے بعد بدعہدی اور گناہ۔ بین بین۔ یعنی تذبذب بعض نسخوں میں تیز بین یعنی شیطان ان کو گھور رہا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

مرگ و جَسک[1] اے اہلِ انکار و نفاق
اے انکار اور نفاق والو! موت، اور درد

عاقبت خواہد بُدن ایں اتّفاق
انجام کار اِس کا اتّفاق ضرور ہوگا

چشمِ تاں تر باشد از بعدِ خلاص
خلاصی کے بعد (کیا) تمہاری آنکھ نم ہوگی؟

کہ شوید از بہرِ شہوت دیوِ خاص
کیونکہ شہوت پرستی کی وجہ سے تم خاص شیطان بنجاؤ

یاد تاں ناید کہ روزے در خطر
تمھیں یاد (بھی) نہ آئے گا کہ خطرے کے دن

دستِ تاں بگرفت یزداں از قدر
قدرت سے خدا نے تمہاری دستگیری کی ہے

ایں ہمی آمد ندا از دیو لیک
شیطان کی یہ آواز آرہی تھی، لیکن

ایں سخن را نشنود جز گوشِ نیک
اِس کو نیک کان کے علاوہ کوئی نہیں سُن رہا تھا

راست[2] فرمود ست با ما مصطفےٰ
ہم سے مصطفےٰ نے سچ فرمایا ہے

قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا
جو قطب اور شہنشاہ اور صفا کے دریا ہیں

کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت
کہ نادان جو کچھ انجام پر دیکھے گا

عاقل آں بیند ز اوّل مرتبت
عقلمند اُس کو پہلے مرتبہ میں دیکھ لیتا ہے

کارہا ز آغاز گر غیب ست و سِر
کام (کا انجام) اگرچہ شروع میں پوشیدہ اور راز ہے

عاقل اوّل دید و آخر آن مُصر
عقلمند نے شروع میں دیکھ لیا اور (جہالت پر) مُصر

اوّلش پوشیدہ باشد و آخراں
اُسکے شروع (میں انجام) پوشیدہ ہوتا ہے، اُسکو آخر میں

عاقل و جاہل بہ بیند در عیاں
عقلمند اور نادان آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے

گر نہ بینی واقعہ غیب اے عَنُود
اے سرکش! اگر تو غیب کے واقعات نہیں دیکھتا ہے

حزم را سیلاب کے اندر ربُود
(تو) احتیاط کو سیلاب کب بہالے گیا ہے؟

تصوّراتِ مردِ حازم
محتاط انسان کے خیالات

حزم[3] چہ بُود بد گمانی در جہاں
احتیاط کیا ہوتی ہے، دنیا میں بد گمانی

دمبدم دیدن بلائے ناگہاں
لمحہ بہ لمحہ ناگہانی بلا دیکھنا

آنچنانکہ ناگہاں شیرے رسید
اِس طرح کہ اچانک ایک شیر آیا

مرد را بربود و در بیشہ کشید
اُسنے ایک شخص کو پکڑا اور کچھار میں کھینچ لے گیا

اُو چہ اندیشد دراں دم دن ببیں
اُس کے جانے میں وہ کیا سوچتا ہے، غور کر

تو ہماں اندیش اے اُستادِ دیں
اے دین کے اُستاد، تو بھی وہی سوچ

[1] جَسک: جیم کے فتحہ کے ساتھ، درد، رنج چشم تاں۔ یعنی نجات پانے کے بعد تم نہ کبھی روؤ گے اور نہ یہ یاد کرو گے کہ خدا نے تمہاری دستگیری کی تھی۔ نشنود۔ یعنی صرف نیک لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ شیطانی آواز محض نیکی سے روکنے کیلئے ہے۔

[2] راست۔ اِس واقعہ سے آنحضورؐ کے قول کی تصدیق ہوجاتی ہے کہ جاہل کو جو کچھ انجام کار میں کرنا پڑتا ہے وہ عقلمند ابتدائے کار میں کر گزرتا ہے کشتی نشین مشاق نے بالآخر وہی گریہ وزاری کی جو اولیاء اللہ ابتدا میں کر لیتے ہیں۔ کانچہ۔ مشہور ہے۔
انچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابی بسیار
مُصر۔ اپنی جہالت پر مُصر۔ گر نہ بینی۔ اگر ایک عالم آدمی بھی پیش آنے والی بات کو نہیں دیکھ پاتا تو حزم اور احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ مصائب میں پھنسنے سے ڈرتا رہے اور توبہ و استغفار کرتا رہے۔

[3] حزم۔ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان کبھی مطمئن نہ ہو اور ہر وقت بلائے ناگہانی سے بچنے کی تدبیر کرتا رہے۔ آنچنانکہ۔ حزم کے معنی اِس مثال سے سمجھ لو کہ مثلاً ایک آدمی جس کو شیر چپٹ گیا ہے جو وہ اپنے بچاؤ کی تدبیریں سوچتا ہے تم شیر کے حملہ سے پہلے ہی وہ سوچ لو۔

www.pdfbooksfree.pk

می کشد شیرِ قضا در بیشہا[1]
قضا کا شیر جنگلوں میں گھسیٹ کر لیجا رہا ہے

جانِ ما مشغولِ کار و پیشہا
ہماری جان، کام اور پیشوں میں لگی ہے

آنچناں کز فقر می ترسند خلق
جس طرح لوگ فقر سے ڈرتے ہیں

زیرِ آبِ شور رفتہ تا بہ حلق
(گویا کہ) کھارے پانی میں گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں

گر بترسندے ازاں فقر آفریں
اگر وہ فقر کے پیدا کرنے والے سے ڈرتے

گنجہا شاں کشف گشتے در زمیں
(تو) زمین میں (گڑے ہوئے) خزانے اُنپر منکشف ہو جاتے

جملہ شاں از خوفِ غم در عینِ غم
وہ سب غم کے ڈر سے بعینہٖ غم میں (مبتلا) ہیں

در پئے ہستی فتادہ در عدم
ہستی کی تلاش میں عدم میں پھنسے ہیں

دعا و شفاعت دقوقیؒ در خلاصِ آں کشتی

اُس کشتی کی نجات کیلئے دقوقیؒ کی دعا اور سفارش

چوں دقوقیؒ آں[2] قیامت را بدید
دقوقیؒ نے جب اُس قیامت کو دیکھا

رحمِ او جوشید و اشکِ او دوید
اُن کا رحم جوش میں آیا اور اُن کے آنسو بہہ نکلے

گفت یارب منگر اندر فعلِ شاں
فرمایا اے خدا اِن کے اعمال کو نہ دیکھ

دستِ شاں گیر اے شہِ نیکو نشاں
اے شاہِ نیک نشان! اِن کی دست گیری فرما

خوش سلامت شاں بساحل بازبر
انہیں بہترین سلامتی کے ساتھ ساحل پر لوٹا دے

اے رسیدہ دستِ تو در بحر و بر
اے (وہ ذات) کہ تیرا دستِ (قدرت) بحر و بر پر ہے

اے کریم و اے رحیمِ سرمدی
اے کریم اور اے ابدی رحم کرنے والے

در گذار از بدسگالاں ایں بدی
بدعقیدہ لوگوں کی اِس بدی سے درگزر کر

اے[3] بدادہ رائیگاں صد چشم و گوش
اے وہ کہ جس نے سینکڑوں آنکھیں اور کان مفت

نے ز رشوت بخش کردہ عقل و ہوش
عقل و ہوش (بھی) رشوت سے نہیں بخشے ہیں

پیش ز استحقاق بخشیدہ عطا
مستحق ہونے سے پہلے ہی بخشش کی

دیدہ از ما جملہ کفران و خطا
ہم سب کی نافرمانی اور خطا کو دیکھتے ہوئے

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
اے بزرگ! ہمارے بڑے گناہوں کو

تو توانی عفو کردن در جریم
جرم میں تو (ہی) معاف کر سکتا ہے

ما ز آز و حرص خود را سوختیم
ہم نے حرص و ہوس میں اپنے آپکو جلا ڈالا ہے

ویں دعا را ہم ز تو آموختیم
یہ دعا بھی ہم نے تجھ (ہی) سے سیکھی ہے

[1] می کشد لیکن ہم غفلت برتتے ہیں اور شیرِ قضا سے نجات کی تدبیر نہیں کرتے۔ آنچناں۔ لوگ فقر سے ڈرتے ہیں اور اسقدر اُسکے خوف میں مبتلا ہیں جیسا کہ سمندر میں ڈوبتا ہوا خوف میں مبتلا ہوتا ہے اگر فقر پیدا کرنیوالے خدا سے اِس طرح ڈریں تو اُنپر زمین کے خزانے منکشف ہو جائیں اور فقر کا کوئی احتمال بھی باقی نہ رہے۔ جملہ شاں۔ انسانوں کی یہ بے عقلی ہے کہ موہوم غم کی بنا پر عین غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور محتمل فقر کے غم کی وجہ سے اپنے اوپر غم طاری کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص زندگی کی تلاش میں اپنے اوپر موت طاری کر لے۔

[2] آں قیامت۔ یعنی کشتی کے ڈوبنے کے احوال شناں۔ یعنی کشتی میں سوار گنہگار۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ بحر و بر۔ خشکی اور تری۔ سرمدی۔ ابدی۔ بدسگال۔ بدعقیدہ۔

[3] اے بدادہ۔ اللہ (تعالیٰ) نے ظاہری اور باطنی حواس مفت عنایت فرمائے ہیں۔ جریم۔ جُرم و خطا۔ ویں دعا۔ اپنی خطاؤں پر بہادعا مانگنا بھی تیری تعلیم و عطا ہے

www.pdfbooksfree.pk

حُرمت آں کہ دُعا آموختی
اِس کے طفیل کہ تو نے دُعا سکھائی ہے

در چُنیں ظلمت[1] چراغ افروختی
ایسی تاریکی میں چراغ روشن کر دیا ہے

دستگیر و رہنما توفیق دہ
دستگیری فرما، اور رہنمائی عطا فرما

جُرم بخش و عفو کن بگشا گرہ
خطا بخش دے، اور معاف کر دے اور گرہ کھول دے

ہمچنیں می رفت بر نقشِ دُعا
دعا اُن کے الفاظ میں اِس طرح جاری تھی

آں زماں چوں مادرانِ باوفا
اُس وقت جیسا کہ باوفا ماؤں (کے الفاظ ہیں)

اشک میرفت از دو چشمش و آں دعا
اُن کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اور وہ دعا

بیخود از وے می برآمد بر سما
بے خودی میں اُن سے آسمان پر پہنچ رہی تھی

آں دُعائے بیخوداں خود دیگرست
بیخودوں کی دعا دوسری (ہی چیز) ہے

آں دُعا نَو نیست گفتِ داور ست
وہ دعا اُن کی نہیں ہے، خدا کی بات ہے

آں دُعا حق میکند چوں او فناست
جبکہ وہ (بیخود مقام) فنا میں ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے

آں دعا و آن اِجابت از خداست
وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے

واسطہ[2] مخلوق نے اندر میان
درمیان میں مخلوق کا واسطہ نہیں ہے

بیخبر زان لابہ کردن جسم و جان
اُس خوشامد سے جسم و جان بے خبر ہوتے ہیں

بندگانِ حق رحیم و بُردبار
اللہ (تعالےٰ) کے رحیم اور بُردبار بندے

خوئے حق دارند در اِصلاح کار
معاملہ کی اِصلاح میں اللہ (تعالےٰ) کی خُو اختیار کر لیتے ہیں

مہربان بے رشوتاں یاریگراں
مہربان، بغیر رشوت کے مددگار (ہوتے ہیں)

مُشفقان و مُستعاں غمخوارگاں
مُشفق اور غمزدوں کے مددگار (ہوتے ہیں)

از ترحّم[3] دستگیراں شافعاں
رحم کھانے کی وجہ سے دستگیر اور سفارشی (ہوتے ہیں)

در مقامِ سخت و در روزِ گراں
سخت جگہ اور بھاری دن میں

ہیں بجو ایں قوم را اے مُبتلا
اے مصیبت زدہ! اِس قوم کو تلاش کر لے

ہیں غنیمت دار شاں پیش از بلا
خبردار! مبتلا ہونے سے پہلے ہی اُنکو غنیمت سمجھ

رست کشتی از دمِ آں پہلوان
اُس پہلوان کی دُعا سے کشتی نجات پا گئی

واہلِ کشتی را بجہدِ خود گماں
کشتی والوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا

کہ مگر بازوئے ایشاں در خطر
کہ شاید بچاؤ میں انہی کی بازو نے

بر ہدف انداخت تیرے از قدر
صحیح اندازے سے نشانہ پر تیر چلایا ہے

---

[1] ظلمت یعنی خطاکاری۔ چراغ یعنی دُعا کی تعلیم بھیجیں۔ جس طرح ماں بے چین ہو کر بچہ کے لئے دعا کرتی ہے تو حوّاؑ کی یہی حالت تھی۔ بے خود۔ یعنی دعا میں ایسے مصروف تھے کہ اُن کو اپنا ہوش نہ تھا۔ اُس دعا۔ انسان بیخود ہو کر دعا کرتا ہے تو چونکہ وہ خود فنا فی اللہ ہو اِسلئے وہ دعا اُس کی طرف منسوب نہ ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے ہوگی۔ اِجابت۔ فانی کی دعا بھی اللہ کی جانب سے ہے اور اُسکی قبولیت بھی اللہ کی جانب سے ہے۔

[2] واسطہ جبکہ دعا کرنے والا فانی ہے تو درمیان میں کوئی واسطہ نہیں ہے۔ فانی کے جسم و جان کو دعا کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ بندگانِ حق۔ خاصانِ خدا چونکہ خدائی اخلاق سے متصف ہوتے ہیں اور اُنکی حالت بھی یہی ہو جاتی ہے کہ رحمتِ حق بہانہ می جوید۔

[3] از ترحّم۔ وہ محض اپنی صفت رحم کی وجہ سے دستگیر اور سفارشی بن جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ سے دعا کا تعلق مصیبت میں مبتلا ہونے پر بھی اور مصیبت میں مبتلا ہونے سے پہلے بھی رکھنا چاہیئے۔ رست کشتی یکشتی دقوقیؒ کی دعا سے بچی، کشتی والے سمجھے کہ اُن کی قوتِ بازو سے بھنور سے نکلی۔

www.pdfbooksfree.pk

پارہاند[1] رُو بہاں را در شکار — واں زدُم دانند رو باہاں غرار

شکار میں لومڑیوں کو، پانوں بچاتے ہیں — وہ دھوکے میں مبتلا لومڑیاں دُم کی وجہ سے سمجھتی ہیں

عشقہا با دُم خود باز ندکیں — میرہاند جانِ ما را از کمیں

وہ دُم سے محبت کرتی ہیں، کہ اُس نے — ہماری جان کو ہلاکت سے بچایا

از ضلالت بوسہا بر دُم دہند — رقص گیرند و ز شادی بر جہند

نادانی سے دُم کو چومتی ہیں — ناچتی ہیں اور خوشی سے کودتی ہیں

رُو بہا پارا نگہدار از حجر — پا چو نبود دُم چہ سود اے خیرہ سر

اے لومڑی! پتھر سے پانوں کا بچاؤ کر — اگر پانوں نہ ہو تو اے بیوقوف! دُم سے کیا فائدہ ہے

ما چو رو باہیم پائے ما کرام — می رہاند ماں ز صد گوں انتقام

ہم لومڑی کی طرح ہیں ہمارے پانوں بزرگ ہیں — ہمیں سینکڑوں قسم کی سزا سے نجات دیتے ہیں

حیلۂ باریکِ ما چوں دُم ماست — عشقہا بازیم با دُم چپ و راست

ہماری نازک تدبیر ہماری دُم کی طرح ہے — ہم دائیں بائیں سے دُم سے عشق بازی کرتے

دُم بجنبانیم از استدلال و مکر — تا کہ حیراں ماند از ما زید و بکر

ہم حجت بازی اور مکر کی دُم ہلاتے ہیں — تاکہ ہم سے زید اور بکر حیران ہو جائیں

طالبِ حیرانیِ خلقاں شدیم — دستِ طمع اندر اُلوہیت زدیم

ہم لوگوں کی حیرانی کے طلبگار بنگئے ہیں — ہم نے خدائی میں لالچ کا ہاتھ ڈالا ہے

تا بافسوں[2] مالکِ دلہا شویم — ایں نمی بینیم ما کاندر گویم

تاکہ فریب کے ذریعہ ہم دلوں کے مالک بنجائیں — ہم یہ نہیں دیکھتے، کہ ہم گڑھے میں ہیں

در گوی و در چہی اے قلتباں — دست وا دار از سبالِ دیگراں

اے بے غیرت! تو گڑھے اور کنوئیں میں ہے — دوسروں کی مونچھوں سے ہاتھ ہٹا

چوں بہ بستانے رسی زیبا و خوش — بعد ازاں دامانِ خلقاں گیر و کش

جب تو کسی اچھے اور خوشنما باغ میں پہنچے — اسکے بعد لوگوں کا دامن پکڑ کر کھینچ

اے مقیمِ حبسِ چار و پنج و شش[3] — نغز جائے دیگراں را ہم بکش

اے چار اور پانچ اور چھ کے قید خانے میں مقیم — کیا اچھی جگہ ہے، دوسروں کو بھی کھینچ لے

---

[1] پارہاند۔ اسکی مثال یہ ہے کہ لومڑی شکاری کی گرفت سے اپنے پاؤں کے ذریعہ بچی لیکن وہ اپنی مکاری سے سمجھتی ہے کہ دُم کی وجہ سے بچی ہے۔ غرار۔ دھوکے میں مبتلا۔ کمیں۔ شکاری کی گھات۔ رو باہا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جو نجات کا اصل ذریعہ ہے اُس کی حفاظت کرو۔ خیرہ سر۔ بد دماغ۔ بزرگان۔ یعنی ہماری نجات کا ذریعہ بزرگانِ دین ہیں۔ حیلۂ باریک۔ یعنی ہم خود جو اپنی نجات کی تدبیریں کرتے ہیں انکی مثال لومڑی کی دُم کی سی ہے جس کو اُس نے باعث نجات سمجھا تھا۔ استدلال و مکر۔ یعنی ہم اپنے استدلال اور تدبیر کو ذریعہ نجات بتاتے ہیں۔ ایسی تقریریں کرتے ہیں جس سے لوگ حیران ہو جائیں۔ مطلب یہ ہے یعنی انسان اپنی تدابیر اور مکاری کا بیان کرکے لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتا ہے اور گویا کہ اُن کو مرعوب کرکے اپنی خدائی جتانا چاہتا ہے۔

[2] تا بافسوں۔ یہ مکاریاں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ خود عجز کے گڑھے میں گرا ہوا ہے۔ در گو۔ جبکہ خود گڑھے میں ہے تو دوسروں کو معتقد بناکر کیوں گڑھے میں گراتا ہے۔ چوں۔ ہاں اگر تجھے خود کوئی اعلیٰ مقام حاصل ہے تو بیشک دوسروں کو معتقد بناکر اُس مقام پر کھینچ لا۔

[3] اے مقیم۔ جبکہ خود انسان چار عناصر اور پانچ حواس اور چھ جہتوں میں پھنسا ہوا ہے یعنی اسکی پہنچ صرف سفلیات تک ہے اور علویات سے اُس کا کوئی علاقہ نہیں ہے تو دوسروں کو اس مقام کی دعوت دینا کونسی انسانیت ہے۔ نغز جائے۔ یہ بطور طنز کے فرمایا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ای[۵۱] چو خر بندہ حریفِ کونِ خر — بوسہ گاہے یافتی ما را ببر

اے وہ کہ جو گدھے والے کی طرح گدھے کی مقعد کا یار ہے — تو نے اچھی بوسہ گاہ پائی ہے ہمیں بھی لے چل

چوں ندادت بندگی دوست دست — میلِ شاہی از کجایت خاست

جبکہ دوست کی غلامی تیرے ہاتھ نہیں آئی ہے — تو تجھ میں شاہی کی تمنا کہاں سے آئی ہے؟

در ہوائے آنکہ گویندت زہے — بستہ در گردنِ جانت نہ ہے

اس خواہش میں کہ لوگ تجھے واہ واہ کہیں — تو نے اپنی گردن میں پھندا ڈالا ہے

رُو بہا ایں دُم حیلت را بہل — وقف کُن دل بر خداوندانِ دل

اے لومڑی! تو اس تدبیر کی دُم کو چھوڑ دے — دل والوں پر دل کو وقف کر دے

در پناہِ[۵۲] شیر کم ناید کباب — رُو بہا تو سوئے جیفہ کم شتاب

شیر کی پناہ میں کبابوں کی کمی نہیں ہوتی ہے — اے لومڑی! تو مُردار کی طرف نہ دوڑ

تو دِلا منظورِ حق آنگہ شوی — کہ چو جُزوے سوئے کُل خود رَوی

اے پیارے! تو اس وقت اللہ (تعالیٰ) کا منظورِ نظر بنے گا — جبکہ تو جُزو کی طرح اپنے کُل کی طرف چلا جائیگا

حق ہمی گوید نظرماں بر دل ست — نیست بر صورت کہ آں آب و گِل ست

اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے ہماری نظر دل پر ہے — صورت پر نہیں ہے کیونکہ وہ تو پانی اور مٹی ہے

تو ہمی گوئی مرا دِل نیز ہست — دل[۵۳] فرازِ عرش باشد نے بہ پست

تو کہتا ہے، میرے بھی دل ہے — دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں

در گِل تیرہ یقیں ہم آب ہست — لیک ازاں آبت نشاید آب دست

کالی کیچڑ میں بھی یقیناً پانی ہے — لیکن اس پانی سے وضو (یا استنجا) مناسب نہیں ہے

زانکہ گر آب ست مغلوبِ گِل ست — پس دلِ خود را مگو کایں ہم دل ست

کیونکہ وہ اگرچہ پانی ہے (لیکن) مٹی سے مغلوب ہے — تو اپنے دل کو یہ نہ کہہ کہ وہ بھی دل ہے

آں دِلے کز آسمانہا برتر ست — آں دلِ ابدال یا پیغمبر ست

وہ دل جو آسمانوں سے بھی بلند ہے — وہ ابدال کا دل، یا پیغمبر کا دل ہے

پاک گشتہ آں ز گِل صافی شدہ — در فزونی آمدہ وافی شدہ

وہ پاک ہو گیا ہے مٹی سے صاف ہو گیا ہے — ترقی میں آکر بھرپور ہو گیا ہے

زانکہ کیچڑ میں کا پانی حقیقی پانی نہیں ہے اسی طرح آلودہ دل، دل نہیں ہے۔ آں دلے جس دل کے بارے میں یہ طے ہے کہ وہ آسمانوں سے بھی بالاتر ہے تو وہ اولیاء اور پیغمبروں کا دل ہے لہٰذا اپنے دل کو منظورِ خدا نہ سمجھ اور اولیاء سے جُڑ جا۔

---

۵۱ ای چو۔ جب تک انسان عالمِ سفلی میں پھنسا ہے تو اسکی مثال اُس گدھے والے کی سی ہے جو گدھے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اسکو گدھے کی مقعد سے قرب رہتا ہے گدھے والا دوسروں کو گدھے کی مقعد کو بوسہ دینے کی دعوت دے تو کونسی اچھی بات ہے۔ بوسہ گاہ۔ یہ بھی بطور طنز کے کہا گیا ہے۔ زہے۔ پہلے مصرع میں بمعنی تعجب ہے، دوسرے مصرع میں زہ بمعنی کمان کا چلہ ہے جس کا ترجمہ ہم نے پھندے سے کیا ہے یعنی نانت کا پھندا۔

۵۲ در پناہ۔ جو کچھ تو اپنی تدبیروں سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اولیاء کی دعاؤں سے بدرجۂ اولیٰ حاصل ہو جائیگا۔

۵۳ دل۔ یعنی تیرا دل ناقص ہے گل یعنی اولیاء کا دل۔ حق ہمی گوید۔ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دل پر نظر رکھتے ہیں، لیکن دراصل تیرا دل ہی وہ نہیں ہے جو منظورِ نظر بن سکے۔

۵۳ دل۔ بیشک دل میں یہی صفت ہے لیکن جبکہ حقیقتاً وہ دل ہو جو عالمِ مجردات کی چیز ہے اگر وہ آب و گل میں مبتلا ہے تو پھر اُس میں اور صورت میں کوئی فرق نہیں ہے اور صورت منظورِ خدا نہیں ہے۔

در گِل۔ جو دل آب و گِل سے آلودہ ہے اسکی مثال اُس پانی کی سی ہے جو کالی کیچڑ میں ہے تو یہ اگرچہ پانی ہے لیکن وہ پانی کی جگہ کام نہیں آسکتا، اسی طرح آلودہ دل، دل نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ترکِ[۵۱] گل کردہ سوئے بحر آمدہ
مٹی کو چھوڑ کر یہ سمندر کی طرف آگیا ہے

رستہ از زندانِ گل بحرے شدہ
وہ مٹی کی قید سے آزاد ہو کر سمندر بن گیا ہے

آب ما محبوسِ گل ماندست ہیں
خبردار! ہمارا پانی مٹی میں پھنسا ہوا ہے

بحرِ رحمت جذب کُن ما را زطیں
اے رحمت کے سمندر! ہمیں مٹی سے جوش دے

بحر گوید من ترا در خود کشم
سمندر کہتا ہے، میں تجھے کھینچ تو لوں

لیک می لافی کہ من آبِ خوشم
لیکن تو شیخی بگھارتا ہے کہ میں صاف پانی ہوں

لاف تو محروم میدارد ترا
تیری شیخی تجھے محروم رکھتی ہے

ترکِ آں پندار کُن در من درآ
اس غرور کو چھوڑ دے، میرے اندر آجا

آبِ گل خواہد کہ در دریا رود
مٹی میں کا پانی چاہتا ہے کہ سمندر میں چلا جائے

گل گرفتہ پائے آب وی کشد
مٹی پانی کا پاؤں پکڑتی ہے اور اسکو کھینچتی ہے

گر رہاند پائے خود از دستِ گل
اگر وہ اپنے پاؤں مٹی سے چھڑا لے

گل بماند خشک و او شد مستقل
مٹی خشک رہ جائے، وہ مستقل بن جائے

آں کشیدن[۵۲] چیست از گل آب را
مٹی کا پانی کو کھینچنا کیا ہے؟

جذبِ تو نقلِ و شرابِ ناب را
تیرا چبینا اور خالص شراب کو جذب کرنا

ہمچنیں ہر شہوتے اندر جہاں
اسی طرح دنیا کی ہر شہوت

خواہ مال و خواہ جاہ و خانماں
خواہ مال، اور خواہ مرتبہ، اور خواہ گھر، اور مال

خواہ باغ و مرکب و تیغ و مجن
خواہ باغ، اور سواری، اور تلوار، اور ڈھال

خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن
خواہ سلطنت، اور گھر، اور اولاد، اور بیوی

ہر یکے زینہا ترا مستی کند
ان میں سے ہر ایک چیز تجھے مدہوش کر دیتی ہے

چوں نیابی آں خمارت میزند
جب تجھے وہ نہیں ملتی ہے تو تجھ میں اینٹھن پیدا کرتی ہے

ایں[۵۳] خمارِ غم دلیلِ آں شدست
یہ غم کی اینٹھن، اس کی دلیل ہے

کہ بداں مفقود مستی آت بدست
کہ اس گم شدہ سے تجھ میں مدہوشی تھی

جز باندازہ ضرورت زو مگیر
قدر ضرورت کے سوا اس کو نہ لے

تا نہ گردد غالب و بر تو امیر
تاکہ وہ تجھ پر غالب اور حاکم نہ بنے

سر کشیدی تو کہ من صاحبدلم
تو نے اسکے سرکشی کی کہ میں خود، صاحب دل ہوں

حاجتِ غیرے ندارم واصلم
مجھے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے میں (خود) واصل بحق اہل ہوں

۵۱ ترکِ گل۔ اولیاء اور انبیاء کے دل عالمِ ناسوت کی آلودگی سے پاک ہیں، سوئے بحر یعنی بحرِ وحدت۔ آپ ما۔ یہاں مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ رطبین یعنی عالمِ ناسوت۔ بحر گوید۔ اولیاء عوام کے دل کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں لیکن عوام کی نانیت مانع بنتی ہے۔ آں پندار یعنی اپنے دل کی صفائی۔ آبِ گل یعنی عوام کا دل اولیاء کے دل سے وابستگی کا خواہاں ہے لیکن عالمِ ناسوت کی لذتیں مانع بنتی ہیں۔ گر رہاند۔ دل کو مصفّی بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ لذائذِ دنیوی سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔

۵۲ آں کشیدن۔ مٹی جو پانی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اسکی وجہ عالمِ ناسوت کی لذتیں ہیں۔ ہم چنیں۔ صرف شراب کباب ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز دل کے مصفّی ہونے کے لئے مانع ہے۔ ہر یکے۔ دنیا کی ہر چیز انسان کو مدہوش بناتی ہے اور شراب کا کام کرتی ہے۔ چنانچہ دنیا کی محبوب چیز حاصل نہ ہونے سے وہ اینٹھن پیدا ہوتی ہے جو شرابی کو شراب نہ ملنے سے ہوا کرتی ہے۔

۵۳ ایں خمار۔ لذائذِ دنیوی نہ حاصل ہونے سے بدن میں اینٹھن پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس لذت میں شراب کا سا اثر تھا۔ جز باندازہ۔ مناسب ہے کہ دنیا کی چیزوں کا بقدر ضرورت استعمال کیا جائے انکی کثرت نہ کی جائے۔ سر کشیدی۔ اولیاء سے وابستگی سے سرکشی محض اس بنیاد پر ہے کہ تو

www.pdfbooksfree.pk

آنچناں[1] کہ آب در گِل سر کشد
(یہ) ایسا ہی ہے کہ پانی مٹی میں سرکشی کرے

کہ منم آب و چرا جویم مدد
کہ میں تو پانی ہوں، میں کیوں مدد چاہوں؟

دل تو ایں آلودہ را پنداشتی
تو نے اِس گندے دل کو دل سمجھ لیا ہے

لاجرم دل زاہلِ دل برداشتی
اِسی لئے تو لامحالہ صاحبِ دل سے دل برداشتہ ہے

خود رَواداری کہ آں دل باشد ایں
(کیا) تو خود مناسب سمجھتا ہے کہ یہ دل وہ دل ہے

کہ بُوَد در عشقِ شیر و انگبیں
جو کہ دودھ اور شہد کے عشق میں مبتلا ہے

لُطفِ شیر و انگبیں عکسِ دل ست
دودھ اور شہد کا لُطف دل (کے لُطف) کا عکس ہے

ہر خوشے را آں خوش از دل حاصل ست
ہر مزیدار چیز کی مزیداری دل سے حاصل ہوتی ہے

پس[2] بُوَد دل جوہر و عالَم عَرَض
تو دل جوہر ہوتا ہے، اور عالَم عَرَض

سایۂ دل چوں بُوَد دل را غرض
دل کا سایہ، دل کا مقصد کیسے ہو سکتا ہے؟

آں دِلے کو عاشقِ مال ست و جاہ
وہ دل جو مال، اور مرتبہ کا عاشق ہے

یا زبونِ ایں گِل و آبِ سیاہ
یا اِس مٹی اور سیاہ پانی سے مغلوب ہے

یا خیالاتے کہ در ظلمات اُو
یا اُن خیالات سے (مغلوب ہے) اندھیرے میں

می پرستد شاں برائے گفتگو
جنکو وہ پوجتا ہے (ایسا دل) محض کہنے کو دل ہے

دل نباشد غیرِ آں دریائے نُور
دل تو دریائے نور کا غیر نہیں ہوتا ہے

دل نظر گاہِ خدا و انگاہ کور
دل خدا کا مطمحِ نظر ہو، اور پھر اندھا ہو!

نے دل اندر صد ہزاراں خاص و عام
لاکھوں خاص اور عام (انسانوں) میں دل نہیں ہوتا ہے

دَر یکے باشد کدامست آں کدام
کسی ایک میں ہوتا ہے، وہ کون ہے کون؟

ریزۂ دل را بہل دل را بجُو
دل کے ریزے کو چھوڑ، دل کو تلاش کر

تا شود آں ریزہ چوں کوہے ازُو
تاکہ ریزہ اِس کی وجہ سے پہاڑ بن جائے

دل[3] محیط ست اندریں خطّہ وجود
اِس عالمِ وجود میں دل ایک سمندر ہے

زر ہمی افشاند از احسان و جُود
احسان اور سخاوت سے جو زر بکھیرتا ہے

از سلامِ حق سلامتہا نثار
اللہ (تعالیٰ) کی سلامتی سے سلامتیاں نچھاور

میکُند بر اہلِ عالم زاختیار
کرتا رہتا ہے دنیا والوں پر اپنے اختیار سے

دنیا میں ایک سمندر ہوتا ہے جو لوگوں پر زر افشانی کرتا ہے۔ از سلام۔ اللہ کی جانب سے سلامتیاں اُس کو عطا کر دی جاتی ہیں اور وہ اپنے اختیار سے دنیا والوں کو سلامتی تقسیم کرتا ہے۔

---

[1] آنچناں۔ عالمِ ناسوت میں پہنچنے کے باوجود اصل ہونے کا دعویٰ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کیچڑ کا پانی اپنے آپ کو خالص پانی سمجھے۔ بزورِ رواداری تو خود انصاف کر یہ تیرا دل، دل کہلانے کے قابل ہے تیرا دل تو دنیاوی لذتوں کا عاشق ہے اور اُس کو دودھ اور شہد سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ لُطف۔ حالانکہ دنیا کی ہر لذیذ چیز کی لذت دل کے تابع ہے اگر دل میں لذت ہے تو اُس چیز میں لذت ہے ورنہ نہیں تو جو دل کسی چیز کی لذت سے لذت حاصل کرے وہ دل اصل نہیں ہے۔

[2] پس۔ جبکہ اصل دل کی لذت ہے اور دوسری چیزوں میں اُس سے لذت پیدا ہوتی ہے تو دل جوہر ہے اور دنیا کی لذتیں ذاتی نہیں ہیں تو دل کا مقصود خود اُس کی عطا کردہ چیز کیسے ہو سکتی ہے۔ آں دِلے جو دنیا کی چیزوں کا عاشق ہو اور دنیا کی لذتوں اور اپنی غلط تمناؤں سے مغلوب ہو وہ برائے گفتن دل ہے۔ حقیقتاً دل نہیں ہے۔ کدام۔ حقیقی دل اولیاء کا دل ہے۔ ریزہ۔ تیرا دل، دل نہیں ہے دل کا ریزہ ہے اولیاء کا دل مکمل دل ہے اُنسے وابستگی کرلے تیرا ریزہ پہاڑ بن بن جائے گا۔

[3] دل۔ یعنی اولیاء کا دل

www.pdfbooksfree.pk

۵۱ ہر کرا دامن دُرست ست و مُعَد — آں نثارِ دل بر آنکس میرسد
جس کا دامن دُرست اور تیار ہے — دل کا وہ نچھاور اُس کو پہنچتا ہے
دامنِ تو آں نیاز ست و حضور — ہیں مَنِہ در دامن آں سنگ فجور
تیرا دامن، نیازمندی اور حاضری ہے — خبردار! دامن میں بدکاری کا پتھر نہ رکھ
تا ندرّد دامنت زاں سنگہا — تا بدانی نقد را از رنگہا
تاکہ اُن پتھروں سے تیرا دامن نہ پھٹے — خبردار! کھرے اور کھوٹوں کو سمجھ لینا
سنگ ۵۲ پُر کردی تو دامن از جہاں — ہم ز سنگِ سیم و زر چوں کودکاں
تونے دنیا میں، دامن پتھروں سے بھر لیا — بچوں کی طرح چاندی اور سونے کے پتھروں سے
آں خیالِ سیم و زر چوں زر نبود — دامنِ صدقت دریدو غم فزود
یہ خیالی چاندی اور سونا چونکہ سونا نہ تھا — اُس نے تیرا سچائی کا دامن پھاڑ دیا اور غم بڑھایا
کے نماید کودکاں را سنگ سنگ — تا نگیرد عقل دامن شان بچنگ
بچوں کو پتھر، پتھر کب نظر آتا ہے؟ — جبتک عقل چنگل سے اُن کا دامن نہ تھام لے
۵۳ پیرِ عقل آمد نہ آں موئے سفید — مُو نمی گنجد دریں بحث و اُمید
پیرِ عقل ہوتی ہے نہ کہ وہ سفید بال — اِس بحث اور امید میں بالوں کی گنجائش نہیں ہے

انکار کردنِ آں جماعت بر دُعا و شفاعتِ دقوقی و ناپیدا شدن در پردۂ غیب و حیران شدنِ دقوقیؒ کہ ایشاں بہوا رفتند یا بزمین پنہاں شدند

ان لوگوں کا دقوقیؒ کی سفارش اور دعا سے انکار کرنا اور غیب کے پردے میں
اُن کا غائب ہوجانا اور دقوقیؒ کا حیران ہونا کہ وہ ہوا میں چلے
گئے یا زمین میں چھپ گئے

چوں رہید آں کشتی و آمد بکام — شُد نماز آں جماعت ہم تمام
جب کشتی نجات پاگئی اور مقصد تک پہنچگئی — اُن لوگوں کی نماز بھی پوری ہوگئی
فجفجے اُفتاد شاں با ہمدگر — کیں فضولی را کہ کرد از ما زشر
اُن میں آپس میں کھس پھس ہوئی — کہ خدا جانے یہ بیکار کام ہم میں سے کس نے کیا ہے؟
ہر یکے با ہمدگر گفتند سر — از پسِ پشتِ دقوقی مستتر
ہر ایک نے دوسرے سے آہستہ سے کہا — دقوقیؒ کے پیٹھ پیچھے پوشیدہ طور پر

۵۱ ہر کرا۔ جو اپنا دست دامن پھیلائے گا اُس کے دامن میں وہ سونا آجائیگا۔ دامن۔ یہاں دامن سے کپڑے کا دامن مراد نہیں ہے بلکہ اولیاء کی جناب میں نیاز مندی اور حاضری مُراد ہے۔ ہیں مَنِہ۔ پہلے شعر میں درست دامن کہا تھا درستگی کا مطلب یہ ہے کہ فسق و فجور نہ کر۔ تا بدانی۔ لیکن عقیدت کا تعلق سمجھ کر کرنا چاہیئے۔

۵۲ سنگ۔ دنیادار اپنے دامن میں سونا چاندی بھرتا ہے یہ سونا اور چاندی بھی پتھر ہیں اور اُس دنیادار کا کام طفلانہ ہے۔ زر نبود۔ اِس سونے چاندی سے دامن چاک ہوتا ہے اور غم میں اضافہ ہوتا ہے۔ کے نماید۔ دنیادار بھی پیر نابالغ ہے جسکو عقل نہیں ہے جس طرح بچے حقیقی پتھر دامن میں بھر کر دامن کو پھاڑ لیتے ہیں اور پتھر کو پتھر نہیں سمجھتے اِسی طرح دنیادار دنیا کی دولت سمیٹتا ہے جو کہ بے حقیقت پتھر کی طرح ہے۔

۵۳ پیر۔ یعنی پیر بمعنی عقلمند تو وہ ہے جس میں عقل ہو۔ اگر محض بال سفید ہیں تو اُسکو پیر نہیں کہا جاسکتا مُو۔ یعنی بزرگی اور پیری میں بالوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بکام۔ یعنی کشتی ساحل پر آگئی۔ فجفجے۔ کھُس پھُس۔ فضولی۔ ایسا کام کرنا جس کا اُس کو اختیار نہ تھا، وہ شخص جو ایسا کام کرے یعنی دعا جسکی وجہ سے کشتی بچی۔ ہر یکے

www.pdfbooksfree.pk

گفت ہر یک من نکرد ستم کنوں
ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے، اب

ایں دُعائے از بروں نے از درُوں
یہ دعا، نہ بظاہر، نہ بباطن

گفت ما نا کایں امام ما زدرد
کہا یقیناً ہمارے اس امام نے درد کی وجہ سے

بوالفضولانہ مناجاتے بکرد
فضولیوں کی طرح دعا کی ہے

گفت آں دیگر کہ آیا ایں یقیں
دوسرے نے کہا اے دوستو! یقیناً

مر مرا ہم مینماید اینچنیں
مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے

اُو فضولی بودہ است از انقباض
انقباض کی وجہ سے وہ فضولی بنا ہے

کرد بر مختارِ مطلق اعتراض
اس نے مختارِ مطلق پر اعتراض کیا ہے

چوں[1] نگہ کردم پس و تا بنگرم
اس کے بعد جب میں نے نگاہ ڈالی کہ دیکھوں

کہ چہ میگویند ایں اہلِ کرم
یہ اہلِ کرم کیا کہہ رہے ہیں؟

یک از ایشاں راندیدم در مقام
موقع پر میں نے انہیں سے ایک کو بھی نہ دیکھا

رفتہ بودند از مقام خود تمام
اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے

نے بچپ نے راست نے بالا نہ زیر
نہ بائیں، نہ دائیں، نہ اوپر، نہ نیچے

چشمِ تیز من نشد بر قوم چیر
(اس) قوم پر میری تیز نگاہ نے قابو نہ پایا

دُرّہا بودند گوئی آب گشت
گویا موتی تھے، پانی بن گئے

نے نشانِ پائے و نے گردے بدشت
نہ پاؤں کے نشان تھے نہ جنگل میں گرد تھی

در[2] قبابِ حق شدند آں دم ہمہ
وہ سب اس وقت اللہ کے قبّوں میں چلے گئے

در کدامیں روضہ رفتند آں رمہ
وہ جماعت کون سے باغ میں چلی گئی!

در تحیّر ماندم کایں قوم را
میں حیرانی میں پڑ گیا کہ اس قوم کو

چوں بپوشانید حق بر چشمِ ما
اللہ (تعالیٰ) نے ہماری آنکھوں سے کیسے چھپا لیا؟

آنچناں پنہاں شدند از چشمِ او
وہ اُن کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے

مثلِ غوطہ ماہیاں در آبجو
جیسے کہ مچھلیوں کا نہر کے پانی میں غوطہ

سالہا در حسرتِ ایشاں بماند
وہ سالوں اُن کی حسرت میں رہے

عمرہا در شوقِ ایشاں اشک راند
ایک عرصہ تک اُن کے شوق میں روتے رہے

تو بگوئی مردِ حق اندر نظر
تو کہے گا، مردِ خدا، نگاہ میں

کے در آرد با خدا ذکرِ بشر
خدا کے ساتھ انسان کی یاد کو کب لاتا ہے؟

---

[1] ۱۲ تحقیقاً۔ بوالفضول۔ وہ شخص جو غیر اختیاری کام کرے۔ مناجات۔ دعا۔ انقباض۔ یعنی کشف کے ڈوبنے سے اسکو دل گرفتگی پیدا ہوئی۔ اعتراض۔ اللہ کے فعل کے خلاف۔ دعا کرنا گویا اللہ پر اعتراض کرنا ہے۔

[2] ۱۲ چوں نگہ۔ یعنی وقتیؒ نے کہا۔ اہلِ کرم۔ یعنی ہی مقتدی کے تعجب۔ یعنی میں نے چاروں طرف دیکھا، انکو کہیں نہ پایا۔ آب گشت۔ یعنی موتی تھے جو دریا میں جاکر گم ہو گئے۔ گرد سے۔ چلنے سے گرد اٹھتی ہے۔

[3] ۱۲ در قباب۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قریب خیموں میں چلے گئے۔ آنچناں۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی وہ بزرگ وقتیؒ کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے جیسا کہ مچھلیاں غوطہ مار کر دریا میں چھپ جاتی ہیں۔ سالہا۔ وقتیؒ اُن کے دیدار کی حسرت میں سالوں روتے رہے۔ تو بگوئی۔ وقتیؒ کے ان بزرگوں کے فراق میں رونے پر تو یہ اعتراض کریگا کہ وقتیؒ جبکہ بزرگ تھے تو اُن انسانوں کی یاد میں کیوں روتے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

خر[1] ازیں می خسپد اینجا اے فلاں — کہ بشر دیدی تو ایشاں را نہ جاں

اے فلاں! اس مقام پر گدھا اس لئے سو جاتا ہے — کہ تو نے اُن کو بشر سمجھا، نہ کہ جان

کار ازیں ویراں شد ست اے مردِ خام — کہ بشر دیدی مر ایشاں را چو عام

اے ناقص انسان! کام اسی وجہ سے تباہ ہوا — کہ تو نے انکو عام (انسانوں) جیسا بشر سمجھا

تو[2] ہماں دیدی کہ ابلیسِ لعیں — گفت من از آتشم آدمؑ ز طیں

تو نے وہی دیکھا، جو ملعون شیطان نے — کہا کہ میں آگ کا ہوں، آدمؑ مٹی کا ہے

چشمِ ابلیسانہ را یک دم ببند — چند بینی صورت آخر چند چند

شیطانی آنکھ کو فوراً بند کر لے — صورت کو کتنا دیکھے گا، آخر کتنا؟ کتنا؟

اے دقوقیؒ بادو چشمِ ہمچو جُو — ہیں مبُر امید و ایشاں را بجُو

اے دقوقیؒ! نہر جیسی دو آنکھوں سے — خبردار مایوس نہ ہو، اور اُن کو تلاش کر

ہیں بجُو کہ رکنِ دولت جستن ست — ہر کشادے در دل اندر بستن ست

خبردار! تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے — ہر کشادگی، دل بستگی کی وجہ سے ہے

از ہمہ کارِ جہاں پرداختہ — کُو دُکو می گو بجاں چوں فاختہ

دنیا کے ہر کام سے فارغ ہو کر — فاختہ کی طرح (دل و) جان سے کُو اور کُو کہتا رہ

نیک بنگر اندریں اے مجتبب — کہ[3] دعا را بست حق بر استجب

اے محبوب! اس میں اچھی طرح غور کر — کہ اللہ نے استجابت کو دعا سے وابستہ کیا ہے

ہر کرا دل پاک باشد ز اعتلال — آں دُعایش می رود تا ذوالجلال

بیماری سے جس کا دل پاک ہو گیا — اس کی دعا اللہ (تعالیٰ) تک پہنچتی ہے

باز شرح کردنِ حکایتِ آں طالبِ روزیِ حلال بے کسب و رنج در عہدِ داؤد علیہ السلام و مستجاب شدنِ دعائے او

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بغیر مشقت حلال روزی طلب کرنیوالے کی حکایت کی دوبارہ تشریح اور اُس کی دعا کا قبول ہونا

یاد م آمد آں حکایت کاں فقیر — روز و شب میکرد افغان و نفیر

مجھے وہ قصہ یاد آیا، کہ وہ فقیر — دن، رات فریاد اور زاری کرتا تھا

وز خدا می خواست روزیِ حلال — بے شکار و کسب و رنج و انتقال

اور خدا سے حلال روزی مانگتا تھا — بغیر شکار اور کمائی اور تکلیف اور چلنے پھرنے کے

[1] خر از یں می خسپد یعنی دیدی غفلت اور غلطی ہونا کہ کبشر یعنی مقرض کی غلطی در غلطی یہ ہے کہ وہ اُن کو صرف بشر سمجھا حالانکہ جب وہ فی اللہ تھے تو وہ خواص بشری سے مبرّیٰ اور روحِ محض تھے۔

[2] تو ہماں۔ ہر انسان کو محض بشر سمجھنا اور اُس کے باطنی فضائل کی طرف نظر نہ کرنا یہ شیطانی نظر ہے شیطان نے آدمؑ کی صورتِ ظاہری کو دیکھا اُن کے باطنی اوصاف پر نظر نہ کی۔ چند بینی۔ ظاہر بینی کو چھوڑ کر انسان کے باطن کو دیکھا کرو۔ اے دقوقیؒ مولانا فرماتے ہیں معترض کا اعتراض بالکل غلط ہے۔ اے دقوقیؒ تم اس کی پروانہ کرو اور اُن بزرگوں کے فراق میں خوب آنسو بہاؤ۔ ہیں بجُو۔ تلاش اور جستجو ہر کشادگی کا سبب ہے کوشش کرو۔ فاختہ گویا اپنے محبوب کے بارے میں کہتی ہے کہاں ہے کہاں ہے۔

[3] کہ دعا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے مانگو میں قبول کرونگا ہر کرا۔ جو اِن نفسانی بیماریوں سے خالی ہوتا ہے تو اُسکی دعا ضرور بارگاہِ الٰہی تک پہنچتی ہے۔ انتقال یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، چلنا پھرنا۔

www.pdfbooksfree.pk

پیش ازیں گفتیم بعض احوالِ اُو
اُس کے کچھ احوال میں نے پہلے بتا دیئے ہیں

لیک تعویق[1] آمد و شد پنج تُو
لیکن رکاوٹ آگئی اور پنج گونی ہو گئی

ہم بگویمش کجا خواہد گریخت
میں تجھ سے وہ (قصہ) کہوں گا وہ کہاں بچے گا

چوں ز ابرِ فضلِ حق حکمت بریخت
جبکہ اللہ (تعالیٰ) کے فضل کے ابر سے دانائی ٹپک رہی ہے

صاحبِ گاؤش بدید و گفت ہین
گائے والے نے اُس کو دیکھا اور کہا خبردار!

اے بظلمت گاوِ من گشتہ رہین
اے وہ کہ تیرے ظلم میں میری گائے پھنس گئی

ہیں چرا کُشتی بگو گاوِ مرا
خبردار! بتا تو نے میری گائے کیوں ماری

ابلہِ طرار انصاف اندر آ
(اے) بیوقوف گنٹھ کترے انصاف میں آ

گفت من روزی ز حق میخواستم
اُس نے کہا میں اللہ (تعالیٰ) سے روزی مانگتا تھا

قبلہ[2] را از لابہ می آراستم
قبلہ کو آہ و زاری سے سجاتا تھا

سالہا بُود ست کارِ من دُعا
میرا کام سالوں دعا کرنا رہا ہے

تا کہ بفرستاد گاوے را خدا
یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) نے ایک گائے بھیجدی

چوں بدیدم گاؤ را بر خاستم
جب میں نے گائے دیکھی میں اُٹھا

روزیِ من بُود کش می خواستم
میری روزی تھی جو میں مانگتا تھا

آں دعائے کہنہ ام شد مستجاب
وہ میری پرانی دعا قبول ہو گئی

روزیِ من بُود کشتم نک جواب
وہ میری روزی تھی میں نے اسکو ذبح کر لیا یہ جواب ہے

رفتن ہر دو خصم پیشِ داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
دونوں فریق کا حضرت داؤدؑ (ہمارے نبی اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو) کے سامنے جانا

اُو[3] خشم آمد گریبانش گرفت
وہ غصہ میں آیا اُس کا گریبان پکڑا

چند مشتے زد بر و بیش ناشگفت
بے تحاشا اُس کے منہ پر چند مکے مارے

می کشیدش تا بداؤدِ نبی
اُس کو داؤدؑ نبی کے پاس کھینچ کر لے گیا

کہ بیا اے ظالمِ کج عبی
کہ آ، اے احمق بیوقوف ظالم!

حُجت بار و رہا کن اے دغا
اے دغاباز! کج حجتی چھوڑ

عقل در تن آور و با خویش آ
اپنے جسم میں عقل پیدا کر اور ہوش میں آ

ایں چہ میگوئی دُعا چہ بُود مخند
یہ کیا کہتا ہے دعا کیا ہوتی ہے؟ مذاق نہ اُڑا

بر سر و ریشِ من و خویش آ کوند
اے بیباک! میرے اور اپنے سر اور داڑھی کا

[1] تعویق۔ رکاوٹ۔ ہم۔ یعنی میں وہ قصہ ضرور سناؤنگا اس میں بہت سی حکمت کی باتیں ہیں۔ اے ظلمت یعنی جب گائے اس دعا کرنیوالے کے گھر میں گھس آئی اور اس نے اس کو پکڑا کر ذبح کر ڈالا تو مالک نے آکر کہا۔ طرار۔ جیب تراش۔

[2] قبلہ را۔ یعنی قبلہ رُو ہو کر میں بہت رویا ہوں۔ کبش۔ کہ اش۔ مستجاب۔ مقبول۔ ہر دو خصم۔ یعنی دعا کرنے والا اور گائے کا مالک۔

[3] اُو خشم۔ گائے کے مالک کو فقیر کے بیان پر غصہ آیا اس نے اس کا گریبان پکڑا اور غصہ پر چند طمانچے مارے۔ بگو۔ کہو۔ دغا۔ دغا باز۔ حجت بارد۔ جھوٹی دلیل یعنی ایسی دلیل جو دعوے کو ثابت نہ کر سکے۔ ایں چہ۔ کیا دعا کرنے سے کسی دوسرے کا مال حلال ہو جاتا ہے۔ کوند۔ لوم کے زیادہ داؤ کے زیر کے ساتھ، بیباک، وہ جو اللہ سے شرمائے نہ مخلوق سے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت من باحق دُعاہا کردہ ام
اُس نے کہا میں نے اللہ سے بہت دعائیں کی ہیں

اندریں لابہ بسے خوں خوردہ ام
اِس خوشامد میں اپنا بہت خون پیا ہے

من یقیں دانم دُعا شُد مُستجاب[1]
میں یقینی (طور پر) جانتا ہوں دعا قبول ہوتی ہے

سر بزن بر سنگ اے مُنکر خطاب
اے بدگو! پتھر پر سر مار

گفت بگرد آئید ہاں اے مُسلمیں
اُس نے کہا اے مسلمانو! جمع ہو جاؤ

ژاژ بینید و فشارِ این مہیں
اِس ذلیل کی بکواس اور ہٹ دھرمی دیکھو

اے دغا تا چند خائی ژاژ را
اے دغا باز! کتنی بکواس کرے گا؟

حُجّتِ قاطع بگو چہ بود دُعا
فیصلہ کن دلیل لا، دعا کیا ہوتی ہے؟

اے مسلماناں دعا مالِ مرا
اے مسلمانو! دعا میرے مال کو

چوں ازآنِ اُو کُند بہرِ خدا
کیسے اُس کی ملکیت بنا دیگی، خدا کے لئے

گر چنیں بُودے ہمہ عالم بدیں
اگر ایسا ہوتا (تو) تمام لوگ اِس

یک دُعا املاک بُردندے بکیں
ایک دعا سے جبراً جائدادیں مار لیتے

گر چنیں بُودے گدایانِ ضریر
اگر ایسا ہو سکتا تو اندھے بھکاری

محتشم گشتہ بُدندے و امیر
باحشمت اور امیر ہو جاتے

روز و شب اندر دُعا اند و ثنا
(وہ) دن، رات دُعا اور تعریف میں

لابہ گویاں کہ تو ماں دہ اے خدا
خوشامدانہ کہتے ہیں کہ اے خدا! تو ہمیں دے

تا[2] تو ندہی ہیچکس ندہد یقیں
جب تک تو نہ دے گا یقیناً کوئی نہ دیگا

اے کُشائندہ تو بکُشا بند ایں
اے کھولنے والے! اِس بند کو کھول دے

مکسبِ کوراں بُود لابہ و دُعا
اندھوں کی کمائی کا ذریعہ خوشامد اور دعا ہے

جُز لبِ نانے نیابند از عطا
وہ کوئی عطا روٹی کے ٹکڑے کے علاوہ نہیں پاتے ہیں

خلق گفتند ایں مسلماں راست گوست
مسلمانوں نے کہا، یہ مسلمان سچ کہتا ہے

وین فروشندہ دُعا ہا ظلم جوست
اور یہ دعا فروش ظالم ہے

ایں[3] دُعا کے باشد از اسبابِ مُلک
یہ دعا ملکیت کے اسباب میں سے کب ہوتی ہے؟

کے کُشد ایں را شریعت خود سُبُلک
اِسکو شریعت نبوی میں کب پروتی ہے؟

بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
فروخت، اور بخشش، یا وصیت، یا عطا

یا ز جنسِ ایں شود مِلکے ترا
یا اِس جیسی (چیز) سے تیری ملکیت (کا سبب) ہو سکتی ہے

[1] مستجاب۔ مقبول، منشار۔ گالی، بیہودہ بات۔ ژاژ۔ ایک کانٹے دار گھاس ہے۔ ژاژ خائیدن۔ بکواس کرنا۔ اے مسلمانان۔ گانے والے نے مسلمانوں کے مجمع سے کہا اِس کی دعا سے میرا مال اُس کا کیسے ہو گیا مگر چنیں سا اگر دعا سے کوئی دوسروں کے مال کا مالک بنا کرتا تو دنیا دعا کر کے دوسروں کے مال کی مالک بن جایا کرتی۔ ضریر۔ اندھے فقیر دعا کر کے صاحبِ قسمت و دولت بن جایا کرتے۔

[2] تا تو۔ یعنی فقرا دعا میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اے خدا جب تک تو نہ دیگا کوئی کچھ نہ دیگا تو ہی اخلاص کے اِس بند کو کھول دے۔ مکسب۔ اندھے فقیروں کی کمائی کا ذریعہ دُعا ہے جب انھیں کوئی روٹی کا ٹکڑا دیتا ہے۔ خلق۔ تمام لوگوں نے سارا قصہ سُن کر کہا گانے والا سچ کہتا ہے اور یہ فقیر ظالم ہے۔

[3] ایں دعا۔ ایک انسان دوسرے انسان کی چیز کا مالک محض اللہ سے دعا کرنے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ جمع۔ انسان مالک جب بنتا ہے، جب کوئی دوسرا اُس کے ہاتھ اپنی چیز فروخت کر دے یا مفت دیدے یا وصیت کر دے کہ میرے مرنے کے بعد وہ مالک ہوگا۔ یا ز جنسِ ایں۔ مثلاً وراثت۔

www.pdfbooksfree.pk

در کدامین[1] دفتر است این شرعِ تو
تیری یہ شریعت کس کتاب میں (لکھی) ہے؟

گاؤ را تو باز دہ یا حبس رو
تو گائے واپس کر یا قید میں جا

اندر آ در حبس و در زندانِ او
قید اور اُس کے جیل خانہ میں آجا

ورنہ گاؤش را بدہ حجّت مگو
ورنہ اس کی گائے دیدے حجت (بازی) نہ کر

او بسوئے آسماں میکرد رُو
وہ آسمان کی طرف منہ اُٹھاتا

کاے خداوندِ کریم لُطف خو
کہ اے کریم خدا، رحیم مزاج!

من دُعاہا کردہ ام زیں آرزو
میں نے اِس تمنا سے دعائیں کیں

واقعہ ما را نداند غیرِ تو
ہمارے معاملہ کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا ہو

در دلِ من تو دُعا انداختی
تو نے میرے دل میں دعا ڈالی

صد اُمید اندر دلم افراختی
تو نے میرے دل میں سینکڑوں اُمیدیں اُبھار دیں

من[2] نمیکردم گزافہ آں دُعا
میں وہ دعائیں خواہ مخواہ نہیں کرتا تھا

ہمچو یوسفؑ دیدہ بودم خوابہا
میں نے حضرت یوسفؑ کی طرح بہت سے خواب دیکھے تھے

دید یوسفؑ آفتاب و اختراں
(حضرت) یوسفؑ نے سورج اور ستاروں کو دیکھا

پیشِ او سجدہ کنان چوں حاکراں
اپنے سامنے نوکروں کی طرح سجدہ کرتے ہوئے

اعتمادش بود بر خواب درست
اُن کو سچے خواب پر بھروسہ تھا

در چہ و زنداں مخوراں رامی بجست
کنویں اور قید خانہ میں اُس (خواب کی تعبیر) کے علاوہ کچھ،

ز اعتمادِ آں نبودش ہیچ غم
اُس کے بھروسے اُن کو کوئی غم نہ تھا

از غلامی و ز ملام بیش و کم
غلامی اور (لوگوں کی) کم و بیش ملامت سے

اعتمادے داشت او بر خوابِ خویش
وہ اپنے خواب پر بھروسہ کرتے تھے

کہ چو شمعے می فروزیدش ز پیش
جو اُن کے سامنے شمع کی طرح روشن تھا

چوں در افگندند یوسفؑ را بچاہ
جب اُنھوں نے یوسف کو کنویں میں گرا دیا

بانگ[3] آمد سمع او را از الٰہ
اُنکے کان میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی

کہ تو روزے شہ شوی اے پہلوان
اے جوانمرد! تو ایک دن بادشاہ (کا وزیر) بنے گا

تا بمالی این جفا بر روئے شاں
یہاں تک کہ اِس ظلم کو اُن کے منہ پر ماریگا

قائلِ این بانگ نامد در نظر
یہ آواز دینے والا نظر نہ آیا

لیک دل بشناخت قائل را ز اثر
لیکن دل نے علامت کے ذریعہ کہنے والے کو پہچان لیا

---

[1] در کدامین: یہ مسئلہ کونسی کتاب میں لکھا ہے کہ تو اللہ سے دعا کرے اور دوسرے کے مال کا مالک بن جائے۔ حبس: یہ غصب ہے جس کی سزا جیل خانہ ہے تو۔ اُس فقیر نے لوگوں کی باتوں سے عاجز آکر آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے مناجات شروع کر دی۔

[2] من نمیکردم: یعنی میری دعا کا یہ اثر ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ اور مجھے خواب پر ایسا ہی بھروسہ ہوا جیسا کہ حضرت یوسفؑ کو اپنے خواب پر ہوا تھا۔ وَید۔ حضرت یوسفؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ انکو سورج اور ستارے سجدہ کر رہے ہیں تو انکو اُس کی تعبیر سے یقین ہو گیا تھا کہ وہ لامحالہ بادشاہ یا وزیر بنیں گے۔ در چہ۔ بھائیوں نے کنویں میں ڈالا لیکن کی وجہ سے قید خانہ بھگتنا لیکن اُن کو اپنے خواب پر اعتماد تھا کہ ایک دن یقیناً بڑائی حاصل ہوگی لہٰذا یہ ساری تکالیف اُن کی نگاہ میں ہیچ تھیں

[3] بانگ۔ قرآن میں ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ یعنی ہم نے یوسفؑ کو وحی بھیجی کہ تو اُن بھائیوں کے کرتوتوں سے انکو خبردار کریگا وہ سمجھ نہیں رہے ہیں تمام۔ یعنی یہ وحی برابر لمست آتی تھی انکے آثار سے یوسفؑ سمجھ گئے

www.pdfbooksfree.pk

قُوتے و راحتے و مسندے — درمیانِ جان فتادش زاں ندے[1]
قوت، اور راحت، اور سہارا — اس آواز سے اُن کی جان میں پیدا ہو گیا
چاہ شد بر وے بدان بانگِ جلیل — گلشن و بزمے چو آتش بر خلیلؑ
اس عظیم آواز سے اُن پر کنواں بن گیا — گلشن اور محفل، جیسا کہ خلیل اللہ پر آگ
ہر جفا کہ بعد ازانش می رسید — اُو بداں قوت بشادی می کشید
اس کے بعد جو ظلم ہوا — انھوں نے اس قوت کی وجہ سے خوشی سے برداشت
ہمچنانکہ[2] ذوق آں بانگِ الست — در دلِ ہر مومنے تا حشر ہست
جیسے کہ الست کی آواز کا ذوق — ہر مومن کے دل میں حشر تک کیلئے ہے
تا نباشد در بلاشاں اعتراض — نے ز امر و نہی حق شانِ انقباض
تاکہ آزمائش میں انھیں کوئی اعتراض نہ ہو — نہ اللہ (تعالیٰ) کے امر اور نہی میں انھیں انقباض ہو
لقمۂ تلخے چو شکر می شود — خار ریحاں سنگ گوہر می شود
کڑوا لقمہ شکر جیسا ہو جاتا ہے — کانٹا ریحان، پتھر گوہر بن جاتا ہے
لقمۂ محکمے کہ تلخی می نہد — گلشکر آں را گوارش می دہد
جس محکم کا لقمہ تلخی پیدا کرتا ہے — (ذوق کا) گلقند اسمیں خوشگواری پیدا کر دیتا ہے
گلشکر[3] آں را کہ نبود مستند — لقمہ را ز انکار اُو قے میکند
جس کے لئے گلقند کا سہارا نہ ہو — اسکے ناگوار ہونے کی وجہ سے وہ لقمہ کو اگل دیتا ہے
ہر کہ خوابے دید از روزِ الست — مست باشد در رہِ طاعات ہست
جس نے الست کے دن کا خواب دیکھ لیا ہے — وہ عبادات کی راہ میں پورا مست ہوتا ہے
میکشد چوں اشترِ مست ایں چنیں — بے فتور و بے گمان و بے ملال
وہ مست اونٹ کی طرح اس بوجھ کو اٹھاتا ہے — بغیر سستی اور بغیر گمان، اور بغیر تکلیف کے
کفک تصدیقش بگرد لوزِ او — شد گواہِ مستیِ دلسوزِ او
اس کے منہ کے گرد اس کی تصدیق کے جھاگ — اس کی دل سوز مستی کے گواہ ہیں
اشتر از قوت چو شیر نر شدہ — زیرِ ثقلِ بار اندک خور شدہ
طاقت کی وجہ سے اونٹ، نر شیر بن گیا — بوجھ کے بھاری پن کے نیچے کم خوراک ہو گیا
ز آرزوئے ناقہ صد فاقہ برو — می نماید کوہ پیشش تارِ مو
اونٹنی کی تمنا میں اس پر سینکڑوں فاقے ہیں — پہاڑ اس کو بال نظر آتا ہے

[1] ندے۔ ندا کا اماله ہے یعنی اس آواز سے انھیں طاقت اور سہارا حاصل ہو گیا۔ چاہ شد۔ یوسفؑ کے لئے قید خانہ ایسا ہی خوشگوار ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے لئے نمرود کی آگ۔

[2] ہمچنانکہ حضرت یوسفؑ کے لئے وہ وحی خداوندی ایسی ہی ثابت ہوئی جس طرح ہر مومن کے دل میں عہد الست کی آواز گونجتی ہے جس کی وجہ سے انکے لئے تمام دنیاوی مصائب آسان ہو جاتے ہیں اور احکام خداوندی بجالانے میں انکو انقباض طاری نہیں ہوتا ہے۔ لقمہ۔ اللہ تعالیٰ کا سخت سے سخت فرمان خوشگوار بن جاتا ہے۔ ریحان۔ ہر خوشبو دار گھاس۔ گل شکر۔ یعنی عہد الست کا ذوق۔

[3] گل شکر جس میں عہد الست کا وہ ذوق نہ ہوگا وہ احکام خداوندی کی پابندی نہ کر سکے گا۔ می کشد۔ وہ عہد الست کے ذوق کی مستی میں حکم اسی طرح برداشت کرے گا جیسا کہ مست اونٹ بے تکان بڑے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ کفک۔ مست اونٹ کے منہ میں جھاگ آتے رہتے ہیں اسی طرح عہد الست کے مست کے منہ میں اسکے تصدیقی کلمات مستی کے جھاگ ہیں۔ زآرزو۔ مستی کی حالت میں نر اونٹ اونٹنی کی تمنا میں کھانا بھی کم کر دیتا ہے اور انھیں بہت زیادہ

www.pdfbooksfree.pk

دَر اَلَست آنکو چنیں خوابے ندید — اندریں دنیا نشُد بندہ و مُرید[1]

جس نے اَلَست میں ایسا خواب نہیں دیکھا ہے — وہ اس دنیا میں بندہ اور ارادتمند نہ بنا

وَر بشُد اندر تردّد صد دلہ — یک زمان شُکر ستش و سالے گلہ

اگر مُرید بنا بھی تو تذبذب میں سو دل والا ہے — ایک وقت اُس کے لئے شکر ہے اور ایک سال شکوہ

پائے پیش و پائے پس در راہِ دیں — می نہد با صد تردّد بے یقیں

دین کے راستہ میں ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے — بغیر یقین کے تردد (کی حالت) میں رکھتا ہے

وآں دارِ شرحِ اَیم نَشرَح کرو — ور شتاب است از اَلَم نَشرَح شنو

میں اِسکی شرح کا مقروض ہوں، یہ گروی ہے — اگر جلدی ہے اَلَم نَشرَح سُن لے

چوں ندارد شرحِ ایں معنی کرا — خر بسوئے مُدّعی گاؤ راں

چونکہ اِن معنی کی شرح کا کنارہ نہیں ہے — گائے کے مُدعی کی جانب، گدھا ہانک دے

گفت کورم خواند زیں جرم آں دغا — بس بلیسانہ قیاس ست اے خُدا

اُس نے کہا، اِس دغاباز نے مجھے اِس جُرم میں اندھا کیا — اے اللہ! یہ تو شیطانی قیاس ہے

مَن دُعا کورانہ کے می کردہ ام[2] — جُز بخالق گدیہ کے آوردہ ام

میں نے اندھا دھند دعا کب کی ہے؟ — اللہ کے سوا میں نے کب بھیک مانگی ہے؟

کور از خلقاں طمع دارد ز جہل — مَن ز تو کز تُست ہر دشوار سہل

اندھا نادانی کی وجہ سے مخلوق سے طمع کرتا ہے — میں تجھ سے کہ تجھ سے ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے

آں یکے کورم ز کوراں بشمرید — اُو نیازِ جان و اِخلاصم ندید

اُس نے مجھے اندھوں میں سے ایک اندھا گنا — اُس نے میری جان کی نیازمندی اور اخلاص نہ دیکھا

کوریِ عشق ست ایں کوریِ مَن — حُبِّ یُعمی وَ یُصِم ست اے حَسَن

میرا اندھاپن عشق کا اندھاپن ہے — اے بھلے! یہ محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے (کہ مصدق ہے)

کورم از غیرِ خُدا بینا بدو — مقتضائے عشق ایں باشد بگو

میں خدا کے غیر سے نابینا اور خدا کا بینا ہوں — بتا، عشق کا یہی مقتضا ہے

---

[1] مُرید جس شخص نے عہد اَلَست کے معاملہ میں کوئی خواب نہ دیکھا ہو اُس میں بندگی اور ارادتمندی کا مادّہ نہیں ہوتا ہے۔ وَر بشُد ایسے شخص میں کچھ ارادت مندی بھی اگر ہوتی ہے تو وہ بھی تذبذب کے ساتھ ہوتی ہے اُس کی زبان پر کبھی شکرِ خدا آتا ہے تو اُس سے زیادہ وہ شکوے کرتا رہتا ہے

[2] وآں دار۔ مولانا فرماتے ہیں کہ عہدِ اَلَست کے ذوق کی مزید تشریح میرے ذمہ قرض ہے وہ ادا کروں گا..... فی الحال مجھ سے کوئی چیز لے کر گروی رکھ لے تاکہ قرض کی ادائگی کا اطمینان ہوجائے۔ وَر شتاب۔ اگر زیادہ جلدی ہے تو اَلَم نَشرَح پڑھ لے یعنی اَلَم نَشرَح سورہ میں آنحضورؐ کے شرحِ صدر ہو جانے کا بیان ہے۔ شرحِ صدر کے بعد ہر راز خود حل ہوجاتا ہے اللہ تیرا بھی شرحِ صدر کردے گا اور یہ مضمون تیری سمجھ میں خود آجائیگا، یا یہ مطلب ہے کہ حضورؐ کی شرحِ صدر کا یہی مطلب تھا کہ آپ میں عہدِ اَلَست کا پورا ذوق تھا اِسی کے ذریعہ اللہ نے آپ کا بوجھ کم کردیا تھا اور تمام اَحکام شرعی آپ پر آسان ہوگئے تھے۔ گفت۔ اُس فقیر نے کہا۔ آں دغا۔ یعنی گائے کا مالک۔ بس بلیسانہ۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے ظاہر کو دیکھا اور اُسی بنیاد پر اپنی افضلیت سمجھا حضرت آدمؑ کے باطنی اوصاف کو اُس نے نہ دیکھا اِسی طرح اُس شخص نے میرے ظاہر اور فقر کو دیکھ کر مجھے اندھے فقیروں میں سے سمجھا حالانکہ میرا فقر اِلی اللہ تھا۔

[3] مَن دعا۔ اندھے فقیر تو انسان سے بھیک مانگتے ہیں میں نے تو اللہ سے بھیک مانگی۔ اُو نیاز۔ یعنی اُس ظالم نے میرے اوصاف کو نہ دیکھا۔ کوری۔ یعنی چونکہ میں عشقِ الٰہی میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ کے عشق نے اندھا اور بہرا بنا رکھا ہے لہٰذا میرا نابینا ہونا دنیا کے اعتبار سے ہے نہ کہ خدا کے معاملہ میں۔

www.pdfbooksfree.pk

تو کہ بینائی ز کورانم مدار
(اے خدا) تو کہ بینا ہے مجھے نابیناؤں میں نہ رکھ

دائرم بر گردِ لطفت اے مدار
اے مدار! میں تیری مہربانی کے گرد گھومتا ہوں

آنچناں[1] کہ یوسفِ صدیق را
جس طرح کہ یوسفِ صدیق کو

خواب بنمودی و کشتش ممتکا
تو نے خواب دکھایا، اور وہ اُن کا سہارا بنا

مر مرا ہم لطف تو خوابے نمود
مجھے بھی تیری مہربانی نے ایک خواب دکھایا

ایں دعائے بیحدم بازی نبود
میری یہ لامحدود دعا کھیل نہ تھی

می نداند خلق اسرارِ مرا
لوگ میرے راز نہیں جانتے ہیں

ژاژ میدانند گفتارِ مرا
میری گفتگو کو بکواس سمجھتے ہیں

حق شان ست و کہ داند رازِ غیب
(یہ) اُنکے مناسب ہے اور غیب کا راز کون جانتا ہے؟

غیر علّامِ سرو ستارِ عیب
سوائے راز کے جاننے والے اور عیب کے چھپانیوالے کے

خصم[2] گفتش حق بگو اے تند خو
(اسکے) فخالف نے اس سے کہا اے بدعادت! سچ بتا

ازچہ سوئے آسماں کردی تو رو
تو نے آسمان کی طرف منہ کیوں کر لیا؟

شیدہ می آری غلط می افگنی
تو مکر کرتا ہے، غلطی میں مبتلا کرتا ہے

لافِ عشق و لافِ قربت میزنی
عشق اور قرب (الٰہی) کی بکواس کرتا ہے

باکدامیں روئے چوں دل مردہ
جب کہ تو مردہ دل ہے، کس منہ سے

روئے سوئے آسمانہا کردہ
آسمانوں کی جانب منہ کیا ہے؟

غلغلے در شہر افتادہ ازیں
اِس سے شہر میں بڑا شور مچ گیا

آں مسلماں می نہد رو بر زمیں
وہ مسلمان زمین پر منہ رکھتا تھا

کاے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
کہ اے خدا اِس غلام کو رسوا نہ فرما

گر[3] بدم، ہم سرِ من پیدا مکن
اگر میں بُرا بھی ہوں، میرا راز فاش نہ کر

تو ہمی دانی کہ شبہائے دراز
تو جانتا ہے کہ لمبی راتوں میں

کہ ہمی خواندم ترا با صد نیاز
میں تجھے سینکڑوں نیازمندیوں کیساتھ پکارتا تھا

پیشِ خلق ایں را اگر خود قدر نیست
اگر مخلوق کے نزدیک اِس کی قدر نہیں ہے

پیشِ تو ہمچوں چراغِ روشنیست
تیرے نزدیک تو روشن چراغ کی طرح ہے

گاؤ می خواہند از من اے خدا
اے اللہ! وہ مجھ سے گائے مانگتے ہیں

چوں فرستادی نکردم من خطا
جبکہ تو نے بھیجی، تو میں نے غلطی نہیں کی

---

[1] آنچناں جس طرح حضرت یوسفؑ کو خواب پر بھروسہ تھا اور وہ اُن کا سہارا بن گیا اسی طرح مجھے بھی خواب کی بنیاد پر اعتماد تھا کہ ضرور دعا قبول ہوگی۔ ایں دعا میری گریہ وزاری کھیل کود نہ تھی یقیناً اُس کو مقبول ہونا تھا۔ می نداند۔ لوگ اِس راز سے واقف نہیں ہیں اور میری باتوں کو بکواس سمجھ رہے ہیں۔ حق شان۔ جبکہ لوگوں کو حقیقتِ حال معلوم نہیں تو اُن کا کہنا برحق ہے

[2] خصم۔ یعنی گائے کے مالک نے کہا سچ بات کہ آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر مکاری کیوں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عشق و قرب کی ڈینگیں کیوں مارتا ہے۔ باکدامیں۔ تیرا منہ اِس قابل نہیں کہ اللہ کے سامنے کرے۔ آں مسلماں۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا فقیر سجدہ میں گرا ہوا تھا۔ کاے خدا۔ اللہ سے سجدہ کی حالت میں یہ دعائیں کر رہا تھا۔

[3] گر بدم۔ اگر میں بُرا بھی ہوں تو اُس وقت تو مجھے رسوا نہ کر۔ قدر نیست۔ میری دعاؤں کی اگر لوگوں کو قدر نہیں ہے تیرے سامنے تو بات واضح ہے۔ چوں فرستادی۔ جب اے اللہ تو نے خود اِس گائے کو میرے گھر میں بھیجدیا تو میرا ذبح کرنا غلطی نہ تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

بیرون شدنِ داؤد نبی علیہ السلام و شنیدن از ہر دو خصم

حضرت داؤد نبی علیہ السلام کا باہر نکل کر آنا، اور دونوں فریق کی بات سننا ، اور

و سوال کردن از مدّعیٰ علیہ و جواب او

مدعی علیہ سے سوال کرنا ، اور اس کا جواب

چونکہ داؤدِ نبی آمد بروں
جب داؤدؑ نبی ، باہر آئے

گفت[1] ہیں چونست ایں احوالِ چوں
فرمایا ہاں ، یہ کیا احوال ہیں؟

مدّعی گفت اے نبی اللہ داد
مدعی نے کہا، اے اللہ کے نبی! فریاد ہے

گاوِ من در خانۂ او در فتاد
میری گائے اسکے گھر میں گھس گئی

کشت گاوم را بپرسش کہ چرا
اس نے میری گائے ذبح کردی اس سے پوچھئے کیوں؟

گاوِ من کشت او بیاں کن ماجرا
میری گائے ذبح کی ، وہ واقعہ بتائے

گفت داؤدش بگو اے بوالکرم
اس سے داؤدؑ نے فرمایا، اے بھلے مانس!

چوں تلف کردی تو ملکِ محترم
تو نے محترم ملکیت کو کیوں برباد کیا؟

ہیں پراگندہ مگو حجّت بیار
خبردار! یہودہ بات نہ کر، دلیل بیان کر

تا[2] بیک سو گردد ایں دعویٰ و کار
تاکہ یہ دعویٰ اور معاملہ یک سو ہو جائے

گفت اے داؤدؑ بودم ہفت سال
اس نے کہا اے داؤدؑ! میں سات سال تک تھا

روز و شب اندر دعا و در سوال
دن ، رات دعا اور سوال میں

ایں ہمی خستم ز یزداں کاے خدا
میں اللہ (تعالیٰ) سے چاہتا تھا کہ اے خدا!

روزیِ خواہم حلال و بے عنا
میں حلال روزی بے مشقت چاہتا ہوں

مرد و زن بر نالۂ من واقف اند
مرد و عورت میری فریاد سے واقف ہیں

کودکاں ایں ماجرا را واصف اند
بچے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں

تو بپرس از ہر کہ خواہی ایں خبر
آپ جس سے چاہیں یہ بات دریافت کریں

تا بگوید بے[3] شکنجہ و بے ضرر
تاکہ وہ بغیر دباؤ اور بغیر تکلیف کے بتادے

ہم ہویدا پرس و ہم پنہاں خلق
لوگوں سے علی الاعلان اور خفیہ طور پر دریافت کیجئے

کہ چہ میگفت ایں گدا آگندہ دلق
کہ یہ پھٹی گدڑی والا فقیر کیا کہا کرتا تھا؟

بعد ازیں جملہ دعا و ایں فغاں
اس تمام دعا اور فریاد کے بعد

گاو اندر خانہ دیدم ناگہاں
اچانک میں نے اپنے گھر میں گائے دیکھی

---

[1] گفت: حضرت داؤدؑ نے فرمایا سب احوال بتاؤ۔ او بیان کن: یعنی اس کو فرمایئے کہ وہ بیان کرے۔

[2] تا بیک سو: یعنی میں معاملہ کو سمجھ کر فیصلہ کر سکوں۔ عنا: مشقت۔ مرد: یعنی یہ میرا قصہ عورت، مرد، بچے بوڑھے سب ہی کو معلوم ہے۔

[3] بے شکنجہ: یعنی بغیر کسی دباؤ کے۔ ہم ہویدا: یعنی اس معاملہ کی کھل اور چھپی تحقیقات کر لیجئے۔

www.pdfbooksfree.pk

چشمِ من تاریک شُد نے بہرِ لوت[1] — شادیٔ آں کہ قبول آمد قنوت

میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا نہ کہ کھانے کے لئے — اس خوشی میں کہ دعا قبول ہو گئی

کُشتم ایں را تا دہم در شکرِ آن — کہ دُعائے مَن شنید آں غیب داں

میں نے اسکو ذبح کر دیا تا کہ اُس شکریہ میں بانٹ دوں — کہ اُس غیب کے جاننے والے نے میری دعا سُن لی

حکم کردنِ داؤد علیہ السّلام بر کُشندہ گاؤ

گائے ذبح کرنے والے کے خلاف، حضرت داؤدؑ کا فیصلہ

گُفت داؤدؑ ایں سُخنہا را بشُو — حُجّتِ شرعی دریں دعوے بگو

(حضرت) داؤدؑ نے فرمایا ان باتوں کو اول سے دھو دے — اس دعوے پر کوئی شرعی دلیل بیان کر

تو رَوا داری کہ من بے حجتے — بنہم اندر شرع باطل سُنّتے

تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر دلیل کے — میں شرع میں ایک غلط رسم جاری کر دوں

اینکہ بخشیدت خریدی وارثی — ریع را چوں می ستانی حارثی

یہ (گائے) تجھے کس نے بخشی تو نے خریدی تو وارث ہے — پیداوار تو کیوں لیتا ہے، تو کاشتکار ہے؟

کسب[2] را ہیچوں زراعت داں عمو — تا نہ کاری دخل نبود آنِ تو

اے چچا! کمائی کو کھیتی کی طرح سمجھ — جب تک تو کھیتی نہ کرے پیداوار تیری ملکیت نہیں ہے

آنچہ کاری بدروی آں آنِ تست — ورنہ ایں بیداد بر تو شد درُست

جو تو بو دے، کاٹے وہ تیری ملکیت ہے — ورنہ یہ ظلم تیرے ذمّے لگ گیا ہے

رَو بدہ مالِ مُسلماں کژ مگو — رَو بجُو وَام و بدہ باطل مجو

جا، مسلمان کا مال دے، ٹیڑھی بات نہ کر — جا، قرض لے، اور دیدے، غلط نہ چاہ

گفت[3] اے شہ تو ہم ایں میگوئیم — کہ ہمیگویند اصحابِ ستم

اُسنے کہا اے شاہ! آپ بھی مجھے وہی کہہ رہے ہیں — جو ظالم لوگ کہہ رہے ہیں

تضرّع کردنِ آں شخص از داوری داؤد علیہ السّلام نزدِ خدا

اُس شخص کا داؤدؑ کے فیصلہ پر خدا کے سامنے فریاد کرنا

پس زدل آہے برآورد و بگفت — کائے خُدائے ہر کجا طاقے و جُفت

تو اُس نے دل سے آہ نکالی اور کہا — اے ہر اُس جگہ کے خدا جہاں کوئی طاق اور جُفت ہے

سجدہ کرد و گفت اے دانائے سوز — در دلِ داؤدؑ انداز آں فروز

اُس نے سجدہ کیا اور کہا اے سوزش کے جاننے والے — وہ روشنی داؤدؑ کے دل میں ڈال دے

[1] لوت۔ ہر عن غذا کشتم۔ میں نے گائے اس لئے ذبح کی کہ دعا کی قبولیت کے شکرانے میں اسکو غریبوں میں بانٹ دوں۔ تو رواداری۔ کیا تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے تیرے حق میں فیصلہ کر کے ایک غلط طریقہ رائج کر دوں۔ ایں۔ یہ گائے تجھے کس نے بخشی تھی تو نے خریدی تھی، کیا تو نے کاشت کی تھی جو پیداوار کا مالک بنا۔

[2] کسب۔ کمائی اور کھیتی ایک چیز ہے جو بوتا ہے کھیتی اُس کی ملکیت ہوتی ہے۔ ورنہ۔ دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرنا ظلم ہے۔ رَو۔ غلط باتیں نہ کر اگر تیرے پاس ہے تو اُس گائے کی قیمت ادا کر دے ورنہ قرض لے کر اُس کو دیدے۔

[3] گفت۔ گائے ذبح کرنے والے نے کہا کہ آپ بھی وہی باتیں کرنے لگے جو سب کر رہے تھے اور پھر اللہ کے سامنے اُس نے گریہ وزاری شروع کر دی۔

www.pdfbooksfree.pk

دَردِ[1] دِلَش نہ آنچہ تو اندر دِلَم
اس کے دل میں ڈال دے جو کہ تو نے میرے دل

اندر افگندی بَراز اے مُفضِلم
میں راز ڈالا ہے اے میرے محسن!

ایں بگفت و گریہ دَر شد ہائے ہائے
یہ کہا اور ہائے ہائے کر کے رونا شروع کر دیا

تا دلِ داؤد پیروں شُد زجائے
یہاں تک کہ (حضرت) داؤدؑ کا دل دھڑکنے لگا

گفت ہیں امروز آخواہانِ گاؤ
فرمایا خبردار! اے گائے کے تمنّی! آج

مُہلتم دہ ویں دعاوی را مکاؤ
مجھے مہلت دے ان دعووں کو نہ کر

تا رَوم من سوئے خلوت در نماز
تاکہ میں نماز میں تنہائی میں چلا جاؤں

پُرسَم ایں اَحوال از دانائے راز
رازوں کے جاننے والے سے یہ احوال دریافت کروں

خوئے[2] دارم در نماز آں را لتفات
میں نماز میں اس توجہ کی عادت رکھتا ہوں

مَعنیِ قُرَّۃُ عَینِیْ فِی الصَّلٰوۃِ
جو معنی ہیں قُرَّۃُ عَینِیْ فِی الصَّلٰوۃِ کے

روزنِ جانم کُشاد ست از صَفا
صفائی کی وجہ سے میری جان کا سوراخ کھلا ہوا ہے

میرسَد بے واسطہ نامہ خُدا
بغیر واسطے کے خدا کا پیغام پہنچتا ہے

نامۂ و باران و نور از روزنم
پیغام اور بارش اور نور میرے سوراخ سے

می فتد دَر خانہ ام از مَعدنم
میری معدن سے میرے گھر میں پہنچتا ہے

دو[3] زخ ست آں خانہ کاں بے روزن ست
وہ گھر دوزخ ہے جو بے سوراخ ہے

اصلِ دیں اے بندہ روزن کردن ست
اے بندے! دین کی اصل سوراخ کرنا ہے

تیشہ دَر ہر بیشہ کم زن بیہُدہ
ہر جھاڑی پر کلہاڑی نہ مار

تیشہ زن دَر کندنِ روزن ہَلا
ہاں سوراخ کرنے کے لئے کدال مار

یا نمی دانی کہ نورِ آفتاب
یا تو نہیں جانتا کہ سورج کا نور

عکسِ خورشیدِ بُرونست از حجاب
اس سورج کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے

نور ایں دانی کہ حیواں دید ہم
تو اسکو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے

پس چہ کَرَّمنا بود بر آدم
تو میرے آدمی ہونے پر کرمنا کیسے (صادق) ہوگا؟

مجاہدات کے تیشہ سے روح میں دریچہ کھولنا ہے۔ یا نمی دانی۔ تو جو روح کا دریچہ کھولنے کیلئے مجاہدات نہیں کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نہیں سمجھتا کہ اصل نور ذاتِ باری کا نور ہے سورج کا نور تو اس کا ایک عکس ہے۔ نورِ ایں۔ اگر تیری نگاہ میں صرف یہی ظاہری نور ہے تو تجھ میں اور حیوانات میں کیا فرق ہے اس ظاہری نور کو تو ہر حیوان دیکھ لیتا ہے تیری کیا خصوصیت ہے۔ کَرَّمنا۔ قرآن پاک میں ہے وَلَقَد کَرَّمنا بَنِیْ آدَم "ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی" تو اگر انسان میں اور جانور میں کوئی فرق نہیں ہے تو یہ آیت اس پر کیسے صادق آسکتی ہے۔

---

[1] دردش۔ اے خدا تو نے داؤدؑ کے دل میں وہی بات پیدا کر دے جو تو نے میرے دل میں پیدا کی تھی جس سے میں اس گائے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مفضل محسن۔ ایں بگفت۔ گائے ذبح کرنے والے نے اس گفتگو کے بعد آہ وزاری شروع کر دی اور ایسا رویا کہ حضرت داؤدؑ کا دل بے چین ہو گیا۔ گفت حضرت داؤدؑ نے تمنی سے کہا کہ آج جاؤ کل فیصلہ ہوگا۔

تا رَوم۔ میں تنہائی میں نماز پڑھوں گا اور اللہ سے دعا کروں گا تاکہ راز کھل جائے۔

[2] خوئے دارم۔ مجھے نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف وہی توجہ ہوتی ہے جس کے بارے میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ قُرَّۃُ عَینِیْ فِی الصَّلٰوۃِ حدیث شریف میں ہے جُعِلَت قُرَّۃُ عَینِیْ فِی الصَّلٰوۃِ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ روزن۔ روح کا دریچہ کھلا ہوا ہے جس کے ذریعہ بغیر واسطے کے میرے پاس خدائی احکام آتے ہیں۔ باراں یعنی بارانِ رحمت۔ مَعدن یعنی ذاتِ باری تعالیٰ۔

[3] دوزخ۔ جس روح کا دریچہ اللہ تعالیٰ کی جانب کھلا ہوا نہیں ہے وہ روح دوزخی ہے۔ اصل۔ دین کی بنیاد تعلق مع اللہ پر ہے۔ تیشہ۔ لکڑیاں کاٹنے کیلئے تیشہ چلانا کوئی معنی نہیں رکھتا اصل کام

www.pdfbooksfree.pk

مَن[1] چو خورشیدم درونِ نور غرق
میں سورج جیسا ہوں، نور میں ڈوبا ہوا ہوں

مَن ندانم کرد خویش از نور فرق
میں اپنے آپ میں اور نور میں فرق کرنا نہیں جانتا ہوں

رفتنم سوئے نماز و آن خلا
میرا اس خلوت اور نماز کی جانب جانا

بہر تعلیم ست رہ مر خلق را
مخلوق کو راستہ کی تعلیم دینے کے لئے ہے

کژ نہم تا راست گردد ایں جہاں
میں ٹیڑھا (قدم) رکھتا ہوں تاکہ مخلوق سیدھی ہو جائے

حَرب خدعہ ایں بود اے پہلواں
اے بہادر! "جنگ دھوکہ ہے" یہی ہے

نیست[2] دستوری وگرنہ ریختے
اجازت نہیں ہے ورنہ وہ بہا دیتے

گرد از دریائے راز انگیختے
راز کے دریا سے گرد اڑا دیتے

ہمچنیں میگفت داؤد ایں نسق
اس طور پر (حضرت) داؤد ایسا ہی کہتے رہے

خواست کشتن عقلِ خلقاں محترق
مخلوق کی عقل نے جل جانا چاہا

پس گریبانش کشید از پیش کے
تو ایک نے پیچھے سے اُن کا گریبان کھینچا

کہ ندارم در یکی اَش من شکے
کہ میں اُنکی وحدانیت میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

رفتنِ داؤد علیہ السلام در خلوت تا آنچہ حق ست پیدا شود
(حضرت) داؤدؑ کا تنہائی میں چلا جانا، تاکہ جو صحیح بات ہے واضح ہو جائے

باخود آمد گفت را کوتاہ کرد
(حضرت) سنبھلے، بات کو مختصر کیا

لب ببست و عزمِ خلوتگاہ کرد
خاموش ہو گئے اور خلوت خانہ کا قصد کیا

در فرو بست و برفت آنگہ شتاب
دروازہ بند کیا اور فوراً روانہ ہوئے

سوئے محراب و دعائے مستجاب
محراب، اور مقبول دعا کی جانب

حق[3] نمودش آنچہ بنمودش تمام
حق نے اُن کو (جو کچھ) دکھایا (اُنہیں) سب کچھ دکھا دیا

گشت واقف بر سزائے انتقام
وہ بدلے کی سزا سے واقف ہو گئے

دید احوالے کہ کس واقف نبود
اُنھوں نے وہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا

رازِ پنہانے کہ حیرانی فزود
وہ چھپے ہوئے راز جنھوں نے حیرانی بڑھا دی

روزِ دیگر جملہ خصمان آمدند
دوسرے دن سب فریق آئے

پیشِ داؤدِ پیمبر صف زدند
(حضرت) داؤد پیغمبرؑ کے روبرو صف بستہ ہو گئے

ہمچناں آں ماجرا ہا باز رفت
اُسی طرح وہ قصہ پھر چلا

زود زد آں مدعی تشنیع زفت
اُس مدعی نے جلد سخت بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا

---

[1] من چو خورشیدم۔ میں ذاتِ باری میں فنا ہوں اب میں اپنے میں اور ذاتِ باری میں کوئی امتیاز اور دوئی نہیں پاتا ہوں۔ رفتنم۔ باوجود اس اتحاد کے پھر نوافل اور خلوت میں جانا دوسروں کو تعلیم دینے کے لئے ہے۔ کژ نہم۔ عام لوگوں کی ہدایت کیلئے میں کبھی غیر ضروری بات کرنے لگتا ہوں اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسی کہ جنگ کے موقع پر غیر واقعی بات ظاہر کی جاتی ہے۔ حرب خدعہ۔ جنگ میں ایک غیر واقعی چال سے کامیابی ہو جاتی ہے۔

[2] نیست۔ وحدت کا راز فاش کرنے کی اجازت نہیں ورنہ حضرت داؤدؑ سارے راز فاش کر دیتے اور ایسے اسرار بیان کر دیتے کہ دریائے اسرار خشک ہو جاتا۔ پس۔ فوراً غیب نے حضرت داؤدؑ کا گریبان کھینچ کر اُن کو اسرار بیان کرنے سے روکا۔ باخود۔ یعنی حضرت داؤدؑ کی مستی زائل ہوئی۔ محراب۔ یعنی مصلّی

[3] حق نمودش۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر بات واضح کر دی اور گائے ذبح کرنے کی سزا سے واقف کر دیا۔ زود زد۔ یعنی گائے والے نے فوراً اُس فقیر پر لعن طعن شروع کر دی۔

www.pdfbooksfree.pk

زود[1] گاوم را بدہ اے نابکار — از خدائے خویشتن شرمے بدار

اے نابکار! میری گائے جلد دے — اپنے خدا سے کچھ شرما

کاینچنیں ظلمِ صریح نامزا — می رود در عہدِ پیغمبر بلا

کہ ایسا نامناسب، صاف ظلم — خبردار! پیغمبر کے دور میں ہو رہا ہے

گاؤ کشتہ خوردہ بے ترسے و بیم — در جواب افزودہ تزویرآں لئیم

گائے ذبح کرکے ڈر اور خوف کے بغیر کھا کر — اُس نالائق نے جواب میں مکاری زیادہ شروع کردی

کہ[2] پنجیدیں سال بودم در دعا — من طلب کردم ز حق دادا ومرا

کہ میں کتنے سال سے دعا میں لگا رہا ہوں — میں نے اللہ (تعالیٰ) سے مانگا اُس نے مجھے دیا

اے رسولِ حق چنیں باشد روا — ملکِ من بُد گاؤ چوں دادش خدا

اے اللہ کے رسول! کیا یہ جائز ہو سکتا ہے؟ — گائے میری ملکیت تھی، خدا نے اُسکو کیسے دیدی؟

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سرِ گاؤ بگذرد

داؤد علیہ السلام کا گائے کے مالک کے خلاف فیصلہ کرنا، کہ گائے کے خیال

و تشنیع صاحب گاؤ بر داؤد علیہ السلام

سے درگذر کرے، اور گائے والے کا داؤد علیہ السلام کو ملامت کرنا

گفت داؤدش خموش کن رو بہل — این مسلماں را ز گاوت کن بحل

(حضرت) داؤدؑ نے اُس سے فرمایا چپ جا، چھوڑ — اِس مسلمان کو اپنی گائے معاف کردے

چوں[3] خدا پوشید بر تو اے جواں — رو خموش کن حقِ ستاری بداں

اے جوان! جب اللہ (تعالیٰ) نے تیری پردہ پوشی کی ہے — جا، چپ ہو جا، پردہ پوشی کے حق کو سمجھ

گفت واویلا چہ حکم ست اینچنیں داد — از پئے من شرعِ نو خواہی نہاد

اُسنے کہا ہائے ہائے یہ کیا فیصلہ ہے یہ کیا انصاف ہے؟ — میرے لئے آپ نئی شریعت بنائیں گے

رفتہ است آوازۂ عدلت چناں — کہ مُعطّر شُد زمین و آسماں

آپ کے انصاف کا تو ایسا شہرہ ہے — کہ (اُس سے) زمین اور آسمان مُعطّر ہے

برسگانِ کور ایں ستم نرفت — زین تعدی سنگ و کہ بشگافت تفت

اندھے کتوں پر (بھی) یہ ظلم نہیں ہوا ہے — اِس ظلم سے پتھر اور پہاڑ جلد پھٹ گئے

ہمچنیں تشنیع می زد بر ملا — کالصلا ہنگامِ ظلم ست الصلا

وہ اِس طرح علی الاعلان ملامت کرتا رہا — آؤ، آؤ ظلم کا وقت ہے

[1] زود۔ کہنے لگا کہ فوراً میری گائے دے اور خدا سے شرم کر۔ می رود حضرت داؤدؑ نبی کے دور میں ایسا ظلم ہوا ہے۔ تزویر۔ یعنی خدا رسیدہ ہونے کی باتیں۔

[2] کہ پنجیدیں۔ یعنی تو یہ کہتا ہے کہ میں نے دعا کی اور اللہ نے مجھے گائے عنایت کردی۔ تشنیع۔ ملامت۔ کن بحل۔ معاف کردے۔

[3] چوں۔ جب اللہ (تعالیٰ) نے تیری پردہ پوشی کی ہے تو اب معاملہ کو نہ کُرید ورنہ رُسوائی ہوگی۔ از پئے من۔ یعنی میرے معاملہ میں آپ نئی شریعت بَرت رہے ہیں۔ برسگاں۔ بچے کتوں پر ستم مارتے ہیں۔ برملا۔ علی الاعلان۔ الصلا۔ لوگوں کو ظلم دکھانے کی دعوت دینے لگا۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں چنیں ظلم و ستم بر من مکن — یا نبی اللہ مگو زیناں سخن

ایسا ظلم و ستم مجھ پر نہ کیجئے — اے اللہ کے نبی! ایسی باتیں نہ کیجئے

محکم کردنِ داؤدؑ بر صاحب گاؤ کہ جملہ مالِ خود بوے بخش

حضرت داؤدؑ کا گائے والے کو حکم دینا کہ اپنا سارا مال اس کو بخش دے

بعد ازاں داؤدؑ گفتش کاے عنود — جملہ مالِ خویش اورا بخش زود

اسکے بعد (حضرت) داؤدؑ نے اس سے کہا اے سرکش! اپنا سب مال اس کو جلد بخش دے

ورنہ کارت سخت گردد گفتمت — تا نگردد ظاہر از وے اُستمت[1]

ورنہ تیرا معاملہ مشکل ہو جائیگا۔ میں نے تجھ سے کہدیا تاکہ تیرا ظلم اُس سے ظاہر نہ ہو

خاک بر سر کرد و جامہ بر درید — کہ بہر دم میکنی ظلمے مزید

اُس نے سر پر خاک ڈالی اور کپڑے پھاڑ لئے کہ آپ تو ہر دم ایک مزید ظلم کر رہے ہیں

یک دمے دیگر بدیں تشنیع راند — باز داؤدش بہ پیش خویش خواند

اُس نے پھر یہ ملامت شروع کر دی پھر (حضرت) داؤدؑ نے اُس کو اپنے سامنے بلایا

گفت چوں بخشت نبود اے ناصبور — ظلمت آمد اندک اندک در ظہور

فرمایا اے بے صبرے چونکہ (پردہ پوشی) تیرا نصیب نہ تھی تیرا ظلم رفتہ رفتہ ظہور میں آیا

دیدۂ انگاہ صدر و پیشگاہ — اے دریغ از چوں تو خر خاشاک راہ

تو نے اُس وقت صدر اور پیشگاہ کو راستہ کا کوڑا سمجھا، ہائے افسوس تجھ جیسے گدھے پر

زیں سخن داؤدؑ[2] زو شد خشمناک — گفت تا خود را نگردانی ہلاک

ان باتوں سے (حضرت) داؤدؑ اُس پر غضبناک ہو گئے فرمایا، خبردار اپنے آپ کو تباہ نہ کر

رو کہ فرزندانِ تو با جفتِ تو — بندگانِ او شدند اے تند خو

جا کر تیری اولاد مع تیری بیوی کے اے بدمزاج! اُس کے غلام ہو گئے

سنگ بر سینہ ہمی زد با دو دست — می دوید از جہل خود بالا و پست

وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پر پتھر مارتا تھا اپنی نادانی سے اوپر نیچے بھاگ رہا تھا

خلق[3] ہم اندر ملامت آمدند — کز ضمیر کار او غافل بدند

لوگوں نے بھی ملامت شروع کر دی کیونکہ وہ اُس کے پوشیدہ کام سے ناواقف تھے

ظالم از مظلوم کے داند کسے — کو بود سخرہ ہوا ہمچوں خسے

وہ شخص ظالم اور مظلوم میں کب امتیاز کرتا ہے؟ جو کہ تنکے کی طرح ہوا کے تابع ہو

---

[1] اُستمت — ستم تو بخشت۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تو پردہ پوشی کی لیکن تیرے نصیب میں نہ تھی اب تو رفتہ رفتہ خود اپنا ظلم ظاہر کرنے پر تلا ہوا ہے اگر وہ حضرت داؤدؑ کے ابتدائی فیصلے مان لیتا تو پورا معاملہ نہ کھلتا۔ ہر فیصلے کے انکار سے معاملہ کھلتا چلا گیا۔ یہ وہ۔ یعنی تو آرام سے تھا اور مال و دولت سے مزے اُڑا رہا تھا لیکن تو نے اُس کی قدر نہ کی اور اُسکو گرد راہ سمجھا۔

[2] زیں سخن۔ جب وہ حضرت داؤدؑ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور واویلا کرنے لگا تو حضرت داؤدؑ کو ناگوار گذرا۔ اب فیصلہ یہ ہے کہ صرف گائے کی معافی اور مال بخشنا کافی نہیں ہے بلکہ تیری اولاد اور بیوی سب اسکے غلام ہیں۔

[3] خلق۔ جو لوگ جمع ہو گئے تھے وہ بھی حضرت داؤدؑ کے ان فیصلوں کو ظلم سمجھتے ہوئے حضرت داؤدؑ کو ملامت کرنے لگے۔ ضمیر پوشیدہ سخرہ۔ تابعدار۔

www.pdfbooksfree.pk

ظالم[1] از مظلوم آنکس پے برد — کو سرِ نفسِ ظلومِ خود برد

ظالم اور مظلوم کا وہ شخص پتہ لگا لیتا ہے — جو اپنے ظالم نفس کا سر قلم کر دے

ورنہ آں ظالم کہ نفس ست اندرو — خصمِ ہر مظلوم باشد از جنوں

ورنہ وہ ظالم کہ جس کے اندر نفس ہے — جنون کی وجہ سے ہر مظلوم کا مخالف ہوتا ہے

سگ ہمارہ حملہ بر مسکیں کند — تا تواند زخم بر مسکیں زند

کتا ہمیشہ غریب پر حملہ کرتا ہے — جب تک بھی ہو سکے غریب کو کاٹتا ہے

شرم[2] شیراں راست نے سگ را بداں — کو نگیرد صید از ہمسایگاں

سمجھ لے شرم شیروں میں ہوتی ہے نہ کہ کتے میں — وہ پڑوسیوں سے شکار نہیں چھینتا ہے

عامۂ مظلوم کش ظالم پرست — از کمیں سگ ساں سوئے داؤد جست

مظلوم کو مارنے والے ظالم پرست عوام — کمینگاہ سے کتے کی طرح (حضرت) داؤدؑ پر دوڑ پڑے

روئے در داؤدؑ کردند آں فریق — کای نبیِ مجتبےٰ برما شفیق

اُن لوگوں نے (حضرت) داؤدؑ کی طرف رُخ کیا — کہ اے منتخب نبی! ہم پر مہربان

ایں نشاید از تو کیں ظلم ست فاش — قہر کردی بیگنا ہے را بلاش

آپ کیلئے یہ مناسب نہیں کیونکہ یہ تو کھلا ظلم ہے — آپ نے بے وجہ ایک بے قصور پر ظلم کیا ہے

عزم کردن داؤد علیہ السلام بخواندن خلق بر آں صحرا کہ راز را آشکارا کند

(حضرت) داؤد علیہ السلام کا لوگوں کو اُس جنگل کی طرف بلانے کا ارادہ کرنا جہاں راز ظاہر کردیں

گفت اے یاراں زمانِ آں رسید — کاں سرِ مکتوم[3] اُو گردد پدید

فرمایا اے دوستو! اِس کا وقت آگیا ہے — کہ اُس کا پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے

جملہ برخیزید تا بیروں رویم — سوئے صحرا و بداں ہاموں شویم

سب اُٹھو! تاکہ ہم باہر چلیں — جنگل کی طرف اور اس جنگل میں پہنچیں

مرد و زن از خانہا بیروں روید — تا بداں سرِ نہاں واقف شوید

مرد اور عورت گھروں سے باہر چلو — تاکہ اُس پوشیدہ راز سے واقف ہو جاؤ

در فلاں صحرا درختے ہست زفت — شاخہایش انبہ و بسیار چفت

فلاں جنگل میں، ایک موٹا درخت ہے — اسکی شاخیں بہت گھنی اور بہت جڑی ہوئی ہیں

سخت راسخ خیمہ گاہ و میخ اُو — بوئے خوں می آید از بیخ اُو

خیمہ گاہ اور اُس کا کھونٹا بہت مضبوط ہے — اُس کی جڑ سے مجھے خون کی بو آرہی ہے

---

[1] ظالم۔ چونکہ انسان کا نفس خود ظالم ہے لہٰذا وہ فطری طور پر ظالم کی حمایت کرتا ہے۔ ہاں اگر انسان اپنے نفس کا سر قلم کر دے تو وہ ظالم اور مظلوم میں امتیاز کر سکتا ہے۔ سگ۔ نفس ایک کتا ہے اور کتے کی عادت ہے کہ غریب اور کمزور پر حملہ کرتا ہے۔

[2] شرم۔ حیا اور شرم شیروں میں ہوتی ہے جو کبھی اپنے ہمسایہ کا شکار چھین کر نہیں کھاتے ہیں۔ عامہ۔ عوام جو ظالم کی حمایت کے عادی ہوتے ہیں کتوں کی طرح اُن کے فیصلہ کے خلاف ہو کر اُن کی طرف دوڑ پڑے۔ بلاش۔ بلاشبہ یعنی بلاوجہ۔

[3] سرِ مکتوم۔ چھپا ہوا راز۔ ہاموں۔ جنگل۔ زفت۔ موٹا۔ چفت۔ یعنی شاخیں آپس میں گھی ہوئی ہیں۔ سخت۔ یعنی اُس درخت کی چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور جڑ جو خیمہ کی میخ کی طرح ہے بہت مضبوط ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

خوں شدست اندر بُنِ آں خوش درخت
اُس اچھے درخت کی جڑ میں خون ہوا ہے

خواجہ را کشتست ایں منحوس بخت
اِس بدبخت نے آقا کو قتل کیا ہے

مال را برداشت ست ایں قلتبان[1]
اِس وَرِیث نے مال اُڑا لیا ہے

وین غلام اُوست اے آزادگاں
اے آزاد لوگو! یہ اُس کا غلام ہے

ایں جواں مر خواجہ را باشد پسر
یہ جوان، آقا کا پوتا ہے

طفل بُود و اُو ندارد زیں خبر
بچہ تھا، اِس کو اُس کا پتہ نہیں

تا کنوں حلمِ خدا پوشید آں
اب تک اللہ کے حِلم نے اُس کو چھپایا

آخر از ناشکریِ ایں قلتباں
بالآخر اِس وَرِیث کی ناشکری سے

کہ عیالِ خواجہ را روزے ندید
کہ اُس نے ایک دن بھی آقا کے بچوں کی دیکھ بھال

نے بہ نوروز و بموسمہائے عید
نہ نوروز پر، اور نہ عید کے موسموں میں

بے نوایاں را بیک لقمہ نجُست
محتاجوں کی ایک لقمہ سے دلداری نہ کی

یاد ناورد اُو ز حقہائے نخست
اُس نے پہلے حقوق کو یاد نہ کیا

تا کنوں از بہرِ یک گاؤ ایں لعیں
یہاں تک یہ مردود ایک گائے کی وجہ سے

می زند فرزند اُو را بر زمیں
اُس کے پوتے کو زمین پر پٹخ رہا ہے

اُو بخود برداشت پردہ از گناہ
اُس نے خود گناہ سے پردہ اُٹھایا

ورنہ می پوشید جرمش را الٰہ
ورنہ خدا اُس کے جُرم کو چھپا رہا تھا

کافر و فاسق دریں دورِ گزند[2]
اِس فتنہ کے زمانے میں، کافر اور فاسق

پردۂ خود را بخود بر می درند
اپنے پردے کو خود چاک کر رہے ہیں

ظلم مستور ست در اسرارِ جاں[3]
روح کے رازوں میں ظلم چھپا ہوا ہے

می نہد ظالم بہ پیشِ مردماں
ظالم (اُسکو) لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے

کہ بہ بینید ش کشیدہ شاخہا
کہ اِس (ظلم) کو سینگ نکالتے ہوئے دیکھو

گاوِ دوزخ را بہ بینید از مَلا
بزرگانِ دوزخ کی گائے کو دیکھو

گواہی دادن دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا
ظالم پر دنیا میں بھی ہاتھ پاؤں، اور زبان کا گواہی دینا

پس ہمیں جا دست و پایت بے گزند
تو اِسی جگہ تیرے ہاتھ پاؤں بغیر نقصان کے

بر ضمیر تو گواہی میدہند
تیرے باطن پر گواہی دیتے ہیں

[1] قلتبان۔ وَرِیث۔ پسر۔ مولانا نے آئندہ اشعار میں مقتول کو جوان کا دادا بتایا ہے اِسلئے ہم نے پسر اور فرزند کا ترجمہ پوتا کیا ہے۔ حِلم۔ بُردباری۔ عیال۔ بال بچے۔ نوروز۔ ایرانیوں کی عید ہے۔ حقہائے۔ یعنی اُس پر جو اُس کے آقا کے پہلے حقوق تھے۔

[2] کافر و فاسق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قہرمانی فرماتا ہے لیکن کافر اور فاسق خود اپنی پردہ دری کرتے ہیں۔

[3] مستور۔ پوشیدہ، شاخ۔ یعنی سینگ۔ آزکلا۔ یعنی برملا علی الاعلان۔ گواہی یعنی ظالم کے ہاتھ پاؤں آخرت میں اُسکے خلاف گواہی دیں گے اور دنیا میں بھی گواہی دیتے ہیں۔ ضمیر۔ پوشیدہ راز۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں مُوکّل[1] می شود بر تو ضمیر — کہ بگو تو اعتقادت وا مگیر

باطن تیرے اوپر مُوکّل کی طرح ہو جاتا ہے — کہ تو کہدے، اپنے اعتقاد کو نہ چھپا

خاصہ در ہنگامِ خشم و گفتگو — میکند ظاہر سِرت را مُو بمُو

خصوصاً غصہ، اور گفتگو کے وقت — تیرے راز کو ذرہ ذرہ ظاہر کر دیتا ہے

چوں مُوکّل می شود ظلم و جفا — کہ ہویدا کن مرا اے دست و پا

ظلم اور زیادتی مُوکّل کی طرح ہو جاتی ہے — کہ اے ہاتھ پاؤں! مجھے ظاہر کر دے

چوں ہمی گیرد گواہِ سر لگام — خاصہ وقتِ جوشِ خشم و انتقام

سر کا گواہ کس طرح لگام پکڑ لیتا ہے — خصوصاً غصہ کے جوش اور بدلہ لینے کے وقت

پس ہماں کس کیں مُوکّل میکند — تا لوائے راز بر صحرا زند

تو وہی ذات، جو یہ مسلط کرتی ہے — تاکہ راز کا جھنڈا، جنگل میں گاڑ دے

پس مُوکّلہائے دیگر روزِ حشر — ہم تواند آفرید از بہرِ نشر

تو حشر کے دن دوسرے مُوکّل — بھی (راز) کھولنے کے لئے پیدا کر سکتی ہے

اے بدہ دست آمدہ در ظلم و کیں — گوہرت پیداست حاجت نیست[2] اس

اے وہ کہ جو دشمن ہاتھوں سے ظلم اور کینہ میں گاہے — تیرا جوہر کھلا ہوا ہے، اس کی ضرورت نہیں ہے

نیست حاجت شہرہ گشتن در گزند — بر ضمیرِ آتشینت واقف اند

نقصان رسانی میں مشہور ہونے کی ضرورت نہیں ہے — تیرے آتشی باطن سے (سب) باخبر ہیں

نفسِ تو ہر دم برآرد صد شرار — کہ بہ بینندم منم زا صحابِ نار

تیرا نفس ہر وقت سینکڑوں چنگاریاں اگل رہا ہے — کہ مجھے دیکھو، میں دوزخیوں میں سے ہوں

جزو نارم سوئے کل خود رَوَم — من نہ نورم کہ سوئے حضرت یَشوم

میں آگ کا جزو ہوں اپنے کل کی جانب جاتا ہوں — میں نور نہیں ہوں کہ (اللہ کے) دربار کی طرف جاؤں

ہمچناں[3] کایں ظالمِ حق ناشناس — بہرِ گاوے کرد چندیں التباس

جیسا کہ حق نہ پہچاننے والے اِس ظالم نے — ایک گائے کے لئے اِس قدر مکر کئے

اُو ازیں صد گاو بُرد و صد شتر — نفس اینست اے پدر از وے ببُر

وہ اِس کی سو گائیں اور سو اونٹ لے بھاگا — اے باوا! نفس یہی ہے اُس سے قطع تعلق کر

نیز روزے با خدا زاری نکرد — یا لبے نامد از و یک دم بدرد

اُس نے خدا سے ایک دن بھی عاجزی نہ کی — کسی وقت بھی درد کے ساتھ اُس سے یا رب نہ نکلا

---

[1] مُوکّل۔ وہ شخص جس کے کام سپرد کر دیا گیا ہو ظلم و جفا۔ مشہور ہے کہ خون سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ خاصہ۔ انتقام کے جوش میں قاتل خود اقرار کر لیتا ہے۔ پس۔ جو ذات خود دنیا میں تمہارے اعضاء کو تم پر مسلط کر کے اقرار کرا دیتی ہے وہ حشر میں دوسرے مُوکّل پیدا فرما دیگی جو تم سے خود تمہارے جرموں کا اقرار کرائیں گے۔ دہ دست۔ یعنی بہت سے ہاتھ، بعض نسخوں میں دَہ دست ہے۔

[2] نیست۔ اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کہ تیرا ظلم مشہور ہو جب ہی جانا جا سکے، تیری افتادِ طبع سے تیرا ظلم واضح ہو جاتا ہے۔ نفسِ تو۔ تیرا نفس خود اپنی ظالمانہ طبیعت اور مزاج کو ظاہر کر رہا ہے۔ جزو نارم۔ آتشیں مزاج جہنم کا جزو ہے جو جہنم کی طرف جاتا ہے۔

[3] ہمچناں۔ اس گائے والے نے ایک گائے کا بدلہ لینے کے لئے کیسے مکر کئے۔ اور حالانکہ اُس نے اِسی گائے ذبح کرنے والے کا وہ سب مال مارا تھا جو اُس کو ورثہ میں ملتا۔ نیز اُس نے جو ظلم کئے تھے اگر وہ زاری کرتا تو اللہ تعالیٰ اُس کے آقا سے معاف کرا دیتا۔

www.pdfbooksfree.pk

کای خدا خصمِ مرا خوشنود[1] کن — گر منش کردم زیاں تو سود کن

کہ اے خدا! میرے مقابل کو خوش کر دے — اگر میں نے اس کا نقصان کیا ہے تو فائدہ کر دے

گر خطا کشتم دیت بر عاقلہ است — عاقلہ جانم تو بودی از اَلَست

اگر میں نے غلطی سے مارا ہے تو دیت عاقلہ پر ہے — اَلَست سے تو میری جان کا عاقلہ ہے

سنگ میگردد بہ استغفار دُر — ایں بود انصافِ نفس اے جانِ حُر

توبہ کرنے سے پتھر موتی بن جاتا ہے — اے آزاد جان! نفس کا انصاف یہ ہوتا ہے

بیروں رفتن خلائق بسوئے آں درخت

لوگوں کا اس درخت کی طرف باہر جانا

چوں بروں رفتند سوئے آں درخت — گفت[2] دستش را سپیس بندید سخت

جب لوگ اس درخت کی جانب باہر نکل گئے — فرمایا اس کے ہاتھ پیچھے کو مضبوط باندھ دو

تا گناہ و جرم او پیدا کنم — تا لوائے عدل بر صحرا زنم

تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں — تاکہ انصاف کا جھنڈا جنگل میں گاڑ دوں

گفت اے سگ جدِ ایں را کشتہ — تو غلامی خواجہ زیں رُو گشتہ

فرمایا اے کتے! تو نے اس کے دادا کو قتل کیا ہے — تو غلام ہے اس طور پر تو آقا بن (بیٹھا) ہے

خواجہ را کشتی و بُردی مالِ او — کرد یزداں آشکارا حالِ او

تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اڑا لیا — خدا نے اس کا حال ظاہر فرما دیا

آں زنت او را کنیزک بودہ است — باہمیں خواجہ جفا بنمودہ است

وہ تیری بیوی اس کی لونڈی تھی — اس آقا پر اس نے (بھی) ظلم کیا ہے

ہر چہ[3] زو زائید مادہ یا کہ نر — ملکِ وارث باشد آں کل سر بسر

جو اس سے پیدا ہوا، مادہ ہو یا نر — وہ سب کا سب وارث کی ملک ہوگا

تو غلامی کسب و کارت ملکِ اوست — شرع جستی شرع بستاں ذکوت

تو غلام ہے تیری کمائی اور کار (وبار) اس کی ملک ہے — تو نے شرعی فیصلہ چاہا شرعی فیصلہ لیجا بہت اچھا ہے

خواجہ را کشتی بہ ستم زار زار — ہم برینجا خواجہ گویان زینہار

تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا — اسی جگہ آقا "الامان" کہتا تھا

کار دار اشتاب کردی زیرِ خاک — از خیالے کہ بدیدی سہمناک

تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاڑ دی — اس تصور کی وجہ سے جو تجھے خوفناک نظر آیا

[1] خوشنود کن۔ اللہ تعالیٰ صاحبِ حق کو راضی کر کے حقوق العباد معاف کرا سکتا ہے۔ خطا کشتم۔ اگر قتل خطا ہوتا ہے تو اس کا بدلا اور دیت عاقلہ یعنی رشتہ داروں سے دلوایا جاتا ہے۔ اَلَست۔ عہدِ اَلَست میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اَلَستُ بِرَبِّکُمْ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" بندوں نے کہا تھا بَلیٰ "یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔ سنگ۔ استغفار ماہیت تبدیل کر دیتی ہے اور سیئات حسنات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

[2] گفت۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا اس کی مشکیں کس دو۔ لوا۔ جھنڈا۔ جدِ ایں۔ یعنی گائے ذبح کرنے والے کا دادا۔ تو غلامی۔ تو اس مقتول کا غلام تھا۔ آں زنت۔ تیری بیوی دراصل اس مقتول کی لونڈی تھی۔

[3] ہر چہ۔ لونڈی کی اولاد اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کی وہ لونڈی مملوک ہے۔ وارث۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا۔ تو غلامی۔ جبکہ تو خود اس گائے ذبح کرنیوالے کا غلام ہے تو تیری ساری کمائی بھی اس کی ملکیت ہے۔ ہم برینجا۔ یعنی تیرا آقا تجھ سے پناہ چاہ رہا تھا تاکہ تو اس کو قتل نہ کرے۔ اشتاب۔ شتاب، جلدی۔

www.pdfbooksfree.pk

نِک سرش[1] با کارد در زیرِ زمیں — باز کاوید ایں زمیں را ہمچنیں
یہ اُس کا سر مع چھری کے زمین میں ہے — پھر اسی طرح اُس زمین کو کھودو

نامِ ایں سَگ ہم نوشتہ کاردبر — کرد با خواجہ چنیں مکر و ضرر
چھری پر اُس کتے کا نام بھی لکھا ہوا ہے — اُس نے آقا کیساتھ ایسی مکاری اور ضرر رسانی کی

ہمچناں کردند و چوں بشگافتند — در زمیں آں کارد با سر یافتند
اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور جب اُنھوں نے کھودا — زمین میں چھری مع سر کے پائی

ولولہ افتاد در خلقِ آں زماں — ہر یکے زنّار ببرید از میاں
اُس وقت لوگوں میں شور مچ گیا — ہر ایک نے کمر سے جنیو کاٹ ڈالا

جملہ[2] از داؤدؑ گشتہ عُذر خواہ — زانکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ
سب (حضرت) داؤدؑ سے معذرت چاہنے والے بنگئے — اس لئے کہ وہ بدگمان اور تباہ ہوگئے تھے

قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را بعد از الزام حجت و دلیل قائم کرنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کا قاتل پر قصاص کا حکم فرمانا

بعد ازاں گفتش بیا اے دادخواہ — دادِ خود بستاں تو از ایں رُوسیاہ
اسکے بعد انھوں نے اُس (مقتول کے وارث) سے کہا اے — اِس روسیاہ سے اپنا بدلہ لے

ہم بداں تیغش بفرمود او قصاص — کے کُند مکرش ز حلمِ حق خلاص
اُس کی اُسی تلوار سے اُنھوں نے قصاص لینے کا — اُس کا مکر اللہ (تعالیٰ) کے علم سے کب بچا سکتا ہے!

حِلمِ حق گرچہ مواسا ہا کُند — چونکہ از حد بگذرد رُسوا کُند
اللہ (تعالیٰ) کی بُردباری اگرچہ بہت غمخواری کرتی ہے — جب (معاملہ) حد سے گذر جاتا ہے تو وہ رُسوا کر دیتی ہے

خوں[3] نخسپد در فتد در ہر دلے — میلِ جُست و جوئے و کشف مشکلے
خون نہیں سوتا، ہر دل میں پیدا ہوتی ہے — جستجو کی خواہش اور مشکل کا کھولنا

اقتضائے داوریِ ربّ دیں — سر برآرد از ضمیرِ آن و ایں
بدلے کے رب دین کے انصاف کا تقاضہ — اِس اور اُس کے دل میں سر اُبھارتا ہے

کاں فلاں چوں چہ شد حالش چہ گشت — ہمچناں کہ جوشد از گلزار کشت
کہ فلاں کا کیا ہوا کیسے ہوا، اُسکی کیا حالت ہوئی؟ — اِس طرح جیسے کہ گلزار سے بویا ہوا جوش مارتا ہے

جوششِ خوں باشد آں و اجتہا — خارشِ دلہا و بحث و ماجرا
خون کا جوش ہوتی ہیں وہ جستجوئیں — دلوں کی خارش اور بحث اور معاملہ

[1] نِک سرش۔ اس مقتول کا سر اور چھری اِس زمین میں دفن ہے۔ نام۔ اُس قاتل کا نام چھری پر کندہ ہے۔ زنّار۔ یعنی کافر مومن بن گیا۔

[2] جملہ۔ حضرت داؤدؑ کے جس قدر معترضین تھے چونکہ وہ بدظنی کرکے تباہ ہوئے تھے سب نے عذر خواہی شروع کردی۔ قصاص یعنی قاتل کو مقتول کے عوض قتل کرانا۔ داد خواہ جس پر گائے والے نے دعویٰ کیا تھا۔ بداں تیغش۔ وہی چھری جس سے اُس نے اُس کے دادا کو قتل کیا تھا۔ مکرش۔ اُس قاتل کا مکر اللہ تعالیٰ کے علم سے پوشیدہ نہ تھا۔

[3] خوں نخسپد۔ مشہور ہے کہ خون نہیں چھپتا قاتل کے سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ انصاف۔ اللہ تعالیٰ کے انصاف کا تقاضہ ہر انسان کے دل میں مقتول کے بارے میں جستجو پیدا کر دیتا ہے۔ ضمیر۔ دل، باطن۔ جوششِ خوں۔ وہی مقتول کا خون لوگوں کے دل میں جوش مارتا ہے اور دل میں جستجو کا تقاضہ پیدا کر دیتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

چونکہ پیدا گشت سرِّ کارِ او
جب اس کے کارنامہ کا راز ظاہر ہو گیا

معجزہ داؤدؑ شد فاش دو[1] تو
(حضرت) داؤدؑ کا معجزہ مشہور اور مضبوط ہو گیا

خلق جملہ سر برہنہ آمدند
تمام لوگ ننگے سر آئے

سر بسجدہ بر زمینہا می زدند
سر کو سجدے میں زمینوں پر رکھتے تھے

ماہمہ کوران اصلی بودہ ایم
ہم سب اصلی اندھے تھے

وانچہ می فرمودہ نشنودہ ایم
اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نے نہ سنا

لیک معذوریم چوں بے دیدہ ایم
لیکن ہم معذور ہیں چونکہ بغیر آنکھوں کے ہیں

از تو ما صد گوں عجائب دیدہ ایم
ہم نے آپ سے سینکڑوں قسم کے عجائب دیکھے ہیں

سنگ[2] با تو در سخن آمد شہیر
پتھر نے آپ سے بات کی (یہ) مشہور ہے

کز برائے غزوِ طالوتم بگیر
کہ مجھے طالوت سے جہاد کرنے کے لئے لے لیجئے

تو بسہ[3] سنگ و فلاخن آمدی
آپ تین پتھر اور گوپھن لے کر آئے تھے

صد ہزاراں مرد را بر ہم زدی
لاکھوں انسانوں کو تباہ کر دیا

سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد
آپ کے (تین) پتھر لاکھوں ٹکڑے بن گئے

ہر یکے مر خصم را خونخوارہ شد
ہر ایک دشمن کے لئے خونخوار ہو گیا

آہن اندر دستِ تو چوں موم شد
آپ کے ہاتھ میں لوہا موم جیسا ہو گیا

چوں زرہ سازی ترا معلوم شد
جب آپ زرہ بنانا جان گئے

کوہہا[4] با تو رسائل شد شکور
پہاڑ شکر گزاری میں آپ کے ہم آواز ہو گئے

با تو میخوانند چوں مُنفری زبور
آپ کے ساتھ (مکہ) قاری کی طرح زبور پڑھتے تھے

صد ہزاراں چشمِ دل بکشادہ شد
دلوں کی لاکھوں آنکھیں کھل گئیں

از دمِ تو غیب را آمادہ شد
آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں

واں قوی تر از ہمہ کہ دائم ست
اور وہ سب سے زیادہ قوی جو دائمی ہے

زندگی بخشی کہ سرمد قائم ست
آپ وہ زندگی بخشتے ہیں کہ جو ابد تک قائم ہے

جانِ جملہ معجزات اینست خود
یہ خود تمام معجزوں کی جان ہے

کو بہ بخشد مردہ را جانِ ابد
کہ وہ مردے کو ابدی جان بخشتا ہے

کشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد
ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

ہر یکے از نو خدا را بندہ شد
ہر ایک از سرِ نو خدا کا بندہ بن گیا

[1] دو تو۔ دوہرا، مضبوط۔ خلق۔ حضرت داؤدؑ کے اس معجزے کو دیکھ کر سب لوگ ننگے سر دوڑ کر ان کے سامنے سر بسجود ہو گئے۔ ماہمہ۔ چونکہ ہم کور باطن تھے اسلئے ہم ابتداءً آپ کے فرمان کو نہ سمجھ سکے۔ از تو۔ ہم نے پہلے آپ کے بہت سے معجزے دیکھے ہیں۔

[2] سنگ۔ جب طالوت جالوت کے مقابلے کے لئے نکلے تھے تو حضرت داؤدؑ کو ساتھ لیکر گئے تھے، راستہ میں پتھروں نے حضرت داؤدؑ سے کہا تھا کہ ہمیں لیکر چلئے طالوت کی موت کا سبب بنیں گے۔ فلاخن۔ گوپھن جس کے ذریعہ دشمن پر سنگباری کی جاتی ہے۔ سنگہایت۔ وہ تین پتھر تھے لیکن پھینکنے پر ان کے ہزاروں ٹکڑے بنکر طالوت کی فوج پر لگے۔ آہن۔ حضرت داؤدؑ زرہیں بناتے تھے اور لوہا ان کے ہاتھ میں آکر موم بن جاتا تھا۔

[3] کوہہا۔ جب حضرت داؤدؑ زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ ان کے ہم آواز ہو کر زبور کی تلاوت کرنے لگتے تھے۔ صد ہزاراں۔ حضرت داؤدؑ کے ہاتھ پر لاکھوں کافر مومن بنے۔ غیب۔ یعنی عالم غیب۔ واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو ابدی حیات بخشتے ہیں۔ کشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

دربیان[1] آنکہ نفس آدمی بجائے آں خونیست کہ مدعی گاؤ کشتہ بود و آن کشندہ گاؤ عقل ست و داؤدؑ حق ست یا شیخ

اس کے بیان میں کہ آدمی کا نفس اُس قاتل کی جگہ پر ہے، جو ذبح شدہ گائے کا مدعی بنا تھا اور وہ گائے ذبح کرنے والا عقل کی جگہ پر ہے، اور (حضرت) داؤدؑ (حضرت) حق (تعالیٰ)، یا شیخ کی (جگہ پر ہیں) جو حق کا نائب ہوتا ہے جس کی قوت اور مدد سے ظالم کو قتل کیا جاسکتا ہے، اور ایک دن میں بغیر کمائی اور بغیر حساب کے مالدار ہوا جاسکتا ہے

کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری اُو تواند ظالم را کشتن و لونگر شدن بروزے بے کسب و بے حساب

نفس خود را کش جہانرا زندہ کن
اپنے نفس کو مار، جہان کو زندہ کر

خواجہ را کشت ست اُو را بندہ کن
اُس نے آقا کو قتل کیا ہے، اُس کو غلام بنا

مدعی[2] گاؤ نفس تست ہیں
خبردار! گائے کا مدعی تیرا نفس ہے

خویشتن را خواجہ کرد ست و مہین
اُس نے اپنے آپ کو آقا اور سردار بنایا ہے

آں کشندہ گاؤ عقل تست رو
وہ گائے ذبح کرنیوالا تیری عقل ہے، جا

بر کشندہ گاؤ تن منکر مشو
جسم کی گائے کو ذبح کرنے والے کا منکر نہ بن

عقل اسیر ست و ہمی خواہد ز حق
عقل (نفس کی) قیدی ہے اور اللہ (تعالیٰ) سے

روزی بے رنج و نعمت پر مطبق
بغیر مشقت روزی اور طباق بھری نعمت

روزی بے رنج اُو موقوف چیست
اُس کی بے مشقت روزی کس چیز پر موقوف ہے؟

آنکہ بکشد گاؤ را کاصل بد ست
یہ کہ وہ گائے کو ذبح کردے کیونکہ وہ برائی کی جڑ ہے

نفس[3] گوید چوں کشی تو گاؤ من
نفس کہتا ہے تو میری گائے کو کیوں ذبح کرتا ہے؟

زانکہ گاؤ نفس باشد نقش تن
کیونکہ جسم کی صورت نفس کی گائے ہے

خواجہ زادہ عقل ماندہ بے نوا
عقل جو آقا سے پیدا ہوئی بے سروسامان ہوگئی

نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
قاتل نفس آقا اور پیشوا بن گیا

روزی بے رنج میدانی کہ چیست
تو جانتا ہے بلا مشقت روزی کیا ہے؟

قوت ارواح ست و ارزاق نبی ست
روحوں کی روزی ہے اور نبی کے (عطا کردہ) رزق ہیں

لیک موقوف ست بر قربان گاؤ
لیکن وہ گائے کی قربانی پر موقوف ہے

گنج قتل گاؤ داں اے گنج کاؤ
گائے کے ذبح کرنے کو خزانہ سمجھ اے خزانہ کھودنے والے

---

[1] دربیان۔ پہلے قصہ سے مولانا نصیحت کیلئے کچھ نتیجے اخذ کرکے بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گائے ذبح کرنے والے کی مثال عقل ہے اور گائے کا بدلہ لینے والے کی مثال نفس ہے حضرت داؤدؑ کی مثال اللہ تعالیٰ ہے یا وہ شیخ کامل جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ نفس خود جس طرح گائے کے مدعی کے قتل سے عالم زندہ ہوا، تو اپنے نفس کو قتل کر عالم زندہ ہوجائیگا اس نفس نے تیری عقل کو فنا کر رکھا ہے اور خود آقا بن بیٹھا ہے اس کو عقل کا غلام بنا۔

[2] مدعی۔ نفس نے عقل کو فنا کیا اور خود آقا بن بیٹھا، حالانکہ وہ عقل کا غلام تھا۔ منکر۔ تمام لوگ ابتداءً گائے ذبح کرنیوالے کے مخالف ہوگئے تھے عقل۔ وہ نوجوان ہے جس نے گائے ذبح کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے بغیر محنت روزی کا طالب بنا تھا۔ روزی۔ غذائے روح اُس وقت حاصل ہوگی جب تن کشی کروگے جو کہ بمنزلہ گائے کے ہے۔

[3] نفس۔ بدن نفس کیلئے ایسا ہی ہے جیسا کہ گائے کے مدعی کیلئے گائے تھی۔ خواجہ زادہ۔ جس طرح وہ نوجوان گائے کے مدعی کے آقا کا پوتا تھا اسی طرح نفس کے اعتبار سے عقل کو سمجھو۔ نفس۔ نفس عقل کا قاتل ہے۔ ارزاق نبی۔ یعنی نبی کی شریعت اور احکام۔ قربان گاؤ۔ یعنی بدن کو مجاہدات کے ذریعہ قربان کرنا۔

www.pdfbooksfree.pk

دوش[1] چیزے خوردہ ام ورنہ تمام — دادمے در دستِ فہمِ تو زِمام

میں نے کل کچھ پی لیا ہے، ورنہ پوری باگ تیری سمجھ کے ہاتھ میں دے دیتا

دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است — ہر چہ می آید ز پنہاں خانہ است

کل میں نے کوئی چیز پی لی ہے (یہ) کہنے کی بات ہے (ورنہ) جو چیز آتی ہے وہ عالمِ غیب سے ہے

چشم بر اسباب از چہ دوختم — کہ ز خوش چشماں کرشمہ آموختم

میں نے اسباب پر نظر کیوں جمائی؟ اسلئے اچھی آنکھوں والوں سے میں نے ادا سیکھ لی ہے

ہست بر اسباب اسباب دگر — در سبب منگر دراں افگن نظر

اسباب (دنیوی) سے اوپر دوسرے اسباب ہیں (دنیوی) اسباب کو نہ دیکھ، اُن پر نظر نہ ڈال

انبیا در قطعِ اسباب آمدند — معجزاتِ خویش بر کیواں زدند

انبیاء قطعِ اسباب میں ہیں انھوں نے اپنے معجزے زحل پر قائم کئے ہیں

بے سبب[2] مر بحر را بشگافتند — بے زراعت چاشِ گندم یافتند

انھوں نے بلا سبب (ظاہری) کے دریا کو پھاڑ دیا انھوں نے بغیر کھیتی کے گیہوں کا ڈھیر پایا ہے

ریگہا ہم آرد شد از سعیِ شاں — پشمِ بز ابریشم آمد کشکشاں

اُن کی کوشش سے ریتے آٹا بنے ہیں بھیڑ کی اُون پتلے دار ریشم بنی ہے

جملہ قرآن ہست در قطعِ سبب — عزِّ درویش و ہلاکِ بولہب

پورا قرآن (قطعِ اسباب) پر (ناطق) ہے درویش کی عزت، اور ابولہب کی ہلاکت

مرغ[3] با پیلے دو سہ سنگ افگند — لشکرِ زفتِ حبش را بشکند

پرند، ہاتھی پر دو تین کنکریاں گراتا ہے حبش کے بھاری لشکر کو شکست دیدیتا ہے

پیل را سوراخ سوراخ افگند — سنگِ مرغے کو ببالا پر زند

ہاتھی کے سوراخ سوراخ کر ڈالتی ہے پرند کی کنکری جو اوپر کو اڑتی ہے

دمِ گاوِ کشتہ بر مقتول زن — تا شود زندہ ہماں دم در کفن

ذبح شدہ گائے کی دم مقتول پر مار تاکہ وہ اسی وقت کفن میں زندہ ہو جائے

خلق ببریدہ جہد از جائے خویش — خونِ خود جوید ز خوں پالائے خویش

گلا کٹا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ پڑے گا اپنے خون بہانیوالے سے اپنے خون کا مطالبہ کریگا ہو کر قاتل کا

---

[1] دوش۔ مئے عشق سے مدہوشی طاری ہونے لگی ہے ورنہ میں غذائے روح حاصل کرنے کی پوری بات بتاتا۔ افسانہ است یعنی سرور کا سبب میں نے اپنا فعل بتایا یہ محض کہنے کی بات ہے ورنہ ہر چیز خزانۂ غیب سے آتی ہے اور اصل کا سبب ذاتِ خداوندی ہے چشم بر اسباب۔ اگرچہ ہر چیز کا حقیقی سبب ذاتِ خداوندی ہے لیکن اسبابِ ظاہری اختیار کرنا میں نے انبیاء سے سیکھا ہے لہٰذا میں نے بھی ظاہری سبب کی طرف دھیان کر لیا تھا خوش چشمان یعنی انبیاء کرام ہیں۔ اسباب کے علاوہ ایک ذات مسبب الاسباب ہے انبیاء۔ انبیاء نے معجزات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ اسبابِ ظاہری کے علاوہ بھی اور اسباب ہیں۔ کیوان۔ زحل جس کی بلندی مشہور ہے۔

[2] بے سبب۔ بغیر کسی ظاہری سبب کے حضرت موسیٰؑ کے لئے دریائے نیل پھٹ گیا۔ چاش۔ غلہ کا ڈھیر، حضرت موسیٰؑ کیلئے من وسلویٰ اترتا تھا۔ ریگہا۔ حضرت ابراہیمؑ کے لئے ریت آٹا بن گیا تھا۔ پشم۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کیلئے اُون ریشم بنگیا تھا۔ جملہ قرآن۔ قرآن بتاتا ہے کہ بہت سی مہمیں بغیر ظاہری اسباب کے سر ہوئی ہیں۔ درویش۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر ظاہری اسباب کے عزت حاصل ہوئی

[3] مرغ۔ ابرہہ حبشی کا ہاتھیوں کا لشکر ابابیلوں کی کنکریوں سے تباہ ہوا۔ پیل۔ ہاتھی پر کنکری گرتی تھی اور اسکے بدن کو چھلنی کر دیتی تھی۔ دمِ گاؤ۔ اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے جو سورۂ بقر میں مذکور ہے حضرت موسیٰؑ نے ایک گائے ذبح کر کے اسکا گوشت یا دم مقتول پر ماری تو اسنے زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتا دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

ہمچنیں[1] زآغازِ قرآں تا تمام
اسی طرح قرآن کے شروع سے آخیر تک

رفضِ اسباب ست و علت والسلام
اسباب و علت کا ترک (مذکور ہے) والسلام

کشف ایں نز عقلِ کارافزا شود
اس کا کشف کارافزا عقل سے نہیں ہوتا ہے

بندگی کُن تا ترا پیدا شود
بندگی کر تاکہ تجھ پر ظاہر ہو جائے

بندِ[2] معقولات آمد فلسفی
فلسفی، معقولات کا پابند ہے

شہسوارِ عقل عقلِ آمد صفی
منتخب (انسان) عقلِ کل کا شہسوار ہے

عقلِ عقلت مغز و عقلِ تُست پوست
تیری عقل کی عقل مغز ہے اور تیری عقل چھلکا ہے

معدۂ حیواں ہمیشہ پوست جُست
حیوان کا معدہ ہمیشہ چھلکے تلاش کرنیوالا ہے

مغز جُوازِ پوست دارد صد ملال
مغز کا تلاش کرنے والا چھلکے سے نفرت کرتا ہے

مغز لغزاں را حلال آمد حلال
اچھا مغز اُس کے لئے حلال ہی حلال ہے

چونکہ قشرِ عقل صد بُرہاں دہد
عقل کا چھلکا جبکہ سینکڑوں دلائل پیدا کر دیتا ہے

عقلِ کل کے گام بے ایقاں نہد
(تو) کلی عقل بغیر یقین کے کب قدم اُٹھائے گی؟

عقل[3] دفترہا کُند یکسر سیاہ
عقل دفتروں کو بالکل سیاہ کر دیتی ہے

عقلِ عقل آفاق دارد پُر ز ماہ
کلی عقل دنیا کے اطراف کو چاند سے پُر خوبی دیتی ہے

از سیاہی و سفیدی فارغ ست
(کُلی عقل) سیاہی اور سفیدی سے بے نیاز ہے

نُورِ ماہش بر دل و جاں بازغ ست
اُسکے چاند کی چاندنی دل اور جان پر طلوع کرتی ہے

ایں سیاہ و ایں سفید از قدر یافت
اِس کالے اور اِس سفید نے اگر کوئی مرتبہ پایا ہے

زاں شبِ قدرست کاختر وار تافت
تو اُس شبِ قدر سے (پایا) ہے جو ستارے کیطرح چمکتی ہے

قیمتِ ہمیان و کیسہ از زرست
ہمیانی اور تھیلی کی قدر سونے کی وجہ سے ہے

بے زرآں ہمیان و کیسہ ابترست
وہ ہمیانی اور تھیلی بغیر سونے کے ناقص ہے

ہمچناں کہ قدرِ تن از جاں بوَد
جس طرح کہ جسم کی قدر جان کی وجہ سے ہے

قدرِ جاں از پرتوِ جاناں بوَد
جان کی قدر جاناں کے پرتو کی وجہ سے ہے

گر بُدے جاں زندہ بے پرتو کنوں
اگر بے پرتو کی جان زندہ ہوتی

ہیچ گفتے کافراں را میتوں
(تو) کبھی وہ (خدا) کافروں کو کہتا کہ وہ مردے ہیں؟

ہیں بگو کہ ناطقہ جُوئی کُند
ہاں کہدے کہ (قوتِ) گویائی نہر کھود رہی ہے

تا بقرنے بعدِ ما آبے رسد
تاکہ ہمارے ایک قرن بعد اُس میں پانی آئے

---

[1] ہمچنیں۔ قرآن اس کی تعلیم دیتا ہے کہ اسباب میں تاثیر مُسبّب الاسباب کیوجہ سے ہے۔ کشف۔ مُسبّب الاسباب کا موثر ہونا دنیاوی عقل سے سمجھ میں نہ آئیگا اُس کیلئے مجاہدوں کی ضرورت ہے۔

[2] بند۔ یعنی فلسفی محض دنیاوی عقل میں مقید ہے۔ صفی۔ برگزیدہ یعنی ولی اللہ۔ عقلِ عقل۔ یعنی وہ نورِ حق جو عقل کو نور بخشتا ہے۔ معدۂ حیواں۔ حیوانات عموماً چھلکے کھاتے ہیں لہٰذا جسکی حیوانیت کا غلبہ ہے وہ دنیاوی عقل کیطرف مائل ہوتا ہے جو کہ بمنزلہ چھلکے کے ہے۔ چونکہ دنیاوی عقل سینکڑوں دلائل پیش کر دیتی ہے جس سے یقین کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے تو عقلِ کُل بدرجۂ اولیٰ یقینی دلائل پر عمل کرتی ہے۔

[3] عقل۔ یعنی عقل دنیوی۔ عقلِ عقل یعنی نورِ حق۔ سیاہی یعنی روشنائی۔ سفیدی یعنی کاغذ۔ نورِ ماہش۔ نورِ حق انسان کے دلوں پر طلوع کرتا ہے۔ بازغ۔ چمکنے والا۔ شبِ قدر یعنی نورِ حق۔ قیمت۔ عقل کی مثال ہمیانی کی سی ہے اور نورِ حق کی مثال سونے کی سی ہے۔ قدرِ جاں۔ اگر روح پر پرتوِ خداوندی نہیں ہے تو وہ روح مُردہ ہے اسی لئے قرآن نے کافروں کو مُردہ قرار دیا ہے۔ ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ فی الحال اگر میری باتیں سمجھنے والے نہیں ہیں تو آئندہ

www.pdfbooksfree.pk

گرچہ[1] ہر قرنے سخن آرے بُود
اگرچہ ہر دور میں بات کہنے والا ہوگا

لیک گفتِ سابقاں یارے بُود
لیکن پہلے لوگوں کا کہا ہوا سہارا ہوگا

نے کہ ہم توریت و انجیل و زبور
کیا ایسا نہیں ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور بھی

شد گواہِ صدقِ قرآنے شکور
اے شکر گذار! قرآن کی صداقت کے گواہ بنے

روزی بے رنج جوئی و بے حسیب
بے مشقت اور ان گنت روزی طلب کر

کز بہشتت آورد جبریلؑ سیب
تاکہ جبرئیلؑ تیرے لئے بہشت سے سیب لائیں

بلکہ رزقے از خداوندِ بہشت
بلکہ بہشت کے مالک کی جانب سے رزق (ملیگا)

بے صداعِ باغبان بے رنج کشت
باغبان کی دردسری اور کھیتی کی مشقت کے بغیر

زانکہ نفعِ ناں دراں نانِ دادِ اوست
کیونکہ اس روٹی میں روٹی کا نفع خدا کی دین ہے

بدہدت آں نفع بے توسیطِ قوت
تجھے وہ نفع بغیر جھلکے (روٹی) کی وساطت کے دیگا

ذوقِ پنہاں نقشِ نان چوں سفرہ ایست
نفع پوشیدہ ہے روٹی کیصورت دسترخوان جیسی ہے

نانِ بے سفرہ ولی را بہرہ ایست
بغیر دسترخوان کی روٹی، ولی کا حصہ ہے

رزقِ[2] جانی کے بری باسعی و جہد
تو روحانی رزق (اپنی) کوشش اور جستجو سے کب حاصل کریگا

جز بعدلِ شیخ کو داؤدِ دست
شیخ کے انصاف کے بغیر جو تیرے لئے (بمنزلہ حضرت) داؤدؑ ہے

نفس چوں با شیخ بیند گامِ تو
نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے گا

از بُنِ دنداں شود او رامِ تو
تو مجبوراً تیرا فرمانبردار ہو جائے گا

صاحب[3] آں گاؤ رام آنگاہ شد
گائے کا مدعی، اس وقت فرمانبردار بنا

کز دمِ داؤدؑ او آگاہ شد
جب وہ (حضرت) داؤدؑ کے حکم سے واقف ہوگیا

عقل گاہے غالب آید در شکار
شکار میں عقل اس وقت غالب آئیگی

بر سگِ نفست کہ باشد شیخ یار
تیرے نفس کے کتے پر جبکہ شیخ ساتھی ہوگا

نفس اژدرہاست با صد زور و فن
نفس سینکڑوں مکر اور فن والا اژدہا ہے

روئے شیخ او را ز مُردہ دیدہ کن
شیخ کا چہرہ اسکے لئے آنکھیں نکالڈالنے والا زمرد ہے

گر تو صاحب گاؤ را خواہی بوں
اگر تو گائے کے مدعی کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

چوں خراں سیخش کن آنسوئے حرو
اے سرکش! اسکو گدھوں کیطرح کھینچ کر اسطرف لیجا

---

[1] گرچہ۔ وہ آنیوالے سمجھدار خود بھی یہ اسرار بیان کرسکینگے لیکن مثنوی کی باتوں سے انکو تقویت حاصل ہوگی۔ نے کہ۔ پہلی کتابوں نے قرآن کی تصدیق کی، اسی طرح بعد میں آنیوالوں کے اقوال کی میری مثنوی تصدیق کریگی۔ روزی۔ اب پھر مولانا پہلے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جس طرح اس نوجوان نے خدا سے بغیر محنت کی روزی طلب کی تھی تم بھی طلب کرو۔ بلکہ۔ ایک وقت ایسا آئیگا کہ تمھیں بغیر واسطہ فیض خداوندی حاصل ہونے لگے گا۔ زانکہ۔ روٹی میں جو مخفی نفع ہے وہ محض اللہ کی عطا ہے وہ نفع اللہ تعالیٰ روٹی کے واسطہ کے بغیر بھی عطا فرمادیتا ہے۔ ذوق۔ لذت اور نفع روٹی میں مخفی چیز ہے اور روٹی کی شکل اسکے لئے ایسی ہی ہے جیسا کہ روٹی کیلئے دسترخوان تو وہ طاقت اللہ تعالیٰ بغیر روٹی کی ظاہری شکل کے اپنے اولیاء کو عنایت فرمادیتا ہے۔

[2] رزقِ جانی۔ یعنی روحانی رزق شیخ کے ذریعہ حاصل ہوگا جیسا کہ اس نوجوان کو حضرت داؤدؑ کے انصاف سے رزق حاصل ہوا۔ نفس۔ شیخ کی صحبت نفس کو رام کردیتی ہے۔ از بنِ دنداں۔ یعنی جبر و قہرا۔

[3] صاحب آں گاؤ گائے کے مدعی کی مثال نفس کی سی ہے وہ تب ہی مطیع بنا جب اس نے حضرت داؤدؑ کا فیصلہ سنا اسی طرح نفس شیخ کی صحبت سے مطیع ہوگا۔ عقل۔ عقل نفس کا شکار جب کرلیگی جب شیخ یار بن جائے۔ زمرد۔ مشہور ہے اگرچہ غلط ہے کہ زمرد کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے تو شیخ کا وجود نفس کو اندھا کرنے میں زمرد کی تاثیر رکھتا ہے چوں خراں۔ نفس کو گدھے کی طرح کھینچ

www.pdfbooksfree.pk

گر تو خواہی ایمنی از اژدہا
اگر تو اژدھے سے مطمئن ہونا چاہتا ہے

دستش از داماں مکن یکدم رہا
کسی وقت بھی ہاتھ کو اس کے دامن سے جدا نہ کر

خاک شو در پیشِ شیخِ باصفا
صاحبِ باطن شیخ کے سامنے خاک بن جا

تا ز خاکِ تو بروید کیمیا
تاکہ تیری خاک سے کیمیا پیدا ہو

صد[1] زباں در ہر زبانش صد لغت
(نفس کے) سو زبانیں ہیں اور ہر زبان میں سو لغت ہیں

زرق و دستانش نیاید در صفت
اس کا مکر اور حیلہ بازی بیان نہیں ہو سکتی ہے

چوں بنزدیک ولی اللہ شود
جب وہ اللہ کے ولی کے نزدیک ہوتا ہے

آں زبانِ صد گزش کوتہ شود
اس کی سو گز لمبی زبان چھوٹی ہو جاتی ہے

مُدّعی گاو نفس[2] آمد فصیح
گائے کا مدعی نفس زبان دراز ہے

صد ہزاراں حجت آرد ناصحیح
غلط قسم کی لاکھوں دلیلیں بیان کرتا ہے

شہر را بفریبد الّا شاہ را
شاہ کے علاوہ، شہر کو فریب دیتا ہے

رہ نداند زد شہ آگاہ را
باخبر شاہ کی راہ زنی نہیں کر سکتا

نفس را تسبیح و مصحف در یمیں
نفس کے داہنے ہاتھ میں تسبیح اور قرآن ہے

خنجر و شمشیر اندر آستیں
آستین کے اندر خنجر اور تلوار ہے

مصحف سالوس او باور مکن
اس کے مکر کے قرآن پر اعتماد نہ کر

خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
اپنے آپ کو اس کا ہمراز اور ہمرتبہ نہ بنا

سوئے حوضت آورد بہرِ وضو
وہ وضو کرانے کے لئے تجھے حوض کی جانب لاتا ہے

واندر اندازد ترا در قعرِ او
اور تجھے اس کے اندر اس کی گہرائی میں پھینک دیتا ہے

عقل نورانی و نیکو طالبست
عقل نورانی اور بہترین طلبگار ہے

نفسِ ظلمانی بر و چوں غالبست
تاریک نفس اس پر کیوں غالب ہے

زانکہ او در خانہ، عقلِ تو بروں
کیونکہ وہ گھر میں ہے، تیری عقل باہر ہے

گرچہ ملکِ اوست لیکن شد زبوں
(گھر) اگرچہ اس کی ملک ہے لیکن وہ مغلوب ہے

زانکہ او در خانہ عقلِ تو غریب
کیونکہ وہ گھر میں ہے اور تیری عقل مسافر ہے

بر درِ خود سگ بود شیرِ مہیب
اپنے دروازے پر کتا خوفناک شیر ہوتا ہے

باش[3] تا شیراں سوئے بیشہ روند
ٹھہر کہ شیر کچھار میں پہنچیں

دیں سگانِ کور آنجا بگروند
یہ اندھے کتے وہاں مطیع ہو جائیں گے

---

[1] صد زباں۔ نفس بہت ہی بت بنا اور مکار ہے اس کے مکروں کی تفصیل ممکن نہیں ہے۔ کوتہ۔ نفس کی زبان شیخ کی صحبت میں کوتاہ ہو جاتی ہے پھر وہ مکاری کی باتیں نہیں کر سکتا۔ مدعی۔ نفس گائے کے مدعی کی طرح ہے۔ اس مدعی نے بہت سی غلط دلیلیں پیش کر دیں۔ شہر کے مدعی کی تقریروں سے تمام لوگ دھوکے میں آ گئے تھے حضرت داؤدؑ فریب میں نہ آئے تھے۔

[2] نفس۔ نفس بگلا بھگت ہے بظاہر نیک معلوم ہوتا ہے لیکن بباطن بہت شریر ہے مصحف۔ اس کی ظاہری حالت دیکھ کر اس کا ہمراز اور ہم دم نہ بن۔ سوئے حوض۔ نیکی کی دعوت دیتا ہے لیکن اس میں بھی فریب ہوتا ہے۔ عقلِ نورانی۔ عقل جیسی شریف چیز پر کمین نفس کا غلبہ اس وجہ سے ہو جاتا ہے کہ تو عقل سے بیگانہ ہو گیا ہے اور اس کو تو نے اپنے سے دور کر دیا اور اپنے اندر نفس کو بسا لیا ہے اب وہ نفس کا کتا اپنے گھر پر رہ کر شیر ہو گیا ہے اور عقل ماری ماری پھرتی ہے۔

[3] باش۔ عقلیں جب اپنے اصلی مقام پر مقیم ہوں گی تب ان کتوں پر اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

www.pdfbooksfree.pk

مکرِ نفس و تن نداند عامِ شہر
نفس اور جسم کے مکر کو شہر کے عوام نہیں جانتے

اُو نگردد جز بوحی القلب قہر[1]
وہ دل کی وحی کے بغیر مغلوب نہیں ہوتا

ہر کہ جنسِ اوست یارِ اُو شود
جو اُس کا ہم جنس ہے اُس کا دوست بنتا ہے

جز مگر داؤدؑ کو شیخت بود
مگر سوائے داؤدؑ کے جو تیرا شیخ ہے

کو مبدّل گشت و جنسِ تن نماند
جو بدل گیا ہے اور جسم کا ہم جنس نہیں رہا ہے

ہر کرا حق در مقامِ دل نشاند
جس کو اللہ (تعالیٰ) نے دل کی جگہ بٹھایا ہے

خلق[2] جملہ علتی اندر کمیں
تمام لوگ اندر سے بیمار ہیں

یارِ علت می شود علت یقیں
یقیناً مرض، مرض کا مددگار ہوتا ہے

ہر خسے دعویِ داؤدی کند
ہر کمینہ داؤدؑ ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے

ہر کہ بے تمیز کف در وے زند
جو بے تمیز ہے اُس سے وابستہ ہو جاتا ہے

چوں ز صیادے شنید آوازِ طیر
جب شکاری سے پرند کی بولی سنتا ہے

مُرغِ ابلہ میکند آں سوئے سیر
بیوقوف پرند اُس جانب اُڑان بھرتا ہے

نقد را از قلب نشناسد غوی[3]
جو کھرے کو کھوٹے سے نہ پہچانے گمراہ ہے

ہیں ازو بگریز اگرچہ معنوی است
خبردار! اُس سے گریز کر خواہ وہ نکتہ رس ہو

رشتہ[3] و بربستہ پیشِ اُو یکے ست
آزاد اور گرفتار اُس کے نزدیک یکساں ہے

گر یقیں دعوے کند او در شکے ست
اگرچہ یقین کا دعویٰ کرے وہ شک میں مبتلا ہے

اینچنیں کس گرد کی مطلق ست
ایسا شخص خواہ پورا ذہین ہے

چونش ایں تمیز نبود احمق ست
جب اُس کو یہ تمیز نہ ہو وہ احمق ہے

ہیں ازو بگریز چوں آہو ز شیر
خبردار! اُس سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن

سوئے اُو مشتاب اے دانا دلیر
اے عقلمند بہادر! اُس کی جانب نہ جا

گریختن عیسیٰ علیہ السلام بر فرازِ کوہ از احمقان و شخصے در پے اُو رفتن و سوال کردن

بیوقوفوں کی وجہ سے (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی کی بلندی پر بھاگ کر جانا اور ایک شخص کا اُن کے پیچھے جانا اور سوال کرنا

---

[1] اُو نگردد الخ۔ نفس بھی دل کی وحی سے مغلوب ہوتا ہے جیسا کہ مدعی گاؤ حضرت داؤدؑ کی قلبی وحی سے مغلوب ہوا ورنہ شہر والے اُس کو سچا سمجھ رہے تھے۔ ہر کہ۔ جو نفس کا ہم جنس ہوتا ہے وہ اُس کی بات کو سچا سمجھ لیتا ہے، شیخ چونکہ داؤدؑ کی طرح ہے وہ اُس کے فریب میں نہیں آتا ہے۔ کو مبدّل۔ شیخ کامل وہ ہے جو جسمیت کو ختم کر کے مجسم رُوح بن جائے اور اسطرح سے مظہرِ خدا بن جائے جس طرح دل مظہرِ خدا ہے

[2] خلق۔ عوام باطنی مریض ہیں اور بیماری، بیماری کی مددگار ہوتی ہے لہٰذا عوام ظالم کی حمایت کیا کرتے ہیں۔ ہر خسے۔ دنیا میں بہت سے مکار اور فریبی ہیں جو شیخ ہونے کے مدعی بن جاتے ہیں اگر انسان میں پہچاننے کی قوت نہیں ہوتی ہے تو وہ اُن کے مکر میں پھنس جاتا ہے۔ چوں۔ یہ احمق جنہیں سچے اور جھوٹے پیر کی پہچان نہیں ہے اُس بیوقوف پرند کی طرح ہیں جو شکاری کی سیٹی کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ لیتا ہے اور پھنستا ہے۔ نقد۔ اِن احمقوں میں کھرے کھوٹے کی تمیز نہیں ہے ایسے احمقوں سے گریز چاہیئے خواہ وہ کتنا ہی نکتہ رس اور ذہین ہو۔

[3] رشتہ۔ ایسے احمقوں کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی، اگر ایسے احمق یقین کا دعویٰ کریں تو وہ یقیناً مشکوک ہے۔ اینچنیں۔ ایسا احمق خواہ کتنا ہی ذہین ہو اُس کو احمق سمجھو اور اُس سے اِس طرح بھاگو جس طرح ہرن شیر سے بھاگتا ہے۔ گریختن۔ اِس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حماقت کا مرض عذابِ الٰہی اور لاعلاج ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

عیسیٰ[1] مریمؑ بکوہے می گریخت — شیر گوئی خونِ او میخواست ریخت

(حضرت) عیسیٰ (ابن) مریمؑ ایک پہاڑ کیطرف بھاگ رہے تھے — گویا، شیر اُن کا خون بہانا چاہتا ہے

آں یکے در پے دوید و گفت ایست — در پئے تو کس نیست چہ گریزی چو خر

ایک شخص پیچھے دوڑا اور بولا خیر ہے — آپ کے پیچھے کوئی نہیں ہے پھر کیطرح آپ کیوں؟

باشتاب او آنچناں میتاخت — کز شتاب خود جواب او نگفت

جلدی میں وہ اس طرح چست بھاگ رہے تھے — کہ اپنی جلدی میں اُس کو جواب نہ دیا

یک دو میداں در پئے عیسےٰ براند — پس بجدِّ جہد عیسےٰ را بخواند

وہ ایک دو میدان (حضرت) عیسیٰؑ کے پیچھے بھاگا — پھر کوشش سے (حضرت) عیسیٰ کو پکارا

کز پئے مرضاتِ[2] حق یک لحظہ ایست — کہ مرا اندر گریزت مشکلے ست

کہ خدا کی خوشنودی کے لئے تھوڑی دیر ٹھہریئے — کیونکہ آپ کے بھاگنے میں میرے لئے مشکل (درپیش) ہے

از کرا ایں سُومی گریزی اے کریم — نے بہت شیر و نہ خوف خصم و بیم

اے صاحبِ کرم! ادھر کو آپ کس سے بھاگ رہے ہیں؟ — آپ کے پیچھے نہ شیر ہے نہ دشمن کا ڈر اور خوف

گفت از احمق گریزانم برو — می رہانم خویش را بندم مشو

فرمایا جا میں بیوقوف سے بھاگ رہا ہوں — میں اپنے آپ کو چھڑا رہا ہوں، مجھے نہ روک

گفت آخر آں مسیحا نہ توئی — کہ شود کور و کراز تو مستوی

اُس نے کہا آخر آپ وہی مسیحا نہیں ہیں — کہ آپ کے ذریعہ اندھا اور بہرا تندرست ہو جاتا ہے

گفت[3] آرے گفت آں شہ نیستی — کہ فسونِ غیب را مادی ستی

اُنھوں نے فرمایا ہاں! اُسنے کہا آپ وہ شاہ نہیں ہیں؟ — کہ آپ غیبی منتر کے مادی (دلجا) ہیں

چوں بخوانی آں فسوں بر مُردہ — بر جہد چوں شیر صید آوردہ

آپ جب وہ منتر کسی مُردے پر پڑھتے ہیں — وہ (مُردہ) شکاری شیر کی طرح کود پڑتا ہے

گفت آرے آں منم گفتا کہ تو — نے ز گِل مُرغاں کنی اے خوبرو

اُنھوں نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں اُس نے کہا کہ — اے حسین! کیا مٹی سے پرندے نہیں بناتے

بر دمی در وے سُبک تا جاں شود — در ہوا اندر زماں پراں شود

آپ اُسمیں آہستہ سے پھونک مارتے ہیں تو وہ زندہ ہو جاتا ہے — (اور) فوراً ہی ہوا میں اڑنے لگتا ہے

گفت آرے گفت پس اے روح پاک — ہر چہ خواہی میکنی از کیست باک

اُنھوں نے فرمایا ہاں! اُسنے کہا، تو اے پاک روح! — آپ جو چاہتے ہیں کر لیتے ہیں پھر کس کا ڈر ہے

---

[1] عیسیٰ۔ یعنی ابن مریم اس طرح پہاڑ کی جانب بھاگے جا رہے تھے جیسے کہ گویا کوئی شیر اُن کے خون کے درپے ہے ایک شخص اُن کے پیچھے دوڑا اور بھاگنے کا سبب پوچھنے لگا لیکن وہ اس قدر تیز بھاگ رہے تھے کہ اُسکو جواب نہ دے سکے

[2] کز پئے مرضات۔ اُس شخص نے بھاگ کر اور اُن سے قریب ہو کر کہا خدا کے لئے رُک جایئے اور میرا جواب دیدیجئے۔ گفت۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا میں ایک احمق سے بھاگ رہا ہوں تو مجھے نہ روک۔ گفت۔ اُس شخص نے کہا آپ کے دم کرنے سے تو اندھے بہرے اچھے ہو جاتے ہیں، آپ احمق کی حماقت سے اس قدر خوفزدہ کیوں ہیں؟

[3] گفت آرے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تیرا کہنا درست ہے۔ گفت آں شہ۔ پیچھے بھاگنے والے نے کہا آپ تو وہی شاہ ہیں جنکو اسم اعظم آتا ہے جب وہ آپ مُردے پر پڑھتے ہیں تو وہ شکاری شیر کی طرح زندہ ہو جاتا ہے۔ گفت۔ اُنھوں نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں جو تو کہتا ہے، تو اُس نے کہا آپ تو مٹی سے پرند بنا کر اُڑا دیتے ہیں آپ میں پھونک مار دیتے ہیں تو اُڑنے لگتا ہے۔ گفت آرے۔ اُنھوں نے اقرار کیا تو اُسنے پھر کہا جب آپکے پاس ایسے معجزے ہیں

www.pdfbooksfree.pk

باچنیں بُرہاں کہ باشد در جہاں
ایسی دلیلوں کے ہوتے ہوئے، دنیا میں کون ہوگا؟

که نباشد مر ترا از بندگان
جو آپ کے غلاموں میں سے نہ ہو

گفت[1] عیسیٰؑ که بذات پاکِ حق
(حضرت) عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ کی پاک ذات کی قسم

مُبدعِ تن خالقِ جاں در سَبَق
جو کہ جسم کا پیدا کرنیوالا، ازل میں روح کا خالق ہے

حُرمتِ ذات و صفاتِ پاکِ اُو
اُس کی پاک ذات، اور صفات کی قسم

که بُوَد گردوں گریباں چاکِ اُو
جس کے لئے آسمان گریبان پھاڑے رہتے ہے

کاں فسُون و اسمِ اعظم را که من
کہ وہ منتر اور اسمِ اعظم جو میں نے

بر کرد و بر کور خواندم شد حسن
بہرے اور اندھے پر پڑھا وہ اچھا ہوگیا

بر کہ سُنگین بخواندم شد شگاف
پتھریلے پہاڑ پر میں نے پڑھا وہ شق ہوگیا

خرقہ را بدرید بر خود تا بناف
اُس نے ناف تک پیرہن پھاڑ ڈالا

بر تنِ[2] مُردہ بخواندم گشت حَی
میں نے مُردہ جسم پر پڑھا وہ زندہ ہوگیا

بر سرِ لاشیٔ بخواندم گشت شیٔ
میں نے ناچیز پر پڑھا وہ چیز ہوگیا

خواندم آں را بر دلِ احمق بہ وُد
میں نے محبت سے اُس کو بیوقوف کے دل پر پڑھا

صد ہزاراں بار و درمانے نشُد
لاکھوں بار، اور کوئی علاج نہ ہوا

سنگ خارا گشت و زاں خُو بر نگشت
سنگِ خارا بن گیا اور اُس عادت سے نہ ہٹا

ریگ شد کز وے نروید ہیچ کشت
ریت بن گیا جس سے کوئی کھیتی نہ اُگے

گفت[3] حکمت چیست کانجا اسمِ حق
اُس نے کہا کیا راز ہے کہ وہاں اسمِ اعظم نے

سُود کرد اینجا نبُود آنرا سَبَق
فائدہ کیا، اِس جگہ وہ نہ چلا

آں ہماں رنجست و ایں رنجے چرا
وہ بھی بیماری ہے، اور یہ بھی بیماری کیوں

اُو نشد ایں را و آں را شد دوا
وہ اِس کے لئے (دوا) نہ ہوا اور اُسکے لئے دوا بنگیا؟

گفت رنجِ احمقی قہرِ خداست
فرمایا، بیوقوفی کی بیماری خدا کا عذاب ہے

رنج کوری نیست قہرآں ابتلاست
اندھے پن کی بیماری عذاب نہیں ہے وہ آزمائش ہے

ابتلا رنجیست کاں رحم آورد
آزمائش وہ بیماری ہے جو رحم لاتی ہے

احمقی رنجیست کاں زخم آورد
بیوقوفی وہ بیماری ہے جو زخم پیدا کرتی ہے

بر سرآرد زخم رنجِ احمقی
بیوقوفی کا مرض سر کو زخمی کرتا ہے

رحم نبود چارہ جوئی آں شقی
اُس بدبخت کی چارہ جوئی رحم سے نہیں ہوتی

[1] گفت۔ اُس سوال کرنیوالے کے جواب میں فرمایا۔ مُبدع۔ ایجاد کرنیوالا۔ سبق۔ ازل۔ گریبان چاک۔ یعنی عاشق۔ کاں۔ بیشک اُس اسمِ اعظم کا یہی اثر ہے کہ اُس سے اندھے بہرے اچھے ہوجاتے ہیں۔ ہر گز۔ پہاڑ اُس کی عظمت و ہیبت سے پھٹ جاتے ہیں۔

[2] بر تن۔ اسمِ اعظم مُردے پر پڑھا جائے تو وہ زندہ ہوجاتا ہے۔ لاشیٔ۔ یعنی اسمِ اعظم پڑھنے سے معدوم موجود ہوجاتا ہے۔ وُد۔ محبت۔ سنگِ خارا۔ یعنی احمق پر اسمِ اعظم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ اُلٹا اثر ہوا کہ وہ اور سخت ہوگیا۔ خو۔ یعنی حماقت کی عادت۔

[3] گفت۔ اُس سوال کرنے والے نے کہا اس میں کیا راز اور حکمت ہے کہ احمق پر اسمِ اعظم بھی اثر نہیں کرتا۔ گفت۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ حماقت عذابِ الٰہی ہے اور اندھا پن ایک آزمائش ہے آزمائش میں جو مبتلا ہوتا ہے اُس پر رحم کیا جاتا ہے اور احمق پر جوتے برسائے جاتے ہیں۔ احمقی۔ حماقت۔ ہر شخص کو غصہ آتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

انچہ[۵۱] داغِ اُوست مُہر او کردہ است — چارۂ بروے نیارد بَرد دست
جو اُس کا داغ ہے (گویا اللہ تعالیٰ نے) مُہر لگا دی ہے — کوئی تدبیر اِس پر قابو نہیں پا سکتی

زاحمقاں بگریز چوں عیسیٰؑ گریخت — صحبتِ احمق بسے خونہا کہ ریخت
بیوقوفوں سے اِس طرح بھاگ جیسے حضرت عیسیٰؑ بھاگے — احمق کی صحبت نے بہت خون بہائے ہیں

اندک اندک آب را دُزدد ہوا — ہمچنیں دُزدد ہم احمق از شما
ہوا پانی کو تھوڑا تھوڑا چُراتی ہے — اِسی طرح بیوقوف تم میں سے چُراتا ہے

گرمیت را دُزدد و سردی دہد — ہمچناں کو زیرِ خود سنگے نہد
وہ تیری گرمی کو چُراتا ہے اور سردی پیدا کرتا ہے — جس طرح کہ وہ اپنے نیچے پتھر رکھتا ہے

آں گریزِ عیسوی نز بیم بود — ایمن ست اُو از پئے[۵۲] تعلیم بود
(حضرت) عیسیٰؑ کا بھاگنا خوف سے نہ تھا — وہ محفوظ تھے، تعلیم دینے کے لئے تھا

زمہریر ار پُر کند آفاق را — چہ غم آں خورشید با اِشراق را
اگر سردی تمام دنیا کو بھر دے — روشن سورج کو کیا غم ہے!

ہر کرا گرمی بود از نورِ حق — اُو چہ غم دارد ز سرد یہائے بق
جس کو اللہ تعالیٰ کے نور کی گرمی حاصل ہو — اُس کو بخت بارش کی سردی کا کیا غم ہے!

قصۂ اہلِ سبا و حماقتِ ایشاں و اثر نا کردنِ پند و نصیحتِ انبیاء در ایشاں

اہلِ سبا اور ان کی بے وقوفی اور انبیاء کی نصیحت کا اُن پر اثر نہ کرنے کا قصہ

یاد م آمد قصۂ اہلِ سبا[۵۳] — کز دمِ احمق صبا شاں شد وبا
مجھے اہلِ سبا کا قصہ یاد آگیا — احمقانہ باتوں سے صبا ہوا اُن کیلئے وبا بنگئی

آں سبا ماند بشہرے بس کلاں — در فسانہ بشنوی از کودکاں
وہ سبا بہت بڑے شہر جیسا تھا — تو نے بچوں سے قصہ میں سُنا ہوگا

کودکاں افسانہا می آورند — در ج در افسانہ شاں صد گونہ پند
بچے قصے بیان کرتے ہیں — ان کے افسانوں میں تو قسم کی نصیحت درج ہوتی ہے

ہزلہا گویند در افسانہا — گنج می جو در ہمہ ویرانہا
افسانوں میں مذاق کی باتیں کہتے ہیں — تو ہر ویرانے میں خزانہ تلاش کر

---

[۵۱] انچہ۔ حماقت کا اثر اللہ تعالیٰ کی ایک مُہر ہے جس پر کوئی تدبیر مؤثر نہیں ہوتی ہے۔ زاحمقاں — بیوقوفوں سے اِسی طرح بھاگو جس طرح حضرت عیسیٰؑ بھاگے تھے۔ اندک جس طرح ہوا تھوڑا تھوڑا پانی چُراتی رہتی ہے اور حوض خشک ہو جاتی ہے اِسی طرح بیوقوف کی صحبت تیرے اچھے اوصاف چُراتی رہتی ہے۔ گرمیت۔ بھلائیوں کے لئے گرم جوشی کو اُس کی صحبت سردی اور کاہلی سے تبدیل کر دیتی ہے۔

[۵۲] پئے تعلیم۔ حضرت عیسیٰؑ کا احمق سے بھاگنا دوسروں کی تعلیم کے لئے تھا۔ زمہریر۔ اگر تمام دنیا میں سردی پھیلی ہوئی ہو تب بھی سورج کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر کرا۔ حضرت عیسیٰؑ کو نورِ حق کی گرمی حاصل تھی کسی احمق کی حماقتوں سے وہ متاثر نہیں ہو سکتے تھے

[۵۳] سبا۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صبا پر وبا ہوا تھا۔ بیماری۔ کودکاں۔ بچوں کی کہانیوں اور افسانوں میں بھی ایک نصیحت کا پہلو ہوتا ہے۔ ہزلہا۔ افسانوں میں عموماً مذاق کی باتیں ہوتی ہیں لیکن حکمت کے خزانے کے تلاش کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ویرانہ میں خزانہ تلاش کرے۔

www.pdfbooksfree.pk

بُود[1] شہرے بس عظیم و مہ ولے
قدر اُو چوں قدرِ سکرہ بیش نے

وہ (سبا) بہت بڑا اور عظیم شہر تھا لیکن — اُس کا رتبہ سکورہ کے رتبہ سے زیادہ نہ تھا۔

بس عظیم و بس فراخ و بس دراز
سخت زفت و زفت اندازہ پیاز

بہت بڑا، بہت وسیع، اور بہت لمبا — پیاز کی طرح بہت تہ بہ تہ

مردم دہ شہر مجموع اندرو
لیک جملہ سہ[2] تن ناشستہ رُو

اس میں دس شہروں کے انسانوں کا مجموعہ تھا، — لیکن سب مل کر تین گندے شخص (تھے)

اندرو نوع خلائق بے شمار
لیک آں جملہ سہ[3] خام و پختہ خوار

اُس میں بے شمار مخلوق کی قسمیں تھیں، — لیکن وہ سب تین (شخص) ناقص یعنی پکائی کھانے والے (تھے)

جان[4] ناکردہ۔ بجاناں تاختن
گر ہزاران ست باشد نیم تن

جان کو جاناں کی طرف نہ کرکے دوڑنا — اگرچہ وہ ہزاروں ہوں آدھا شخص ہونگے

آن یکے بس دُوربین و دیدہ کور
از سلیمان[5] کور و دیدہ پائے مور

(انہیں سے) ایک اندھی آنکھوں والا اور دور تک دیکھ لینے والا — سلیمان کے بارے میں اندھا اور چیونٹی کا پاؤں دیکھنے

واں دگر بس تیز گوش و سخت کر
گنج و در وے نیست یک جو سنگ زر

دوسرا بہت تیز کان والا، اور سخت بہرا — خزانہ اور اُس میں ایک جَو کے وزن کا سونا نہیں ہے

واں دگر عور و برہنہ لاشہ تاز
لیک دامنہائے جامہ اُو دراز

دوسرا ننگا اور برہنہ، مرد، دوڑانے والا — لیکن اُس کے کپڑوں کے دامن بہت لمبے

گفت کور اینک سپاہے میرسند
من ہمی بینم کہ چہ قوم اند و چند

اندھے نے کہا، یہ سپاہی پہنچ رہے ہیں — میں دیکھ رہا ہوں، کہ وہ کونسی قوم اور کسقدر ہیں

گفت[6] کر آرے شنیدم بانگ شاں
کہ چہ میگویند پیدا و نہاں

بہرے نے کہا، ہاں میں نے اُنکی آواز سُن لی — کہ وہ آہستہ اور زور سے کیا کہہ رہے ہیں

آں برہنہ گفت ترساں زیں منم
کہ ببرند از درازی دامنم

ننگا بولا، میں اِس سے خوف زدہ ہوں — کہ لمبائی کی وجہ سے میرا دامن نہ کاٹ لیں

کور گفت اینک بنزدیک آمدند
خیز بگریزیم پیش از زخم و بند

اندھے نے کہا، اب وہ قریب آگئے ہیں — اٹھ ہم بھاگ جائیں اِس سے پہلے کہ پکڑے جانے اور پٹنے سے پہلے بھاگ جائیں

کر ہمی گوید کہ آرے مشغلہ
می شود نزدیک تر یاراں بلہ

بہرا کہہ رہا تھا، کہ ہاں شور و غل — خبردار، اے دوستو! بہت نزدیک آرہا ہے

---

[1] بُود شہرے۔ سبا بہت بڑا شہر تھا لیکن اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ مٹی کے برابر سے زیادہ نہ تھا۔ سخت زفت۔ اوپر نیچے پیاز کے چھلکوں کی طرح تھا اور اُنمیں آبادی تھی۔ مردم۔ آبادی کی تعداد تو دس شہروں کی آبادی کی تعداد کے برابر تھی لیکن سب لوگ اُس میں گندے قسم تھے۔ سہ خام۔ وہ تینوں بھی عمل کے کچے اور کھانے کے کچے تھے۔

[2] جان ناکردہ۔ ایسے لوگ جن کی روح محبوبِ حقیقی سے وابستہ نہ ہو اگر لاکھوں بھی ہیں تو آدھا شخص ہیں۔ آن یکے۔ ایک قسم تو یہ تھی کہ آخرت کے معاملہ میں اندھے اور دنیا داری میں بڑے دُوربین۔ سلیمان۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں اندھے پائے مور۔ دنیا کی معمولی سے معمولی بات کے بڑے بینا۔ واں دگر۔ دوسری قسم وہ تھی جو نیک بات سننے میں بہری اور بُری بات سن لینے میں کانوں کی بہت تیز تھی۔ گنج۔ وہ شہر سبا دنیوی مال و دولت کے اعتبار سے خزانہ تھا لیکن نیکی اور بھلائی اُنمیں ذرہ برابر نہ تھی۔ واں دگر۔ تیسری قسم ایسے لوگوں کی تھی جن کا ظاہری لباس لمبا چوڑا لیکن تقوے کے لباس سے ننگے تھے۔

[3] گفت کر۔ بہرا بولا وہ جو کچھ باتیں کر رہے ہیں میں سب سُن رہا ہوں۔ آں برہنہ۔ ننگے نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے دراز دامن نہ کاٹ لیں۔ کور گفت

www.pdfbooksfree.pk

آں برہمنہ گفت آوہ[1] دامنم
ننگے نے کہا، ہائے میرا دامن!
از طمع بُرّند و من نا ایمنم
لالچ میں کاٹ لیں گے، اور میں محفوظ نہیں ہوں

شہر را ہشتند و بیروں آمدند
انھوں نے شہر چھوڑ دیا اور باہر نکل آئے
وز ہزیمت در دہے اندر شدند
اور پسپائی سے وہ ایک گاؤں میں گھس گئے

اندراں دہ مُرغِ فربہ یافتند
انھوں نے اس گاؤں میں ایک موٹا مرغ پایا
لیک ذرّہ گوشت بے بر وے نژند
لیکن اس پر ذرہ برابر گوشت نہ تھا، لاغر تھا

کور دید و آں کر آوازش شنید
اندھے نے اسکو دیکھا اور بہرے نے اسکی آواز سن لی
عور بگرفت و بداماں در کشید
ننگے نے اس کو پکڑ لیا اور دامن میں چھپا لیا

مُرغِ مُردہ خشک از زخمِ کلاغ
مُرغِ مُردہ کوّے کی ٹھونگوں سے خشک (تھا)
استخوانہا زار گشتہ چوں بناغ
ہڈیاں دھاگے کی طرح لاغر تھیں

پس طلب کردند و دیگے یافتند
انھوں نے تلاش کیا، اور ایک دیگچی پالی
بے سر و بے بُن، سُبک بشتافتند
جس کے نہ سر تھا نہ تلی، جلدی دوڑے

بر سرِ[2] آتش نہادند آں سہ[3] تن
اُن تینوں نے آگ پر رکھا
مُرغِ فربہ را بدیگ اندر زفن
موٹے مرغ کو دیگچی میں ہنرمندی سے

آتش کردند چنداں اے پسر
اے بیٹا! انھوں نے اس قدر پکایا
کاستخواں شد پختہ لحمش بیخبر
کہ ہڈیاں پک گئیں اسکے گوشت کو پتہ نہ ہوا

زاں ہمی خوردند چوں از صید سیر
انھوں نے اس کو اسطرح کھایا جسطرح خیر شکار کر
ہر یکے از خوردنش چوں پیل سیر
اسکے کھانے سے ہر ایک ہاتھی کیطرح سیر پیٹ بھر ہو گیا

ہر سہ[4] زاں خوردند بس فربہ شدند
تینوں نے اس میں سے کھایا، بہت موٹے ہو گئے
چوں سہ[5] پیلے بس بزرگ و مہ شدند
تین موٹے، اور بڑے ہاتھیوں کی طرح ہو گئے

آنچناں کز فربہی ہر یک جواں
ایسے کہ ہر ایک جوان موٹاپے کی وجہ سے
در نگنجیدے ز زفتی در جہاں
بھاری پن سے، دنیا میں نہ سماتا تھا

با چنیں گبزی و ہفت اندام زفت
ایسے موٹاپے، اور ساتوں موٹے اعضا کے باوجود
از شگافِ در بروں جستند تفت
تیزی سے دروازے کی درز سے باہر نکل گئے

راہِ مرگِ خلق ناپیدا رہی ست
مخلوق کی موت کا راستہ پوشیدہ راستہ ہے
در نظر ناید کہ آں بیجا رہی ست
وہ دکھائی نہیں دیتا ہے کیونکہ لامکانی راستہ ہے

---

[1] آوہ۔ افسوس۔ آہ۔ آہ۔ مطلب۔ شہر والے تینوں شہر چھوڑ کر بھاگے اور ایک گاؤں میں پہنچے۔ ہزیمت۔ پسپائی۔ نژند۔ لاغر، پژمردہ۔ زخم کلاغ۔ کوّے کا ٹھونگے مارنا۔ بناغ۔ کچا دھاگا، مکڑی کا جالا۔ بے سر۔ یعنی اُن کو ایسی ہانڈی ملی جس کا نہ گلا تھا نہ تلا۔

[2] بر سرِ آتش۔ یعنی اُس مُردہ مرغ کو ہانڈی میں ڈالکر پکانا شروع کیا۔ آتشش۔ یعنی اُس کو اس طرح پکایا کہ ہڈی گل گئی اور گوشت کچا ہی رہا۔ زاں۔ اُس مُردہ مُرغ کو انھوں نے اس طرح کھایا جس طرح خیر اپنا شکار کھاتا ہے اور اس طرح پیٹ بھر لیا جیسا کہ ہاتھی پیٹ بھرتا ہے۔

[3] ہر سہ۔ تینوں اس مُردہ مُرغ کو کھا کر ہاتھیوں کی طرح بن گئے۔ آنچناں۔ اُن میں سے ہر ایک ایسا پھولا کہ دنیا میں نہیں سما رہا تھا۔ با چنیں۔ لیکن اس موٹاپے کے باوجود وہ کواڑوں کی درز سے نکل بھاگے۔ گبز۔ فربہ۔ ہفت اندام۔ سر، سینہ، پشت، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں۔ شگاف۔ درز۔ راہِ مرگ۔ کواڑ کی درز سے موت کا راستہ مراد ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا ہے۔ بیجا۔ لامکانی۔

www.pdfbooksfree.pk

نِک بپا پے کاروانہا مُتقفی — زیں شگافِ در کہ ہست آں مُختفی

قافلے پے در پے آگے پیچھے جا رہے ہیں — دروازے کی اِس دَرز سے جو پوشیدہ ہے

بر دَرار جوئی نیابی آں شگاف — سخت ناپیدا و زو چندیں زِفاف

اگر تو دروازے میں تلاش کریگا وہ درز نہ پائیگا — بالکل پوشیدہ ہے اور اُس میں سے اسقدر روشنی کی

اے ضیاء الحق حُسام الدّیں عیاں — باز باید کرد شرحِ این بیاں

اے ضیاء الحق حُسام الدّین، واضح (طور پر) — اِس بیان کی پھر شرح کرنی چاہیئے

اے پسر ہر مختصر افسانہ نیست — آشنا را روئے در بیگانہ نیست

اے بیٹا! ہر مختصر افسانہ نہیں ہے — جاننے والے کا رخ، بیگانہ کی طرف نہیں ہے

شرحِ آں کور دُور بین و آں کر تیز شنو و آں برہنہ دراز دامن

اُس کور تک دیکھنے والے اندھے اور اُس تیز سننے والے بہرے اور اُس لمبے دامن والے ننگے کی شرح

کر اَمل راداں کہ مرگ ما شنید — مرگ خود نشنید و نقلِ خود ندید

بہرا، امید کو سمجھ کہ اسنے ہماری موت (کی خبر) سنی — اپنی موت کو نہیں سنا اور اپنے منتقل ہونے کو نہ دیکھا

حرصِ نابیناست بیند مُو بمُو — عیبِ خلقاں او بگوید کو بکو

لالچ اندھا ہے، بال بال دیکھتا ہے — لوگوں کا عیب کوچہ بکوچہ بیان کرتا ہے

عیبِ خود یک ذرّہ چشمِ کور او — می نہ بیند گرچہ ہست او عیب جُو

اُس کی اندھی آنکھ اپنا عیب ذرہ برابر بھی — نہیں دیکھتی، اگرچہ وہ عیب جُو ہے

عُور می ترسد کہ دامانش بُرند — دامنِ مردِ برہنہ کے دَرند

ننگا، ڈرتا ہے کہ اُس کا دامن کاٹ لینگے — (حالانکہ) ننگے انسان کا دامن کب پھاڑتے ہیں؟

مردِ دنیا مُفلس ست و ترسناک — ہیچ اورا نیست از دُزد اندیشناک

دنیا دار انسان مُفلس ہے اور خوفزدہ ہے — اُس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اُسکو چور کی کیا ڈر؟

او برہنہ آمد و عُریاں رَوَد — وز غمِ دُزدش جگر خوں میشود

وہ ننگا آیا، اور ننگا جائے گا — اور چور کے غم سے اُس کا جگر خون ہوتا ہے

وقتِ مرگش کہ بُود صد نوحہ پیش — خندہ آید جانش را زیں ترسِ خویش

اُسکے مرنے کے وقت جبکہ سینکڑوں نوحے پیش ہوتے — اُس کی جان کو اپنے اِس خوف سے ہنسی آتی ہے

آں زماں داند غنی کش نیست زر — ہم ذکی داند کہ او بُد بے ہُنر

اُسوقت مالدار جان جاتا ہے کہ اُسکے پاس مال نہیں ہے — (اور) ذہین بھی جان لیتا ہے کہ وہ بے ہُنر تھا

۱؎ مُقتفی پیچھے۔ مختفی پوشیدہ۔ برِ در۔ کواڑوں کا وہ شگاف نظر نہیں آتا ہے۔ زِفاف۔ دلہن کو دولہا کے پاس بھیجنا یعنی انسانوں کی دارِ آخرت کی طرف روانگی۔ اے پسر۔ ہر قصہ محض افسانہ نہیں ہوتا جو معارف کو جانتے ہیں اُن سے اچھے نتائج نکال لیتے ہیں۔ بیگانہ یعنی اہلِ دل کے لئے وہ قصہ بیکار نہیں ہوتا ہے

۲؎ کر۔ اِس قصہ میں بہرے سے انسان کی تمنائیں مُراد ہیں، تمنا اور اُمید دوسروں کی موت کی خبر سنتی ہے اپنی موت کی خبر سے بہری ہوتی ہے اور دنیا سے اپنے منتقل ہونے کو نہیں دیکھتی۔ حرص۔ اِس قصہ میں اندھے سے مُراد انسان کی حرص ہے جو اپنے عیوب سے اندھی ہے اور دوسروں کا عیب خوب دیکھتی ہے۔ عُور۔ ننگے سے مُراد وہ شخص ہے جو نیک اعمال سے خالی اور آخرت کی دولت سے مُفلس ہے۔

۳؎ مردِ دنیا۔ دنیا دار مُفلس ہے اِسلئے کہ دنیوی دولت آخرت میں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔ او برہنہ۔ دنیا دار ننگا پیدا ہوا اور تقوے کے لباس سے ننگا مرے گا۔ وقتِ مرگ۔ جب اِس دنیا کی دولت کی حقیقت کھل جائیگی جس پر چوروں کا خوف کھاتا تھا تو اپنے اوپر ہنسے گا۔ آں زماں۔ جب دنیاوی دولت

www.pdfbooksfree.pk

چوں[۵۱] کنارِ کُود کے پُر از سِفال
جیسا کہ بچہ کی گود جو ٹھیکروں سے بھری ہوئی ہے

کُو بَراں لرزاں بُوَد چوں بَر مَال
جو اُن کے لئے ایسا لرزتا ہے جیسا کہ مالدار

گر سِتانی پارۂ گریاں شَوَد
اگر تو اُس کا ٹھیکرا لے لے تو وہ رونے لگے

پارہ گر بازش دہی خنداں شَوَد
اگر تو اُس کو ٹھیکرا واپس دیدے تو وہ ہنسنے لگے

چوں نباشد طفل را دانش دثار
[۵۲] چونکہ بچے کو عقل کا لباس حاصل نہیں ہے

گریہ و خندش ندارد اعتبار
اُس کا رونا اور ہنسنا اعتبار نہیں رکھتا ہے

مُحتشم چوں عاریت لے اِملاک دید
مالدار نے چونکہ مانگی ہوئی چیز کو ملکیت سمجھا

پس بَراں مالِ دروغیں می طپید
اس لئے اس غلط مال پر تڑپتا ہے

ترسد از دُزدے کہ بر باید جوال
چور سے ڈرتا ہے کہ تھیلا اُڑا لے جائیگا

خواب می بیند کہ اُو را ہست مال
خواب دیکھتا ہے کہ اُس کا مال ہے

پس ز ترسِ خویش تسخر آیدش
تو اپنے خوف سے اُس کو ہنسی آتی ہے

چوں خوابش بر جہاند گوش کش
جب کان کھینچنے والا اُس کو نیند سے اُٹھاتا ہے

کہ بُود شاں علم و عقلِ ایں جہاں
جن کو اِس دنیا کا علم و عقل ہے

ہمچناں لرزانیِ ایں عالماں
اِسی طرح کا اِن ہنرمندوں کا خوف ہے

گفت ایزد در نبے لَا یَعلَمُون
قرآن میں اللہ (تعالےٰ) نے فرمایا "وہ نہیں جانتے"

از پئے ایں عاقلانِ ذو فنون
انہی ہنرمند و عقلمندوں کے لئے

خویشتن را علم بسیار دبسے
اپنا علم بہت سمجھتا ہے

ہر یکے ترساں ز دُزدیِ کسے
ہر شخص کسی کے چرا لینے سے ڈرتا ہے

خود ندارد روزگارِ سُود مند
(حالانکہ) وہ خود مفید وقت نہیں رکھتا ہے

گوید[۵۳] اُو کہ روزگارم می بَرد
کہتا ہے کہ وہ میرا وقت برباد کرتا ہے

غرقِ بیکار ست جانش تا بحلق
(حالانکہ) اُسکی جان حلق تک بیکاری میں غرق ہے

گوید از کارم برآوردند خلق
کہتا ہے لوگ مجھے بیکار بناتے ہیں

چوں رہا کم دامن ز چنگال شاں
اُن کے چنگل سے اپنا دامن کسطرح چھڑاؤں

عُور ترساں کہ منم دامن کشاں
نگا ڈرتا ہے کہ میں دامن گھسیٹنے والا ہوں

جانِ خود را می نداند آں ظلوم
وہ ظالم اپنی جان کو نہیں جانتا ہے

صد ہزاراں فضل دانداز عُلوم
علوم کی لاکھوں فضیلتیں جانتا ہے

---

۵۱ چوں کنار۔ اِس دنیادار کی حالت اُس بچہ کی سی ہے جس نے پلو میں کنکریاں جمع کر رکھی ہوں اور اُنکو دولت سمجھ رہا ہو اُن کنکریوں کے لٹنے سے ڈرتا ہو اور اگر کوئی ایک کنکری لے لے تو رونے لگے اور اُسکو واپس دیدے تو ہنسنے لگے۔ بیکار باتوں کی مثال۔

۵۲ محتشم۔ دنیادار دولت وحشمت والا۔ عاریت دنیا کی دولت اُس کے پاس عارضی ہے۔ خواب۔ یہ دولت ایسی ہے جیسے کہ کوئی خواب میں دولت کو دیکھتا ہے۔ چوں۔ جو شخص اپنے خواب کے مال پر چوروں سے ڈر رہا تھا بیدار ہونے پر اُس کو اپنے اوپر ہنسی آئیگی یہی حال آخرت میں دنیادار کا ہوگا۔ انہیئے۔ دنیادار عقلمندوں کو قرآن نے بے علم کہا ہے۔ ہر یکے۔ ہر دنیا دار اپنے علم کے بارے میں چور سے ڈرتا ہے۔

۵۳ گوید۔ دنیادار عالم کہتا ہے کہ لوگ میرا وقت ضائع کرتے ہیں جس سے میرے علم کو خطرہ ہوتا ہے حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اُسکا وقت اُس کیلئے قطعاً غیر مفید ہے۔ گوید۔ وہ کہتا ہے لوگ آکر مجھے بیکار بناتے ہیں حالانکہ جو اُس کی مصروفیتیں ہیں وہ خود بیکاری کے مرادف ہیں۔ عُور۔ یہ دنیا دار علوم آخرت سے خالی ہے لیکن سمجھ یہ رہا ہے کہ دوسرے

www.pdfbooksfree.pk

داند[1] او خاصیتِ ہر جوہرے — در بیانِ جوہرِ خود چوں خرے
وہ ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے — اپنے جوہر کے معاملے میں گدھے کی طرح ہے

کہ ہمی دانم یجوز و لایجوز — خود ندانی تو یجوزی یا عجوز
کہ میں یجوز، اور لایجوز کو جانتا ہوں — تو خود نہیں جانتا کہ تو یجوزی ہے یا بڑھیا

ایں روا آں ناروا دانی ولیک — تو روا یا ناروائی بیں تو نیک
تو یہ جانتا ہے، یہ جائز ہے وہ ناجائز ہے لیکن — تو غور کر، تو خود جائز ہے، یا ناجائز

قیمتِ ہر کالہ میدانی کہ چیست — قیمتِ خود را ندانی احمقیست
تو ہر سودے کی قیمت جانتا ہے کہ کیا ہے — تو اپنی قیمت نہیں جانتا، یہ حماقت ہے

سعد[2] ہا و نحسہا دانستۂ — ننگری سعدی تو یا ناشستۂ
تو سعادتوں، اور نحوستوں کو جانتا ہے — تو یہ غور نہیں کرتا، کہ تو سعد ہے یا میلا

جانِ جملہ علمہا اینست و ایں — کہ بدانی من کیم در یوم دیں
تمام علوم کی جان دراصل یہی ہے — کہ تو جان لے کہ قیامت کے دن میں کون ہوں

جانِ جملہ علمہا اینست خود — کہ بہ بخشد جملہ را جانِ ابد
خود تمام علوم کی جان یہ ہے — کہ وہ سب کو ابدی جان عطا کر دے

آں اصول[3] دیں بدانستی تو لیک — بنگر اندر اصلِ خود کو ہست نیک
تو نے دین کے اصول جان لئے لیکن — اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی ہے

از اصولیت اصول خویش بہ — کہ بدانی اصلِ خود اے مردِ مہ
تیرے اصولی ہونے سے اپنے اصول بہتر ہیں — اے بڑے شخص! کہ تو اپنی اصل کو جان لے

صفتِ خرّمیِ شہرِ سبا و ناشکریِ ایشان
سبا شہر کی خوشحالی اور ان کی ناشکری کا بیان

اصلِ شاں بد بود آں اہلِ سبا — می رمیدند ز اسبابِ بقا
اِن اہلِ سبا کی اصل، بُری تھی — وہ بقا کے اسباب سے بھاگتے تھے

دادشاں چنداں ضیاع و باغ و راغ — از چپ و از راست از بہرِ فراغ
اُنکو (اللہ نے) اِسقدر جائداد اور باغ اور چراگاہ دی — دائیں، اور بائیں سے فراغت کے لئے

نہیں۔ از اصولیت۔ اصولِ فقہ کے جاننے سے یہ بہتر ہے کہ انسان اپنی اصل یعنی روح کو پہچانے۔
خرّمی۔ خوشحالی۔ بقا۔ یعنی ابدی زندگی۔ ضیاع۔ جائداد۔ راغ۔ چراگاہ۔ فراغ۔ یعنی فارغ البالی۔

[1] داند۔ دنیا کی چیزوں کی اصلیت کو سمجھتا ہے اپنے جوہر (روح) کے بارے میں گدھے پن کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ ہمی۔ دنیادار عالمِ اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں مفتی ہوں اور میں جائز اور ناجائز کو جانتا ہوں۔ خود ندانی۔ یعنی اس مفتی کو خود یہ علم نہیں کہ وہ مفتی ہے یا نادان بڑھیا۔ یجوزی یعنی جائز و ناجائز کا فتویٰ دینے کے قابل۔ عجوز۔ بوڑھی عورت جو عموماً دلائل سے ناواقف ہوتی ہے۔ ایں۔ یعنی فقیہ اتنا تو جانتا ہے کہ یہ بات جائز ہے اور یہ بات ناجائز ہے لیکن اُس کو اپنا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کس حالت میں ہے۔ قیمت۔ دوسروں کے احوال سے واقف ہونا اور اپنے احوال سے غافل ہونا حماقت ہے۔

[2] سعد ہا۔ دنیادار عالمِ نجوم، ستاروں اور چیزوں کی نحوست اور سعادت سے واقفیت رکھتا ہے لیکن اپنے بارے میں وہ کچھ نہیں سمجھتا کہ خود نیک بخت ہے یا بدبخت ہے۔ جانِ جملہ۔ تمام علوم کی اصل تو یہ ہے کہ انسان اپنے بارے میں یہ علم حاصل کرے کہ قیامت کے دن اس کا کیا حال ہونا ہے۔

[3] اصولِ دین۔ دین کے اصول تو جاننا ضروری ہیں لیکن اس سے زیادہ یہ ضروری ہے کہ اپنی روح کے بارے میں غور کرے کہ وہ نیک ہے یا

www.pdfbooksfree.pk

بسکہ می افتاد از پژمی[1] ثمار — تنگ می شد معبرہ بر رہگذار

کثرت کی وجہ سے پھل بہت گرتے تھے — چلنے والوں پر راستہ تنگ ہو جاتا تھا

آں نثارِ میوہ رہ را می گرفت — از پئے میوہ رہرو در شگفت

پھلوں کی بکھیر راستہ روک دیتی تھی — پھلوں کی کثرت سے مسافر تعجب میں تھے

سلّہ بر سر در درختستانِ شاں — پُر شدے ناخواست میوہ از فشاں

اُن کے باغوں میں سر پر کی ٹوکری — بغیر خواہش کے پھلوں کے جھڑنے سے بھر جاتی

باد آں میوہ فشاندے بے کسے — پُر شدے زاں میوہ دامنہا بسے

بغیر کسی شخص کے، ہوا پھل جھاڑتی — اُن پھلوں سے بہت سے دامن بھر جاتے

خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ — بر سر و روئے روندہ می زدہ

موٹے خوشے نیچے کو لٹکے ہوئے — چلنے والے کے سر اور منہ کو لگتے

مردِ گلخن تاب از پئے زر — بستہ بودے بر میاں زرّیں کمر

بھٹی جلانے والا سونے کی کثرت سے — کمر پر زرّیں پیٹی باندھے رہتا ہے

سگ کلیچہ[2] کوفتے در زیرِ پا — تخمہ بودے گرگ صحرا از نوا

کتے پاؤں کے نیچے تلمے روندتے — غذا کی کثرت سے جنگل کے بھیڑیوں کو بھی نہ جھپٹی جاتی

گشتہ ایمن شہر و دہ از دزد و گرگ — بز نتر سیدے ہم از گرگ سترگ[3]

شہر اور گاؤں، چور اور بھیڑیے سے محفوظ ہو گئے تھے — موٹے بھیڑیے سے بکری بھی نہ ڈرتی تھی

جامۂ ایشاں اگر چرکیں شدے — آتشِ سوزندہ شاں صابون بدے

اگر اُن کے کپڑے میلے ہو جاتے — جلانے والی آگ اُن کا صابون ہوتا

در تنور انداختندے جامہ را — بعد یک ساعت شدے خوش باصفا

وہ کپڑوں کو تنور میں ڈال دیتے — تھوڑی دیر کے بعد وہ اچھا صاف ہو جاتا

گر بگویم شرح نعمتہائے قوم — کہ زیادت می شداں یوماً فیوم

اگر میں قوم کی نعمتوں کی شرح کروں — جو روز بہ روز بڑھ رہی تھیں

مانع آید از سخنہائے مہم — انبیاء بردند امرِ فاستقم

تو وہ ضروری باتوں سے مانع بنے گی — انبیاء فاستقم کا حکم لے کر گئے

چوں ز حد بردند ناشکری چناں — غیرتِ حق کار گر شد در زماں

جب اُنھوں نے اس طرح کی ناشکری حد سے زیادہ کی — اُس وقت اللہ (تعالیٰ) کی غیرت کام میں لگ گئی

---

[1] پژمی۔ کثرت۔ ثمار ثمرہ کی جمع، پھل۔ معبر۔ گذرگاہ، راستہ۔ رہگذار مسافر۔ نثار بکھیر۔ شگفت۔ تعجب۔ سلّہ ٹوکرا۔ ناخواست۔ بغیر چاہے۔ بسکتے۔ یعنی بغیر جھاڑنے والے کے۔ گلخن تاب حمامی۔ کمر پیٹی۔

[2] کلیچہ۔ قلیچہ۔ تخمہ۔ بدہضمی۔ گشتہ۔ مال و خوراک کی کثرت کی وجہ سے نہ چور کو چوری کی ضرورت رہی تھی نہ بھیڑیئے کو کسی کے پھاڑنے کی

[3] سترگ۔ موٹا۔ چرکین۔ میلا۔ آتش۔ آگ کے ذریعہ کپڑے دھونے کی کوئی خاص ترکیب ہو گی۔ انبیاء۔ یعنی انبیاء کو حکم ہوا کہ وہ ان کو راست روی کا حکم دیں۔

www.pdfbooksfree.pk

آمدنِ پیغمبراں بہ نصیحت اہلِ سبا

اہلِ سبا کی نصیحت کے لئے پیغمبروں کا آنا

سیزدہ پیغمبر آنجا آمدند — گمرہاں را جملہ رہبر می شدند

تیرہ پیغمبر وہاں آئے — گمراہوں کے سب رہبر بنے

کہ بلا نعمت فزوں شد شکر گو — مرکبِ شکر ار بجنبید حرّ کو[1]

کہ خبردار! نعمت بہت ہو گئی، شکر کر — اگر شکر کی سواری ہو گئی ہے (اشکر) چلاؤ

شکرِ منعم واجب آمد در خرد — ورنہ بکشاید درِ خشمِ ابد

عقلی اعتبار سے انعام دینے والے کا شکر ضروری ہے — ورنہ ابدی ناراضی کا دروازہ کھل جائے گا

ہیں کرم بینید و ایں خود کس کند — کز چنیں نعمت بشکرے بس کند

ہاں کرم دیکھو، اور یہ خود کون کرتا ہے؟ — کہ اس قدر نعمتوں پر ایک شکر پر اکتفا کرے

سر[2] بہ بخشد شکر خواہد سجدہ — پا بہ بخشد شکر خواہد قعدہ

وہ سر عنایت کرتا ہے سجدہ کا شکر چاہتا ہے — پاؤں بخشتا ہے، بیٹھنے کا شکر چاہتا ہے

شکرِ نعمت نعمت افزوں کند — صد ہزاراں گل ز خارے سر کند

نعمت کا شکر، نعمت کو زیادہ بڑھاتا ہے — لاکھوں پھول کانٹے سے سر اٹھاتے ہیں

قوم گفتہ شکرِ ما را برد غول — ما شدیم از شکر و از نعمت ملول[3]

قوم نے کہا، ہمارا شکر بھوت لے گیا — ہم تو شکر اور نعمت سے عاجز ہیں

ما چناں پژمردہ گشتیم از عطا — کہ نہ طاعت ماں خوش آید نے خطا

ہم بخشش سے ایسے پژمردہ ہو گئے ہیں — کہ نہ ہمیں عبادت اچھی لگتی ہے، نہ گناہ

ما نمی خواہیم نعمتہا و باغ — ما نمی خواہیم اسباب و فراغ

ہم نعمتیں اور باغ نہیں چاہتے — ہمیں ذرائع اور فراغت کی خواہش نہیں ہے

نعمتے[3] چہ سیر شد جاں ما ازیں — شکر چہ گوئیم بر گوئید ہیں

نعمت کیا چیز ہے، اس سے ہماری طبیعت بھر گئی — کہ ہے کا شکر کریں، ہاں بتاؤ؟

انبیاء گفتند در دل علتے ست — کہ ازاں در حق شناسی آفتے ست

انبیاء نے فرمایا، دل میں بیماری ہے — کہ اس کی وجہ سے حق کے پہچاننے میں نقصان ہے

نعمت از وے جملگی علت شود — طعمہ در بیمار کے قوت شود

اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بنجاتی ہیں — کھانا بیمار میں قوت کب پیدا کرتا ہے؟

---

[1] حرّ کو: یعنی تم شکر کے گھوڑے کو بیدار کر کے چلاؤ۔ درخرد: عقلاً بھی انعام دینے والے کا شکر یہ ضروری ہے۔ ہیں: اللہ کا یہ بھی کرم ہے کہ اس قدر نعمتوں پر محض ایک شکریہ کا طالب ہے۔

[2] سر: اللہ نے سر عطا فرمایا ہے تو اس کا شکریہ یہ ہے کہ اس سر سے اس کو سجدہ کیا جائے۔ پا: اللہ نے پاؤں بخشے ہیں تو ان کا شکریہ یہ ہے کہ انھیں کے لئے عبادت میں قیام و قعود کیا جائے۔ صد ہزاراں: مصائب نعمتوں سے بدل جائینگے۔ غول: بھوت، شیطان۔ ماشدیم: اہلِ سبا نے کہا ہم تو ان نعمتوں سے تنگدل ہیں اور ہمارے لئے اب نہ طاعت میں لذت ہی نہ گناہ میں۔

[3] نعمتے: یعنی جب نعمت ہمارے لئے باعثِ زحمت ہے تو ہم شکر کس چیز کا ادا کریں۔ انبیاء: انبیاء نے اہلِ سبا سے کہا تمہارے دل میں مرض پیدا ہو گیا ہے جس نے حق شناسی کو تباہ کر دیا ہے اور تم نعمتوں کو زحمت سمجھنے لگے ہو بیمار کو اگر صحیح غذا بھی دی جاتی ہے تو وہ بیماری میں اضافہ کر دیتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

چند خوش پیشِ تو آمد اے مُصِر
اے ضدی تیرے سامنے بہت سی اچھی چیزیں آئیں

جملہ ناخوش گشت و صاف اُو کدر
سب ناقص اور ان میں سے صاف، مکدر ہو گئیں

تو عدُوِ[1] ایں خوشیہا آمدی
تو ان خوشیوں کا دشمن بن گیا

گشت ناخوش ہر چہ بر وے کف زدی
جس چیز پر تو نے ہاتھ دھرا وہ ناگوار ہو گئی

ہر کہ اُو شد آشنا و یارِ تُو
جو تیرا واقف، اور یار بنا

شد حقیر و خوار در دیدارِ تُو
تیری نظر میں وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا

ہر کہ اُو بیگانہ باشد با تو ہم
وہ جو تجھ سے بیگانہ بھی ہو

پیشِ تو اُو بس مہ است و محترم
وہ تیرے لئے بہت بڑا اور با عزت ہے

اینہم از تاثیرِ آں بیماری ست
یہ بھی اسی بیماری کی تاثیر ہے

زہرِ اُو در جملہ خلقاں ساریِ ست
اس کا زہر تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے

دفعِ آں علت بباید کرد زود
اس بیماری کو فوراً، دفع کرنا چاہیئے

شکر با آں ہم حدث خواہد نمود
کہ اس کے ہوتے ہوئے شکر بھی گندگی نظر آئی ہے

ہر خوشی کاید بتو ناخوش شود[2]
جو اچھی چیز تیرے پاس آتی ہے بُری ہو جاتی ہے

آبِ حیواں گر رسد آتش شود
اگر آبِ حیات آتا ہے، آگ بجھ جاتا ہے

کیمیا مرگ و جسکست آں صفت
یہ صفت، موت اور بے چینی کی کیمیا ہے

مرگ گردد زاں حیاتت عاقبت
بالآخر اسکی وجہ سے تیری زندگی موت بنجاتی ہے

بس غذائے کہ زوے دل زندہ شد
بہت سی غذائیں ہیں جن سے دل زندہ ہوتا ہے

چوں بیامد در تن تو گندہ شد
وہ جب تیرے جسم میں آتی ہیں گندی ہو جاتی ہیں

بس عزیزے کہ بناز اشکار شد
بہت سے پیارے ہیں جو لاڈ پیار میں نشکار ہوئے

چوں شکارت شد بر تو خوار شد
جب تیرا شکار بنگئے تیرے نزدیک ذلیل ہو گئے

آشنائی[3] عقل با عقل از صفا
عقل کی عقل سے شناسائی خلوص سے

چوں شود ہر دم فزوں باشد ولا
جب ہو جاتی ہے ہر لمحہ دوستی بڑھتی ہے

آشنائی نفس با ہر نفس پست
نفس کی دلیل نفس سے شناسائی

تو یقیں می داں کہ ہر دم کمتر ست
تو یقین کر ہر دم گھٹتی ہے

زانکہ نفسش گردِ علت می تند
کیونکہ اس کا نفس کسی غرض کا چکر کاٹتا ہے

معرفت را زود فاسد میکند
جان پہچان کو بہت جلد خراب کر دیتا ہے

---

[1] تو عدو۔ اسی لئے تم نعمتوں کے دشمن بن گئے ہو۔ ہر کہ۔ اسی بیماری کا یہ اثر ہے کہ جو تمہارے خیر خواہ ہیں وہ تمہارے نزدیک حقیر اور ذلیل ہیں اور جو بیگانے ہیں وہ تمہارے پیارے ہیں۔ زہرِ او۔ اس بیماری میں پوری قوم مبتلا ہے۔ شکر با آں۔ اسی بیماری کا اثر ہے کہ تم شکر کو گندی چیز سمجھتے ہو۔

[2] ہر خوشی۔ اس بیماری سے ہر اچھی چیز بُری بنجاتی ہے، آبِ حیات زہر کا کام کرتا ہے۔ کیمیا۔ یہ مرض موت اور درد کا سبب ہے اور اس سے آخرت کی زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے بس۔ اس بیماری کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے کہ جو شخص تمہاری محبت اور پیار کی وجہ سے تمہارا شکار اور گرویدہ ہے تم اسکو ذلیل سمجھتے ہو۔

[3] آشنائی۔ جو دوستی عقل کی بنیاد پر ہوتی ہے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جو دوستی نفسانی غرض پر مبنی ہوتی ہے وہ یومیہ گھٹتی رہتی ہے۔ زانکہ۔ نفسانی دوستی غرض کی وجہ سے ہوتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گر نخواہی[1] دوست را فردا نفیر — دوستی با عاقل و با عقل گیر

اگر تو کل (قیامت) کو کسی دوست کو قابلِ نفرت نہیں — عقلمند اور عقل سے دوستی کر

از سموم نفس چوں با علتی — ہر چہ گیری تو مرض را آلتی

چونکہ تو نفس کی زہریلی ہوا سے بیمار ہے — تو جو بھی لے گا، مرض کا آلہ (کار) ہے

گر بگیری گوہرے سنگے شود — ور بگیری مہر دل جنگے شود

اگر تو موتی لے گا، وہ پتھر ہو جائیگا — اگر تو دل کی محبت اختیار کریگا، وہ دشمنی ہو جائیگی

ور بگیری نکتۂ بکرِ لطیف — بعدِ درکت گشت بے ذوق و کثیف

اگر تو نیا پاک نکتہ حاصل کریگا — تیرے پالینے کے بعد وہ بے ذوق اور گندہ ہو جائیگا

کہ من ایں را بس شنیدم کہنہ شد — چیزِ دیگر گو بجز ایں اے عضد

کہ میں نے اس کو بہت سنا ہے، پرانا ہو گیا ہے — اے یار! اس کے علاوہ کچھ کہہ

چیزِ دیگر تازہ دلو گفتہ گیر — باز فرواز اں شوی سیر و نفیر

فرض کرو کہ دوسری کوئی تازہ اور نئی بات کہی ہوئی ہو — پھر تو کل کو اس سے بھی دل بھرا اور تنفر ہو گا

دفعِ[2] علت کن چو علت خو شود — ہر حدیثِ کہنہ پیشت نو شود

کیونکہ بیماری عادت بن جاتی ہے بیماری کو دفع کر — ہر پرانی بات تیرے لئے نئی ہو جائے گی

تا کہ از کہنہ برآرد برگِ نو — بشگفاند کہنہ صد خوشہ ز کو

حتیٰ کہ پرانی (بات) نئے پتے نکالے گی — پرانی (بات) گڑھے میں سے سینکڑوں خوشے کھلائیگی

ما طبیبانیم و شاگردانِ حق — بحرِ قلزم دید ما را فا نفلق

ہم اللہ (تعالیٰ) کے شاگرد ہیں اور طبیب ہیں — ہمیں بحرِ قلزم نے دیکھا، تو وہ پھٹ گیا

آں طبیبانِ طبیعت دیگرند — کہ بدل از راہِ نبضے بنگرند

جسمانی طبیب، دوسرے ہیں — جو دل کو نبض کے راستے سے دیکھتے ہیں

مابدل[3] بے واسطہ خوش بنگریم — کز فراست ما بعالی منظریم

ہم بغیر واسطے کے دل کو خوب دیکھتے ہیں — کیونکہ فراست کی وجہ سے ہم بلند مقام پر ہیں

آں طبیبانِ غذا بیند و ثمار — جانِ حیوانی بدیشاں استوار

وہ غذاؤں، اور پھلوں کے طبیب ہیں — حیوانی روح اُن سے ٹھیک ہوتی ہے

ما طبیبانِ فعالیم و مقال — ملہم ما پرتوِ نورِ جلال

ہم قولوں، اور فعلوں کے طبیب ہیں — اللہ (تعالیٰ) کا نور ہم پر الہام کرنیوالا ہے

---

[1] گر نخواہی۔ اگر ایسا دوست بنانا چاہتے ہو جس سے کل کو نفرت نہ ہو تو عقل کی بنیاد پر عقلمند سے دوستی کرو۔

از سموم۔ انسان جب نفسانی امراض کی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا ہر کام اسکی بیماری میں اضافہ کریگا۔ ور بگیری۔ نفسانی مریض کا علمی ذوق فنا ہو جاتا ہے عمدہ قسم کے علمی نکتے بھی اس کو برے لگتے ہیں چیزِ دیگر۔ اگر اور کوئی نکتہ بھی بیان کیا جائیگا تو کل کو اس سے بھی نفرت ہو جائے گی۔

[2] دفع۔ اگر طبی بیماری کا علاج ہو جائے تو پرانی باتوں میں نئے نکتے نظر آئیں گے۔ بحرِ قلزم۔ حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ طبیبانِ طبیعت۔ یعنی انسانی مزاج کے طبیب۔ جسمانی طبیب نبض دیکھ کر مرض کی تشخیص کرتا ہے۔

[3] مابدل۔ انبیاء اور اولیاء بلا واسطہ دل کو دیکھ لیتے ہیں۔ فراست۔ مخفی علامتوں سے کسی چیز کو پہچان لینا۔ جانِ حیوانی۔ جسمانی اطباء کا کام روحِ حیوانی کو ٹھیک کرنا ہے۔ ما طبیبان۔ یہ انبیاء کا مقولہ ہے یعنی ہم انسان کو یہ بتاتے ہیں کہ تیرا کون سا فعل اور قول مہلک ہے اور کونسا نافع ہے۔ ملہم۔ دل میں بات ڈالنے والا۔

www.pdfbooksfree.pk

کاینچنیں فعلے ترا نافع بود
کہ ایسا فعل تیرے لئے نافع ہوگا

وانچناں فعلے زرہ قاطع شود
اور ایسا فعل راہِ (حق) سے جدا کرنیوالا ہوگا

اینچنیں[1] قولے ترا پیش آورد
ایسی بات تجھے آگے بڑھائے گی

وانچناں قولے ترا نیش آورد
اور ایسی بات تیرے ڈنک مارے گی

آنچنان وانچنیں از نیک و بد
ایسا، اور ویسا، اچھا، اور برا

پیشِ تو نہیم و بنمایم جد
ہم تیرے سامنے رکھتے ہیں اور اچھی طرح دکھا

گر تو خواہی ایں گزیں ور خواہی آں
اگر تو چاہے اسکو اختیار کر تو چاہے اُس کو

زہر و شکر سنگ و گوہر شد عیاں
زہر اور شکر پتھر اور جوہر سب واضح ہو گیا

واں طبیباں را بود بوئے دلیل
اُن طبیبوں کو دلیل سے سراغ ملتا ہے

ویں دلیلِ ما بود وحی جلیل
اور ہماری دلیل اللہ (تعالیٰ) کی وحی ہوتی ہے

دست مُزدے[2] می نخواہیم از کسے
ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں

دستِ مُزدِ ما رسد از حق بسے
ہمیں اللہ (تعالیٰ) سے بہت مزدوری ملتی ہے

ہیں صلا بیماریِ ناسور را
آگاہ! ناسور کی بیماری کے لئے پکار ہے

دارُوئے ما یک بیک رنجور را
ہماری دوا، ہر ہر بیمار کے لئے ہے

معجزہ خواستنِ قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم کا پیغمبروں سے (اُن پر سلام ہو) معجزہ مانگنا

قوم گفتند اے گروہِ مدعی
قوم نے کہا، اے دعوے دارو!

کو گواہِ علم و طب نافعی
نفع رساں طب، اور علم کا کون گواہ ہے؟

چوں[3] شما بستہ ہمیں خواب و خورید
جبکہ تم بھی اسی سونے اور کھانے کے پابند ہو

ہمچو ما باشید و دَردہ می چرید
ہماری طرح بنو اور گاؤں میں کھاؤ پیو

چوں شما در دامِ ایں آب و گلید
جبکہ تم اسی پانی اور مٹی کے جال میں ہو

کے شما صیادِ سیمرغ دلید
تو تم دل کے سیمرغ کے شکاری کہاں ہو؟

حُبِّ جاہ و سروری دارد بر آں
رتبہ اور سرداری کی محبت اُس پر آمادہ کرتی ہے

کہ شمارد خویش از پیغمبراں
کہ اپنے آپ کو پیغمبروں میں شمار کرے

مانخواہیم ایں چنیں لاف و دروغ
ہم اس طرح کی شیخی اور جھوٹ نہیں چاہتے

کردن اندر گوش و اُفتادن بدوغ
سُننا، اور پھاہ میں گرنا

---

[1] اینچنیں۔ یعنی انسان کو کونسے افعال و اقوال اللہ سے قریب کرتے ہیں اور کونسے راستہ روکتے ہیں۔ وانچناں۔ انسانوں کے لئے نیکی اور بدی کو خوب واضح کر کے بیان کرتے ہیں۔ گر تو خواہی۔ اس کے بعد پھر انسان کو اختیار ہے کہ وہ بدی کا راستہ اختیار کرے یا بھلائی کا۔ واں طبیباں۔ جسمانی طبیب عقلی دلائل سے کام لیتے ہیں ہم وحی الٰہی سے رہبری حاصل کرتے ہیں۔

[2] دست مُزدے۔ تمام انبیاء یہی کہتے ہیں لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ۔ یعنی ہم تم سے اس کام کی مزدوری نہیں مانگتے ہیں ہماری مزدوری اللہ کے ذمہ ہے۔ ناسور۔ یعنی دشوار گذار مرض۔ کو گواہ۔ اِن لوگوں نے انبیاء سے کہا اپنے دعوے پر گواہ لاؤ چوں۔ شما۔ کفار نے انبیاء پر ہمیشہ اسی قسم کا اعتراض کیا ہے۔ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ یعنی یہ کیسے نبی ہیں کہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔

[3] چوں شما یعنی کفار نے انبیاء سے کہا کہ تم خود جبکہ آب و گل سے بنے ہوئے ہو تو تم دوسروں کی کیا اصلاح کر سکتے ہو۔ حبِّ جاہ۔ کفار نے یہ بھی کہا کہ بڑا بننے کا شوق پیغمبری

www.pdfbooksfree.pk

انبیاء گفتند کاین نے اں علت است — مایۂ کوری حجاب رویت ست

انبیاء نے کہا یہ (باتیں) اسی بیماری کی وجہ سے ہیں — اندھے پن کا سرمایہ دیدار کا پردہ ہے

دعوئ ما را شنیدید و شما — می نہ بینید ایں گہر در دست ما

تم نے ہمارا دعویٰ سن لیا، اور تم — ہمارے ہاتھ میں اس جوہر کو نہیں دیکھتے ہو؟

امتحان ست ایں گہر مر خلق را — ما ش گردانیم گرد چشمہا

یہ جوہر لوگوں کی آزمائش ہے — ہم اس کو آنکھوں کے گرد گھما رہے ہیں

ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست — کو نمی بیند گہر، حبس عماست

جو (یہ) کہے کہ گواہ کہاں ہے اسکی بات (خود) گواہ ہے — کہ وہ جوہر کو نہیں دیکھ رہا ہے اندھے پن کا قیدی ہے

آفتابے در سخن آید کہ خیز — کہ برآمد روز و برجہ کم ستیز

سورج کہے، کہ اٹھ — دن نکل آیا، اٹھ جا مخالفت نہ کر

تو بگوئی آفتابا کو گواہ — گویدت اے کور از حق دیدخواہ

تو کہے، اے آفتاب! گواہ کہاں ہے؟ — تجھ سے وہ کہیگا اے اندھے اللہ (تعالیٰ) سے

روز روشن ہر کہ او جوید چراغ — عین جستن کوریش باشد بلاغ

جو شخص روشن دن میں چراغ ڈھونڈے — یہ ڈھونڈنا ہی اس کے اندھے پن کا اعلان ہے

ور نمی بینی گمانے بردہ — کہ صباح ست و تو اندر پردہ

اگر تو نہیں دیکھتا ہے، تو نے (محض) ایک گمان کیا ہے — کہ صبح ہو گئی ہے، اور تو پردے میں ہے

کوریٔ خود را مکن زیں گفت فاش — خامش و در انتظار فضل باش

اس گفتگو سے اپنے اندھے پن کو ظاہر نہ کر — چپ رہ اور (اللہ کے) فضل کا انتظار کر

فضل بے علت مگر دریابدت — زیں شقاوت روئے دل برتابدت

شاید بے غرض فضل تجھے حاصل ہو جائے — اس بدبختی سے تیرے دل کا رخ موڑ دے

ورنہ ماندی در چنیں کوری ابد — آئینہ پنہاں شد از تو در نمد

ورنہ تو ہمیشہ ایسے ہی اندھے پن میں رہیگا — آئینہ تجھ سے نمدے میں چھپ گیا ہے

درمیانِ روز گفتن روز کو — خویش رسوا کردن ست اے تند خو

دن میں کہنا کہ دن کہاں ہے؟ — اے بدمزاج! اپنے آپ کو رسوا کرنا ہے

صبر و خاموشی جذب رحمت ست — ویں نشاں جستن نشانِ علت است

صبر اور خاموشی رحمت کو کھینچنے والی ہے — اور یہ دلیل طلب کرنا بیماری کی علامت ہے

۱؎ انبیاء۔ انبیاء نے کافروں سے کہا کہ تم ہماری نبوت کو نہیں دیکھتے ہو یہ تمہارا اندھاپن ہے۔ دعویٰ۔ یعنی نبوت کا دعویٰ۔ ایں گہر۔ یعنی نبوت و رسالت۔ آنش گردانیم۔ یعنی اپنی نبوت سب کو دکھا رہے ہیں۔ ہر کہ گوید۔ جو شخص ہماری رسالت کو نہیں دیکھتا ہے اور گواہ طلب کرتا ہے یہ بات خود اس کی گواہ ہے کہ وہ اندھا ہے۔ آفتابے۔ اگر آفتاب کسی سے کہے کہ میں موجود ہوں اور دوسرا کہے کہ اپنے وجود پر گواہ لاؤ تو یہ اس کہنے والے کے اندھے ہونے کی دلیل ہے آفتاب خود اپنے وجود کی دلیل ہوتا ہے۔

۲؎ روز۔ جو شخص دن میں چراغ تلاش کرے۔ ور نمی بینی۔ یعنی اگر کسی کو آفتاب رسالت نظر بھی نہ آئے وہ کم از کم اس قدر کرے کہ یہ گمان کرلے کہ شاید وہ نکلا ہو اور میں خود پردے میں ہوں اس لئے مجھے نظر نہیں آتا ہے فضل بے علت۔ یعنی فضل خداوندی۔ زیں شقاوت یعنی آفتاب رسالت کا نظر نہ آنا

۳؎ ورنہ۔ اگر علی الاعلان مخالفت کریگا تو ہمیشہ کے لئے بدبختی میں مبتلا ہو جائیگا اور اسکو آئینۂ رسالت میں اپنا چہرہ نظر نہ آئے گا۔ درمیان۔ اگر کوئی شخص دن میں یہ کہے کہ دن کہاں ہے تو وہ خود اپنے اندھے پن کو ظاہر کرکے رسوائی

www.pdfbooksfree.pk

اَنْصِتُوْا[1] بپذیرتا بر جانِ تو — آید از جاناں جزائے اَنْصِتُوْا
اَنْصِتُوْا کو قبول کرے تاکہ تیری جان پر — محبوب کی طرف سے اَنْصِتُوْا کا بدلہ آئے

گر نخواہی نکس پیشِ ایں طبیب — بر زمیں زن زود سر را اے کیبب
اگر تو بیماری کی پلٹ نہیں چاہتا ہے اس طبیب کے سامنے — اے ذہین اسر کو جلد زمین پر رکھ دے

گفتِ افزوں را تو بفروش و بخر — بذلِ جان و بذلِ جاہ و بذلِ زر
زیادہ گفتگو کو بیچ ڈال، اور خرید لے — جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی

تا ثنائے تو بگوید فضلِ ھُو — کہ حسد آرد فلک بر جاہِ تو
تاکہ اللہ (تعالیٰ) کا فضل تیری ایسی تعریف کرے — کہ تیرے رتبے پر آسمان حسد کرے

چوں طبیباں را نگہدارید دل — خود ببینید و شوید از خود خجل
جب تم طبیبوں کے دل کی نگہداشت کروگے — خود دیکھ لوگے اور خود شرمندہ ہوگے

دفعِ[2] ایں کوری بدستِ خلق نیست — لیک اکرامِ طبیباں از رہ ست
اس اندھے پن کو دفع کرنا مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے — لیکن طبیبوں کی عزت کرنا اسباب ہدایت میں سے ہے

ایں طبیباں را بجاں بندہ شوید — تا بمشک و عنبر آگندہ شوید
ان طبیبوں کے دل سے غلام بنو — تاکہ مشک اور عنبر سے پُر ہو جاؤ

متہم داشتن قوم انبیاء را علیہم السلام
قوم کا انبیاء علیہم السلام پر تہمت لگانا

قوم گفتند اینہمہ زرق ست و مکر — کے خدا نائب کند از زید و بکر
قوم نے کہا یہ سب فریب اور مکر ہے — خدا زید اور بکر کو کب قائم مقام بناتا ہے؟

ہر رسولِ شاہ باید جنسِ او — آب و گل کو خالقِ افلاک کو
بادشاہ کا قاصد اس کا ہم جنس ہونا چاہیے — پانی اور مٹی کہاں اور آسمانوں کا پیدا کرنیوالا کہاں؟

مغز[3] خر خوردیم تا ما چوں شما — پشہ را داریم ہمراز ھُما
ہم نے گدھے کا بھیجا کھایا ہے کہ ہم تم جیسے — مچھروں کو ھُما کا ہمراز سمجھیں

کو ھُما کو پشہ کو گل کو خدا — زافتاب چرخ چہ بود ذرہ را
کہاں ھُما کہاں مچھر کہاں مٹی کہاں اللہ — ذرہ کو آسمان کے سورج سے کیا واسطہ

ایں چہ نسبت ایں چہ پیوندی بود — تا کہ در عقل و دماغے در رود
یہ کیا نسبت ہے یہ کیا تعلق ہے؟ — جو عقل اور دماغ میں آسکے

---

[1] اَنْصِتُوْا قرآن پاک میں ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو تم کان لگاؤ اور خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کر دیا جائے۔ گفتِ نخواہی نکس۔ یعنی اگر تو مرض کے پلٹنے کا خواہشمند نہیں ہے۔ طبیب۔ یعنی رسولؐ۔ گفتِ۔ انبیاءؑ اور رسولوں کے سامنے زیادہ گفتگو مناسب نہیں ہے اُن کیلئے ہر طرح کی قربانی کرنی چاہیئے۔ تاکہ انسان کی قربانیوں پر اللہ تعالیٰ ایسی تعریف فرمائیگا کہ آسمان کو اس پر حسد آئیگا۔ چوں جب اِن اطباء کی دلداری کی جائیگی تو انسان پر خود اپنی حقیقت کھل جائے گی۔

[2] دفع۔ رسالت کا نظر نہ آنے کے مرض کا دفعیہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اِن لوگوں کی توقیر کرنا اِس مرض کے دفعیہ کا سبب ہے۔

[3] مغز خر۔ گدھے کا مغز کھانے سے انسان گدھا بنجاتا ہے۔ پشہ۔ یعنی انسان۔ ھُما۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ کو ھُما۔ اللہ تعالیٰ اور انسان میں کیا نسبت۔ اِس جملہ سے مولانا رومؒ نے عام طور پر انسان کا اللہ تعالیٰ سے اور خصوصاً انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ سے کیا نسبت ہے اِس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

تا کجا[1] ایں گفت بیہودہ کجا
یہ بیہودہ گفتگو کب تک؟

ایں چہ زُرق ست و چہ شید ست و دغا
یہ کیا مکر ہے، یہ کیا فریب اور دغا ہے؟

خود کجا کو آسماں کو ریسماں
یہ خود کہاں ہے، کہاں آسمان کہاں کچا دھاگا؟

می نگیرد مغزِ ما ایں داستاں
اس افسانے کو ہماری عقل قبول نہیں کرتی

غالباً ما عقل داریم ایں قدر
غالباً ہم اتنی تو عقل رکھتے ہیں

گند نارا می شناسیم از گزر
کہ گندنے کو گاجر سے پہچان لیں

حکایت خرگوشاں کہ خرگوشے را برسالت پیش فیل

اُن خرگوشوں کا قصہ کہ ایک خرگوش کو ہاتھی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا

فرستادند کہ بگو کہ من رسولِ ماہِ آسمانم در پیش تو کہ ازیں
کہ تو جا کر کہہ، کہ میں آسمان کے چاند کا تیرے لئے قاصد ہوں، کہ تو پانی کے

چشمۂ آب حذر کن چنانچہ در کتاب کلیلہ و دمنہ آمدہ
اس چشمے سے پرہیز کر، جیسا کہ کلیلہ اور دمنہ کتاب میں مذکور ہے

ایں بداں ماند کہ خرگوشے بگفت
یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک خرگوش نے کہا

من رسولِ ماہم و با ماہ جفت
میں چاند کا قاصد ہوں اور چاند کا ساتھی

کز[2] رمہ پیلاں ازاں چشمہ نزال
کیونکہ ہاتھیوں کے جھنڈ سے اس صاف چشمہ پر

جملہ نخچیراں بدند اندر وبال
تمام جنگلی جانور مصیبت میں تھے

جملہ محروم و ز خوف از چشمہ دور
سب محروم تھے اور ڈر کی وجہ سے چشمے سے دور تھے

حیلہ کردند چوں کم بود زور
چونکہ طاقت کم تھی، انھوں نے تدبیر کی

از سرِ کہ بانگ زد خرگوشِ زال
ایک بوڑھے خرگوش نے پہاڑ پر سے آواز دی

سوئے پیلاں در شبِ غرّہ ہلال
ہاتھیوں کو چاند رات میں

شاہِ[3] پیلاں من رسولم پیش بایست
اے ہاتھیوں کے بادشاہ! سامنے کھڑا ہو جائیں قاصد ہوں

بر رسولاں بند و زجر و خشم نیست
قاصدوں پر پابندی اور دھمکی اور غصہ (مناسب) نہیں ہے

ماہ میگوید کہ اے پیلاں روید
چاند کہہ رہا ہے کہ اے ہاتھیو! بھاگ جاؤ

چشمہ آنِ ماست زیں یکسو شوید
چشمہ ہماری ملکیت ہے اس سے ہٹ جاؤ

ورنہ من تاں کور گردانم ستم
ورنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا، ظلم

گفتم از گردن بروں انداختم
میں نے بتا دیا، اپنا فرض ادا کر دیا

---

[1] تا کجا۔ اہلِ سبا نے انبیاء سے یہ کہا۔ رسیماں، پسند یا کا کچا دھاگا۔ غالباً ہم میں اتنی عقل تو ہے کہ گندنے اور گاجر میں فرق کر لیں۔ گندنا عربی میں اُس کو کراث کہتے ہیں ایک بدبودار پھلی ہے۔ جو کھائی جاتی ہے۔ حکایت۔ اہلِ سبا نے یہ قصہ نقل کیا کہ تمہاری تو وہی مثال ہے جیسا کہ خرگوش چاند کا رسول بنا تھا۔ من رسول۔ خرگوش نے کہا میں چاند کا قاصد اور پیامبر ہوں اور چاند کا ہمراہی ساتھی ہوں۔

[2] کز۔ یہ خرگوش فرضی طور پر چاند کا رسول اسلئے بنا تھا کہ تمام جانور چشمے پر ہاتھیوں کے آنے سے تنگ تھے اور سب نے ملکر یہ ایک سازش کی تھی کہ ہاتھی اس چشمے پر آنا چھوڑ دیں۔ مجملہ۔ جنگل کے سب جانور ہاتھیوں کے ڈر سے اس چشمہ کے پانی سے محروم ہو گئے تھے چونکہ لڑنے میں تو کمزور تھے اس لئے انھوں نے یہ تدبیر سوچی تھی۔ زال۔ بڑھیا۔ غرّہ پہلی رات کا چاند۔

[3] شاہ۔ ہاتھیوں کے بادشاہ کو خرگوش نے حکم دیا کہ وہ ٹھہرے اور پھر کہا کہ میں چاند کا قاصد ہوں۔ ماہ میگوید۔ میں چاند کیطرف سے پیغام لایا ہوں چاند نے کہا ہے کہ یہ پانی کا چشمہ میری ملکیت ہے تم اس پر نہ آیا کرو۔ ورنہ۔ اگر کہنا نہ مانو گے تو اندھا بنا دوں گا۔

www.pdfbooksfree.pk

ترکِ ایں چشمہ بگوئید و روید
یہ چشمہ چھوڑ دو، اور چلے جاؤ

تا ز زخمِ تیغِ من ایمن شوید
تاکہ میری تلوار کے زخم سے محفوظ ہو جاؤ

۵۱ نک نشاں آنست کاندر چشمہ ماہ
دیکھو علامت یہ ہے، کہ چاند پانی میں

مضطرب گردد ز پیلِ آب خواہ
پانی پینے والے ہاتھی سے پریشان ہوتا ہے

کہ بیارا لبع عشر اے شاہِ پیل
اے ہاتھیوں کے بادشاہ! چودھویں کو آ

تا درونِ چشمہ یابی زیں دلیل
تاکہ چشمے میں تو اس کی دلیل حاصل کرلے

اَک فلاں شب حاضر آ اے شاہِ پیل
اے ہاتھیوں کے شاہ! فلاں رات کو آجا

تا درونِ چشمہ یابی آں دلیل
تاکہ چشمے میں تو وہ دلیل پالے

چوں دو ہفتہ از مہِ نو بگذرید
جب نئے چاند پر دو ہفتے گذر گئے

شاہِ پیل آمد ز چشمہ می چرید
ہاتھیوں کا بادشاہ آیا چشمے سے (پانی) پینے لگا

چونکہ زد خرطوم پیل آں شب در آب
اُس رات کو جب ہاتھی نے پانی میں سونڈ ڈالی

مضطرب شد آب و مہ کرد اضطراب
پانی ہلا، اور چاند ہلنے لگا

پیل ۵۲ باور کرد از وے آں خطاب
ہاتھی نے اُس کی بات کا یقین کرلیا

چوں درونِ چشمہ مہ کرد اضطراب
جب پانی میں چاند ہلا

ترس ترساں باز گشتند آں رمہ
وہ جھنڈ، خوف کھا کر واپس ہو گیا

بعد ازاں نامد یکے زیشاں ہمہ
اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ آیا

مانہ زاں پیلاں گولیم اے گروہ
اے گروہ! ہم اُن بیوقوف ہاتھیوں میں سے نہیں ہیں

کاضطرابِ ماہ آرد ماں شکوہ
کہ چاند کا ہلنا ہم پر دبدبہ قائم کرے

جواب گفتنِ انبیار طعنِ ایشاں را و مثل آوردنِ ایشاں را

انبیار کا اُن کے اعتراض کا جواب دینا اور اُن کی ایک مثال بیان کرنا

انبیار ۵۳ گفتند آوہ پندِ ماں
انبیار نے فرمایا، افسوس ہماری نصیحت نے

سخت تر کرد اے سفیہاں بندِ تاں
اے بیوقوفو! تمہاری بیڑی کو اور سخت کر دیا

اے دریغا کہ دوا از رنجِ تاں
ہائے افسوس! تمہارے مرض کی وجہ سے دوا

گشت زہرِ جاں قہرِ آہنجِ تاں
جان کا زہر، تمہارا قاتل قہر بن گیا

ظلمت افزود ایں چراغ آں چشم را
یہ چراغ آنکھ کے اندھیرے کو اور بڑھا دیتا ہے

چوں خدا بگماشت پردہ خشم را
جبکہ اللہ (تعالیٰ) نے غضب کا پردہ ڈال دیا ہے

۵۱ نک نشاں۔ خرگوش نے کہا میرے سچا ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب کوئی ہاتھی پانی پیتا ہے تو وہ چاند پریشانی میں ملنے لگتا ہے۔ کہا۔ اگر یقین نہیں ہے تو چودھویں شب کو آنا اور میرے اس دعوے کی دلیل آنکھوں سے دیکھ لینا چوں دو ہفتہ۔ جب چاند کے نکلتے پورے دو ہفتے گذرنے کو ہوئے تو ہاتھیوں کا بادشاہ چشمہ پر پانی پینے آیا خرگوش۔ ہاتھی کی سونڈ۔

۵۲ پیل۔ جب پانی میں چاند کا عکس ہلا تو ہاتھی کو خرگوش کی بات کا یقین آگیا۔ ترس ترساں۔ ڈر کر جب ہاتھیوں کا بادشاہ بھاگا تو سارے ہاتھی بھاگ پڑے اور پھر کوئی ہاتھی چشمہ پر نہ آیا۔ مانہ زاں۔ یہ قصہ سنا کر اہل سبا نے کہا ہم ایسے بیوقوف نہیں ہیں کہ ہاتھیوں کی طرح تمہاری باتوں میں آجائیں۔

۵۳ انبیار۔ اُن کی اس تقریر پر انبیار نے اُن سے کہا کہ ہماری نصیحت سے تمہارے انکار کی بیڑیاں اور سخت ہو گئیں اور دوا نے زہر کا کام کیا۔ ظلمت۔ جب کسی پر غضبِ خداوندی ہوتا ہے تو نورِ ہدایت اُس کے لئے مزید اندھیرے کا سبب بنجاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

چہ[1] ریئسی جست خواہیم از شما — کہ ریاست ماں فزون ست از سما

ہم، تم سے کیسا سرداری چاہیں گے — ہماری سرداری تو آسمان سے بڑھی ہوئی ہے

چہ شرف یابد ز کشتی بحر دُر — خاصہ کشتی ز سر گیں گشتہ پُر

موتیوں کا سمندر، کشتی سے کیا شرافت حاصل کریگا؟ — خصوصاً اُس کشتی سے جو گوبر سے بھری ہوئی ہے

اے دریغ آں دیدۂ کور و کبود — کافتابے اندرو ذرّہ نمود

اُس اندھی اور تاریک آنکھ پر افسوس ہے — جس میں سورج ایک ذرہ نظر آئے

کآدمے کو بُود ہمچُو مثل و فرید — دیدۂ ابلیس جز طینے ندید

جیسا کہ آدمؑ، جو کہ ہمچُو اور یکتا تھے — شیطان کی آنکھ نے مٹی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا

چشمِ[2] دیوانہ بہارش دَے نمود — زاں طرف جنبید کو را خانہ بود

شیطانی آنکھ نے (موسم) بہار کو خزاں دکھایا — اُسی طرف گئی جو اُس کا مقام تھا

اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ — پیشِ بے دولت بگردد او ز راہ

بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں — بدبخت کے لئے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں

اے بسا معشوق کا بد ناشناخت — پیشِ بدبختے نداند عشق باخت

بہت سے معشوق ہیں جو بغیر جان پہچان کے آجاتے ہیں — ایک بدبخت کے سامنے جو عشقبازی نہیں جانتا ہے

احمقاں را ایں چنیں حرماں چراست — می نسازد گمرہاں را راہِ راست

بیوقوفوں کی ایسی محرومی کیوں ہے؟ — گمراہوں کو سیدھا راستہ موافق نہیں آتا ہے

ایں غلط دہ دیدہ را حرمانِ ماست — دیں مُقلّبِ قلبِ اسوءُ القضاست

آنکھ کو غلط دکھانے والی ہماری محرومی ہے — اور یہ ہمارے دل کو پھیرنے والی بُری تقدیر ہے

چوں[3] بُتِ سنگیں شمارا قبلہ شُد — لعنت و کوری شمارا ظلّہ شُد

جب پتھر کا بُت تمہارا قبلہ بن گیا — لعنت اور اندھاپن تمہارا سائبان بن گیا

چوں بشاید سنگ تاں ابارِ حق — چوں نشاید عقل و جاں ہمرازِ حق

تمہارے پتھر کا اللہ (تعالیٰ) کا شریک ہونا کیسے مناسب ہوا؟ — عقل اور روح کو اللہ (تعالیٰ) کا ہمراز بنانا کیوں؟

پشّہ مُردہ ہُما را شد شریک — چوں نشاید زندہ ہمرازِ ملیک

مرا ہوا مچھر، ہُما کا شریک بن گیا — زندہ کا اللہ (تعالیٰ) کا ہمراز ہونا کیوں مناسب؟

نہوا

بُت کو تو اللہ کا شریک سمجھ رہے ہو لیکن عقل اور جان کو اللہ کا ہمراز سمجھنے میں تمہیں اشکال پیش آرہا ہے۔ پشّہ مُردہ۔ یعنی پتھر کا بُت۔ ہُما۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ ملیک۔ اللہ تعالیٰ۔

[1] چہ۔ جس کو اللہ کے تقرب سے وہ مرتبہ حاصل ہو جو آسمان سے بھی بلند ہے وہ تمہاری سرداری کا کیا خواہشمند ہوسکتا ہے۔ چہ شرف جس سمندر میں موتی بھرے ہوں اُس کو گوبر بھری کشتی سے کیا شرافت حاصل ہوسکتی ہے۔

[2] اے دریغ۔ وہ آنکھ قابلِ افسوس ہے جس کو آفتاب ذرہ نظر آئے۔ کآدمے۔ یہ شیطانی آنکھ ہے کہ اُس نے حضرت آدمؑ کے مٹی کی ہستی کو دیکھا اور اُن کے باطنی اوصاف کو نہ دیکھا۔

[2] چشمِ دیوانہ۔ شیطان کو شیطانی آنکھ نے حقیقت کے خلاف دکھایا حضرت آدمؑ جو منزلہ بہار تھے وہ اس کو خزاں نظر آئے خود ذلیل تھا اُس کی نگاہ ذلیل چیز پر پڑی اے بسا۔ بدبختوں کو قیمتی دولت حاصل نہیں ہوتی۔ ناشناخت۔ ناقدروں کو دولت ملتی ہے لیکن وہ اُس کی قدر نہیں کرتے۔ حرماں۔ یعنی احمقوں کی محرومی کا سبب اُن کی حرمان نصیبی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن پر مسلط ہے۔

[3] چوں۔ انبیاء نے اہلِ سبا سے کہا چونکہ تم بُت پرستی میں مبتلا ہو گئے ہو اس لئے لعنت اور اندھاپن تم پر مسلط ہو گیا ہے۔ چوں بشاید۔ تمہارے اندھے پن کی یہ علامت ہے کہ پتھر کے

www.pdfbooksfree.pk

آں[1] بُتِ مُردہ تراشیدہ شماست — پشۂ زندہ تراشیدہ خداست
وہ مُردہ بُت تمہارا گھڑا ہوا ہے — زندہ مچھر، خدا کا بنایا ہوا ہے

عاشقِ خویشند و صنعت کردِ خویش — دُمِّ ماراں را سرِ مارست کیش
وہ اپنے اور اپنی دستکاری کے عاشق ہیں — سانپوں کی دُم کا مذہب سانپ کا سر ہے

نے دراں دُم دولتے و نعمتے — نے دراں سر راحتے و لذتے
نہ اُس دُم میں کوئی دولت اور نعمت ہے — نہ اُس سر میں کوئی راحت اور لذت ہے

گردِ سر گرداں بود آں دُمِّ مار — لائق اند و در خورند آں ہر دو یار
وہ سانپ کی دُم سر کے چاروں طرف گھومتی رہتی ہے — وہ دونوں دوست لائق اور مناسب ہیں

آنچناں[2] گوید حکیمِ غزنوی — در الٰہی نامہ گر خوش بشنوی
غزنوی دانا، ایسا ہی فرماتے ہیں — الٰہی نامہ میں اگر تو اچھی طرح سنے

کم فضولی کن تو در محکم قدر — در خور آمد شخصِ خر با گوشِ خر
تقدیر کے فیصلے میں تو بکواس نہ کر — گدھے کا جسم گدھے کے کان کے لائق ہے

شد مناسب عضوہا و ابدانہا — شد مناسب وصفہا با جانہا
اعضا، اور بدن مناسبت سے بنے ہیں — اوصاف، جانوں کے مناسب ہیں

وصف[3] ہر جانے مناسب باشدش — بیگماں با جاں کہ حق بتراشدش
ہر روح کی صفت اُس کے مناسب ہوتی ہے — یقیناً اللہ (تعالیٰ) اُس کو روح کے مناسب پیدا

چوں صفت با جاں قرین کرد اُو — پس مناسب دانش ہمچوں چشم و رو
جبکہ اُس نے صفت کو روح کا ساتھی بنایا ہے — تو اُس کو چہرے اور آنکھ کی طرح مناسب سمجھ

شد مناسب وصفہا در خوب و زشت — شد مناسب حرفہا کہ حق نوشت
اچھائی اور بُرائی میں مناسب صفتیں پیدا ہوئی ہیں — جو حروف اللہ (تعالیٰ) نے لکھے وہ مناسب ہیں

دید و دل ہست بَینَ الاصبعین — چوں قلم در دستِ کاتب اے حسین
آنکھ اور دل دو انگلیوں کے درمیان ہیں — اے حسین! جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم

اصبعِ لطف ست و قہرے در میان — کلکِ دل با قبض و بسطے زیں بنان
مہر اور قہر کی انگلی ہے، درمیان میں — اِن سرِ انگشت سے دل کا قلم تنگی اور کشادگی میں ہے

---

[1] آں بُت۔ بُت جو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے تراشا وہ اللہ تعالیٰ کا شریک ہو گیا لیکن تمہارے نزدیک انسان جو اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ اللہ کا ہمراز نہیں ہو سکتا۔ عاشق۔ تو تم دراصل اپنے اور اپنی مصنوعات کے عاشق ہو۔ دُمِّ ماراں۔ سانپ کی دُم سانپ کے سر کی اطاعت کرتی ہے، مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔ گردِ سر۔ جس جانب منہ جائیگا اُسی جانب اُس کی دم جائیگی۔ دو یار۔ یعنی سانپ کی دُم اور سر۔

[2] آنچناں۔ حکیم سنائی غزنوی نے الٰہی نامہ میں جو باتیں سمجھائی ہیں اُن کو بیان کر کے یہ بات بتاتے ہیں کہ کفار کی محرومی اور اُنکی عجیب عقل پر تعجب کی ضرورت نہیں ہے اُس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مضمر ہیں وہی اپنی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ کم فضولی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں زیادہ باتیں بنا بیکار ہیں اُس نے ہر کام مناسبت سے کیا ہے حضور۔ اللہ تعالیٰ نے سارے اعضاء اور بدنوں میں خاص تناسب رکھا ہے ہر روح میں اُسکے مناسب اوصاف پیدا فرمائے ہیں۔

[3] وصف۔ ہر جان کے اوصاف اُسکے مناسب پیدا فرمائے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ایک روح کیلئے صفت کفر پیدا فرمائی ہے تو وہی صفت اُسکے مناسب تھی۔ شد مناسب۔ قلمِ تقدیر نے جو حروف لکھے وہی اُس شخص کے مناسب تھے۔ دید و دل۔ انسان کا دل اور آنکھ قدرت کی دو انگلیوں کے قبضہ میں ہیں وہ جس طرف چاہتی ہے اُنکا رُخ موڑ دیتی ہے۔ اِصبع۔ جن دو انگلیوں کے درمیان میں قلم دل ہے وہ ایک قہر کی انگلی ہے دوسری مہر کی انگلی ہے۔ بنان۔ بنانہ کی جمع سرِ انگشت۔

www.pdfbooksfree.pk

اے[1] قلم بنگر گر اجلالیستی — کہ میانِ اصبعینِ کیستی

اے قلم! اگر تو خدائی ہے تو خیال رکھ — کہ تو کس کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے؟

جملہ قصد و جنبشت زیں اصبع ست — فرقِ تو بر چار راہِ مجمع ست

تیرا سب ارادہ اور حرکت اس انگلی سے ہے — تیرا فرق مجمع کے چوراہے پر ظاہر ہونے والا ہے

ایں حروفِ حالہات از نسخِ اوست — عزم و فسخت ہم ز عزم و فسخِ اوست

تیرے احوال کے حروف اس کی تحریر کے ہیں — تیرا ارادہ اور (اسکو) فسخ کرنا اسی کے ارادے اور فسخ سے ہے

جز نیاز و جز تضرع راہ نیست[2] — زیں تقلب ہر قلم آگاہ نیست[3]

دعا اور عاجزی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے — اس گردش سے ہر قلم باخبر نہیں ہے

ایں قلم داند ولے بر قدرِ خود — قدرِ خود پیدا کند در نیک و بد

اسکو قلم جانتا ہے لیکن اپنے مرتبہ کی بقدر — اچھائی اور برائی میں اپنا مرتبہ سمجھ لیتا ہے

انچہ در خرگوش و پیل آویختند — تا ازل را با حیل آمیختند[4]

وہ جو کچھ خرگوش اور ہاتھی کے قصہ سے متعلق ہوئے — حتی کہ (حکمت) ازلی کو (دنیاوی) حیلوں سے ملا دیا

بیانِ آنکہ ہر کس را نرسد مثل آوردن خاصہ در کارِ الٰہی

اس کا بیان کہ ہر شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ مثال بیان کرے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے کام کی

کے رسد[5] تا ایں مثلہا ساختن — سوئے آں درگاہِ پاک انداختن

ان کو کیا حق تھا کہ انھوں نے یہ مثالیں گھڑیں — اس پاک دربار کی جانب منسوب کیں

آن مثل آوردن آنحضرت ست — کہ بعلمِ سر و جہر او آیت ست

مثال دینا اس دربار کا (حق) ہے — کہ جس کا غیب اور شہادت کا علم واضح ہے

تو چہ دانی سر چیزے تا تو کل — تا بزلف و یا برخ آری مثل

تو کسی چیز کا راز کیا جانے جب تک تو گنجا ہے — تاکہ تو زلف یا رخسار کی مثال بیان کرے

موسیٰؑ آں را کہ عصا دید و بنود — اژدہا بد سر او لب می کشود

موسیٰؑ نے جس کو عصا دیکھا اور وہ (عصا) نہ تھا — اژدہا تھا اس کے راز کو ہونٹ کھولتا تھا

---

[1] اے قلم۔ دل کو ہمیشہ اس کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کس ذات کے قبضہ میں ہے۔ جملہ انسان کے تمام حرکات و سکنات اس انگلی کی وجہ سے ہیں انسان اور انسان میں جو فرق ہے وہ قیامت کے چوراہے پر ظاہر ہوگا۔ ایں حروف۔ انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں وہ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے ہیں۔ عزم۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ جس نے اپنے پروردگار کو اپنے ارادوں کے فسخ ہونے سے پہچانا۔

[2] جز نیاز۔ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے سے نجات کا راستہ صرف عاجزی اور گریہ ہے۔

[3] تقلب۔ یعنی حالات کا تغیر۔

[4] قلم۔ یعنی انسان کا دل۔ ایں قلم۔ کچھ لوگ اپنے دل کے احوال سے اپنی اچھائی اور برائی کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ انچہ۔ اب مولانا نے پھر اہلِ سبا کے قصہ کی طرف رخ کیا ہے اہلِ سبا نے رسولوں اور خدا کو کلیلہ و دمنہ کے قصہ میں خرگوش اور ہاتھی سے تشبیہ دی تھی۔ ازلی۔ یعنی ازلی حکمت۔ حیل۔ یعنی دنیاوی حیلے۔

[5] کے رسد۔ اہلِ سبا کو یہ حق نہ تھا کہ وہ اس طرح کی مثالیں جناب باری تعالیٰ کے لئے گھڑیں۔ آں مثل۔ صحیح مثال وہی دے سکتا ہے جس کو مثال اور جس کے لئے وہ مثال ہے اس سے اس کو پوری واقفیت ہو۔ کل۔ گنجا اگر زلف اور رخ کی مثالیں بیان کرے تو لامحالہ غلط ہوں گی کیونکہ وہ خود زلف کی حقیقت سے ناواقف ہے۔ موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰ جیسا نبی اپنے عصا کی حقیقت سے ناواقف تھے وہ اس کو محض لاٹھی سمجھے حالانکہ وہ اژدھا تھا اس نے ہونٹ چلائے تو اُن پر راز منکشف ہوا تو جب حضرت موسیٰؑ کا علم بھی ناقص ہے تو تم ان نفسانی خواہشوں کی حقیقت جو کہ دراصل شیطانی دام و دانہ ہیں کیا سمجھ سکتے ہو۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں چناں شاہے ندانند سرِ چوب
جبکہ ایسا شاہ، لکڑی کے راز کو نہ سمجھے

تو چہ دانی سرِّ این دام و حبوب
تو اس جال اور دانوں کے راز کو کیا سمجھے گا؟

چوں غلط شد چشمِ موسیٰ در مثل
جب مثال (کے معاملہ) میں حضرت موسیٰؑ کی آنکھ غلط ہو گئی

چوں کند موشے فضولی[51] تدخل
تو فضولی چوہا اس میں کیا سوراخ بنا سکتا ہے؟

آں مثالت را چو اژدر ہا کند
وہ تیری مثال کو اژدہا جیسا بنا دیتا ہے

تا بپاسخ جزو جزوت بر کند
تاکہ جواب میں تیرے جزو جزو اکھاڑ دے

ایں مثال آورد ابلیسِ لعیں
ملعون شیطان، یہ مثال لایا

تا کہ شد ملعونِ حق تا یومِ دیں
یہاں تک کہ وہ اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے قیامت تک کیلئے ملعون ہو گیا

ایں مثال آورد قارون[52] از لجاج
قارون جھگڑے سے یہ مثال لایا

تا فرو شد در زمیں با تخت و تاج
یہاں تک کہ تخت و تاج کے ساتھ زمین میں دھنس گیا

ایں مثال آورد نمرودِ جہول
جاہل نمرود، یہ مثال لایا

تا کہ پشہ مغزِ سرِ خوردش عجول
یہاں تک کہ مچھر نے جلدی سے اسکے سر کا مغز کھا لیا

ایں مثال آورد فرعون از غلط
فرعون غلطی سے یہ مثال لایا

تا کہ اندر آبِ دریا شد سقط[54]
یہاں تک کہ دریا کے پانی میں بیکار بن گیا

ایں مثال اندیش گشتہ قومِ عاد[53]
قومِ عاد، یہ مثال سوچنے والی بنی

کاستخواں شاں خرد و مرد آمد باد
کہ انکی ہڈیاں ہوا سے ریزہ ریزہ ہو گئیں

ایں مثال آورد ہر بدبختِ دوں
ہر بدبخت کمینہ یہ مثال لایا

تا کہ شد در قعرِ دوزخ سرنگوں
یہاں تک کہ دوزخ کی گہرائی میں اوندھا ہو گیا

ایں مثالت را چو زاغ و بوم داں
تو اس مثال کو کوا اور الو سمجھ

کز ایشاں پست شد صد خاندان
کہ انکی وجہ سے سینکڑوں خاندان تباہ ہو گئے ہیں

مثل ہازدن قومِ نوحؑ با شہزا در زمانِ کشتی ساختنِ او

قومِ نوحؑ کا حضرت نوحؑ کے کشتی بنانے کے وقت مذاق میں مثال بیان کرنا

نوحؑ اندر بادیہ کشتی بساخت
(حضرت) نوحؑ نے جنگل میں کشتی بنائی

صد مثل گو از پئے تسخر بتاخت
سینکڑوں مثال دینے والے مذاق کیلئے دوڑے

زاغ و بوم۔ یہ تباہی اور نحوست کی علامتیں ہیں۔ مثلہا۔ اوپر بتایا تھا کہ غلط دلائل سے قومیں تباہ ہوئی ہیں اب اس کو مثال سے سمجھاتے ہیں۔ بادیہ۔ جنگل۔

---

[51] فضولی۔ بغیر اختیار کے کام کرنے والا۔ بندۂ خل۔ سوراخ، گھسنے کی جگہ۔ آن مثالت۔ غلط مثالیں دینا خود مثال دینے والے کی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے کہا۔ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ "اے اللہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس آدم کو مٹی سے" لہٰذا میں اس سے افضل ہوں تو اس کو سجدہ کیوں کروں۔

[52] قارون۔ قارون سے کہا گیا کہ اللہ نے تجھے جو دولت دی اس کے ذریعہ آخرت کا طالب بن تو اس نے کہا اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ یعنی یہ دولت میرے علم اور تدبیر سے مجھے حاصل ہوئی ہے اس میں کسی کا کیا دخل ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ نمرود۔ نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا اور کہا اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ یعنی لوگوں کی موت اور زندگی میرے قبضہ میں ہے۔ عجول۔ جلد باز۔ فرعون۔ فرعون نے کہا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔ سقط۔ بیکار چیز۔

[53] قومِ عاد۔ حضرت ہودؑ کے ساتھ ان لوگوں نے غلط باتیں کیں تو آندھی سے ہلاک ہو گئے۔ ویں مثالت۔ یعنی غلط مثالوں اور غلط دلائل سے قومیں تباہ ہوئی ہیں۔ تسخر۔ مذاق۔

www.pdfbooksfree.pk

در بیابانے کہ چاہ و آب نیست[1]
اس جنگل میں جہاں کنواں اور پانی نہیں ہے

می کند کشتی چہ ناداں ابلہیست
وہ کشتی بنا رہا ہے، کس قدر نادان اور بیوقوف ہے

آں یکے میگفت ایں کشتی بتاز
ایک کہتا تھا کہ اس کشتی کو دوڑا

واں یکے میگفت پرش ہم بساز
اور ایک کہتا تھا کہ اس کے پر بھی لگا

آں یکے[2] میگفت دُنبالش کہ زشت
ایک کہتا تھا کہ اس کا دُنبالہ ٹیڑھا ہے

واں یکے میگفت پشتش کژ مرست
ایک کہتا تھا کہ اس کی پشت ٹیڑھی میڑھی ہے

آں یکے میگفت پالانش کجاست
ایک کہتا تھا کہ اس کا پالان کہاں ہے؟

واں یکے میگفت پایش کج چراست
ایک کہتا تھا کہ اس کا پایہ ٹیڑھا کیوں ہے؟

آں یکے میگفت کایں مشکِ تہی ست
ایک کہتا تھا کہ یہ خالی مشکیزہ ہے

واں یکے میگفت ایں خر بہرِ کیست
ایک کہتا تھا کہ یہ گدھا کس کے لئے ہے

آں یکے میگفت بیکاری مگر
ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے

یا شدی فرتوت و عقلت شد ز سر
یا تو کھوسٹ ہو گیا ہے اور تیرے سر سے عقل نکل گئی ہے

او ہمی گفت ایں بفرمانِ خداست
وہ کہتے تھے، کہ یہ خدا کے حکم سے ہے

ایں بجز بکبہا نخواہد گشت کاست
یہ کھنڈول سے نہ گھٹے گی

حکایت[3] آں دُزد کہ پرسید ندچہ میکنی در نیم شب در زیر
اس چور کی حکایت جس سے دریافت کیا کہ تو آدھی رات میں اس دیوار کے

ایں دیوار، گفت دُہل می زنم
پاس کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا ڈھول بجا رہا ہوں

ایں مثل بشنو کہ شب دُزدِ غنید
یہ مثال سن، کہ رات میں ایک سرکش چور

در بنِ دیوار حفرہ می برید
دیوار کی جڑیں گڑھا کھود رہا تھا

نیم بیدارے کہ اُو رنجور بُود
ایک آدھ کچری نیند والا جو کہ بیمار تھا

طقطقِ آہستہ اش رامی شنود
اس کی آہستہ کھٹ کھٹ کو سن رہا تھا

رفت بر بام و فرود آویخت سر
وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکایا

گفت اُورا در چہ کاری اے پدر
اس سے کہا اے بابا! تو کس کام میں لگا ہے؟

خیر باشد نیم شب چہ میکنی
خیر تو ہے، آدھی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟

تو کئی گفتا دُہل زن اے سنی
تو کون ہے؟ اس نے کہا اے بزرگ! ڈھول

(بجانیوالا ہوں)

[1] آب نیست..... کشتی کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں دریا ہو یہاں خشک جنگل ہے اس میں نوح کشتی کیوں بنا رہے ہیں۔ بتاؤ۔ یعنی یہ کشتی خشکی میں دوڑانے کی ہے لہٰذا اس کو جنگل میں دوڑا۔ پرش اس کشتی کے پر لگا تاکہ اڑ سکے پانی تو موجود نہیں کہ اس میں چلے گی۔

[2] آں یکے۔ مذاق میں کوئی حضرت نوح سے کہتا کہ اس کشتی کا پچھلا حصہ ٹیڑھا ہے کوئی کہتا کہ اس کی پشت ٹیڑھی ہے کوئی مذاق میں کہتا کہ اس گدھے کا پالان کہاں ہے کوئی کہتا کہ اس کا پایہ ٹیڑھا ہے۔ مشک۔ کوئی کشتی کو مشک بتاتا کوئی اس کو گدھا قرار دیتا۔ او ہمی حضرت نوح جواب میں فرماتے کہ یہ کشتی خدا کے حکم سے بنا رہا ہوں اور تمہارے مذاق اڑانے سے اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔

[3] حکایت۔ حضرت نوح نے قوم سے فرمایا تھا۔ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ یعنی جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو آئندہ دیکھنا ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اسی مناسبت سے مولانا نے یہ حکایت نقل کی ہے۔ غنید جھگڑالو۔ حفرہ گڑھا۔ طقطق۔ کھٹ کھٹ گفت اُورا۔ اس بیمار گھر والے نے چور سے کہا۔ خیر باشد یعنی

www.pdfbooksfree.pk

دَرجہ کاری گفت می کوبم دُہل
تو کس نام میں (مصروف) ہے اُسنے کہا ڈھول بجا رہا ہوں

گفت کُو بانگِ دُہل اے بُوبُسَل[1]
اُسنے کہا اے مختلف طریقوں والے ڈھول کی آواز کہاں ہے

گفت فرد ابشنوی ایں بانگ را
اُس نے کہا تو اِس آواز کو کل سُن لے گا

نعرۂ یا حسرتا واویلتا[2]
یا حسرتا واویلا کا نعرہ

من چو رفتم بشنوی بانگِ دُہل
میں جب چلا جاؤں گا تو ڈھول کی آواز سُن لیگا

آن زماں واقف شوی بر رمز و کُل
اُس وقت تو جزو و کل سے واقف ہو جائے گا

دَر غلط افتادۂ اے یمِ خام
اے اَدھ کچرے! تو غلطی میں پڑا ہوا ہے

پختہ شو در آتشِ حق والسلام
اللہ (کے عشق) کی آگ میں پختہ بن والسلام

آن دروغ ست و کژ و برساختہ
وہ (مثال) جھوٹی اور ٹیڑھی اور بناوٹی ہے

ہست آن کژ را تو ہم کژ ساختہ
اُس ٹیڑھی کے راز کو بھی تو نے نہیں پہچانا ہے

جواب آن مثل کہ منکران گفتند از رسالت خرگوش

خرگوش کے قاصد بننے کی مثال جو منکروں نے بیان کی اُس کا جواب

سِرِّ آں خرگوش دان دیوِ فضول
اُس خرگوش کا راز سمجھ کہ وہ نالائق شیطان ہے

کہ بہ پیشِ نفس[2] تو آمد رسُول
جو کہ تیرے نفس کے سامنے قاصد بن کر آیا

تا کہ نفسِ گول را محروم کرد
یہانتک کہ احمق نفس کو اُس نے محروم کر دیا

زآبِ حیوانے کہ از وے خضر خورد
اُس آبِ حیات سے جو خضر نے پیا

باز گونہ کردۂ معنیش را
تو نے اُس کے معنیٰ کو اُلٹ دیا

کُفر گفتی مُستعد شو نیش را
تو نے کفر کیا، سزا کے لئے تیار ہو جا

اضطراب ماہ گفتی در زُلال
صاف پانی میں تو نے چاند کا حرکت کرنا بیان کیا

کہ بتر سانید پیلاں را شغال
جس سے گیدڑ نے ہاتھیوں کو ڈرایا

قصۂ خرگوش و پیل آری و آب
تو خرگوش اور ہاتھی اور پانی کا قصہ بیان کرتا ہے

خشیتِ پیلان زمہ در اضطراب
چاند کے ہلنے سے ہاتھیوں کا ڈرنا (بیان کرتا ہے)

ایں[3] چہ ماند آخر اے کورانِ خام
اے اندھو (عقل کے) کچو! یہ کیا مشابہت رکھتا ہے؟

با مہے کہ شد زبونش خاص و عام
اُس چاند سے جس کے خاص و عام تابع ہیں

مخلوقات وہ خالق کے کیسے مشابہ ہو سکتی ہیں۔ تمام جہاں اُس کا محکوم ہے۔

---

[1] بُوبُسَل۔ مختلف طریقوں والا۔ موچھوں والا۔ نعرہ یعنی تیرا سب پٹ جائیگا اور تو واویلا کریگا تو وہ میرے ڈھول کی آواز ہوگی جو تو سُن لیگا۔

[2] پیشِ نفس۔ نفس۔ ہاتھی سے مراد نفسِ انسانی ہے۔ آب۔ پانی سے مُراد وہ آبِ حیات ہے جو خضر نے حاصل کر لیا تھا یعنی شیطان نفس کو گمراہ کر کے آبِ حیات سے محروم کر دیتا ہے۔ گول۔ احمق۔ باز گو۔ اہل سبا نے اِس قصہ کو اُلٹ کر خرگوش سے انبیاء مراد لئے۔ کفر۔ انبیاء کو دھوکہ باز خرگوش سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ نیش۔ یعنی سزا۔ زلال۔ صاف پانی۔ شغال یعنی گیدڑ۔

[3] ایں چہ۔ یعنی اِس قصہ میں تم نے آسمان کے چاند کو اللہ سے تشبیہ دی یہ تشبیہ انتہائی غلط ہے، آسمان کا چاند اللہ تعالےٰ سے کیا مشابہ ہو سکتا ہے۔ جملہ مخلوقات خواہ چاند ہو یا سورج یا دیگر

www.pdfbooksfree.pk

چہ مہ و چہ آفتاب و چہ فلک
کیا چاند، اور کیا سورج، اور کیا آسمان

چہ عقول و چہ نفوس و چہ ملک
کیا عقلیں، اور کیا جانیں، اور کیا فرشتہ

چہ وحوش و چہ طیور و چہ جماد
کیا وحشی جانور، اور کیا پرندے، اور کیا پتھر

چہ ملوک و چہ گدا چہ کیقباد
کیا بادشاہ، اور کیا فقیر، کیا شہنشاہ

چہ بلاد و چہ جبال و چہ بحار
کیا شہر، اور کیا پہاڑ، اور کیا سمندر

چہ مہ و چہ سال و چہ لیل و نہار
کیا مہینہ، اور کیا سال، اور کیا رات اور دن

چہ[1] تراب و آب و چہ باد و چہ نار
کیا مٹی اور پانی، اور کیا ہوا، اور کیا آگ

چہ خریف و صیف و چہ دے چہ بہار
کیا جاڑا اور گرمی، اور کیا خزاں، کیا بہار

جملہ اندر حکم و در فرمانِ اُو
سب اُس کے حکم اور فرمان میں ہیں

ہمچو گوئے در خمِ چوگانِ اُو
جیسا کہ گیند بلّے کے خم میں

آفتاب آفتاب آفتاب
سورج (کا) سورج (کا) سورج (ہے)

ایں چہ میگویم مگر ہستم بخواب
میں یہ کیا کہہ رہا ہوں؟ شاید میں خواب میں ہوں

صد ہزاراں شہر را خشمِ شہاں
شاہوں کے غصہ نے، لاکھوں شہر

سرنگوں کرد ست آبد گوہراں
اے بد اصلو! اوندھے کر دیئے ہیں

کوہ بر خود میشگافد صد شگاف
پہاڑ خود سینکڑوں ٹکڑے بن جاتا ہے

آفتابے چوں خرا سے در طواف
سورج پنچکی کے گدھے کی طرح چکر میں ہے

خشمِ مردانِ[2] خشک گرداند سحاب
مردانِ (خدا) کا غصہ ابر کو خشک کر دیتا ہے

خشمِ دلہا کرد عالمہا خراب
دلوں کے غصہ نے جہانوں کو تباہ کر دیا ہے

بنگرید اے مُردگانِ بے حنوط
اے خوشبو نہ ملے ہوئے مُردو! دیکھ لو

در سیاستگاہ شہرستانِ لوط
لوط کے شہر کی عذاب گاہ کو

پیل[3] خود چہ بود کہ سہ مرغِ پراں
ہاتھی خود کیا ہے کہ تین (چار) اڑنے والے پرندوں نے

کو فتند آں پیلگاں را استخواں
اُن ہاتھیوں کی ہڈیاں توڑ دیں

اضعفِ مرغاں ابابیل ست و او
ابابیل کمزور ترین پرند ہے، اور اُس نے

پیل را بدرید و نہ پذیرد رفو
ہاتھی کو (ایسا) پھاڑا جس کا رفو نہیں ہو سکتا

کیست کو نشنید آں طوفانِ نوحؑ
کون ہے جس نے طوفانِ نوحؑ (کے بارے میں) نہ سنا ہو

یا مصافِ لشکرِ فرعون و روح
یا فرعون اور حضرت جبرئیلؑ کا معرکہ

[1] چہ تراب۔ یعنی چاروں عنصر خریف۔ موسم سرما۔ فصل خزاں۔ آفتاب۔ پہلا یعنی آفتاب حقیقت دوسرا یعنی روشنی تیسرا یعنی خورشید فلک۔ ہستم بخواب۔ یعنی مسلمات حق کو آفتاب سے تعبیر کرنا بھی درست نہیں ہے۔ صد ہزاراں۔ اب مولانا اہل سبا کی گستاخی پر انکو تنبیہ کرتے ہیں کہ تمہاری تو کیا حقیقت ہے انبیاء کی ناراضی بہت سے شہروں کی تباہی کا سبب بنی ہے اُس کی وجہ سے پہاڑ شق ہوئے ہیں سورج پنچکی کے گدھے کی طرح اُن کا طواف کرتا ہے

[2] مردان۔ انبیاء۔ سحاب۔ ابر۔ دلہا۔ یعنی انبیاء کے دل۔ حنوط۔ ایک مرکب خوشبو ہے جو مُردے کے بدن پر مل دی جاتی ہے۔ لوط۔ حضرت لوطؑ کی ناراضی سے بستیاں ویران ہوئیں۔

[3] پیل خود چہ۔ ابرہہ کے ہاتھیوں کا لشکر ابابیلوں کی کنکریوں سے ہلاک ہوا۔ نوح۔ حضرت نوحؑ کی ناراضی سے قوم پر پانی کا طوفان آیا۔ لشکرِ فرعون۔ حضرت موسیٰؑ کی ناراضی سے قوم فرعون کو جبرئیل نے دریا میں غرق کر دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

روح شاں بشکست و اندر آب ریخت — ذرہ ذرہ آب شاں بر می گسیخت

(حضرت) جبرئیلؑ نے انکو شکست دی اور پانی میں بہا دیا — پانی اُن کو ذرہ ذرہ کرتا تھا

کیست کو نشنید احوالِ ثمود[1] — وانکہ صرصر عادیاں را می ربود

کون ہے جس نے ثمود کے احوال نہ سُنے ہوں؟ — اور یہ کہ عاد والوں کو وہ آندھی اُچک رہی تھی

چشم بارے در چناں پیلاں کشا — کہ بدندے پیل کش اندر وغا

اب آنکھ ایسے ہاتھیوں میں کھول — جو ہاتھیوں کو جنگ میں مار ڈالنے والے تھے

آنچناں پیلان و شاہانِ ظلوم — زیرِ خشمِ دل ہمیشہ در رجوم[2]

ایسے ہاتھی اور ظالم بادشاہ — (صاحبِ) دل کے غصہ کے ماتحت ہمیشہ سنگباری میں ہیں

تا ابد از ظلمتے در ظلمتے — میروند و نیست غوث و رحمتے

ہمیشہ کے لئے ظلم کی وجہ سے اندھیرے میں — جا رہے ہیں اور کوئی فریاد اور رحمت نہیں ہے

نامِ نیک و بد مگر نشنیدہ اید — جملہ دیدند و شما نادیدہ اید

شاید تم نے نیک اور بد کا نام نہیں سُنا ہے — سب نے دیکھ لیا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہے

دیدہ را نا دیدہ می آرید و لیک — چشمِ تاں را وا کشاید مرگ نیک[3]

دیکھے ہوئے کو اَن دیکھا تصور کر رہے ہو لیکن — موت تمہاری آنکھ کو اچھی طرح کھولدے گی

گر دو عالم پُر بود خورشید و نور — چوں روی در ظلمتے مانندِ کور

اگر دونوں جہان سورج اور نور سے پُر ہوں ق — جبکہ تو اندھوں کی طرح اندھیرے میں چلے

بے نصیب آئی ازاں نورِ عظیم — بستہ روزن باشی از ماہِ کریم

اُس عظیم نور سے تو بہرہ ور نہ ہو گا — اس عظیم چاند کیطرف سے تیرا روزنِ دل بند رہیگا

تو درونِ چاہ رفتستی ز کاخ[4] — چہ گنہ دارد جہانہائے فراخ

تو محل سے گر کر کنوئیں میں چلا گیا ہے — وسیع جہانوں کی کیا خطا ہے

جاں کہ اندر وصفِ گرگی ماند او — چوں ببیند روئے یوسف را بگو

وہ جان جو بھیڑیئے پن میں رہی — بتا، وہ یوسفؑ کا چہرہ کیسے دیکھے گی؟

لحنِ داؤدی بسنگ و گہ رسید — گوشِ آں سنگیں دلاں کم شنید

(حضرت) داؤدؑ کا نغمہ پتھر اور پہاڑ تک پہنچ گیا — اُن سنگدلوں کے کان نے نہ سُنا

آفریں بر عقل و بر انصاف باد — ہر زماں وَاللہ اَعلَم بالرَّشاد

عقل اور انصاف کو شاباش ہے — ہر دور میں، اور خدا ہدایت کو زیادہ جانتا ہے

[1] ثمود۔ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو ذبح کرنے کیوجہ سے چیخ کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ عادیاں۔ حضرت ہودؑ کی نافرمانی سے تباہ ہوئے۔ پیلاں۔ وہ کفار جو طاقتور ہاتھیوں کی طرح تھے وغا۔ جنگ۔

[2] رجوم۔ سنگساری۔ ظلمت۔ ظلم۔ ظلمت۔ تاریکی۔ غوث۔ مدد۔ دیدہ را۔ یعنی تم اکی تمام دیکھی بھالی چیزوں کو اَن دیکھا بنا رہے ہو۔ کشاید نیک۔ اچھی طرح کھول دے گی۔ گر دو عالم۔ جبکہ انسان خود اپنے آپ کو اندھا بنا لے تو وہ نور سے محروم رہتا ہے روزن۔ روشندان۔

[3] تو درون۔ اگر کوئی خود اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا لے اور دنیا کی وسعت سے محروم ہو جائے تو اُس میں دنیا کا کیا قصور ہے۔ کاخ۔ محل۔ وصفِ گرگی۔ یعنی نفسانی عیوب حرص طمع وغیرہ۔ یوسفؑ۔ یعنی انبیاء داؤدیاں۔ لحنِ داؤدی۔ یعنی انبیاء کے معجزات سے غیر ذی روح تک متاثر ہوئے ہیں لیکن سنگدل انسان متاثر نہیں ہوتا آفریں۔ عقل و انصاف ہو تو انسان حقیقت کو سمجھ لیتا ہے، اہلِ سبا عقل و انصاف سے بے بہرہ ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

صَدِّقُوا رُسُلًا کِرَامًا یَا سَبَا
اے سبا (والو)! شریف رسولوں کی تصدیق کرو

صَدِّقُوا رُوحًا سَبَاهَا مَنْ سَبَا
اُس رُوح کی تصدیق کرو جس کو قید کیا ہے جس نے بھی قید کیا ہے

صَدِّقُوهُمْ هُمْ شُمُوسٌ طَالِعَه
اُن کی تصدیق کرو وہ طلوع کرنے والے سُورج ہیں

یُومِنُوکُمْ مِنْ مَخَازِی الْقَارِعَه
وہ تمہیں قیامت کی رُسوائیوں سے امن دلائیں گے

صَدِّقُوهُمْ هُمْ بُدُورٌ زَاهِرَه
اُن کی تصدیق کرو، وہ روشن چاند ہیں

قَبْلَ اَنْ یَّلْقُوکُمْ بِالسَّاهِرَه
اِس سے پہلے کہ وہ تم سے میدانِ قیامت میں مُلاقات کریں

صَدِّقُوهُمْ هُمْ مَصَابِیحُ الدُّجٰی
اُن کی تصدیق کرو، وہ تاریکی کے چراغ ہیں

اَکْرِمُوهُمْ هُمْ مَفَاتِیحُ الرَّجَا
اُن کی عزت کرو وہ اُمید کی کنجیاں ہیں

صَدِّقُوا مَنْ لَّیْسَ یَرْجُو خَیْرَکُمْ[1]
اُس کی تصدیق کرو جو تمہارے مال کا امیدوار نہیں ہے

لَا تَضِلُّوا لَا تَصُدُّوا غَیْرَکُمْ
گمراہ نہ بنو، اپنے غیر کو نہ روکو

پارسی گوئیم ہیں تازی بہل
ہم فارسی بولنے والے ہیں خبردار اعربی کو بہتر سمجھے

ہندوی آں تُرک باش اے آب و گِل
اے پانی اور مٹی (سے بنے ہوئے)! اس ترک کا غلام بنجا

ہیں گواہی ہائے شاہاں بشنوید
آگاہ! بادشاہوں کی شہادتیں سُنو

بگروید ندا آسمانہا بگروید
آسمان انکے گرویدہ ہیں تم بھی، گرویدہ بنو

یا بحالِ[2] اوّلیناں بنگرید
یا گزشتہ لوگوں کا حال دیکھو

یا سُوئے آخر بحزمے برپرید
یا آخرت کی طرف احتیاط سے پرواز کرو

بیانِ معنیٔ حزم و مثالِ مردِ حازم

پختہ کاری کے معنیٰ کا بیان اور پختہ کار انسان کی مثال

حزم چہ بود در دو تدبیر احتیاط
پختہ کاری کیا ہوتی ہے دو چیزوں میں احتیاط کی تدبیر

از دو آں گیری کہ دوریست از خباط
تو دونوں میں سے وہ اختیار کر جو لغزش سے دور ہے

آں یکے گوید دریں رہ ہفت روز
ایک کہتا ہے کہ اس راستہ میں سات روز تک

نیست آب و ہست ریگِ پاسوز
پانی نہیں ہے اور پاؤں جلانے والا ریت ہے

آں دگر گوید دروغست ایں بداں
دوسرا کہتا ہے جھوٹ ہے، یہ سمجھ لے

کہ بہر شب چشمہ بینی رواں
کہ تو ہر رات کو بہتا چشمہ دیکھے گا

پختہ کاری، احتیاط اور ہوشیاری برتو۔ حزم۔ حاء کے فتح سے، پختہ کاری، ہوشیاری، احتیاط۔ خُباط۔ خبطی پن، لغزش۔

[1] صَدِّقُوا۔ پھر مولا اہل سبا کو خطاب کرتے ہیں کہ ان شریف رسولوں کا کہنا مان لو یہ عاشقانِ خدا ہیں ان کی تصدیق کرو۔ یہ مجسم نور ہیں ان کا اتباع قیامت کی رسوائیوں سے بچائے گا۔ قَبْلَ اَنْ۔ الوقت قیامت کے دن ہمیں اُن لوگوں کا سامنا کرنا ہے اگر دنیا میں کہنا نہ مانو گے تو وہاں کام نہ چلے گا۔

[2] مَنْ لَّیْسَ۔ یہ رسول اس قدر مخلص ہیں کہ تم سے کسی دنیا کی دولت نہیں مانگتے ہیں لیکن تم خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہو۔ پارسی۔ تم یہ اعتراض کرو گے کہ ہم فارسی بولنے والے ہیں ہم عربی زبان نہیں سمجھتے تو میں عربی میں نصیحت کرنا بند کرتا ہوں اور فارسی ہی میں نصیحت کرتا ہوں۔ ہندوی۔ ہندو بمعنی غلام۔ ترک۔ معشوق یعنی ذاتِ حق۔ ہیں۔ انبیاء جو کچھ خدا کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں اسکو سنو آسمان تک اس کے تابع فرمان ہے تم بھی اس کے تابع بن جاؤ۔

[3] یا بحال۔ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلے نافرمانوں کا انجام دیکھ لو یا آخرت کے معاملہ میں

www.pdfbooksfree.pk

حزم آں باشد کہ برگیری تو آب
پختہ کاری یہ ہوگی کہ تو پانی لے لے

تا رہی از ترس[1] و باشی بر صواب
تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور تو صحیح راستہ پر ہو

گر بود در راہ آب ایں را بریز
اگر راستہ میں پانی ہو اُس کو بہا دے

ور نباشد وائے بر مرد ستیز
اگر نہ ہوا تو جھگڑا کرنے والے پر افسوس ہے

اے خلیفہ[2] زادگاں دادے کنید
اے خلیفہ زادو! انصاف کرو

حزم بہر روز میعادے کنید
قیامت کے دن کیلئے پختہ کاری سے کام لو

آں عدوّے کز پدرتاں کیں کشید
وہ دشمن جس نے تمہارے باپ سے کینہ کشی کی

سوئے زنداں ش ز علیین کشید
علیین سے اُس کو قید خانہ میں کھینچ لایا

آں شہِ شطرنج دل رامات کرد
اُس نے دل کے شاہ شطرنج کو مات دیدی

از بہشتش سخرہ آفات کرد
اُس کو بہشت سے نکالکر مصیبتوں کا پابند کر دیا

چند جا بندش گرفت اندر نبرد
معرکے میں چند جگہ اُس پر پنجہ ڈالا

تا بگشتی در فگندش روئے زرد
بہاں تک کہ رسوائی کے ساتھ اُسکو کشتی میں پچھاڑ دیا

اینچنیں کرد ست با آں پہلواں
اُس بہادر کے ساتھ یہ کیا

سُست سُستش منگرید اے دیگراں
اے بیگانو! اُس کو حقیر نہ سمجھو

مادر و بابائے ما را آں حسود
اُس حاسد نے ہماری ماں اور باپ کا

تاج و پیرایہ بچالاکی ربود
تاج اور لباس چالاکی سے اُچک لیا

کرد شاں آنجا برہنہ خوار و زار
اُس جگہ اُن کو ننگا ذلیل اور بدحال کر دیا

سالہا بگریست آدمؑ زار زار
آدمؑ سالوں زار زار روئے

کہ[3] ز اشک چشم او روئید نبت
کہ اُنکی آنکھوں کے آنسو سے گھاس اُگ آئی

کہ چرا اندر جریدہ لاست ثبت
کہ کیوں اعمال نامے میں (انکار لکھا ہے؟

تو قیاسے گیر طرار ایش را
تو اُس کی چالاکی کا قیاس کرلے

کہ چناں سر ور کند زور ایش را
کہ ایسا سردار اُس کی وجہ سے داڑھی نوچتا ہے

الحذر اے گل پرستاں از شرش
اے مٹی کے پجاریو! اُس کے شر سے بچو

تیغ لاحولے زنید اندر سرش
اُس کے سر پر لاحول کی تلوار مارو

مانا، لاتقربا کا حکم۔ طرّاری۔ جیب تراشی، مکاری۔ سرور۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ ریش کندن، غم و غصہ کرنا۔ گل پرست۔ تن پرست۔

[1] از ترس۔ یعنی پانی نہ ملنے کا خوف۔ گر بود۔ احتیاط اور حزم کا تقاضہ یہی ہے کہ آخرت کے لئے اعمالِ صالحہ کا توشہ لے لے اگر نعوذ باللہ آخرت کا معاملہ افسانہ بھی ہو تو اعمالِ صالحہ کر لینے میں کوئی مضرت بہر حال نہیں ہے اور اگر آخرت کا معاملہ حقیقت ثابت ہوا تو یہ اعمالِ صالحہ کام آجائیں گے اور اگر قیامت حقیقتاً ہوئی اور اعمالِ صالحہ نہ ہوئے تو لامحالہ تباہی ہے لہٰذا حزم یہی ہے کہ نیک کام کرلئے جائیں، یہی مضمون حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ایک دہریہ کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔

[2] خلیفہ۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ روزِ میعاد۔ روزِ قیامت۔ زنداں۔ یعنی دنیا۔ علیین۔ جنت کے اعلیٰ طبقہ کا نام ہے۔ شہ شطرنج دل۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ بند۔ پینچ۔ نبرد۔ جنگ۔ پہلوان۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ مادر۔ یعنی حوّا۔ بابا۔ حضرت آدمؑ۔ پیرایہ۔ لباس۔

[3] کز اشک۔ یعنی حضرت آدمؑ اپنی لغزش پر اس قدر روئے کہ آنسو گرنے سے زمین پر گھاس اُگ آئی۔ جریدہ۔ عین ثابت یعنی وہ وجود آدمؑ جو قبل تخلیق آدمؑ علم الٰہی میں تھا، دفتر یعنی لوحِ محفوظ۔ لا۔ یعنی کہنا نہ

www.pdfbooksfree.pk

کو همی بیند[1] شمارا از کمیں — کہ شما او را نمی بینید ہیں
کیونکہ وہ تمہیں گھات میں سے دیکھتا ہے — خبردار! کہ تم اُسے نہیں دیکھتے ہو

دائما صیاد ریزد دانہا — دانہ پیدا باشد و پنہاں دغا
شکاری ہمیشہ دانہ ڈالتا ہے — دانہ ظاہر، اور مکر چھپا ہوا ہوتا ہے

ہر کجا دانہ بدیدی الحذر — تا نہ بندد دام بر تو بال و پر
تو جہاں دانہ دیکھے بچ — تاکہ جال تیرے بال و پر نہ باندھ دے

چونکہ دیدی دانہ بگریز اے حمام — ورنہ چوں خوردی در افتادی بدام
اے کبوتر! جب تو دانہ دیکھے، بھاگ جا — ورنہ جیسے ہی تو نے کھایا، جال میں پھنسا

زانکہ[2] ہر مرغے کہ ترکِ دانہ کرد — دانہ از صحرائے بے تزویر خورد
کیونکہ جس پرندنے دانہ چھوڑا — بے مکر جنگل سے دانہ چگ لیا

شاد مرغے کو بترکِ دانہ گفت — در ریاضِ قدس بہرش گل شگفت
وہ پرند بھلا ہے جس نے دانہ چھوڑا — اور قدس کے باغوں میں اسکے لئے پھول کھلے

ہم بداں قانع شد و از دام جست — ہیچ دامے پر و بالش را نہ بست
اسی دانہ پر کفایت کرلی اور جال سے چھوٹ گیا — کسی جال نے اُس کے بال و پر نہ باندھے

وخامتِ حال آں مرغ کہ ترکِ حزم کرد از حرص و ہوا

اُس پرند کے حال کی تباہی جس نے حرص اور لالچ سے پختہ کاری چھوڑ دی

بازمرغے[3] فوقِ دیوارے نشست — دیدہ سوئے دانہ و دامے بہ بست
پھر وہ پرند، جو ایک دیوار پر بیٹھا — آنکھ، دانہ اور جال پر جما دی

یک نظر او سوئے صحرا می کند — یک نظر حرصش بدانہ می کشد
وہ جنگل کی جانب ایک نگاہ کرتا ہے — (اور) ایک نظر میں اسکو حرص دانہ کیطرف کھینچتی ہے

ایں نظر با آں نظر چالیش کرد — ناگہانی از خرد خالیش کرد
اس نظر نے اُس نظر سے مقابلہ کیا — اچانک اُس کو عقل سے خالی کر دیا

رفت دانہ خورد و اندر دام ماند — صائدش کشت و بخورد و کام راند
وہ اُڑا، دانہ کھایا اور جال میں پھنس گیا — شکاری نے اُسکو ذبح کیا اور کھالیا اور مقصد کو پورا کیا

باز مرغے کاں تردد را گذاشت — زاں نظر بر کند و بر صحرا گماشت
پھر وہ پرند جس نے تردد کو چھوڑا — اُس نے اُس سے نظر ہٹالی اور جنگل پر لگادی

[1] کو ہمی بیند۔ چونکہ وہ تمہیں نظر نہیں آتا لہٰذا اُس کے مارنے کے لئے صرف لاحول کی تلوار کام دے سکتی ہے۔ دائما۔ شیطان بھی اسی طرح شکار کھیلتا ہے نفسانی شہوات کے دانے ڈالدیتا ہے اور خود چھپا رہتا ہے ہر کجا۔ یہ ناممکن ہے کہ دانہ چگ لو اور جال میں نہ پھنسو لہٰذا دانہ دیکھ کر ہی بھاگ جاؤ۔

[2] زانکہ۔ جو شیطانی تدبیروں سے بچے گا وہ جنت کے باغوں سے غذائیں حاصل کرے گا۔ شاد۔ وہ انسان قابلِ مبارکباد ہے جو شیطان کے دانوں سے بچ گیا۔

[3] باز مرغے۔ اس قصہ میں دو پرندوں کی حالت بیان کی ہے، ایک تو وہ جو حرص و لالچ میں عقل کھو بیٹھا اور دانہ کے لالچ میں جال میں پھنس گیا اُس کا انجام تو یہ ہے کہ وہ شکاری کے پیٹ میں گیا دوسرا وہ پرند ہے جس نے دانہ کا لالچ نہ کیا اور جال سے نجات پا گیا لہٰذا انسان کو اُس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ورنہ وہی حال ہوگا جو لالچی پرند کا ہوا۔ چالیش۔ چالش، جنگ، ناز سے چلنا۔ صائد۔ شکاری۔

www.pdfbooksfree.pk

شاد پرّ و بالِ او بخّالہٗ
اس کے بال و پر بھلے ہیں، اسکے لئے خوبی ہے

تا امامِ جملہ آزاداں شُد او
یہاں تک کہ وہ تمام آزادوں کا امام بن گیا

ہر کہ او را مقتدا ساز د برست
جس نے اُس کو مقتدا بنا لیا، نجات پا گیا

در مقامِ امن و آزادی نشست
امن اور آزادی کے مقام پر بیٹھ گیا

زانکہ شاہِ حازِماں آمد دلش
کیونکہ اُس کا دل پختہ کاروں کا بادشاہ ثابت ہوا

تا گلستان و چمن شُد منزلش
یہاں تک کہ گلستان اور چمن اسکی منزل بنا

حزم زور اضی و او را ضی ز حزم
پختہ کاری اُس سے خوش اور وہ پختہ کاری سے خوش

اینچنیں کُن گر کُنی تدبیر و عزم
اگر کرتا ہے تو ایسی تدبیر، اور ارادہ کر

بارہا در دامِ حرص اُفتادہٗ
تو بارہا لالچ کے جال میں پھنسا ہے

حلقِ خود را در بُریدن دادہٗ
تو نے اپنا گلا کٹنے کے لئے دے دیا ہے

بازت آں تواب[2] لُطف آزاد کرد
پھر تجھے اُس (مجسم) مہر توبہ قبول کرنیوالے نے آزاد کر دیا

توبہ پذرفت و شما را شاد کرد
اُس نے توبہ قبول کر لی اور تمھیں خوش کر دیا

گفت اِن عُد تُم کنا عُد نا کذا
فرمایا اگر تم اس طرح پلٹے ہم اس طرح پلٹیں گے

نحنُ زوّجنا الفعال بالجزا
ہم نے کاموں کا بدلہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے

چونکہ جُفتے را بر خود آورم
جبکہ ایک جوڑ والے کو اپنے پاس لاتا ہوں

آید آں جُفتش دوانہ لاجرم
اُس کا جوڑا لامحالہ دوڑتا ہوا آتا ہے

جُفت کردیم ایں عمل را با اثر
ہم نے اِس کام کا نتیجہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے

چوں رسد جُفتے رسد جُفتے دگر
جب جوڑے میں کا ایک آتا ہے دوسرا آجاتا ہے

چوں[3] رُباید غارتے از جُفت شوے
جبکہ کوئی غارتگر جوڑے میں سے نر کو پکڑ لیتا ہے

جُفت می آید اُو شوے جوئے
مادہ اُسکے پیچھے نر کو تلاش کرتی ہوئی آتی ہے

بارِ دیگر سوئے ایں دام آمدید
تم پھر اِس جال کی طرف آئے

خاک اندر دیدۂ توبہ زدید
تم نے توبہ کی آنکھوں میں دھول جھونک دی

باز تاں تواب بکشاد آں گرہ
توبہ قبول کرنے والے نے پھر وہ گرہ کھولدی

گفت ہیں بگریز رُو ایں سو مَنہ
فرمایا خبردار! بھاگ اِدھر کا رُخ نہ کر

باز چوں پروانۂ نیساں رسید
پھر جب بھول کا پروانہ آیا

جانِ تاں را جانب آتش کشید
اُس نے تمھاری جان کو آگ کی جانب کھینچ لیا

---

[1] تا امام۔ پھر یہ نجات پانے والا پرند دوسرے پرندوں کا سردار بن جاتا ہے۔ ہر کہ او۔ جو پرند اس ہوشیار پرند کو امام بنالیگا اُس کو امن اور آزادی حاصل ہوگی۔ زانکہ۔ اِس پرند کا دل پختہ کاروں کا شاہ ثابت ہوا اینچنیں۔ انسان کو بھی اِس سمانا پرند کی طرح کام کرنا چاہیئے۔

[2] تواب۔ توبہ قبول کرنے والا، اللہ تعالےٰ۔ لُطف۔ مہربانی یہ تواب کی صفت ہے۔ گفت۔ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ نحنُ۔ اللہ تعالےٰ نے ہر کام کے ساتھ اسکے بدلے کا جوڑ لگا دیا ہے۔ جُفتے۔ نر، مادہ میں سے اگر ایک کو بھاؤ گے دوسرا خود تمہارے پاس آجائے گا۔

[3] چوں۔ اگر کوئی شخص نر کو گرفتار کرلے اُس کی مادہ، نر کی تلاش میں خود پہنچ جاتی ہے۔ بارِ دیگر۔ انسان توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور توبہ کو توڑ دیتا ہے۔ باز۔ اللہ تعالیٰ پھر توبہ قبول کرلیتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

کم کُن اے پروانہ[۵۱] نسیان و شکے — در پرِ سوزیدہ بنگر تو یکے

اے پروانے! بھول اور شک نہ کر — ایک بار اپنے جلے ہوئے پر کو دیکھ لے

چوں رہیدی شکر آں باشد کہ ہیچ — سوئے آں دانہ نداری پیچ پیچ

جب تو بچ گیا اُس کا شکریہ ہے کہ کبھی — اُس دانہ کی جانب موڑ توڑ نہ کرے

تا ترا چوں شکر گوئی بخشد او — روزیٔ بے دام و بے خوفِ عدو

تاکہ جب تو شکر کرے تو وہ تجھے عطا کرے — وہ روزی جو بغیر جال اور بغیر دشمن کے خوف کے ہے

شکر آں نعمت کہ تاں آزاد کرد — نعمتِ حق را بباید یاد کرد

اُس نعمت کے شکریے میں کہ تمہیں اُسنے آزاد کر دیا — اللہ (تعالےٰ) کی نعمت کو یاد کرنا چاہیئے

چند اندر رنجہا و در بلا — گفتی از دامم رہا کن اے خدا

کتنی بار تکلیفوں، اور مصیبت میں — تو نے کہا ہے اے خدا! مجھے جال سے چھڑا دے

تا چنیں[۵۲] خدمت کنم احساں کنم — خاک اندر دیدۂ شیطاں کنم

تاکہ میں ایسی خدمت کروں، احسان کروں — شیطان کی آنکھ میں دھول جھونکوں

چوں خلاصی داد حقّت زیں امتحاں — ہمچنانستی کہ بودی ہمچناں

جب اللہ (تعالےٰ) نے تجھے آزمائش سے نجات دیدی — تو ویسا ہی ہے، جیسا کہ تھا

چوں رہا کردت فرامش کردیش — جانِ خود را مست و بیہش کردیش

جب اُسنے تجھے رہائی دیدی تو نے اُسکو بھلا دیا — اپنی جان کو مست اور بے ہوش کر لیا

حکایت نذر کردنِ سگاں ہر زمستاں کہ چوں تابستاں

حکایت کتوں کا ہر جاڑے میں منت ماننا کہ جب گرمی آئے گی تو ہم

آید خانہ بسازیم از بہرِ زمستاں

جاڑوں کے لئے گھر بنائیں گے

سگ[۵۳] زمستاں جمع گردد استخوانش — زخمِ سرما خرد گرداند چنانش

جاڑے میں کتے کی ہڈیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں — جاڑے کی تکلیف اُس کو ایسا مختصر بنا دیتی ہے

کو بگوید کاینقدر تن کہ منم — خانہ از سنگ باید کرد کم

کہ وہ کہتا ہے کہ ایسے جسم کو جیسا کہ میں ہوں — پتھر کا گھر بنانا چاہیئے

چونکہ تابستان بیاید من بجنگ — بہرِ سرما خانہ سازم ز سنگ

جب گرمی آجائے گی میں جنگل سے — جاڑے کے لئے پتھر کا گھر بناؤں گا

۵۱ پروانہ۔ پروانہ روشنی کا عاشق ہوتا ہے اے پروانہ۔ یعنی وہ شخص جو گناہوں پر فریفتہ ہے اُس کو تباہ شدہ قوموں کو دیکھ لینا چاہیئے۔ چوں رہیدی۔ توبہ کا شکریہ تو یہ ہے کہ پھر کبھی معصیت کی طرف رُخ نہ کیا جائے۔ تا ترا۔ شکر، مزید نعمت کا سبب ہے۔ نعمت۔ سزا سے رہائی کی نعمت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔

۵۲ تا چنیں۔ انسان جب توبہ کرتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں عبادت کروں گا اور اُس میں صفت احسان پیدا کروں گا۔ کہ بودی۔ لیکن جب مصیبت سے نجات مل جاتی ہے پھر پہلے کی طرح بدکار بن جاتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ بدکار کی یہ عادت کتے کی عادت کے مشابہ ہے۔

۵۳ سگ۔ کتے جاڑے میں سردی کی تکلیف سے دُبلے ہو جاتے ہیں۔ کہ جاڑے میں کتا سوچتا ہے کہ اب کی گرمی میں اپنے لئے پتھر کا گھر بنالوں گا تاکہ آنیوالے جاڑے سے محفوظ رہوں۔

www.pdfbooksfree.pk

چونکہ[1] تابستاں بیاید از کُشاد — استخواناں پہن گردد پوست شاد

جب گرمی آجاتی ہے، خوشی سے — ہڈیاں پھیل جاتی ہیں، کھال کھل جاتی ہے

زفت گردد پاکشد در سایہ — کاہلے سیرے غرے خود رایہ

وہ موٹا ہو جاتا ہے سایہ میں پاؤں پھیلا دیتا ہے — کاہل پیٹ بھرا، غافل خود رائے (ہو جاتا ہے)

گوید او چوں زفت بیند خویش را — در کدامیں خانہ گنجم اے کیا

جب اپنے آپ کو موٹا دیکھتا ہے وہ کہتا ہے — اے بزرگ! میں کس گھر میں سما سکتا ہوں

گوید اش دل خانہ ساز اے عمو — گوید او در خانہ کے گنجم بگو

اُس کا دل کہتا ہے اے چچا! گھر بنالے — وہ کہتا ہے بتا میں کسی گھر میں کب سما سکتا ہوں؟

استخوانِ حرصِ تو در وقتِ درد — درہم آید خرد گردد در نورد

مصیبت کے وقت تیرے حرص کی ہڈیاں — (درہم برہم) ہو جاتی ہیں لپٹ کر چھوٹی ہو جاتی ہیں

سازم[2] از توبہ بگوئی خانہ — در زمستاں باشدم کاشانہ

تو کہتا ہے کہ میں توبہ کا ایک گھر بنا دوں گا — جو جاڑوں میں میرا گھر ہوگا

چوں بشُد درد و شدت آں حرص رفت[3] — ہیچ سگ سودائے خانہ از تو رفت

جب مصیبت جاتی رہی اور تیری وہ حرص موٹی ہو گئی — کتے کی طرح گھر کا خیال تجھ سے جاتا رہا

شکرِ نعمت خوشتر از نعمت بود[4] — شکر بارہ کے سوئے نقمت رود

نعمت کا شکر نعمت سے زیادہ اچھا ہوتا ہے — شکر سوارہ عذاب کی طرف کب جاتا ہے؟

شکرِ جانِ نعمت و نعمت چو پوست — زانکہ شکر آرد ترا تا کوئے دوست

شکر، نعمت کی روح اور نعمت کھال کی طرح ہے — کیونکہ شکر تجھے دوست کے کوچہ تک لے جاتا ہے

نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ — صید نعمت کُن بدامِ شکرِ شاہ

نعمت غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر آگاہی — شاہ کے شکر کے جال سے نعمت کا شکار کر

نعمتِ شکرت کند پُر چشم و میر — تا کُنی صد نعمت ایثارِ فقیر

نعمت کا شکر تجھے بے نیاز و اور بڑا بنا دیگا — تاکہ تو سینکڑوں نعمتیں فقیر کو بخشے

سیر نوشی از طعام و نقلِ حق — تا رود از تو شکم خواری و دق

اللہ (تعالیٰ) کے کھانے اور نقل سے تو پیٹ بھر کر کھائیگا — یہانتک کہ تجھ سے شکم پری اور سوال جاتا رہیگا

شکر کی نعمت عطا فرما دیتا ہے وہ بڑا اور بے نیاز بن جاتا ہے دولت کو فقیروں پر تقسیم کرتا ہے اللہ کی جانب سے ایسی غذائیں حاصل کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ تن پروری اور لوگوں کا دروازہ کھٹکھٹانے سے مبرا ہو جاتا ہے۔ دق۔ یعنی دَقُّ الباب، دروازہ کھٹکھٹانا۔

---

[1] چونکہ۔ گرمی کے زمانہ میں جاڑے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے پھر ہڈیوں اور کھال میں جان پیدا ہو جاتی ہے۔ زفت۔ گرمی کے زمانہ میں کتا موٹا ہو جاتا ہے تو سایہ میں آرام سے سوتا ہے۔ غرّ۔ غافل۔ گوید۔ اب اُس کتے کے خیالات بدل جاتے ہیں اور سوچنے لگتا ہے میں تو ایسا موٹا ہوں کہ کسی گھر میں نہ سما سکوں گا۔ استخواں۔ انسان کا حال بھی اُسی کتے کا سا ہے۔

[2] سازم۔ جب انسان مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو توبہ کے ذریعہ آرامگاہ بنانے کی سوچتا ہے۔ چوں بشُد۔ لیکن مصیبت سے نجات پانے کے بعد پھر اپنی توبہ کو فراموش کر دیتا ہے شکرِ نعمت۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکریہ ادا کرنا نعمت سے بھی زیادہ اچھا ہے، شکر گذار بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔

[3] شکر۔ شکر اور نعمت میں وہی نسبت ہے جو بدن اور روح میں ہے۔ نعمت۔ نعمت کا خاصہ تو غفلت ہے اور شکر کا خاصہ خدا آگاہی ہے۔ صید نعمت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ "اگر تم شکر کرو گے ہم نعمتوں میں اضافہ کر دینگے" نعمت شکرت۔ اللہ تعالیٰ جس کو

www.pdfbooksfree.pk

نعمتِ وہاب را شکرے کُنید — تا سرِ منحوسِ خود را نَشکنید

اللہ (تعالیٰ) کی نعمت کا شکر ادا کرو — تاکہ اپنے منحوس سر کو نہ پھوڑو

شکر[1] جذبِ نعمتِ او فر کُند — کفرِ نعمت شخص را کافر کُند

شکر زیادہ نعمت کو کھینچتا ہے — نعمت کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے

منع کردنِ مُنکراں انبیا را علیہم السّلام از نصیحت کردن

مُنکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے روکنا اور جبریوں

وحُجّت آوردن بطریقہ جبریاں و نامعقول گفتن انبیا علیہم السلام

کی طرح دلیل بیان کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو نامناسب کہنا

قوم گفتند اے نصُوحاں بس بُود — آنچہ گفتید اردریں دہ کس بُود

قوم نے کہا، اے نصیحت کرنیوالو! کافی ہوا — جو کچھ کہ تم نے کہا اگر اس گاؤں میں کوئی (با اختیار)

قفل بر دلہائے ما بنہاد حق — کس نداند جُز بر خالق سبق ہوتا

اللہ (تعالیٰ) نے ہمارے دلوں پر تالے چڑھا دیے ہیں — اللہ (تعالیٰ) سے کوئی بازی نہیں جیت سکتا

نقشِ[2] ما ایں کرد آں تصویر گر — ایں نخواہد شُد بگفت و گو دگر

تصویر ساز نے ہماری یہی تصویر بنائی ہے — یہ گفتگو سے نہیں بدل سکتی

سنگ را صد سال گوئی لعل شو — کہنہ را صد بار گوئی باش نو

پتھر سے سینکڑوں سال کہے کہ تو لعل بن جا — پرانے سے تو سینکڑوں بار کہے کہ تو نیا بنجا

خاک را گوئی صفاتِ آب گیر — آب را گوئی عسل شو یا کہ شیر

تو مٹی سے کہے، کہ پانی کی صفات اختیار کر — تو پانی سے کہے، کہ شہد یا دودھ بن جا

نار را گوئی کہ نورِ محض شو — پشّہ را گوئی کہ سُوئے باد رَو

تو آگ سے کہے، کہ تو خالص نور بن جا — تو مچھر سے کہے، کہ ہوا کی طرف چلا جا

قُلب را گوئی کہ عینِ پاک شو — یا کہ اکسیرے شو و چالاک شو

تو کھوٹے سے کہے، کہ مجسم صاف بن جا — یا یہ کہ اکسیر بن، اور تیز ہو جا

ہیچ[3] ازاں اوصاف دیگر گوں شوند — آب کے گردد عسل اے ارجمند

کبھی اُن اوصاف سے وہ بدلیں گے؟ — اے بانصیب! پانی کب شہد بنے گا؟

خالقِ افلاک و ہم افلاکیاں — خالقِ آب و تُراب و خاکیاں

آسمانوں اور آسمان والوں کے پیدا کرنیوالے نے — پانی اور مٹی اور خاک سے پیدا ہونیوالوں کے پیدا کرنیوالے نے

[1] شکر: شکر مزید نعمتوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔ جبریان۔ وہ فرقہ جو انسان کو اپنے افعال میں مجبور و مضطر قرار دیتا ہے۔ نصیح۔ بہت نصیحت کرنے والا۔ بس بود۔ یعنی اگر ہم اپنے اختیار میں ہوتے تو تمہاری نصیحت بہت کافی تھی۔

[2] نقش۔ جب خدا نے ہمیں منکر بنایا ہے تو اب ہم کسی کی گفتگو سے مومن کیسے بن سکتے ہیں۔ سنگ۔ اگر کوئی پتھر سے لعل بننے کو کہے، پرانے سے نیا بننے کو کہے، مٹی کو پانی بن جانے کا حکم دے، پانی کو شہد یا دودھ بننے کو کہے، کھوٹے کو خالص بننے کو کہے یا اکسیر اور قیمتی بننے کو کہے تو یہ سب کہنا بالکل بیکار ہے۔

[3] ہیچ ازاں۔ جن صفات پر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا فرمایا ہے اُن میں تبدیلی ناممکن ہے۔ خالق۔ اللہ نے آسمان میں گھومنے اور صفائی کی صفت پیدا فرمائی ہے پانی اور مٹی میں کدورت اور نشوونما کی صفت پیدا فرمائی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

آسماں را داد دوران وصفا — آب و گل را تیرہ روئی و نما

آسمان کو گھومنا اور صفائی عنایت کی — پانی اور مٹی کو گدلاپن اور نمو (عطا فرمایا)

کے تواند آسماں دُردی گزید[51] — کے تواند آب و گل صفوت خرید

آسمان تیرگی کب اختیار کر سکتا ہے؟ — پانی اور مٹی صفائی کب حاصل کر سکتے ہیں؟

قسمتے کرد ست ہر یک را رہے — کے کہے گردد بجہدت چوں کہے

ہر ایک کیلئے ایک راستہ تقسیم کر دیا ہے — تیری کوشش سے پہاڑ گھاس جیسا کب بن سکتا ہے؟

جواب انبیا علیہم السلام جبریاں را

جبریوں کو انبیاء علیہم السلام کا جواب دینا

انبیا گفتند کآرے آفرید — وصفہائے کہ نہ تاں ناں سرکشید

انبیاء نے کہا کہ ہاں اس نے پیدا فرمائے — ایسے اوصاف کہ تم اُن سے رُوگردانی نہیں کر سکتے

وافرید اُو وصفہائے عارضی — کہ کہے مبغوض میگردد رضی

اُس نے ایسے عارضی اوصاف (بھی) پیدا فرمائے ہیں — کہ ناپسندیدہ، کبھی پسندیدہ بن جاتا ہے

سنگ[52] را گوئی کہ زر شو بیہودہ ست — مس را گوئی کہ زر شو راہ ست

تو پتھر سے کہے کہ سونا بن، بیہودہ (بات) ہے — تو تانبے سے کہے کہ سونا بن (اُس کا) رواج ہے

ریگ را گوئی کہ گل شو عاجز ست — خاک را گوئی کہ گل شو جائز ست

تو ریت سے کہے کہ پھول بن جا (وہ) عاجز ہے — تو مٹی سے کہے، کہ پھول بن جا ممکن ہے

رنجہا داد ست کانرا چارہ نیست — آن بمثل گنگی و قُطس و عمی ست

اُس نے ایسے مرض پیدا کئے ہیں جنکا کوئی علاج نہیں ہے — وہ مثلاً گونگا پن، ناک کا چپٹا پن اور اندھا پن ہے

رنجہا داد ست کانرا چارہ ہست — آن بمثل لقوہ و دردِ سر ست

(کچھ) مرض دیئے ہیں، جن کا علاج ہے — وہ مثلاً لقوہ، اور دردِ سر ہے

ایں[53] دوا ہا ساخت بہر ایتلاف — نیست ایں درد و دوا ہا از گزاف

یہ دوائیں موافقت کرنے کے لئے بنائی ہیں — یہ درد، اور دوائیں لغو نہیں ہیں

بلکہ اَغلب رنجہا را چارہ ہست — چوں بجد جوئی بیابی آں بدست

بلکہ عموماً مرضوں کا علاج ہے — جب تو کوشش سے تلاش کریگا ہاتھ آجائیگا

مُنکر رکردنِ آں مُنکراں حُجتہائے جبریانہ را

مُنکروں کا جبریوں کی دلیلوں کو دُہرانا

---

۵۱ کے تواند۔ آسمان مکدر نہیں ہو سکتا پانی اور مٹی مُصفا نہیں ہو سکتے۔ قسمتے۔ ہر چیز کا ایک حصہ مقرر کر دیا ہے اُس کو وہی حاصل ہوگا تیری کوشش سے پہاڑ کب بنے گا۔ انبیاء۔ انبیاء نے فرمایا صفات دو قسم کی ہیں ایک میں تبدیلی ناممکن ہے اور دوسری میں تبدیلی ممکن ہے۔ کہ کہے۔ ایک چیز میں مبغوض ہونے کی صفت ہوتی ہے پھر وہی چیز محبوب بنجاتی ہے تو یہ اُسکی صفت بدل گئی۔

۵۲ سنگ۔ پتھر اپنا پتھر پن چھوڑ کر سونا بنجائے یہ ممکن نہیں ہے ہاں تانبہ سونا بن سکتا ہے۔ ریگ۔ ریت میں گل و گلزار بننے کی صلاحیت نہیں ہے مٹی گل و گلزار بن سکتی ہے۔ رنجہا۔ اسی طرح بعض اَمراض لاعلاج ہیں بعض اَمراض قابلِ علاج ہیں پیدائشی گونگا پن، یا چپٹی ناک یا پیدائشی اندھا پن ناقابلِ علاج ہے۔ چاں ہست۔ لقوے اور دردِ سر کا علاج ہو سکتا ہے۔

۵۳ ایں دوا ہا۔ یہ دوائیں امراض کا ازالہ کرتی ہیں اِن دواؤں اور مرض میں مناسبت ہے۔ چوں بجد۔ حدیث شریف ہے مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ دَوَاءً خدا نے کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی جس کا علاج نہو تلاش اور جستجو ضروری ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

قوم[1] گفتند اے گروہ ایں رنج ما — نیست زاں رنجے کہ پذیرد دوا

قوم نے کہا، اے جماعت! ہمارا یہ مرض — وہ مرض نہیں ہے جو دوا (کا اثر) قبول کرے

سالہا گفتید زیں افسوں و پند — سخت تر می گشت زاں ہر لحظہ بند

تم نے سالوں یہ منتر اور نصیحت کی — اس سے ہر دم، روک سخت ہوتی گئی

گر دوا را ایں مرض قابل بُدے — آخر از وے ذرہ زائل شُدے

اگر یہ مرض دوا کو قبول کرنے والا ہوتا — بالآخر اس سے کوئی ذرہ زائل ہوتا

سُدّہ[2] چوں شُد آب ناید در جگر — گر خورد دریا رود جائے دگر

جب سُدّہ پڑ جاتا ہے جگر میں پانی نہیں پہنچتا ہے — اگر دریا بھی پیے وہ دوسری جگہ چلا جاتا ہے

لاجرم آماس گیرد دست و پا — تشنگی را نشکند آں استقا

لامحالہ ہاتھ پاؤں سوج جاتے ہیں — وہ پانی پینا پیاس کو نہیں بجھاتا ہے

باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را

انبیاء کا پھر جبریوں کو جواب دینا

انبیا گفتند نومیدی بدست — فضل و رحمتہائے باری بیحد ست

انبیاء نے کہا، نا اُمیدی بُری ہے — اللہ (تعالیٰ) کا فضل اور رحمتیں لاانتہا ہیں

از چنیں محسن نشاید نا اُمید — دست در فتراک ایں رحمت زنید

ایسے محسن سے نا اُمید نہ ہونا چاہیئے — اس رحمت کے شکار بند کو دستاویز بنالو

اے[3] بسا کاریکہ اوّل صعب گشت — بعد ازاں بکشادہ شد سختی گذشت

بہت سے کام ہیں جو ابتداءً سخت بنے — اُس کے بعد کھل گئے، سختی رفع ہو گئی

بعد نومیدی بسے اُمید ہاست — از پسِ ظلمت بسے خورشید ہاست

مایوسی کے بعد بہت سی اُمیدیں ہیں — اندھیری کے بعد بہت سے سورج ہیں

خود گرفتم کہ شما سنگیں شدید — قفلہا بر گوش و بر دل بر نہید

میں مانتا ہوں کہ تم پتھر بن گئے ہو — تم نے کان اور دل پر قفل چڑھائے ہیں

ہیچ مارا با قبولی کار نیست — کارِ ما تسلیم و فرماں بُردنیست

ہمیں مان لینے سے (سیر و) کار نہیں ہے — ہمارا کام ماننا اور حکم بجا لانا ہے

---

[1] قوم گفتند۔ اہلِ سبا نے کہا کہ اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ بعض اوصاف میں تبدیلی اور بعض مرضوں کا علاج ممکن ہے تو ہمارا وصف اور مرض ناقابلِ علاج ہے۔ سالہا۔ ہمارے مرض کے لاعلاج ہونے کی علامت یہ ہے کہ سالہا سال سے تم لوگ نصیحتیں کر رہے ہو لیکن ہمارے دل تو اور زیادہ سخت ہوتے جارہے ہیں اگر یہ مرض قابلِ علاج ہوتا تو کچھ تو فائدہ ہوتا۔

[2] سُدّہ۔ جب جگر میں بند لگ جاتا ہے تو پانی جگر تک نہیں پہنچ پاتا پانی پینے سے پانی اور طرف چلا جاتا ہے اور پیاس نہیں بجھتی ہاتھ پاؤں پر ورم آجاتا ہے تو پانی بجائے پیاس بجھانے کے اور مرض میں اضافہ کرتا ہے۔ انبیاء گفتند۔ انبیاء نے اہلِ سبا سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمیدی بُری چیز ہے۔ فتراک۔ وہ تھیلا جس میں شکار کرکے رکھا جاتا ہے۔

[3] اے بسا۔ بہت سے معاملے شروع میں دشوار نظر آتے ہیں پھر آسان ہو جاتے ہیں نا امیدی کے بعد امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں تاریکیوں کے بعد روشنیاں نمودار ہو جاتی ہیں۔ خود گرفتم۔ ہمیں بھی تسلیم ہے کہ تم سنگدل بن گئے ہو اور تم نے دل اور کان پر قفل لگالئے ہیں۔ بیچ۔ لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ تبلیغِ رسالت میں ہمیں تمہارے قبول کرلینے اور انکار سے کوئی بحث نہیں ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

اُو بفرمود ست ماں ایں بندگی
اس نے اِس اطاعت کا ہمیں حکم دیا ہے

نیست مارا از خود ایں گویندگی
ہمارا کہنا اپنی جانب سے نہیں ہے

جاں[1] برائے امرِ اُو داریم ما
ہم اُس کے حکم کے لئے جیتے ہیں

گر بریگے گوید اُو کاریم ما
اگر وہ حکم دے ہم ریت میں کھیتی بوئیں گے

امرِ[2] حق را ما گروہِ بے ریا
ہم مخلص لوگ خدا کا حکم

می رسانیم ایں رسالت باشما
(اور) یہ پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں

غیرِ حق جانِ نبی را یار نیست
خدا کے سوا نبی کی جان کا کوئی دوست نہیں ہے

باقبول و ردِّ خلقش کار نیست
اُسکو مخلوق کے ماننے نہ ماننے سے کوئی واسطہ نہیں ہے

مُزدِ تبلیغ رسالاتش از وست
اُسکے پیغامات کی تبلیغ کی مزدوری اُسکی جانب سے ہے

زشت و دشمن رُو شدیم از بہرِ دوست
ہم دوست کیخاطر بُرے اور دشمن کے چہرے والے بنگئے ہیں

ما بریں درگہ ملولاں نیستیم
ہم اِس بارگاہ پر تھکے ہوئے نہیں ہیں

تا ز بُعدِ راہ ہر جا نایستیم
کہ راستہ کی دُوری کی وجہ سے ہر جگہ ٹھہر جائیں

دل فروبستہ و ملول آں کس بُود
دل گرفتہ، اور تھکا ہوا وہ شخص ہوتا ہے

کز فراقِ یار در محبس بُود
جو دوست کی جدائی سے قید میں ہو

دلبر[3] و مطلوب با ما حاضرست
ہمارا دلبر اور محبوب ہمارے ساتھ موجود ہے

در شارِ رحمتش جاں شاکرست
اُسکی رحمت کی بکھیر پر جان شکر گذار ہے

در دلِ ما لالہ زار و گلشنی ست
ہمارے دل میں چمن، اور گلشن ہے

پیری و پژمُردگی را راہ نیست
بڑھاپے اور مُرجھانے کیلئے (اندر) راستہ نہیں ہے

دائما تر نو جوانیم و لطیف
ہم ہمیشہ تر (تازہ) اور جوان اور پاکیزہ ہیں

تازہ و شیریں و خنداں و ظریف
تازہ، اور میٹھے، اور ہنس مکھ اور خوش مزاج ہیں

پیشِ ما صد سال و یک ساعت یکیست
ہمارے لئے ایک گھنٹہ اور سو سال یکساں ہیں

کہ دراز و کوتہ از ما منفکے ست
کیونکہ لمبائی اور چھوٹائی ہم سے جُدا ہے

آں دراز و کوتہ اندر جاں کجاست
درازی اور کوتاہی روح میں کہاں ہے؟

آں دراز و کوتہی در جسمہاست
لمبائی اور چھوٹائی جسموں میں ہوتی ہے

پیشِ شاں یک روز بے اندوہ و لہف
اُن کے لئے بغیر رنج اور افسوس کے ایک دن تھا

سہ صد و نہ سال آں اصحابِ کہف
تین سو نو سال اصحابِ کہف کے

---

[1] جانِ ما۔ ہم تو اسی لئے زندہ ہیں کہ اُس کے حکم کی پابندی کریں اگر وہ ریت میں بیج بونے کو کہے گا تو ریت میں بیج بو دیں گے۔ خواہ وہ نہ اُگے۔

[2] امرِ حق۔ چونکہ اللہ کا ہمیں حکم ہے کہ تمہیں ہم تبلیغ کریں اِس لئے بغیر ریا کے تمہیں احکام پہنچا رہے ہیں۔ باقبول۔ ہمیں اِس سے سروکار نہیں کہ کوئی ہماری بات قبول کرے یا رد کرے ہم تو۔ ہم اللہ کیلئے تبلیغ کرتے ہیں اور اُس کام کی مزدوری اُس سے لیں گے ہم تو اُسی کی خاطر لوگوں کی دشمنی مول لے رہے ہیں۔ ما بریں۔ تبلیغ میں ناکامی ہمارے لئے ستِ راہ نہیں ہے دل گرفتہ وہ ہوتا ہے جو دوست سے مہجور ہو ہمیں ہر وقت قربِ الٰہی حاصل ہے۔

[3] دلبر۔ ہمارا محبوب جو حضرت حق ہے وہ ہمارے ساتھ ہے اُس کی رحمتیں ہم پر ہر وقت نچھاور ہوتی رہتی ہیں۔ در دل۔ ہمارے دل اُس کی محبت سے گلزار ہیں اور ہم ہر وقت تر و تازہ رہتے ہیں۔ پیشِ ما۔ جب روحانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو زمان و مکان کی قید سے رہائی ہو جاتی ہے جسم زمان و مکان کا پابند ہوتا ہے۔ اصحاب کہف پر روحانیت کا غلبہ تھا تو اُن کے لئے تین سو نو سال ایک روز کے برابر تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

۱؎ وانگہے نمود شاں یک روز ہم
پھر انہیں وہ ایک روز بھی نہ لگا

چوں نباشد روز و شب با ماہ و سال
جبکہ دن اور رات مع مہینہ اور سال کے نہوں

در گلستانِ عدم چوں بیخودی ست
عدم کے گلستان میں چونکہ بے خودی ہے

۲؎ لَمْ یَذُقْ فی لَمْ یَدِدْ ہر کس کو نخورد
جسنے دکھایا وہ "نہ چکھا نہ جانا" کا مصداق ہے

نیست موہوم ار بُدے موہوم آں
وہ موہوم (چیز) نہیں ہے، اگر وہ موہوم ہوتا

دوزخ اندر وہم چوں آرد بہشت
دوزخ ابہشت کا کیسے تصور کر سکتی ہے؟

ہیں گلوئے خود مبرید اے مہاں
اے بڑو! اپنے گلے نہ پھاڑو

۳؎ راہہائے صعب پایاں بُردہ ایم
ہم نے سخت راستے طے کر لئے ہیں

ہر کہ مارا گشت پیرو باز رست
جو ہمارا پیرو بن گیا، وہ رہائی پا گیا

وانکہ نشنید از شقاوت پندِ ما
جس نے بدبختی سے ہماری نصیحت نہ سنی

ہیں بجوئید از نجومِ سعد راہ
آگاہ! نیک بختی کے ستاروں سے راستہ تلاش کرو

کہ بہ تن باز آمد ارواح از عدم
کہ روحیں عدم سے پھر جسم میں آگئیں

کے بود سیری و پیری و ملال
پیٹ بھر جانا اور بڑھاپا اور تھکن کہاں ہوتی ہے

مستی از سُرّاقِ لطفِ ایزدی ست
مستی اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی کے جام سے ہے

کے بود ہم آرد جعل انفاسِ ورد
گبر و نڈا خیال سے گلاب کی خوشبو میں کہاں حاصل کر سکتا ہے

ہمچو موہوم ان شدے معدوم آں
تو وہ موہوم (چیزوں) کی طرح معدوم ہو جاتا

ہیچ تابد روئے خوب از خوک زشت
بدصورت سور سے، حسین چہرہ کہاں چمکتا ہے

اسپنیں لقمہ رسیدہ تا دہاں
منہ تک ایسا لقمہ پہنچ گیا ہے

رہ برا اہلِ خویش آساں کردہ ایم
ہم نے اپنوں کے لئے راستہ آسان کر دیا ہے

از عذابِ نار رو در جنت نشست
آگ کے عذاب سے، اور جنت نشین ہو گیا

در عذابِ جاوداں شد مبتلا
وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہو گیا

زانکہ در ظلمت دریدو قعرِ چاہ
کیونکہ تم اندھیرے اور کنویں کی گہرائی میں ہو

مکرر کردنِ قوم اعتراض بر انبیا علیہم السلام

قوم کا انبیاء پر مکرر اعتراض کرنا

قوم گفتند ار شما سعدِ خودید
قوم نے کہا، اگر تم اپنے لئے نیک بخت ہو

نحسِ مائید و ضدید و مرتدید
ہمارے لئے بدبخت اور مخالف اور مرتد ہو

۱؎ وانگہے: اصحاب کہف نے کہا تھا کہ ہم اس حالت میں ایک دن یا دن کے کچھ حصے ہیں رہے ہیں۔ چونکہ جبکہ روح زمان و مکان سے مقید نہیں ہے تو اس کے لئے نہ بڑھاپا ہے نہ تھکن گلستانِ عدم۔ یعنی عالمِ ارواح۔ مستی۔ اس عالم کی مستی قربِ الٰہی کی وجہ سے ہے۔

۲؎ لم یذق الخ۔ یعنی جس نے چیز کو نہ چکھا ہو وہ اس کا ذائقہ نہیں جان سکتا مجعل۔ گبر و نڈا، گوبر کا کیڑا نیست۔ یعنی یہ مستی وہی نہیں ہے، وہی کیفیت نہیں ہو جاتی ہے۔ دوزخ۔ جس طرح دوزخ اور جنت میں بُعد ہے اور دوزخ جنت کا تصور بھی نہیں کر سکتی اسی طرح اہلِ دنیا اور اس مستی میں بُعد ہے، دنیا دار اس مستی کو سمجھ ہی نہیں سکتا ہے۔ اے مہان۔ اہلِ سبا کو خطاب ہے کہ اپنی تباہی مول نہ لو ہدایت حاصل کر لو۔

۳؎ راہہائے۔ ہدایت کے حصول میں جس قدر مصائب ہوتے ہیں وہ انبیاء جمیل بکتے ہیں قوم انسے بلا مجاہدے کے ہدایت حاصل کرتی ہے۔ ہر کہ۔ انبیاء کی اطاعت کرنے والے نجات پاتے ہیں اور جو منکر ہوتے ہیں وہ ابدی عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نجوم۔ انبیاء نجوم ہدایت ہیں۔ قوم گفتند۔ انبیاء نے اپنے آپ کو سعادت کا ستارہ قرار دیا تھا قوم نے کہا کہ تمہاری سعادت تمہارے لئے ہو ہمارے لئے نہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

جانِ[1] ما فارغ بُدَ از اندیشہا
ہماری جان فکروں سے خالی تھی

دَر غمِ افگند ید ما را و عنا
تم نے ہمیں غموں اور مشقت میں ڈال دیا

ذوقِ جمعیت کہ بود و اتفاق
یگانگت اور اتفاق کا جو مزا تھا

شد ز فالِ زشت تان صد افتراق
تمہاری بدشگونی سے سینکڑوں جدائیاں بنگیا

طوطیِ نقل و شکر بودیم ما
ہم نقل اور شکر کھانے والی طوطی تھے

مُرغِ مرگ اندیش گشتیم از شما
تمہاری وجہ سے موت کو سوچنے والا پرند بنگئے

ہر کجا افسانۂ غم گستری ست
جہاں کہیں غم اٹھانے کا قصہ ہے

ہر کجا آوازۂ مُستنکری ست
جہاں کہیں بُرائی کا شہرہ ہے

ہر کجا اندر جہاں فالِ بدیست
جہاں کہیں دنیا میں بدشگونی ہے

ہر کجا مسخے، نکالے، ماخذیست
جہاں کہیں مسخ، عذاب، جائے گرفت ہے

در مثال و قصہ و فالِ شماست
(وہ) تمہارے مثال اور قصہ اور شگون کی وجہ سے ہے

در غم انگیزی شما را اشتہاست
غم بڑھانے کی تمہاری خواہش ہے

بار جواب گفتنِ انبیا علیہم السلام ایشاں را

انبیاء کا اُن کو پھر جواب دینا

انبیا[2] گفتند فالِ زشت و بد
انبیاء نے کہا اچھا اور بُرا شگون

از میانِ جانِ تاں دارد مدد
تمہاری جان سے مدد حاصل کرتا ہے

گر تو جائے خفتہ باشی با خطر
اگر تو کسی جگہ خطرے میں سویا ہوا ہو

اژدہا در قصدِ تو آید ز سر
اژدھا تیرے ارادے سے سر پر آجائے

مہربانے مر ترا آگاہ کرد
کسی مہربان نے تجھے خبردار کردیا

کہ بجہ[3] زود ار نہ اژدرہات خورد
کہ جلد بھاگ، ورنہ تجھے اژدھے نے کھایا

تو بگوئی فالِ بد چوں می زنی
تو کہتا ہے کہ کیوں بدشگونی کرتا ہے

فال چہ برجہ ببیں در روشنی
بدشگونی کیا ہوتی ہے، اٹھ روشنی میں دیکھ

از میانِ فالِ بد من خود ترا
میں تجھے بدشگونی سے

میرہانم می برم سوئے سرا
چھڑا رہا ہوں، گھر کی جانب لے جا رہا ہوں

چوں نبی آگہ کنندست از نہاں
نبی کی طرح جو اُن پوشیدہ باتوں سے خبردار کرنے والا ہے

کو بدید آنچہ ندید اہل جہاں
کیونکہ جو کچھ اُسنے دیکھ لیا ہے دنیاداروں نے نہیں دیکھا ہے

---

[1] جانِ ما۔ تمہاری نحوست یہ ہے کہ ہم فکروں سے فارغ تھے تم نے ہمیں فکرمند بنا دیا۔ ذوق۔ ہم سب متفق تھے، تمہارے وجود سے ہم میں اختلاف ہوگئے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے۔ نقل۔ چیدنا۔ مستنکری۔ برائی۔ مسخ۔ صورت کا بدل جانا۔ نکال۔ عذاب۔ ماخذ۔ گرفت کی جگہ۔ اشتہار۔ خواہش۔

[2] انبیاء۔ انبیاء نے کہا یہ ساری برائیاں جو تم نے بیان کیں ان کا سبب ہم نہیں ہیں خود تم ہو۔ گر تو۔ ہم تو تمہیں اُس عذاب سے ڈراتے ہیں جو واقعۃً تم پر نازل ہونے والا ہے، ہماری مثال تو اُس شخص کی سی ہے جو ایسے شخص کو بیدار کردے جس پر سانپ حملہ آور ہو رہا ہو۔

[3] بجہ۔ کود جا۔ تو بگوئی۔ تمہاری مثال یہ ہے کہ وہ شخص جس پر سانپ حملہ آور ہے، بیدار کرنے والے کو برائی دینے لگے۔ سرا۔ گھر۔ ہوں نبی۔ نبی آنکھوں سے اُس عذاب کو دیکھتا ہے جو منکروں پر نازل ہونیوالا ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گر طبیبے گویدت غورہ مخور
اگر تجھ سے کوئی طبیب کہے کچا انگور نہ کھا

کہ چنیں رنجے برآرد زود سر
کہ فلاں مرض جلد سر ابھارے گا

تو بگوئی فال بد چوں میزنی
تو کہے کہ بدشگونی کیوں کرتا ہے

پس تو ناصح را مُوَہّم میکنی
تو تو ایک ناصح کو گنہگار ٹھہرا رہا ہے

ور مُنجّم گویدت کامروز ہیچ
اگر کوئی نجومی تجھ سے کہے کہ آج کوئی

آنچناں کارے مکن اندر پسیچ
ویسا کام ارادہ سے نہ کرنا

تا نگردی نادم و خاسر ازاں
تاکہ تو اس کی وجہ سے شرمندہ اور محروم نہ بنے

زانکہ نیکو نیست روزِ امروزہاں
کیونکہ آج اچھا دن نہیں ہے

صدرہ ار بینی دروغ آخری
اگرچہ تو ستو طرح سے نجومی کا جھوٹ دیکھتا ہو

یکدوبارہ راست آید می خری
ایک دو بار سچ ہو جائے تو تو مان لیتا ہے

ایں نجوم مانشد ہرگز خلاف
ہمارے ان ستاروں میں کبھی تخلف نہیں ہوا

صحتش چوں ماند از تو در غلاف
اُن کی صحت تجھ سے کیسے پوشیدہ ہے؟

آں طبیب و آں مُنجّم از گماں
وہ طبیب اور نجومی گمان کے ذریعے

می کنند آگاہ و ما خود از عیاں
خبر دیتے ہیں اور ہم مشاہدے سے

دود می بینیم و آتش از کراں
ہم دیکھتے ہیں کہ دھواں اور آگ ایک کنارے

حملہ می آرد بسوئے منکراں
منکروں پر حملہ آور ہے

تو ہمی گوئی خمش کن زیں مقال
تو یہ کہتا ہے، کہ ان باتوں سے چپ رہ

کہ زیانِ ماست قالِ شومِ فال
کیونکہ بدشگونی کی بات میں ہمارا نقصان ہے

اے کہ نصحِ ناصحان را نشنوی
اے وہ کہ تو ناصحوں کی نصیحت نہیں سنتا ہے

فالِ بد با تست ہر جا می روی
تو جہاں جائے بدشگونی تیرے ساتھ ہے

افعیے بر پشتِ تو بر می رود
ایک اژدھا تیرے پیچھے دوڑ رہا ہے

او ز بامے بیندش آگہ کند
وہ اسکو بالاخانہ سے دیکھ رہا ہے خبردار کرتا ہے

گویدش خاموش غمگینم مکن
تو اسکو کہتا ہے چپ رہ، مجھے غمگین نہ کر

گوید او خوش باش خود رفت ایں سخن
وہ کہتا ہے خوش رہ، بات ختم ہوئی

چوں ندافعی دہاں بر گردنت
جب اژدھا تیری گردن پر منہ مارے گا

تلخ گردد جملہ شادی کردنت
تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

---

۵۱ گر طبیبے۔ تمہاری مثال اس مریض کی سی ہے جس کو طبیب مضر چیز کھانے سے روکے اور وہ طبیب پر الٹے الزام دھرے جیسے تم گنہگار۔ در منجم۔ تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس کو نجومی بری گھڑی سے بچانا چاہے اور وہ الٹا نجومی پر الزام دھرے پسیچ۔ قصد، ارادہ۔

۵۲ صد رہ۔ نجومی کی بات سینکڑوں بار جھوٹی نکلتی ہے لیکن پھر بھی اس احتمال سے کہ شاید یہ بات صحیح ہو تم نجومی کا کہنا مان جاتے ہو۔ ایں نجوم۔ لیکن ہماری پیشین گوئیاں بالکل صحیح ہوتی ہیں اُن کو تم تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو، نجومی اور طبیب محض گمان سے بات کہتے ہیں ہم تو مشاہدہ کر کے کہہ رہے ہیں۔

۵۳ دود۔ انبیاء نے کہا ہم تو عذاب کا دھواں اور آگ آنکھ سے دیکھ کر بتا رہے ہیں لیکن تم ہماری ان باتوں کو بدفالی سمجھ رہے ہو۔ اے کہ۔ منکروں کا وجود خود فالِ بد ہے۔ افعیے۔ تمہاری مثال یہ ہے کہ عذاب کا اژدھا تمہارے پیچھے ہے ایک شخص بالاخانہ سے اسکو دیکھ کر تمہیں آگاہ کر رہا ہے لیکن تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں سانپ کی بات سنا کر غمگین نہ کر۔ گوید۔ مجبور ہو کر وہ بتانیوالا یہی کہیگا کہ اچھا بری بات کو رفت و گذشت کرو اور تم خوش رہو۔

www.pdfbooksfree.pk

پس[1] بدو گوئی ہمیں بود اے فلاں — چوں نہ بدیدی گریباں در فغاں

پھر تو اس سے کہے گا اے فلاں! ٹھیک تھا — تونے نالہ و فریاد سے گریبان چاک کیوں نہ کیا تھا؟

یا ز بالا یم تو سنگے می زدی — تا مرا آں جذ نمودے ایں بدی

یا اوپر سے تو میرے پتھر مارتا — تاکہ وہ کوشش یہ برائی مجھے دکھا دیتی

اُو بگوید زاں کہ می آزردۂ — تو بگوئی نیک شادم کردۂ

وہ کہے گا، کیونکہ تو رنجیدہ ہوتا تھا — تو کہے گا، تونے (اب کیا) مجھے خوش کر دیا ہے

گفت من کردم جوانمردی پسند — تا رہانم مر ترا زیں خشک بند

اُس نے کہا میں نے شرافت برتی اور نصیحت کی، — تاکہ میں تجھے سخت قید سے رہائی دوں

انر لئیمی حق آں نشناختی — مایۂ ایذا و طغیاں ساختی

تونے کمینہ پن سے اُس کی قدر نہ کی — اُس کو ایذا اور سرکشی کا سرمایہ بنا لیا

ایں[2] بود خوئے لئیمانِ دنی — بد کند با تو چو نیکوئی کنی

کمینہ لئیموں کی یہی عادت ہوتی ہے — جب تو نیکی کرے وہ تجھ سے بدی کرتے ہیں

نفس را زیں صبر می کن منحنیش — کہ لئیم ست و نساز د نیکوئیش

نفس کو صبر کے ذریعہ کمزور بنا — کیونکہ وہ کمینہ ہے بھلائی اُسکے ساتھ ساز نہیں کرتی ہے

با کریمے گر کنی احسان سزد[3] — ہر یکے را اُو عوض ہفصد دہد

اگر تو شریف کے ساتھ احسان کرے تو مناسب ہے — وہ ہر ایک کا سات سو گنا بدلہ دے گا

با لئیمے چوں کنی قہر و جفا — بندۂ گردد ترا بس باوفا

کمینہ پر جب تو ظلم اور قہر کرے گا — (وہ) تیرا باوفا غلام بن جائے گا

کافراں کارند در نعمت جفا — باز در دوزخ نداشاں ربنا

کافر نعمت کی حالت میں جفا کاری کرتے ہیں — پھر دوزخ میں اُنکی پکار "اے ہمارے رب" ہوتی ہے

کہ لئیماں در جفا صافی شوند — چوں وفا بینند خود جافی شوند

کیونکہ کمینے ظلم میں مخلص بنتے ہیں — جب وفا دیکھتے ہیں جفا کرتے ہیں

حکمت در آفریدنِ دوزخ دراں جہاں و زنداں دریں

دوزخ کو اُس عالم میں اور قید خانہ کو اِس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت تاکہ

عالم تا معبدِ منکراں گردد کہ اِئتیا طوعاً اَو کرھاً

وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ اِئتیا طوعاً اَو کرھاً ہے

[1] پس بدو۔ پھر تو ستانیوالے سے کہیگا کہ تو میرے غم میں پڑکے پہاڑ کر مجھے آگاہ کرتا تو میں جان لیتا یا اوپر سے میرے پتھر مارتا تو میں آگاہ ہو جاتا۔ او بگوید۔ وہ جواب میں کہدیگا کہ تو میری بات سے آزردہ ہوتا تھا تو وہ کہیگا کہ میں اب کو نسا خوش ہوں۔ گفت۔ وہ آگاہی دینے والا کہیگا کہ میں نے تو شرافت سے کام لیا تھا تجھے مصیبت سے بچانے کیلئے نصیحت کی تھی۔ از نصیحی۔ لیکن تو نے کمینہ پن برتا اس نصیحت کی قدر نہ کی بلکہ اُس نصیحت کو ایذا رسانی اور سرکشی کا سبب بنا لیا۔

[2] ایں بود۔ کمینوں کا یہی طریقہ ہے کہ تم اُنسے بھلائی کرو تو وہ اُسکے بدلے میں تم سے برائی کرینگے نفس۔ انسان کا نفس ایسا ہی کمینہ ہے کہ اُسکے ساتھ بھلائی کرنا اور اُسکو مضبوط بنانا مناسب نہیں ہے اُسکو مشقتوں اور مجاہدوں سے کمزور بناؤ۔

[3] با کریمے۔ کسی شریف سے شرافت برتوگے تو وہ ستر گنا شرافت برتتا ہے۔ با لئیمے۔ کمینہ پر جور و جفا کروگے تو پھر وہ اطاعت کریگا۔ کافراں۔ کافر ایسا ہی کرتے ہیں کہ دنیا میں اُنکو اللہ کی نعمتیں ملیں تو کفر بڑھا دوزخ کے عذاب میں خدا کو مانیں گے اور پکاریں گے۔ کرکیمان۔ کمینے مقابلہ کے ساتھ ٹھیک چلتے ہیں شریف پر ظلم کرتے ہیں۔ اِئتیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو حکم دیا کہ تم دونوں آؤ خواہ خوشی سے خواہ جبر سے تو دونوں نے کہا ہم خوشی

www.pdfbooksfree.pk

مسجد و طاعات شان پس دوزخ[1] ست
ان کی مسجد اور اطاعتوں (کی جگہ) دوزخ ہے

پائے بند مرغ بیگانہ فخ ست
بیگانہ پرند کے پاؤں کا پھندا جال ہے

ہست زنداں صومعہ دزدِ لئیم
کمینے چور کا عبادتخانہ قید خانہ ہے

کاندرو ذاکر شود حق را مقیم
اس میں وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرنے والا ہوتا ہے

چوں عبادت بود مقصود از البشر
چونکہ انسان (کی پیدائش) سے مقصود عبادت ہے

شد عبادتگاہِ گردنکش سقر
متکبر کی عبادت گاہ، دوزخ بنی

آدمی[2] را ہست در ہر کار دست
انسان کو ہر کام پر قدرت ہے

لیک از و مقصود این خدمت بدست
لیکن اس (کی پیدائش) سے (اصلی) مقصود عبادت ہے

ما خلقت الجن والانس الا این بخوان
(اس "نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو" پڑھ

جز عبادت نیست مقصود از جہان
عبادت کے علاوہ دنیا میں (کوئی) مقصد نہیں ہے

گرچہ مقصود از کتاب آں فن بود
اگرچہ کتاب کا مقصد وہ فن ہوتا ہے

گر تواش بالش کنی ہم می شود
اگر تو اس کا تکیہ بنالے تو (یہ بھی) ہو سکتا ہے

لیک از و مقصود این بالش نبود
لیکن اس کا مقصد یہ تکیہ (ہونا) نہ تھا

علم بود و دانش و ارشاد و سود
علم اور سمجھ، اور ہدایت اور نفع تھا

گر تو سمنے[3] ساختی شمشیر را
اگر تو تلوار کو کھونٹا بنالے

برگزیدی بر ظفر ادبیر را
تونے کامیابی پر بدبختی کو ترجیح دی

گرچہ مقصود از بشر علم و ہدیست
اگرچہ انسان (کی تخلیق) سے مقصود علم و ہدایت ہے

لیک ہر یک آدمی را معبدیست
لیکن ہر شخص کی ایک عبادت گاہ ہے

معبدِ مردِ کریم اکرمتہ
شریف انسان کی عبادتگاہ (مقام) اکرمتہ ہے

معبدِ مردِ لئیم اسقمتہ
کمینے انسان کی عبادتگاہ اسقمتہ ہے

مر لئیماں را بزن تا سر نہند
کمینوں کو پیٹ تاکہ اطاعت کریں

مر کریماں را بدہ تا بر دہند
شریفوں کو (انعام) دے تاکہ پھل دیں

لاجرم حق ہر دو مسجد آفرید
لامحالہ اللہ (تعالیٰ) نے دو مسجدیں بنائیں

دوزخ آنہا را و اینہا را مزید
اُن کے لئے دوزخ اور ان کے لئے "مزید"

---

[1] دوزخ۔ کافر جب دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہونگے تو فرمانبرداری کرینگے وحشی جانور خوشی سے نہیں آتا تو جال میں پھنس کر آتا ہے۔ فخ۔ جال۔ زنداں۔ جب چور حبسخانہ میں ڈالدیا جاتا ہے تو نیکی شروع کر دیتا ہے۔ یعنی۔ جن اور انس کی تخلیق کا باعث عبادت اور اطاعت ہے خوشی سے نہ کرینگے تو جبراً کرنی پڑیگی مومن جنت اور دنیا میں اطاعت گذاری کریگا تو کافر دوزخ میں اطاعت کرے گا۔

[2] آدمی۔ انسان میں بہت کام کرنے کی صلاحیتیں ہیں لیکن اسکی تخلیق کا اصل منشاء رضاداری ہے جیسا کہ آیت میں مذکور ہے۔ ما خلقت۔ قرآن پاک میں ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں نے نہیں پیدا کیا انسانوں اور جنوں کو مگر اسلئے کہ وہ عبادت کریں۔ از کتاب۔ کتاب کی تصنیف و اشاعت کا اصل مقصد اس فن اور علم کو جاننا ہے جس فن کی وہ کتاب ہے اگر تو اس کا تکیہ بنائیگا تو وہ تکیہ بنجائیگی لیکن یہ تیری غلطی ہوگی اسی طرح اگر انسان عبادت نہ کریگا دوسرے کاموں میں لگیگا تو یہ اسکی غلطی ہوگی۔

[3] گر تو سمنے۔ تلوار کا اصل مقصد اسکے ذریعہ نفع پانا ہے وہ کھونٹا بھی بن سکتی ہے لیکن اگر تو اس سے کھونٹے کا کام لیگا تو بڑی حماقت ہوگی بمعنی۔

ہر انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے لیکن ہر ایک کا عبادتخانہ جدا ہے شریف کا معبد تو اکرمتہ کا مقام ہے یعنی میں نے اس کا اکرام کیا اور لئیم کا معبد اسقمتہ کا مقام ہے یعنی میں نے اسکو بیمار کیا شریف انفس اللہ الٰہی کے وقت عبادتگذار بنتا ہے اور کمینہ مصائب میں مبتلا ہو کر مزید۔ یعنی جنت جسکے لئے فرمایا گیا ولدینا مزید

اور ہمارے پاس زیادتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ساخت[1] موسیٰؑ قدس در باب صغیر — تا فرود آرند سر قوم زحیر

(حضرت) موسیٰؑ نے بیت المقدس میں چھوٹا دروازہ بنایا — تاکہ سرکش قوم سر جھکائے

زاں کہ جباراں بدند و سر فراز — دوزخ آں باب صغیر ست و نیاز

کیونکہ وہ جبار، اور متکبر تھے — دوزخ (ہی) چھوٹا دروازہ اور نیازمندی کی جگہ ہے

بیان[2] آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب مسخر کردن

اِس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کی صورت، اُن متکبروں کو تابع بنانے کے

جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام

لئے بنائی ہے جو کہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

باب صغیر ساخت بر ربض قدس جہت رکوع جباران

نے بیت المقدس کے احاطے میں چھوٹا دروازہ بنایا تاکہ بنی اسرائیل کے متکبر آ کے

بنی اسرائیل وقت درآمدن کہ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ

وقت جھکیں کیونکہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطۃ کہو (کا حکم تھا)

آنچناں کہ حق زلحم و استخواں — از شہاں باب صغیرے ساخت

اِس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں سے — بادشاہوں کا چھوٹا دروازہ بنایا

اہل دنیا سجدۂ ایشاں کنند — چونکہ سجدہ کبریا را دشمنند

دنیا دار اُن کو سجدہ کرتے ہیں — کیونکہ وہ اللہ (تعالیٰ) کو سجدہ کرنے کے مخالف ہیں

ساخت سرگیں دانگی محراب شاں — نام آں محراب میر و پہلواں

اُن کے لئے گوبر خانے کو محراب بنایا — اُس محراب کا نام، حاکم اور پہلوان ہے

لائق[3] ایں حضرت پاکی نہ اید — نیشکر پاکاں شما خالی نے اید

تم پاک دربار کے لائق نہیں ہو — پاک لوگ گنا ہیں، تم صرف نرکل ہو

آں سگاں را ایں خساں خاضع شوند — شیر را عارست کورا بگروند

یہ کمینے اُن کتوں کے تابعدار ہوتے ہیں — شیروں کی توہین ہے کہ وہ اُس کے گرویدہ ہوں

گر بہ باشد شحنۂ ہر موش خو — موش کہ بود تا ز شیراں ترسد او

ہر موش خصلت کا کوتوال بلی ہوتی ہے — چوہا کس قابل ہے کہ وہ شیروں سے ڈرے

آں سگاں یعنی دنیا دار بادشاہ۔ ایں خساں یعنی منکرین۔ شیر یعنی جناب باری تعالیٰ۔ گربہ۔ چوہا بلی سے ڈرتا ہے شیر جو کہ اُس سے بدرجہا افضل ہے اُس سے نہیں ڈرتا۔

---

[1] ساخت۔ موسیٰؑ نے بیت المقدس میں ایک کھڑکی بنائی تھی تاکہ متکبرین اُنمیں جھک کر داخل ہوں اور اُن کی سجدہ کی سی حالت ہو جائے دوزخ کو ایک چھوٹی کھڑکی سمجھو کہ اُنمیں داخل ہو کر یہ متکبر عباد تگذار بنجائیں گے۔

[2] بیان۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے کھڑکی بنائی تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اُن متکبروں کے لئے ظالم بادشاہوں کا وجود اور دوزخ بنائی ہے یہ ظالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور دوزخ میں خدا کو یاد کرینگے۔ ربض۔ مکانات کا ماحول بکریوں کا باڑہ۔ اُدْخُلُوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ یعنی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس کھڑکی میں سجدہ کی حالت میں داخل ہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کردے۔ شہاں۔ یہ متکبر بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ساخت۔ اُن کی محراب اور عبادتگاہ گوبر خانہ ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں بادشاہ اور پہلوان کہا جاتا ہے یہ متکبر اُن کے سامنے جھکتے ہیں۔

[3] لائق۔ اُن کے سجدے اللہ تعالیٰ کے لائق نہ تھے کیونکہ اُن کو جناب باری سے کوئی مناسبت نہیں یہ بصورت انسان ہیں لیکن انسانیت سے خالی ہیں نیکوں کی اور اُن کی مثال وہی ہے جو گنے اور نرکل کی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

خوفِ ایشاں از کلابِ حق بُود — خوفِ شاں کے ز آفتاب حق بُود

ان کو اللہ (تعالیٰ) کے کتوں سے خوف ہوتا ہے — آفتابِ حق سے انھیں ڈر کہاں ہوتا ہے

رَبِّیَ الْاَعْلٰی ست وردِ آں مہاں — رَبِّ ادنیٰ وَرخورِ ایں اَبلہاں

سرداروں کا وظیفہ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ہے — رَبِّ ادنیٰ اِن بیوقوفوں کے لائق ہے

مُوش کے ترسد ز شیرانِ مَصاف — بلکہ آں آہو لگانِ مُشک ناف

جنگ کے شیروں سے چوہا کب ڈرتا ہے؟ — بلکہ وہ آہو قدم مشک کی ناف والے (ڈرتے ہیں)

رَو بہ پیش کاسہ لیس اے دیگ لیس — تُش خداوندو ولی نعمت بگو

اے دیگ چاٹنے والے پیالہ چاٹنے والے کے پاس جا — تو اُس کو آقا، اور ولی نعمت بکہ

دیگ لیسی کاسہ لیسے را بجُو — تُو دیگ چاٹنے والا ہے کسی پیالہ چاٹنے والے کو تلاش کر

بس کُن ار شرحے بگویم دوردست — خشم گیرد میر و ہم داند کہ ہست

ختم کر اگر میں لمبی تفصیل کروں گا — حاکم غصہ کرے گا اور سمجھے گا کہ وہ بھی ہے

حاصل ایں آمد کہ بد کُن اے کریم — با لئیماں تا نہد گردن لئیم

خلاصہ یہ نکلا کہ اے شریف! برائی کر — کمینوں کے ساتھ تاکہ کمینہ اطاعت کرے

با لئیمِ نفس چوں اِحساں کُند — چوں لئیماں نفسِ بد کفراں کُند

جب تو کمینے نفس کے ساتھ احسان کریگا — تو وہ بد نفس کمینوں کی طرح کفران کرے گا

زیں سبب بُد کاہلِ محنت شاکرند — اہلِ نعمت طاغی اند و ماکرند

یہی سبب ہوا کہ محنتی شکر گزار ہیں — مالدار سرکش، اور مکار ہیں

ہست طاغی بگذر زریں قبا — ہست شاکر خستہ و صاحب عبا

سردار زریں قبا والا سرکش ہے — خستہ (حال) اور گدڑی والا شکر گذار ہے

شکر کے روید ز املاک و نعم — شکر می روید ز بلوا و سقم

نعمتوں اور ملکیتوں سے شکر کہاں اُگتا ہے — شکر بتلاء اور بیماری سے اُگتا ہے

قصّہ عشقِ صوفیٔ بر سُفرہ تہی از خورش

کھانے سے خالی دسترخوان پر ایک صوفی کے عشق کا قصہ

صوفیٔ بر مینخ روزے سُفرہ دید — چرخ می زد جامہا را می درید

ایک صوفی نے ایک دن کھونٹی پر دسترخوان دیکھا — رقص کرتا تھا اور کپڑے پھاڑتا تھا

۱ خوف۔ منکرین بھی اللہ کے کتوں سے ڈرتے ہیں اور اُنکی اطاعت کرتے ہیں۔ ربی الاعلیٰ۔ میرا خدا بلند ہے۔ مہاں۔ بالا و برتر خدا کو ماننا شریفوں کا کام ہے۔ اِن منکرین کے لائق ادنیٰ رب ہے لہٰذا یہ اُسکو ہی پوجتے ہیں۔ رب ادنیٰ۔ معمولی درجہ کا خدا۔ موش۔ شیروں سے ڈرنا چوہے کا کام نہیں بلکہ ہرن جیسے شریف اور پاکیزہ جانور کا کام ہے۔ دیگ لیسی۔ جیسی روح ویسے فرشتے لہٰذا اِن منکرین کی خدائی کے لائق یہی ظالم اور جابر ہیں۔

۲ بس کُن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اب منکرین کے معبودوں کی زیادہ بات نہ کرو ورنہ وہ ناراض ہونگے اور دل میں سمجھیں گے کہ ہم بھی کچھ ہیں جبھی تو ہمارا اس قدر ذکر کیا جارہا ہے۔ لئیم نفس۔ نفسِ لئیم۔ زیں سبب۔ جو لوگ محنت اور مشقت کی زندگی گزارتے ہیں عموماً شاکر ہوتے ہیں اور مالدار سرکش ہوتے ہیں۔ بگذر۔ بیگ (ع) سردار۔

۳ شکر۔ ابتلا اور بیماری شکر گذاری کا سبب ہے۔ قصہ۔ مولانا نے پہلے سمجھایا تھا کہ فقر اور ابتلا سے شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی تائید میں یہ قصہ نقل کرتے ہیں۔ میخ۔ کھونٹی۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ چرخ زدن۔ گھومنا۔

www.pdfbooksfree.pk

بانگ می زد نک نوائے بے نوا
چیخ رہا تھا یہ بے سامان کا سامان ہے

قحطہا و دردہا را نک[51] دوا
یہ قحطوں اور دردوں کی دوا ہے

چونکہ درد و سوز او بسیار شد
جب اُس کا درد اور سوزش بڑھی

ہر کہ صوفی بود با او یار شد
جو بھی صوفی تھا اُس کا ساتھی ہو گیا

کہ کنے وہائے ہوئے می زدند
قہقہے اور نعرے مارتے تھے

تا کہ چندیں مست و بیخود می شدند
یہانتک کہ بہت زیادہ مست و بیخود ہو جاتے تھے

بوالفضولے گفت صوفی را کہ چیست
ایک لغو انسان نے صوفی سے کہا یہ کیا ہے؟

سفرۂ آویختہ از ناں تہی ست
لٹکا ہوا دسترخوان روٹی سے خالی ہے

گفت رو رو نقش بے معنی ستی
اُس (صوفی) نے کہا جا جا تو بے روح تصویر ہے

تو بجو ہستی کہ عاشق نیستی
تو ہستی کی تلاش کر کیونکہ تو عاشق نہیں ہے

عشق نان بے ناں غذا ے عاشق ست
عشق جو روٹی نہ ہوتے ہوئے روٹی ہو عاشق کی غذا ہے

بند ہستی نیست ہر کو صادق ست
جو صادق ہے وہ وجود کا پابند نہیں ہے

عاشقاں را کار نبود با وجود
عاشقوں کو وجود سے واسطہ نہیں ہوتا ہے

عاشقاں را ہست بے سرمایہ سود
عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہوتا ہے

بال[52] نے و گرد عالم می پرند
پر نہیں ہیں اور عالم کے چاروں طرف اڑتے ہیں

دست نے و گوئے زمیداں می برند
ہاتھ نہیں ہے اور میدان سے گیند لیجاتے ہیں

آں فقیرے کو ز معنی بوئے یافت
وہ فقیر جس نے حقیقت کی خوشبو حاصل کر لی

دست بریدہ ہمی زنبیل بافت
ہاتھ کٹا ہوا ہونے پر بھی جھولی بنتا تھا

عاشقاں اندر عدم خیمہ زدند
عاشقوں نے عدم میں خیمہ لگایا ہے

چوں عدم یکرنگ و نفس واحدند
عدم کی طرح یکساں اور ایک جان ہو گئے ہیں

شیر خوارہ[53] کے شناسد ذوق لوت
دودھ پیتا بچہ کھانوں کا ذائقہ کب پہچانتا ہے

مر پری را بوئے باشد لوت پوت
پری کے لئے خوشبو اقسام کا کھانا ہوتا ہے

آدمی کے بو برد از بوئے او
آدمی اُس خوشبو کا سراغ کب پا سکتا ہے

چونکہ خوئے اوست ضد خوئے او
کیونکہ اُسکی عادت اُسکی عادت کے خلاف ہے

---

۵۱ نک۔ یعنی یہ دسترخوان چونکہ اُس صوفی کے وجد پر دوسرے صوفی بھی وجد میں آگئے۔ کنکنے۔ دونوں کانوں کے زیر کے ساتھ، قہقہہ۔ بوالفضول۔ بیہودہ۔ نقش بے معنی۔ یعنی بے جان بت۔

۵۲ تو جو ہستی۔ یعنی تو طالب وجود ہستی، یعنی عاشق طالب عدم ہوتا ہے لہٰذا ہم روٹی کے نہ ہونے کے طالب و عاشق ہیں اور بھوک صدیقین کا مطلوب ہوتا ہے۔ عشق۔ عاشق کی غذا عشق ہے۔ جو روٹی تو نہیں ہے لیکن اُس کے لئے روٹی کا کام دیتا ہے۔ عاشقان۔ عاشق ہر چیز کے فنا کا طالب ہوتا ہے اسی فنا سے اُس کو نفع پہنچتا ہے۔

۵۲ بال۔ جس طرح عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہے اسی طرح وہ بغیر پروں کے پرواز کرتے ہیں اور بغیر ہاتھ کے ہاتھ کا کام کرتے ہیں آں فقیرے۔ ٹھٹھے فقیر کا پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ ہاتھ نہ ہوتے ہوئے وہ زنبیل بنتے تھے۔ عاشقاں۔ عاشق ہر چیز کو ختم کر دیتا ہے امتیاز وجود میں ہوتا ہے عدموں میں یکسانیت ہے لہٰذا عاشقانِ خدا بھی یک رنگ ہیں۔

۵۳ شیر خوارہ۔ ہر شخص اپنے سے مناسب بات کو سمجھتا ہے ورنہ اعتراض کرتا ہے بوالفضول نے صوفی پر اسی لئے اعتراض کیا کہ وہ فنا کے ذوق سے ناواقف تھا۔ شیر خوار بچہ صرف دودھ کے مزے سے واقف ہے وہ اُس کی لذت کو سمجھ سکتا ہے کھانوں کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا پری کی غذا محض خوشبو ہے انسان کھانوں کا عادی ہے وہ محض خوشبو سے پیٹ بھر جانے کو نہیں سمجھ سکتا۔

www.pdfbooksfree.pk

یابد از بوئے آں پری بوئے کہ اش
پری اسکی خوشبو سے ایسی راحت حاصل کرتی ہے کہ اسکو

تو نیابی آں ز صد من لوتِ خوش
تو نسترن اچھی خوراک سے نہیں پاسکتا ہے

پیشِ[1] قبطی خوں بُود آں آبِ نیل
قبطی کے لئے نیل کا پانی خون ہے

آب باشد پیشِ سبطی جمیل
اچھے سبطی کے لئے پانی ہے

جادہ باشد بحر زاسرائیلیاں
دریا اسرائیلیوں کے لئے راستہ ہوتا ہے

غرقہ گہ باشد ز فرعونِ عواں
ظالم فرعون کے لئے ڈوبنے کی جگہ ہوتا ہے

باد بُد بر عادیاں گرز و تبر
ہوا، قوم عاد پر گرز اور کلہاڑا تھی

لیک بُد بر ہودؑ و بر قومش ظفر
لیکن حضرت ہودؑ اور انکی قوم کیلئے فتح تھی

گلستاں[2] باشد برابر اہیمِ نار
آگ (حضرت) ابراہیمؑ پر چمن ہوتی ہے

لیک بر نمرود باشد زہرِ مار
لیکن نمرود پر سانپ کا زہر ہوتی ہے

بر سمندر باشد آتش خانداں
سمندر پر آگ خاندان ہوتی ہے

لیک باشد برد گرمُرغاں ریاں
لیکن دوسرے پرندوں کیلئے تباہی ہوتی ہے

نزد عاشق درد و غم حلوا بُود
عاشق کے لئے درد اور غم، حلوا ہوتا ہے

لیک حلوا بر خساں بلوا بُود
لیکن کمینوں کے لئے حلوا مصیبت ہوتا ہے

مخصوص[3] بودنِ یعقوب علیہ السلام بچشیدنِ جامِ حق
حضرت یوسفؑ کے چہرے سے خدائی پیالہ پینے اور حضرت

تعالےٰ از روئے یوسفؑ و کشیدن بوئے حق تعالیٰ از بوئے
یوسفؑ کی خوشبو سے اللہ تعالےٰ کی خوشبو حاصل کرنے میں حضرت یعقوبؑ کی

یوسفؑ و حرمانِ برادراں و غیرہم ازیں ہر دو صفت
خصوصیت اور بھائیوں وغیرہ کا اِن دونوں خوبیوں سے محروم رہنا

آنچہ یعقوبؑ از رخِ یوسف چشید
(حضرت) یعقوبؑ نے جو کچھ (حضرت) یوسفؑ کے رُخ سے چکھا

وانچہ اُو از بوئے اُو اندر کشید
اور جو کچھ انھوں نے اُنکی خوشبو سے باطن میں حاصل کیا

وانچہ در وے بود اندر وے بدید
اور جو کچھ اُن (یوسفؑ) کے اندر تھا انھوں نے دیکھا

خاصِ اُو بُد اُو با خواں کے رسید
وہ اُن کی خصوصیت تھی، بھائیوں کو کب حاصل ہوا؟

ایں ز عشقش خویش در چہ می کند
یہ اُن کے عشق سے اپنے آپکو کنویں میں گرا رہے ہیں

واں یکیں از بہر او چہ می کند
وہ کینہ وری سے اُنکے لئے کنواں کھود رہے ہیں

[1] پیشِ قبطی۔ اشیاء کے احوال ہر شخص کے اعتبار سے جداگانہ ہیں جس شخص کے مناسب جو حال ہے وہ اُسی کو سمجھ سکتا ہے۔ قبطی۔ فرعونی نسل کا آدمی۔ سبطی۔ اسرائیلی۔ جادہ۔ دریائے نیل حضرت موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے لئے راستہ بنا فرعون اور اُس کا لشکر اسی میں ڈوب گیا۔ باد۔ آندھی سے قوم عاد برباد ہوئی حضرت ہودؑ اور اُنکی قوم کے لئے فتح کا سبب بنی۔

[2] گلستاں۔ آگ حضرت ابراہیمؑ کے لئے گلزار بنی۔ نمرود کے لئے باعثِ ہلاکت بنی۔ سمندر۔ ایک پرندہ جو آگ میں پرورش پاتا ہے۔ درد۔ درد و غم عاشقوں کی غذا ہے کیونکہ علماء اِس طرح کہا جاتے ہیں جس سے اُنکو بدہضمی ہو جاتی ہے۔

[3] مخصوص۔ اِس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ چیزوں کے احوال مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہیں حضرت یوسفؑ کا چہرہ حضرت یعقوبؑ کے لئے کچھ تاثیر رکھتا تھا دوسروں کے لئے اُسکی تاثیر دوسری تھی۔ آنچہ۔ جو خوبیاں حضرت یوسفؑ میں تھیں وہ حضرت یعقوبؑ کو نظر آئیں بھائی نہ دیکھ سکے۔ ایں۔ حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کئے دیتے ہے اُنکے بھائی اُنکو

www.pdfbooksfree.pk

سفرہ[1] او پیشِ این ازناں تہی ست — پیشِ یعقوبست پُر کو مشتہی ست

اُن (یوسفؑ) کا دسترخوان اِنکے لئے روٹی سے خالی ہے — (حضرت) یعقوبؑ کیلئے بھرا ہوا ہے کیونکہ وہ خواہشمند ہیں

روئے ناشستہ نہ بیند روئے حور — لاصلوٰۃ گفت الّا بالحضور

بِن دُھلا مُنہ، حُور کا مُنہ نہیں دیکھتا ہے — آنحضورؐ نے فرمایا کہ نماز بغیر حضورِ قلب، کے نہیں ہے

عشق باشد لوت لوت جانہا — جوع ازیں رو لیست قوتِ جانہا

عشق جانوں کے لئے قسم قسم کا کھانا ہے — اِسی لئے بھوک، جانوں کی غذا ہے

جوع[2] یوسفؑ بود مر یعقوبؑ را — بوئے نانش می رسید از دور جا

(حضرت) یعقوبؑ کو (حضرت) یوسفؑ کی بھوک تھی — اُن کو اُن کی روٹی کی خوشبو دُور سے آ رہی تھی

آنکہ بستد پیرہن را می شتافت — بوئے پیراہانِ یوسفؑ می نیافت

جس نے پیرہن حاصل کیا تھا وہ دوڑ رہا تھا — (حضرت) یوسفؑ کے لباس کی خوشبو محسوس نہیں کر رہا تھا

وانکہ صد فرسنگ زاں سو بود او — چونکہ بُد یعقوبؑ می بوئید بو

وہ جو اُس جانب سے سینکڑوں فرسخ تھا — چونکہ وہ حضرت یعقوبؑ تھے، وہ خوشبو سونگھ رہے تھے

اے بسا عالم زدانش بے نصیب — حافظِ علم ست آں کس نے حبیب

بہت سے عالم ہیں، جو سمجھ سے محروم ہیں — وہ عالمِ علم کا نگہبان ہے، نہ کہ محبوب

مستمع[3] از وے ہمی یابد مشام — گرچہ باشد مستمع از جنسِ عام

سُننے والا، اُس کی خوشبو حاصل کر لیتا ہے — خواہ سُننے والا عوام میں سے ہو

زانکہ پیراہن بدستش عاریہ است — چوں بدستِ آں نخاسی جاریہ است

کیونکہ اُس کے پاس لباس عارضی ہے — جیسے کہ غلام فروش کے ہاتھ میں لونڈی ہوتی ہے

جاریہ پیشِ نخاسی سر سریست — در کفِ او از برائے مشتری ست

غلام فروش کے لئے وہ لونڈی تھوڑی دیر کیلئے ہے — اُس کے قبضہ میں خریدار کے لئے ہے

قسمتِ حق ست روزی خواہ نے — ہر یکے را سوئے دیگر راہ نے

اللہ (تعالیٰ) کی تقسیم ہے، نہ کہ روزی چاہنے والے کی — کسی کے لئے دوسرے کی جانب راستہ نہیں ہے

یک خیالے نیک باغِ آں شدہ — یک خیالے زشت راہِ ایں زدہ

ایک اچھا خیال، اُس کیلئے گلزار بن گیا — ایک بُرا خیال، اِس کے لئے راہزن بن گیا

ایک عارضی چیز ہے اِسکی مثال اُس غلام فروش کی سی ہے جسکے پاس فروخت کرنے کیلئے کوئی لونڈی ہو وہ اُس سے بے بہرہ رہتا ہے خریدار اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ نخاسی۔ بردہ فروش۔ قسمتِ حق۔ یہ تمام تقسیم اللہ کی جانب سے ہے جس کا جو حصہ ہے وہ اُسکو ملتا ہے طالب کا اُسمیں کوئی دخل نہیں ہے۔ یک خیال۔ ایک شخص کے نصیب میں

[1] سفرہ اُو۔ حضرت یوسفؑ کے چہرے کا دسترخوان حضرت یعقوبؑ کے لئے انوار و برکات سے پُر تھا بھائیوں کے لئے خالی تھا۔ جو لوگ ناشستہ۔ جن لوگوں کے دل نجاست سے پُر ہیں اُن کو انوارِ نظر نہیں آتے ہیں اِسی لئے کفار کو خدا کا دیدار نہ ہوگا نماز میں کیفیات اُس شخص کو میسّر آئیں گی جو قلب کو مُصفّیٰ کر کے حضورِ قلب کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ جانہا۔ عاشقوں کی جانوں کیلئے عشق غذا ہے۔

[2] جوع۔ حضرت یعقوبؑ میں حضرت یوسفؑ کی طلب صادق تھی اِسی لئے انھیں دُور سے اُنکی خوشبو محسوس ہو گئی۔ آنکہ بستد۔ وہ شخص جو حضرت یوسفؑ کی قمیص حضرت یعقوبؑ کے پاس لیکر آیا وہ طلب صادق سے خالی تھا اِسکو اُس قمیص میں کوئی خوشبو معلوم نہ ہوئی۔ وانکہ حضرت یعقوبؑ قمیص سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر تھے اِن کو اُس کی خوشبو محسوس ہو گئی۔

[3] مستمع۔ عالمِ بے عمل ہیں اُنکی مثال حضرت یوسفؑ کی قمیص لانیوالے کی سی ہے۔ اے بسا۔ جو عالمِ بے عمل کے وعظ اور علم سے دو چار جن میں طلب صادق ہوتی ہے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ پیراہن۔ بے عمل عالم کے پاس علم

www.pdfbooksfree.pk

آں[۱] خیالے از اثر باغے شدہ
وہ خیال نتیجہ کے اعتبار سے باغ ہو گیا

ویں خیالے عالمے برہم زدہ
اِس خیال نے جہان کو تہ و بالا کر دیا

آں خدائے کز خیالے باغ ساخت
وہ خدا (تعالیٰ) جس نے ایک خیال سے باغ بنایا

وز خیالے دوزخ و جائے گداخت
اور ایک خیال سے دوزخ اور پگھلنے کی جگہ بنا دی

پس کہ داند راہِ گلشنہائے او
اُس کے باغوں کا راستہ کون جانتا ہے؟

پس کہ داند جائے گلخنہائے او
اُس کی بھٹیوں کا راستہ کون جانتا ہے؟

دیدہ بانِ دل نہ بیند در مجال
دل کا محافظ تنگ و دو میں نہیں دیکھتا ہے

کز کدامیں رُکنِ جاں آید خیال
کہ جان کے کونے گوشے سے یہ خیال آتا ہے

جز[۲] مگر آں دل کہ دارد عونِ حق
سوائے اُس دل کے جسکو اللہ (تعالیٰ) کی مدد حاصل ہو

کُون اورا نیست کردہ کُونِ حق
اللہ (تعالیٰ) کے وجود نے اسکے وجود کو فنا کر دیا ہے

گر بدیدے مطلعش راز اختیال
اگر تدبیر سے اُس کے آنے کی جگہ کو دیکھ سکتا

بند کردے راہِ ہر ناخوش خیال
تو ہر بُرے خیال کا راستہ بند کر دیتا

کے رسد جاسوس را آنجا قدم
جاسوس کا وہاں قدم کب پہنچتا ہے

کہ بُود مر صاد و در بندِ عدم
جو عدم میں محفوظ اور گھات کی جگہ ہو

دامنِ فضلش بکف کُن کور وار
اندھوں کی طرح اُسکی رحمت کے دامن کو پکڑ لے

بقبضِ اعمیٰ ایں بُود اے شہریار
اے شاہ! اندھے کا پکڑنا یہ ہوتا ہے

دامنِ اُو امر و فرمانِ ویست
حکم اور فرمان اُس کا دامن ہے

نیکبختے کہ تقیٰ جانِ ویست
وہ نیک بخت ہے جس کی جان متقی ہے

آں[۳] یکے در مرغزار و جوئے آب
ایک چمنستان اور پانی کی نہر میں ہے

واں یکے پہلوئے اُو اندر عذاب
اور ایک اُس کے پہلو میں عذاب میں ہے

اُو عجب ماندہ کہ ذوقِ اُو ز چیست
وہ تعجب میں ہے کہ اُس کا لطف کس چیز میں ہے

واں عجب ماندہ کہ ایں رَجُلس کیست
اور وہ تعجب میں ہے کہ یہ کس پھندے میں ہے

ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہاست
خبردار! تو کیوں خشک ہے یہاں چشمے ہیں

ہیں چرا زردی کہ اینجا صد دواست
خبردار تو کیوں پیلا ہے یہاں سینکڑوں دوائیں ہیں

---

[۱] آں خیالے۔ نیک خیال کے نتیجہ میں انسان کو راحت و آرام حاصل ہوتا ہے بد خیال عالم کی تباہی کا سبب بنتا ہے آں خدائے۔ یہ خیالات کی تقسیم اور عطا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ پس کہ داند۔ انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کونسے خیالات آرام دہ ہیں اور کونسے خیالات تباہ کن ہیں۔ دیدہ بان۔ انسان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اُس کے دل میں خیالات کس راہ سے آتے ہیں۔ رکن۔ گوشہ۔

[۲] جز مگر۔ انسان اپنے لئے اچھے بُرے خیالات کو خدا کی مدد سے پہچان سکتا ہے کیونکہ یہ خیالات اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں انسان کے ساختہ نہیں ہیں۔ مطلعش۔ یعنی خیالات کے آنے کی راہ۔ کے رسد۔ خیالات کے آنے کی راہ عدم میں ہے اور جاسوس مقید بوجود ہے تو عدم تک اسکی رسائی ناممکن ہے فرصاد گھات کی جگہ۔ دامن۔ ان خیالات کی راہ اگر معلوم کرنی ہے تو اللہ کے فضل کا دامن اللہ کے احکام ہیں اُنسے وابستہ ہو جا۔

[۳] آں یکے۔ اب اللہ کی تقسیم کا پھر ذکر شروع کیا ہے نیک بخت اور بد بخت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تو باغ اور نہروں سے لطف اندوز ہے اسکے پاس ہی ایک شخص گرمی اور پیاس کی تکلیف برداشت کر رہا ہے اُو عجب۔ تکلیف اُٹھانیوالا راحت اُٹھانے والے پر متعجب ہے اور راحت اُٹھانے والا تکلیف اُٹھانے والے پر ہنستا ہے۔ راحت پانے والا، تکلیف اُٹھانے والے سے کہتا ہے کہ تو بھی اِدھر آجا کیوں تکلیف اُٹھاتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اُدھر نہیں آسکتا ہوں یہی مومن اور کافر کا حال ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہمنشینا ہیں[1] بیا اندر چمن — گو مرا اے جاں من نیارم آمدن
اے ساتھی! خبردار چمن میں آجا — وہ کہتا اے دوست! میں نہیں آسکتا

ہیں بیا جاناں کہ پایت بستنیست — گویدش نے نے نتانم تو بالیست
خبردار اے دوست! آجا کیونکہ تیرے پاؤں بندھے — وہ اس سے کہتا ہے نہیں نہیں مجھ میں سکت نہیں تو

یک مثل آمد دریں معنیٰ بگفت — بُو کہ یابی زیں بیاں سرِ نہفت
اس سلسلہ میں ایک کہاوت کہی گئی ہے — شاید کہ تو اس بیان سے چھپے ہوئے راز کو محسوس کرلے

اندریں معنیٰ بگویم قصّہ — گوش بگشا تا بری زاں حصّہ
اس سلسلہ میں میں ایک قصہ سناتا ہوں — کان کھول لے تاکہ تو اس میں سے حصہ پالے

حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات و نماز باحق

ایک حاکم کے اس غلام کا قصہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی نماز اور سرگوشی سے بہت محبت رکھتا تھا

در زمانے بود امیرے از کرام — بود سنقر[2] نام او را یک غلام
ایک زمانہ میں بڑے لوگوں میں سے ایک حاکم تھا — اس کا ایک غلام سنقر نام کا تھا

میر مشد محتاجِ گرما بہ سحر — بانگ زد سنقر ہلا بردار سر
صبح کو حاکم کو حمام کی ضرورت ہوئی — اس نے پکارا، سنقر! خبردار اٹھ جا

طاس و ایزار و گِل از الثون بگیر — تا بگرما بہ رویم از ناگزیر
طشلا اور تہ بند اور (ملتانی) مٹی الثون سے لیلے — تاکہ ضرورت کی وجہ سے ہم حمام میں جائیں

سنقر آں دم طاس و ایزارِ نکو — برگرفت و رفت با او دو[3] بدو
سنقر نے فوراً طشلا اور اچھا تہ بند — لے لیا، اور اس کے ساتھ ساتھ چلا

مسجدے بر رہ بدو بانگ صلا — آمد اندر گوشِ سنقر بر ملا
راستے میں مسجد تھی اور بلاوے کی آواز — صاف طور پر سنقر کے کان میں آئی

بود سنقر سخت مولع در نماز — گفت اے میرِ من اے بندہ نواز
سنقر نماز کا بہت فریفتہ تھا — بولا اے میرے آقا! اے بندہ پرور

تا گزارم فرض و خوانم لم یکن — تو بریں دکّاں زمانے صبر کن
تاکہ میں نماز ادا کروں اور لم یکن پڑھ لوں — آپ اس دکان پر تھوڑی دیر ٹھہریں

رفت سنقر میر در دکّاں نشست — منتظر از بادۂ پندار مست
سنقر چلا گیا، آقا دکان پر بیٹھ گیا — منتظر ہو کر، غرور کی شراب سے مست

---

[1] ہیں بیا۔ تیرے پاؤں میں بیڑی نہیں ہے چلا آ یہ اس سے کہتا ہے کہ تو بھی اُدھر نہ جا ٹھہر جا، غرضیکہ دونوں اپنی اپنی جگہ قائم ہیں نہ یہ اس کا کہنا مانتا ہے نہ وہ اس کا، ہر ایک تقسیم خداوندی کے مطابق اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہا ہے۔ قصہ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آقا مسجد میں نہیں پہنچ.... رہا تھا اور غلام باہر نہیں نکل .... رہا تھا یہی حال مومن اور کافر کا ہے۔

[2] سنقر۔ اس امیر کے غلام کا نام سنقر تھا۔ محتاج۔ یعنی اس کو نہانے کی حاجت ہوگئی۔ بردار سر یعنی بستر سے اٹھ جا۔ طاس۔ طشلا۔ ایزار۔ ازار، تہ بند۔ گل۔ یعنی ملتانی مٹی جس کو ملکر نہایا جاتا تھا۔ الثون۔ زرِ سرخ، اس امیر کی لونڈی کا نام تھا۔

[3] دو بدو۔ دواں دواں۔ بانگِ صلا۔ دعوت کی آواز یعنی اذان۔ مولع۔ فریفتہ۔ لم یکن۔ یعنی سورۃ البینۃ۔ بادۂ پندار۔ یعنی وہ اپنے غرور میں مست تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

میر از بہرِ دلِ آں زندۂ[1] جاں — کرد یک ساعت توقف بر دکاں

آقا نے اُس زندہ روح کی خاطر سے — تھوڑی دیر دکان پر توقف کیا

چوں امام و قوم بیروں آمدند — از نماز و وردہا فارغ شدند

جب امام، اور لوگ باہر آئے — نماز اور وظیفوں سے فارغ ہو گئے

سُنقُر آں جا ماند تا نزدیکِ چاشت — میر سنقر را زمانے چشم داشت

سنقر چاشت کے وقت تک وہاں رہا — آقا ایک وقت تک سنقر کا منتظر رہا

گفت اے سنقر چرا نائی بروں — گفت می نگزاردم اے ذوفنوں

بولا اے سنقر! تو باہر کیوں نہیں آتا ہے؟ — اُس نے کہا اے ہنر مند! وہ مجھے نہیں چھوڑتا

صبر کُن نِک آمدم اے روشنی — نیستم غافل کہ در گوشِ منی[2]

صبر کر اے روشنی! میں ابھی آیا — میں غافل نہیں ہوں تو میرے کان میں ہے

ہفت نوبت صبر کرد و بانگ کرد — تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد

اُس نے سات بار صبر کیا، اور آواز دی — حتّٰی کہ آقا اُس کی ٹال مٹول سے عاجز آ گیا

پاسخش[3] ایں بود می نگزاردم — تا بروں آیم ہنوز اے محترم

اُس کا یہی جواب تھا مجھے نہیں چھوڑتا ہے — اے محترم! تاکہ میں ابھی باہر نکلوں

گفت آخر مسجد اندر کس نماند — کیست وامیدار دآنجا کت نشاند

بالآخر اُس نے کہا مسجد میں کوئی نہیں رہا — کون روکتا ہے وہاں تجھے کس نے بٹھا دیا ہے؟

گفت آنکہ بستہ استت از بروں — بستہ است اُو ہم مرا از اندروں

اُس نے کہا وہی جس نے تجھے باہر باندھ دیا ہے — اُسی نے مجھے اندر باندھا ہے

آنکہ نگذارد تُرا کائی دروں — می نہ بگذارد مرا کایم بروں

جو تجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ تو اندر آئے — وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ میں باہر نکلوں

آنکہ نگذارد کزیں سُو پا نہی — اُو بدیں سُو بست پائے ایں رہی

وہ جو تجھے یہیں چھوڑتا کہ تو اِس طرف قدم دھرے — اُسی نے اِس جانب اِس غلام کو پابستہ کر دیا ہے

ماہیاں[4] را بحر نگذارد بروں — خاکیاں را بحر نگذارد دروں

سمندر مچھلیوں کو باہر نکلنے نہیں دیتا — سمندر خشکی کے جانوروں کو اندر نہیں آنے دیتا ہے

اصلِ ماہی ز آب و حیواں از گِل ست — حیلہ و تدبیر اینجا باطل ست

مچھلی کی اصل پانی سے ہے اور حیوان کی مٹی سے ہے — اِس جگہ کوئی حیلہ اور تدبیر بیکار ہے

---

[1] زندۂ جاں۔ یعنی سنقر۔

[2] در گوشِ منی۔ یعنی میں تیری آواز سن رہا ہوں۔ تیبا۔ ٹال مٹول، انتظار۔

[3] پاسخش۔ یعنی سنقر ہر مرتبہ حاکم سے یہ کہتا تھا کہ وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ گفت۔ حاکم نے کہا مسجد میں تو کوئی شخص نہیں رہا اب باہر آ گئے تجھے کون روک رہا ہے۔ گفت آنکہ۔ سنقر نے جواب دیا جو ذات تجھے اندر آنے سے روک رہی ہے وہی مجھے باہر نکلنے سے روک رہی ہے۔ رہی۔ غلام۔

[4] ماہیاں۔ ایک ہی سمندر ہے جو مچھلیوں کو باہر نکلنے سے روکتا ہے اور خشکی کے جانوروں کو اندر آنے سے روکتا ہے۔ اصل۔ ہر چیز اپنی جنس کو کھینچتی ہے غیر جنس کو دفع کرتی ہے دریا اور مچھلی ایک جنس ہے لہٰذا دریا مچھلی کو کھینچتا ہے خشکی کے جانوروں کی اصل مٹی ہے پانی مٹی کو غیر جنس ہونے کی وجہ سے دفع کرتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

قفل[1] زفت ست و گشاینده خدا — دست در تسلیم زن و اندر رضا

قفل بھاری ہے اور کھولنے والا اللہ (تعالیٰ) ہے — تسلیم اور رضا پر دستگاہ حاصل کرو

ذرہ ذرہ گر شود مفتاحہا — ایں کشایش نیست از جز کبریا

ایک ایک ذرہ اگر کنجیاں بن جائیں — یہ کشادگی بجز خدا کے (ممکن) نہیں ہے

چوں فراموشت شود تدبیر خویش — بخت یابی اے جواں از پیر خویش

جبکہ تجھ سے تیری تدبیر فراموش ہو جائے — اے جوان! تو اپنے پیر سے نصیب حاصل کریگا

چوں فراموشِ خودی یادت کنند — بندہ گشتی وانگہ آزادت کنند

جب تو خودی کو فراموش کر دیگا وہ تجھے یاد کرینگے — تو غلام بن جائیگا، تو وہ تجھے آزاد کریں گے

گر تو خواہی حُرّی و دلِ زندگی — بندگی کُن بندگی کُن بندگی

اگر تو آزادی اور دل کی زندگی چاہتا ہے — غلامی کر، غلامی کر، غلامی

از خودی[2] بگذر کہ تا یابی خدا — فانیِ حق شو کہ تا یابی بقا

خودی سے گذر جا تاکہ تو خدا کو پالے — حق میں فنا ہو جا، تاکہ تو بقا حاصل کرے

گر ترا باید وصالِ راستیں — محو شو واللہُ اعلَمُ بالیقیں

اگر تجھے سچوں کا وصال درکار ہے — تو مٹ جا اور اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ جانتا ہے

نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران قولہ تعالیٰ "حتیٰ اذا استیأس الرسل"

انبیاء علیہم السلام کا منکروں کے قبول اور پذیرائی سے ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کا قول ہے "یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے"

انبیا گفتند در خاطر کہ چند — میدہیم این را و آنرا وعظ و پند

انبیاء نے دل میں کہا کہ کتنا — ہم اِس اور اُس کو وعظ اور نصیحت کریں؟

چند[3] کوبیم آہنِ سرد ے زغے — در دمیدن در قفس ہیں تا بکے

گراہی سے ٹھنڈے ہوئے لوہے کو ہم کب تک کوٹیں؟ — ہاں پنجرے میں پھونک بھرنا کب تک؟

دُمِ خر پیمودن آخر تا بچند — چوں نیفزاید جوے جز ریشخند

گدھے کی دُم ناپنا آخر کب تک — جبکہ سوائے مذاق کے اُس میں ایک جَو کا فائدہ نہیں ہے

جنبش خلق از قضا و وعدہ است — تیزیِ دنداں ز سوزِ معدہ است

مخلوق کی حرکت قضا اور وعدۂ (الٰہی) سے ہے — دانتوں کی تیزی معدہ کی سوزش سے ہے

کو نصیحت کرنا تو ایسا ہی بیکار ہے جیسا کہ ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا یا سوراخ دار پنجرے میں پھونک بھرنا۔ دم۔ اُن لوگوں کو نصیحت کرنا بیکار اور مذاق اُڑوانے کا سبب ہے۔ جنبش۔ پھر سوچا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہے جبتک اُدھر سے کشش نہو اُنکی ہدایت ناممکن ہے بھوگ لکھی ہو تو دانت چلتے ہیں۔

[1] قفل۔ جنسی نفاست کا قفل بہت سخت ہوتا ہے، یہ صرف اللہ کے فضل سے کھلتا ہے لہٰذا تم راضی برضاء خداوندی ہو جاؤ تب یہ قفل کھلے گا ورنہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ممکن کی واجب کی طرف کشش ہو سکے۔ چوں۔ انسان جب اپنی تدابیر سے یہ قفل نہ کھول سکے تو شیخ کی طرف رجوع کرے مُرید کو جب خود فراموشی حاصل ہو جاتی ہے تب شیخ اُس کو یاد کرتا ہے جب مُرید شیخ کا غلام بن جاتا ہے تو شیخ اُس کو علائقِ دنیوی سے آزادی عطا کر دیتا ہے گر تو خواہی۔ اگر تمہیں آزادی کی تمنا ہے اور دل کی زندگی چاہتے ہو تو عبادت اور اطاعت اختیار کرو۔

[2] از خودی۔ خودی کو چھوڑ کر فنا فی اللہ حاصل کرنے پر بقاءِ دوام حاصل ہوتا ہے۔ گر ترا۔ مُحِبّ یقین سے وصال اُس وقت حاصل ہوگا جب انسان اپنے آپ کو فنا کر ڈالے گا۔ نومید شدن۔ اب مولانا نے انبیاء اور منکرین کا تذکرہ پھر شروع کیا ہے۔ انبیاء۔ منکرین کے انکار سے انبیاء اُنکی اصلاح سے مایوس ہو جاتے تھے۔

[3] چند۔ انبیاء نے مایوس ہو کر یہ سوچا کہ اِن منکروں

www.pdfbooksfree.pk

نفسِ[1] اوّل راند بر نفسِ دوم — ماہی از سر گندہ باشد نے ز دُم
پہلے نفس نے دوسرے نفس پر حکم چلایا — مچھلی سر کی جانب سے سڑتی ہے نہ کہ دم کی جانب سے

لیک ہم میداں و خر میراں حج تیر — چونکہ بلّغ گفت حق شد ناگزیر
لیکن سمجھ بھی لے اور تیر کی طرح گدھے کو ہانکارہ — چونکہ اللہ (تعالیٰ) نے تبلیغ کر فرمایا (لہٰذا) ضروری ہے

تو نمیدانی کزیں دو کیستی — جہد کن چندانکہ بینی چیستی
تو نہیں جانتا کہ ان دو میں تو کون ہے؟ — کوشش کر جتنی کہ تو جان لے کہ تو کیا ہے

چوں نہی بر پشتِ کشتی بار را — بر توکل می کنی آں کار را
جب تو کشتی پر مال لادھتا ہے — اُس کام کو تو توکل (کی بناء) پر کرتا ہے

تو نمیدانی[2] کزیں ہر دو کئی — غرقہ اندر سفر یا ناجئی
تو نہیں جانتا کہ تو ان دو میں کونسا ہے — سفر میں ڈوبنے والا ہے، یا بچنے والا ہے

گر بگوئی تا ندانم من کیم — در نخواہم تاخت بر کشتی و یم
اگر تو کہے کہ جبتک میں جان لوں کہ میں کون ہوں — میں کشتی اور سمندر پر نہ جاؤں گا

من دریں رہ ناجیم یا غرقہ ام — کشف گرداں کز کدامیں فرقہ ام
میں اس راستے میں بچنے والا ہوں یا ڈوبنے والا — واضح کر دے، میں کس فرقے میں سے ہوں

من نخواہم رفت ایں رہ با گماں — بر امیدِ خشک ہمچوں دیگراں
میں اس راستہ پر گمان کے ساتھ نہ جاؤنگا — دوسروں کی طرح خالی اُمید پر

ہیچ[3] بازرگانیئے ناید ز تو — زانکہ در غیب ست سِرّ ایں دو رُو
تجھ سے کوئی تجارت نہ ہو سکے گی — کیونکہ ان دونوں رُخوں کا راز غیب میں ہے

تاجرِ ترسندہ طبعِ شیشہ جاں — در طلب نے سود دارد نے زیاں
ڈرنے والا، نازک دل، تاجر — طلب میں نہ نفع کماتا ہے نہ نقصان

بل زیاں دارد کہ محروم ست و خوار — نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار
بلکہ نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ وہ محروم اور ذلیل ہے — نور وہ حاصل کرتا ہے جو شعلے کو نگلنے والا ہو

چونکہ بر بوک ست جملہ کارہا — کارِ دیں اولیٰ کزیں یابی رہا
چونکہ تمام کاروبار اُمید پر ہے — (تو) دین کا کام زیادہ حق ہے کہ تو اس سے رہائی پا جائے

نیست دستوری درین جا قرعِ باب — جز اُمید اللہ اعلم بالصواب
اس جگہ دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت نہیں ہے — سوائے اُمید کے، خدا بہتر جانتا ہے

[1] نفسِ اول۔ انہیں اللہ کی ذات گمراں ہے جو کچھ ہے عالمِ بالا کی طرف سے ہے۔ لیک لیکن قضاء و قدر کے پیشِ نظر عمل کو بھی ترک نہیں کیا جا سکتی ہے ہمیں تو پیغام پہنچانے کا حکم ہے خواہ وہ مفید ہو یا نہ ہو۔ بینی چیستی۔ یعنی یہ تو مرنے کے بعد پتہ چلیگا کہ انسان جہنمی ہے یا جنتی لیکن زندگی میں اس کو عمل کرتے رہنا چاہیئے۔ چوں نہی۔ دنیا کے تمام کاروبار توقع اور اُمید پر مبنی ہیں تاجر دریائی سفر کرتا ہے تو نفعِ موہوم کی امید پر کرتا ہے

[2] تو نمیدانی۔ تاجر سمندری سفر کرتا ہے تو اُسکو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ڈوبیگا یا پار ہو جائیگا۔ در نخواہم۔ اگر کوئی تاجر یہ کہے کہ جب تک مجھے بچنے کا یقین نہ ہو جائے تو میں تجارت کے لئے سمندری سفر نہ کروں گا۔ امید خشک۔ یعنی موہوم اُمید۔

[3] ہیچ۔ اس طرح کا تاجر کبھی تجارت نہیں کر سکتا۔ دو رو۔ یعنی ڈوبنا اور پار ہونا۔ تاجرِ ترسندہ۔ اس طرح کا ڈرنے والا تاجر نہ نفع کما سکتا ہے نہ نقصان۔ بل۔ پہلے مصرع میں نقصان اٹھانے کا انکار کیا تھا اب فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا تاجر نقصان میں ہے نفع سے محروم رہنا اور ذلیل ہونا نقصان ہے۔ چونکہ جبکہ دنیا کے سارے کاروبار موہوم نفع کی بنیاد پر چلتے ہیں تو دین کا کام زیادہ حق ہے کہ اس کو بھی موہوم نفع کی بنیاد پر کیا جائے۔

www.pdfbooksfree.pk

بیان آنکہ ایمانِ مُقلّد خوف ست و رجا

اس کا بیان کہ مقلد کا ایمان امید و بیم میں ہے

دا۱ عی ہر پیشہ امید ست و بوک
ہر پیشے کی محرک امید اور تمنا ہے

گرچہ گردن شاں کوشش شد چو دوک
اگرچہ اُن کی گردن کوشش میں تکلے کی طرح ہوگئی

بامداداں چوں سوئے دُکّاں رود
صبح کو وہ جب دُکان کی جانب جاتا ہے

بر امید و بوکِ روزی میرود
کمائی کی اُمید اور تمنا پر جاتا ہے

بوکِ روزی نبودت چوں میروی
تجھے روزی کی اُمید نہ ہو تو کیوں جائے؟

خوفِ حرماں ہست تو چونی قوی
محرومی کا ڈر ہے تو تو قوی کیوں ہے؟

خوفِ حرمانِ ازل در کسبِ قوت
۲ روٹی کمانے میں ازلی محرومی کے ڈر نے

چوں نکردت سُست اندر جستجوت
تجھے تیری جستجو میں سُست کیوں نہ کیا؟

گوئی آرے خوفِ حرماں ہست پیش
تو کہتا ہے کہ ہاں محرومی کا ڈر پیشِ نظر ہے

ہست اندر کاہلی ایں خوف بیش
(لیکن) سُستی میں یہ ڈر زیادہ ہے

ہست در کوشش امیدم بیشتر
کوشش میں مجھے زیادہ اُمید ہے

دارم اندر کاہلی افزوں خطر
سُستی میں مجھے زیادہ خطرہ ہے

پس چرا در کارِ دیں اے بدگماں
اے بدگمان! پھر دین کے کام میں کیوں

دامنت می گیرد ایں خوفِ زیاں
یہ نقصان کا خوف تیرا دامن پکڑ لیتا ہے؟

یا ندیدی کاہلِ ایں بازارہا
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اِس بازار والے

در چہ سُود ند انبیا و اولیا
انبیاء اور اولیاء کس قدر نفع میں ہیں

زیں۳ دُکاں رفتن چہ کاں شاں رُو نمود
اِس دُکان سے جانے نے انکو کیسی کان دکھائی

اندریں بازار چوں پستند سُود
اِس بازار میں اُنھوں نے کیسا نفع کمایا!

آتش آنرا رام چوں خلخال شُد
اُن کے لئے آگ پازیب کی طرح فرمانبردار بنی

بحر ایں را رام چوں حمّال شُد
سمندر بوجھ اُٹھانیوالے کی طرح انکا فرمانبردار

از دمِ آں مُردہ زندہ شُدہ
اُن کے پھونک مارنے سے مُردہ زندہ ہوا

ابر آنرا سائبانے آمدہ
ابر اُن کے لئے سائبان بنا

تو انکو روپیہ ہی نہیں بلکہ سونے چاندی کی کانیں ملی ہیں۔ آتش۔ اس دنیا کی دُکان سے حضرت ابراہیمؑ نے وہ نفع کمایا کہ آگ گلزار اور زیور بن گئی۔ بحر۔ حضرت موسیٰؑ کی دریائے نیل نے حمالی کی۔ از دم۔ حضرت عیسیٰؑ کے پھونک مارنے سے مُردے زندہ ہوئے۔ ابر۔ آنحضورؐ پر ابر نے سایہ کیا۔

---

۱ دا عی۔ انسان جو پیشہ کرتا ہے وہ محض اُمید پر کرتا ہے اور اُسمیں اتنی مصیبتیں جھیلتا ہے کہ اُس کی گردن تکلے کی طرح ہوجاتی ہے۔

۲ بامداداں۔ صبح سویرے نفع کی اُمید پر دکان کھولتا ہے۔ بوک۔ اگر نفع کی اُمید نہ ہو تو کبھی دکان نہ کھولے۔ خوفِ حرماں۔ یہاں ابھی محرومی اور نقصان کا لامحالہ خوف ہے لیکن انسان کی مُستعدی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے تو دین کے معاملہ میں محرومی کے خوف سے سُستی کیوں برتی جائے۔ قوت۔ کھانا۔ روزی۔

۳ زیں دُکاں۔ دنیاوی معاملات میں تو خود کہتا ہے کہ کام کرنے میں جو محرومی کا خوف ہو سُستی برتنے اور کام نہ کرنے میں اُس سے زیادہ محرومی کا خوف ہے۔ ہست۔ دنیاوی معاملات میں انسان کہتا ہے کہ کوشش میں بہرحال اُمید ہے اور سُستی میں تو بہت خطرات ہیں۔ پس۔ جب دنیاوی معاملات میں یہ تقریر ہے تو دین کے معاملات میں یہ تقریر کیوں نہیں کیجاتی ہے یا مُدیری۔ دین کے معاملات میں کوشش کرکے کامیاب ہونے والوں کی مثالیں دنیا میں بہت ہیں۔

۴ زیں دُکاں۔ دنیا کی دُکان سے انبیاء اور اولیاء نے وہ نفع کمایا ہے کہ جب وہ اُس دُکان سے لوٹے ہیں

www.pdfbooksfree.pk

آہن[1] آنرا رام ہمچوں موم شُد — باد آنرا بندۂ و محکوم شُد

لوہا اُن کے لئے موم کی طرح فرمانبردار تھا — ہوا اُن کی غلام اور محکوم ہوئی

شُد بُراں در دفعِ دشمن چوب مار — عنکبوتے شُد مر ایں را پردہ دار

لکڑی اُن کیلئے شاخ بنی — دشمن کو دفع کرنے کیلئے لکڑی — مکڑی اُن کے لئے پردہ کرنیوالی بنی

بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمود اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَوْلِیَاءِ اَخْفِیَاء

اِس کا بیان کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے کچھ پوشیدہ ولی ہیں

قومِ دیگر سخت پنہاں میروند — شُہرۂ خلقانِ ظاہر کے شوند

کچھ دوسرے لوگ ہیں جو بہت پوشیدہ چلتے ہیں — (وہ) ظاہری مخلوق میں کب مشہور ہوتے ہیں؟

اینہمہ دارند و چشمِ ہیچ کس — بر نیفتد بر کیاشاں یک نفس

یہ سب کچھ رکھتے ہیں اور کسی کی نگاہ — اُن کی بزرگی پر ایک دم کے لئے نہیں پڑتی

ہم کرامت شاں ہم ایشاں در حرم[2] — نامِ شاں را نشنوند ابدال ہم

اُنکی کرامت بھی (اور) وہ خود بھی حریم میں ہیں — ابدال بھی اُن کا نام نہیں سنتے ہیں

یا نمیدانی کرمہائے خدا — کُو ترا میخواند ایں سُو کہ بیا

کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کرم ہیں — جو تجھے پکارتے ہیں کہ اِس طرف آجا

شش جہت عالم ہمہ اکرامِ اوست — ہر طرف کہ بنگری اعلامِ اوست

عالم کی شش جہت میں اُس کے اکرام ہیں — تو جس طرف دیکھے اُس کی نشانیاں ہیں

چوں کریمے گویدت آتش درآ — اندر آ زود و مکو سوزد مرا

جب کریم تجھے کہے کہ آگ میں آجا — جلد اندر آجا، اور نہ کہہ کہ وہ مجھے جلا دیگی

کو ز آتش نرگس و نسرین کُند — وز میانش غنچہا سر برزند

کیونکہ وہ آگ سے نرگس اور نسرین بنا دیتا ہے — اُس کے اندر سے غنچے کھلتے ہیں

در حقیقت آتش از ہیبت چو ماست — گاذر دستار خوانِ انبیاست

در حقیقت آگ خوف سے پانی کی طرح ہے — (وہ) انبیاء کے دستر خوان کا دھوبی ہے

حکایتِ[3] مندیل در تنور انداختنِ انس رضؓ بن مالک و ناسوختن او

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کا رومال کو تنور میں ڈالنے اور اُس کے نہ جلنے کا قصہ

---

[1] آہن۔ حضرت داؤدؑ کے لئے لوہا موم بنا۔ باد۔ حضرت سلیمانؑ کا تخت۔ اکاندھوں پر لے پھرتی تھی۔ چوب۔ حضرت موسیٰؑ کی لکڑی اژدہا بنی۔ عنکبوت۔ آنحضورؐ کیلئے غارِ ثور میں مکڑی نے جالا تنا جس کی وجہ سے آنحضورؐ کو دشمن نہ پکڑ سکے۔ بیان۔ انبیاء نے جو نفعے کمائے اُن کو ذکر کرنے کے بعد اولیاء کے نفعوں کا ذکر شروع کیا ہے۔ قومِ دیگر۔ اولیاء کی ایک جماعت وہ ہے جس کو ابدال تک نہیں پہچان سکتے تو عوام اُن کو کیا سمجھتے۔ اینہمہ دارند۔ جو انبیاء کے نفعے ہیں وہ اُنکو حاصل ہیں۔

[2] در حرم۔ یعنی وہ اولیاء اور اُنکی کرامتیں اللہ کے حریم میں پوشیدہ ہیں۔ یا نمیدانی۔ دین کے بارے میں تیری سستی اس لئے ہے کہ تجھے یہ خبر نہیں کہ حضرت حق کی رحمتیں تجھے اپنی طرف بلاتی ہیں۔ شش۔ یعنی تیرے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔ اعلام۔ علم کی جمع، نشانی۔ چوں کریمے۔ شعر کہ۔ وہ کریم آگ کو گلزار بنا دیگا اور اُسمیں پھول کھلیں گے۔ تا۔ پانی۔ گاذر۔ دھوبی۔

[3] حکایت۔ اِس واقعہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انبیاء اولیاء کے حکم سے آگ، پانی کا کام کر دیتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

از انسؓ فرزندِ مالک آمدہ است — کہ بمہمانیِ اُو شخصے شدہ است

انسؓ، مالک کے بیٹے کی بات منقول ہے — کہ ایک شخص اُن کا مہمان ہوا

اُو حکایت کرد کز بعدِ طعام — دید انسؓ دستارِ خواں را زردفام[1]

اُس نے بیان کیا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد — (حضرت) انسؓ نے دسترخوان کو پیلا دیکھا

چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ — اندر افگن در تنورش یک دمہ

میلا اور سنا ہوا، فرمایا اے لونڈی! — ایک دم اُس کو تنور میں ڈال دے

در تنورِ پُر ز آتش در فگند — آں زماں دستارِ خواں را ہوشمند

آگ بھرے، تنور میں ڈال دیا — فوراً دسترخوان کو (اُس) ہوشمند نے

جملہ مہماناں دراں حیراں شدند — انتظارِ دُود و کندوری بدند

سب مہمان اِس (معاملے) میں حیران ہوگئے — دسترخوان کے دھوئیں کے منتظر تھے

بعد یک ساعت برآورد از تنور — پاک و اسپید و ازاں دساخ دور

تھوڑی دیر کے بعد اُس نے تنور سے نکالا — پاک اور سفید اور اُس میل کچیل سے دُور

قوم گفتند اے صحابیِ عزیز — چوں نسوزید و مُنقّی گشت نیز

لوگوں نے کہا، اے معزز صحابی! — وہ کیوں نہ جلا اور صاف بھی ہوگیا

گفت زانکہ مصطفےٰ دست و دہاں — بس بمالید اندریں دستارخواں

اُنھوں نے کہا اِسلئے کہ مصطفےٰ نے ہاتھ اور مُنہ — اِس دسترخوان سے بہت پونچھا ہے

اے[2] دلِ ترسندہ از نار و عذاب — با چناں دست و لبے کُن اقتراب

اے آگ، اور عذاب سے ڈرنے والے دل! — ایسے ہاتھ، اور ہونٹ سے نزدیک ہوجا

چوں جمادے را چنیں تشریف داد — جانِ عاشق را چہا خواہد کشاد

جب بے جان کو اُس نے اتنی شرافت دیدی — عاشق کی جان کو کس قدر کشادگی دیگا؟

مرکلوخِ کعبہ را چوں قبلہ کرد — خاکِ مرداں باش اے جاں زینہار

کعبہ کے ڈھیلے کو جب اُس نے قبلہ بنادیا — اے جان! معرکہ میں مردانِ (حق) کی خاک بنجا

بعد ازاں گفتند با آں خادمہ — تو نگوئی حالِ خود با ایں ہمہ

اُس کے بعد اُنھوں نے اس خادمہ سے کہا — یہ سب کچھ ہوتے ہوئے تو اپنا حال نہیں بتاتی

چوں[3] فگندی زود آں از گفتِ کے — گیرم اُو بُردست در اسرارِ پے

اُن کے کہنے سے تونے جلدی سے کیوں ڈالدیا؟ — میں نے مانا کہ اُن کو رازوں کا پتہ لگ گیا تھا

---

[1] زردفام یعنی میلان کی طرف پیلی وغیرہ اپس رنگی ہوئی تھی۔ یک دمہ فوراً۔ در تنور۔ خادمہ نے اُس کو فوراً تنور میں ڈال دیا۔ کندوری۔ رنجوری کے وزن پر، دسترخوان اور ساخ۔ وسخ کی جمع، میل۔ حنظی۔ صاف۔ گفت۔ حضرت انسؓ نے فرمایا چونکہ اِس سے بہت سی مرتبہ آنحضورؐ نے ہاتھ مُنہ پونچھا ہے، اِس لئے اِس کو آگ نہیں جلاسکتی ہے۔

[2] اے آتے۔ جو آگ کے عذاب سے ڈرتا ہے اُسکو چاہیئے کہ وہ اولیاء اور علماء کی دست بوسی کرلے تاکہ آگ اُس کو نہ ستائے چونکہ جمادے۔ جب بے جان دسترخوان اِسقدر فیض حاصل کرسکتا ہے تو اندازہ لگاؤ کہ عاشق کی جان کو کیا فیض حاصل نہ ہوگا۔ مرکلوخ۔ کعبہ کو باوجود اینٹ پتھر ہونیکے اِس قدر عزت عطا کی گئی ہے تو انسان کو اِس سے زیادہ شرافت حاصل ہو سکتی ہے۔ بعد ازاں۔ اب پھر اصل قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔

[3] چوں۔ یعنی حضرت انسؓ تو اِس راز سے واقف تھے لیکن تو واقف نہ تھی تو نے اُنکے کہنے پر بلا تامل دسترخوان کیوں آگ میں ڈالدیا۔ گفت۔ لونڈی نے جواب دیا کہ مجھے بزرگوں پر پورا بھروسہ ہے وہ کوئی غلط بات نہیں کہہ سکتے۔

www.pdfbooksfree.pk

اینچنیں دستار خوانِ قیمتی
ایسا قیمتی دستر خوان

چوں فگندی اندر آتش اے ستی
اے بی بی! تو نے آگ میں کیسے ڈالدیا؟

گفت دارم بر کریماں اعتمید
اُس نے کہا مجھے بزرگوں پر اعتماد ہے

از عباد اللہ دارم بس اُمید
میں اللہ کے (نیک) بندوں سے بہت اُمید رکھتی

میزرے[1] چہ بُود اگر او گویدم
تہ بند کیا ہوتا ہے، اگر وہ مجھے کہیں

در رَو اندر عینِ آتش بے نَدم
بلا جھجک آگ میں چلی جا

اندر افتم از کمالِ اعتقید
پکے اعتقاد کی وجہ سے اندر گھس جاؤں

نیستم زاکرامِ ایشاں ناامید
میں اُن کے کرم سے ناامید نہیں ہوں

سَر در اندازم نہ ایں دستار خواں
میں اپنا سر ڈال دوں نہ (صرف) یہ دستر خوان

زاعتمادِ بر کریمِ رازداں
رازداں، کریم کے بھروسے پر

اے برادر خود بریں اکسیر زن
اے بھائی! اپنے آپ کو اِس اکسیر سے رنگ دے

کم نباید صدقِ مرد از صدقِ زن
مرد کا (اعتقاد) کی سچائی عورت کی سچائی سے کم نہیں ہونا چاہیئے

آں دلِ مردے کہ از زن کم بُود
مرد کا وہ دل جو عورت کے دل سے کم ہو

آں دلے باشد کہ کم از اشکم بُود
وہ ایسا دل ہے جو پیٹ سے کم ہے

قصۂ[2] فریاد رسیدنِ رسول علیہ السلام کاروانِ[3] عرب را کہ از تشنگی قریب بہ مرگ بودند

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے قافلہ کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پیاس سے قریب بہ مرگ تھے

تشنگی و بے آبی درماندہ بودند و دل بمرگ نہادہ و شتران
اور پانی نہ ہونے سے عاجز ہو گیا تھا اور مرنے کے قریب تھا اور اونٹ

و خلق زبان را از تشنگی بیروں انداختہ
اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے

اندر آں وادی گروہے از عرب
اُس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی

خشک شُد از قحطِ باراں شاں قرب
مشکیں بارش کے قحط کی وجہ سے خشک ہو گئی تھیں

درمیانِ آں بیاباں ماندہ
اُس جنگل میں رہ گیا تھا

کاروانے مرگ بر خود خواندہ
وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی

ناگہانے آں مُغیثِ ہر دو کون
اچانک دونوں جہان کے فریادرس

مصطفےٰ پیدا شُد از رہ بہرِ عون
مصطفےٰ مدد کے لئے راستہ سے نمودار ہوگئے

[1] میزر۔ تہ بند، ازار۔
[2] قصہ۔ چونکہ انبیاء اور اولیاء کی صحبت کو اکسیر قرار دیا تھا اب ایسا واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اُس کا اکسیر ہونا ثابت کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب سے اُس مشکی کا رنگ اور روپ بدل گیا۔
[3] کاروان۔ قافلہ۔ قریب۔ قریبہ کی جمع ہے، مشکیزہ۔ مرگ۔ یعنی انھوں نے اپنی موت کو دعوت دیدی تھی۔ تنیک۔ فریادرس۔ کون۔ مدد۔

www.pdfbooksfree.pk

دید آنجا کاروانے بس بزرگ
انھوں نے وہاں ایک بڑا قافلہ دیکھا

اشتراں شاں را زباں آویختہ
اُن کے اونٹوں کی زبانیں لٹکی ہوئی

رحمش آمد گفت ہیں زود تر روید
اُن کو رحم آیا، فرمایا، آگاہ! جلد جاؤ

کہ سیاہے بر شتر مشک آورد
کہ ایک حبشی اونٹ پر مشک لا رہا ہے

آں شتربانِ سیہ را با شتر
اُس حبشی اونٹ والے کو مع اونٹ کے

سوئے کثبان آمدند آں طالباں
وہ تلاش کرنے والے ٹیلوں کی جانب پہنچے

بندۂ می شد سیہ با اشترے
حبشی غلام مع اونٹ کے جا رہا تھا

پس بدو گفتند می خواند ترا
انھوں نے اُس سے کہا تجھے بلاتے ہیں

گفت من نشناسم اورا کیست او
اُسنے کہا میں انکو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟

سیّد و سرور محمدؐ نورِ جاں
سیّد اور سردار محمدؐ جو جان کا نور ہیں

نوعہا[۵۳] تعریف کردندش کہ ہست
انھوں نے اُنکی اس طرح کی تعریف کی جو تھی

کہ گرو ہے را زبوں کرد او بسحر
اُس نے ایک جماعت کو جادو سے مغلوب کر دیا ہے

کشکشانش آوریدند آں طرف
وہ اُس کو کھینچ تان کر کے اُدھر لے آئے

بر تفِ[۵۱] ریگ و رہِ صعب و سترگ
ریت کی گرمی اور بڑے سخت راستہ پر

خلق اندر ریگ ہر سو ریختہ
لوگ ریت میں ہر جانب بکھرے ہوئے

چند بارے سوئے آں کثبان دوید
چند بار اِن ٹیلوں کی جانب دوڑو

سوئے میرِ خود بزودی می برد
اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے

سوئے من آرید با فرمانِ مر[۵۲]
سختی سے میرے پاس لے آؤ

بعد یک ساعت بدیدند آنچنان
تھوڑی دیر بعد انھوں نے ویسا ہی دیکھا

راویہ پر آب چوں ہدیہ برے
ہدیہ لے جانے والے کی طرح مشک بھرے ہوئے

ایں طرف فخر البشر خیر الوریٰ
انسانوں کے فخر، مخلوق کے بہترین اِس جانب

گفت او آں ماہ روئے قند خو
انھوں نے کہا وہ چاند جیسے چہرے شکر جیسی عادت والے ہیں،

مہتر و بہتر شفیع مجرماں
سب سے بالا اور سب سے اچھے گناہگاروں کے شفیع

گفت مانا او مگر آں ساحرست
اُس نے کہا ہاں، وہ شاید وہی جادوگر ہے

من نیایم جانب او نیم شبر
میں اُس کی جانب آدھی بالشت نہ جاؤنگا

او فغاں برداشت در تشنیع و تف
اُس نے بُرا کہنے اور گرم مزاجی میں شور شروع کر دیا

۵۱ تف۔ گرمی۔ صعب۔ سخت۔ کثبان۔ کثیب کی جمع ہے، ٹیلہ۔ سیاہ۔ حبشی۔ میر۔ آقا۔

۵۲ فرمانِ مر۔ تلخ حکم۔ آنچناں۔ یعنی جیسا کہ آنحضور نے فرمایا تھا۔ می شد۔ می رفت۔ راویہ۔ پانی کی پکھال۔ گفت۔ یعنی غلام نے کہا۔ گفت او۔ صحابہ نے کہا۔

۵۳ نوعہا۔ یعنی صحابہ نے وہ تعریف کی جو نفس الامری تھی۔ گفت۔ اُس غلام نے کہا کہ وہ وہی شخص ہے جو جادوگر کہلاتا ہے۔ کہ گروہے اُس جادوگر نے اپنے جادو سے ایک جماعت کو اپنے تابع بنا لیا ہے۔ سِحر۔ بالشت۔ تشنیع۔ بُرا بھلا کہنا۔ تف۔ گرمی۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں کشید ندش بپیش آں عزیز
جب وہ اس کو اُن معزز کے سامنے کھینچ لائے

جملہ رازاں مشک او سیراب کرد
اُنھوں نے اس مشک سے سب کو سیراب کر دیا

راویہ پُر کرد و مشک از مشکِ او
مشک اور پکھال اُس کی مشک سے بھر لی

ایں کسے دیدست کز یک راویہ
یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک پکھال سے

ایں کسے دیدست کز یک مشکِ آب
یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشک پانی سے

مشکِ[۵۲] خود رُو پوش بُود و موج فضل
مشک آڑ تھی اور (اللہ کے) فضل کی موج

آب از جوشش ہمی گردد ہوا
پانی اُس کے جوش سے ہوا بن جاتا ہے

بلکہ بے اسباب و بیروں زیں حکم
بلکہ بغیر اسباب کے اور ان حکمتوں کے علاوہ

توز طفلی چوں سببہا دیدۂ
چونکہ تو نے بچپن سے اسباب پر نظر رکھی ہے

باسببہا[۵۳] از مُسبّب غافلی
تو اسباب کی وجہ سے سبب پیدا کرنے والے سے غافل ہے

چوں سببہا رفت بر سر می زنی
جب اسباب فنا ہو جاتے ہیں تو سر پیٹتا ہے

رَبّ میگوید برو سوئے سبب
اللہ (تعالیٰ) فرما دیتا ہے سبب کیطرف جا

گفت زیں پس من ترا بینم ہمہ
(بندہ) کہتا ہے اِسکے بعد صرف تجھ پر نظر رکھونگا

گفت[۵۱] نوشید آب و بردارید نیز
اُنھوں نے فرمایا پانی پی لو اور لے بھی لو

اشتران و ہر کسے زاں آب خورد
اونٹوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا

ابر گردوں خیرہ شد از رشکِ او
آسمان کا ابر اُس کے رشک سے حیران رہ گیا

سرد گردد سوزِ چندیں ہاویہ
اتنی دوزخوں کی سوزش ٹھنڈی ہو جائے

گشت چندیں مشک پُر بے اضطرار
بغیر پریشانی کے اتنی مشکیں بھر جائیں

می رسید از امرِ او از بحرِ اصل
اُس (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے اصل سمندر سے پہنچ

واں ہوا گردد ز سردی آبہا
ہوا ٹھنڈک سے پانی بن جاتی ہے

آب روید نیز تکویں از عدم
(اللہ کی) ایجاد نے عدم سے پانی پیدا کر دیا

در سبب از جہل بر چسپیدۂ
تو نادانی سے سبب سے چمٹ گیا ہے

سوئے ایں رو پوشہا زاں مائلی
اس وجہ سے تو ان آڑوں کیطرف مائل ہے

ربنا و ربنا ہا می کنی
اے ہمارے رب اے ہمارے رب بہت کرتا ہے

چوں ز صنعم یاد کردی اے عجب
تعجب ہے! تو نے میری کاریگری کو کیسے یاد کیا!

ننگرم سوئے سبب و آں دمدمہ
سبب اور اُس فریب کی جانب نظر نہ کرونگا

---

۵۱ گفت نوشید۔ آنحضورؐ نے پیاسوں سے کہا برابر برتنوں میں بھی پانی بھر لو۔ ابر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے پانی اتنا بڑھ گیا کہ ابر کو مشکیزہ پر رشک آنے لگا۔ ایں کسے۔ رشک کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ غیر معمولی تھا۔

۵۲ مشکِ خود۔ دراصل یہ پانی مشک کا نہ تھا۔ مشک تو ایک آڑ اور پردہ تھی اصل پانی غیبی چشمہ سے آرہا تھا اور اُس کی قدرت کا مظاہرہ ہو رہا تھا۔ آب۔ اُس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ پانی کو ہوا میں اور ہوا کو پانی میں تبدیل کرتی رہتی ہے۔ بلکہ۔ اُس کی قدرت تو بغیر اسباب کے اشیاء کو عدم سے وجود میں لے آتی ہے۔ تو ز طفلی۔ چونکہ انسان بچپن سے اشیاء کے وجود کو اسباب سے متعلق کرتا ہے اسلئے مشک کو آڑ اور سبب بنا دیا گیا۔

۵۳ باسببہا۔ چونکہ ہم مُسبّبُ الاسباب یعنی ذاتِ خداوندی سے غافل ہیں اسلئے اسباب کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب سب اسباب منقطع ہو جاتے ہیں تب انسان خدا کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس کو پکارتا ہے۔ رَبّ میگوید۔ جب اسباب سے مایوس ہو کر خدا کیطرف رجوع کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ تعجب ہے اب کیوں میری طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ گفت۔ بندہ کہتا ہے میں تیری طرف ہی رجوع کرونگا۔

www.pdfbooksfree.pk

گوید[1] ش رُدُّوا العَادُوا کارِ تست — اے تو اندر توبہ و میثاق سُست

(اللہ تعالیٰ) اُس سے فرمائیگا رُدُّوا العَادُوا تیرا کام ہے — اے وہ کہ تو توبہ اور عہد میں کمزور ہے

لیک من آں ننگرم رحمت کنم — رحمتم پُرست بر رحمت تنم

لیکن میں اُس کا خیال نہیں کرتا، رحمت کرتا ہوں — میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں

ننگرم عہدِ بدت بد ہم عطا — از کرم ایں دم چو میخوانی مرا

میں تیرے بُرے عہد کو نہیں دیکھتا، بخشش کرتا ہوں — کرم کی وجہ سے جبکہ تو مجھے پکارتا ہے

از من آید جملہ احسان و وفا — وز تو بد عہدی و تقصیر و خطا

میری طرف سے سراسر احسان اور وفا ہے — تیری جانب سے بدعہدی اور کوتاہی اور خطا ہے

حاصل[2] آنکہ در سبب پیچیدہ — لیک معذوری ہمیں را دیدہ

خلاصہ یہ ہے کہ تو سبب میں اُلجھا ہے — لیکن تو معذور ہے، تو نے یہی دیکھا ہے

قافلہ حیراں شُد ند از کارِ او — یا محمدؐ چیست ایں اے بحر خو

اُن کے کارنامے سے قافلہ حیران ہو گیا — اے محمدؐ اے دریا خصلت! یہ کیا ہے؟

کردہ رُو پوش مشک خرورا — غرقہ کردی ہم عرب ہم کُردرا

آپ نے ایک چھوٹی مشک کو آڑ بنایا — آپنے عربوں کو بھی اور کُردوں کو بھی اسمیں ڈبو دیا

مشک آں غلام پُر شدن از غیب بمعجزۂ رسولِ خدا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے — اُس غلام کی مشک کا بھر جانا

و سپید شدن آں غلام سیاہ باذن اللہ تعالیٰ

اور خدا کے حکم سے — اُس غلام کا سفید ہو جانا

اے[3] غلام اکنوں تو پُر بیں مشکِ خود — تا نگوئی در شکایت نیک و بد

اے غلام! اب تو اپنی مشک کو بھرا ہوا دیکھ لے — تاکہ تو شکایت میں بُرا بھلا نہ کہے

آں سیہ حیراں شد از بُرہانِ او — می دمید از لامکان ایمانِ او

وہ حبشی اُن کے معجزے سے حیران ہو گیا — غیب سے اُس کا ایمان اُگنے لگا

چشمۂ دید از ہوا ریزاں شدہ — مشکِ او رُو پوش فیضِ آں شدہ

اُس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہہ رہا تھا — اُس کی مشک اُس کی آڑ بن گئی تھی

زاں نظر رُو پوشہا ہم بر درید — تا معینِ چشمۂ عیسیٰ بدید

اس نے اِس نظر سے پردوں کو چاک کر دیا — یہانتک کہ اُسنے عیسیٰ چشمہ کا جاری پانی دیکھ لیا

[1] گوید ش۔ اُس توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں انسان عہد میں بہت کمزور ہے توبہ کرکے پھر وہی کرنے لگتا ہے جس سے توبہ کی تھی۔ رُدُّوا لَعَادُوا قرآن پاک میں ہے جہنمی کہیں گے کہ اے رب ہمیں دنیا میں لوٹا دے تو ہم نیک کام کرینگے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا "اگر وہ لوٹا دیئے جائیں پھر پلٹ جائیں گے"۔ از من۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمارا کام احسان اور وفا ہے خواہ بندہ بدعہدی اور گناہ کرے۔

[2] حاصل۔ بات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان نے چونکہ اصلِ ذات کا مشاہدہ نہیں کیا لہٰذا اُسکی اسباب سے حاجتیں قابلِ معافی ہے قافلہ۔ مشکیزے کے پانی کی کثرت کو دیکھ کر قافلہ حیران ہو گیا۔ غرقہ کردی۔ آپنے قافلہ والوں کو خواہ وہ عربی تھے یا کُردی سب کو سیراب کر دیا۔

[3] اے غلام۔ سب کو سیراب کرنیکے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے کہا۔ برہان۔ معجزہ۔ می دمید یعنی اللہ تعالیٰ نے اُسکے دل میں ایمانی کیفیت پیدا فرمادی۔ چشمہ۔ اب اُسکی باطنی آنکھیں روشن ہو گئی تھیں۔ زاں نظر۔ اُس حبشی کی نظر کے سامنے اسباب کی کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی یقین جاری۔

www.pdfbooksfree.pk

چشمہا[1] پُر آب کرد آں دم غلام — شُد فراموشش ز خواجہ و ز مقام
اُس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا — اُس سے ٹھکانہ، اور آقا فراموش ہو گیا

دست و پایش ماند از رفتن براہ — زلزلہ افگند در جانش الٰہ
اُس کے ہاتھ پاؤں راستہ چلنے سے درماندہ ہو گئے — خدا نے اُس کی حالت میں ہلچل پیدا کر دی

باز بہرِ مصلحت بازش کشید — کہ بخویشش آ، باز رو اے مستفید
(آنحضورؐ نے) پھر اُس کو مصلحتاً کھینچا — کہ اے طالب فیض! ہوش میں آجا (اور) واپس جا

وقتِ حیرت نیست حیرت پیش تست — ایں نماں در رہ در آ چالاک و چست
(یہ) حیرت کا وقت نہیں ہے، حیرت پیش آنیوالی ہے — اب ہوشیاری اور چستی سے راہ (ہدایت) پر آجا

دستہائے[2] مصطفٰےؐ بر رُو نہاد — بوسہائے عاشقانہ بس بداد
اُس نے مصطفٰےؐ کے ہاتھ (اپنے) چہرے پر رکھے — بہت سے عاشقانہ بوسے دیئے

مصطفٰےؐ دستِ مبارک بر رُخش — آں زماں مالید و کرد او فرخش
مصطفٰےؐ نے بابرکت ہاتھ اُس کے چہرے پر — اُس وقت ملے، اور اُس کو بابرکت بنایا

شُد سپید آں زنگی و پورِ حبش — ہمچو بدرِ روز روشن شد شبش
وہ زنگی حبش کی اولاد سفید ہو گیا — چودھویں کے چاند کی طرح اور اُسکی رات روشن دن بن گئی

یوسفے شُد در جمال و در دلال — گفتش اکنوں رو بدہ واگوئے حال
حسن اور ناز و انداز میں یوسفؑ بن گیا — اُنھوں نے اُس سے فرمایا اب جا (اور) اپنا حال بیان کر دے

او[3] ہمی شد بے سر و بے پائے و مست — پائے می نشناخت در رفتن ز دست
وہ اندھا دُھن اور مست روانہ ہو گیا — چلنے میں ہاتھ پاؤں میں امتیاز نہ کرتا تھا

پس بیامد با دو[4] مشک پُر رواں — سُوئے خواجہ از نواحی کارواں
وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا — قافلہ کی جانب سے آقا کی جانب

خواجہ بر رہ منتظر بنشستہ بود — کاں غلامش دیر می آمد ز زود
آقا راستے پر منتظر بیٹھا تھا — کیونکہ اُسکا غلام تاخیر سے آیا تھا نہ کہ جلدی سے

دیدن خواجہ غلام خود را سفید و نشناختن کہ او ست یا غلام
آقا کا اپنے غلام کو سفید چہرے والا دیکھنا اور نہ پہچاننا کہ وہ وہی ہے اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے
گفتن کہ تو غلامِ مرا کشتہ و خونِ تو را گرفتہ و خدا ترا بدمن انداخت ست
غلام کو قتل کیا ہے، اور اُس کے خون نے تجھے گرفتار کیا ہے اور اللہ (تعالیٰ) نے تجھے میرے ہاتھوں میں ڈالدیا ہے

[1] چشمہا۔ اس غلام کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس کو آقا اور گھر فراموش ہو گیا۔ ماند چونکہ مقام حیرت میں پہنچ گیا تھا بازش کشید۔ آنحضورؐ اُس کو مقام حیرت سے مقام صحو میں لائے۔ پیش تست جبکہ اور مقامات ملے ہونگے۔

[2] دستہائے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک بکڑ کر اپنے چہرے پر ملا اور دست بوسی کی۔ فرخ۔ مبارک، زیبا صورت۔ پور۔ بمعنی نور، پسر۔ بدر۔ چودھویں کا چاند۔ شبش۔ یعنی اُس کا رنگ جو رات کی طرح سیاہ تھا، دن کی طرح منور ہو گیا۔

[3] او ہمی شد۔ وہ خوشی کی مستی میں اس طرح روانہ ہوا کہ اُس کو اپنے تن من کی خبر نہ تھی۔ نواحی۔ ناحیہ کی جمع ہے، طرف، کنارہ۔

[4] دو۔ چونکہ قافلہ میں گیا تھا اسلئے تاخیر سے واپس آیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

خواجہ از دُورش بدید و خیرہ[51] ماند
آقا نے اُس کو دُور سے دیکھا اور حیران رہ گیا

از تحیّر اہلِ آں دِہ را بخواند
حیرانی سے اُس گاؤں والوں کو بُلایا

راویہ ما اشترِ ماہست ایں
یہ ہماری پکھال، اور ہمارا ہی اونٹ ہے

پس کجا شُد بندۂ زنگی جبیں
تو کالے چہرے والا غلام کہاں گیا؟

آں یکے بدریست می آید ز دُور
وہ ایک چودھویں کا چاند ہے جو دُور سے آرہا ہے

میرند بر نورِ رُوز از رُوش نور
اُس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے

کو غلامِ ما مگر سرگشتہ شُد
ہمارا غلام کہاں ہے، شاید آوارہ ہوگیا ہے

یا بدو گرگے رسید و کُشتہ شُد
یا اُس کو بھیڑیا ملا، اور مارا گیا

یا مگر[52] اُورا بکُشت ایں بدگہر
یا شاید اِس بدذات نے اُس کو قتل کیا

اشترش آورد اینجا از قدر
اور تقدیر سے اُس کو اونٹ یہاں لے آیا

چوں بیامد پیش گفتش کیستی
جب وہ سامنے آیا اُس سے کہا تو کون ہے؟

از یمن زادی و یا تُرکیستی
تو یمن سے پیدا ہوا ہے یا ترک ہے؟

تو غلامم راچہ کردی راست گو
میرے غلام کا تو نے کیا کیا؟ سچ بتا

گر بکُشتی وانما حیلت مجُو
اگر تو نے قتل کیا ہے صاف کہدے حیلہ نہ ڈھونڈ

گفت گر کُشتم بتو چوں آمدم
اُسنے کہا اگر میں نے قتل کیا ہے تو میں تیرے پاس کیوں

چوں بپائے خود دریں خوں آمدم
اپنے پاؤں سے خود اُس خون (کے معاملہ) میں کیوں حاضر ہوگیا ہوں؟

گفت نے نے در نگیر د با منت
آیا ہوں؟

راست باید گفت سر دایں فِتنت
اُسنے کہا نہیں نہیں، تیری بات مجھے درست نہیں لگتی

کو غلامِ من بگفت اینک منم
سچ کہنا چاہیئے، یہ تیرا مکر بیکار ہے

کرد دست فضلِ یزداں رو شنم
میرا غلام کہاں ہے، اُس نے کہا یہ میں ہوں

دیدہ ام صدرے و بدرے گشتہ ام
اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے منوّر کر دیا ہے

ہی چہ میگوئی غلامِ من کجاست
میں نے صدر کا دیدار کیا ہے اور میں بدر بنگیا ہوں

گفت[53] اے سرارِ تُرا با آں غلام
خبردار! کیا کہتا ہے، میرا غلام کہاں ہے؟

جُملہ واگویم یکایک من تمام
اُس نے کہا اُس غلام کے ساتھ تیرے راز

ہیں نخواہی راست از من جُز برا
خبردار! تو سوائے سچی بات کے میرے ہاتھ سے نہیں

---

[51] خیرہ۔ حیران۔ راویہ۔ مشکیزہ، پکھال۔ زنگی جبیں۔ کالے رنگ والا۔ میرند۔ اُس کے چہرے کا نور دن کی روشنی پر غالب آرہا ہے۔ سرگشتہ۔ آوارہ۔

[52] یا مگر۔ شاید اُس نے اُس غلام کو مار ڈالا ہے اور تقدیرِ خداوندی سے اُس کو اونٹ یہاں لے آیا ہے۔ از یمن۔ ترکی اور یمنی لوگ گورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ دریں خوں۔ قتل کرکے خود آنا تو اپنا خون کرانا ہے۔ سر دست۔ یعنی چالاکی نہ چلیگی۔ صدر۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

[53] گفت۔ اُس غلام نے کہا کہ اگر وہ تمام راز کی باتیں تجھے سنادوں جو کہ میرے خریدنے کے بعد سے تیرے اور میرے درمیان ہوئیں تو تجھ کو یقین آجائیگا کہ میں تیرا وہی غلام ہوں۔

www.pdfbooksfree.pk

زاں زمانے کہ خریدی تو مرا
جب سے تو نے مجھے خریدا ہے

تا باکنوں باز گویم ماجرا
اب تک کا قصہ دُہرائے دیتا ہوں

تا بدانی کہ ہمانم در وجود
تاکہ تو جانے کہ میں وجود میں وہی ہوں

گرچہ از شبدیز[51] من صبحے کشود
اگرچہ میری سیاہی سے صبح نمودار ہو گئی ہے

رنگ دیگر شد ولیکن جانِ پاک
رنگت بدل گئی ہے لیکن پاک جان

فارغ از رنگست و از ارکانِ خاک
عناصر اربعہ اور رنگت سے خالی ہے

تن شناساں زود مارا گم کنند
جسم کو پہچاننے والے جلد ہمیں گم کر دیتے ہیں

آب نوشاں ترکِ مشک و خم کنند
پانی پینے والے مشک اور مٹکے کو چھوڑ دیتے ہیں

جاں[52] شناساں از عدد وہا فارغند
روح کو پہچاننے والے گنتی سے بے نیاز ہیں

غرقہ موریائے بیچونند و چند
وہ بے مثال اور لامحدود دریا میں غرق ہیں

جاں شود از راہِ جان جانرا شناس
روح بن جا اور روح کی راہ سے روح کو پہچان

یارِ بینش شو نہ فرزندِ قیاس
شاہد کا یار بن، گماں کا پابند نہ ہو

چوں ملک با عقل یک سر رشتہ اند
فرشتے اور عقل کی طرح جو ایک رشتہ میں منسلک ہیں

بہرِ حکمت رادو صورت گشتہ اند
حکمت کی وجہ سے دو صورتوں کے بنگئے ہیں

آں ملک با عقل چوں یک گوہرند
چونکہ فرشتے اور عقل ایک اصل سے ہیں

در پے ہم ہمچو دُنبال و سرند
دم اور سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں

آں ملک چوں مرغِ بال و پر گرفت
فرشتے نے پرند کی طرح بال اور پر اختیار کر لیے

ویں خرد بگذاشت پَرو فر گرفت
اس عقل نے پروں کو چھوڑا اور شان و شوکت پائی

لاجرم[53] ہر دو مناصر آمدند
لامحالہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار بنے

ہر دو خویش و پشتِ ہمدیگر شدند
دونوں بخوبی ایک دوسرے کے روپشت بنگئے

ہم ملک ہم عقل حق را واجدے
فرشتے بھی اور عقل بھی خدا کا ادراک کرنیوالے ہیں

ہر دو آدمؑ را معین و ساجدے[2]
لہٰذا دونوں آدمؑ کے مددگار اور سجدہ کرنیوالے ہیں

آ گئی عقل نے ادراکِ حقائق کی شان و شوکت حاصل کر لی۔

۵۳ لاجرم۔ چونکہ فرشتے اور عقل میں حقیقی وحدت ہے لہٰذا ایک دوسرے کا مددگار ہے اور اُن دونوں میں اس طرح کا اتحاد ہے جیسا کہ ایک چیز کی رُو اور پشت میں اتحاد ہوتا ہے۔ ہم ملک۔ اسی اتحاد کی وجہ سے دونوں اللہ تعالےٰ کو پہچاننے میں متحد ہیں اور دونوں آدمؑ کے لئے مددگار اور سجدہ کناں بن گئے۔

۵۱ شبدیز۔ تاریک رات یعنی کالا رنگ۔ صبح۔ یعنی میرا رنگ گورا ہو گیا۔ رنگ رنگت بدل جانے سے روح اور جان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا روح رنگ وغیرہ سے مبرا ہے۔

۵۲ جاں شناساں۔ اب مولانا نے یہ مضمون شروع فرما دیا کہ جس طرح اس غلام کے آقا کی نظر محض جسم و رنگ پر تھی اس لئے وہ اُس کو نہیں پہچان رہا تھا اسی طرح جو ظاہر بین اور جسم شناس ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے جس کو پیاس ہوتی ہے وہ مشکے اور مشک پر نظر نہیں کرتا۔

۵۲ جاں شناساں۔ جو جان کو پہچانتے ہیں وہ تعداد اور تشخص سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ دریائے وحدت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔

جاں شو۔ روح کی پہچان، روح کے ذریعہ ہوتی لہٰذا اپنی روح کے ذریعہ اولیاء کو شناخت کر اتکو اپنا دوست سمجھ اور اس آقا کی طرح نہ بن جس نے اپنے غلام کو گمان سے غیر سمجھا چوں۔ اپنی روح کو اولیاء کی روح کا غیر نہ سمجھ دونوں روحوں میں وحدت ہے محض انکے قرار گاہ کی صورت کی وجہ سے بظاہر اختلاف ہے جیسا کہ حقیقتِ ملکیہ اور حقیقتِ عقل ایک ہے دونوں کو جداگانہ صورتیں عطا کر دینے میں کچھ حکمتیں ہیں۔ آں ملک۔ حقیقتِ ملکیہ نے بال و پر اختیار کر لئے لہٰذا اسمیں پرواز کی قوت

www.pdfbooksfree.pk

نفس و[51] شیطاں بُود زاوّل واحد — بُود آدمؑ را عدوّ و حاسدے

نفس اور شیطان شروع سے ایک تھے — آدمؑ کے دشمن، اور حاسد تھے

آنکہ آدمؑ را بدن دید او رمید — وانکہ نورِ مؤمن دید او خمید

جس نے آدمؑ کو (محض) جسم سمجھا وہ بدک گیا — جس نے امانت رکھا ہوا نور دیکھا وہ جھک گیا

آں دو دیدہ روشنان گوہ ازیں — دیں دو را دیدہ ندیدہ غیرِ طیں

وہ دونوں آنکھیں اِس سے روشن ہو گئیں — اِن دونوں کی آنکھوں نے مٹی کے سوا کچھ نہ دیکھا

ایں بیاں اکنوں چو خر بر یخ بماند — چوں نشاید بر جہود انجیل خواند

اب یہ بیان برف پر گدھے کی طرح رہ گیا — چونکہ یہودی کو انجیل نہیں سُنائی جا سکتی

کے تواں با شیعہ گفتن از عمرؓ — کے تواں بر بط زدن در پیشِ کر

شیعہ سے (حضرت) عمرؓ کی بات کب کہی جا سکتی ہے؟ — بہرے کے آگے سارنگی کہاں بجائی جا سکتی ہے؟

لیک[52] گر دردہ بگوشہ یک کس ست — ہائے وہوئے کہ بر آورد م بس ست

لیکن اگر گاؤں کے گوشہ میں ایک شخص بھی ہے — جو میں نے ہائے اور ہو کی وہ بہت ہے

مُستحق شرح را سنگ و کلوخ — ناطقے گردد مشرح بارسوخ

شرح کے لائق کے لئے پتھر اور ڈھیلا — اچھی طرح تشریح کرنے، والا گویا بن جاتا ہے

در بیان آنکہ حق تعالیٰ ہر چہ داد و آفرید از سموات و ارض و اعیان و

اِس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے آسمان اور زمین اور جوہر اور

اعراض ہمہ را باستدعا و حاجت آفرید و خود را محتاجِ چیزے دیگر باید

عرض سب درخواست اور حاجت کی بنا پر پیدا کئے ہیں اور اپنے آپکو دوسری چیزوں کا محتاج بنانا

کردن تا بداند کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ و اضطرار گواہِ استحقاق ست

چاہیئے تاکہ وہ عطا کرے کیونکہ (اُسنے فرمایا ہے) کون ہے جو مجبور کی دُعا سُنے جبکہ وہ اُسکو پکارے اور مجبوری کو اُسنے مستحق ہونیکا گواہ

آں[53] نیازِ مریمی بود ست و درد — کہ چناں طفلے سخن آغاز کرد

وہ (حضرت) مریمؑ کی نیازمندی اور درد تھا — کہ ایسے بچے نے بات کرنی شروع کردی

جزوِ او بے او برائے او بگفت — جزو جزوت گفت دارد در نہفت

اُنکے جزو نے بغیر اُنکے (کہے) اُنکے لئے گفتگو کی — تیرا ہر جزو پوشیدہ طور پر بولنے والا ہے

ہے، آگے مولانا نے اِسی مضمون کو واضح کیا ہے — [53] آں نیاز حضرت مریمؑ کو حاجت اور ضرورت ہوئی تو اللہ نے بچہ کے ذریعہ تشریح کرادی اور حضرت عیسیٰؑ گہوارہ میں اُنکی پاکدامنی کے شاہد بن گئے۔ جزو او، جس طرح عیسیٰؑ، مریمؑ کے جزوِ بدن تھے اور گواہ بنے اِسیطرح تمہارا ہر ہر جزو تمہارا گواہ ہے قیامت میں تمہارے اعضاء

[51] نفس و شیطان جس طرح فرشتے اور عقل میں اتحاد ہے اِسی طرح نفس اور شیطان میں اتحاد ہے اِسی لئے دونوں آدمؑ کے دشمن اور حاسد ہے۔ آنکہ۔ نفس اور شیطان نے حضرت آدمؑ کا صرف جسم دیکھا تو سجدے سے اِنکار کر دیا عقل اور فرشتے نے اُن کے نورِ باطنی کو دیکھا تو اُنکے سامنے جھک گئے۔ آں دو دیدہ۔ عقل اور فرشتہ کی آنکھیں اُس نور سے روشن ہو گئیں نفس اور شیطان کی آنکھوں نے صرف مٹی دیکھی۔ ایں بیان۔ یعنی عقل اور فرشتہ کی وحدت اور شیطان اور نفس کی وحدت کا بیان نہیں ہو سکا چونکہ تم اِس کے سمجھنے کے اہل نہیں ہو چوں نشاید تمہارے سامنے اِس بیان کی تشریح ایسی ہی ہے جیسا کہ یہودی کے سامنے انجیل کی تلاوت یا شیعہ کے سامنے حضرت عمرؓ کے فضائل کا بیان یا بہرے کے سامنے سارنگی بجانا۔

[52] لیک۔ کسی میں اہلیت ہے، تو اِسی مجمل بیان سے شرح و تفصیل سمجھ جائیگا جو مجمل باتیں میں نے کہدی ہیں وہ اُسکے لئے کافی ہیں۔ مستحق بتفصیل اور تشریح کا مستحق اور اہل ہوتا ہے وہ تو بے زبان چیزوں کو دیکھ کر اُنسے حقائق کا ادراک کر لیتا ہے اصل چیز استحقاق اور طلبِ حاجت ہے اگر وہ موجود ہے تو خود تفصیل ہو جاتی

www.pdfbooksfree.pk

دست و پا شاہد شوندت آرہی — منکری را چند دست و پا نہی

اے غلام! تیرے ہاتھ پاؤں گواہ بنیں گے — تو انکار کے کتنے ہاتھ پاؤں لگائے گا

ور[1] نباشی مستحق شرح و گفت — ناطقہ ناطق ترا دید و بخفت

اگر تو تشریح اور گفتگو کا مستحق نہیں ہے — بولنے والے کی (قوتِ) ناطقہ نے تجھے دیکھا اور وہ سو گئی

ہر چہ روئید از پئے محتاج رُست — تا بیابد طالبے چیزے کہ جُست

جو کچھ اُگا ہے محتاج کے لئے اُگا ہے — تاکہ طلبگار ہر وہ چیز پائے جس کو وہ ڈھونڈے

حق تعالیٰ کایں سمٰوات آفرید — از برائے دفعِ حاجات آفرید

حق تعالےٰ نے جو اِن آسمانوں کو پیدا کیا — حاجتیں پوری کرنے کے لئے پیدا کیا

ہر کہ جویاشد بیابد عاقبت — مایہ اش درد ست و اصلِ مرحمت

جو جستجو کرتا ہے بالآخر پالیتا ہے — اُس کا سرمایہ اور رحم کی جڑ، درد ہے

ہر کجا دردے دوا آنجا رود — ہر کجا فقرے نوا آنجا رود

جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے — جہاں فقر ہوتا ہے سامان وہاں پہنچتا ہے

ہر کجا مشکل جواب آنجا رود — ہر کجا کشتے ست آب آنجا رود

جہاں اِشکال ہوتا ہے جواب وہاں جاتا ہے — جہاں کھیتی ہے پانی وہاں پہنچتا ہے

آب[2] کم جو تشنگی آور بدست۔ — تا بجوشد آبت از بالا و پست

پانی کی تلاش نہ کر، پیاس پیدا کر — تاکہ تیرے اوپر اور نیچے سے پانی جوش مارے

تا نہ زاید طفلکِ نازک گلو — کے رواں گردد ز پستان شیر او

جب تک نرم گلے والا بچہ پیدا نہیں ہوتا — اُس کا دودھ پستان سے کہاں جاری ہوتا ہے؟

رَو[3] بدیں بالا و پستیہا بدَو — تا شوی تشنہ و حرارت را کرو

جا، اِس نشیب و فراز میں دوڑ — تاکہ تو پیاسا بنے، اور حرارت میں پھنسے

بعد ازاں از بانگ زنبور ہوا — بانگ آب جو نیوشی اے کیا

اُس کے بعد ہوا کی بھڑ کی آواز سے — اے معزز! تو نہر کے پانی کی آواز سُنے گا

حاجتِ تو کم نباشد از حشیش — آب اگیری سوئے آدمی کشیش

تیری ضرورت گھاس سے کم نہ ہونی چاہیئے — تو پانی لیتا ہے اور اُسکو اُسکی جانب کھینچتا ہے

---

[1] ور نباشی۔ اگر تو تشریح کا مستحق نہیں ہے تو بڑے سے بڑا مقرر بھی سُست پڑ جائیگا اور تشریح نہ کرے گا۔ ہر چہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے وہ مخلوق کی ضرورت پوری کرنیکے لئے بنایا ہے۔ حق تعالیٰ۔ آسمانوں کی تخلیق بھی مخلوق کی ضرورتوں اور احتیاج کی وجہ سے ہے۔ ہر کہ۔ جبکہ تمام چیزوں کی تخلیق احتیاج کی وجہ سے ہے تو جو بھی محتاج ہوگا اور اُس میں طلب ہوگی وہ ضرور مقصود حاصل کرلے گا۔ مایہ اش۔ رحمت کی اصل اور سرمایہ انسان کا درد ہے۔ ہر کجا۔ جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں ضرورت کی چیز پہنچ جاتی ہے درد ہو تو دوا حاصل ہوجاتی ہے فقیر ہو تو سامان مل جاتا ہے جواب اِشکال کے پاس پہنچ جاتا ہے اور پانی کھیتی کے پاس پہنچتا ہے۔

[2] آب کم جو۔ پانی کی تلاش نہ کر پیاس پیدا کر پانی خود بخود تیرے پاس پہنچ جائیگا۔ تا نہ زاید۔ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور اُسکو دودھ کی ضرورت ہوتی ہے تو قدرت اُس کی ماں کے پستان میں دودھ پیدا فرمادیتی ہے۔

[3] رَو۔ تو بھی بھاگ دوڑ کر پیاس اور بدن میں گرمی پیدا کر۔ بعد ازاں۔ جب ضرورت پیدا کرے گا غیب سے پانی کی آواز آنے لگے گی

؛ فکرِ مطلوب کی فکر میں نہ پڑ و اُس کی حاجت پیدا کرو مطلوب خود حاصل ہوجائے گا۔ حاجتِ تو۔ گھاس کو جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان خود اُس تک پانی پہنچاتا ہے اِسی طرح تم حاجت پیدا کرلو خود قدرت مطلوب کو تم تک پہنچادے گی۔

www.pdfbooksfree.pk

گوش گیری آب را تو می کشی
تو پانی کا کان پکڑتا ہے (اور) اسکو تو کھینچتا ہے

سوئے زرعِ خشک تا یابد خوشی
خشک کھیتی کی جانب تاکہ وہ تازگی حاصل کرے

زرعِ[1] جاں را کش جواہر مضمرست
جان کی کھیتی کے لئے جس میں جواہر چھپے ہوئے ہیں

ابرِ رحمت پُر ز آبِ کوثرست
رحمت کا بادل، کوثر کے پانی سے بھرا ہوا ہے

تا سَقاھُم رَبُّھُم آید خطاب
تاکہ "انکو انکے رب نے سیراب کیا" کی بشارت آئے

تشنہ باش اللہُ اَعلَم بالصَّواب
پیاسا بن، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آمدن زنے کافرہ با طفلِ شیر خوارہ نزدِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ایک کافر عورت کا دودھ پیتے بچے کو لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا

وناطق شدنِ عیسیٰؑ وار بمعجزۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور اس کا (حضرت) عیسیٰؑ کی طرح رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے بولنا

ہم[2] ازاں دہ یک زنے از کافراں
اسی گاؤں سے ایک عورت کافروں میں سے

سوئے پیغمبرؐ دواں شد ز امتحاں
امتحان کے لئے پیغمبرؐ کی طرف دوڑی

پیشِ پیغمبرؐ در آمد با خمار
اوڑھنی اوڑھ کر پیغمبرؐ کے سامنے آئی

کود کے دو ماہہ زن را در کنار
دو مہینے کا بچہ عورت کی گود میں تھا

گفت کودک سَلَّمَ اللہُ عَلَیکَ
بچے نے کہا آپ پر اللہ کا سلام ہو

یَا رَسُولَ اللہِ قَد جِئنَا اِلَیکَ
اے اللہ کے رسول، ہم آپ کے پاس آئے ہیں

مادرش از خشم گفتا ہی خموش
اس کی ماں غصے سے بولی خبردار! چپ

کیت[3] افگند ایں شہادت را بگوش
یہ شہادت کس نے تیرے کان میں ڈال دی؟

ایں کیت آموخت اے طفلِ صغیر
اے ننھے بچے! یہ تجھے کس نے سکھایا؟

کہ زبانت گشت در طفلی جریر
کہ تیری زبان بچپن میں تیز بن گئی

گفت حق آموخت و انگہ جبرئیل
اس نے کہا اللہ (تعالیٰ) نے سکھایا پھر جبرئیل نے

در بیاں با جبرئیلم من رسیل
میں بیان کرنے میں جبرئیل کا ہم زبان ہوں

گفت کو گفتا کہ بالائے سرت
اس نے کہا وہ کہاں ہے؟ کہا کہ تیرے سر پر

می نہ بینی کن ببالا منظرت
تو نہیں دیکھ رہی ہے؟ اپنی نگاہ اوپر کر

ایستادہ بر سرِ تو جبرئیل
تیرے سر پر جبرئیلؑ کھڑے ہیں

مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
وہ میرے لئے سینکڑوں طریقے سے راہنما بن گئے ہیں

---

[1] زرع۔ روحوں کی کھیتی کے لئے ابرِ رحمت کوثر کا پانی لئے ہوئے موجود ہے تم ضرورت پیدا کرو تو سَقاھُم رَبُّھُم کا پیغام تمہارے پاس آجائے گا۔ سَقاھُم۔ قرآن پاک میں ہے وَسَقاھُم رَبُّھُم شَرَابًا طَھُورًا "اور پلائی اُن کو اُن کے خدا نے پاک شراب"

[2] ہم ازاں۔ وہ غلام جس کا پانی آنحضورؐ نے لیا تھا جب اپنے گاؤں میں پہنچا اور آنحضورؐ کی باتیں اور معجزے کا اس نے ذکر کیا تو ایک عورت آنحضورؐ کے پاس آئی اب اس کا تقریباً بیان کیا جارہا ہے۔

گفت۔ وہ بچہ آنحضورؐ کے معجزے سے بول پڑا اور اس نے آنحضورؐ کو سلام کیا اور آنحضورؐ کو اللہ کا رسول کہہ کر پکارا۔

[3] شہادت۔ یعنی آنحضورؐ کے بارے میں اللہ کا رسول ہونے کی گواہی۔ ایں۔ یہ بات تجھے کس نے سکھائی کہ تو آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دے رہا ہے۔ جریر۔ تیز زبان، فصیح عرب کے مشہور شاعر کا نام۔ رسیل۔ ہمزبان۔ دلیل۔ راہنما۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت می بینی تو گفت آکہ بلے
اُس نے کہا تو دیکھ رہا ہے، کہا کہ ہاں

برسرت تاباں چو بدرِ کاملے
تیرے سر پر مکمل چودھویں کے چاند کیطرح چمک رہے

می بیاموزد مرا وصفِ رسولؐ
وہ مجھے رسولؐ کی صفات بتا رہے ہیں

زاں علوّم می رہاند زیں سفول[1]
اُس بلندی کے ذریعہ وہ مجھے پستی سے چھڑا رہے ہیں

پس رسولش گفت اے طفلِ رضیع
پھر رسولؐ نے اُس سے فرمایا اے دودھ پیتے بچے!

چیست نامت باز گو شو مطیع
صاف بتا تیرا کیا نام ہے اور فرمانبردار بن؟

گفت نامم پیشِ حق عبد العزیز
اُس نے کہا اللہ کے نزدیک میرا نام عبدالعزیز ہے

عبدِ عزّیٰ پیشِ ایں یک مشت چیز
اِن چند نالائقوں کے نزدیک عبدالعزّیٰ ہے

من ز عزّیٰ پاک بیزار و بری
میں عزّیٰ سے پاک، بیزار اور بری ہوں

حقِ آنکہ دادت ایں پیغمبری
اُس ذات کی قسم جس نے آپکو پیغمبری دی ہے

کودکِ دو ماہہ ہمچوں ماہِ بدر
چودھویں رات کے چاند جیسے دو مہینے کے بچّے نے

درسِ بالغ گفت چوں اصحابِ صدر
صدر نشینوں کی طرح پوری تقریر کی

پس حنوط[2] آں دم ز جنت در رسید
پھر اُسی وقت جنت سے حنوط آئی

تا دماغِ طفل و مادر لوکشید
یہاں تک کہ بچّہ اور ماں نے خوشبو سونگھی

ہر دو می گفتند کز خوفِ سقوط
دونوں (خوشبو کے) زوال کے ڈر سے کہہ رہے تھے

جاں سپردن بہ بریں بوئے حنوط
اِس حنوط کی خوشبو پر جان دے دینا بہتر ہے

آنکہ تعریفش شہنشہ خود کند
وہ جس کی تعریف خود شہنشاہ کرے

جامد و نامیش صد مروق زند
بے جان، جاندار اُسپر سینکڑوں شاباشیاں بجاتے ہیں

آں کسے[3] را کش معرّف حق بود
وہ جس کی تعریف کرنے والا اللہ (تعالےٰ) ہو

جامد و نامیش صد صدق زند
بے جان اور جاندار اسکی سینکڑوں تصدیقیں کرتے ہیں

آں کسے را کش خدا حافظ بود
وہ جس کا خدا نگہبان ہو

مرغ و ماہی مرو را حارس شود
پرند اور مچھلی اُس کے پہرے دار ہوتے ہیں

ربودن عقاب موزۂ رسول علیہ السلام را و بردن بہوا و نگوں کردن واز موزہ مارے سیاہ افتادن

باز کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے کو ہوا میں لے اُڑنا اور اوندھا کرنا، اور موزے سے سیاہ سانپ گرنا

[1] علوّ: بلندی۔ سفول: پستی۔ رضیع: دودھ پیتا بچہ۔ حیز: نامرد۔ درسِ بالغ یعنی آنحضورؐ کی صفت کا مکمل بیان۔ اصحابِ صدر یعنی صدر نشین علماء۔

[2] حنوط: ایک مرکب خوشبو ہے۔ جاں سپردن: یعنی اُن کو خوشبو اِس قدر پسند آئی کہ اُس کے ختم ہو جانے کے ڈر سے جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ شہنشہ: یعنی اللہ تعالےٰ۔ مروق: خوشی کا آلہ۔

[3] آں کسے: جس ذات کی خدا تعریف فرمائے دنیا کی ہر چیز اُس کی تعریف کی تصدیق کرتی ہے۔ جامد: بے جان۔ نامی: جاندار۔ صدوق: اُس نے سچ بولا۔ حارس: محافظ۔

www.pdfbooksfree.pk

اندریں بودند کاواز صلا[1] — مصطفٰے بشنید از راہِ علا

لوگ اسی (انتظار) میں تھے کہ اذان کی آواز — اونچائی سے مصطفٰےؐ نے سنی

خواست آبے و وضو را تازہ کرد — دست و رو را شست و زاں آب سرد

پانی مانگا اور تازہ وضو کیا — اس ٹھنڈے پانی سے ہاتھ اور منہ دھویا

ہر دو پا را شست و بموزہ کرد رائے — موزہ را بر بود یک موزہ رہائے

دونوں پاؤں دھوئے اور موزے کا ارادہ کیا — ایک موزہ لے اڑنے والا، موزہ لے اڑا

دست سوئے موزہ بُرد آں خوش خطاب — موزہ را بر بود از دستش عُقاب

اس خوش خطاب نے موزے کی جانب ہاتھ کیا — باز ان کے ہاتھ سے موزہ اچک لے گیا

موزہ را اندر ہوا بُرد او چو باد — پس نگوں کرد او ازاں مار فتاد

وہ موزے کو ہوا کی طرح فضا میں لے اڑا — پھر اس کو اس نے اوندھا کیا، اس میں سے سانپ گرا

در فتاد از موزہ یک مارِ سیاہ — زاں عنایت[2] شد عُقابش نیکخواہ

موزے سے ایک کالا سانپ گرا — اس مہربانی کی وجہ سے باز آپ کا خیر خواہ بنا

پس عُقاب آں موزہ را آورد باز — گفت ہیں بستان و رو سوئے نماز

پھر باز اس موزے کو واپس لایا — بولا ہاں لے لیجئے، اور نماز کو جائیے

از ضرورت کردم ایں گستاخیے[3] — از ادب دارم شکستہ شاخیے

میں نے یہ گستاخی مجبوراً کی — میں ادب کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی شاخ رکھتا ہوں

وائے گو گستاخ پائے می نہد — بے ضرورت کش ہوا فتوی دہد

افسوس اس پر جو گستاخی سے پاؤں رکھے — بغیر ضرورت کے جبکہ اسکو خواہش نفسانی فتوی دیدے

پس رسولش شکر گفت و گفت ما — ایں[4] جفا دیدیم و بود آں خود وفا

پھر رسولؐ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا ہم — یہ ظلم سمجھے، اور وہ وفا (داری) تھی

موزہ بر بود و من درہم شدم — تو غمم بردی و من درغم شدم

تو موزہ اچک لے گیا، اور میں بگڑا — تو نے غم ہٹایا، اور میں غمگین ہوا

گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود — دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

اگرچہ اللہ (تعالٰی) نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا ہے — (لیکن) دل اس وقت اپنے میں مشغول تھا

گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست — دیدنم آں غیب ہم عکسِ تُست

اس نے کہا یہ بات آپ سے بعید ہے کیونکہ آپ غفلت — میرا غیب کو دیکھ لینا بھی آپ کا پرتو ہے

سے ستر ہیں

---

[1] آوازِ صلا۔ یعنی حضورؐ کے دل میں نماز کیلئے الہام ہوا یا مؤذن کی اذان سنی

[2] عنایت۔ یعنی عقاب کا موزہ اچک لے جانا شکستہ۔ یعنی اس گستاخی کی وجہ سے شرمندہ ہو کر مرجھا گیا ہوں جیسے کہ ٹوٹی ہوئی شاخ مرجھا جاتی ہے۔ وائے۔ ضرورت کے وقت گستاخی قابلِ گرفت نہیں ہے، نفسانی خواہش سے گستاخی افسوسناک ہے۔

[3] ایں۔ یعنی موزہ لے اڑنا۔ درہم شدم۔ میں بگڑا۔ غم۔ یعنی سانپ۔ گفت۔ یعنی آنحضورؐ کی غفلت خود بینی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ تنزل اختیاری کی وجہ سے تھی۔ دیدنم۔ مجھ پر موزے میں سانپ کے ہونے کا انکشاف آپ کے کشف کا عکس اور پرتو ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

مار در موزہ بہ بینم در ہوا
میں فضا سے موزے میں سانپ دیکھ لوں

نیست از من عکس[1] تست اے مصطفےٰ
یہ میرا کام نہیں ہے اے مصطفےٰ! یہ آپکا پرتو ہے

عکسِ نورانی ہمہ روشن بود
نورانی پرتو پورا روشن ہوتا ہے

عکسِ ظلمانی ہمہ گلخن بود
ظلمانی پرتو بالکل بھٹی ہوتا ہے

عکسِ عبداللہ ہمہ نوری بود
اللہ کے نیک بندے کا پرتو بالکل نور ہوتا ہے

عکسِ بیگانہ ہمہ کوری بود
بیگانے کا پرتو، بالکل اندھا پن ہوتا ہے

عکسِ ہر کس را بداں اے جاں سبیں
ہر شخص کے پرتو کو سمجھ لے اے جان! دیکھ لے

پہلوئے جنسے کہ میخواہی نشیں
تو جس جنس کے پہلو میں بیٹھنا چاہ رہا ہے

وجہ[2] عبرت گرفتن ازیں حکایت و یقین دانستن اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا
اِس حکایت سے عبرت حاصل کرنے کا پہلو اور یقینی طور پر جاننا کہ تنگی کے ساتھ سہولت ہے

عبرتست ایں قصہ اے جاں مر ترا
اے جان! تیرے لئے یہ قصہ باعثِ عبرت ہے

تا شوی راضی تو در حکمِ خدا
تاکہ تو اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ پر راضی ہو جائے

تا کہ زیرک باشی و نیکو گماں
تاکہ تو ہوشیار اور نیک گمان بن جائے

چوں بہ بینی واقعہ بدنا گہاں
جب تو اچانک کوئی برا واقعہ دیکھے

دیگراں گردند زرد از بیم آں
دوسرے اس کے ڈر سے پہلے پڑ جائیں

تو چو گل خنداں کہ سود و زیاں
تو نفع اور نقصان کے وقت پھول کیطرح کھلے

زانکہ از گل گر تو برگش می کنی
کیونکہ اگر تو پھول کی پتیاں کر دے

خندہ نگذارد نگردد منثنی
وہ مسکراناہیں چھوڑتا ہے اور نہ مرجھائیگا

گوید[3] از خارے چرا غم بغم
وہ کہتا ہے میں کانٹے سے غم میں کیوں پڑوں؟

خندہ را من خود ز خار آوردہ ام
میں نے اپنی مسکراہٹ کانٹے سے لی ہے

ہر چہ از تو یا وہ گردد از قضا
قضا کی وجہ سے جو چیز تجھ سے گم ہو جائے

تو یقیں داں کہ خریدت از بلا
تو یقین کرلے کہ اسنے تجھے مصیبت سے نجات دی ہے

ما التصوف قال وجدان الفرح
تصوف کیا ہے، کہا خوشی محسوس کرنا

فی الفواد عند اتیان الترح
دل میں دکھ آنے کے وقت

آں عقابش را عقابے داں کہ او
اِس سزا کو وہ باز سمجھ لے، جو

در ربود آں موزہ را زاں نیک خو
اُن نیک خصلت سے موزہ اُڑا لے گیا

[1] عکس۔ اولیاء اللہ کی صحبت سے کشف باطنی حاصل ہوتا ہے تاریک دل لوگوں کی صحبت دل کو بے نور بنا دیتی ہے۔ عکس۔ اللہ کے نیک بندوں کا پرتو نورانی ہوتا ہے اور خدا سے بیگانوں کا پرتو ظلماتی ہوتا ہے۔

[2] وجہ۔ موزے کے واقعہ سے یہ نصیحت حاصل کرنی چاہیئے کہ انسان کی پریشانی راحت کا سبب بنتی ہے تاکہ۔ اچانک جو حادثہ پیش آئے اُس سے اللہ کے ساتھ بدگمانی نہ کرنی چاہیئے۔ دیگر۔ تمام لوگوں کے لئے جو واقعہ پریشانی کا سبب بنے اُسکو بھی تو خنداں پیشانی سے قبول کر۔ تاکہ۔ اگر پھول کی پتیاں علیحدہ علیحدہ بھی کر دی جائیں تو اُس کی مسکراہٹ ختم نہ ہوگی۔

[3] گوید۔ پھول یہی سمجھتا ہے کہ میری ہر چیز عدم سے وجود میں آئی ہے لہٰذا کسی جزو کے عدم کی طرف لوٹنے سے ناخوشی مناسب نہیں ہے۔ خار۔ یعنی مصیبت، عدم یا وہ۔ گم، یعنی کسی چیز کے فوت ہو جانے کو کسی مصیبت سے نجات کا سبب سمجھو۔ ما التصوف۔ تصوف کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اِس بات کا عادی ہو جائے، ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ فرح۔ خوشی۔ ترح۔ دکھ۔

www.pdfbooksfree.pk

تا رہاند پاشں را از زخمِ مار
تاکہ آپ کے پاؤں کو سانپ کے زخم سے بچائے

اے خُنک[1] عقلے کہ باشد بے غبار
قابلِ مبارکباد ہے وہ عقل جو بے غبار ہے

گفت لَا تَاسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ
فرمایا جو تم سے جاتا رہے اُس پر غم نہ کرو

اِنْ اَتَی السَّرْحَانُ وَارْدِیْ شَاتَکُمْ
اگر بھیڑیا آجائے، اور تمہاری بکری ہلاک کردے

گفت ہر چہ آں فوت شد غمگیں مشو
فرمایا جو چیز فوت ہوجائے (اُسپر) غمگین نہ بن

زانکہ گر رُشد کُہنہ آید باز نو
کیونکہ اگر پُرانی جاتی رہی ہے نئی پھر آجائیگی

گر بلا آید ترا اندُہ مَبَر
اگر تجھ پر مصیبت آئے غم نہ کر

ور زیاں بینی غم آں ہم مخور
اگر تو نقصان دیکھے اُس کا غم نہ کھا

کاں[2] بلا دفعِ بلاہائے بزرگ
کیونکہ وہ مصیبت بڑی مصیبتوں کیلئے دافع ہے

واں زیاں مانعِ زیانہائے سُترگ
اور وہ نقصان بڑے نقصانوں کو مانع ہے

راحتِ جاں آمد اے جاں فوتِ مال
اے عزیز! مال کا فوت ہونا جان کی حفاظت ہے

مال چوں جمع آمد اے جاں شد وبال
اے عزیز! جب مال جمع ہوجاتا ہے وبالِ جان ہوجاتا ہے

اِستدعائے آں مرد از موسیٰ علیہ السلام زبانِ بہائم و

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا چوپایوں اور پرندوں کی زبان سیکھنے کی درخواست

طیور و قبول کردنِ موسیٰؑ با امرِ حق

اور اُن کا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسکو قبول کرلینا

گفت موسیٰؑ را یکے مردِ جواں
ایک نوجوان نے (حضرت) موسیٰؑ سے عرض کیا

کہ بیا موزم زبانِ جانوراں
کہ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے

تا بُوَد[3] کز بانگِ حیوانات سُود
ہوسکتا ہے کہ حیوانات اور درندوں کی آواز سے

عبرتے حاصل کُنم در دینِ حق
اللہ کے دین میں کوئی عبرت حاصل کرلوں

چوں زبانہائے بنی آدمؑ ہمہ
چونکہ تمام اولادِ آدمؑ کی زبانیں

در پئے آبست و نان و دمدمہ
روٹی، اور پانی، اور مکر کے لئے ہیں

بُوَد کہ حیوانات را وِردِ دِگر
ہوسکتا ہے کہ حیوانات کا کوئی دوسرا معمول

باشد از تدبیرِ ہنگامِ گذر
ہو، مرنے کے وقت کی تدبیر کا

گفت موسیٰؑ رو گذر کن زیں ہوس
(حضرت) موسیٰؑ نے فرمایا جا اِس ہوس سے

کایں خطر دارد بسے در پیش و پس
کیونکہ یہ آگے اور پیچھے بہت سے خطرے رکھتا ہے

[1] اے خُنک یعنی وہ عقل قابلِ مبارکباد ہے جو قضا پر راضی ہو اور اُس پر شکوک و شبہات کا غبار بالکل نہ ہے۔ گفت۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے "کسی فوت شدہ چیز پر غم نہ کرو" اِنْ اَتٰی۔ اِس کا تعلق قرآنی آیت سے نہیں ہے۔ سرحان۔ بھیڑیا۔

[2] کاں بلا۔ انسان کی ایک مصیبت بہت سی بڑی مصیبتوں سے نجات کا سبب بنتی ہے۔ راحتِ جاں مال کی تباہی جان کی راحت کا سبب بن جاتی ہے استدعا۔ اِس قصہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ مال تباہ ہونے سے جان بچی ورنہ جان کی ہلاکت ہوتی۔

[3] تا بُود۔ جانوروں کی زبان سیکھنے والے نے کہا کہ انسانوں کی تمام باتیں تو دنیا داری کی ہیں شاید... جانوروں کی باتیں آخرت سے متعلق ہوں تو میں اُنسے عبرت حاصل کرلوں گا۔ وِرد۔ عبادت کا معمول۔ ہنگامِ گذر۔ موت کا وقت۔

www.pdfbooksfree.pk

عبرت[1] و بیداری از یزداں طلب — نہ از کتاب و از مقال و حرف و لب

عبرت اور آگاہی خدا سے مانگ — نہ کتاب اور گفتگو اور حروف اور ہونٹوں سے

گرم تر شد او زآں منعش کہ کرد — گرم تر گردد ہمی از منع مرد

وہ اُس روکنے سے اور زیادہ (سر) گرم ہو گیا — روکنے سے انسان اور مُصر ہو جاتا ہے

گفت[2] اے موسیٰ چو نورِ تو بتافت — ہر چہ چیزے بود از تو چیز یافت

اُسنے کہا اے موسیٰؑ جب سے آپ کا نور نمودار ہوا ہے — جو کچھ بھی تھا اُس نے آپ سے کچھ پایا

مر مرا محروم کردن زیں مُراد — لائقِ لُطفت نباشد اے جواد

اِس مقصد سے مجھے محروم کرنا — اے سخی! آپ کی مہربانی کے مناسب نہیں ہے

ایں زماں قایم مقامِ حق توئی — پاس باشد کہ مرا مانع شوی

اِس وقت آپ اللہ (تعالیٰ) کے نائب ہیں — اگر آپ مجھے منع کریں گے، تو مایوسی ہو گی

گفت[2] موسیٰؑ یارب ایں مرد سلیم — سُخرہ کردستش مگر دیوِ رجیم

(حضرت) موسیٰ نے فرمایا اے خدا! اِس بھولے انسان کو — شاید ملعون شیطان نے اُس کو بہکایا ہے

گر بیاموزم زیاں کارش بُود — ور نیاموزم دلش بدمی شود

اگر میں سکھا دوں وہ اِسکے لئے نقصان دہ ہو گا — اگر نہیں سکھاتا ہوں تو اِس کا دل بُرا ہو گا

گفت اے موسیٰؑ بیاموزش کہ ما — رد نہ کردیم از کرم ہرگز دُعا

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے موسیٰ! اُسکو سکھا دے کیونکہ ہم نے — کرم سے ہرگز دعا رد نہیں کی ہے

گفت یارب اُو پشیمانی خورد — دست خاید جامہا را بر درد

(موسیٰؑ نے) فرمایا اے خدا! وہ شرمندہ ہو گا — ہاتھ چبائے گا کپڑے پھاڑے گا

نیست[3] قدرت ہر کسے را سازوار — عجز بہتر مایۂ پرہیزگار

قدرت ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے — عاجزی، پرہیزگار کے لئے بہت اچھا سرمایہ ہے

فقر زیں رُو فخر آمد جاوداں — کہ بتقوے ماند دستِ ناتواں

اِسی لئے فقر ہمیشہ فخر ہے — ناتواں ہاتھ پرہیزگاری میں رہتا ہے

زاں غنا و زاں غنی مردود شد — کہ ز قدرت صبر ہا بدرود شد

اِسی لئے مالداری اور مالدار مردود ہوا ہے — کہ قدرت کے وقت بہت سے صبر رخصت ہو جاتے

آدمی را عجز و فقر آمد اماں — از بلائے نفسِ پُر حرص و غماں

آدمی کے لئے عجز اور فقر (باعثِ) امن ہے — حرص اور غموں سے بھرے نفس کی مصیبت سے

---

[1] عبرت کتاب اور گفتگو سے حاصل نہیں ہوتی خدا کا عطیہ ہے اللہ سے مانگ۔ گرم۔ حضرت موسیٰ کے انکار سے اُس کا اصرار اور بڑھ گیا اِس لئے کہ یہی انسانی مزاج ہے۔ گفت۔ وہ حضرت موسیٰؑ سے اِصرار میں یہ باتیں کہنے لگا۔

[2] گفت۔ اُس کے اصرار سے عاجز آکر حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے۔ اے موسیٰؑ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس کو سکھا دو۔ گفت یارب۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ اگر اُس کو سکھا دوں گا تو وہ اُس کے نتائج سے شرمندہ ہو گا اور افسوس کرے گا۔

[3] نیست۔ بااختیار اور باقدرت ہونا ہر شخص کے لئے بہتر نہیں ہوتا ہے قدرت کا نہ ہونا انسان کو پرہیزگار بناتا ہے، فقر میں انسان کو بہت سے گناہوں پر قدرت نہیں ہوتی اِسی لئے وہ باعثِ فخر ہے مالدار اپنی مالداری کے ذریعہ بہت سے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے اِس لئے مردود ہو جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

آں غم آید ز آرزوہائے فضول — کہ بداں خو کردہ است آں صید غول

بیکار آرزوؤں سے غم پیدا ہوتا ہے — جن کی اس شیطان کے قیدی نے عادت ڈال لی ہے

آرزوئے گل بود گل خوارہ را — گلشکر نگوارد آں بیچارہ را

مٹی کھانے والے کو مٹی کی تمنا ہوتی ہے — اس بے چارے کو گلقند گوارا نہیں ہوتا ہے

وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ با ما خوش چیزے کہ استدعا می کند بعضے را ازاں

اللہ تعالیٰ کی جانب سے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو وحی آنا، کہ اس کو کچھ تھوڑا سا سکھا دو جس کی وہ درخواست کرتا ہے

گفت یزداں توبدہ بایست او — بر گشا در اختیار آں دست او

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا تو اسکی مراد پوری کردے — اختیار میں اس کا ہاتھ کھول دے

اختیار آمد عبادت را نمک — ورنہ نی گردد بنا خواہ ایں فلک

اختیار، عبادت کا نمک ہے — ورنہ بغیر ارادہ کے یہ آسمان (بھی) طواف کر رہا ہے

گردش او را نہ اجر و نے عتاب — کاختیار آمد ہنر وقت حساب

اس کی گردش کا نہ ثواب ہے نہ عذاب ہے — کیونکہ حساب کے وقت، اختیار معیار ہے

جملہ عالم خود مسبح آمدند — نیست آں تسبیح جبری مزدمند

تمام عالم خود تسبیح پڑھنے والے ہیں — (لیکن) وہ جبری تسبیح، اجر کا سبب نہیں ہے

تیغ در دستش نہ از عجزش بکن — تا کہ غازی گردد او یا راہزن

اس کے ہاتھ میں تلوار دیدے اسکا عجز ختم کردے — تاکہ وہ غازی بنے، یا ڈاکو

زانکہ کرمنا شد آدم ز اختیار — نیم زنبور عسل نیمیش مار

اختیار کی وجہ سے (بنی) آدم کرمنا کا مصداق بنا — اس کا نصف شہد کی مکھی، نصف سانپ ہے

مومناں کان عسل زنبور وار — کافراں خود کان زہر ہمچو مار

مومن شہد کی مکھی کی طرح شہد کی کان ہیں — کافر زہر کی کان میں سانپ کی طرح ہیں

زانکہ مومن خورد بگزید نبات — تا چو نحلے گشت ریق او حیات

کیونکہ مومن نے اچھے بوٹے کھائے ہیں — یہاں تک کہ شہد کی مکھی کیطرح اسکا لعاب (آب حیات) بنا ہے

کی بھی۔ کرمنا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔ مومناں۔ نیک عمل کرنیوالے دوسروں کے لئے بھی راحت کا سبب ہیں۔ کافراں۔ کافر دوسروں کے لئے بھی مصیبت ہیں۔

۱؎ آں غم۔ مالدار میں غلط قسم کی تمنائیں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے وہ فکر میں مبتلا رہتا ہے اور اس کی عادت ایسی بگڑ جاتی ہے کہ صحیح چیز اس کو موافق ہی نہیں آتی۔ بایست۔ خواہش۔ اختیار۔ یعنی اب تو وہ جانوروں کی باتیں سمجھنے سے عاجز ہے اسکو قدرت اور اختیار عطا کردے۔ اختیار۔ انسان کا اختیار ہی اسکو جزا اور سزا کا مستحق بناتا ہے مضطر کے فعل کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ عبادات میں چونکہ بندہ کے اختیار کو دخل ہے اس لئے اسمیں خوبی ہے آسمان کی گردش اضطراری ہے لہٰذا نہ اسپر ثواب کا ترتب ہے نہ عقاب کا حساب۔ اللہ تعالیٰ جس وقت محاسبہ کریگا تو انسان کے اختیاری اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

۲؎ جملہ۔ کائنات میں سے ہر چیز اللہ کی تسبیح خواں ہے لیکن یہ انکی اضطراری تسبیح ہے لہٰذا اسپر انکو کوئی ثواب نہ ملے گا۔ مزدمند۔ مزدوری کے قابل۔ تیغ۔ جب تک انسان کے پاس تلوار نہ ہو.....

..... وہ نہ غازی بن سکتا ہے نہ ڈاکو بن جائے تو پھر غازی ہونے کا ثواب یا ڈاکو ہونے کا عذاب مرتب ہوگا۔

۳؎ زانکہ۔ انسان کو کرمنا کی فضیلت اسی لئے حاصل ہوئی ہے کہ اس میں برائی کی بھی قدرت ہے اور بھلائی

www.pdfbooksfree.pk

بازکافر خورد شربت از صدید
پھر کافر نے پیپ کا شربت پیا

ہم ز قوتش زہر شد در وے پدید
اُس کی غذا سے بھی اُس میں زہر پیدا ہو گیا

اہلِ الہامِ خدا عینُ الحیات
خدا کے اِلہام والے (آبِ) حیات کا چشمہ ہیں

اہلِ تسویل ہوا سمُّ الممات
خواہشِ نفسانی کے طمع والے موت کا زہر ہیں

در جہاں[1] ایں مدح و شاباش و ہے
دنیا میں یہ تعریف اور شاباش اور واہ واہ

ز اختیار ست و حفاظ و آگہے
اختیار اور مروّت اور آگاہی کی وجہ سے ہے

جملہ رنداں چونکہ در زنداں روند
تمام اوباش جب قید خانے میں جائیں گے

متقی و زاہد و حق خواں شوند
متقی اور پرہیزگار اور اللہ کو پکارنے والے بن جائینگے

چونکہ قدرت رفت کاسد شد عمل
چونکہ قدرت جاتی رہی، عمل کھوٹا ہو گیا

ہیں کہ تا سرمایہ نستاند اجل
خبردار! موت سرمایہ کو نہ چھین لے

قدرت ست سرمایۂ سودست ہیں
آگاہ! نفع کا سرمایہ تیری قدرت ہے

وقتِ قدرت را نگہدار و ببیں
قدرت کے وقت کی نگہداشت کر اور دیکھ لے

آدمی بر خنگ[2] کرّ مُنا سوار
انسان، کرّ مُنا کے گھوڑے پر سوار ہے

در کفِ درکش عنانِ اختیار
اُس کی عقل کے ہاتھ میں اختیار کی باگ ہے

باز موسےٰؑ داد پند اورا بمہر
(حضرت) موسیٰؑ نے محبت سے پھر اُسے نصیحت کی

کہ مُرادت زرد خواہد کرد چہر
کہ تیری مُراد چہرہ پیلا کر دے گی

ترکِ ایں سودا بگو و ز حق بترس
اِس جنون کو چھوڑ اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈر

دیو داد ستت برائے مکر درس
شیطان نے مکر کیلئے تجھے سبق پڑھایا ہے

ہیں برو در دِ سرِ خود کم طلب
خبردار! اپنا دردِ سر نہ مول لے

کایں مُرادت افگند در صد تعب
کیونکہ یہ تیری مراد سینکڑوں مشقتوں میں ڈالدیگی

قانع[3] شدن آں مرد طالب بتعلیم زبانِ مرغ خانگی و سگ و اجابت کردن موسیٰ علیہ السلام اورا

اُس طالب انسان کا گھریلو مُرغ اور کُتّے کی زبان سیکھنے پر قانع ہو جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اُس کو مان جانا

گفت بارے نطقِ سگ کو بر درست
اُس نے کہا کم از کم کتّے کی بولی جو دروازہ پر ہے

نطقِ مرغِ خانگی کاہل پرست
گھریلو مُرغ کی بولی جو پَر دار ہے

---

[1] در جہاں۔ دنیا میں جس قدر تعریفیں ہیں وہ انسان کے اختیاری اُفعال پر ہیں۔

[2] جملہ رنداں۔ دوزخ میں جاکر دوزخی عبادت کرینگے لیکن وہ اُنکی اضطراری عبادت ہوگی جو غیر معتبر ہے۔ ہیں۔ انسان کو اُس وقت کی قدر کرنی چاہیئے جس میں اُس کو اختیار حاصل ہے وہی اُسکے نفع کا سرمایہ ہے جب قدرت باقی نہ رہیگی اُس وقت کی نیکی بیکار ہے۔

[2] خنگ۔ سفید گھوڑا سفید۔ درک۔ ادراک، عقل۔ عنان۔ باگ۔ کہ مُرادت۔ یعنی اگر تو جانوروں کی بولی جان گیا تو شرمندہ ہوگا۔ ہیں۔ جانوروں کی بولی جاننا تیرے لئے دردِ سر بنے گا۔ تعب۔ مشقت۔

[3] قانع۔ پہلے وہ متمنی تھا کہ سب جانوروں کی بولی جان جائے اب اِس پر راضی ہو گیا کہ صرف اپنے گھر کے مرغ اور کُتّے کی بولی جان لے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] موسیٰ ہیں تو دانی زور رسید — نطق ایں ہر دو شود بر تو پدید

(حضرت) موسیٰؑ نے فرمایا ہاں تو جان لیگا اُس (اللہ) سے — اِن دونوں کی بولی تجھے معلوم ہو جائے گی

بامدادان از برائے اِمتحاں — ایستاد او منتظر بر آستاں

(اجازت) آگئی
صبح کو آزمایش کے لئے — وہ چوکھٹ پر منتظر کھڑا ہو گیا

خادمہ سُفرہ بیفشاند و فتاد — پارۂ نانِ بیات آثارِ زاد

خادمہ نے دسترخوان جھاڑا اور گرا — باسی روٹی کا ٹکڑا، کھانے کا بقیہ

در ربود آنرا خروسے چوں گرو — گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو

مُرغ اُس کو گروی (چیز) کی طرح اُچک لے گیا — کُتّے نے کہا جا، تو نے ہم پر ظلم کیا

دانۂ گندم[2] تو انی خورد و من — عاجزم از دانہ خوردن در وطن

تو گیہوں کا دانہ کھا سکتا ہے اور میں — وطن میں دانہ کھانے سے عاجز ہوں

گندم و جو را و باقی حبوب — می توانی خورد و من نے اے طروب

گیہوں اور جَو اور باقی دانے — اے مست! تو کھا سکتا ہے اور میں نہیں کھا سکتا

ایں لبِ نانے کہ قسمِ ماست آں — می رُبائی ایں قدر را از سگاں

یہ روٹی کا ٹکڑا جو ہمارا حصّہ ہے — اِتنے کو (بھی) تو کُتّوں سے اُچک لیتا ہے

جواب خروس سگ را

مُرغ کا کُتّے کو جواب

پس خروسش گفت تن نن غم مخور — کہ خدا بدہد عوض زیں بہ دگر

پھر مُرغ نے اُس سے کہا چُپ ہو جا غم نہ کر — کیونکہ اللہ (تعالیٰ) اِس سے بہتر دوسرا بدلہ دیگا

اسپِ ایں خواجہ سَقَط[3] خواہد شدن — روزِ فردا سیر خور کم کُن حزن

اِس آقا کا گھوڑا مر جائے گا — کل کو پیٹ بھر کر کھانا، غم نہ کر

مرگِ سگاں را عید باشد مرگِ اسپ — روزی وافر[4] بود بے جہد و کسب

گھوڑے کا مرنا کُتّوں کی عید ہوتی ہے — بغیر محنت اور کمائی کے بہت خوراک ہوتی ہے

اسپ را بفروخت چوں بشنید مرد — پیشِ سگ شد آں خروسک روئے زرد

مرد نے جب سُنا، گھوڑا فروخت کر دیا — وہ بیچارہ مُرغ کُتّے کے آگے شرمندہ ہوا

روزِ دیگر ہمچناں ناں را ربود — آں خروس و سگ بر و لب بر گشود

دوسرے دن بھی اِسی طرح سے روٹی لے اُڑا — وہ مُرغ، اور کُتّے نے اُس پر لب کشائی کی

[1] گفت موسیٰؑ: حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ کی جانب سے مجھے اُس کے سکھانے کی اجازت آگئی ہے تو اب جان جائیگا۔ امتحان۔ اِس آزمائش کے لئے کہ بولی سمجھنے لگا ہے یا نہیں۔ نانِ بیات۔ باسی روٹی۔ چوں گرو۔ یعنی جس طرح رہن رکھنے والا رہن کی چیز پر قبضہ کرتا ہے۔

[2] دانۂ گندم۔ کُتّے نے کہا تو نے مجھ پر ظلم کیا یہ روٹی میرا حصّہ تھی تو دانہ چُگ سکتا ہے میں صرف روٹی کھا سکتا ہوں۔ در وطن۔ جنگل میں کتا ہر چیز کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ حبوب۔ دانے۔ طروب۔ مست۔ لبِ نان۔ روٹی کا ٹکڑا۔

[3] سَقَط۔ قاف کے سکون کے ساتھ، چوپایہ کا مرنا۔ حزن۔ غم۔

[4] وافر۔ بھرپور۔ روئے زرد۔ چونکہ مُرغ کی پیشگوئی کے مطابق کُتّے کو مردہ گھوڑا کھانے کو نہ ملا تو مُرغ شرمندہ ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk

کائے خروسِ عشوہ[1] دہ چندیں دروغ
کہ اے مرغ! مکار اِس قدر جھوٹ

ظالمی و کاذبی و بے فروغ
تو ظالم ہے، اور تو جھوٹا ہے، اور بے اعتبار ہے

اسپ کش گفتی سقط گردد کجاست
وہ گھوڑا جس کے بارے میں تو نے کہا تھا کہ مرے گا

کور اختر گوئی محرومی زراست
تو اندھا نجومی ہے، سچائی سے محروم ہے

گفت اورا آں خروسِ باخبر
اُس باخبر مرغ نے اُس سے کہا

کہ سقط شد اسپ او جائے دگر
کہ اُس کا گھوڑا دوسری جگہ مر گیا ہے

اسپ را بفروخت جست او از زیاں
گھوڑے کو فروخت کر دیا اور نقصان سے بچ گیا

آں زیاں انداخت او بر دیگراں
اُس نے وہ نقصان دوسروں پر ڈال دیا

لیک فردا اشتر[2]ش گردد سقط
لیکن کل کو اُس کا خچر مرے گا

مر سگاں را باشد آں نعمت فقط
وہ صرف کتوں کے لئے نعمت رہے گا

زود اشتر را فروشید آں حریص
اُس لالچی نے فوراً خچر بیچ ڈالا

یافت از غم وز زیاں آں دم مخیص
اُس وقت (بھی) وہ رنج اور نقصان سے نجات پا گیا

روزِ ثالث گفت سگ با آں خروس
تیسرے دن کتے نے اُس مرغ سے کہا

اے امیرِ کاذباں با طبل و کوس
اے نقارے اور گھنٹے کے ساتھ جھوٹوں کے سردار

تا بکے گوئی دروغے بے فروغ
تو نہ چلنے والا جھوٹ کب تک بولے گا؟

دوغی اے نااہل دوغی دوغ دوغ
اے نااہل! تو جھا جھ ہے تو جھا جھ ہے جھا جھ جھا جھ

گفت او بفروخت اشتر را شتاب
کہا، اُس نے خچر جلدی سے بیچ دیا

لیک فردایش غلام آید مصاب
لیکن کل کو اُس کا غلام بیمار پڑے گا

بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا
کتوں اور مانگنے والوں پر اُسکے رشتہ دار بہا دینگے

چوں غلامِ او بمیرد نانہا
جب اُس کا غلام مرے گا روٹیاں

ایں شنید و آں غلامش را فروخت
یہ سنا اور اُس نے اُس غلام کو بیچ ڈالا

رست از خسران[3] و رُخ را بر فروخت
نقصان سے بچ گیا اور چہرے کو روشن کر لیا

شکرہا می کرد و شادیہا کہ من
شکریئے ادا کرتا تھا اور خوشیاں کہ میں

رستم از سہ واقعہ اندر زمن
زمانے میں تین حادثوں سے بچ گیا

تا زبانِ مرغ و سگ آموختم
جب سے میں نے مرغ اور کتے کی بولی سیکھ لی ہے

دیدۂ سوء القضا را دوختم
بُری قضا کی آنکھ سی دی ہے

[1] عشوہ۔ مکر و فریب۔ اختر گو۔ ستاروں کی باتیں کرنے والا نجومی اگر اندھا ہو تو وہ ستاروں کی رفتار نہیں دیکھ سکتا اِس لئے اُس کی پیش گوئیاں غلط ہونگی۔

[2] اشتر۔ خچر۔ سقط۔ چونکہ مُرغ اُس کو نہ کھا سکے گا۔ مخیص۔ چھٹکارا، نجات۔ باطبل۔ یعنی ڈنکے کی چوٹ جھوٹ بولنے والا۔ دوغ۔ چھاچھ۔ مصاب۔ بیمار۔

[3] رُخ۔ یعنی نقصان سے بچنے پر سُرخرو ہو گیا۔ سہ واقعہ۔ گھوڑے خچر اور غلام کا نقصان۔ دیدۂ۔ یعنی اب بُری تقدیر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

www.pdfbooksfree.pk

خجل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سہ وعدہ

تین وعدوں کے جھوٹے ہونے سے، مُرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا

روزِ دیگر آں سگِ محروم گفت
کاے خروسِ ژاژ خا کو طاق و جُفت

دوسرے دن اُس محروم کتے نے کہا
اے بکواسی مُرغ! اکہرا اور دُہرا کہاں ہے؟

چند چند آخر دروغ و مکرِ تو
خود نہ پُر دُجز دروغ از وکرِ تو

تیرا مکر اور جھوٹ آخر کس قدر؟
تیرے گھونسلے سے سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں اُڑتا ہے

گفت حاشا از منِ و از جنسِ من
کہ بگردیم از دروغے مُمتحن

اُس نے کہا مجھ سے اور میری قوم سے بعید ہے
کہ ہم کسی جھوٹ میں مبتلا ہوں

ما خروساں چوں مؤذن راستگو
ہم رقیبِ آفتاب و وقت جُو

ہم مُرغ، مؤذن کی طرح سچ بولنے والے ہیں
ہم سورج پر نظر رکھنے والے اور وقت کی جستجو کرنے والے ہیں

پاسبانِ آفتابیم از دروں
گر کُنی بالائے ما طشتے نگوں

ہم اندر سے سورج کے نگہبان ہیں
اگر تو ہم پر طشت اوندھا کر دے

پاسبانِ آفتاب اند اولیا
در بشر واقف ز اسرارِ خدا

اولیاء سورج کی نگہداشت کرنے والے ہیں
انسانوں میں خدا کے رازوں سے واقف ہیں

اصلِ ما راحق پئے بانگ و نماز
داد ہدیہ آدمی را در جہاز

ہماری نسل اللہ (تعالیٰ) نے نماز کی اذان کیلئے
سامان میں، آدمی کو ہدیہ میں دی ہے

گر بنا ہنگام سہو ما رود
در اذاں آں مقتلِ ما می شود

اگر بے وقت ہم سے بھول ہو جائے
اذان میں، وہ ہمارے قتل کا سبب بنتی ہے

گفتِ ناہنگام حَیَّ عَلَی الْفَلَاح
خونِ ما را می کُند خوار و مُباح

بے وقت حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہنا
ہمارے خون کو ذلیل اور جائز کر دیتا ہے

آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط
آں خروسِ وحیِ جاں آمد فقط

وہ جو بے گناہ، اور غلطی سے پاک ہے
وہ صرف روح کی وحی کا مُرغ ہے

آں غلامش مُرد پیشِ مُشتری
شُد زیانِ مُشتری آں یکسری

اُس کا وہ غلام خریدار کے پاس مر گیا
وہ بالکل خریدار کا نقصان ہوا

او گریزانید مالش را ولیک
خونِ خود را ریخت آں دزدِ نیک

اُس نے اپنا مال بچا لیا، لیکن
اُس نے اپنا خون بہایا، اِسکو خوب سمجھ لے

---

۱ طاق و جفت۔ وہ بہت سی پیشگوئیاں جو تو نے کی تھیں۔ ذکر پرند کا گھونسلا۔ مستحن۔ آزمائش میں پڑا ہوا۔ ماخروساں۔ مُرغ صبح صادق کے وقت بولتا ہے۔ پاسباں۔ مُرغ اگر تاریک کوٹھری میں بھی ہو تو اُس کو صبح صادق کا احساس ہو جاتا ہے۔ اولیاء جس طرح مُرغ آسمانی سورج کا پاسبان ہو اسی طرح اولیاء حق تعالیٰ کے پاسبان ہیں اور انسانوں میں جو اسرارِ خداوندی ہیں اُن کو پہچان لیتے ہیں۔

۲ در جہاز۔ سامان یا لشکر نوحؑ کی کشتی یعنی مرغوں کو خدا نے صبح کے نماز کے وقت کی... اطلاع دینے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ گر بنا ہنگام۔ جو مُرغ بے وقت اذان دیتا ہو اُس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ آنکہ معصوم۔ مُرغ سے غلطی ہو جاتی ہے معصوم صرف انبیاء ہیں یا جبرئیل جو وحی لاتے تھے۔

۳ آں غلامش۔ مالک نے مُرغ سے غلام کے مرنے کی پیشگوئی سُن کر اُس غلام کو جلد فروخت کر ڈالا اور وہ خریدار کے پاس جا کر مر گیا۔ آگے۔ اُس مالک نے اپنا مال بچا لیا اور نقصانات سے بچ گیا لیکن نتیجہ میں اُس کی جان ہلاک ہوئی۔

www.pdfbooksfree.pk

یک[۵۱] زیاں دفعِ زیانہا می شود — جسم و مالِ ماست جانہا را فدے
ایک نقصان بہت سے نقصانات کا دفعیہ ہوجاتا — ہمارا جسم، اور مال جانوں کا فدیہ ہے

پیشِ شاہاں در سیاست گستری — میدہی تو مال و سر را می خری
بادشاہوں کے روبرو، انصاف کرنے میں — تو مال دے دیتا ہے اور سر بچا لیتا ہے

اعجمی[۵۲] چوں گشتۂ اندر قضا — می گریزانی ز داور مال را
چونکہ قضا (خداوندی) کے معاملہ میں تو بیگانہ ہے — اللہ (تعالیٰ) سے تو مال کو چھپاتا ہے

زانکہ مالت بر تو گر صدقہ شود — آں زیانے نیست سود تو بود
کیونکہ تیرا مال، اگر تجھ پر قربان ہوجائے — وہ نقصان نہیں ہے، تیرا نفع ہوتا ہے

خبر دادن خروس از مرگ آں خواجہ
مرغ کا آقا کے مرنے کی خبر دینا

لیک فردا خواہد او مُردن یقین — گاؤ خواہد کشت وارث در حنین
لیکن وہ کل کو یقیناً مرے گا — (اس کے) غم میں وارث گائے ذبح کرے گا

صاحبِ خانہ بخواہد مُرد و رفت — روزِ فردا نک رسیدت لوتِ زفت
گھر کا مالک مرے گا اور جائے گا — کل کو تجھے ضرور چکنی غذا ملے گی

پارہائے نان و لا لنگ و طعام — در میانِ کوئے یابد خاص و عام
روٹی کے ٹکڑے، اور لنگر، اور کھانا — ہر خاص و عام گلی میں پائے گا

گاوِ قربانی و نانہائے تُنک — بر سگان و سائلاں ریزد تُبک
قربانی کی گائے، اور ہلکی چپاتی — کتوں اور بھکاریوں پر بہائے گا

مرگِ اسپ و استر و مرگِ غلام — بُد قضا گردانِ ایں مغرورِ خام
گھوڑے اور خچر کا مرنا، اور غلام کا مرنا — اِس متکبر، ناتجربہ کار کی قضا کو ٹالنے والا تھا[۵۳]

از زیانِ مال و دردِ آں گریخت — مال افزوں کرد و خونِ خویش ریخت
یہ مال کے نقصان، اور اس کی تکلیف سے بھاگا — اُس نے مال بڑھایا، اور اپنا خون بہایا

ایں ریاضتہائے درویشاں چراست — کاں بلا بر تن بقائے جانہاست
یہ درویشوں کے مجاہدے کیوں ہیں؟ — اِس لئے کہ جسم کی تکلیف جانوں کی بقا ہے

تا بقائے خود نہ بیند سالکے — چوں کُند تن را سقیم و ہالکے
جب تک سالک اپنی بقا نہ دیکھے — تو جسم کو بیمار اور فنا کیوں کرے؟

۵۱ یک زیاں۔ ایک نقصان لفظاً و قدر میں بہت سے نقصانوں کا دفعیہ ہوتا ہے۔ پیشِ شاہاں۔ دنیاوی عدالتوں میں انسان مال خرچ کر کے جان بچاتا ہے۔
۵۲ اعجمی۔ بیگانہ، اجنبی۔ حنین۔ رونا۔ لوتِ زفت۔ قیمتی غذا۔ لا لنگ۔ لنگر خانہ۔ ناتجربہ کار۔
۵۳ ریخت۔ اگر مال ضائع ہوجاتا تو جان بچ جاتی۔ ریاضتہائے۔ یعنی مجاہدوں کی محنت۔ سالک۔ سلوکِ معرفت طے کرنے والا جو نکہ فنا جسم میں بقائے روح سمجھتا ہے اسی لئے ریاضتوں میں بدن کو گھلاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

دَست[1] کے جُنبَد بایثار و عمل
ایثار اور عمل میں ہاتھ تب ہلے

تا نہ بیند دادہ را جانش بدَل
جب تک کہ دیئے ہوئے کا بدلہ جان کیلئے نہ سمجھ لے

آنکہ بدہد بے اُمید و سود ہا
جو بغیر امید اور نفع کے دیتا ہے

آں خدایست، آں خدایست، آں خدا
وہ تو خدا ہے، وہ خدا ہے، وہ خدا ہے

یا وَلِیِّ حق کہ خُوئے حق گرفت
یا اللہ کا دوست جس نے اللہ کے اخلاق حاصل کر لئے

نور گشت و تابشِ مُطلق گرفت
جو نور بن گیا ہے اور مُطلق چمک حاصل کر لی ہے

کو غنی ست و جُزو جملہ فقیر ہیں
کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور اُسکے علاوہ سب محتاج ہیں

کے فقیرے بے عوض گوید کہ گیر
محتاج بغیر بدلے کے کب کہتا ہے کہ لے لے

تا نہ بیند کود کے کہ سیب ہست
جب تک بچہ نہ دیکھ لے کہ سیب ہے

اُو پیازِ گندہ را نَدہد ز دست
وہ بدبودار پیاز کو نہیں چھوڑتا ہے

اینہمہ بازار بہرِ ایں غرض
یہ تمام بازار (والے) اسی غرض سے

بر دُکانہا شستہ بر بُوئے عوض
بدلے کی اُمید پر دُکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں

صد متاعِ[2] خوب عَرضہ می کُنند
سینکڑوں عمدہ سامان پیش کرتے ہیں

واندرونِ دل عوضہا می تنند
اور دل میں بدلوں کی فکر کرتے ہیں

یک سلامے نشنوی اے مَردِ دیں
اے دیندار! تو ایک سلام بھی نہ سنے گا

کہ نگیرد آخرت آں آستیں
جو بالآخر (تیری) آستین نہ پکڑے

بے طمع نشنیدہ ام از خاص و عام
میں نے (کسی) خاص و عام سے بغیر لالچ کے نہیں سنا

مَن سلامے اے برادر والسلام
ایک سلام (بھی) اے بھائی! والسلام

جُز سلامِ حق تو ہیں آں را بجُو
سوائے اللہ (تعالیٰ) کے سلام کے تو فوراً اسکی جستجو کر

خانہ خانہ جا بجا و کُو بکُو
گھر گھر، جگہ جگہ، اور کوچے کوچے

از دہانِ[3] آدمی خوش مَشام
صحیح الدماغ آدمی کے مُنہ سے

ہم پیامِ حق شنودم ہم سلام
میں نے سنا ہے اللہ (تعالیٰ) کا پیغام بھی (اور) سلام بھی

دیں سلامِ باقیاں بر بُوئے آں
بقیہ لوگوں کا سلام (بھی) اسی کی خوشبو کی وجہ سے

من ہمی نوشم بدل خوشتر ز جاں
میں دل سے سنتا ہوں جو جان سے زیادہ پیارا ہے

زاں سلامِ اُو سلامِ حق شُدست
اس کا سلام تو اللہ تعالیٰ کا سلام بن گیا ہے

کاتش اندر دُود و مانِ خود زدست
کیونکہ اُس نے اپنے خاندان کو آگ لگا دی ہے

---

[1] دست۔ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ عوض اور بدلہ کے لالچ میں کرتا ہے۔ آنکہ۔ بے غرض کام کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یا ولی چونکہ اولیاء اللہ اخلاقِ خداوندی حاصل کر لیتے ہیں لہٰذا انکے کام بھی غرض سے خالی ہوتے ہیں۔ کو غنی۔ اللہ کے کام بغیر غرض کے اسلئے ہیں کہ وہ بے نیاز ہے اور انسان کے کام غرض پر اسلئے مبنی ہیں کہ وہ فقیر و محتاج ہے۔ تا نہ بیند۔ بچہ بھی جب تک اچھا عوض نہیں دیکھ لیتا اپنی چیز نہیں دیتا ہے۔ دنیا کے سارے کاروبار بدلے اور عوض کی بنیاد پر چلتے ہیں۔

[2] متاع۔ سامان، تاجر اپنے عمدہ قسم کے سامان گاہک کو بدلے کے لالچ میں دکھاتے ہیں۔ یک سلامے۔ دنیا میں جو کسی وقت ایک سلام بھی کرتا ہے کسی نہ کسی وقت اس کا بدلہ لینے کیلئے دامن پکڑتا ہے۔

[3] جُز۔ اللہ کیجانب سے جو سلام پہنچتا ہے وہ غرض سے خالی ہوتا ہے۔

از دہانِ۔ میں نے اہل اللہ کی زبان سے اللہ کا پیام سلام سنا ہے میں اسی سلام کی تو قع پر عوام کا سلام دل و جان سے قبول کرتا اور سنتا ہوں کہ شاید انہیں کوئی اصلاح کا سلام ہو۔ زاں سلام۔ اہل اللہ کا سلام اللہ کا سلام اسوجہ سے ہو گیا ہے کہ انھوں نے اپنے آپکو فنا کر دیا ہے اب وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہیں اسلئے انکی زبان پر جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

مُردہ اَست از خود شدہ زندہ بربت — زاں بُود اَسرارِ حق شُش در دو لب
وہ فانی بالذات ہے، باقی باللہ ہے — اسی لئے اُس کے دونوں ہونٹوں میں چھ اسرار ہوتے ہیں

مُردنِ[1] تن در ریاضت زندگی ست — رنج ایں تن رُوح را پایندگی ست
ریاضت میں جسم کا مرنا، زندگی ہے — اِس جسم کی تکلیف، روح کی استواری ہے

گوش بنہادہ بُد آں مرغِ خبیث — می شنید او از خروش ایں حدیث
وہ خبیث انسان کان لگائے ہوئے تھا — یہ بات وہ اپنے مرغ سے سُن رہا تھا

دو بدان آں شخص سُوئے موسیٰؑ بزنہار چوں خبر مرگ خود بشنید
اُس شخص کا حضرت موسیٰؑ کی طرف پناہ کیلئے دوڑنا جبکہ اُس نے اپنی موت کی خبر سُنی

چوں شنید این ہا رواں شد تیز تفت — بر درِ موسیٰؑ کلیم اللہ رفت
جب اُس نے یہ سُنا تیزی اور تندی سے دوڑا — حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کے دروازے پر گیا

رُو ہمی مالید بر خاک او زبیم — کہ مرا فریاد رس زیں اے کلیم
وہ خوف سے زمین پر چہرہ رگڑ رہا تھا — کہ اے کلیم! اِس (مسئلے) میں میری مدد کیجئے

گفت رَو بفروش خود را او برہ — چونکہ اُستا گشتہ بر جہ زچہ
فرمایا جا اپنے آپ کو بیچ ڈال اور چھٹکارا پالے — چونکہ تو ماہر بن گیا ہے، کنوئیں سے کودنا کیا

بر مُسلماناں[2] زیاں انداز تو — کیسہ و ہمیانہا را کُن دو تو
تو مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے — ہمیانیوں اور تھیلی کو دوگنا کرلے

مَن درونِ خشت دیدم ایں قضا — کہ در آئینہ عیاں شد مر ترا
میں نے اِس قضا کو اینٹ میں سے دیکھ لیا ہے — جو آئینہ میں، تجھ پر ظاہر ہوئی ہے

عاقلِ اوّل بیند آخر را بدل — اندر آخر بیند از دانش مُقل
عقلمند شروع میں دل سے انجام کو دیکھ لیتا ہے — عقل کا کوتاہ، آخر میں دیکھتا ہے

باز زاری کرد کاے نیکو خصال[3] — مَر مرا بر سر مزن بر رُو ممال
وہ پھر رویا، کہ اے نیک عادت! — میرے سر پر نہ ماریئے، مُنہ پر نہ لیجئے

از مَن آں آمد کہ بُودم ناسزا — ناسزایم را تو دِہ حُسن الجزا
مجھ سے وہی ہوا کیونکہ میں نالائق تھا — مجھ نالائق کو آپ اچھا بدلہ دے دیجئے

گفت تیرے جست از شستِ اے پسر — نیست سُنّت کاید آں واپس بسر
فرمایا اے بیٹا! تیر کمان سے نکل گیا — سنتِ الٰہی نہیں ہے کہ وہ دوبارہ واپس آئے

---

[1] مُردنِ تن۔ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جسم کو فنا کیا جاتا ہے تو روح زندہ اور قوی ہوتی ہے، اہل اللہ کو یہ درجہ اسی لئے حاصل ہوتا ہے۔ گوش۔ جانوروں کی بولی سیکھ لینے والے نے مُرغ سے جب اپنی موت کی خبر سُنی تو گھبرا کر حضرت موسیٰؑ کے پاس بھاگ کر گیا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰؑ کا لقب ہے کیونکہ کوہِ طور پر اُنکی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ہوتی تھی۔ گفت حضرت موسیٰؑ نے طنزاً فرمایا کہ دوسری چیزوں کو فروخت کرکے جس طرح تو نقصان سے بچا اسی طرح اپنے آپ کو بھی فروخت کردے۔

[2] بر مسلماناں۔ مرنے والی چیزیں دوسروں کے ہاتھ فروخت کرکے تو نے اُن کو نقصان پہنچایا اور اپنی تھیلی بھری۔ مَن درون۔ یہ باتیں جبکہ بالکل پردۂ خفا میں تھیں میں اسی وقت سمجھ گیا تو اپنے بُرے انجام کو اب سمجھا ہے۔ مُقل۔ نادار، مُفلس۔

[3] خصال۔ خصلت کی جمع ہے، عادت۔ مَر مرا۔ یعنی مجھے اب زیادہ شرمندہ نہ کیجئے۔ از مَن۔ میں تو نالائق تھا مجھ سے ناوقفی سرزد ہوئی۔ آپ مجھ نالائق کو اچھا بدلہ عطا کردیں۔ نیست سُنّت۔ یعنی عام طور پر سُنّتِ الٰہی یہی ہے کہ قضا و قدر نہیں ٹلتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

لیک در خواہم ز تو کو دادری[1] — تا کہ ایماں آں زماں با خود بری

ہاں بہترین انصاف والے سے میں درخواست کرونگا — تاکہ تو اس وقت اپنے ساتھ ایمان لے جائے

چونکہ ایماں بردہ باشی زندہ — چونکہ با ایماں روی پائندہ

جب تو ایمان کو (ساتھ) لیجائے گا، تو زندہ ہے — جبکہ تو ایمان کے ساتھ جائے گا، ٹھیک رہے گا

ہم در اندام حال بر خواجہ بگشت — تا دلش شوریدہ آورد ند طشت

اسی وقت، آقا کا حال دگرگوں ہوگیا — یہانتک کہ اس کا دل متلایا، لوگ طشت لائے

شورش مرگ ست بے ہیضہ طعام — قے چہ سودت دارد اے بد بخت خام

موت کی متلی ہے، نہ کہ کھانے کی بدہضمی — اے بدبخت ناقص! قے تیرے لئے کیا مفید ہے

چار کس بردند تا سوئے دُشاق — ساق می مالید او بر پشت ساق

(اس کو) چار آدمی گھسہ تک لے گئے — وہ پنڈلی پر پنڈلی رگڑتا تھا

پند موسیٰ[2] نشنوی شوخی کنی — خویشتن بر تیغ پولادی زنی

تو حضرت موسیٰؑ کی نصیحت نہیں سنتا ہٹ دھرمی کرتا ہے — اپنے آپ کو فولاد کی تلوار پر مارتا ہے

شرم ناید تیغ را از جان تو — آن تست ایں اے برادر آن تو

تیری جان (لینے سے) تلوار کو شرم نہیں آتی ہے — اے بھائی! یہی تیرا حصہ ہے، تیرا حصہ ہے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس شخص کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرنا

گفت موسیٰؑ در مناجات آں سحر — کای خدا ایماں از دمستاں مبر

اس صبح کو حضرت موسیٰؑ نے دعا میں عرض کیا — کہ اے خدا! اس کا ایمان نہ لے، نہ چھین

بادشاہی کن برو ببخشا کہ او — سہو کرد و خیرہ روئی و غلو

شاہی برت اس کو بخش دے کیونکہ اس نے — غلطی، اور شوخی، اور زیادتی کی ہے

گفتمش[3] ایں علم نے در خورد تست — دفع پندارید گفتم راو سست

میرے نے اس سے کہا تھا! کہ یہ علم تیرے لائق نہیں ہے — میری بات کو اس نے ناں معقول اور کمزور سمجھا

دست را بر اژدہا آں کس زند — کہ عصا را دستش اژدرہا کند

اژدھے پر وہ شخص ہاتھ ڈالے — جس کا ہاتھ، لاٹھی کو اژدہا بنا دے

سر غیب آں را سزد آموختن — کہ تواند لب ز گفتن دوختن

غیب کا راز سیکھنا اس کے لئے مناسب ہے — جو بولنے سے ہونٹ سی سکے

---

[1] دادری۔ انصاف۔ تاکہ۔ یعنی تو مومن مرے تیرا مومن مرنا ہی اصل زندگی حاصل کرنا ہے۔ ہم دراں دم حضرت موسیٰؑ اس سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ اس کو متلی شروع ہوگئی۔ طشت۔ تاکہ وہ طشت میں قے کرے فرش خراب نہ ہو۔ شورش۔ موت کی قے سے آرام حاصل نہیں ہوتا بدہضمی کی قے باعث سکون ہوتی ہے۔۔۔ چار کس۔ یعنی چارپائی پر ڈالکر چار آدمی اٹھا کر لے گئے۔ ساق۔ پنڈلی سے پنڈلی رگڑنا نزع کی کیفیت سے کنایہ ہے۔

[2] پند موسیٰؑ۔ مولانا کا مقولہ ہے کہ قضاء قدر سے ٹکرانا اپنی موت مول لینا ہے آن تست۔ ایسے لوگوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔

[3] مناجات۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا۔ بادشاہی۔ یعنی اس گنہگار کی خطا پر اسکی گرفت نہ فرما اپنی شہنشاہی کا مظاہرہ فرما کر اس کو معاف کردے۔

[4] گفتمش۔ مناجات میں حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ دفع۔ میری بات کو اس نے ٹالنے پر محمول کیا۔ دست۔ یعنی خطرے میں پڑنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ سانپ پر حضرت موسیٰؑ جیسا شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے خدائی رازوں سے وہ واقفیت حاصل کرے جس میں ضبط کی طاقت ہو اور ہونٹ نہ ہلائے۔

www.pdfbooksfree.pk

در خور[1] دریا نشد جز مرغ آب
دریائی پرند کے سوا دریا کے لائق نہیں ہے

فہم کن واللہ اعلم بالصواب
سمجھ جا، اور اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے

او بدریا رفت و مرغابی نبود
وہ دریا میں گھس گیا اور دریائی پرند نہ تھا

گشت غرقہ دست گیرش اے ودود
ڈوب گیا، اے خدا اسکی دستگیری فرما

اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو اللہ تعالیٰ کا قبول فرمالینا

گفت بخشیدم بدو ایماں نعم
فرمایا ہاں میں نے اُس کو ایمان بخشا

ور تو خواہی ایں زماں زندش کنم
اگر تو چاہے تو میں اُس کو ابھی زندہ کردوں

بلکہ جملہ مُردگانِ خاک را
بلکہ زمین کے تمام مُردوں کو

ایں زماں زندہ کنم بہرِ تو ما
ہم تیرے لئے ابھی زندہ کردیں

گفت[2] موسیٰؑ ایں جہانِ مُردنست
(حضرت) موسیٰؑ نے عرض کیا یہ فنا کا جہان ہے

آں جہاں انگیز کاں بجا روشنست
اُس جہان میں اٹھالے کیونکہ وہ روشن جگہ ہے

ایں فنا جا چوں جہانِ بُودنیست
یہ فنا کی جگہ ہے چونکہ ہمیشہ رہنے کا جہان نہیں ہے

باز گشتِ عاریت پس سُودنیست
عارضی واپسی ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے

رحمتے افشاں بر ایشاں ہم کنوں
اُن پر اب رحمت نازل فرما

در نہا نخانہ لدینا محضرون
"لدینا محضرون" کے مخفی مقام میں

تا بدانی کہ زیانِ جسم و مال
خبردار سمجھ جا کہ جسم اور مال کا نقصان

سُودِ جاں باشد رہاند از وبال
جان کا نفع ہے (اُسکی) وبال سے رہائی دیدیتا ہے

پس ریاضت را بجاں شو مشتری
پس مجاہدے کو (دل و) جان سے اختیار کر

چوں سپردی تن بخدمت جاں بری
جب تو جسم کو خدمت میں لگا دیگا نجات پاجائیگا

ور[3] ریاضت آیدت بے اختیار
اور اگر بلا ارادہ تجھ سے ریاضت ہوجائے

سر بنہ شکرانہ دہ اے کامیار
اے کامیاب اطاعت کر، شکر ادا کر

چوں حقت داد آں ریاضت شکر کن
جب اللہ (تعالیٰ) نے تجھے وہ ریاضت عطا کردی تو شکر ادا کر

تو نکردی او کشیدت زامر کن
تو نے خود نہیں کی اُسنے تجھے کن کے حکم کے ذریعہ کھینچا ہے

جسمانی تکالیف پہنچتی ہیں وہ بھی اختیاری مجاہدوں کا کام کرتی ہیں اسپر انسان کو شکر ادا کرنا چاہیے۔ امر کن جو جسمانی مصائب بحکم خداوندی پہنچتے ہیں وہ ریاضت اور مجاہدے کا کام کرتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے مجاہدے میں لگا دیا ہے لہٰذا وہ مصائب مزید شکر کا سبب ہیں۔

[1] در خور۔ پانی میں گھسنا آبی جانور کا کام ہے۔ او بدریا۔ یہ شخص اہل نہ تھا اور راز سے واقفیت حاصل کرکے تباہ ہوا۔ ودود۔ بہت محبت کرنے والا، خدا کا نام ہے۔ گفت حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول فرماکر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم نے اُس کو ایمان عطا کیا اگر تم چاہو تو ہم اُس کو دوبارہ زندگی بخش دیں۔ بلکہ۔ اور صرف اُسے ہی نہیں ہم تمام مردوں کو تمہاری دعا سے زندگی بخش دیں۔

[2] گفت موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا یہ دنیا تو فنا کی جگہ ہے یہاں اگر آپ دوبارہ بھی زندہ کریں تو آخر فنا ہے عالم آخرت کی زندگی دائمی ہے وہ اسکو بخش دیجئے اور دوسرے مُردوں پر جو عدم کے خانے میں ہیں آپ کے دربار میں حاضر ہیں اُن پر رحم فرمادیجئے۔ لدینا۔ قرآن پاک میں مُردوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ یعنی تمام مخلوق ہمارے سامنے حاضر شدہ ہے۔ تا بدانی مولانا اس قصہ کے نتیجہ میں فرماتے ہیں یہ سمجھ لو کہ جسم اور مال کا نقصان جان کا نفع اور وبال سے رہائی کا سبب بنتا ہے۔ پس انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدے کرکے جسم کو گھٹائے تاکہ روح کا بڑھاوا حاصل ہو۔

[3] ور ریاضت۔ جس طرح عمداً مجاہدے کرکے جسم کو گھٹانے کا نتیجہ روح کی بالیدگی ہے اسی طرح انسان کو تدریجی طور پر جو

www.pdfbooksfree.pk

حکایت[1] آں زن کہ فرزندش نمی زیست بحق تعالیٰ بنالید

اُس عورت کی حکایت جس کی اولاد نہیں جیتی تھی اُس نے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا

وجواب آمدن کہ ایں عوضِ ریاضت و بجائے مجاہدۂ تست

اور جواب آنا کہ یہ تیری ریاضت کا بدلہ اور مجاہدہ کے قائم مقام ہے

ایں حکایت بشنو و وعظے شمر — تا نگردی خستہ از نقص و ضرر

یہ حکایت سُن، اور نصیحت حاصل کر — تاکہ تو نقصان اور تکلیف سے خستہ (دل) نہ ہو

آں زنے ہر سال زائیدے پسر — بیش از شش مہ نبودے عمر ور

وہ عورت ہر سال لڑکا جنتی — (لیکن) وہ چھ ماہ سے زیادہ عمر والا نہ ہوتا

یا سہ مہ یا چار مہ گشتے تباہ — نالہ کرد آں زن کہ افغاں اے الٰہ

تین مہینے یا چار مہینے میں تباہ ہو جاتا — وہ عورت روئی کہ اے خدا! فریاد ہے

نہ مہم بارست و سہ ماہم فرح — نعمتم زودتر رود از قوسِ قزح

میرے لئے نو مہینے تکلیف اور تین مہینے خوشی ہو — میری نعمت دھنک کمان سے زیادہ جلدی جانے والی ہے

پیشِ مردانِ خدا کرد ے نفیر — زیں شکایت آں زن از دردِ فقیر

خاصانِ خدا کے سامنے شکایت کرتی — وہ عورت، اِس تکلیف کے ہولناک درد سے

بیست[2] فرزندانِ چنیں در گور رفت — آتشے در جانِ او افتاد و تفت

اِس طرح بیس بچے قبر میں گئے — شورش اور آگ اُس کی جان میں لگ گئی

تا شبے بنمود او را جنتے — باغِ سبزے خوشے بے منتے

یہاں تک کہ اُس کو ایک رات جنت نظر آئی — جو ایک سرسبز عمدہ بے دریغ باغ تھا

باغ گفتم نعمتِ بے کیف را — سبز گفتم خلد دارُ الضیف را

میں نے بے کیف نعمت کو باغ کہہ دیا — میں نے دائمی مہمان خانے کو سبز کہہ دیا

ورنہ لا عینٌ[3] رأت چہ جائے باغ — گفت نورِ غیب را یزداں چراغ

(باغ کہنا غلط ہے کیونکہ) باغ تو ایسا ہے کہ کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا — اللہ (تعالیٰ) نے غیبی نور کو چراغ فرمایا ہے

مثل نبود ایں مثالِ آں بگو — تا بَرد بو آنکہ او حیراں بود

مثل نہیں ہے یہ اُس کی مثال ہے — تاکہ جو حیران ہے وہ کچھ سُراغ پائے

انسانوں کی فہم کیلئے فرمادیا ہے اسی طرح جنت کا ذکر ہے ورنہ جنت کی حقیقت فہم سے بالاتر ہے بمثل میم کے کسرہ کے ساتھ کسی چیز کی مثل وہ چیز ہوتی ہے جو تمام صفات میں اُسکے برابر ہو مثال کے لئے یہ ضروری نہیں ہے معمولی سی مشابہت بھی اگر ہے تو اُس کو مثال کہا جاسکتا ہے۔

---

[1] حکایت۔ اِس حکایت سے یہ بھی سمجھایا ہے کہ اُس عورت کے قدرتی مصائب اُسکے مراتب کی بلندی کا سبب تھے۔ وعظے۔ یعنی اِس قصہ سے نصیحت حاصل کرلے۔ نمیرد۔ یعنی اُس کا بچہ چھ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہتا تھا۔ یا سہ۔ یعنی چار مہینے میں مرجاتا۔ نہ مہم۔ اُس عورت نے یہ شکوہ کیا کہ نو ماہ حمل کی مصیبت جھیلتی ہوں اور صرف تین چار ماہ بچہ سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ قوسِ قزح۔ دھنک کمان تھوڑی دیر کے لئے نمودار ہوتی ہے۔ نفیر۔ نالہ و فریاد۔ دردِ فقیر۔ دردِ نادار والا درد۔

[2] بیست۔ اُس عورت کے متواتر بیس بچے اِس طرح مرے تو اُن مصائب نے اُس کے لئے مجاہدوں کا کام کیا اور اُس پر اسرارِ غیب نمودار ہونے لگے۔ تا شبے۔ ایک رات اسرارِ غیب اِس طرح نمودار ہوئے کہ اُس نے خواب میں جنت دیکھی۔

[3] لا عینٌ۔ جنت کے متعلق ایک حدیثِ قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیز تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ وہ کسی انسان کے دل میں گزریں۔ گفت نور۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے نور کو چراغ محض

www.pdfbooksfree.pk

حاصل آں را دید آں زن مست شد — زاں تجلی آں ضعیف از دست شد

خلاصہ یہ کہ اس (عورت) نے اسکو دیکھا وہ عورت بیہوش ہوگئی — اس تجلی سے وہ کمزور عورت بیہوش ہوگئی

دید در قصرے[1] نبشتہ نام خویش — آں خود دانستش آں محبوب کیش

اس نے ایک محل پر اپنا نام لکھا دیکھا — اس نیک اطوار نے اس کو اپنا جانا

بعد ازاں گفتند کایں نعمت ترا است — کو بجانبازی بجز صادق نخواست

اسکے بعد انھوں نے (اس سے) کہا کہ یہ نعمت تیری ہو — جس نے جانبازی سے سوائے خدا کے کچھ نہ چاہا ہو

خدمتِ بسیار می بایست کرد — مر ترا تا برخوری زیں داشت خورد

بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیئے — تاکہ تو اس ناشتہ سے فائدہ حاصل کرے

چوں تو کاہل بودی اندر التجا — آں مصیبتہا عوض دادت خدا

چونکہ تو دعا کرنے میں سست تھی — خدا نے اس کے بدلے میں تجھے وہ مصیبتیں دیدی ہیں

گفت یارب تا بصد سال و فزوں — ایں چنینیم دہ بریز از من تو خوں

اسنے عرض کیا اے خدا! سو سال اور زیادہ تک — مجھے اسی طرح (مصیبتیں) دے میرا خون بہادے

اندراں باغ او چو آمد پیش بیش — دید در وے جملہ فرزندان خویش

اس باغ میں جب وہ زیادہ آگے آئی — اس نے اس میں اپنے سب بچے دیکھے

گفت از من گم شد از تو گم نشد — بے دو چشمِ غیب کس مردم نشد

اسنے عرض کیا مجھ سے وہ گم ہوئے تجھ سے گم نہیں ہوئے — غیب کی دونوں آنکھوں کے بغیر کوئی انسان نہیں

تو نکردی[2] فصد واز بینی دوید — خونِ افزوں تا زتب جانت رہید

تو نے فصد نہ کرائی اور ناک سے نکلا — بڑھا ہوا خون حتیٰ کہ تیری جان بخار سے بچ گئی

مغزِ[3] ہر میوہ بہ است از پوستش — پوست داں تن را و مغز آں دوستش

ہر پھل کا مغز، اس کے چھلکے سے بہتر ہے — جسم کو چھلکا سمجھ، اور اس کے دوست کو مغز سمجھ

مغز نغزے دارد آخر آدمی — یک دمے آں را طلب گرداں دمی

آخر آدمی (بھی) عمدہ مغز رکھتا ہے — تھوڑی دیر کیلئے اسکی طلب کر اگر تو اس خون کو

در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی میں بغیر زرہ کے آنا

در جوانی حمزہ عمِ مصطفےٰ — باز رہ می شد مدام اندر وغا

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (حضرت) حمزہؓ جوانی میں — ہمیشہ جنگ میں، زرہ پہن کر آتے

[1] قصر: محل۔ صادق: یعنی اللہ تعالیٰ۔ خدمت۔ یہ بھی بالتعریض نبی کا مقولہ ہے کہ اس مکان کے حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ عبادت کی ضرورت ہے۔ چونکہ یہ مکان تجھے ملنا تھا اور چونکہ تو عبادت میں ذرا کاہل تھی خدا نے تیرے لئے مصیبتیں مقدر کردی ہیں تاکہ وہ عبادات کے قائم مقام بن جائیں۔ بے دو چشم۔ یعنی جب تک اسرار غیبی کی دیکھنے والی آنکھیں میسر نہ آجائیں انسان انسان نہیں بنتا ہے۔

[2] تو نکردی جس قدر مصائب ہیں اُن میں حکمتیں ہیں اور وہ مصائب بسا اوقات انسان کے فائدہ کے لئے نازل کئے جاتے ہیں۔ اس طرح سمجھو کہ کسی شخص میں خون کی زیادتی تھی لیکن وہ فصد نہیں کھلوا رہا تھا قدرت نے اس کی نکسیر جاری کردی جس سے وہ بخار سے بچ گیا۔

[3] مغز۔ ہر پھل میں مغز ہوتا ہے جو چھلکے سے افضل ہے اسی طرح انسان میں ایک مغز ہے جو روح ہے دوسرا چھلکا ہے جو جسم ہے۔ اگر انسان آدم کی اولاد ہے تو اسکو اپنے باپ کیطرح روح کا مربی اور طالب بننا چاہیئے۔ در آمدن۔ اس حکایت سے یہ بتانا ہے کہ حفاظت کی چیز روح ہے جسم نہیں۔ نغز۔ اچھا۔ مدام۔ ہمیشہ۔ وغا۔ جنگ

www.pdfbooksfree.pk

اندر آخر چونکہ در غزو آمدے
آخر (عمر) میں جب وہ جہاد میں آتے

بے زرہ خود را بصفہا[1] بر زدے
بغیر زرہ کے اپنے آپ کو صفوں سے بھڑا دیتے

اندر آخر حمزہؓ چوں در صف شدے
آخر (عمر) میں جب (حضرت) حمزہؓ صف میں آتے

بے زرہ سرمست در غزو آمدے
جہاد میں بغیر زرہ کے مست ہو کر آتے

سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش
سینہ کھلا ہوا، جسم برہنہ، آگے آگے

در فگندے در صف شمشیر خویش
اپنے آپ کو تلواروں کی صف میں ڈال دیتے

خلق پرسیدند کاے عمِ رسولؐ
لوگوں نے دریافت کیا کہ اے رسولؐ کے چچا!

اے ہزبر صف شکن شاہِ فحول
اے صفوں کو شکست دینے والے شیر بہادر اور کے بادشاہ!

نے تو لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلٰی
کیا آپ نے نہ ڈالو تم اپنے آپ کو

تہلکہ خواندی زپیغامِ خدا
ہلاکت میں" اللہ کے پیغام میں نہیں پڑھا ہے؟

پس چرا تو خویش را در تہلکہ
پھر کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں

می در اندازی چنیں در معرکہ
ڈالتے ہیں، اس طرح میدانِ جنگ میں؟

چوں جواں بودی و زفت و سخت زہ
جب آپ جوان اور بھاری اور سخت کمان تھے

تو نمی رفتی سوئے صف بے زرہ
تو آپ صف کی جانب بغیر زرہ کے نہیں جاتے تھے

چوں شدی پیر و ضعیف و منحنی[2]
جب آپ بوڑھے، اور کمزور اور کبڑے ہو گئے

پر دہاے لَا اُبَالِی می زنی
(تو) بے پروائی کا راگ الاپتے ہیں

لَا اُبَالِی وار با تیغ و سناں
بے پروائی کے ساتھ تلوار اور نیزہ لے کر

می نمائی دار و گیر و امتحاں
جنگ، اور زور آزمائی کرتے ہیں

تیغ حرمت می ندارد پیر را
تلوار، بوڑھے کا احترام نہیں کرتی ہے

کے بود تمییز تیغ و تیر را
تلوار اور تیر کو تمیز کہاں ہے

کے روا باشد کہ شیرے ہمچو تو
کب مناسب ہوگا کہ آپ جیسا شیر

کشتہ گردد زار بر دستِ عدو
دشمن کے ہاتھ سے بُری طرح قتل ہو؟

زیں نسق غمخوارگانِ بے خبر
بے خبر، ہمدرد اس طرح کی

پند میدادند اورا از عبر[3]
عبرتوں سے اُن کو نصیحت کرتے تھے

جوابِ حمزہ رضی اللہ عنہ مر آں خلق را

اُن لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جواب

[1] بصفہائے۔ یعنی دشمن کی صفیں۔ ہزبر۔ پھاڑنے والا شیر۔ فحول۔ فحل کی جمع ہے نر۔ لَا تُلْقُوْا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ بعض مفسرین نے تہلکہ کے معنی ترکِ جہاد کے لئے ہیں جیسا کہ بخاری شریف کی ایک روایت بتاتی ہے تو اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو تباہ نہ کرو۔

[2] منحنی۔ کوزہ پشت۔ لاابالی۔ بے پروا۔ سناں۔ بھالا۔ سلح۔ یعنی تلوار کا مٹھنے میں بڑے چھوٹے میں فرق نہیں کرتی ہے۔

[3] از عبر۔ عبرت کی باتوں سے نصیحت کرتے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت حمزہؓ چونکہ بودم من جواں
(حضرت) حمزہ نے فرمایا جبکہ میں جوان تھا

مرگ[1] می دیدم وداعِ ایں جہاں
اِس دنیا کو چھوڑنا، موت سمجھتا تھا

سوئے مُردن کس برغبت کے رود
موت کی طرف رغبت سے کون جاتا ہے؟

پیشِ اژدرہا برہنہ کے شود
اژدھوں کے آگے کون ننگا ہوتا ہے؟

لیک از نورِ محمدؐ من کنوں
لیکن اب محمدؐ کے نور سے

نیستم ایں شہرِ فانی را زبوں
میں اِس فانی شہر کا پابند نہیں ہوں

از برونِ حس ز لشکرگاہِ شاہ
حواس سے باہر، شاہ کی لشکرگاہ کو

پُر همی بینم ز نورِ حق سپاہ
اللہ کے نور کے سپاہیوں سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں

خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب
خیمے ہی خیمے، طنابیں ہی طنابیں

شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب
اُس کا شکر ہے جس نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا ہے

آنکہ[2] مُردن پیشِ چشمش تہلکہ است
جس کی نگاہ میں مرنا ہلاکت ہے

امرِ "لا تلقوا" بگیرد او بدست
وہ "نہ ڈالو" کا حکم ہاتھ میں تھامے

آنکہ مُردن پیشِ او شد فتحباب
جس کے لئے مرنا باب (رحمت) کا کھلنا بنگیا ہے

سارِعُوا آید مر او را در خطاب
اُس کیلئے خاص "جلد کرو" کا خطاب آیا ہے

الحذر اے مرگ بینان بادِرُوا
ڈرو اے موت سمجھنے والو، بازی لے جاؤ

العجل اے حشر بینان سارِعُوا
جلدی کرو، اے حشر سمجھنے والو پھرتی کرو

الصلا اے لطف بینان اِفرحُوا
دعوت ہے اے مہربانی سمجھنے والو خوش ہو جاؤ

البلا اے قہر بینان اِترحُوا
مصیبت ہے، اے قہر سمجھنے والو! غم کرو

ہر[3] کہ یوسفؑ دید جاں کردش فدا
جس نے یوسفؑ سمجھا اُس نے جان قربان کی

ہر کہ گرگش دید برگشت از ہدا
جس نے اُسکو بھیڑیا سمجھا وہ ہدایت سے برگشتہ ہوا

مرگِ ہر یک اے پسر ہمرنگِ اوست
اے بیٹا! ہر شخص کی موت اُس کے ہمرنگ ہے

پیشِ دشمن دشمن و بر دوست دوست
دشمن کے سامنے دشمن، دوست کیلئے (دوست ہے)

پیشِ ترک آئینہ را خوش رنگی است
ترک کے سامنے آئینہ خوش رنگ ہے

پیشِ زنگی آئینہ ہم زنگی است
حبشی کے سامنے آئینہ بھی حبشی ہے

---

[1] مرگ۔ یعنی آنحضورؐ کے فیض سے قبل میں اِس موت کو موت سمجھتا تھا اب اُس موت کو ابدی زندگی کا سبب سمجھتا ہوں۔ وداع۔ رخصت کرنا۔ شہرِ فانی۔ دنیا یعنی اب دنیاوی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں بالکل حقیر نظر آتی ہے۔ از برونِ حس۔ اب عالمِ غیب کا میدان دیکھتا ہوں جس میں خیمہ در خیمہ اللہ کے نور کے سپاہی مقیم ہیں۔ شکر۔ میں آنحضورؐ کی ذات کا شکر گزار ہوں جن کی وجہ سے مجھے یہ عالمِ غیب کے اسرار نظر آتے ہیں۔

[2] آنکہ۔ جو شخص شہادت اور موت کو ہلاکت سمجھتا ہو اُس کے لئے لا تلقوا کا حکم ہے۔ آنکہ مردن۔ جو شخص موت اور شہادت کو اسرارِ غیبی کا دروازہ کھلنا سمجھتا ہے اُس کے لئے سارِعُوا کا حکم ہے۔ سارِعُوا۔ قرآنِ پاک میں ہے وَسارِعُوا اِلیٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ اور تم جلدی کرو اپنے رب کی جانب سے مغفرت کی طرف۔ الصلا۔ یعنی یہ موت خوانِ نعمت کی طرف دعوت اُن لوگوں کیلئے ہے جو اسکو اللہ کی مہربانی سمجھتے ہیں۔ البلا۔ جو لوگ موت کو مصیبت سمجھتے ہیں اُن کیلئے یہ بلا ہے۔

[3] ہر کہ۔ جو موت کو یوسفؑ کی طرح محبوب سمجھتا ہے وہ اُسپر جان قربان کر دیتا ہے جو اسکو بھیڑیا سمجھتا ہے وہ بھاگتا ہے اور گمراہ ہوتا ہے۔ مرگ۔ موت ہر شخص سے وہی معاملہ کرتی ہے جسکی وہ موت سے توقع رکھتا ہے جو اسکو دوست سمجھتا ہے اُسکے ساتھ دوستوں کا معاملہ کرتی ہے جو اسکو دشمن سمجھتا ہے اُسکے ساتھ وہ دشمنوں کا سا معاملہ کرتی ہے۔ پیشِ ترک۔ موت کی مثال آئینہ کی سی ہے انسان جیسا طور ہے ویسا ہی اُسکے لئے آئینہ ہے اگر ترک اور حسین ہے تو آئینہ بھی اُسکے

www.pdfbooksfree.pk

آنکہ[1] می ترسی ز مرگ اندر فرار — ترست از خویش ست ای جان ہوشدار

تو جو بھاگنے میں موت سے ڈرتا ہے گ — اے جان سمجھ لے تیرا ڈر خود اپنے آپ سے ہے

زشت روئے تست نے رخسار مرگ — جانِ تو ہمچوں درخت و مرگ برگ

تیرا چہرہ بھدا ہے، نہ کہ موت کا رخسار — تیری جان درخت کی مانند ہے اور موت پتا ہے

از تو رستست ار نکویست ار بدست — ناخوش و خوش بر ضمیرت از خودست

وہ تجھ سے آگی ہے خواہ اچھی ہے خواہ بری ہے — تیرے دل پر بری اور اچھی تیری وجہ سے ہے

گر بخارے خستۂ خود کشتۂ — ور حریر و قز دری خود رشتۂ

اگر تو کانٹے سے زخمی ہوا ہے تو نے خود بویا ہے — اور اگر تو ریشمین اور پشمینہ کے کپڑے میں ہے تو نے خود کاتا ہے

لیک نبود فعل ہمرنگِ جزا — ہیچ خدمت نیست ہمرنگِ عطا

لیکن عمل جزا کا ہمرنگ نہیں ہوتا ہے — کوئی خدمتگذاری، بخشش کے ہمرنگ نہیں ہے

مزدِ[2] مزدوراں نمی ماند بکار — کاں عرض دیں جوہرست و پائدار

مزدوروں کی مزدوری کام کے مشابہ نہیں ہے — کیونکہ وہ عرض ہے، اور یہ پائیدار جوہر ہے

آں ہمہ سختی و زورست و عرق — دیں ہمہ سیم ست و زرست و طبق

وہ سب سختی، اور طاقت، اور پسینہ ہے — یہ سب چاندی ہے، اور سونا ہے اور طباق ہے

گر ترا آید ز جائے تہمتے — کرد مظلومت دعا در محنتے

اگر تجھ پر کسی جگہ تہمت لگے — مظلوم نے مصیبت میں تیرے لئے بددعا کی ہے

تو[3] ہمی گوئی[4] کہ من آزادہ ام — بر کسے من تہمتے ننہادہ ام

تو کہتا ہے کہ میں بے قصور ہوں — میں نے کسی پر تہمت نہیں رکھی ہے

تو گناہے کردۂ شکلِ دگر — دانۂ کشتی دانہ کے ماند ببر

تو نے دوسری صورت کا گناہ کیا ہے — تو نے دانہ بویا ہے، دانہ پھل کے مشابہ کب ہوتا ہے؟

او زنا کرد و جزا صد چوب بود — گوید او من کے زدم کس را بعود

اس نے زنا کیا، اور سزا سو دُرّے ہوئے — وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی کو دُرّے کب لگائے ہیں؟

نے جزائے آں زنا بود ایں بلا — چوب کے ماند زنا را در جزا

کیا اس زنا کی سزا یہ بلا نہیں ہے؟ — دُرّے، زنا سے سزا میں کہاں مشابہ ہیں؟

تو دانہ اور پھل میں ظاہری کوئی مشابہت نہیں ہے۔ او زنا کرد۔ زنا کی سزا سو دُرّے ہیں تو زنا اور سو دُرّوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔

---

[1] آنکہ۔ جو موت سے ڈرتا ہے تو وہ دراصل اپنے آپ سے ہی ڈرتا ہے۔ زشت۔ اگر انسان خود بھیانک ہے تو موت اُسکو بھیانک نظر آئے گی انسان اور موت کی مثال درخت اور پتوں کی سی ہے جیسا درخت ہوگا ویسے ہی پتے ہونگے۔ اچھی موت کی اچھائی اور بُرائی خود انسان کی اچھائی اور بُرائی پر موقوف ہے۔ گرخارے۔ موت ہی نہیں بلکہ جو بُرائی اور بھلائی انسان کو پیش آتی ہے وہ خود اُس کی کمائی اور پرداختہ ہوتی ہے۔ یک انسان کے اعمال کی جزا اور سزا صورت کے اعتبار سے اعمال سے مشابہ نہیں ہوتی ہے۔

[2] مزد۔ دنیا میں انسان کو کام کی جو اُجرت ملتی ہے وہ بھی کام سے مشابہ نہیں ہوتی ہے اُس کا عمل عرض ہوتا ہے مزدوری جوہر ہوتی ہے عمل محنت اور مشقت ہوتا ہے مزدوری روپیہ پیسہ ہوتی ہے۔ گر ترا۔ اگر انسان دنیا میں کسی برائی سے متہم ہوتا ہے تو وہ کسی ایسے مظلوم کی بددعا کا نتیجہ ہوتا ہے جس پر اُس نے ظلم کیا ہو

[3] تو ہمی گوئی۔ اگر تو کہنے لگے کہ میں نے تو کسی پر تہمت نہیں دھری تھی مجھے سزا بصورت تہمت کیوں ملی تو یہ تیری غلطی ہے۔ تو دانا بوتا ہے اور اُس کا پھل پاتا ہے

www.pdfbooksfree.pk

مار[1] کے ماند عصا را اے کلیم
اے کلیم! سانپ لاٹھی سے مشابہ کہاں ہے؟

تو بجائے آں عصا آب منی
تو نے اس عصا کی بجائے منی کا نطفہ

یار شد یا مار شد آں آب تو
تیرا وہ نطفہ یار بنا یا سانپ بنا

ہیچ[2] ماند آب آں فرزند را
نطفہ، اس بیٹے سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟

چوں سجودے یار کوعے مرد کشت
جب کسی نے سجدہ یا رکوع بویا

چونکہ پرّید از دہانش حمد حق
جب اس کے منہ سے اللہ کی تعریف نکلی

حمد و تسبیحت نماند مرغ را
تیری حمد اور تسبیح پرند کے مشابہ نہیں ہے

چوں نہ دستت رست ایثار و زکات
جب ایثار اور زکات تیرے ہاتھ سے اگی

آب[3] صبرت آب جوئے خلد شد
تیرے صبر کا پانی جنت کی نہر کا پانی ہے

ذوقِ طاعت گشت جوئے انگبیں
عبادت کا ذوق، شہد کی نہر بنا

ایں سببہا آں اثر ہا را نماند
یہ اسباب اُن نتیجوں کے مشابہ نہیں ہیں

ایں سببہا چوں بفرمانِ تو بود
یہ اسباب چونکہ تیرے حکم میں تھے

درد کے ماند دوا را اے حکیم
اے حکیم! درد دوا کے مشابہ کہاں ہے؟

چوں بیفگندی شد آں شخصے سنی
جب ڈالا تو وہ خوبصورت انسان بنا

زاں عصا چونست ایں را اعجاب تو
پھر تیرا یہ تعجب لاٹھی پر کیوں ہے؟

ہیچ ماند نیشکر مر قند را
گنا، شکر سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟

شد دراں عالم سجودِ او بہشت
اس جہان میں اس کا سجدہ بہشت بن گیا

مرغ جنت ساختش رب الخلق
رب الخلق نے اس کو جنت کا پرند بنا دیا

گرچہ نطفہ مرغ با دست و ہوا
اگرچہ پرند کا نطفہ، باد اور ہوا ہے

کشت ایں دست آں طرف نخل و نبات
اس ہاتھ نے اس طرف کھجور اور پودا بو دیا

جوئے شیر خلد مہر تست و وُد
جنت کی دودھ کی نہر تیری محبت اور دوستی ہو

مستی و شوق تو جوئے خمر بیں
اپنی مستی اور شوق کو شراب کی نہر سمجھ

کس نداند جوئش جائے آں نشاند
کوئی نہیں جانتا کہ اُن کو اُنہی جگہ کیوں بٹھایا ہے؟

چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
چاروں نہروں نے بھی تیری تابعداری کی

---

[1] مار کے ماند۔ ایک چیز جو دوسری چیز پر مرتب ہوتی ہے اُن میں ظاہری مشابہت ضروری نہیں ہے حضرت موسیٰؑ کے عصا کا نتیجہ سانپ ہے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ درد۔ درد پر دوا کا ترتب ہے اُن میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے۔ یا رشد۔ انسان کے نطفہ کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ کبھی یار و مددگار ہوتا ہے کبھی سانپ کی طرح موذی، تو جب نطفہ سے سانپ بن سکتا ہے تو لاٹھی سے سانپ بننے میں کیا تعجب ہے۔

[2] ہیچ۔ نہ نطفہ اور بچہ میں مشابہت ہے نہ گنے اور شکر میں۔ چوں سجودے۔ انسان کی عبادات کا ثمرہ اور نتیجہ بہشت ہے۔ حمد حق۔ انسان اللہ کی جو حمد و ثنا کرتا ہے وہ پرندوں کی شکل میں جنت میں اس کے لئے ہونگی۔ حمد۔ حمد اور تسبیح جو جنت میں بشکلِ پرند بنیں اگرچہ اُن میں اس قدر مناسبت ہے کہ حمد و تسبیح بھی ہوائی چیز ہے اور پرند کے نطفہ پر بھی باد اور ہوا کا غلبہ ہے لیکن دونوں میں صوری کوئی مشابہت نہیں ہے۔ چوں زدست یعنی انسان جو کار خیر کرتا ہے وہ جنت میں درختوں کی صورت میں نمودار ہوگا۔

[3] آب۔ انسان کے صبر کا پانی، پانی کی نہر کی صورت اور انسان کا جذبۂ محبت دودھ کی نہر کی شکل اختیار کریگا۔ ذوق۔ عبادت کا ذوق شہد کی نہر اور عشقِ الٰہی کی مستی اور شوق شراب کی نہر بنے گا۔ ایں سببہا۔ ان نہروں کے اسباب اُن نہروں کے مشابہ نہیں ہیں۔ ایں سببہا۔ ان چاروں نہروں کے اسباب جس طرح بندوں کے اختیار میں تھے یہ چاروں نہریں بھی جنتی کے اختیار میں ہونگی جس طرف چاہیگا وہ رواں ہو جائیگی۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر طرف خواہی روانش میکنی
جس طرف تو چاہے اُن کو جاری کرتا ہے

آں صفت چوں بُد چنانش میکنی
وہ صفت جس طرح تھی ویسا ہی تو اُنے کرتا ہے

چوں[۵۱] منی تو کہ در فرمانِ تُست
جبکہ تیری منی تیرے حکم میں ہے

نسلِ آں در امرِ تو آیند چُست
اُس کی نسل تیرے حکم میں چُست ہے

می دوَد بر امرِ تو فرزندِ تو
تیرا لڑکا تیرے حکم پر دوڑتا ہے

کہ منم جزوت کہ کردیش گرو
کہ میں تیرا جزو ہوں، جو تو نے گروی رکھا تھا

آں صفت[۵۲] در امرِ تو بُود ایں جہاں
اِس دنیا میں یہ سبب تیرے حکم میں تھا

ہم در امرِ تُست آں جُوہا رواں
وہ جاری نہریں بھی تیرے حکم میں ہیں

آں درختاں مر ترا فرماں برند
وہ درخت تیرا حکم بجا لائیں گے

کاں درختاں از صفاتت بار برند
کیونکہ وہ درخت تیری صفتوں کی وجہ سے پھلدار ہیں

چوں بامرِ تُست اینجا ایں صفات
چونکہ اِس جگہ یہ صفتیں تیرے حکم میں ہیں

پس در امرِ تُست آنجا آں جزات
تو تیرے وہ بدلے اُس جگہ تیرے حکم میں ہیں

چوں ز دستت زخم بر مظلوم رُست
جب تیرے ہاتھ سے مظلوم پر زخم لگا

آں درختے گشت زاں زقوم رُست
وہ درخت بنا اس سے تھوہر اُگا

چوں ز خشم آتش تو در دلہا زدی
چونکہ تو نے دلوں میں غصہ سے آگ لگائی

مایۂ نارِ جہنم آمدی
تو جہنم کی آگ کا سرمایہ بنا

آتشت[۵۳] اینجا چو آدم سوز بُود
اِس جگہ تیری آگ چونکہ انسان کو جلانیوالی تھی

آنچہ از وے زاد مرد افروز بُود
جو کچھ اُس سے پیدا ہوا وہ انسان کو جلانیوالا تھا

آتشِ تو قصدِ مردم میکُند
تیری آگ انسانوں کا قصد کرتی ہے

نار کز وے زاد بر مردم زند
جو آگ اُس سے پیدا ہوئی انسانوں پر جھپٹتی ہے

آں سُخنہائے چو مار و کژدمت
وہ تیری باتیں، سانپ اور بچھو جیسی

مار و کژدم گشت و میگیرد دمت
سانپ اور بچھو بنیں گے اور تیرا دم گھونٹتی ہیں

اُولیاء را داشتی در انتظار
تو نے دوستوں کو انتظار میں رکھا

انتظارِ مستخیرت گشت بار
قیامت کا انتظار تیرے لئے بار ہے

تھا تو اِس انتظار سے اُس کے لئے حشر میں وہ انتظار پیدا ہوگا جو فیصلہ کی تاخیر سے اُس کے لئے انتہائی پریشانی کا سبب ہوگا۔

۵۱ چوں منی۔ انسان کو اپنے نطفہ پر اختیار ہے اِسی طرح اُس کا نشو و نما یعنی اولاد بھی حکم کے تابع ہوتی ہے۔ می دوَد۔ اولاد باپ کے حکم کے مطابق عمل کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ ہم باپ کے جزو سے پیدا ہوئے ہیں جو اُس نے رحم مادر میں رکھ دیا تھا۔

۵۲ آں صفت جن صفات سے وہ نہریں بنیں چونکہ وہ اختیاری تھیں لہٰذا نہروں پر بھی جنتی کو اختیار حاصل ہوگا۔ درختاں۔ جنت کے درخت بھی چونکہ انسان کی اختیاری صفتوں سے بنے ہیں لہٰذا وہ بھی اختیار میں ہوں گے۔ چوں ز دستت۔ جس طرح جنت کی اُشیاء انسان کی نیکیوں سے بنتی ہیں اِسی طرح دوزخ کے عذاب انسان کے گناہوں سے بنتے ہیں۔ زقوم۔ تھوہر کا پھل جو جہنمیوں کو کھلایا جائے گا۔ زخشم۔ غصہ جہنم کی آگ کا سرمایہ بنتا ہے۔

۵۳ آتشت۔ انسان کے غصہ کی آگ انسانوں کو جلاتی ہے تو دوزخ کی آگ بھی انسانوں کو جلائے گی۔ سخنہائے۔ انسان کی وہ باتیں جو دوسروں کے لئے سانپ اور بچھو کا کام کرتی تھیں دوزخ کے سانپ اور بچھو بنیں گی۔ اولیاء۔ انسان دنیا میں دوستوں کو دھوکے دے کر خطرہ بنا

www.pdfbooksfree.pk

وعدۂ[1] فردا و پس فردائے تو — انتظارِ حشرت آمد وائے تو

تیرا کل، اور پرسوں کا وعدہ — تیرا حشر کا انتظار بنا، تجھ پر افسوس ہے

منتظر مانی دراں روزِ دراز — در حساب و آفتابِ جاں گداز

اُس لمبے دن میں تو منتظر رہے گا — حساب اور جان کو پگھلانے والے سورج میں

کاسماں را منتظر می داشتی — تخمِ "فردا رہ رَوم" می کاشتی

اس لئے تو نے آسمان کو منتظر رکھا — تو نے "کل گمراہ روی اختیار کروں گا" کا بیج بویا

خشم تو تخمِ سعیر و دوزخ ست — ہیں بکش ایں دوزخت را کایں قحبت ست

تیرا غصہ آگ اور دوزخ کا بیج ہے — آگاہ! اپنی اس دوزخ کو بجھا دے کیونکہ یہ جال ہے

کشتنِ[2] ایں نار نبود جز بنور — نورک اطفأ نارنا نحن الشکور

اس آگ کو بجز نور کے نہیں بجھایا جا سکتا — تیرے نور نے ہماری آگ بجھا دی ہم شکر گذار ہیں

گر تو بے نور آوری حلمے بدست — آتشت زندہ ست و در خاکسترست

اگر تو بغیر نور کے بردباری اختیار کرے گا — تیری آگ زندہ ہے اور راکھ میں (دبی) ہے

آں تکلف باشد و رُوپوش ہیں — نار را نکشد بغیرِ نورِ دیں

خبردار! وہ تکلف اور ڈھکن ہوگا — آگ کو دین کے نور کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا

تا نہ بینی نورِ دیں ایمن مباش — کاتشِ پنہاں شود یک روز فاش

جب تک تو دین کا نور نہ دیکھے مطمئن نہ ہو — کیونکہ دبی ہوئی آگ ایک دن کھل جائیگی

نور آبے داں و ہم بر آب حبس — چونکہ داری آب از آتش مترس

نور کو پانی سمجھ اور پانی سے وابستہ ہو جا — جب تو پانی رکھتا ہے آگ سے نہ ڈر

آبِ[3] آتش را کشد کاتش بحو — می بسوزد نسل و فرزندانِ او

پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، کیونکہ آگ عادتاً — اُس کی نسل، اور اولاد کو جلا دیتی ہے

سوئے آں مرغابیاں رو روز چند — تا ترا در آبِ حیوانی کشند

کچھ دن اُن مرغابیوں کی طرف جا — تاکہ وہ تجھے آبِ حیات میں لے جائیں

مرغِ خاکی مرغِ آبی ہم تنند — لیک ضدانند و آب و روغن اند

خاکی، اور آبی پرند یکساں جسم کے ہیں — لیکن ایک دوسرے کی ضد ہیں اور پانی اور تیل ہیں

---

[1] وعدہ۔ دوستوں سے جھوٹے وعدے کر کے ان کو انتظار کی تکلیف میں مبتلا کرتا تھا تو حساب کے انتظار میں خود پریشان ہوگا۔ آفتاب سورج سوا نیزے کی بلندی پر اس کے سر پر ہوگا۔ جھوٹے عبادت کے جھوٹے وعدے کر کے آسمان والوں کو منتظر بنا تا تھا۔ رہ کردم۔ یعنی راہِ ہدایت پر چلوں گا۔ خشم انسان کا غصہ دوزخ کا بیج ہے اور انسان کے لئے ہلاکت کا جال ہے۔ فخ۔ جال۔

[2] کشتن۔ انسان غصہ کی آگ کو دین کے نور سے بجھا سکتا ہے۔ نورک۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن جب پلصراط پر سے گذرے گا تو جہنم کہے گی اے مومن تو جلد گزر جا تیرے نور نے میری آگ بجھا دی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہم شکر گذار ہیں کہ اے مرشد تیرے نورِ دین نے ہمارے غصہ کی آگ کو بجھا دیا ہے۔ کرتو۔ اگر کوئی شخص اپنی طبعی بردباری سے غصہ کی آگ کو بجھانا چاہے گا تو وہ راکھ میں دب جائے گی، بالکل نہ بجھے گی۔ روز فاش۔ چونکہ وہ بالکل نہیں بجھی ہے کسی وقت نمودار ہو جائے گی۔ اور دین کے نور کو اس آگ کو بجھانے کا پانی سمجھ اگر وہ حاصل ہو جائے تو پھر آگ سے خطرہ نہیں ہے۔

[3] آب۔ پانی آگ کو بجھاتا ہے اسی لئے آگ اس کی پیداوار کو جلا دیتی ہے۔ فرزندان۔ یعنی نباتات۔ مرغابیاں۔ یعنی وہ اہل اللہ جو دین کے نور میں غرق ہیں۔ مرغِ خاکی۔ لیکن یہ سمجھ لو کہ حقیقی اہل اللہ اور بناوٹی بظاہر یکساں ہیں لیکن دونوں متضاد ہیں ایک پانی ہے تو دوسرا تیل جو آگ کو اور پھیلا دیتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

هر یکے[1] بر اصلِ خود رانندہ اند
ہر ایک اپنی اصلیت پر چلانے والا ہے

احتیاطے کن بہم مانندہ اند
احتیاط کر، (دونوں) باہمی مشابہ ہیں

ہمچناں کہ وسوسہ و وحیِ اَلست
جیسا کہ وسوسہ اور الست کا الہام

ہر دو دلّالانِ بازارِ ضمیر
دونوں دل کے بازار کے دلال ہیں

ہر دو معقول اند لیکن فرق ہست
دونوں عقل ہیں لیکن (دونوں میں) فرق ہے

گر تو صرّافِ دلی فکرت شناس
اگر تو دل کا صراف ہے اپنے فکر کو پہچان

رختہا را می ستایند اے امیر
اے امیر! دونوں سامان کی تعریف کر رہے ہیں

فرق کن سرِّ دو فکرت چوں نخاس
بردہ فروش کی طرح اپنے دونوں فکروں کے بھید میں

ور ندانی ایں دو فکرت از گماں
اگر تو گمان سے ان دونوں فکروں کو نہ سمجھ سکے

لا خلابہ گوئی و مشتاب و مراں
"دھوکا نہ ہو" کہدے اور جلدی نہ کر اور آگے نہ بڑھا

تا نماند در تفکر جانِ تو
تاکہ تیری جان فکر میں نہ پڑے

غبن ناید بر تو و بر خانِ تو
تجھ پر اور تیرے گھر پر ٹوٹا نہ آئے

حیلہ دفع مغبون[2] شدن در بیع و شری
خرید و فروخت میں دھوکا کھا جانے کے دفعیہ کی تدبیر

آں یکے یارے پیمبر را بگفت
ایک صحابی نے پیغمبر سے عرض کیا

کہ منم در بیعہا با غبن جفت
کہ میں معاملات میں ٹوٹے سے دوچار ہوتا ہوں

مکر ہر کس کو فروشد یا خرد
جو شخص بیچتا ہے یا خریدتا ہے اس کی مکاری

ہمچو سحرست و ز راہم می برد
جادو کی طرح ہے، اور مجھے گمراہ کر دیتا ہے

گفت در بیعے کہ ترسی از غرار
فرمایا کہ جس معاملہ میں تو دھوکے سے ڈرے

شرط کن[3] سہ روز خود را اختیار
تین دن کے لئے اپنے لئے خیار کی شرط کر لے

کہ تانی[4] ہست از رحمٰن یقیں
کیونکہ آہستہ روی یقیناً خدا کی جانب سے ہے

ہست تعجیلت ز شیطانِ لعیں
تیری جلد بازی ملعون شیطان کی جانب سے ہے

پیشِ سگ چوں لقمۂ نانی فگنی
تو جب کتے کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈالتا ہے

بو کند آنکہ آخورد اے مقتنی
اے خوشہ چین! وہ سونگھتا ہے پھر کھاتا ہے

---

[1] ہر یکے۔ حقیقی شیخ اور مزوّر شیخ اپنے اپنے راستہ پر چلاتے ہیں۔ ہمچناں۔ دونوں کی مثال وسوسہ و الہام ہے دونوں عقل اور غیر محسوس چیزیں ہیں لیکن دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ وحی یعنی الہام الست یعنی عہد الست کی قسم کا الہام ہے۔ وسوسہ اور الہام دونوں دل کے بازار میں آکر اپنے اپنے سامان کی تعریف کرتے ہیں تاکہ انسان ان کی طرف راغب ہو جائے۔ نخاس۔ غلام فروش۔ لا خلابہ۔ "دھوکا نہ ہو" یہ جملہ خریدار اس وقت بولتا ہے جبکہ چیز کی اچھائی برائی کا فوری فیصلہ نہ کر سکے اور اپنے لئے اختیار لے لے کہ تین دن تک مجھے اختیار ہے کہ میں اس معاملہ کو باقی رکھوں یا فسخ کر دوں۔

[2] مغبون۔ وہ شخص جو معاملے میں نقصان میں ہو۔ یارے۔ حدیث شریف میں ہے کہ منقذ بن حبان تمیمی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں کاروبار کرتا ہوں اور معاملے میں دھوکا کھا جاتا ہوں تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا کرو۔ لَا خِلَابَۃَ وَلِیَ الْخِیَارُ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ۔ دھوکا نہ ہو مجھے تین دن تک کا اختیار ہے۔ غرار۔ دھوکا۔

[3] تانی۔ توقف، جلد بازی نہ کرنا۔ حدیث شریف میں ہے اَلتَّانِیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَالْعَجَلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ یعنی توقف کرنا اللہ کی جانب سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی جانب سے ہے۔

پیشِ سگ۔ کتے کو لقمہ ڈالو تو وہ جلدی سے نہیں کھاتا بلکہ اسکو سونگھتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

۵۱ اُو بہ بینی بُو کند ما با خرد
وہ ناک سے سونگھتا ہے ہم عقل سے

با تأنّی گشت موجود از خدا
خدا کی جانب سے آہستگی کے ساتھ موجود ہوئے

ورنہ قادر بود کز کُن فیکُون
ورنہ وہ قادر تھا، کہ کُن فیکون کے ذریعہ

۵۲ آدمی را اندک اندک آں ہُمام
وہ شہنشاہ، آدمی کو رفتہ رفتہ

گرچہ قادر بُود کاندر یک نفس
اگرچہ وہ قادر تھا، کہ ایک دم میں

بُود عیسےٰؑ را دمے کز یک دُعا
(حضرت) عیسیٰؑ کی ایسی پھونک تھی کہ ایک دُعا سے

خالقِ عیسےٰؑ نہ بتواند کہ اُو
(کیا حضرت) عیسیٰ کا پیدا کرنے والا نہیں کر سکتا کہ وہ

ایں تأنّی از پئے تعلیم تُست
یہ آہستہ روی، تیری تعلیم کے لئے ہے

جُوئیکے کوچک کہ دائم می رود
وہ چھوٹی سی نہر جو ہمیشہ جاری رہتی ہے

زیں تأنّی زاید اقبال و سُرور
یہ آہستہ روی اقبال (مندی) اور خوشی پیدا کرتی ہے

۵۳ مرغ کے ماند بہ بیضہ اے عنید
اے سرکش! پرند انڈے سے کب مشابہ ہے؟

باش تا اجزائے تو چوں بیضہا
ٹھہر کہ تیرے اجزاء انڈوں کی طرح

بیضۂ مار ارچہ ماند در شبہ
سانپ کا انڈا اگرچہ مشابہت میں یکساں ہے

رو بجُویش خوش بعقلِ منتقد
جا اسکو پرکھی ہوئی عقل سے اچھی طرح سونگھ لے

تا بشش روز ایں زمین و چرخہا
چھ دن میں یہ زمین اور آسمان

صد زمین و چرخ آورد بُرُوں
سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا

تا چہل سالش کُند مردِ تمام
اس کے چالیس سال میں پورا مرد بنا کے ہے

از عدم پرّاں کُند صد پادشاہ کس
عدم سے پچاسی شخص روانہ کر دے

بے توقف زندہ کردے مُردہ را
مُردے کو بلا توقف زندہ کر دیتے

بے توقف مردم آرد تو بتو
بے توقف تہ بہ تہ انسان پیدا کر دے

کہ طلب آہستہ باید بے شکست
اس لئے کہ طلب آہستہ اور مسلسل چاہیئے

نے نجس گردد نہ گندہ می شود
(وہ) نہ تو ناپاک ہوتی ہے نہ گندہ

ایں تأنّی بیضہ دولت چوں بُود
یہ آہستہ روی انڈا ہے (اور) دولت، مثل کہ طرح ہے

گرچہ از بیضہ ہمی آید پدید
اگرچہ وہ انڈے سے پیدا ہوتا ہے

مُرغہا زایند اندر انتہا
آخر میں پرند جنمیں

بیضۂ کنجشک را، دور ست رہ
چڑیا کے انڈے سے (لیکن دونوں میں) بہت

۵۱ تو جس طرح کتا ناک سے سونگھتا ہے ہمیں عقل کے ذریعہ اس بات کو پرکھنا چاہیئے منتقد پرکھی ہوئی۔ با تأنّی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ روز میں آہستہ آہستہ بنایا ہے۔ کُن یعنی امرِ خداوندی جس کو چیز فوراً وجود میں آجاتی ہے۔
۵۲ آدمی۔ انسان کے قویٰ چالیس سال میں مکمل ہوتے ہیں۔ گرچہ۔ خدا کو یہ قدرت ہے کہ ایک لمحہ میں سینکڑوں مکمل انسان پیدا کر دے۔ بود یعنی ایک پھونک سے مکمل انسان کو زندہ کر دیتے تھے۔ ایں تأنّی۔ اللہ کے عمل میں آہستگی انسانوں کی تعلیم کے لئے ہے کہ وہ بھی کاموں میں یہی طریقہ اختیار کریں۔ بے شکست۔ مسلسل۔ جوئیک۔ چھوٹی سی نہر جو آہستہ آہستہ مسلسل جاری رہتی ہے کبھی بجس اور گندہ نہیں ہوتی۔ زیں۔ آہستہ روی سے اقبال اور سرور حاصل ہوتا ہے اور نیک بختی کی دولت حاصل ہوتی ہے۔
۵۳ مرغ۔ آہستہ روی سے نیک بختی کی دولت پیدا ہوتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انڈے سے پرند پیدا ہوتا ہے حالانکہ دونوں میں کوئی صورتی مشابہت نہیں ہے بیضہ مار جس طرح عمل اور اس کے نتیجہ میں مشابہت ضروری نہیں ہے اسی طرح یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ بظاہر دو عمل صورت میں یکساں ہوتے ہیں لیکن انکے نتائج مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ سانپ اور چڑیا کا انڈا۔

www.pdfbooksfree.pk

دانی اے عاقل کہ ماند سین بہ شین[۵۱] — در نوشتن لیک در نقطہ ببین

اے عقلمند! تو جانتا ہے کہ سین شین کے مشابہ ہے — لکھنے میں، لیکن نقطہ پر غور کرے

دانۂ آبی بدانہ سیب نیز — گرچہ ماند فرقہا داں اے عزیز

بہی کا بیج بھی سیب کے بیج سے — اگرچہ مشابہ ہے (لیکن) اے عزیز! بہت فرق کہ

برگہا ہمرنگ باشد در نظر — میوہا ہر یک بود نوعِ دگر

پتے دیکھنے میں ایک رنگ کے ہوتے ہیں — ہر ایک کا پھل دوسری قسم کا ہوتا ہے

برگہائے جسمہا مانندہ اند — لیک ہر جانے بریعے زندہ اند

پتے (یعنی) جسم (باہمی) مشابہ ہیں — لیکن ہر جان مختلف پیداوار کے ساتھ زندہ ہے

خلق در بازار یکساں میرسند — آں یکے در ذوق و دیگر دردمند

لوگ، بازار میں یکساں جاتے ہیں — (لیکن) انہیں سے ایک شوق سے دوسرا تکلیف سے

ہمچناں[۵۲] در مرگ یکساں میرویم — نیم در خسران و نیمے خسرویم

اسی طرح موت (کے بازار) میں ہم یکساں جاتے ہیں — ہم میں سے نصف ٹوٹے میں ہیں اور نصف شاہ ہیں

ایں سخن پایاں ندارد باز گو — از بلالؓ و از بلال و کارِ او

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے پھر کہہ — (حضرت) بلالؓ اور بلال اور انکے کارنامے کی بات

وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ باشادی و طرب

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی اور مستی کی حالت میں وفات پانا

چوں بلالؓ از ضعف شد ہمچوں ہلال — رنگِ مرگ اُفتاد بر روئے بلالؓ

جب حضرت بلالؓ کمزوری سے چاند کی طرح ہو گئے — حضرت بلالؓ کے چہرے پر موت کے آثار آ گئے

جُفت[۵۳] او دیدش بگفتا وا حرب — پس بلالش گفت نے واطرب

انکی بیوی نے اُن کو دیکھا کہا ہائے ٹوٹ گئے — تو (حضرت) بلالؓ نے اُنسے کہا نہیں نہیں خوشی ہو

تا کنوں اندر حرب بودم ز زیست — تو چہ دانی مرگ چہ عیش ست و چیست

اب تک میں زندگی سے مصیبت میں تھا — تو کیا جانے موت میں کسقدر عیش ہے اور کیا چیز ہے؟

ایں ہمی گفت و رخش در عین گفت — نرگس و گلبرگ و لالہ می شگفت

وہ یہ کہہ رہے تھے اور گفتگو کے درمیان انکا چہرہ — نرگس اور گلاب کی شیشوں اور لالہ (کی طرح) کھل رہا تھا

تابِ رُو و چشمِ پُر انوارِ او — می گواہی داد بر گفتارِ او

چہرے کی رونق اور ان کی پُر نور آنکھیں — اُن کے قول پر گواہی دے رہی تھیں

---

۵۱ سین اور شین، بہی کا بیج اور سیب کا بیج بظاہر یکساں ہیں لیکن نتیجے مختلف ہیں۔ برگہا۔ بظاہر درختوں کے پتے یکساں نظر آتے ہیں لیکن اُن پر پھل مختلف آتے ہیں۔ جسمہا۔ اسی طرح انسانوں کے جسم یکساں ہیں لیکن اعمال کے نتائج روح پر مختلف مرتب ہوتے ہیں۔

۵۲ ہمچناں۔ اسی طرح نیک اور بد کی موت یکساں نظر آتی ہے لیکن موت کے نتائج ہر شخص پر مختلف مرتب ہوتے ہیں، ہمچوں ہلال۔ یعنی پہلی رات کے چاند کی طرح زرد اور کمزور ہو گئے۔ رنگِ مرگ۔ موت کے آثار۔

۵۳ جُفت۔ بیوی۔ واحرب۔ یعنی میں لُٹ گئی۔ واطرب۔ یعنی خوشی کا وقت ہے۔ زندگی مصائب کا سبب تھی موت عیش و مسرت کا سبب ہے۔ ایں ہمی گفت۔ یعنی حضرت بلالؓ کے حالت اُن کی بات کی گواہی دے رہے تھے اور موت کے بہتر آثار اُن پر مرتب ہو رہے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر سیہ[1] دل خود سیہ دیدے دُرا
ہر سیہ دل اُن کو کالا دیکھتا

مَردُم نادیدہ آمد رُو سیاہ
نابینا، انسان رُو سیاہ ہوئے

خود کہ بیند مَردُمِ دیدہ ترا
آپ کو آنکھ کی پُتلی کون سمجھ سکتا ہے

چوں بغیر مَردُم دیدہ اش ندید
جبکہ اُن (بلال رض) کو آنکھ کی پُتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ

پس[2] جز اُو جملہ مقلِد آمدند
اُن (آنکھ کی پُتلی) کے علاوہ سب مقلِد ہیں

گفت خفتش اُلفِراق اے خوش خصال
اُنکی بیوی نے کہا، اے خوش خصلت! جُدائی ہے

گفت جُفت امشب غریبے[3] میرود
بیوی نے کہا، آج کی رات مسافر بنکر جارہے ہو

گفت نے نے بلکہ امشب جانِ من
اُنھوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آجکی رات میری جان

گفت اے جان و دِلم واحسرتا
اُنھوں نے عرض کیا اے میری جان اور دل افسوس ہے

گفت رُویت را کُجا بینیم ما
اُنھوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے

حلقۂ خاصش بتو پیوستہ است
اُس کا خاص حلقہ تجھ سے جُڑا ہوا ہے

اندراں حلقہ زِ رَبُّ العالمین
اُس حلقہ میں رب العالمین کا

مَردُم دیدہ سیہ آمد چرا
آنکھ کی پُتلی کالی کیوں واقع ہوئی ہے؟

مَردُم دیدہ بُود مِرآتِ ماہ
آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں

دَر جہاں جُز مَردُمِ دیدہ فزا
دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پُتلی کے؟

پس بغیر اُو کہ در رنگش رسید
تو اُس (آنکھ کی پُتلی کے) سوا کون اُن (بلال رض) کے رنگ کو

دَر صفاتِ مَردُمِ دیدہ بلند
بلند آنکھ کی پُتلی کے صفات کے بارے میں

گفت نے نے اُلوِصال ایں فِصال
اُنھوں نے فرمایا، نہیں نہیں یہ جدائی وصال ہے

از تبار و خویش غائب میشوی
خاندان اور اپنوں سے غائب ہورہے ہو

میرسد خود از غریبی دَر وطن
خود مسافرت سے وطن میں جارہی ہے

گفت نے نے جانِ من یا دَولتاہ
اُنھوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان! بڑی خوش نصیبی ہے

گفت اندر حلقۂ خاصِ خدا
فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں

گر نظر بالا کُنی نے سُوئے پست
اگر تو اوپر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب

نوری تابد چو در حلقہ نگیں
نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ (انگوٹھی کے) حلقہ میں نگینہ

حلقہ۔ وہ مقام جس میں مومنین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا ہے اگر وہ اپنی نظر بلند رکھے اور پستی کی طرف نہ دیکھے۔ اندراں۔ اُس حلقہ میں اللہ کی خاص تجلی ہوگی۔

---

[1] جن کا دل سیاہ ہے وہ بلال رض کو سیاہ رُو دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ اُس کی حقارت کی دلیل نہیں ہے آنکھ کی پتلی سیاہ ہے لیکن اُسکی فضیلت ظاہر ہے اندھا رو سیاہ ہے اور پتلی والا چاند کا آئینہ ہے۔ خود کہ۔ یعنی بلال رض کو آنکھ کی پتلی جیسا افضل وہی ذات گرامی سمجھ سکی تھی جس کو خود تمام انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل ہے جو آنکھ کی پُتلی کو تمام اعضا میں حاصل ہے یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام۔ بلال رض۔ حضرت بلال رض کے حقیقی اوصاف کو آنحضور اور صحابہ سمجھ سکے۔

[2] پس۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے علاوہ دوسرے لوگ اُن کے صحیح مرتبہ کو حقیقی طور پر نہیں جان سکتے صرف تقلیدی طور پر اُن کو جانتے ہیں مجھال۔ خصلت کی جمع ہے عادت۔ فِصال۔ جُدائی یعنی موت۔

[3] غریبے۔ یعنی آپ تنہا رخصت ہوکر مسافر بن رہے ہیں۔ تبار۔ خاندان۔ غریبی۔ دنیا، مسافرت کی جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن ہے۔ حلقہ۔ مومنین کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ یعنی وہ مقتدر شہنشاہ کے پاس سچائی کی جگہ میں ہونگے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت ویران گشت این خانہ[1] دریغ — گفت اندر رمہ نگر منگر بہ میغ

انھوں نے عرض کیا افسوس ہے یہ گھر ویران ہو گیا — فرمایا چاند کو دیکھ، ابر کو نہ دیکھ

حکمت ویران گشتن تن بمرگ

موت کی وجہ سے جسم کے برباد ہونے کی حکمت

کرد ویراں تا کند معمور تر — قوم اَنبہ بود و خانہ مختصر

ویران کیا، تاکہ زیادہ آباد کرے — لوگ زیادہ تھے، اور گھر مختصر (تھا)

من چو آدمؑ بودم اوّل حبسِ کرب — پُر شد اکنوں نسلِ جانم شرق و غرب

میں شروع میں (حضرت) آدمؑ کی طرح بے چینی میں تھا — اب میری جان کی نسل سے مشرق و مغرب بھر گئی

من گدا بودم دریں خانہ چو چاہ — شاہ گشتم قصر باید بہرِ شاہ

میں اس کنویں جیسے گھر میں فقیر تھا — میں شاہ ہو گیا، بادشاہ کے لئے قلعہ چاہیے

قصرہا[2] خود مر شہاں را مانِ ست — مُردہ را خانہ و مکاں گورے بس ست

قلعے، شاہوں کے لئے مانوس ہیں — مُردے کیلئے ایک قبر گھر اور مکان کافی ہے

انبیاء را تنگ آمد ایں جہاں — چوں شہاں رفتند اندر لامکاں

انبیا کے لئے یہ جہان تنگ ہو گیا — (تو) شاہوں کی طرح لامکان میں چلے گئے

مُردگاں را ایں جہاں بنمود فر — ظاہرش زفت و بمعنی تنگ تر

مُردوں کو اس جہان نے شان و شوکت دکھائی — جس کا ظاہر وسیع ہے اور حقیقتاً بہت تنگ ہے

گر نبودے[3] تنگ ایں اَفغاں ز چیست — چوں دو تا شُد ہر کہ در رو بیش زیست

اگر وہ تنگ نہ ہوتا، تو یہ چیخ پکار کیوں ہے؟ — جو اُس میں زیادہ جیتا ہے دوہرا کیوں ہو جاتا ہے؟

در زمانِ خواب چوں آزاد شُد — زاں مکاں بنگر کہ جاں چوں شاد شُد

نیند کی حالت میں جب آزاد ہو جاتا ہے — اُس مکان سے، دیکھ جان کیسی خوش ہوتی ہے

ظالم از ظلم طبیعت باز رست — مردِ زندانی ز فکرِ حبس جست

ظالم طبیعت کے ظلم سے چھوٹ گیا — قیدی، قید کی فکر سے نکل گیا

ایں زمین و آسمانِ بس فراخ — سخت تنگ آمد بہنگامِ مناخ

یہ زمین اور آسمان جو بہت وسیع ہیں — ڈیرہ ڈالنے کے وقت بہت تنگ نکلے

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ — خندہ او گریہ فخرش جملہ ننگ

(یہ دنیا) بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے — اُس کی ہنسی رونا ہے، اُس کا فخر ذلت ہے

---

[1] خانہ یعنی جسم۔ رمہ۔ یعنی روح۔ میغ۔ ابر یعنی جسم ویراں۔ ویرانی کے بعد نئی تعمیر ہوتی ہے۔ قوم۔ یعنی میں اب معارف اور اسرار کا خزانہ بن گیا تھا اس جسم میں اُس کی گنجائش نہ تھی۔ چو آدمؑ۔ حضرت آدمؑ تنہائی سے گھبرائے تب حضرت حوا اور نسل کی پیدائش ہوئی۔ نسلِ جانم۔ یعنی روح کے ثمرات۔ خانہ چو چاہ۔ جسم اندھیرے کنویں کی طرح ہے۔

[2] قصرہا۔ میں جب تک گدا تھا اس حقیر جسم میں میری روح رہ سکتی تھی اب جبکہ معارف اور اسرار کی وجہ سے شاہ بنگیا ہوں تو قصر بلندی ضرورت ہے۔ انبیاء۔ انبیاء بھی اسی وجہ سے دنیا کو ترک کر کے آخرت کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ مُردگاں۔ جو مُردہ دل ہیں ان کے لئے یہ دنیا شان و شوکت والی ہے، یہ دنیا اہلِ دنیا کیلئے وسیع اور اہلِ باطن کے لئے بہت تنگ ہے۔

[3] گر نبودے۔ اگر دنیا تنگ نہیں ہے تو پھر اُس کے باشندوں میں شور و غل کیوں ہے اور یہ بڑھاپے میں کیوں جھکے جاتے ہیں جھکنا تو مکان کی تنگی سے ہوتا ہے۔ آہیں۔ دنیا کی تنگی کا احساس اُسوقت ہوتا ہے جب انسان سوتا ہے اور اُسکی روح آزاد ہو جاتی ہے۔ چشم بند۔ دنیا جو حقیقتاً تنگ ہے

www.pdfbooksfree.pk

تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ و تشبیہ خواب کہ خلاصی ست از تنگی

دنیا کی تشبیہ جو بظاہر وسیع، اور حقیقتاً تنگ ہے اور خواب کی تشبیہ کہ وہ تنگی سے نجات ہے

ہمچو[1] گرمابہ کہ تفتیدہ بود — اندر آئی جانت نخسیدہ بود

حمام کی طرح، جو گرم ہو — تو اندر آئے، تیری جان پژمردہ ہوتی ہے

گرچہ گرمابہ عریض ست و طویل — زاں تپش تنگ آیدت جان و کلیل

اگرچہ حمام چوڑا اور لمبا ہے — اس گرمی سے تیری جان تنگ اور عاجز آجاتی ہے

تا بروں نائی نہ بگشاید دلت — پس چہ سود آمد فراخی منزلت

جب تک تو باہر نہیں آتا ہے تیرا دل نہیں کھلتا — تو محل کی وسعت سے تجھے کیا فائدہ ہے؟

یا کہ کفش تنگ پوشی اے غوی — در بیابانِ فراخے می روی

یا کہ اے گمراہ! تو تنگ جوتہ پہنے — (اور) وسیع جنگل میں تو چلے

آں فراخیِ بیاباں تنگ گشت — بر تو زنداں آمد آں صحرا و دشت

جنگل کی وہ وسعت تنگ ہو جائے گی — وہ جنگل، اور بیابان تیرے لئے قید خانہ ہوگا

ہر[2] کہ دید او مر ترا از دور گفت — کو دراں صحرا چو لالہ بر شگفت

جس نے تجھے دور سے دیکھا، کہا — وہ اس جنگل میں لالے کی طرح کھلا ہے

او نمیداند کہ تو چوں ظالماں — از بروں در گلشنی، جاں در فغاں

وہ نہیں سمجھتا کہ تو ظالموں کی طرح — باہر ہے چمن میں ہے، جان فریاد میں ہے

خواب تو آں کفش بیروں کردنست — کہ زمانے جانت آزاد از تنست

تیری نیند اس جوتے (جسم) کو اتار دینا ہے — کیونکہ اس وقت تیری جان جسم سے آزاد ہے

اولیا را خواب ملکست اے فلاں — ہمچو آں اصحاب کہف اندر جہاں

اے فلاں! اولیاء کیلئے نیند سلطنت ہے — جس طرح دنیا میں اصحاب کہف

خواب[3] می بینند و آنجا خواب نے — در عدم در می روند و باب نے

وہ خواب نے دیکھتے ہیں اور وہاں نیند نہیں ہے — وہ عدم میں چلے جاتے ہیں اور دروازہ نہیں ہے

خانۂ تنگ و دروں جاں چنگلوک — کرد ویراں تا کند قصر ملوک

گھر تنگ ہے، اور اندر جان اٹیرن ہے — اس کو ویران کیا تاکہ شاہوں کا محل بنائے

---

[1] ہمچو گرمابہ۔ دنیا کو وسیع بھی اور تنگ بھی بتایا۔ اب اس کو مثالوں سے سمجھاتے ہیں، حمام جو گرم ہوتا ہے تو باوجود وسعت کے وہاں طبیعت تنگ ہوتی ہے تو وہ وسیع بھی ہے اور تنگ بھی۔ تفتیدن اور تفسیدن گرم ہونا۔ نخسیدن، پژمردہ ہونا۔ یا کہ۔ وسیع جنگل میں اگر کوئی تنگ جوتہ پہن کر چلے تو وہ جنگل وسیع بھی ہو اور اس کے لئے تنگ بھی ہو یہی حال دنیا کا ہے کہ وسعت کے باوجود تنگ ہے۔

[2] ہر کہ۔ وسیع جنگل میں تنگ جوتے والے کو جو دیکھے گا تو سمجھے گا کہ بہت آرام سے ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ ظالموں کی طرح ہے جو بظاہر خوش نظر آتے ہیں مگر انکی روح آہ و فغاں کرتی ہے۔

[3] خواب۔ انسان جب نیند میں ہوتا ہے تو گویا اس کے پاؤں سے تنگ جوتہ اتر جاتا ہے۔ اولیاء کی روح حالت بیداری میں اس طرح آزاد رہتی ہے جس طرح عوام کی روح نیند کی حالت میں، انکی مثال اصحاب کہف کی سی ہے جو دنیا کے لحاظ سے نیند میں تھے اور آخرت کے اعتبار سے بیدار تھے۔

[4] خواب۔ اولیاء حالت بیداری میں خواب دیکھتے ہیں اور ملک عدم کی سیر کرتے رہتے ہیں جس کا کوئی دروازہ نہیں ہے خانۂ تنگ۔ حضرت جلالؒ نے فرمایا زندگی کی

www.pdfbooksfree.pk

چنگلوکم چوں جنین[۵۱] اندر رحم
میں ایرن ہوں، جیسا کہ رحم میں بچہ

نہ مہ گشتم شد ایں نقلاں مہم
مجھے نو مہینے ہو گئے ہیں یہ انتقال ضروری ہے

گر نباشد دردِ زہ بر مادرم
اگر میری ماں کو دردِ زہ نہ ہوتا

من دریں زنداں میانِ آذرم
میں اِس قید خانہ میں آگ میں ہوتا

مادرِ طبعم زدردِ مرگِ خویش
میری مادرِ طبیعت اپنی موت کے درد سے

می کند زہ تا رہد برّہ ز میش
زہ میں ہے تاکہ بھیڑ کا بچہ بھیڑ سے نکل آئے

تا چرد آں برّہ در صحرائے سبز
تاکہ وہ بھیڑ کا بچہ سرسبز میدان میں چرے

ہیں رحم بکشا کہ گشت آں برّہ گبز
ہاں رحم کو کھول کیونکہ وہ بھیڑ کا بچہ فربہ ہو گیا ہے

دردِ زہ[۵۲] گر رنج آبستاں بود
دردِ زہ اگرچہ حاملہ کے لئے موجبِ تکلیف ہوتا ہے

بر جنینِ اشکستن زنداں بود
بچے کے لئے قید خانہ کا ٹوٹنا ہوتا ہے

حاملہ گریاں ززہ کاینَ المناص
حاملہ دردِ زہ سے روتی ہے کہ بچاؤ کی جگہ کہاں ہے

وآں جنیں خنداں کہ پیش آمد خلاص
اور وہ بچہ ہنستا ہے کہ چھٹکارا درپیش ہے

ہر چہ زیرِ چرخ ہستند امہات
جو مائیں آسمان کے نیچے ہیں

از جماد و از بہیمہ و ز نبات
جمادات، اور حیوانات اور نباتات سے

ہر یکے[۵۳] از دردِ غیرے غافل اند
ہر ایک دوسرے کے درد سے غافل ہے

جز کسانے کہ نبیہ و عاقل اند
سوائے اُن کے جو خبردار اور عقلمند ہیں

انچہ کوسہ داند از خانہ کساں
جو مچھلی داڑھی والا لوگوں کے گھر کے بارے میں جانتا ہے

بلما از خانہ خودش کے داند آں
لمبی داڑھی والا اپنے گھر کے بارے میں بھی کب جانتا ہے؟

انچہ صاحبدل بداند حالِ تو
صاحبِ دل جو کچھ تیرے حال کے بارے میں جانتا ہے

تو ز حالِ خود ندانی اے عمو
اے چچا! تو خود (ویسا) اپنی حالت کو نہیں جانتا ہے

انچہ بیند در جبینت اہلِ دل
صاحبِ دل جو کچھ تیری پیشانی میں دیکھتا ہے

کے بہ بینی در خود اے از خود خجل
اے اپنے آپ سے شرمندہ! تو خود اپنے بارے میں کب جانتا ہے؟

بیان آنکہ ہر چہ غفلت و کاہلی و تاریکی ست ہمہ از

اِس کا بیان کہ جو کچھ غفلت اور سستی اور تاریکی ہے سب جسم کی وجہ

تن ست کہ ارضی و سفلی ست

سے ہے کیونکہ وہ ارضی اور سفلی ہے

---

۵۱ جنین۔ بچہ ماں کے پیٹ میں ٹیڑھا میڑھا رہتا ہے۔ مؤلف۔
۵۲ دردِ زہ۔ موت کی تکلیف جسم کو ہوتی ہے روح اس کی وجہ سے قید سے آزاد ہوتی ہے۔ المناص۔ بچاؤ کی جگہ۔
۵۳ ہر یکے۔ ہر انسان اپنے درد میں مبتلا ہے اور اسی سے باخبر ہے۔ نبیہ۔ باخبر۔ کوسہ۔ مختصر داڑھی والا جو عموماً نادان ہوتا ہے یعنی اولیاء اللہ کے۔ لمبی داڑھی والا جو عموماً بے وقوف ہوتا ہے۔ انچہ۔ اولیاء اللہ دوسروں کے احوال سے اس قدر واقف ہوتے ہیں کہ خود انسان اپنے احوال سے اتنا واقف نہیں ہوتا۔ انچہ۔ اولیاء ماں کے پیٹ کے بچے کے احوال سے بھی واقف ہوتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

غفلت[1] از تن بود چوں تن روح شد
غفلت جسم کی وجہ سے تھی جب جسم روح بنا

بیند او اسرار را بے ہیچ بد
وہ یقینی طور پر اسرار کو دیکھتا ہے

چوں زمیں بر خاست از جوِّ فلک
جب زمین آسمان کی فضا سے نکل جائے

نے شب و نے سایہ باشد نے دلک
نہ رات ہوگی، اور نہ سایہ، اور نہ زوال

ہر کجا سایہ ست و شب یا سایگہ
جہاں کہیں سایہ اور رات یا سائے کی جگہ ہے

از زمیں باشد نہ از افلاک و مہ
وہ زمین کی وجہ سے، نہ آسمانوں اور چاند سے

دود پیوستہ ہم از ہیزم بود
دھواں ایندھن سے وابستہ ہوتا ہے

نے ز آتشہائے مستنجم بود
نہ کہ روشن کرنے والے شعلوں سے

وہم[2] افتد در خطا و در غلط
وہم، خطا اور غلطی میں مبتلا ہوتا ہے

عقل باشد در اصابتہا فقط
درستگی میں صرف عقل ہوتی ہے

ہر گرانی و کسل خود از تن ست
ہر گرانی اور سستی جسم کی وجہ سے ہے

جاں ز خفت جملہ در پرّیدن ست
جان ہلکے پن سے، پوری اڑان میں ہے

روئے سرخ از کثرتِ خونہا بود
سرخ چہرہ، خونوں کی کثرت سے ہوتا ہے

روئے زرد از جنبشِ صفرا بود
زرد چہرہ، صفرے کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے

روئے سفید از قوتِ بلغم بود
سفید چہرہ، بلغم کی قوت سے ہوتا ہے

باشد از سودا کہ رو ادہم بود
سودا کی وجہ ہوتی ہے کہ چہرہ کالا ہوتا ہے

در حقیقت[3] خالقِ آثار اوست
درحقیقت آثار پیدا کرنے والا وہ ہے

لیک جز علت نہ بیند اہل پوست
لیکن کھال والے علت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں

مغز کو از پوستہا آوارہ نیست
مغز، جو چھلکوں سے جدا نہیں ہے

از طبیب و علت او را چارہ نیست
طبیب اور بیماری سے اس کو مفر نہیں ہے

چوں دوم بار آدمی زادہ بزاد
جب انسان، دوبار پیدا ہوا

پائے خود بر فرقِ علتہا نہاد
اس نے علتوں کے سر پر اپنا پاؤں رکھ دیا ہے

علت اولیٰ نباشد دین او
پہلی علت اس کا دین نہیں ہوتی

علت اخری ندارد کین او
آخری علت اس سے دشمنی نہیں رکھتی ہے

---

[1] غفلت۔ انسان کی سب غفلتیں مادی بدن کی وجہ سے ہیں۔ چونکہ زمین فلک کے درمیان میں ہے لہٰذا اس کے جس حصہ پر سورج پڑتا ہے وہاں دن ہوتا ہے اور نہ رات اب اگر زمین اس دائرہ سے خارج ہوجائے تو پھر اس کی یہ صفت بدل جائے اسی طرح اگر مجاہدات کے ذریعہ جسمانی حجاب رفع کردیا جائے تو روح ہمیشہ منور رہے اور اس پر غفلت کے آثار طاری نہ ہوں۔ دلک۔ سورج کا زوال۔ مزود۔ دھواں۔ کثیف جسم لکڑی سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح کدورات جسم سے پیدا ہوتی ہیں روح ان کا مخزن نہیں ہے۔ مستنجم۔ روشن کرنے والا۔

[2] وہم۔ وہم دھوئیں کی مانند ہے جو غلطی میں پڑتا ہے عقل، نورِ محض ہے۔ زردی۔ خون چہرے کی سرخی کا سبب، صفرا زردی کا سبب، بلغم سفیدی کا سبب، سودا سیاہی کا سبب ہے تو جس طرح چہرے کے یہ حالات اسباب کی وجہ سے ہیں اسی طرح روح میں کدورتیں اسباب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں ورنہ وہ نور خیز ہے۔

[3] درحقیقت۔ آثار کی تخلیق بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیکن ظاہر بیں فلسفی انھیں کو علت اور مؤثر کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ مغز۔ وہ علم جو استدلالی ہے اس میں غلطی واقع ہوتی ہے علم کشفی اور الہامی غلطی سے مبرا ہے۔ دوم بار۔ پیدا ہونے کے بعد جب انسان مجاہدات کے ذریعہ دوبارہ اصل حیات حاصل کرلیتا ہے تو اسباب پر لات مار دیتا ہے اور مسبب الاسباب ہی کو مؤثر حقیقی سمجھتا ہے۔ علت اولیٰ علامہ خدا کو علت اولیٰ قرار دیتے ہیں متکلمین اور اہل مذہب خدا کو فاعل مختار مانتے ہیں علت سے معلول کا صدور اضطراری ہوتا ہے

www.pdfbooksfree.pk

می پرد[1] چوں آفتاب اندر اُفق — با عروسِ صدق و صفوت در نُشُق

وہ اُفق میں سورج کی طرح اُڑتا ہے — خلوص، اور سچائی کی دُلہن کیساتھ در بر نُشُق

بلکہ بیروں از اُفق و زچرخہا — بے مکاں باشد چوں اَرواحِ وَہی

بلکہ وہ اُفق، اور آسمانوں سے باہر — بے مکان ہو جاتا ہے جیسا کہ روحیں اور عقلیں

پس عقول ما ست سایہ اے عمو — می فتد چوں سایہ دَر پایاہے اُو

اے چچا! ہماری عقلیں سایہ ہیں — سایہ کی طرح اُس کے پاؤں پڑتی ہیں

تشبیہ نص با قیاس

نص کی قیاس کے ساتھ تشبیہ

مجتہد[2] ہر گہ کہ باشد نص شناس — اندراں صورت نیندیشد قیاس

مجتہد جبکہ نص سے واقف ہوتا ہے — وہ اُس صورت میں قیاس نہیں کرتا ہے

چوں نیابد نص اندر صورتے — از قیاس آنجا نماید عبرتے

اگر کسی صورت میں اُس کو نص نہیں ملتی ہے — قیاس سے اُس مقام پر تعبیر کرتا ہے

نص وحی و روحِ قدسی داں یقیں — واں قیاسِ عقل جزوی تحتِ ایں

قدسی روح کے الہام کو تو نص سمجھ — اور ناقص عقل کا قیاس اُس سے کم ہے

عقل از جاں گشت با ادراک و فر — رُوح اُورا کے شود زیرِ نظر

عقل، روح سے باعلم و شوکت بنی — رُوح اُس کے ماتحت کب ہو سکتی ہے؟

لیک جاں در عقل تاثیرے کُند — زاں اثر آں عقل تدبیرے کُند

لیکن روح عقل میں اثر کرتی ہے — اِس اثر سے وہ عقل تدبیر کرتی ہے

نوحِ[3] وار ار صد متے زد در تو رُو — کُو یَمَ و کو کشتی و طوفانِ نوح

اگر روح نے نوحؑ کی طرح تجھ میں اثر کیا ہے — سمندر کہاں ہے کشتی اور نوحؑ کا طوفان کہاں ہے؟

عقل اثرارِ روح پندارد و لیک — نورِ خورا ز قرص خورد دورست نیک

عقل تاثیر کو روح سمجھ جاتی ہے لیکن — سورج کا نور، سورج کی ٹکیہ سے بہت دور ہے

زاں بقرصے سالکے خورسند شُد — تا ز نورش سوئے قرصا فکند شُد

سالک اِس نور کی وجہ سے ٹکیہ پر خوش ہوا — یہانتک کہ اُسکے نور سے ٹکیہ کی جانب روانہ ہوا

سمجھ بیٹھتی ہے یہ اُس کی غلطی ہے تاثیر اور روح میں وہی فرق ہے جو سورج اور اُس کے نور میں ہے۔ زاں جب یہ معلوم ہو گیا کہ نور اور چیز ہے اور سورج دوسری چیز ہے تو سالک صرف نور پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ سورج تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

---

[1] می پرد۔ وہ ملا باعلیٰ کی سیر کرتا رہتا ہے۔ تشق۔ سلاپڑہ۔ چونکہ ارواح جس طرح وہیں اور عقلیں لامکان میں رہتی ہیں اِسی طرح یہ بھی لامکانی بن جاتا ہے۔ پس عقول۔ اِس کامل روح کے سامنے ہماری عقول ہیچ ہیں تشبیہ۔ اِس مضمون میں یہ ثابت کرنا ہے کہ روحِ کامل کا الہام بمنزلہ نص کے ہے۔

[2] مجتہد۔ وہ شخص جو قرآن و حدیث میں مذکورہ احکام سے اُن چیزوں پر حکم لگاتا ہے جن کا حکم قرآن و حدیث میں موجود نہیں ہے اُس کے پاس اگر کوئی قرآن کی آیت یا حدیث بطور نص کے موجود ہوتی ہے تو وہ اُسکے ذریعہ حکم بیان کرتا ہے ورنہ کسی نص پر قیاس کر کے حکم جاری کرتا ہے۔ روحِ قدسی۔ روحِ قدسی کا احساس بمنزلہ نص کے ہے اور ہمارا عقل ادراک بمنزلہ قیاس کے ہے جو نص سے کم درجہ کی چیز ہے۔ جب عقل نے روح سے استفادہ کیا ہے تو روح اُس سے کمتر کیسے ہو سکتی ہے۔ جان در عقل۔ روح عقل میں مؤثر ہے اور عقل کی تدبیر روح کی تاثیر سے ہے۔

[3] نوحِ وار۔ اگر روح نے عقل میں تاثیر بھی کر دی ہے تب بھی عقل کو روح کی ہمسری مناسب نہیں ہے اُس میں وہ اسباب و علامات کہاں ہیں جو روح میں ہیں عقل۔ عقل بسا اوقات روح کی تاثیر کو روح

www.pdfbooksfree.pk

زانکہ ایں نوریست کہ اندر سافلست[1]
اس لئے کہ یہ نور جو عالمِ سفلی میں ہے

نیست دائم روز و شب او آفلست
مستقل نہیں ہے روز و شب میں ڈوب کر جانیوالا ہے

وانکہ اندر قرص دارد باش و جا
وہ جو ٹکیہ میں قیام، اور جگہ رکھتا ہے

غرقہ آں نور باشد دائما
وہ ہمیشہ اس نور میں غرق رہتا ہے

نے سحابش رہ زند نے خود غروب
نہ ابر اس کے لئے مانع بنتا ہے نہ خود ڈوبنا

وا رہید او از فراقِ سینہ کوب
وہ سینہ پیٹنے والی جدائی سے نجات پا گیا

اینچنیں کس اصلش از افلاک بود
ایسے شخص کی اصل آسمانوں سے ہوتی ہے

پا مبدل گشت گر از خاک بود
اگر وہ خاک سے تھا، تو تبدیل ہو گیا ہے

زانکہ خاکی را نباشد تاب آں
کیونکہ خاکی میں اس کی طاقت نہیں ہوتی ہے

کہ زند بر وے شعاعش جاوداں
کہ اس پر اس کی شعاع ہمیشہ پڑے

گر زند بر خاک دائم تابِ خور[2]
اگر زمین پر ہمیشہ سورج کی شعاع پڑے

آنچناں سوزد کہ ناید زو ثمر
ایسی جل جائے کہ اس سے پھل نہ پیدا ہو

دائم اندر آب کارِ ماہی ست[2]
ہمیشہ پانی میں رہنا مچھلی کا کام ہے

مار را با او کجا ہمراہی ست
سانپ کی اسکے ساتھ ہمراہی کہاں ہو سکتی ہے؟

لیک در کہ مارہائے پُرفن اند
لیکن پہاڑوں میں بہت سے پُرفن سانپ ہیں

اندریں یم ماہیاں را می کشند
جو اس سمندر میں مچھلیوں کو مار رہے ہیں

مکرِ شاں گر خلق را شیدا کند
ان کی مکاری اگرچہ لوگوں کو فریفتہ کرتی ہے

ہم ز دریا تاسہ شاں رسوا کند
(لیکن) دریا سے انکی گمراہ اثر کو رسوا کرتی ہے

واندریں یم ماہیانِ[3] قوی تن اند
اس سمندر میں قوی مچھلیاں ہیں

مار را از سحر ماہی میکنند
جو سانپ کو تدبیر سے مچھلی بنا دیتی ہیں

گر تو ماری شو قرینِ ماہیاں
اگر تو سانپ ہے، مچھلیوں کا ساتھی بن جا

تا شوی چوں ماہیاں در یم رواں
تاکہ مچھلیوں کی طرح سمندر میں چلے

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال
دریائے جلال کی گہرائی کی مچھلیاں

بحر شاں آموختہ سحرِ حلال
(کہ) سمندر نے ان کو حلال جادو سکھا دیا ہے

---

[1] اندر رسافل۔ دنیا میں جو آثارِ قدرت ہیں وہ فانی ہیں۔ فاکہ جس کا وصول ذات تک ہو جائیگا وہ دائمی نور میں مستغرق رہے گا کے سحابش۔ اب نہ اسکی جسمانی کثافتیں نور سے مانع ہونگی نہ مظاہرِ قدرت کا فنا ہونا اس کے لئے فراق کی سینہ کوبی کا سبب بنے گا نہ نہیں۔ ایسا شخص وہی ہوگا جو لاہوتی ہوگا یا اگر وہ ناسوتی ہے تو اس نے مجاہدوں کے ذریعہ اپنے ناسوتی ہونے کو ختم کر دیا ہے تاکہ۔ خاکی اور ناسوتی ذات کی شعاعوں کی تاب نہیں لا سکتا اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر سورج کی زمین پر ہمیشہ پڑے تو وہ برداشت نہ کر سکے گی اور اس میں اگانے کی طاقت ہی نہ رہے گی۔

[2] دائم۔ مچھلی چونکہ آبی جیز ہے وہ دائمی طور پر پانی کو برداشت کر سکتی ہے سانپ خشکی کی چیز ہے وہ ہمیشہ سمندر میں نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح لاہوتی اور ناسوتی کو سمجھو۔ مگر شاں۔ کبھی ناسوتی لاہوتی بننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بحر بعد ان کو رسوا کر دیتا ہے۔

[3] واندریں یم۔ یہاں ایسے لاہوتی انسان ہیں جو ناسوتیوں کو لاہوتی بنا دیتے ہیں۔ گر تو۔ اگر تو ناسوتی ہے تو لاہوتیوں کی صحبت اختیار کر وہ تجھے دریائے

وحدت میں تیرنا سکھا دیں گے۔ ماہیاں۔ یہ لاہوتی اولیاء جادو کرتے ہیں جس سے ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے لیکن ان کا جادو حلال جادو ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

بس[1] محال از تاب ایشاں حال شد — نحس آنجا رفت و نیکو فال شد

بہت سے محال اُن کی طاقت سے واقعہ بنگئے ہیں — منحوس وہاں پہنچا ہے اور نیک بخت بن گیا ہے

زہر آنجا رفت و شکر شد بیقین — سنگ آنجا رفت گوہر شد ثمین

وہاں زہر گیا ہے، اور یقیناً شکر بن گیا ہے — وہاں پتھر گیا ہے، اور قیمتی جوہر بن گیا ہے

خاک زر شد سنگ گوہر پائے سر — می نہ بیند جز بشر چشم بشر

خاک سونا، پتھر جوہر، پاؤں سر ہو گیا ہے — انسان کی آنکھ انکو سوائے بشر کے کچھ نہیں سمجھتی ہے

تا قیامت[2] گر بگویم زین کلام — صد قیامت بگذرد وین ناتمام

اگر میں یہ بات قیامت تک — بیان کروں — سو قیامتیں گذر جائیں گی، اور یہ ناتمام رہے گی

آدابُ المُستمعین والمُریدین عند فیضِ الحکمۃ من لسانِ الشیخ

شیخ کی زبان سے حکمت کے فیض کے وقت سننے والوں اور مُریدوں کے آداب

بر ملولاں این مکرر کردن ست — نزدِ من عمرے مکرر بُردن ست

تنگدلوں پر یہ مکرر کرنا ہے — میرے نزدیک دوبار زندگی حاصل کرنا ہے

شمع از برقِ مکرر برشود — خاک از تابِ مکرر زر شود

شمع مکرر نور سے، اونچی ہوتی ہے — مٹی مکرر گرمی سے، سونا بن جاتی ہے

گر ہزاراں طالب اند و یک ملول — از رسالت باز می ماند رسول

اگر ہزاروں طالب ہوں اور ایک رنجیدہ — پیغام پہنچانے سے رسول رُک جاتا ہے

این[3] رسولانِ ضمیر و راز گو — مستمع خواہند اسرافیل خو

یہ دل کے پیغام رساں، اسرار بیان کرنیوالے — (حضرت) اسرافیلؑ کی عادت والا سننے والا چاہتے ہیں

نخوتے دارند و کبرے چوں شہاں — چاکری خواہند از اہلِ جہاں

وہ شاہوں کی سی نخوت اور بڑائی رکھتے ہیں — دنیا داروں سے خدمتگاری چاہتے ہیں

تا ادبہا شاں بجا گہ ناوری — از رسالت شاں چگونہ برخوری

جب تک تو اُن کے ادب بجا نہ لائے — اُن کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اُٹھائے گا؟

کے رسانند آں امانت را بتو — تا نباشی پیشِ شاں راکع دو تو

تجھے وہ امانت کب پہنچائیں گے؟ — جب تک کہ اُن کے سامنے رکوع میں دُھرا نہ ہو جائے

---

[1] بس محال: بہت سی ناممکن باتوں کو اپنے تصرفات سے ممکن بنا دیتے ہیں۔ زہر اُن کی صحبت میں بُرے اخلاق اچھے اخلاق میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ می نہ بیند: لیکن منکرین اُن کو صرف بشر سمجھتے ہیں۔

[2] تا قیامت: اِن اہل اللہ کی صحبت کی تاثیر کا اگر میں قیامت تک بیان کروں تو وہ ختم نہ ہوگا۔ بر ملولاں: جو لوگ میری اِس طرح کی باتوں سے ملول ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مکرر بیکار مضمون ہے لیکن اِنہی مضامین کا اعادہ مجھے نئی زندگی بخشتا ہے۔ شمع: روشنی کی تکرار شمع کو نئی زندگی بخشتی ہے تعلق سورج کی شعاعوں کے مکرر ہونے سے زمین میں سونے کی کان پیدا ہو جاتی ہے۔ مکرر: اہل بزرگوں کی محفل ایک مگدر ہے، مگدر ہو جاتی ہے اور مضامینِ عالیہ کی آمد بند ہو جاتی ہے۔ رسول: یعنی عالی مضامین بیان کرنے والا بزرگ۔

[3] این: یعنی اولیاء اللہ دلوں کو پیغام دیتے ہیں اور اسرارِ الٰہی سناتے ہیں۔ اسرافیل خو: حضرت اسرافیلؑ ہر وقت صور پھونکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم سننے کے لئے منتظر ہیں۔ نخوتے: اِن اولیاء کا شاہانہ مزاج ہوتا ہے اور مُریدوں کی اِصلاح کیلئے اُن سے خدمتگاری کے خواہاں رہتے ہیں۔ تا: مُرید کے لئے محض ذکر و فکر کافی نہیں ہے شیخ کے آداب بجا لانا بھی ضروری ہے۔ تک: شیخ کی پوری اطاعت ہوتی ہے تب وہ کہیں نسبت کی امانت مُرید کے سپرد کرتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر ادب شاں کے ہمی آید پسند
کامدند ایشاں ز ایوانِ بلند

اُن کو ہر ادب کب پسند آئے گا
کیونکہ وہ اونچی بارگاہ سے آئے ہیں

نے گدایانند کز ہر خدمتے
از تو دارند اے مُزوّر منّتے

وہ محتاج نہیں ہیں کہ ہر خدمت سے
اے فریبی! وہ تیرے احسان مند ہوں

لیک بابے رغبتیہائے ضمیر
صدقۂ سلطاں بیفشاں و اگیر

لیکن دل کی بے رغبتیوں کے باوجود
شاہی خیرات بکھیر دے، بند نہ کر

اسپ خود راں اے رسولِ آسماں
در ملولاں منگر و اندر جہاں

اے آسمانی قاصد! اپنا گھوڑا دوڑا دے
بے رغبت لوگوں اور دنیا کو نہ دیکھ

فرّخ آں تُرکے کہ اِستیزہ نہد
آپشش اندر خندقِ آتش جہد

مبارک ہے وہ شہسوار جو اختلاف کو (بالائے طاق)
اس کا گھوڑا آگ کی خندق کود جائے

گرم گرداند فرس را آنچناں
کہ کُند آہنگِ اوجِ آسماں

وہ گھوڑے کو ایسا گرم کردے
کہ وہ آسمان کی بلندی کا قصد کرے

چشم را از غیر و غیرت دوختہ
ہمچو آتش خشک و تر را سوختہ

بیگانے اور غیرت سے آنکھ بند کرلی ہو
خشک اور تر کو آگ کی طرح جلا دیا ہو

گر پشیمانی بُرد عیبے کُند
آتشِ اوّل در پشیمانی زند

اگر پشیمانی اس کی عیب گیری کرے
پہلے پشیمانی ہی میں آگ لگا دے

خود پشیمانی نروید از عدم
چوں بہ بیند گرمیِ صاحب قدم

خود پشیمانی ہی عدم سے وجود میں نہیں آتی ہے
جبکہ وہ صاحبِ قدم کی گرمی کو دیکھتی ہے

شناختنِ ہر حیوان بوئے عدوّے خویش را و حذر کردن
ہر جانور کا اپنے دشمن کی خوشبو کو پہچاننا، اور بچاؤ کرنا، اور بربادی،

و بطالت و خسارت آں کسے کہ عدوّے کسے بُود کہ
اور نقصان اس شخص کا جو کسی ایسے کا دشمن ہو جس سے

از و حذر ممکن نیست و فرار ممکن نے و مقابلہ ممکن نے
بچاؤ ممکن نہیں ہے، اور فرار ممکن نہیں ہے اور مقابلہ ممکن نہیں ہے

شناختن۔ جس طرح ہر جانور اپنے دشمن کی خوشبو سونگھ کر بھاگ جاتا ہے پشیمانی مرشدِ کامل کی خوشبو پاکر بھاگ جاتی ہے۔ بطالت۔ وہ شخص نہایت ہی بدبخت ہے جو ایسے شخص سے دشمنی کرے جس سے کوئی مفر نہیں ہے۔

۵۱ ہر ادب۔ معمولی ادب کام نہ چلے گا شیخ کی شایانِ شان ادب ضروری ہے۔ منت۔ غیر مناسب ادب ہے اس میں شکر گزاری کی کیفیت نہ پیدا ہوگی۔ لیک۔ گذشتہ اشعار میں سمجھایا گیا تھا کہ جب تک طلب صادق نہ ہو اسرار کی تعلیم نہیں دی جاسکتی اب اپنے آپ کو مولانا اس پر آمادہ کرتے ہیں کہ سننے والوں کی بے رغبتی کے باوجود اُن پر اسرار کی بارش کی جائے۔ رسولِ آسمان یعنی اسرارِ الٰہی بیان کرنے والا اس سے خود مولانا کی اپنی ذات مراد ہے۔

۵۲ فرّخ۔ جو مبلغ سامعین کی بے رغبتی کے ہوتے ہوئے اسپ بیان کو دوڑا دے وہ قابلِ مبارک باد ہے۔ چشم را۔ اغیار کے سامنے اسرار بیان کرنا مشکل ہوتا ہے نیز غیرت کا تقاضہ ہے کہ تنگ دل لوگوں کے سامنے اسرار نہ بیان کئے جائیں لیکن ایسا مبلغ قابلِ مبارکباد ہے جو ان موانع سے قطع نظر کرلے۔ گر پشیمانی۔ بے توجہ لوگوں کے سامنے اسرار بیان کرنے سے اگر شرمندگی طاری ہو تو اس کو پھونک ڈالے۔

۵۳ خود پشیمانی۔ یعنی کامل مرشد کو ایسے حالات میں بھی پشیمانی نہیں ہوتی ہے۔ صاحب قدم۔ مرشدِ کامل۔

www.pdfbooksfree.pk

اسپ داند بانگ و بوئے شیر را
گھوڑا شیر کی آواز اور بُو کو جانتا ہے

گرچہ حیوان ست الّا نادرا[1]
اگرچہ جانور ہے، مگر بہت کم

بل عدوِّ خویش را ہر جانور
بلکہ ہر جانور، اپنے دشمن کو

خود بداند از نشان و از اثر
علامت اور نشان سے پہچان لیتا ہے

روز خفّاشک نیارد بر پرید
چمگادڑ دن میں نہیں اُڑ سکتی ہے

شب بروں آید چو دزدانِ جرید
رات کو اکیلے، چوروں کی طرح نکلتی ہے

از ہمہ محروم تر خفّاش بود
سب سے زیادہ محروم چمگادڑ ہے

کہ عدوِّ آفتابِ فاش بود
کیونکہ وہ روشن سورج کی دشمن ہے

نے تواند در مصافش زخم خورد
نہ تو میدان میں اُس کا مقابلہ کر سکتی ہے[2]

نے بنفریں تاندش مقہور کرد
نہ نفرت کی وجہ سے اُس کو مغلوب کر سکتی ہے

آنگہ آں خورشید از احسان وجود
پھر بھی وہ سورج احسان اور سخاوت کی وجہ سے

بر نہ درّاند ز قہرش تار و پود
غصہ سے اُس کا تانا بانا نہیں پھاڑتا ہے

آفتابے کے بگرداند قفاش
سورج اپنا رُخ کب موڑتا ہے؟

از برائے غصہ و قہرِ خفاش
چمگادڑ کے غصہ اور غضب کی وجہ سے

غایتِ لطف و کمال اُو بُود
(یہ) اُس کا انتہائی کرم اور کمال ہے

ورنہ خفّاشش کجا مانع شود
ورنہ چمگادڑ کہاں اُس کو روک سکتی ہے؟

دشمن ار گیری بجدِّ خویش گیر
اگر تو دشمن بنائے، تو اپنے رتبہ کے اعتبار سے بنا

تا بُود ممکن کہ گردانی اسیر
تاکہ یہ ممکن ہو کہ تو اُس کو قابو میں کر لے

قطرہ[3] با قلزم چو استیزہ کند
قطرہ جب سمندر سے دشمنی کرے

ابلہ است اُو ریشِ خود بر می کند
وہ بیوقوف ہے، اپنی داڑھی نوچتا ہے

حیلتِ اُو از بسالش نگذرد
اُس کی تدبیر اُس کی موچھوں سے آگے نہیں بڑھتی ہے

خنجر و حلقِ قمر چوں بر درد
چاند کا گلا، اور سینہ وہ کیسے پھاڑ سکتی ہے؟

با عدوِّ آفتاب ایں بد خطاب
یہ گفتگو تو سورج کے دشمن سے تھی

اے عدوِّ آفتاب آفتاب
اے سورج کے سورج کے دشمن!

اے عدوِّ آفتابے کز فرش
اے اُس سورج کے دشمن جس کی شان شکوہ ہے

می بلرزد آفتاب و اخترش
سورج اور اُس کے ستارے لرزتے ہیں

---

[1] الّا نادرا۔ بہت کم ہے کہ گھوڑا شیر کی بُو کو نہ پہچانے۔ جل۔ ہر جانور اپنے دشمن کو پہچان جاتا ہے۔ تجرید۔ تنہا۔ خفاش۔ چمگادڑ سے زیادہ بدبخت ہے کہ سورج سے اس کی دشمنی ہے حالانکہ اُس سے اس کو کوئی ضرر نہیں اسی طرح سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے جو حقیقی آفتاب یعنی ولی سے دشمنی برتے۔ مصاف۔ میدانِ جنگ۔ مقہور۔ مغلوب۔

[2] آنگہ۔ یہ سورج کا کرم ہے کہ وہ اس چمگادڑ کو خاکستر نہیں بناتا ہے اسی طرح اولیاء کا کرم ہے کہ وہ منکرین کو تباہ و برباد نہیں کرتے ہیں۔ قفا۔ یعنی رُخ۔ دشمن۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ اولیاء کے ساتھ دشمنی بُری ہے، دشمنی اگر کی بھی جائے تو ایسے شخص سے کی جائے جس کو انسان مغلوب کر سکے۔

[3] قطرہ۔ اولیاء کے ساتھ عام انسان کی دشمنی ایسی ہے جیسے کہ قطرہ، سمندر سے دشمنی کرے جو محض اُس کی حماقت ہے۔ حیلت۔ عوام کی دشمنی اولیاء کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ قمر۔ یعنی ولی کامل۔ یا تو چمگادڑ جو آسمانی سورج کی دشمن ہے اسکی بات ترجمہ نے بتادی ولی کا دشمن تو آفتاب کے آفتاب کا دشمن ہے۔ آفتابِ آفتاب۔ ولی، آفتابِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کا آفتاب ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

تو عدوِ او نہ خصمِ خودی[1] — چہ غم آتش راکہ تو ہیزم شدی

تو اس کا دشمن نہیں ہے، اپنا دشمن ہے — آگ کو کیا فکر ہے جبکہ تو ایندھن ہو گیا ہے

اے عجب از سوزشت او کم شود — یا ز درد و غصہ ات پُر غم شود

تعجب ہے اگر تیرے جلنے سے وہ کم ہو جائے — یا تیرے درد اور غصہ سے وہ غمگین ہو

رحمتش نے رحمت آدم بود — کہ مزاجِ رحم آدم غم بود

اس کی رحمت انسان کی رحمت نہیں ہے — انسان کی رحمت ملاوٹ غم ہوتا ہے

رحمتِ[2] مخلوق باشد غصہ ناک — رحمتِ حق از غم و غصہ است پاک

مخلوق کی رحمت غصہ سے ملی ہوتی ہے — اللہ کی رحمت غم و غصہ سے پاک ہے

رحمت بیچوں چنیں داں اے پسر — ناید اندر وہم از وے جز اثر

اے بیٹا! بے مثال کی رحمت کو یوں سمجھ — کہ سوائے نشان کے وہ سمجھ میں نہیں آتی ہے

فرق[3] میان دانستنِ چیزے بمثال و تقلید و میان دانستن ماہیت آن چیز

کسی چیز کو مثال، اور علم تقلیدی سے جاننے میں اور اس چیز کی حقیقت کے جاننے میں فرق

ظاہرست آثارِ میوہ رحمتش — لیک کہ داند جز او ماہیتش

اس کی رحمت کے پھل کے آثار ظاہر ہیں — لیکن اس کی حقیقت سوائے اسکے اور کون جانتا ہے؟

ہیچ ماہیاتِ اوصافِ کمال — کس نداند جز بآثار و مثال

کمالی اوصاف کی ماہیتیں — کوئی شخص سوائے نشانات اور مثال کے نہیں جانتا ہے

طفل ماہیت نداند طمث را — جز کہ گوئی ہست چوں حلوا ترا

بچہ، جماع کی حقیقت نہیں جانتا ہے — سوائے اسکے کہ تو کہدے کہ وہ تیرے لئے حلوا جیسا ہے

طفل را نبود ز وطی زن خبر — جز کہ گوئی ہست آں خوش چوں شکر

بچہ کو عورت سے جماع کرنے کی (لذت کی) خبر نہیں ہے — سوائے اسکے کہ تو کہدے وہ شکر جیسا خوش (ذائقہ) ہے

کے بود ماہیتِ ذوقِ جماع — مثلِ ماہیاتِ حلوا اے مطاع

جماع کی لذت کی حقیقت کب ہوتی ہے؟ — اے جناب! حلوے کی ماہیتوں جیسی

لیک نسبت کرد از روئے خوشی — با تو آں عاقل کہ تو کودک وشی

لیکن لذت کی حیثیت سے نسبت دیدی — اس عقلمند نے تیرے لئے جو کہ تو بچہ کی طرح ہے

جا سکتی ہے کہ اس سے کہا جائے کہ وہ ایسا مزیدار ہے جیسا کہ حلوا کے بارے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جماع کی حقیقت اور کچھ ہے اور حلوے کی حقیقت کچھ اور ہے۔

[1] تو عدو۔ ولی کا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور یہ دشمنی خود اس کی اپنے ساتھ دشمنی ہے۔ اے عجب۔ اللہ تعالیٰ سے انسان کی دشمنی اللہ میں کوئی نقصان نہیں پیدا کر سکتی۔ رحمتش جس طرح اللہ کا جلال بے پایاں ہے اسی طرح اس کی رحمت بھی خالص رحمت ہے۔ کہ مزاج۔ انسان کا رحم غم سے ملا جلا ہوتا ہے کسی مجبور کو دیکھکر انسان پر غم طاری ہوتا ہے پھر اس کی رحمت ابھرتی ہے۔

[2] رحمتِ مخلوق۔ انسانوں کی رحمت و شفقت غصہ سے ملی جلی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ان تمام باتوں سے پاک ہے۔ رحمتِ بے چوں جس طرح اللہ کی ذات کی حقیقت تک رسائی ناممکن ہے اسی طرح اسکی صفات بھی عقل سے بالاتر ہیں صرف ان صفتوں کو ان کے اثرات سے سمجھا جا سکتا ہے۔

[3] فرق۔ کسی چیز کو مثال اور آثار سے جاننا اور بات ہے اور حقیقت و ماہیت کو جاننا اور بات ہے۔ اوصافِ کمال۔ حضرت حق تعالیٰ کی صفاتِ کمالیہ۔ طفل۔ ہماری عقلوں میں ان صفات کی حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے جس طرح بچہ جماع کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے۔ طمث۔ حیض، جماع۔ جز کہ گوئی۔ بچہ کو جماع کی حقیقت اس طرح سمجھائی

www.pdfbooksfree.pk

تا بداند[1] کودک آں را از مثال
تاکہ بچہ اس کو مثال سے سمجھ لے

گر نداند ماہیت با عینِ حال
اگر اسکی واقعی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے

پس اگر گوئی بدانم دُور نیست
پس اگر تو کہے کہ میں جان گیا تو بھی بعید نہیں ہے

ور بگوئی کہ ندانم زُور نیست
اور اگر تو کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو بھی جھوٹ نہیں ہے

گر کسے گوید کہ دانی نوحؑ را[2]
اگر کوئی کہے کہ تو نوحؑ کو جانتا ہے

واں رسولِ حق و نورِ روحؑ را
اس اللہ کے رسول، اور روح کے نور کو

گر بگوئی چوں ندانم کاں قمر
اگر تو کہے کہ میں کیوں نہیں جانتا ہوں کیونکہ وہ چاند

ہست از خورشید و مہ مشہور تر
جو سورج اور چاند سے زیادہ مشہور ہیں

کو دکانِ خُرد در کُتّاب ہا
چھوٹے بچے مکتبوں میں

واں امامان جملہ در محرابہا
اور تمام امام محرابوں میں

نامِ اُو خوانند در قرآں صریح
اُن کا نام صاف طور پر قرآن میں پڑھتے ہیں

قصّہ اَش گویند از ماضی فصیح
اُن کا گذشتہ قصہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں

راست کو دانیش تو از رُوئے وصف
سچ ہے کہ تو اُن کو اوصاف کے اعتبار سے جانتا ہے

گرچہ ماہیت نشُد از نوحؑ کشف
اگرچہ (حضرت) نوحؑ کی حقیقت واضح نہیں ہوئی ہے

وَر بگوئی من چہ دانم نوحؑ را
اگر تو کہے میں (حضرت) نوحؑ کو کیا جانوں؟

آں گزیدہ حق و محضِ رُوحؑ را
اس اللہ کے برگزیدہ، اور خالص روح کو

من[3] کُجا دانستنِ اُو از کُجا
میں کہاں، اور اُن کا جاننا کہاں

ہمچو اُوئے داند اُو را اے فتیٰ
اے نوجوان! اُن کو اُن جیسا ہی جان سکتا ہے

مورِ لنگم من چہ دانم فیل را
میں لنگڑی چیونٹی ہوں میں ہاتھی کو کیا جانوں؟

پشہ کے داند اسرافیلؑ را
مچھر (حضرت) اسرافیلؑ کو کیا جانے؟

ایں سخن ہم راست است از رُوئے آں
یہ بات بھی سچ ہے اِس لئے کہ

کہ بماہیت ندانیش اے فلاں
اے فلاں! اُنکی حقیقت کے اعتبار سے تو انکو نہیں جانتا ہے

عجز از ادراکِ ماہیت عمو
اے چچا! ماہیتوں کے اِدراک سے عجز

حالتِ عامہ بود دریاب تو
عوام کی حالت ہوتی ہے، تو حاصل کرلے

زانکہ ماہیات و سِرِّ سِرّ آں
کیونکہ ماہیتیں اور اُن کے راز کا راز

پیشِ چشمِ کاملاں باشد عیاں
کاملوں کی آنکھ کے سامنے کھلا ہوا ہوتا ہے

[1] تا بداند: جب حقیقت کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے تو اُس چیز کو مثالوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ پس یہ علم جو مثال سے حاصل ہوا ہے اُس کو اُس چیز کا علم بھی کہا جاسکتا ہے۔ چونکہ مثال سے بہرحال کچھ علم حاصل ہوا ہے اور اُس چیز کا جہل بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ حقیقت تو نامعلوم ہے۔

[2] نوحؑ کہے۔ اگر کسی کو حضرت نوحؑ کا علم اُنکی بعض صفات سے حاصل ہے اور کہ اُنکی حقیقت معلوم نہیں ہے تو اُس کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ میں حضرت نوحؑ کو جانتا ہوں اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ میں اُنسے واقف نہیں ہوں۔

[3] من: یعنی حضرت نوحؑ۔ کُتّاب۔ مکتب، مدرسہ۔ کشف: کشف، معلوم۔ گزیدہ۔ برگزیدہ۔

[4] من کجا: یعنی میں اس قابل کہاں کہ اُنکی حقیقت سے واقف ہوسکوں۔ جواب مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ حقیقت سے ناواقفیت عوام کے شایانِ شان ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کرے جس کے ذریعہ چیزوں کی حقیقت معلوم کرسکے۔ زانکہ۔ کامل لوگ ماہیتوں اور اُن کے راز کے راز سے بھی واقف ہوتے ہیں ماہیات سے اعیانِ ثابتہ مراد ہیں اور سِرّ ماہیات سے مراد اسماء الٰہی ہیں اور سِرّ ماہیات کے سِرّ سے مراد حقیقت الحقیقۃ ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

در وجود از سرِّ حق و ذاتِ اُو — دُور تر از فہم و اِستبصار کُو

اللہ اور اُس کی ذات کے راز سے، وجود میں — فہم و بصیرت سے زیادہ دور اور کوئی چیز نہیں ہے

چونکہ آں مخفی نماند از محرماں — ذات و وصفے چیست کاں ماند نہاں

جبکہ محرموں سے وہ پوشیدہ نہیں رہتا — تو کس کی ذات اور صفت ہے جو پوشیدہ رہے گی؟

عقلِ بحثی گوید ایں دور ست و کُو — بے زتاویلے مُحالے کم شنُو

بحث کرنیوالی عقل کہتی ہے کہ یہ بعید ہے اور کہاں ہے؟ — کسی ناممکن کو بغیر تاویل کے نہ سُن

قُطب گوید مر ترا اے سُست حال — آنچہ فوقِ حالِ تست آید مُحال

قطب تجھے کہتا ہے، کہ اے سُست حال! — جو تیری حالت سے بالا ہے تجھے مُحال (نظر) آتا ہے

واقعاتے کہ کنونت بر کشود — نے کہ اوّل ہم مُحالت می نمود

وہ واقعات جو تجھ پر اب کُھلے ہیں — کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے مُحال نظر آتے تھے؟

چوں رہانیدت زدہ زنداں کرم — تیہ را بر خود مکُن حبسِ ستم

جب تجھے کرم (اللہ) نے (اپنی) قید خانوں سے آزاد کر دیا ہے — ظلم کرکے تیہ کو، اپنے لئے قید خانہ نہ بنا

چوں خلاصی یافتی از صد بلا — فقر را بر خود مکُن رنج و عنا

جب تو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات پا گیا ہے — فقر کو اپنے اوپر رنج و مشقت نہ بنا

سہل گیرش تا نگردد مُشکلت — ورنہ شد شکّر چو زہرِ قاتلت

اسکو آسان سمجھ، تاکہ وہ تیرے لئے مشکل نہ بنے — ورنہ شکر تیرے لئے قاتل زہر بنے گی

سُوئے بحثِ خویش تازاے بوالحسن — کایں سخن پایاں ندارد جانِ مَن

اے ابوالحسن! اپنی بحث کی جانب آ — اے جانِ من! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

نسبتِ اثبات با نفی از نخست — گر بیانش می کنی برگو درست

اثبات، اور نفی کی نسبت کا شروع سے — اگر تو بیان کرتا ہے، تو ٹھیک بیان کر

جمع و تفریق میانِ نفی و اثباتِ یک چیز از روئے نسبت و اختلافِ جہت

ایک چیز کے بارے میں اقرار اور انکار کا جمع ہونا اور نہ ہونا جہت اور نسبت کے اختلاف کی وجہ سے ہے

جب اللہ کے کرم نے سینکڑوں مصیبتیں ٹالدیں تو افلاس اور فقر کی مصیبت کو بھی ٹالدیگا جب دستوں حواسوں سے آزادی مل گئی تو کشف و شہود بھی میسر آجائے گا۔ بحثِ خویش۔ یعنی نفی اور اثبات کی بحث۔ ایں سخن۔ یعنی ماہیتوں کے ادراک کی بحث۔ تو الحسن۔ اس سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے ہر مخاطب مراد ہے۔ جمع و تفریق۔ نفی اور اثبات ایک جگہ جمع بھی ہو جاتے ہیں اور اُن میں تفریق بھی ہے، حیثیت اور جہت بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے ایک ہی چیز ہے ایک حیثیت اور جہت سے وہ معلوم ہے دوسری حیثیت اور جہت سے وہ نامعلوم ہے۔

۱؎ در وجود۔ اللہ کی ذات اور اُس کی صفات عقل اور سمجھ سے دور تر ہیں پھر بھی کامل اولیاء اُس سے واقف ہوتے ہیں۔ ذات و صفتے۔ جبکہ اولیاء ذات و صفاتِ ماہیت کا علم حاصل کر لیتے ہیں تو کائنات کی ذات و صفات اُنپر کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔

۲؎ عقلِ بحثی۔ یعنی فلسفی کی عقل یہ کہتی ہے کہ ذات و صفات کے بارے میں جو الفاظ ہیں وہ حقیقی معنیٰ پر محمول ہونا محال ہیں لہٰذا اُنہیں تاویل کی جائیگی اور ان کو تاویلی معنیٰ میں سمجھنا ضروری ہے۔ قطب۔ ولی جو واقفِ حال ہے وہ کہتا ہے کہ چونکہ یہ باتیں فلسفی کی عقل سے بالاتر ہیں لہٰذا اُسکو محال نظر آتی ہیں۔ واقعاتے۔ فلسفی کی عقل کا حال تو یہ ہے کہ جب تک چیز وقوع میں نہ آئے اُسکو محال قرار دیتا ہے جب اُس کا وقوع ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتا ہے زمین کی حرکت کو محال سمجھا جاتا تھا اور آسمان کو متحرک مانا جاتا تھا اب زمین کو متحرک مان لیا گیا ہے۔

۳؎ چوں رہانیدت۔ جب انسان مجاہدے کرتا ہے تو وہ پانچوں ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور کشف و شہود کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تیہ۔ وہ میدان تھا جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں رہے جوں خلاصی۔

www.pdfbooksfree.pk

نفیِ آں یک چیز و اثباتش رواست
ایک ہی چیز کی نفی اور اثبات درست ہے

چوں جہت شد مختلف نسبت دو تاست
جب جہت بدل گئی، نسبتیں دو ہو گئیں

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ از نسبت است[1]
"تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا" نسبت کے اعتبار سے

نفی و اثبات ست ہر دو مثبت است
نفی اور اثبات ہے، دونوں درست ہیں

آں تو افگندی چو بر دستِ تو بود
"تو نے پھینکا" چونکہ تیرے ہاتھ سے ہوا

تو نیفگندی کہ قوت حق نمود
"تو نے نہیں پھینکا" چونکہ طاقت اللہ نے دی ہے

زورِ آدم زادہ را حدے بود
انسان کی طاقت کی ایک حد ہے

مشت خاک اشکست لشکر کے شود
ایک مٹھی بھر ایک لشکر کی شکست (کا سبب) کیسے ہو سکتی ہے

مشت مشتِ تست و افگندن زما ست
مٹھی تو تیری مٹھی ہے، اور پھینکنا ہمارا ہے

زیں دو نسبت نفی و اثباتش رواست
ان دو نسبتوں کی وجہ سے اسکی نفی اور اثبات درست ہے

یَعْرِفُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ اَضْدَادُھُمْ[2]
انبیاء کو ان کے مخالفین پہچانتے ہیں

مثلِ مَا لَا یَشْتَبِہ اَوْلَادُھُمْ
اسطرح جسطرح کہ انکو اپنی اولاد میں شبہ نہیں ہوتا ہے

ہمچوں فرزندانِ خود دانند شاں
ان کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں

منکراں با صد دلیل و صد نشاں
منکر لوگ، دلیلوں اور سینکڑوں علامتوں سے

لیک از رشک و حسد پنہاں کنند
لیکن رشک اور حسد سے چھپاتے رہیں

خویشتن را بر ندانم می زنند
اپنے آپ کو ہم نہیں جانتے، کا مصداق بناتے ہیں

پس چو یَعْرِفُ گفت چوں آں دگر
پس جبکہ "وہ پہچانتا ہے" فرمایا دوسری جگہ کیوں

گفت لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ فَذَرْ[3]
"انکو میرے سوا کوئی نہیں جانتا" پس رہنے دے فرمایا

اِنَّھُمْ تَحْتَ قِبَابِیْ کَامِنُوْن[4]
وہ میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں

جز کہ یزداں شاں نداند زآزموں
انکو خدا کے سوا، آزمائش سے کوئی نہیں جانتا

ہم بہ نسبت گیر ایں مفتوح را[5]
اس کھلی ہوئی بات کو بھی تو نسبت کی وجہ سے سمجھ لے

کہ بدانی و ندانی نوح را
کہ تو نوحؑ کو جانتا بھی ہے اور نہیں جانتا ہے

زیں نمط بسیار آمد در خبر
اس طرح کی بات حدیث میں بہت آئی ہے

کاں بہ نسبت باشد اے جاں معتبر
اے جان! کہ وہ نسبت کی وجہ سے معتبر ہوتی ہے

مسئلہ فنا و بقائے درویشِ کامل

کامل درویش کی فنا، اور بقا کا معاملہ

---

[1] مَا رَمَیْتَ ... جنگ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مٹھی ریت کفار کی طرف پھینکی جس سے وہ اندھے اور شکست یاب ہو گئے۔ چونکہ آنحضورؐ نے اپنے ہاتھ سے وہ مٹی پھینکی تو پھینکنے کی نسبت آنحضورؐ کی طرف کی گئی اور چونکہ اس پھینکنے نے وہ کام کیا جو آنحضورؐ کا ذاتی نہ تھا اس لئے پھینکنے کی آنحضورؐ سے نفی کر دی گئی۔

[2] یَعْرِفُوْنَ ... انبیاء کے بارے میں فرمایا گیا ہے جو اولیاء پر بھی صادق ہے کہ منکرین ان کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں پھر فرمایا گیا کہ اولیاء میرے دامن میں چھپے ہوئے ہیں انکو میرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ چونکہ جاننا اور نہ جاننا دونوں حیثیتوں سے ہے لہٰذا دونوں باتیں درست ہیں۔

[3] ہم بہ نسبت ... حضرت نوحؑ کو جانتا اور نہ جاننا بھی اسی اعتبار سے سمجھ لے۔

[4] زیں نمط ... حیثیت اور جہت بدل جانے سے دو متضاد حکم بہت سی چیزوں پر لگائے گئے ہیں مثلاً۔ کسی کی فنا و بقا کا مسئلہ بھی اسی نوعیت کا ہے کہ مختلف حیثیتوں کے اعتبار سے اس کو فانی اور باقی کہا جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت قائل در جہاں درویش نیست — ور بُود درویش آں درویش نیست

ایک کہنے والے نے کہا دنیا میں کوئی درویش نہیں ہے — اور اگر درویش ہوگا تو وہ درویش نہیں ہے

ہست از روئے بقائے ذاتِ او — نیست گشتہ وصفِ او در وصفِ ہو

اس کی ذات کی بقا کے اعتبار سے وہ "ہے" — اس کا وصف اللہ کے وصف میں نیست ہو گیا ہے

چوں زبانہ شمع پیشِ آفتاب — نیست باشد ہست باشد در حساب

جیسا کہ شمع کا شعلہ سورج کے بالمقابل — "نہیں ہے" ہوتا ہے (لیکن) حساب میں "ہے"

ہست باشد ذاتِ او تا تو اگر — بر نہی پنبہ بسوزد زاں شرر

اس کی ذات موجود ہوتی ہے جتنی کہ اگر تو — روئی رکھدے وہ اس شعلے سے جل جائے گی

نیست باشد روشنی ندہد ترا — کردہ باشد آفتاب او را فنا

معدوم ہوتا ہے، تجھے روشنی نہیں دیتا ہے — سورج نے اس کو فنا کر دیا ہوتا ہے

در دو صد من شہد یک دُوَیقہ[1] خل — چوں در افگندی در و گشت حل

دو سو من شہد میں ایک اوقیہ سرکہ — جب تو نے ڈال دیا اور وہ اس میں حل ہو گیا

نیست باشد طعمِ خل چوں می چشی — ہست یک دُوَیقہ فزوں چوں می کشی

جب تو چکھے گا سرکہ کا مزہ معدوم ہوگا — جب تو وزن کرے گا ایک اوقیہ بڑھا ہوا ہے

پیشِ[2] شیرے آہوئے بیہوش شد — ہستیش در ہستِ او روپوش شد

ایک ہرن، شیر کے سامنے بے ہوش ہو گیا — اس کی ہستی اس کی ہستی میں چھپ گئی

ایں قیاسِ ناقصاں بر کارِ رب — جوششِ عشق ست نے ترکِ ادب

اللہ (تعالیٰ) کے معاملہ میں ناقصوں کا یہ قیاس — ادب کو ترک کرنے کی وجہ سے نہیں ہے، عشق کا جوش ہے

نبضِ عاشق بے ادب کے می جہد — خویش را در کفِ شہ می نہد

عاشق کی نبض (بلا لحاظ) ادب تڑپتی ہے — اپنے آپ کو شاہ کے پنجے میں رکھتی ہے

بے ادب تر نیست زو کس در جہاں — با ادب تر نیست زو کس در نہاں

دنیا میں اس سے زیادہ بے ادب کوئی نہیں ہے — در پردہ اس سے زیادہ با ادب کوئی نہیں ہے

---

۵۱ در بود۔ یعنی اگر وہ موجود ہے تو اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہے اور اس کو بقا باللہ حاصل ہے۔ چوں زبانہ۔ دن میں سورج کے سامنے اگر شمع روشن کرو تو اس پر متضاد حکم لگ سکتے ہیں چونکہ آفتاب کی روشنی کے سامنے اس کی روشنی ماند پڑ گئی ہے تو کہہ سکتے ہو کہ وہ روشن نہیں ہے اور اس حیثیت سے کہ اس کی نوک پر روئی رکھو تو وہ جل جائے گی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ شمع روشن ہے

۵۲ در دو صد۔ اگر دو سو من شہد میں ایک سیر سرکہ ملا دو تو کہہ سکتے ہو کہ سرکہ معدوم ہے چونکہ اس کا کوئی مزہ چکھنے میں معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ سرکہ موجود ہے اس لئے کہ وزن کرو گے تو وہ دو سو من ایک سیر ہو گا۔ دُوَیقہ۔ چالیس درہم کا وزن، ہمزہ کو حذف کر کے وقیہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

۵۳ پیش۔ ہرن جب شیر کے سامنے بیہوش ہو گیا تو وہ فانی بھی ہے اور باقی بھی ہے۔ ایں قیاس۔ فنا و بقا میں یہ خیالیں جو دی گئی ہیں وہ حضرتِ حق کی شایانِ شان نہیں ہیں لیکن ان کا بیان کرنا عشق و محبت کے جوش میں ہوا ہے ترکِ ادب مقصود نہیں ہے۔ نبضِ عاشق۔ عشقِ الٰہی کا دعویٰ ایک درجہ میں برابری کا دعویٰ ہے اس لئے کہ عاشق و معشوق میں لامحالہ کوئی نسبت ہوتی ہے اور ممکن واجب کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ بے ادب۔ عاشق عشق کی مستی میں گستاخانہ باتیں بول جاتا ہے لیکن وہ گستاخی اس وقت گستاخی ہے جب اس کی نسبت عاشق کی طرف ہو لیکن چونکہ اس کو فنا کا درجہ حاصل ہے اور وہ باتیں اس کی ذات سے منسوب نہیں ہیں لہٰذا وہ گستاخی نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہم بہ نسبت[۱] دان و فاق اے منتخب
اے برگزیدہ! جمع ہونا بھی نسبت کی وجہ سے سمجھ

ایں دو ضد با ادب با بے ادب
با ادب اور بے ادب اِن دو ضدوں کا

بے ادب باشد چو ظاہر بنگری
جب تو دیکھے گا وہ بظاہر بے ادب ہوگا

کہ بُود دعویِ عشقش ہمسری
کیونکہ اُس کا عشق کا دعویٰ، برابری ہے

چوں بباطن بنگری دعویٰ کجاست
جب تو حقیقت کو دیکھے گا، دعویٰ کہاں ہے؟

اُو و دعویٰ پیش آں سلطاں فناست
وہ اور اُس کا دعویٰ شاہ کے سامنے معدوم ہیں

مات[۲] زیدٌ زید اگر فاعل بُود
"زید مر گیا" زید اگرچہ فاعل ہے

لیک فاعل نیست کو عاطل بُود
لیکن وہ کرنے والا نہیں ہے، کیونکہ وہ بیکار ہے

اُو ز روئے لفظِ نحوی فاعل ست
وہ نحوی اصطلاح کے اعتبار سے فاعل ہے

ورنہ اُو مفعول و موتش قاتل ست
ورنہ وہ مفعول ہے، اور موت اُسکی قاتل ہے

فاعلے چہ کو چناں مقہور شُد
وہ فاعل کیسا وہ ایسا مغلوب ہے

فاعلیہا جملہ از وے دُور شُد
تمام فاعلی اُس سے دور ہو گئی ہے

قصۂ[۳] وکیلِ صدرِ جہاں کہ متہم شُد و از بخارا گریختہ از
صدرِ جہاں کے وکیل کا قصہ جو متہم ہو گیا تھا، اور جان کے ڈر سے بخارا سے بھاگ گیا

بیمِ جاں، باز عشقش گریباں گرفت کہ کارِ جاں بہر
تھا پھر عشق نے اُس کا گریبان پکڑا کہ محبوب کے لئے جان کا معاملہ

جاناں سہل باشد عاشقاں را
عاشقوں کے لئے آسان ہوتا ہے

در بخارا بندۂ صدرِ جہاں
بخارا میں، صدرِ جہاں کا ایک غلام

متہم شُد گشت از صدرش نہاں
متہم ہو گیا، اُس کے دربار سے غائب ہو گیا۔

مُدتِ دہ سال سرگرداں بگشت
دس سال تک مارا مارا پھرا

گہ خراساں گہ گہستاں گاہ دشت
کبھی خراسان میں، کبھی کہستان میں، کبھی جنگل میں

از پسِ دہ سال اُو از اشتیاق
دس سال کے بعد وہ عشق کی وجہ سے

گشت بے طاقت ز ایامِ فراق
جدائی کے زمانہ سے، بے بس ہو گیا

گفت تا بِ فرقتم زیں ساں نماند
اُس نے کہا اِس کے بعد جدائی کی طاقت مجھ میں نہیں رہی ہے

صبر کے داند خلاعت را نشاند
صبر، فراق کے ڈر کو کہاں فرو کر سکتا ہے؟

---

[۱] ہم بہ نسبت۔ اُس کا با ادب ہونا اور بے ادب ہونا بھی نسبت کے اختلاف سے صحیح ہے، اگر وہ باتیں اُس کی ذات کی طرف منسوب ہوں تو بے ادب ہے، اگر ذاتِ باری کی طرف ہوں تو یہ با ادب ہے۔ چونکہ باطن چونکہ اُس کو فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے لہٰذا اُس کا اپنا نہ کوئی دعویٰ ہے نہ کوئی ذات۔

[۲] مات زیدٌ۔ نحوی ترکیب کے اعتبار سے مات فعل ہے اور زیدٌ اُس کا فاعل ہے یہ محض نقلی بات ہے ورنہ زید میں موت کی حالت میں فاعلیت اور کرنے کی صلاحیت کہاں ہے وہ دراصل مفعول اور مقتول ہے موت اُس کی قاتل ہے۔ فاعلے۔ فنا کے بعد فاعل بننے کی صلاحیت ہی باقی نہیں ہے لہٰذا فعل کی اُس کی طرف نسبت نہیں کی جا سکتی۔

[۳] قصہ۔ اِس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ وکیل اپنی جان سے قطع نظر کر کے بادشاہ کے سامنے پیش ہوا اسی طرح عاشق اپنی ذات و صفات سے قطع نظر کر لیتا ہے۔ صدرش۔ یعنی وہ غلام صدرِ جہاں کے دربار سے روپوش ہو گیا۔ گہستان ایک شہر کا نام ہے۔ خلاعت۔ عرض یا فراق سے ڈرنا۔

www.pdfbooksfree.pk

۱؎ از فراق ایں خاکہا شورہ شود
فراق سے یہ زمینیں شور بن جاتی ہیں

آب زرد و گندہ و تیرہ شود
پانی زرد اور گندہ اور گدلا ہو جاتا ہے

بادِ جاں افسردہ و خم گردد وبا
روح پرور ہوا، ناموافق وبا بن جاتی ہے

آتشے خاکستر ے گردد ہبا
آگ، راکھ فضا کے ذرے، بنجاتی ہے

باغ چوں جنت شود دار المرض
جنت جیسا باغ بیماری کا گھر بن جاتا ہے

زرد و ریزاں برگ او اندر حرض
خرابی سے اس کے پتے زرد اور جھڑنے والے بنجاتے ہیں

عقلِ درّاک از فراقِ دوستاں
دوستوں کی جدائی سے، حساس عقل

ہمچو تیرِ انداز اِشکستہ کماں
ٹوٹی ہوئی کمان والے تیر انداز کی طرح ہے

۲؎ دوزخ از فرقت چناں لرزاں شدہ است
دوزخ، فراق سے اس قدر جلانیوالی بنگئی ہے

بید از فرقت چناں لرزاں شدہ است
بید، فراق سے اس قدر لرزنے والی بنگئی ہے

گر بگویم از فراقِ چوں شرار
اگر میں چنگاریوں جیسے فراق کے متعلق کہوں

تا قیامت یک بود از صد ہزار
قیامت تک لاکھ میں سے ایک ہوگا

پس ز شرحِ سوز او کم زن نفس
لہٰذا اس کی سوزش کی تشریح نہ کر

ربِّ سلّم ربِّ سلّم گوئی و بس
بس خدا، بچا، خدا، بچا کہتا رہ

۳؎ ہر چہ از وے شاد گردی در جہاں
تو دنیا میں، جس چیز سے خوش ہو

از فراق او بیندیش آں زماں
اسی وقت اس کی جدائی کو سوچ لے

زانچہ گشتی شاد بس کس شاد نشد
جس چیز سے تو خوش ہوا ہے بہت سے خوش ہو چکے ہیں

آخر از وے جست و ہمچوں باد شد
بالآخر اس سے وہ چیز چلی گئی اور ہوا جیسی ہوگئی

از تو ہم بجہد تو دل بر وے مَنہ
وہ تجھ سے بھی نکل بھاگے گی اس سے دل نہ لگا

پیش ازاں کو بجہد از تو تو بجہ
اس سے پہلے کہ وہ تجھ سے بھاگے تو اس سے بھاگ جا

ہمچو مریم گوئی پیش از فوت ملک
ملک کے فوت ہونے سے پہلے ہی (حضرت) مریم کیطرح کہدے

نفس را کاعوذ بالرحمٰن منک
نفس سے، میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں

پیدا شدنِ روح القدس بصورتِ آدمی بر مریمؑ بوقتِ غسل و برہنگی و پناہ گرفتنِ او بحق تعالیٰ

حضرت جبرئیلؑ کا آدمی کی صورت میں غسل اور برہنگی کی حالت میں حضرت مریمؑ کے سامنے روٹما ہونا اور اُن کا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا

۱؎ از فراق۔ زمین پانی کی جدائی سے بنجر بن جاتی ہے اور پانی روانی کی جدائی سے گدلا اور گندہ بن جاتا ہے۔ باد۔ ہوا صفائی کی جدائی سے ناموافق اور وبا بنجاتی ہے۔ آتشے۔ آگ ایندھن کی جدائی سے راکھ بن جاتی ہے۔ باغ۔ موسم بہار کی جدائی باغ کو امراض کا گھر بناتی ہے اور مرض کی وجہ سے اسکے پتے زرد ہو کر گرنے لگتے ہیں عقل۔ دوستوں کی جدائی عقل کو ایسا مبہوت کر دیتی ہے جس طرح تیر انداز کمان ٹوٹ جانے سے مبہوت بن جاتا ہے۔

۲؎ دوزخ۔ خدا کی رحمت کی جدائی میں جہنم پُرسوز بنی ہوئی ہے بید کا درخت طاقت کے فراق سے لرزتا ہے۔ گر بگویم۔ فراق کے اثرات کا بیان قیامت تک مکمل نہیں ہوسکتا۔ پس۔ فراق کے اثرات کی تفصیل میں پڑنے کی بجائے اللامان اللامان کہنا چاہیئے۔

۳؎ ہر چہ۔ دنیا کی خوشکن چیز فراق کا داغ دینے والی ہے۔ زانچہ۔ دنیا کی خوشکن چیزوں نے بہتسوں کو فراق میں مبتلا کیا ہے پیش ازاں۔ اس چیز کے جدا ہونے سے پہلے ہی اگر تو اپنا دل اس سے ہٹالیگا تو فراق کی تکلیف نہ ہوگی۔ ہمچو مریم۔ جسطرح مریمؑ نے خدا کی پناہ حاصل کی تھی تو بھی دنیا کی خوشکن چیزوں سے خدا کی پناہ حاصل کر لے اور ان کے فوت ہونے سے قبل ہی خدا

کی طرف رجوع کرلے

www.pdfbooksfree.pk

دید مریمؑ صورتے بس جانفزا — جانفزائے دلربائے در خلا[۵۱]

حضرت مریمؑ نے ایک روح پرور صورت دیکھی — خلوت میں، جو بڑی روح پرور اور دلربا تھی

پیشِ اُو برجست از روئے زمیں — چوں مہ و خورشید آں روح الامیں

اُن کے سامنے زمین سے نکل آئے — جبرئیلؑ، چاند اور سورج جیسے

از زمیں برجست خوبے بے نقاب — آنچناں کز شرق روید آفتاب

ایک حسین بے نقاب زمین سے نمودار ہوا — جس طرح مشرق سے سورج نمودار ہوتا ہے

لرزہ[۵۲] بر اعضائے مریم اوفتاد — کو برہنہ بود و ترسید از فساد

(حضرت) مریمؑ کے اعضاء پر کپکپی طاری ہوگئی — کیونکہ وہ ننگی تھیں اور خرابی سے ڈریں

صورتے کہ یوسفؑ ار دیدے عیاں — دست از حیرت بریدے چوں زناں

وہ ایسی صورت (تھی) کہ اگر حضرت یوسفؑ اسکو دیکھ لیتے — عورتوں کی طرح حیرت سے ہاتھ کاٹ لیتے

ہمچو گل پیشش بروئید از زمیں — چوں خیالے کہ برآرد سر ز دل

وہ زمین سے پھول کی طرح اُنکے سامنے اگ آئے — جس طرح خیال دل سے سر اُبھارتا ہے

گشت مریمؑ بیخود و در بیخودی — گفت بنجہم در پناہ ایزدی

(حضرت) مریمؑ بے اختیار ہوگئیں اور بیخودی میں — فرمایا میں خدا کی پناہ میں آتی ہوں

زانکہ[۵۳] عادت کردہ بود آں پاک جیب — در ہر بیمت رخت بردن سوئے غیب

کیونکہ اُن پاکدامن نے عادت ڈال رکھی تھی — عاجزی میں غیب کی طرف رجوع کرنے کی

چوں جہاں را دید ملکے بیقرار — جا زمانہ ساخت زاں حضرت حصار

چونکہ انھوں نے دنیا کو بے ثبات ملک سمجھ لیا تھا — پختہ کاری سے اُس دربار کو قلعہ بنا لیا تھا

تا بگاہِ مرگ حصنے باشدش — کہ نیابد خصم راہِ مقصدش

تاکہ موت کے وقت وہ اُن کا قلعہ بنے — تاکہ شیطان اپنے مقصد کا راستہ نہ پائے

از پناہِ حق حصارے بہ ندید — یور تگہ نزدیکِ آں در بر گزید

انھوں نے اللہ کی پناہ سے زیادہ بہتر کوئی قلعہ نہیں دیکھا — اِس قلعہ کے نزدیک اُنھوں نے قیامگاہ منتخب کی

چوں بدید آں غمزہائے عقل سوز — کہ از و می شد جگرہا تیر دوز

جب اُنھوں نے وہ عقل سوز ادائیں دیکھیں — جن سے جگر زخمی ہوتے تھے

شاہ و لشکر حلقہ در گوشش شدہ — خسروانِ ہوش بیہوشش شدہ

شاہ اور لشکر اُس کے حلقہ بگوش بن گئے تھے — عقل کے شہنشاہ بیہوش ہوگئے تھے

---

۵۱ در خلا۔ حضرت مریمؑ نے لوگوں سے گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا تھا۔ روح الامین حضرت جبرئیلؑ زمین سے نمودار ہوئے تھے بے نقاب۔ حضرت جبرئیلؑ بے حجاب اس طرح نمودار ہوئے جس طرح مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے۔

۵۲ لرزہ۔ حضرت جبرئیلؑ کے نمودار ہونے سے حضرت مریمؑ گھبرا گئیں، برہنہ تھیں سمجھیں کوئی خرابی پیش نہ آجائے۔ صورت۔ حضرت جبرئیلؑ ایسی حسین صورت میں نمودار ہوئے کہ اگر حضرت یوسفؑ اُن کو دیکھتے تو اُن کے حسن سے مبہوت ہو کر اسی طرح اپنا ہاتھ کاٹ لیتے جس طرح اُن کے حسن سے مبہوت ہو کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ گفت۔ حضرت مریمؑ نے گھبرا کر فرمایا تھا اِنِّی اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ۔ میں خدا کی پناہ پکڑتی ہوں۔

۵۳ زانکہ۔ حضرت مریمؑ کی یہ عادت تھی کہ ہر پریشانی میں وہ خدا کی پناہ چاہتی تھیں۔ بے قرار۔ ناپائیدار۔ حصار۔ پختہ کاری۔ حصار۔ قلعہ۔ یور تگہ۔ قیام کی جگہ۔ در۔ قلعہ۔ غمزہ۔ یعنی حضرت جبرئیلؑ کے ناز و ادا۔ شاہ و لشکر۔ یہ اشعار حضرت جبرئیل کی تعریف میں ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

صد ہزاراں شاہ مملوکش رِق[1]
لاکھوں بادشاہ غلامی کیوجہ سے اُسکے مملوک ہو گئے تھے

صد ہزاراں بدر را دادہ بدِق
لاکھوں چودھویں کے چاندوں کو اُسنے گھٹا میں مبتلا کر دیا تھا

زہرہ نے مرزہرہ را تا دم زند
زہرہ کے پتہ نہیں کہ دم مارے

عقلِ کلش چوں بہ بیند کم زند
جب اسکو عقلِ کل دیکھے اکار دبار چھوڑ دے

من چہ گویم چوں مرا بُرد و خت است
میں کیا بتاؤں جب کہ اُس نے مجھے چھلنی کر دیا ہے

دَمگہم را دَمگہ اُو سوخت است
اُس کے اظہار نے میرا گلا جلا دیا ہے

دُود آں نارم دلیلم من بُرو
میں اُس آگ کا دھواں ہوں میں اُسکی نشانی ہوں

دُور ازاں شہ باطل ما عبروا
اُس شاہ سے دور ہے لوگوں نے جو تعبیر کی ہے وہ باطل ہے

خود[2] نباشد آفتابے را دلیل
سورج کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی

جز کہ نورِ آفتابِ مستطیل
سورج کے لمبے نور کے سوا

سایہ کہ بُود تا دلیلِ اُو بُود
سایہ کیا ہوتا ہے جو اُس کی دلیل بنے

ایں بسستش کہ دلیلِ اُو بُود
اُس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اُس کا تابع ہو

ایں جلالت در دلالت صادق است
یہ بڑائی (اپنی) دلالت میں سچی ہے

جملہ ادراکات پس اُو سابق است
تمام ادراکات پیچھے ہیں، وہ آگے ہے

جملہ[3] ادراکات بر خرہائے لنگ
تمام ادراکات لنگڑے گدھوں پر سوار ہیں

اُو سوارِ بادِ پراں چوں خدنگ
وہ تیر کی طرح اُڑنے والی ہوا پر سوار ہے

گر گریزد کس نیابد گردِ شہ
اگر شاہ بھاگے کوئی اُس کی گرد نہیں پا سکتا

ور گریزند اُو بگیرد پیشِ رہ
اور اگر لوگ بھاگیں تو وہ (شاہ) آگے کا راستہ روک لے

جملہ ادراکات را آرام نے
جملہ ادراکات کو سکون نہیں ہے

وقت میدانست وقتِ جام نے
میدان کا وقت ہے، جام کا وقت نہیں ہے

آں یکے وہمے چو بانے می پرد
ایک خیال، تیر کی طرح اُڑتا ہے

واں یکے چوں تیر مغفر می درد
اور ایک، تیر کی طرح خود کو پھاڑتا ہے

واں دگر چوں کشتی با بادباں
اور دوسرا بادبان والی کشتی کی طرح ہے

واں دگر اندر تراجع ہر زماں
اور دوسرا ہر وقت تردد میں ہے

---

[1] رِق۔ غلامی۔ دق گھٹاؤ، کمزوری۔ زہرہ۔ زار کے زبر سے پتہ، زار کے پیش سے ستارے کا نام ہے۔ عقلِ کل۔ عقلِ اوّل۔ من چہ گویم۔ یہاں سے مولانا نے حضرت جبرئیلؑ کے حسن کے ذکر سے اللہ کے جمال کی طرف گریز کیا ہے۔ دمگہ۔ گلا، صنعت۔ جود۔ یعنی میں اور تمام مخلوق اُس کے آثار ہیں اور اثر مؤثر کے وجود کی دلیل ہوتا ہے لہٰذا میں اُس کے وجود کی دلیل ہوں اس کے علاوہ ذاتِ باری کی جو تعبیرات ہیں وہ صحیح تعبیریں نہیں ہیں۔

[2] خود۔ سورج کا وجود کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" سایہ۔ مولانا نے اپنے آپ کو دھواں قرار دے کر خود کو دلیل کہا تھا اب فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے سایہ کی کیا حقیقت ہے کہ وہ سورج کی دلیل بن سکے جملہ ادراکات۔ یعنی وہ تمام ادراکات سے ورا الورا ہے۔

[3] جملہ ادراکات۔ ہماری دلیل اور ادراک کی وجودِ باری سے وہی نسبت ہے جو خرِ لنگ اور سوار کی نسبت۔ خرِ لنگ اُس کو کبھی نہیں پکڑ سکتا۔ گر گریزد۔ ذاتِ حق انسان سے قریب بھی ہے اور اُس کے ادراک سے بعید بھی ہے۔ جملہ ادراکات۔ انسان جس قدر ادراکات ہیں وہ کوئی بھی اُسکی حقیقت تک پہنچکر مطمئن نہیں ہے پھر بھی مجتہد جاری رہنی ضروری ہے۔ آں یکے۔ انسانوں کے ادراکات مختلف ہیں کسی کا ادراک تیز ہے اور کسی کا ادراک سوالات اور مجادلات کو دور کرنے اور بٹھانے والا ہے۔ واں دگر۔ ایک کے وہم و خیال کی روانی کشتی کی سی ہے۔ تراجع۔ تردد۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں شکارے[۵۱] می نماید شاں زدور
جب اُن کو کوئی شکار دُور سے نظر آتا ہے

جملہ حملہ می فزایند آں طیور
وہ سب پرند حملہ کرتے ہیں

چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند
جب وہ غائب ہو جاتا ہے سب حیران ہوتے ہیں

ہمچو خُفداں سوئے ہر ویراں شوند
اُلوؤں کی طرح ہر ویرانے میں چلے جاتے ہیں

منتظر چشمے بہم یک چشم باز
اس طور پر منتظر کہ ایک آنکھ کھلی ہوئی ایک آنکھ بند

تا کہ پیدا گردد آں صیدِ نیاز
تاکہ وہ نیازمندی کا شکار نظر آجائے

چوں بماند دیر گویند از ملال
جب وہ دیر تک (مخفی) رہتا ہے تھک کر کہتے ہیں

صید بُود آں خود عجب یا خود خیال
تعجب ہے وہ شکار تھا، یا خود خیال (تھا)

مصلحت[۵۲] آنست تا یک ساعتے
مصلحت یہ ہے، کہ تھوڑی دیر

قوّتے گیرند و زور از راحتے
آرام کے ذریعہ قوت اور طاقت پیدا کرلیں

گر نبودے شب ہمہ خلقاں ز آز
اگر رات نہ ہوتی تمام لوگ حرص کی وجہ سے

خویشتن را سوختندے ز اہتزاز
بھاگ دوڑ میں اپنے آپ کو جلا ڈالتے

از ہوس و ز حرص سودا ندختن
ہوس اور نفع کمانے کی حرص سے

ہر کسے دادے بدن را سوختن
ہر شخص جسم کو پھونک ڈالتا

شب پدید آید چو گنجِ رحمتے
رحمت کے خزانے کی طرح رات ہو جاتی ہے

تا رہند از حرص خود یک ساعتے
تاکہ تھوڑی دیر کیلئے حرص سے نجات پا جائیں

چونکہ[۵۳] قبضے آیدت اے راہرو
اے سالک! جب تجھ پر قبض طاری ہو

آں صلاحِ تُست آں دل مشو
وہ تیری بھلائی ہے، مایوس دل نہ بن

زانکہ در خرجی دراں بسط و کشاد
کیونکہ تو اُس قبض و بسط میں صرف کرنے میں ہے

خرج را دخلے بباید زاعتداد
خرچ کے لئے ذخیرے میں سے آمد چاہیئے

گر ہمارہ فصلِ تابستاں بُدے
اگر ہمیشہ گرمی کا موسم ہوتا

سوزشِ خورشید در بستاں زدے
سورج کی گرمی، باغ کو بھونک دیتی

منبتش را سوختے از بیخ و بُن
اُس کی کیاریوں کو جڑ اور بنیاد سے ایسا جلا دیتی

کہ دگر تازہ نگشتے آں کہن
کہ وہ پرانا کبھی (ترو) تازہ نہ بنتا

گر ترشرویست آں دے مشفقست
اگر وہ خزاں ترشرو ہے تو مہربان (بھی) ہے

صیف خندانست و اما محرقست
گرمی کا موسم مسکرانے والا ہے لیکن جلانیوالا ہے

---

۵۱ شکارے۔ کوئی تجلی۔ آں طیور۔ یعنی حواس چُغداں۔ یعنی اس تجلی کے ادراک سے محروم ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ منتظر۔ انسان شکار پر تیر وغیرہ چلانے کے وقت ایک آنکھ بند کر لیتا ہے ایک آنکھ سے نشانہ باندھتا ہے کھیدے یعنی تجلی۔ چوں۔ مایوسی میں سوچنے لگتا ہے کہ وہ کوئی تجلی تھی یا محض غیر واقعی خیال تھا۔

۵۲ مصلحت۔ ان حالات میں سالک اور مجاہد کے لئے مناسب ہے کہ وہ آرام کرے تاکہ اُس میں طاقت پیدا ہو جائے۔ گر نبودے۔ اللہ تعالےٰ نے رات کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ انسان اُس میں آرام کرلے اور تھکن دور کرے۔ اہتزاز حرکت کرنا۔ از ہوس۔ اگر رات نہ ہوتی تو کمائی کے لالچ میں ہر وقت مصروفِ کار رہ کر بدن کو تباہ کر لیتا۔ رات کا وجود انسانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔

۵۳ چونکہ۔ قبض کی حالت میں وہ تمام قوائے باطنی مجتمع ہو جاتے ہیں جو بسط کی حالت میں خرچ ہو رہے تھے۔ آمد۔ مایوس۔ دخل۔ آمدنی۔ اعتداد۔ جمع کرنا۔ گر ہمارہ۔ موسمی تغیرات رحمتِ خداوندی ہیں۔ منبت۔ کھیت کیاری۔ ترے۔ خزاں کا موسم اگرچہ ناگوار ہے لیکن اُس میں بھی خوبی ہے۔ صیف۔ موسم گرما میں اگرچہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے لیکن پھول بھی کھلتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

۵۱ چونکہ قبض۔ اگر سالک پر قبض کی کیفیت طاری ہو تو اُس سے بھی غمگین نہ ہونا چاہیئے اُس کو مفید سمجھے۔ کودکاں۔ بسط کی کیفیت بھی ایک طفلانہ حرکت ہے اِس کے زیادہ خواہشمند نہ بنو۔ چشمِ کودک۔ بچہ عارضی خوشیوں سے خوش رہتا ہے۔ چشمِ عاقل۔ عقلمند کے پیشِ نظر آخرت رہتی ہے تو وہ اُس کے حساب و کتاب سے مغموم رہتا ہے۔

۵۲ آں علف۔ دنیاوی لذتوں کو قصائی کی گھاس سمجھو اصل غذا کِ دین کا تعلق اور اہلِ یقین کا طریقہ ہے۔ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ۔ تم اُس کا رزق کھاؤ۔ اِس رزق سے مراد حکمت ہے نہ کہ دنیاوی غذائیں۔ رزقِ حکمت۔ یہ رزق ایسا ہے جس پر کوئی اخروی مواخذہ نہیں ہے۔

۵۳ ایں دہاں۔ حضرت سعدیؒ نے فرمایا ہے۔ شعر

اندروں از طعام خالی دار
تا درو نورِ معرفت بینی

گر۔ دنیوی لذتیں ترک کرنے سے اسرارِ خداوندی کا رزق حاصل ہونے لگے گا ترک۔ میں نے یہ مضمون پورا نہیں سمجھا یا اگر پورا سمجھا ہو تو الٰہی نامہ پڑھ لو جو حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ غم خورِ انسان کو آخرت کی فکر کرنی چاہیئے شکر کھانا طفلانہ حرکت ہے۔

۵۱ چونکہ قبض آمد تو در وے بسط بیں
تازہ باش و جیب میفگن بر جبیں

جب قبض طاری ہو تو اُس میں بسط کا مشاہدہ کر
تازہ رہ، پیشانی پر شکن نہ ڈال

کودکاں خندان و دانایاں ترش
غم جگر را باشد و شادی رشش

بچے خوش ہیں اور عقلمند غمگین ہیں
غم جگر کے لئے ہے اور خوشی پھیپھڑے کے

چشمِ کودک ہمچو خر در آخرست
چشمِ عاقل در حسابِ آخرست

بچے کی نظر، گدھے کی طرح آخور پر ہے
عقلمند کی نظر، آخرت کے حساب پر ہے

او در آخر چرب می بیند علف
ویں ز قصاب آخرش بیند تلف

وہ آخر میں لذیذ گھاس دیکھتا ہے
اور یہ قصائی سے بالآخر اپنی ہلاکت دیکھتا ہے

آں علف تلخ ست کیں قصاد داد
بہرِ لحمِ ما ترازوے نہاد

جو گھاس قصائی نے دی ہے، وہ کڑوی ہے
اُس نے ہمارے گوشت کے لئے ترازو تیار کرلی ہے

رو ز حکمت خور علف کاں را خدا
بے عوض دادست و از محضِ عطا

جا، دانائی کی گھاس کھا، جو خدا نے
مفت عنایت کی ہے، اور خالص عطیہ ہے

فہمِ ناں کردی نہ حکمت اے رہی
چونکہ حق گفتت کُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ

اے بندے! تو روٹی سمجھا نہ کہ حکمت
جبکہ اللہ نے تجھ سے فرمایا اِس کا رزق کھاؤ

رزقِ حکمت بہ بود در مرتبت
کاں گلوگیرت نباشد عاقبت

رتبے میں حکمت کا رزق بہتر ہوتا ہے
اِس لئے کہ انجام میں وہ تیرا گلا پکڑنے والا نہ ہوگا

ایں دہاں بستی دہانے باز شد
کو خورندہ لقمہائے راز شد

تونے یہ منہ بند کیا تو ایسا منہ کھلا
جو اسرار کے لقمے کھانے والا بنا

گر ز شیر ایں دیوِ تن را وا بری
در فطامِ او بسے نعمت خوری

اگر تو اِس جسم کے شیطان کو دودھ سے ہٹالے گا
اُس کا دودھ چھڑانے میں بہت سی نعمتیں کھائیگا

ترکِ جوشے کردہ ام من نیم خام
از حکیمِ غزنوی بشنو تمام

میں نے آدھ پکے کو جوش نہیں دیا ہے
حکیم غزنوی سے مکمل سُن لے

در الٰہی نامہ گوید شرحِ ایں
آں حکیمِ غیب و فخرِ العارفین

اِس کی شرح الٰہی نامہ میں بیان کی ہے
اُس اسرار کے دانا اور عارفوں کے فخر نے

غم خور و نانِ غم افزایاں مخور
زانکہ عاقل غم خورد کودک شکر

غم کھالے، اور غم بڑھانے والوں کی روٹی نہ کھا
کیونکہ عقلمند غم کھاتا ہے، بچہ شکر کھاتا ہے

www.pdfbooksfree.pk

قندِ[۵۱] شادی میوۂ باغِ غم ست
خوشی کی شکر، غم کے باغ کا میوہ ہے

ایں فرح زخم ست و آں غم مرہم ست
یہ خوشی زخم ہے، اور غم مرہم ہے

غم چو بینی در کنارش کش بعشق
تو جب غم دیکھے اس کو محبت سے بغل میں لے لے

از سرِ ربوہ نظر کن در دمشق
دمشق کو ٹیلے پر سے دیکھ

عاقل از انگور مے بیند ہمی
عقلمند انگور میں شراب دیکھتا ہے

عاشق از معدوم شئی بیند ہمی
عاشق معدوم میں موجود کو دیکھتا ہے

جنگ میکردند حمّالاں پریر
پرسوں، بوجھ اٹھانیوالے جھگڑ رہے تھے

تو مکش تا من کشم حمّالش چو شیر
تو نہ اٹھا تاکہ میں شیر کی طرح اس کا بوجھ اٹھالوں

زانکہ زاں رنجش ہمی دیدند سود
کیونکہ انھوں نے اس تکلیف کو مفید سمجھا تھا

حمل را ہر یک ز دیگر می ربود
(اسلئے) بوجھ کو ایک دوسرے سے اچکتا تھا

مزدِ[۵۲] حق کو مزدِ آں بے مایہ کو
کہاں اللہ (تعالیٰ) کی مزدوری کہاں اس مفلس کی

ایں دہد گنجیت مزد و آں تسو
یہ تجھے مزدوری میں خزانہ دے گا، وہ کوڑی

گنجِ زرّے کہ چو خسپی زیر ریگ
سونے کا ایسا خزانہ کہ جب تو مٹی کے نیچے سوئیگا

با تو باشد آں نباشد مردہ ریگ
وہ تیرے پاس ہوگا، وہ موروثی مال نہ ہوگا

پیش پیش آں جنازت میرود
وہ تیرے جنازے کے آگے آگے چلے گا

مونسِ گور و غریبی می شود
مسافرت، اور قبر میں غم خوار ہوگا

بہرِ[۵۳] روزِ مرگ ایں دم مردہ باش
موت کے دن کے لئے اس وقت مردہ بن جا

تا شوی با عشقِ سرمد خواجہ تاش
تاکہ تو سرمدی عشق کا ساتھی بنے

صبر می بیند ز پردہ اجتہاد
صبر مجاہدے کے پردے میں سے دیکھتا ہے

روئے چوں گلنار و زلفینِ مراد
مقصود کا گلنار جیسا چہرہ اور دو زلفیں

غم چو آئینہ ست پیشِ مجتہد
مجاہدہ کرنے والے کے لئے غم آئینہ جیسا ہے

کاندراں ضد می نماید روئے ضد
کہ اس ضد میں (اسکی) ضد کا چہرہ نظر آتا ہے

بعدِ ضدِّ رنج آں ضدِّ دگر
مقابل رنج کے بعد دوسرا مقابل

رُو دہد یعنی کشادو کرّ و فر
نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت

---

[۵۱] قندِ شادی۔ آخرت کا غم خوشی کی قند عنایت کریگا دنیا کی خوشی تو زخم ہے۔ دمشق۔ ملکِ شام کا مشہور شہر ہے۔ ربوہ۔ ٹیلا، ایک خاص ٹیلا ہے جو دمشق کے قریب ہے جو شخص دمشق کے محسن کا قائل نہیں ہوتا تھا اس کو کہا جاتا تھا کہ اس ٹیلے پر چڑھکر دمشق کا منظر دیکھ لے تو محسن کا قائل ہو جائیگا۔ عاقل۔ عقلمند انسان ہر چیز کے آغاز سے انجام کو دیکھ لیتا ہے تم بھی غم امروز سے مسرتِ فردا کو دیکھ لو۔

[۵۲] مزدِ حق۔ جب بے مایہ انسان سے مزدوری حاصل کرنے کے لئے مشقت اٹھائی جاتی ہے تو اللہ کی جانب سے جو مزدوری ملے گی اس کے لئے کیوں نہ مشقت برداشت کی جائے۔ تسو۔ چار جَو کے وزن کا سکہ تھا۔ گنج۔ وہ ایسا خزانہ ہوگا جو قبر میں کام آئیگا۔ مردہ ریگ۔ وراثت کا مال پیش نیکیاں مُردے سے پہلے ہی راحت رسانی کیلئے قبر میں پہنچ جاتی ہیں۔

[۵۳] بہرِ روزِ مرگ یعنی مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا یعنی موت سے قبل ہی دنیا اور اس کی لذتوں کو خیرباد کہدو۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلاتا ہے۔ گلنار۔

انار کے درخت کی ایک قسم ہے جس پر پھل نہیں آتا وہ مرف پھولوں سے لدھ جاتا ہے۔ غم۔ مجاہدہ کرنیوالا غم میں خوشی دیکھتا ہے۔ مقابلہ رنج۔ رنج اور خوشی دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں جب ایک ضد یعنی رنج نمودار ہوتا ہے تو اسکے بعد کشادگی اور خوشی نمودار ہو جاتی ہے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا "بیشک تنگی کے ساتھ فراخی ہے"

www.pdfbooksfree.pk

این دو وصف[1] از پنجہ و دست تست بیں
ان دونوں باتوں کو اپنے ہاتھ اور پنجے سے سمجھ لے

بعد قبضِ مشت بسط آید یقیں
مٹھی بند کرنے سے یقیناً فراخی آتی ہے

پنجہ را گر قبض باشد دائما
اگر مٹھی ہمیشہ بند رہے

یا ہمہ بسط او بود چوں مبتلا
یا ہمہ وقت کھلی رہے، وہ مصیبت میں رہیگا

زیں دو وصفش کار و مکسب منتظم
اس کے ان دونوں وصفوں سے کاروبار باقاعدہ ہے

چوں پر مرغ ایں دو حال او را مہم
جس طرح پرند کے بازوؤں کیلئے یہ دونوں باتیں ضروری ہیں

گفتنِ روح القدس مریم را علیہما السلام کہ من رسولِ
حضرت جبرئیلؑ کا حضرت مریمؑ سے کہنا اُن دونوں پر سلام ہو، کہ میں اللہ تعالیٰ

حکمم آشفتہ و پنہاں از من مشو
کا قاصد ہوں مجھ سے پریشان نہ ہو اور نہ چھپ

چونکہ[2] مریم مضطرب شد یک زماں
جب تھوڑی دیر کے لئے حضرت مریم تڑپیں

ہمچناں کہ بر زمیں آں ماہیاں
جیسے کہ خشکی پر مچھلیاں

بانگ بر وے زد نمودارِ کرم
کرم (خداوندی) کے جلوے نے انہیں پکارا

کہ امینِ حضرتم از من مرم
کہ میں خدا کا امین ہوں، مجھ سے نہ بھاگئے

از سر افرازانِ عزت سر مکش
(بارگاہ) عزت کے معززین سے سر نہ پھیریئے

از چنیں خوش محرماں دم در مکش
اتنے بہترین رازداروں سے سرا سیمہ نہ ہو

ایں ہمی گفت و ذبالہ نورِ پاک
وہ یہ کہہ رہے تھے، اور پاک نور کی شعاع

از لبش می شد پیاپے بر سماک
اُن کے ہونٹوں سے پے در پے سماک (ستارہ) پر پہنچ رہی تھی

از وجودم می گریزی در عدم
آپ میرے وجود سے علیحدہ کیوں بھاگتی ہیں؟

در عدم من شاہم و صاحب علم
میں آخرت کا شاہ اور علمبردار ہوں

خود بنہ[3] و بنگاہِ من در نیستی ست
میرا سامان اور گھر (ملک) عدم میں ہے

یک سواد نقشِ من پیشِ تستی ست
تھوڑی دیر کے لئے میری صورت جناب کے سامنے ہے

مریما بنگر کہ نقشِ مشکلم
اے مریمؑ! دیکھو میں ایک مشکل نقش ہوں

ہم ہلالم ہم خیال اندر دلم
میں چاند بھی ہوں اور میں دل کے اندر خیال بھی ہوں

چوں خیالے در دلت آمد نشست
خیال جب تمہارے دل میں آیا، بیٹھ گیا

ہر کجا کہ میگریزی با تو ہست
جہاں بھی جاؤ، وہ تمہارے ساتھ ہے

[1] این دو وصف یعنی تنگی کے بعد کشادگی آنے کو اپنے ہاتھ کی مٹھی سے سمجھ لو، ہاتھ کی مٹھی بند رکھو گے تو فراخ حالی اور کشادگی میسر آئے گی۔ پنجہ کا ہاتھ کی مٹھی کا نہ ہمیشہ کھلا رہنا اچھا ہے نہ بند رہنا۔ زیں دو وصف۔ مٹھی کا نہ ہر وقت بند رکھنا مناسب ہے اور نہ ہر وقت کھولنا جس طرح کہ پرند کی پرواز اسی وقت صحیح رہتی ہے جبکہ بازو بروقت کھلیں اور بروقت بند ہوں۔

[2] چونکہ حضرت مریمؑ حضرت جبرئیلؑ کے اچانک رونما ہوجانے سے ایسی تڑپیں جیسا کہ مچھلی خشکی پر تڑپتی ہے۔ امین حضرت جبرئیلؑ کو روح الامین کہا جاتا ہے حضرت۔ دربارِ خداوندی مریم۔ نہ بھاگ۔ سرافراز۔ باعزت۔ مجازاً چراغ کی بتی۔ سماک۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔ در عدم۔ عالم آخرت۔

[3] بنہ و بنگاہ۔ بنہ، سامان۔ بنگاہ، سامان رکھنے کی جگہ۔ ستی۔ معزز عورت۔ ہم ہلالم۔ یعنی میرا خصوصی وجود بھی ہے اور مثالی وجود بھی ہے، وجودِ مثالی مثل خیال کے ہے خیال سے انسان بھاگ کر نہیں بچ سکتا۔

www.pdfbooksfree.pk

جُزْ[1] خیالے عارضیِّ باطلے
سوائے عارضی، باطل خیال کے

کو بُود چوں صبحِ کاذب آفلے
جو صبح کاذب کی طرح غائب ہو جانے والا ہے

من چو صبحِ صادقم از نورِ رب
میں اللہ (تعالیٰ) کے نور سے صبح صادق کی طرح ہوں

کہ نگردد گردِ روزم ہیچ شب
کہ میرے دن کے پاس کوئی رات نہیں آتی ہے

ہیں مکُن لاحول عمراں زادہ اَم
اے عمران کی بیٹی! مجھ پر "لاحول" نہ پڑھو

کہ ز لاحول ایں طرف اُفتادہ اَم
میں "لاحول" سے ہی اِس طرف آیا ہوں

مر مرا اَصل و غِذا لاحَول[2] بُود
میری اَصل اور غذا "لاحول" ہے

نورِ لاحولے کہ پیش از قول بُود
اُس "لاحول" کا وہ نور جو لفظ سے پہلے ہے

تو ہمی گیری پناہ از من بحق
آپ مجھ سے اللہ (تعالیٰ) کی پناہ چاہ رہی ہیں

من نگاریدہ پناہم در سبق
میں ازل میں اُسی کی پناہ کی تحریر ہوں

آں پناہم من کہ مخلصہات بود
میں وہی پناہ ہوں جو آپ کی نجات کی جگہ ہے

تو اَعُوذ آری و من خود آں اَعُوذ
آپ اَعُوذ پڑھتی ہیں میں خود وہی اَعُوذ ہوں

آفتے[3] نبُود بتر از ناشناخت
نہ پہچاننے سے زیادہ بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے

تو بَرِ یاری ندانی عشق باخت
تو معشوق کے پاس ہے اور عشقبازی نہیں جانتا

یار را اَغیار پنداری ہمی
تو معشوق کو غیر سمجھ رہا ہے

شادیِ را نام بنہادی غمی
تو خوشی کو غمی کا نام دیتا ہے

ایں چُنیں لُطفے کہ دارد یارِ ما
اس مہربانی کے ہوتے ہوئے ہمارا یار رکھتا ہے

تو گریزانی ازُو اے بیوفا
اے بے وفا! تو اُس سے بھاگتا ہے

ایں چُنیں نخلے کہ لُطفِ یارِ ماست
کھجور کا ایسا درخت جو ہمارے یار کی مہربانی ہے

چونکہ ما دُزدیم نخلش دارِ ماست
جبکہ ہم چور ہیں اُس کا کھجور کا درخت ہمارے لیے سولی ہے

ایں چُنیں مُشکیں کہ زُلفِ میرِ ماست
ایسی خوشبودار چیزیں جو کہ ہمارے آقا کی زلفیں ہیں

چونکہ بے عقلیم آں زنجیرِ ماست
جبکہ ہم بے عقل کریں، وہ ہماری بیڑیاں ہیں

ایں چُنیں لُطفے چو نیلے میرَوَد
ایسی مہربانی جو نیل (دریا) کی طرح جاری ہے

چونکہ فرعونیم چُوں خُوں می شوَد
جبکہ ہم فرعون ہیں، خون جیسی ہو جاتی ہے

خوں ہمی گوید من آبم ہیں مَریز
خون کہتا ہے مکہ میں پانی ہوں خبردار! مجھے نہ بہا

یوسفم گُرگ از تو اَم اے پُرستیز
میں یوسف ہوں اے بھگدڑ! تیری وجہ سے بھیڑیا ہوں

---

[1] جُز خیالے۔ عارضی باطل خیال سے جُدائی ممکن ہے صبح کاذب۔ یہ صبح نمودار ہو کر غائب ہو جاتی ہے۔ صبح صادق۔ یہ صبح نمودار ہو کر غائب نہیں ہوتی ہمیشہ۔ لاحول کے معنیٰ ہیں کہ طاقت صرف اللہ کی ہے تو جو چیز خود اللہ کی طاقت سے نمودار ہوئی ہو اُس پر لاحول پڑھنا بیکار ہے۔

[2] لاحول۔ یعنی خدائی طاقت۔ قول۔ یعنی لاحول پڑھنے والے کا تلفظ۔ نگاریدہ۔ اللہ کی پناہ کی تحریر سے پناہ پکڑنے کے کوئی معنیٰ نہیں ہیں۔ آں پناہم۔ جبکہ میں خود تمہاری پناہ اور بچاؤ کی جگہ ہوں اور اَعُوذ سے وہی چیز تم مانگ رہی ہو تو پھر مجھ پر اَعُوذ پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ تو۔ دل مجھ ہو رہی ہیں جاتی ہے۔

[3] آفتے۔ مولانا حضرت جبرئیلؑ کو نہ پہچاننے کا بیان کر رہے تھے اب یہاں سے خدا کو نہ پہچاننے کا مضمون شروع فرما دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نہ پہچاننا سب سے بڑی مصیبت ہے اے مخاطب تیرا محبوب حقیقی تیرے پاس ہے اور تو اُس کو نہیں پہچانتا ہے نہ اُس سے محبت کرتا ہے۔ یار۔ خدا کے ساتھ تیرا معاملہ غیروں کا سا معاملہ ہے۔ ایں چُنیں خدا کی اِسقدر مہربانیوں کے ہوتے ہوئے اُس سے گریز بڑی بیوفائی ہے۔ ایں چُنیں۔ یعنی اللہ کی رحمت کے اَسباب ہماری نافرمانی کی وجہ سے رحمت کے اَسباب بنگئے ہیں۔ مُشکیں۔ خوشبودار۔ میر۔ آقا۔ زنجیر۔ زلف۔ نخلش۔ اُس کا درخت۔ دارِ ما۔ ہمارے لیے سولی۔ نیلے۔ نیل (دریا)۔ خوں۔ خون۔ آبم۔ پانی ہوں۔ مریز۔ نہ بہا۔ گُرگ۔ بھیڑیا۔ پُرستیز۔ بھگدڑ۔ از تو اَم۔ تیری وجہ سے بھیڑیا ہوں۔

www.pdfbooksfree.pk

تو نمی[1] بینی کہ یارِ بُردبار
تو نہیں دیکھتا ہے، کہ بُردبار دوست

چونکہ با اُو ضِد شدی گردد چو مار
جب تو اُس کی ضد بنا وہ سانپ جیسا بنجاتا ہے

لحمِ اُو و شحمِ اُو دیگر نشد
اُس کا گوشت، اور چربی نہیں بدلی

برقرارِ اوّلست آنساں کہ بد
پہلے ہی کی طرح ہے جیسا کہ تھا

عزم کردنِ آں وکیل از عشق کہ رُجوع کُند بہ بُخارا الاُ اُبالی وار
محبت کی وجہ سے اُس وکیل کا ارادہ کر لینا، کہ لاپروا ہو کر بخارا میں واپس آجائیگا

شمعِ مریمؑ را بہل افروختہ
(حضرت) مریمؑ کی شمع جلتی چھوڑ

کہ بُخارا میرود آں سوختہ
کیونکہ وہ دل جلا بُخارا کو جارہا ہے

سخت بے صبر و دراتشدان تیز
سخت بے صبری، اور تیز بھٹی میں

رُو سوئے صدرِ جہاں کن می گریز
(کہتا تھا) صدرِ جہاں کا رُخ کر، بھاگ

ایں بُخارا منبعِ دانش بُود
یہ بُخارا عقل کا مخزن ہوتا ہے

پس بُخارائیست ہر کانش بُود
جو اس طرح کا ہو وہ بُخاری ہے

پیشِ[2] شیخے در بُخارا اندری
شیخ کے سامنے تو بُخارا میں ہے

تا بخواری در بُخارا ننگری
بُخارا کو ذلت سے ہرگز نہ دیکھنا

جُز بخواری در بُخارائے دلش
اُس کے دل کے بُخارا میں عاجزی کے سوا

راہ ندہد جزر و مدِ مُشکلش
اُسکی مشکلات کا مدّ و جزر راستہ نہیں دیتا ہے

اے خُنک آں را کہ ذلّت نفسہٗ
خوش نصیب ہے وہ جس کا نفس فرمانبردار ہو گیا ہے

ولے آں کس را کہ یُردی رفسہٗ
اُس شخص پر حسرت ہے جسکی دولتیاں اُسکو ہلاک کرتی ہیں

فُرقتِ صدرِ جہاں در جانِ اُو
صدرِ جہاں کی جدائی جو اُس کی جان میں تھی

پارہ پارہ کردہ بُود ارکانِ اُو
اُس نے اُس کے اعضاء کو پارہ پارہ کر دیا تھا

گفت[3] برخیزم ہُمانجا وا رَوم
اُس نے کہا میں اٹھتا ہوں اُسی جگہ واپس جاتا ہوں

کافرِ ار گشتم دگر رہ بگروم
اگر میں کافر ہو گیا ہوں، تو دوسری راہ اختیار کرتا ہوں

وا رَوم آنجا بیفتم پیشِ اُو
اُسی جگہ واپس جاتا ہوں اُسکے سامنے گرتا ہوں

پیشِ آں صدرِ نکو اندیشِ اُو
اُس (عاشق) کی بھلائی سوچنے والے صدر کے سامنے

گویم افگندم بہ پیشت جانِ خویش
میں کہوں گا میں نے اپنی جان تیرے سامنے لا ڈالی ہے

زندہ کُن یا سر ببُر ما را چو میش
زندہ کر دے یا بھیڑ کی طرح ہمارا سر قلم کر دے

[1] تو نمی۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ اگر دوست سے دوستی نہ برتو تو وہ دشمنی پر اُتر آتا ہے۔ تُخم۔ یعنی اُس دوست کا جسم جو تمہارا دشمن بن گیا ہے۔ اِسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا تمہاری نازیبا حرکات کی وجہ سے اُسکے مزاج میں تغیر آیا ہے۔ الاُ اُبالی۔ لاپروا۔ آں سوختہ یعنی وکیل۔ بُخارا۔ یہ بُخار سے بنا ہے جو جمع علوم کے معنی میں ہے۔ بنبع چشمہ۔ دانش۔ علم و عقل۔ بُخارائی۔ لہٰذا بُخارائی اور بُخاری وہ شخص ہوگا جس میں علم و دانش ہوگی۔

[2] پیشِ شیخے۔ شیخ کا دل بھی ان معنی کے اعتبار سے بُخارا ہے لہٰذا اُس کی عزت کرو۔ جُز بخواری۔ شیخ کے دل میں اُسوقت جگہ پاؤ گے جبکہ خواری اور ذلت اختیار کرو گے۔ رفسہٗ یعنی اُس کی گستاخی۔ ذلّت یعنی شہوت انگیز باتیں۔ ارکان۔ اعضاء۔

[3] گفت۔ یعنی وکیل نے کہا۔ ہمانجا۔ یعنی بُخارا۔ پیشِ او۔ اندیشی۔ معشوق جو کچھ بھی عاشق کے بارے میں سوچے وہ عاشق کے نزدیک بھلا ہی ہے۔ میش۔ بھیڑ۔

www.pdfbooksfree.pk

کُشتہ[51] و مُردہ بہ پیشت اے قمر — بہ کہ شاہِ زندگاں جائے دِگر

اے چاند! تیرے سامنے مقتول اور مُردہ ہونا — دوسری جگہ زندوں کا شاہ ہونے سے بہتر ہے

آزمودم من ہزاراں بار پیش — بے تو شیریں می نہ بینم عیشِ خویش

میں نے لاکھوں بار پہلے آزما لیا — میں تیرے بغیر اپنی زندگی میٹھی نہیں سمجھتا ہوں

غَنِّ لِی یَا مُنیَتِی لَحنَ النُّشُور — اُبرُکِی یَا نَاقَتِی تَمَّ السُّرُور

اے میری تمنا! میرے دوبارہ زندہ ہونیکا گانا گا — اے میری اونٹنی بیٹھ جا، سُرور مکمل ہوگیا ہے

اِبلَعِی[52] یَا اَرضُ دَمعِی قَد کَفَی — اِشرَبِی یَا نَفسُ وُدًّا قَد صَفَا

اے زمین! میرے آنسو نگل جا جو کافی ہیں — اے نفس! وہ دوستی پی لے جو صاف ہوگئی ہے

عُدتَ یَا عِیدِی اِلَینَا مَرحَبَا — نِعمَ مَا رَوَّحتِ یَا رِیحَ الصَّبَا

اے میری عید! تو ہماری طرف لوٹ آئی ہے مرحبا — اے بادِ صبا! بہت عمدہ خوشبو ہے جو تو نے مہکائی ہے

گفت آے یاراں رَوَاں گشتم وَداع — سُوئے آں صدریکہ میرست و مُطاع[53]

اس نے کہا اے دوستو! میں چلا الوداع — اُس صدر کی جانب جو سردار اور واجب الاطاعت ہے

دَمبدم در سوز بریاں می شوم — ہر چہ بادا باد آنجا می روم

میں دمبدم سوزش میں بھن رہا ہوں — جو کچھ ہونا ہے ہو، میں وہاں جاتا ہوں

گرچہ دل چوں سنگِ خارا میکند[53] — جانِ من عزمِ بخارا می کُند

اگرچہ (اپنا) دل سنگِ خارا کی طرح بنا رہا ہے — میری جان بخارا کا قصد کر رہی ہے

مسکنِ یارست و شہرِ شاہِ من — پیشِ عاشق ایں بود حُبُّ الوطن

وہ میرے یار کا وطن اور میرے شاہ کا شہر ہے — عاشق کے لئے یہی وطن کی دوستی ہے

پُرسیدنِ معشوقے از عاشق کہ از شہرہا کدام بہترست

ایک معشوق کا عاشق سے دریافت کرنا کونسا شہر بہتر ہے

وانبوہ‌تر و پُر نعمت‌تر و دلکشاتر و جواب دادن عاشق اورا

اور زیادہ آباد اور زیادہ نعمتوں سے پُر اور زیادہ دلکشا اور اُس کو عاشق کا جواب دینا

گفت معشوقے بعاشق کاے فتیٰ — تو بغربت دیدۂ بس شہرہا

ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان! — تو نے مسافرت میں بہت سے شہر دیکھے ہیں

پس کدامیں شہر زانہا خوشترست — گفت آں شہرے کہ در وے دلبرست

اُن میں سے کونسا شہر بہتر ہے؟ — اُس نے کہا، وہ شہر جس میں معشوق ہے

---

[51] کُشتہ۔ معشوق کے قدموں میں مرجانا دوسری جگہ کی شہنشاہی سے بہتر ہے۔ غنی تو گا۔ مُنیتی۔ میری تمنا۔ النشور۔ دوبارہ زندہ ہونا۔ تم السرور۔ سرور مکمل ہوگیا ہے یعنی سفر کے ارادہ سے سرور مکمل ہوگیا لہٰذا میرے اونٹ تو بیٹھ جا تاکہ میں تیرے اوپر بیٹھ کر معشوق کی طرف کوچ کروں۔

[52] ابلعی۔ یعنی اے زمین فراق میں جو میرے آنسو بہہ رہے ہیں تو اُن کو نگل لے۔ صفا۔ دوستی۔ گفت۔ وکیل نے کہا۔ وداع۔ رخصت۔ مُطاع جس کی اطاعت کی جائے۔ آنجا۔ یعنی بخارا۔

[53] میکند۔ یعنی صدرِ جہاں نے اگرچہ اپنا دل سنگِ خارا کی طرح بنا لیا ہے حُبُّ الوطن۔ عاشق کے نزدیک وطن کی محبت کے یہ معنی ہیں کہ جہاں اُس کا محبوب ہو اُس شہر سے محبت کرے۔ غربت۔ مسافر۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر کجا باشد شہِ ما را بساط[1] — ہست صحرا گر بود سمّ الخیاط
جہاں ہمارے شاہ کا ڈیرا ہو — وہ جنگل ہے، خواہ سوئیں کا ناکہ ہو

ہر کجا کہ یوسفے باشد چو ماہ — جنت ست آں ارچہ باشد قعرِ چاہ
جہاں چاند جیسا یوسف ہو — وہ جنت ہے، خواہ کنوئیں کی گہرائی ہو

با تو دوزخ جنت ست[2] اے جاں فزا — با تو زنداں گلشن ست اے دلربا
اے روح پرور! تیرے ہوتے ہوئے دوزخ جنت ہے — اے دلربا! تیرے ساتھ قید خانہ چمن ہے

مشد جہنم با تو رضوان و نعیم — بے تو شد ریحان و گل نارِ حمیم
تیرے ساتھ جہنم رضوان اور نعمت بن گئی — تیرے بغیر ریحان اور پھول دوزخ کی آگ بن گیا

ہر کجا تو با منی من خوش دلم — ور بود در قعرِ گورے منزلم
جہاں تو میرے ساتھ ہے میں خوش دل ہوں — خواہ میری منزل قبر کے گڑھے میں ہو

خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود — کہ ترا با من سرِ و سودا بود
دونوں جہاں سے زیادہ اچھی وہ جگہ ہے — جہاں تجھے میرا خیال ہو

بس دراز ست ایں سخن از انتظار — عاشقِ صدر جہاں شد بیقرار
یہ بات بہت لمبی ہے انتظار کی وجہ سے — صدر جہاں کا عاشق بے قرار ہو گیا ہے

منع کردنِ دوستاں اورا از مراجعت بہ بخارا و تہدید کردن و لاأبالی گفتنِ او

دوستوں کا اس کو بخارا واپس ہونے سے منع کرنا اور ڈرانا اور اس کا کہنا کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے

گفت او را ناصحے کاے بے خبر — عاقبت اندیش اگر داری ہنر
اس سے ایک نصیحت کرنیوالے نے کہا اے بے خبر! — اگر تو لیاقت رکھتا ہے، انجام سوچ لے

در نگر پیش را بعقل و پیش را — ہمچو پروانہ مسوزاں خویش را
عقل سے آگے پیچھے دیکھ لے — اپنے آپ کو پروانے کی طرح نہ جلا

چوں[3] بخارا می روی دیوانہ — لائقِ زنجیر و زنداں خانہ
بخارا کو کیوں جاتا ہے، تو دیوانہ ہے — قید خانہ اور بیڑی کے لائق ہے

او ز تو آہن ہمی خاید ز خشم — او ہمی جوید ترا با بیست چشم
وہ تجھ سے غصہ میں رہا چبا رہا ہے — وہ تجھے بیس آنکھوں سے تلاش کر رہا ہے

[1] بساط۔ بستر یعنی محبوب کے پڑاؤ کی جگہ۔ ہست صحرا۔ یعنی وہ جگہ خواہ کتنی ہی تنگ ہو لیکن وہ عاشق کے لئے وسیع صحرا ہے۔ سمّ الخیاط۔ سوئی کا سوراخ۔ ہر کجا۔ اگر معشوق کنوئیں میں بھی ہو تو عاشق کے لئے وہی جنت ہے۔

[2] با تو۔ محبوب کے ساتھ تکلیف دہ مقام بھی راحت کا سبب ہے۔ مشد جہنم۔ محبوب کی موجودگی میں دوزخ بھی جنت ہے اور محبوب کے فراق کی حالت میں چمن بھی دوزخ ہے۔ کو ترا۔ یعنی محبوب کو عاشق سے تعلق ہو۔ افتد۔ یعنی دکیل کو ہنر۔ لیاقت۔ در نگر۔ یعنی حالات کا جائزہ لے لے۔

[3] چوں۔ ہم نے چوں کو استفہام کا قرار دیکر ترجمہ کیا ہے اگر اسکو شرطانا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا جب تو بخارا کو جارہا ہے تو تو دیوانہ ہے بیست چشم۔ یعنی تیز نگاہ یا بہت سے جاسوسوں کی آنکھ۔

www.pdfbooksfree.pk

میکند اُو تیز از بہرِ تو کارد[۵۱]
وہ تیرے لئے چھری تیز کر رہا ہے

اُو سگِ قحط ست و تو اَنبانِ آرد
وہ قحط زدہ کتا ہے اور تو آٹے کی بوری ہے

چوں رَہیدی و خدایت راہ داد
جبکہ تو بچ گیا، اور خدا نے تجھے موقع دیا

سُوئے زنداں میروی چونت فتاد
تو قید خانہ کی طرف جا رہا ہے تجھے گرنا پڑی ہے

بر تو گردہ گوں مُوکّل آمدے
اگر تیرے پاس دس قسم کے سپاہی پہنچتے

عقل بایستے کز ایشاں کم زدے
عقل کا تقاضہ ہے، کہ تو اُن سے نہ ملتا

چوں مُوکّل نیست بر تو ہیچ کس
جبکہ تجھ پر کوئی شخص مقرر نہیں ہے

از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
تیرا اگا پیچھا کیوں بندھ گیا؟

عشقِ پنہاں کردہ بود اُو را اسیر
مخفی عشق نے اس کو قیدی بنا لیا تھا

آں مُوکّل را نمی دید آں نذیر
وہ ڈرانے والا اُس سپاہی کو نہیں دیکھتا تھا

ہر مُوکّل را مُوکّل مختفی ست
ہر سپاہی پر ایک چھپا ہوا سپاہی ہے

ورنہ اُو در بندِ سگ طبعی ز چیست
ورنہ کتے پن کا پابند کیوں ہے؟

خشمِ شاہِ عشق[۵۲] بر جانش نشست
شاہِ عشق کا غصہ اُس کی جان پر نازل ہوا ہے

بر عوانی و سیہ رویش بست
اُس کو سپاہ گری اور رُو سیاہی سے وابستہ کر دیا ہے

می زند اُو را کہ ہیں اُو را بزن
وہ اُس کو مارتا ہے، کہ ہاں اُس کو مار

زاں عوانانِ نہاں افغانِ من
اُن مخفی سپاہیوں سے میری فریاد ہے

ہر کہ بینی در زیانے می رَوَد
جس کو تو دیکھے کہ تباہی میں جا رہا ہے

گرچہ تنہا با عوانے میرَوَد
اگرچہ وہ اکیلا ہے، کسی سپاہی کیساتھ جا رہا ہے

گر ازو واقف بُدے افغاں زدے
اگر وہ اُس سے واقف ہوتا فریاد کرتا

پیشِ آں سُلطانِ سُلطاناں شدے
شاہوں کے شاہ کے سامنے چلا جاتا

ریختے بر سر بہ پیشِ شاہ خاک
شاہ کے سامنے سر پر خاک ڈالتا

تا اماں دیدے ز دیوِ سہمناک
یہاں تک کہ خوفناک شیطان سے امن پا جاتا

میر[۵۳] دیدی خویش را اے کم ز مُور
اے چیونٹی سے کم! تو نے اپنے آپکو سردار سمجھا ہے

زاں ندیدی آں مُوکّل را کو کور
اسی لئے تجھ اندھے نے وہ سپاہی نہیں دیکھا ہے

غرّہ گشتی زیں دَرَوغیں پَر و بال
تو مصنوعی پر و بال سے مغرور بن گیا ہے

پَر و بالے کو کشد سُوئے وَبال
وہ پر و بال جو تجھے مصیبت کیطرف کھینچ رہے ہیں

---

[۵۱] کارد۔ چھری۔ انبان۔ تھیلا۔ آرد۔ آٹا۔ وہ گوں۔ یعنی طرح طرح کے مُوکّل۔ یعنی سپاہی۔ کم زدے عقل کا تقاضہ تھا کہ تو اُن سپاہیوں سے گریز کرتا۔

چوں مُوکّل۔ یعنی تو بغیر سپاہی کے قیدی بن گیا ہے۔ عشق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اُس وکیل کو عشق نے قید کر رکھا تھا جس کو ڈرانیوالا نہیں دیکھ رہا تھا۔ ہر مُوکّل۔ مولانا فرماتے ہیں جس طرح اِس وکیل پر ایک غیبی مُوکّل مُسلّط تھا اِسی طرح سے ہر سپاہی پر ایک غیبی سپاہی مُسلّط ہوتا ہے جو اُس کو کُتّے کی طرح کُتّا بنا دیتا ہے۔

[۵۲] شاہِ عشق۔ یعنی اللہ تعالےٰ۔ عوانی۔ سپاہی پن۔ زاں۔ مولانا اُن غیبی سپاہیوں سے پناہ چاہتے ہیں۔ ہر کہ۔ انسان اپنی تباہی اِسی مخفی سپاہی کی وجہ سے کرتا ہے۔ گر۔ انسان اِس برباد کرنے والے سپاہی سے غافل ہے ورنہ وہ اللہ سے دُعا کرتا اور اپنی نجات چاہتا۔

[۵۳] میر۔ انسان اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہے اِسی لئے اُس غیبی سپاہی کو نہیں دیکھ پاتا ہے۔ غرّہ۔ انسان زوال پذیر دولت اور رُتبے سے دھوکے میں پڑتا ہے اور وہی دولت اور رُتبہ اُس کو تباہ کرتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

پرِ شپرک[1] دارد رہِ بالا کند — چوں گل آلودش گرانیہا کند

ہلکے پر رکھتا ہے اوپر جاتا ہے — جب مٹی میں سن جاتے ہیں بھاری پن دکھاتے ہیں

جہد کن پر را گل آلودہ مکن — لیک گوشت گر شد و پندم کہن

کوشش کر پروں کو مٹی میں نہ سان — لیکن تیرے کان بہرے ہو گئے ہیں اور میری نصیحت پرانی ہو گئی ہے

پند داد الفقصہ عاشق را بسے — عاذل بیدرد ہمچوں قفنسے

الفقصہ عاشق کو بہت نصیحت کی — قفنس جیسے، بیدرد ملامت گر نے

لاأبالی گفتنِ عاشق ناصح و عاذل را از سرِ عشق

عاشق کا عشق کی وجہ سے لاپروائی کے ساتھ ناصح اور ملامت گر کو جواب دینا

گفت اے ناصح خموش کن چند چند — پند کم دہ زانکہ بس سخت ست بند

اس نے کہا اے ناصح بس چپ ہو جا اس قدر — نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے

سخت تر شد بندِ من از پندِ تو — عشق را نشناخت دانشمند تو

تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہے — اے دانشمند تو عشق کو نہیں جانتا ہے

آں طرف کہ عشق می افزود درد — بوحنیفہؒ و شافعیؒ درسے نکرد

جس پہلو سے عشق نے درد بڑھایا ہے — ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ نے سبق نہیں پڑھایا

تو مکن تہدید از کشتن کہ من — تشنۂ زارم بخونِ خویشتن

تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں — اپنے خون کا بہت پیاسا ہوں

عاشقاں را ہر زمانے مُردنیست — مُردنِ مُشتاق خود یک نوع نیست

عاشقوں کی ہر گھڑی ایک موت ہے — عاشقوں کی موت ایک قسم کی نہیں ہے

او دو صد جاں دارد از جانِ ہدیٰ — واں دو صد را می کند ہر دم فدا

وہ نورِ ہدایت سے دو سو جانیں رکھتا ہے — اور اُن دو سو کو ہر وقت قربان کرتا ہے

ہر یکے جاں را ستاند دہ بہا — از نبے برخواں تو عشر امثالہا

ہر ایک جان کے دس عوض لیتا ہے — اس کے دس گنا قرآن میں پڑھ لے

گر بریزد خونِ من آں دوست رو — پائے کوباں جاں برافشانم برو

وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے — میں ناچتا ہوا اس پر جان نثار کر دوں

---

[1] پرِ شپرک۔ اگر انسان دولت اور غرور سے نجات پا جائے تو وہ عالمِ بالا کی طرف پرواز کر سکتا ہے۔ گوشت۔ گوشِ تو۔ عاذل۔ ملامت گر۔ قفنس۔ یہ قنفس کی تخفیف ہے یونانی لفظ ہے، ایک پرند کا نام ہے اسی کو فارسی میں آتش زن کہتے ہیں اس پرند کی چونچ میں بہت سے سوراخ ہیں جب یہ بولتا ہے تو ہر سوراخ سے ایک سُر پیدا ہوتا ہے حکماء نے موسیقی کا فن اسی پرند سے لیا ہے اس کی عمر ایک ہزار سال کی ہوتی ہے اور اس میں نر مادہ نہیں ہوتا ہے جب یہ پرند اپنی عمرِ طبعی کو پہنچ جاتا ہے تو لکڑیاں جمع کر کے اپنے چاروں طرف جما لیتا ہے اور دیپک راگ شروع کر دیتا ہے جس سے ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے اور یہ پرند جل کر راکھ ہو جاتا ہے پھر کسی موسم کی بارش سے قدرت اس راکھ سے انڈا بنا دیتی ہے اور اسی سے پھر یہ پرند پیدا ہو جاتا ہے۔

[2] ابوحنیفہؒ۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کامل عاشق تھے اور درس کے بھی ماہر تھے لیکن دردِ عشق کا انھوں نے کبھی درس نہیں دیا تو معلوم ہوا یہ کیفیت گفتنی نہیں ہے۔ تو مکن۔ عاشقوں کو موت سے نہیں ڈرایا جا سکتا وہ خود اپنی موت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ عاشقاں۔ عاشقوں کی صرف وہی موت نہیں ہے جو زندگی ختم ہونے پر آتی ہے بلکہ انکی موت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ سُرخ موت ہے

جو نفس کشی سے حاصل ہوتی ہے سبز موت ہے جو بیوند زندگی گذاری سے حاصل ہوتی ہے ایک سیاہ موت ہے جو مخلوق کی اذیت سے حاصل ہوتی ہے اسلیئے فرمایا گیا ہے مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ ——— [3] او۔ عاشق سینکڑوں جانیں رکھتا ہے اور ہر وقت ایک جان قربان کرتا ہے اور اسکو ہر جان قربان کرنے پر دس جانیں حاصل ہوتی ہیں۔ عشر۔ قرآن میں ہے مَن جَاءَ بِالحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشرُ اَمثَالِہَا یعنی جتنے ایک نیکی کی اسکو اس جیسی دس حاصل ہوتی ہیں۔ گر بریزد اگر

www.pdfbooksfree.pk

آزمودم[1] مرگِ من در زندگی ست
چوں ہم زیں زندگی پایندگی ست

میں نے آزما لیا، میری موت زندگی میں ہے
جب میں اس زندگی سے نجات پا جاؤں گا تو ہمیشگی ہو

اُقْتُلُونِی اُقْتُلُونِی یَا ثِقَات
اِنَّ فِی قَتْلِی حَیَاتًا فِی حَیَات

اے معتمدو! مجھے قتل کر دو، مجھے قتل کر دو
بیشک میرے قتل میں زندگی در زندگی ہے

یَا مُنِیرَ الْخَدِّ یَا رُوحَ الْبَقَاء
اِجْتَذِبْ رُوحِی وَجُدْ لِی بِاللِّقَا

اے روشن رُو! اے بقا کی جان!
میری روح کو جذب کر لے اور مجھے ملاقات بخش دے

لِی حَبِیبٌ حُبُّہٗ یَشْوِی الْحَشَا
لَوْ یَشَا یَمْشِی عَلٰی عَیْنِی مَشَا

میرا ایک محبوب ہے جس کی محبت باطن کو جلائے ڈالتی ہے
اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے، چلے

پارسی گو گرچہ تازی خوشتر ست
عشق را خود صد زبانِ دیگر ست

فارسی میں کہہ، اگرچہ عربی بہتر ہے
خود عشق کی دوسری سینکڑوں زبانیں ہیں

بوئے[2] آں دلبر چو پراں می شود
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

جب اُس دلبر کی خوشبو مہکتی ہے
یہ سب زبانیں حیران ہو جاتی ہیں

بس کنم[3] دلبر دَر آمد در خطاب
گوش شو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

میں ختم کرتا ہوں، دلبر نے بات شروع کر دی
کان بن جا، اور اللہ درست بات زیادہ جانتا ہے

چونکہ عاشق توبہ کرد اکنوں بتر
کُو چو عیّاراں کُند بر دار درس

چونکہ اب ڈر سے عاشق نے توبہ کر لی
وہ مکاروں کی طرح سولی پر عشق کا سبق پڑھائے گا

گرچہ[4] ایں عاشق بُخارا میرود
نے بہ درس و نے بہ اُستا میرود

اگرچہ یہ عاشق بخارا کو جا رہا ہے
(لیکن) سبق اور اُستاد کیلئے نہیں جا رہا ہے

عاشقاں را شد مُدرّس حُسنِ دوست
دفتر و درس و سبق شاں روئے اوست

محبوب کا حسن عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے
اُنکی کتاب اور درس اور سبق اُس کا چہرہ ہے

خامُش اند و نعرۂ تکرارِ شاں
میرود تا عرش و تختِ یارِ شاں

وہ چپ ہیں، اور اُن کی تکرار کی آواز
عرش اور اُن کے دوست کے تخت تک جا رہی ہے

درسِ شاں آشوب و چرخ و زلزلہ
نے زیادات ست و باب و سلسلہ

اُن کا سبق شور، اور رقص، اور جوش ہے
نہ کہ زیادات، اور باب، اور سلسلہ

محمودؒ کی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔ باب۔ کتاب کا نام ہے، فقہ کے ابواب۔ سلسلہ۔ کتاب کا نام ہے، لا انتہا چیزوں کا ایک دوسرے پر موقوف ہو کر موجود ہونا، سلسلۂ حدیث۔

[1] آزمودم۔ عاشق کی زندگی دراصل موت ہے اور موت ہی حقیقی زندگی ہے۔ ثِقات۔ ثِقَہ کی جمع ہے یعنی معتمد علیہ۔ خد۔ رخسارہ۔ خشا۔ باطن۔ پارسی۔ چونکہ اہلِ دلی فارسی داں ہیں لہٰذا فارسی میں اظہارِ خیال کر اگرچہ فصاحت و بلاغت میں عربی زبان بڑھی ہوئی ہے۔ عشق۔ داستانِ عشق کے اظہار کے لئے سینکڑوں زبانیں ہیں لیکن اُن کو سمجھنے والے کم ہیں۔

[2] بوئے۔ معشوق کی صفات کا بیان کسی زبان سے بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔

[3] بس کنم۔ اب میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں عاشق کی زبانی سے عشق کی داستان سنو۔ چونکہ۔ عاشق اگر داستانِ عشق بیان کرنے سے کسی مجبوری سے توبہ بھی کرے تو اُس کا اعتبار نہیں وہ پھر اپنی توبہ سے توبہ کر لیتا ہے اور سولی پر داستانِ عشق بیان کرنی شروع کر دیتا ہے۔ عیّاراں۔ دھوکے باز۔

[4] گرچہ۔ اس عاشق کی بخارا کی طرف روانگی۔ درس، سبق اور اُستاد کے لئے نہیں ہے یہ تو جان قربان کرنے جا رہا ہے۔ عاشقاں۔ عاشق کا اُستاد تو حُسنِ دوست ہے اور اُس کی کتاب معشوق کا چہرہ ہوتا ہے۔ تکرار۔ سبق کا دُہرانا۔ آشوب۔ شور و غوغا۔ چرخ۔ رقص۔ زیادات۔ اِمام

www.pdfbooksfree.pk

سلسلہ ایں قوم جعد[1] مشکبار
اس قوم کا سلسلہ مشک برسانیوالے گھنگریالے بال ہیں

مسئلہ دور ست لیکن دور یار
دور کا مسئلہ ہے، لیکن محبوب کے دور کا

مسئلہ کیں از بپرسد کس ترا
اگر کوئی تجھ سے تھیلی کا مسئلہ پوچھے

گو نگنجد گنج حق در کیسہا
کہدے اللہ تعالیٰ کا خزانہ تھیلیوں میں نہیں سماتا

گر دمِ خلع و مبارا میرود
اگر خلع اور مبارات کی بات چل رہی ہے

بد مبیں ذکرِ بخارا می رود
برا نہ سمجھ وہ (بھی) بخارا کی بات چل رہی ہے

ذکرِ[2] ہر چیزے دہد خاصیتے
ہر چیز کا ذکر ایک خاصیت پیدا کرتا ہے

زانکہ دارد ہر صفت ماہیتے
کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے

در بخارا در ہنرہا بالغی
تو بخارا میں بہت سے ہنروں کو پہنچنے والا ہے

چوں بخواری رو نہی زو فارغی
جب بخواری کیساتھ رخ کریگا تو انکا فارغ التحصیل بنے گا

آں بخاری غصہ دانش نداشت
اس بخارا کو جانیوالے کو علم کا اچھو نہ لگا تھا

چشم بر خورشیدِ بینش می گماشت
اس نے بصیرت کے سورج پر نگاہ جمائی تھی

ہر کہ در خلوت بہ بینش یافت راہ
جس نے خلوت میں بصیرت کا راستہ پالیا

او ز دانشہا بجوید دستگاہ
وہ علوم میں مہارت کا طلب گار نہیں ہوتا ہے

با[3] جمالِ جاں چو شد ہم کاسہ
جو روح کے حسن کا ہم پیالہ بن گیا

باشدش ز اخبار و دانش تاسہ
اس کو خبروں اور علم سے نفرت ہوتی ہے

دید بر دانش بود غالب فزا
آنکھوں سے دیکھ لینا عقل پر غالب ہوتا ہے

زاں ہمی دنیا بچر بد عامہ را
اسی لئے دنیا عوام پر چھا جاتی ہے

زانکہ دنیارا ہمی بینند عین
کیونکہ وہ دنیا کو اصل اور حقیقت سمجھتے ہیں

واں جہانے را ہمی دانند دین
اور اس عالم کو اُدھار سمجھتے ہیں

---

[1] جعد۔ گھنگریالے بال۔
دور۔ کسی چیز کا اپنے آپ پر موقوف ہونا، ایک چیز کا ایسی چیز پر موقوف ہونا جو خود اس چیز پر موقوف ہو کیسہ۔ تھیلی یعنی اگر کوئی یہ مسئلہ پوچھے کہ تھیلی کو امانت میں رکھتے وقت تھیلی کی رقم گن کر نہ دی تھی واپسی کے وقت کمی کی شکایت کر کے زیادہ رقم کا دعویٰ کرنے لگے تو امانت رکھنے والا ذمہ دار ہوگا یا نہیں؟ گو۔ یعنی مسائل فقیہ دریافت کرنے والے کو گول مول جواب دیدے کہ اللہ کے خزانے تھیلی میں نہیں سما سکتے ہیں اور اس کو ٹال دے۔ خلع۔ عورت کا اپنے شوہر سے مال کے عوض میں جدائی کا مطالبہ کرنا۔ مبارا۔ مبارات یعنی بیوی اور شوہر کی باہمی ناچاقی کیوجہ سے جدائی۔ بد مبین۔ یعنی اگر فقہ کے ظاہری مسائل پر بحث ہو رہی ہے تو بھی اس کو روحانی احوال پر محمول کرلے میاں بیوی کی جدائی کے مسئلہ کو جسم اور روح کی جدائی کے معنی پہنالے۔

[2] ذکرِ ہر چیزے یعنی ہر چیز کا ذکر عاشق میں ایک خاصیت پیدا کرتا ہے اور اس سے عاشق بہت سے معنی اخذ کرلیتا ہے کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے اور اس سے عاشق اپنے مقصود کی طرف پہنچ جاتا ہے چنانچہ بہت سے اولیاء کے قصے مشہور ہیں کہ معمولی الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہیں ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی ہے مشہور ہے "با آوازِ دولاب مستی کند" یعنی رہٹ کی آواز سے وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ در بخارا۔ بخارا میں بہت سے علوم و ہنر ہیں جو تم سیکھ سکتے ہو لیکن مکمل جب بنو گے کہ خواری جو لوازم عشق میں سے ہے اختیار کرلو۔ بخصہ۔ گلے کا اچھو، غم۔ یعنی اس وکیل کو صرف علم الیقین کی فکر نہ تھی بلکہ وہ مشاہدہ اور عین الیقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر کہ در خلوت جسکو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ محض ذکرِ اسمار و صفات کا متمنی نہیں رہتا۔

[3] با جمال۔ جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اس کے لئے خبریں اور عقلی دلائل بیکار ہو جاتے ہیں۔ دید۔ خبر کی بہ نسبت مشاہدہ سے حاصل ہونے والا علم قوی ہوتا ہے اسی وجہ سے عوام پر دنیا کا غلبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کو دنیا کا مشاہدہ حاصل ہے اور آخرت کا علم محض خبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ واں جہانے۔ یعنی عالمِ آخرت۔ دین۔ اُدھار۔

www.pdfbooksfree.pk

باز رَد سوئے حدیثِ آں جواں — کز غمِ صدرِ جہاں شُد ناتواں

اُس نوجوان کے قصہ کی طرف واپس لوٹ — کیونکہ وہ صدرِ جہاں کے غم سے کمزور ہو گیا ہے

رُوئے نہاد آں عاشق بسوئے بُخارا

اُس عاشق کا بخارا کی جانب رُخ کرنا

رُو نہاد آں عاشقِ خونناب ریز — دل طپاں سوئے بُخارا گرم تیز

اُس خون بہانے والے عاشق نے رُخ کیا — جلتے ہوئے دل کے ساتھ بخارا کی جانب تیزی سے

ریگِ ہامون[1] پیشِ او چوں حریر — آبِ جیحوں پیشِ او چوں آبگیر

جنگل کا ریت اُس کے لئے ریشمین کپڑے کیطرح تھا — جیحوں کا پانی اُسکے سامنے تالاب کی طرح تھا

آں بیاباں پیشِ او چوں گلستاں — می فتاد از خندہ او چوں گل ستاں

وہ جنگل اُس کے سامنے چمن کی طرح تھا — وہ مسرت سے پھول چُننے والے کی طرح گرتا تھا

در سمرقند ست قند اما لبش — از بُخارا یافت واں شُد مذہبش

قند اگرچہ سمرقند میں ہے لیکن اُسکے ہونٹوں نے — بخارا سے حاصل کی، وہی اُس کا مذہب ہو گیا

اے بُخارا عقل افزا بُودۂ — لیک از من عقل و دیں بربُودۂ

اے بخارا! تو عقل بڑھانے والا تھا — لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین چھین لیا

بَدر می جویم ازانم چوں ہلال — صدر می جویم دریں صفِّ نعال

میں چودھویں رات کے چاند کو تلاش کرتا ہوں اسلیے ہے میں ہلال جیسا ہو گیا ہوں — اِن جوتوں کی صف میں میں صدر کو تلاش کر رہا ہوں

چوں سَوادِ[2] آں بُخارا را بدید — در سوادِ غم بیاضے شُد پدید

جب اُس نے اِس بخارا کے اطراف کو دیکھا — غم کی سیاہی میں سفیدی نمودار ہو گئی

ساعتے اُفتاد بیہوش و دراز — عقلِ او پرّید در بُستانِ راز

تھوڑی دیر وہ لمبا اور بے ہوش پڑا رہا — اُس کی عقل اسرار کے باغیچہ میں پرواز کر گئی

بر سر و رُویش گلاب ے میزدند — از گلابِ عشق او غافل بُدند

لوگوں نے اُس کے مُنہ اور سر پر عرقِ گلاب چھڑکا — وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے

او گلستانے نہانی دیدہ بُود — غارتِ عشقش ز خود بربیدہ بُود

اُس نے ایک مخفی باغ دیکھا تھا — عشق کی غارتگری نے اُسکو اپنے آپ سے جدا کر دیا تھا

تو فسردہ[3] در خورِ ایں دم نۂ — با شکر مقروں نۂ گرچہ نئی

تو سُکڑا ہوا اِس بات کے لائق نہیں ہے — تو شکر سے وابستہ نہیں ہے اگرچہ تو گنا ہے

---

[1] ہامون، صحرا، جنگل۔ حریر۔ ریشمین کپڑا۔ جیحوں۔ دریا کا نام ہے۔ آبگیر۔ تالاب۔ گلستاں۔ پھول چُننے والا۔ مذہبش۔ یعنی اُس کو بخارا کے قند کی عادت ہو گئی تھی۔ اے بُخارا۔ وہ عاشق بُخارا کو خطاب کرتا ہے۔ بدر۔ چودھویں کا چاند۔ ہلال۔ پہلی رات کا چاند جو کمزوری میں ضرب المثل ہے۔ صفِّ نعال۔ یعنی میری جگہ تو جوتیوں کی صف ہے اور صدرِ جہاں کا مقام بلند ہے تو وصال کی نیت مشکل ہے۔

[2] سواد۔ شہر کے اطراف۔ گلاب۔ بیہوش کو ہوش میں لانے کیلئے عرقِ گلاب چھڑکا جاتا ہے۔ غافل۔ لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ مرض کی بے ہوشی نہیں ہے بلکہ عشق کی بیہوشی ہے یہ بیہوشی تو معشوق کی خوشبو سے رفع ہوتی ہے نہ کہ عرقِ گلاب سے۔ غارت۔ یعنی اُس کو عشق کے حملہ نے بیہوش بنا دیا تھا۔

[3] تو فسردہ۔ مولانا مخاطب کو خطاب کرتے ہیں کہ تجھ میں بیہوشی کے راز سے واقفیت کی قابلیت نہیں ہے تو بظاہر انسان ہے لیکن تجھ میں اُس کا مادہ نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

رختِ[1] عقلت باتو ہست و عاقلی — کز جنودٌ لّم تروھا غافلی

عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے اور تو صاحبِ عقل ہے — کیونکہ تو اُن لشکروں سے جنکو تم نے نہیں دیکھا غافل ہے

ایں سخن پایاں ندارد تیز راں — تا رود سوئے بخارا آں جواں

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تیزی سے چل — تاکہ وہ جوان بخارا کی جانب روانہ ہو

درآمدن آں عاشقِ لاابالی در بخارا و تحذیر کردن دوستاں او را از پیدا شدن

اُس بے نیاز عاشق کا بخارا میں آنا، اور دوستوں کا اُس کو خبردار ہونے سے روکنا

اندر آمد در بخارا شادماں — شہرِ معشوقِ خود و دارالاماں

وہ خوش خوش، بخارا میں آگیا — اپنے معشوق کے شہر اور دارالامن میں

ہمچو آں مستے کہ پَرّد بر اثیر — مہ کنارش گیرد و گوید کہ گیر

اُس مست کی طرح جو آسمان پر پرواز کرے — چاند اُس سے بغلگیر ہو اور کہے کہ تو بھی بغلگیر ہو

ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز — پیش از پیدا شدن بنشیں گریز

جس نے بھی اُس کو بخارا میں دیکھا کہا اُٹھ جا — ظاہر ہونے سے پہلے، مت بیٹھ، بھاگ جا

کہ ترا می جوید آں شہ خشمگیں — تا کشد از جانِ تو دہ سالہ کیں

کیونکہ وہ غضبناک بادشاہ تجھے تلاش کر رہا ہے — تاکہ تیری جان سے دس سالہ انتقام لے

اللہ اللہ[2] در میا در خونِ خویش — تکیہ کم کن بر دم و افسونِ خویش

خدا کے لئے، اپنے خون کے درپے نہ ہو — اپنے دم کرنے اور منتر پر بھروسہ نہ کر

شحنۂ صدرِ جہاں بودی و راد — معتمد بودی مہندس اوستاد

تو صدرِ جہاں کا کوتوال تھا اور عقلمند تھا — تو معتمد تھا، اُستاد انجینیر تھا

ہم مشیرش بودی و ہم محترم — گشتی از بہرِ گناہے متہم

تو اُس کا مشیر بھی تھا اور باعزت بھی تھا — ایک قصور میں تو متہم ہو گیا

غدر کردی و ز جزا بگریختی — رستہ بودی باز چوں آویختی

تو نے غداری کی اور سزا سے بھاگ گیا — تو بچ گیا تھا، پھر کیوں آ پھنسا؟

از بلا[3] بگریختی با صد حیل — ایں بلہی آوردت اینجا یا اجل

تو سو تدبیروں سے مصیبت سے بھاگ نکلا تھا — تجھے یہاں بے وقوفی یا موت لائی ہے

اے کہ عقلت بر عطارد دق کند — عقل و عاقل را قضا احمق کند

اے وہ کہ تیری عقل عطارد پر نکتہ چینی کرتی ہے — عقل اور عقلمند کو قضا احمق بنا دیتی ہے

---

[1] رخت۔ تو اپنی عقل پر بھروسہ کرتا ہے اور اسرارِ غیبی سے غافل ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا "اور اُس نے وہ لشکر اُتارا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے" یہ اگرچہ فرشتوں کی جماعت کے بارے میں فرمایا گیا ہے لیکن مولانا نے اس سے لشکرِ عشق مُراد لیا ہے۔ تحذیر۔ ڈرانا۔۔۔۔ دارالامان۔ امن کی جگہ۔ اثیر۔ آسمان۔ گیر۔ یعنی معشوق سے کہے کہ بغلگیر ہو جا۔ پیدا شدن۔ یعنی یہ ظاہر ہونے سے پہلے کہ تو بخارا میں آگیا ہے۔ دہ سالہ کیں۔ دس سالہ دشمنی۔

[2] اللہ اللہ۔ یعنی خدا کے لئے۔ تکیہ۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ لوگ تجھے بچا لیں گے نہ یہ سمجھ کہ خود اپنی تدبیر سے بچ سکے گا۔ شحنہ۔ کوتوال۔ مہندس۔ انجینیر۔ بگریختی۔ یعنی سزا سے بچ کر تو بھاگ گیا۔

[3] از بلا۔ یعنی سزا سے بچ کر بھاگ گیا تھا اب تجھے بیوقوفی یا موت کھینچ لائی ہے۔ عطارد۔ دبیرِ فلک۔

www.pdfbooksfree.pk

نحس[۵۱] خرگوشی کہ باشد شیر جو
تو وہ منحوس خرگوش ہے جو شیر کی جستجو کرے

زیرکی و عقل و چالاکیت کو
تیری ذہانت اور عقل اور چالاکی کہاں گئی؟

ہست صید چندین فسونہائے قضا
قضا کے سینکڑوں حیلے ہیں

گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْفَضَا
فرمایا ہے جب قضا آتی ہے فضا تنگ ہو جاتی ہے

صدرہ و مخلص بُوَد از جب و راست
دائیں بائیں سینکڑوں راستے اور بچاؤ کی جگہیں ہوتی ہیں

از قضا بستہ شود گر اژدہاست
قضا سے بندھ جاتا ہے خواہ اژدھا ہو

جواب گفتنِ عاشقِ عاذلاں و تہدید کنندگاں را

عاشق کا ملامتگروں اور ڈرانے والوں کو جواب دینا

گفت من مُستسقیم آبم کشد
اس نے کہا میں استسقا کا بیمار ہوں پانی مجھے

گرچہ میدانم کہ ہم آبم کشد
اگرچہ میں جانتا ہوں کہ پانی ہی مجھے مار ڈالیگا

ہیچ مُستسقی نہ بگریزد ز آب
کوئی استسقا کا بیمار پانی سے نہیں بھاگتا ہے

گرد و صد بارش کُند مات و خراب
اگرچہ وہ اس کو دو سو بار مضمحل اور تباہ کرے

گر بیامائد مرا دست و شکم
اگر میرے ہاتھ اور پیٹ پھول جائیں

عشقِ آب از من نخواہد گشت کم
پانی کا عشق مجھ میں سے کم نہ ہوگا

گویم[۵۲] انگہ کہ ببیند از بطون
جب اندرون کے بارے میں مجھ سے پوچھینگے تو

کاشکے بحرم رواں بودے دروں
کاش میرے اندر سمندر جاری ہوتا

خیک شکم گو بدر از موج آب
میرا پیٹ کی مشک کو کہدو کہ پانی کی موج سے پھٹ جائے

گر بمیرم ہست مرگم مُستطاب
اگر میں مرگیا تو میری پاکیزہ موت ہوگی

من بہر جائے کہ بینم آب جو
میں جس جگہ نہر کا پانی دیکھتا ہوں

رشکم آید بودمے من جائے او
مجھے رشک آتا ہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا

دست[۵۳] چوں دف و شکم ہمچوں دہل
ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ ڈھول کی طرح ہے

طبل عشقِ آب می کوبم چو گل
میں پھول کی طرح پانی کے عشق کا ڈھول پیٹ رہا ہوں

گر بریزد خونم آں روح الامیں
اگر وہ روح الامین میرا خون بہادے

جرعہ جرعہ خوں خورم ہمچوں جنیں
میں زمین کی طرح گھونٹ گھونٹ خون پی جاؤں

چوں زمین و چوں جنیں خونخوارہ ام
میں زمین اور بیٹ کے بچے کی طرح خون پینے والا ہوں

تا کہ عاشق گشتہ ام ایں کارہ ام
جب سے میں عاشق ہوا ہوں میرا یہی کام ہے

---

۵۱ نحس۔ جو خرگوش شیر کی جستجو کرے تو وہ اپنی موت کو تلاش کرتا ہے۔ اِذَا۔ یہ حدیث نہیں ہے کسی کا مقولہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو بھاگنے کا موقع نہیں رہتا فضا تنگ ہو جاتی ہے۔ ..... از قضا۔ اژدھے کی جب موت آتی ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اس کو باندھ دیا ہو۔ عاذلاں عاذل کی جمع ہے، ملامتگر۔ مُستسقی۔ استسقا کا مریض جس کی کبھی پیاس نہیں بجھتی۔ کُشد۔ پانی پینا اس کیلئے سخت مضر ہوتا ہے۔ کُند۔ یعنی وہ پانی اس کو تباہ کرتا ہے اور مرض میں اضافہ کر دیتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں پانی پینے سے پھول جاتے ہیں۔

۵۲ گویم۔ اس مریض سے اگر باطن کے احوال دریافت کرو تو وہ تمنا کرے گا کہ کاش پیٹ میں دریا جاری ہوتا۔ بطون۔ اندرون۔ خیک۔ مشک۔ مُستطاب۔ پاکیزہ۔

۵۳ دست۔ استسقا کی بیماری میں ہاتھ اور پیٹ وغیرہ پھول جاتے ہیں۔ دہل۔ ڈھول۔ گل۔ پھول کی تر و تازگی پانی سے ہے تو گویا وہ پانی کا عاشق ہے۔ روح الامین۔ اس سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہوتے ہیں لیکن یہاں محبوب صدر جہاں مراد ہے۔ چوں زمین۔ زمین اور بیٹ کا بچہ جو زمین پیتا ہو عاشق بھی خونِ جگر پیتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

شب ہمی جوشم در آتش ہمچو دیگ
میں رات کو آگ میں دیگ کی طرح جوش مارتا ہوں
روز تا شب خوں خورم مانند ریگ
دن سے رات تک ریت کی طرح خون پیتا ہوں

من پشیمانم[1] کہ مکر آگیختم
میں شرمندہ ہوں کہ میں نے مکر برپا کیا
از مُراد و خشمِ اُو بگریختم
میں نے اُس کے غصہ اور مقصد سے گریز کیا

گوبراں بر جانِ مستم خشمِ خویش
کہدے، میری مست جان پر اپنا غصہ جاری کردے
عیدِ قرباں اُوست عاشق گاؤ میش
وہ عید قرباں ہے، اور عاشق بھینس ہے

گاؤ اگر خُسپد و گر چیزے خورد
گائے اگر سوتی ہے، اور اگر کوئی چیز کھاتی ہے
بہرِ عید و ذبحِ اُو می پرورد
عید اور ذبح کے لئے وہ پرورش پاتی ہے

گاوِ موسیٰؑ داں مرا جان دادہ
مجھے (حضرت) موسیٰؑ کی گائے سمجھ جس نے جان عطا کی
مجزو جزوم حشرِ ہر آزادہ
میرا جزو جزو ہر ہر آزاد کا حشر ہے

گاوِ موسیٰؑ بُود قرباں گشتہ
(حضرت) موسیٰؑ کی گائے قربان شدہ تھی
کمتریں جزوش حیاتِ کُشتہ
اُس کا معمولی جزو مقتول کی زندگی تھی

بر جہید آں کُشتہ زا سیبش زجا
اُس کی چوٹ سے مُردہ جسم سے اُٹھ گیا
در خطابِ اِضْرِبُوْہُ بَعْضَهَا
اُس کو اُس کے بعض سے مارو کے حکم کے مطابق

یا کِرامی[2] اِذْبَحُوا هٰذَا الْبَقَرْ
اے میرے بزرگو! اِس گائے کو ذبح کردو
اِنْ اَرَدْتُّمْ حَشْرَ اَرْوَاحِ النَّظَرْ
اگر تم نظری روحوں کی زندگی چاہتے ہو

از جمادی مُردم و نامی شدم
میں جمادیت سے مرا اور نباتی بن گیا
وز نما مُردم بحیواں سر زدم
اور نباتیت سے مرا، حیوان بن گیا

مُردم از حیوانی و آدم شدم
میں حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا
پس چہ ترسم کے ز مُردن کم شدم
تو میں کیا ڈروں، میں مرنے سے کب گھٹا؟

حملۂ[3] دیگر بمیرم از بشر
دوسری مرتبہ میں بشریت سے فنا ہوجاؤنگا
تا برآرم از ملائک بال و پر
تاکہ فرشتوں میں رہو کر، بال و پر نکالوں

وز ملک ہم بایدم جستن زجو
فرشتے سے بھی مجھے نہر کو کودنا چاہیئے
کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
(کیونکہ) بجز اُس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونیوالی ہے

بارِ دیگر از ملک قرباں شوم
دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہوں گا
آنچہ اندر وہم ناید آں شوم
وہ جو عقل میں نہیں آسکتا وہ ہوجاؤں گا

[1] من پشیمانم میں اپنے محبوب صدرِ جہاں سے بھاگ جانے پر شرمندہ ہوں۔ گو محبوب سے کہدو کہ میرے اوپر اپنا غصہ اتارلے۔ گاؤ میش بھینس۔ گاؤ۔ گائے کا خواب۔ خورسب عید قرباں میں قربان ہونے کیلئے ہوتا ہے۔ گاوِ موسیٰؑ قرآن پاک کے اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ موسیٰؑ نے ایک گائے ذبح کرکے اسکا کچھ حصہ مقتول پر مارا تھا تو وہ مقتول زندہ ہوگیا تھا لہٰذا میرے مرنے کو موت نہ سمجھو وہ تو دوسروں کی زندگی ہے۔ مجزو۔ اسی طرح میں مقتول ہوکر ہر عاشق کی حیات کا سبب بنوں گا۔ اضربوہ۔ قرآن میں ہے۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا یعنی ہم نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ مقتول کو اس گائے کے بعض سے مارو۔

[2] یا کرامی۔ اب وہ عاشق تعلیم دیتا ہے کہ تم جسم کو جو عزیز لگتے ہے مجاہدات کے ذریعہ فنا کردو تو تمہاری نظری روحیں جو حواس کے ذریعہ غیر محسوس ہیں زندہ ہوجائینگی۔ از جمادی عاشق جسم کے تغیرات بتاکر اسکا فانی ہونا ثابت کرتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ فانی کی فنا سے گھبرانا فضول بات ہے۔ انسانی جسم کے تغیرات یہ ہیں کہ اسکی ساخت اسطرح ہوتی ہے کہ نباتات اپنی غذا جمادات سے حاصل کرتی ہے تو وہ اجزاء اپنی جمادیت چھوڑکر نباتیت اختیار کرلیتے ہیں پھر حیوان اپنی غذا نباتات سے حاصل کرتا ہے تو وہ اجزاء نباتات اپنی نباتیت چھوڑکر حیوانیت اختیار کرلیتے ہیں پھر انسان اپنی غذا اجزاء حیوانی سے حاصل کرتا ہے وہ اجزاء حیوانی اپنی حیوانیت چھوڑکر جسم انسانی بنجاتے ہیں۔

[3] حملۂ دیگر جب انسان مرتا ہے تو

www.pdfbooksfree.pk

پس عدم گردم عدم چوں ارغنون[1] — گویدم کہ انا الیہ راجعون

پھر عدم بن جاؤں گا، عدم ارغنون (باجے) کی طرح — مجھ سے کہتا ہے کہ ہم سب اسکی طرف لوٹنے والے ہیں

مرگ داں آں را تفاق اُمت ست — کاب حیوانی نہاں در ظلمت ست

موت کو سمجھ لے کیونکہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے — کہ آب حیات، تاریکی میں پوشیدہ ہے

ہمچو نیلوفر بروزیں طرف جُو — ہمچو مستسقی حریص آب جُو

نیلوفر کی طرح اس نہر کے کنارے پر اُگ جا — استسقاء کے مریض کیطرح پانی کا حریص اس تماشا کرنیوالا

مرگِ او آبست و اُو جویائے آب — می خورد واللہ اعلم بالصواب

اس کی موت پانی ہے اور وہ پانی کا جویاں ہے — اس کو پیتا ہے اور اللہ زیادہ بہتر جاننے والا ہے

اے فسردہ عاشقِ نمگیں نمد — کو ز بیمِ جان ز جاناں می رمد

اے بھیگے ہوئے نمدے والے ٹھٹھرے ہوئے عاشق! — کہ وہ جان کے ڈر سے محبوب سے بھاگتا ہے

سوئے تیغ عشقش اے ننگ زناں — صد ہزاراں جان نگر دستک زناں

اے زنان کیلئے باعث ذلت! اسکے عشق کی تلوار کیجانب — لاکھوں جانوں کو تالیاں بجاتا ہوا دیکھ

جوئے[2] دیدی کوزہ اندر جوئے ریز — آب را از جوئے کے باشد گریز

تو نے نہر دیکھ لی، پیالہ نہر میں بہادے — پانی نہر سے کب گریز کرتا ہے؟

آب کوزہ چوں در آب جُو شود — محو گردد در وے و چوں اُو شود

پیالے کا پانی جب نہر کے پانی میں مل جاتا ہے — اس میں فنا ہو جاتا ہے اور اس جیسا ہو جاتا ہے

وصف اُو فانی شود ذاتش بقا — زیں سپس نے کم شود نے بد لقا

اس کا وصف فانی اور اسکی ذات باقی بنجاتی ہے — اسکے بعد نہ وہ گھٹتا ہے نہ بدصورت بنتا ہے

رسیدن آں عاشق بمعشوق چوں دست از جاں بشُست

عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا جبکہ اس نے جان سے ہاتھ دھولئے

خویش را بر نخل[3] اُو آویختم — عذر آں را کہ از و بگریختم

میں نے اپنے آپ کو اسکے کھجور کے درخت پر لٹکا دیا — اس معذرت میں کہ میں اس سے بھاگا تھا

ہمچو گوئے سجدہ کن بر روے و سر — جانب آں صدر شُد با چشمِ تر

سر اور چہرے کے بل سجدے کرتا ہوا گیند کی طرح — پُرنم آنکھوں کے ساتھ اس صدرِ جہاں کیطرف روانہ ہو گیا

بر رُخِ چوں زعفراں اشکِ رواں — رفت آں بیدل سوئے صدرِ جہاں

زعفرانی چہرے پر آنسو بہاتا ہوا — وہ بیدل، صدرِ جہاں کی جانب چلا

[1] ارغنون۔ ایک باجہ کا نام ہے جس کا موجد افلاطون ہے۔

مرگ۔ موت بمنزلہ اس تاریکی کے ہے جس کو عبور کر کے آب حیات حاصل ہوتا ہے۔ نیلوفر گھاس دریا کے کنارے پر پیدا ہوتی ہے اور وہ پانی کی بہت حریص ہوتی ہے۔ مرگ او۔ استسقاء کا مریض پانی کا حریص ہوتا ہے اور وہی پانی اسکی موت کا سبب بنتا ہے۔ اے فسردہ۔ اے عاشق تو عشق کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر جان کے ڈر سے محبوب سے بھاگتا ہے نہیں دیکھتا کہ لاکھوں عاشقوں کی جانیں خوشی میں اس کی تیغ عشق کے سامنے تالیاں بجا رہی ہیں اور مرنے کی مشتاق ہیں۔

[2] جوئے۔ جب دریائے احدیت نظر آجائے اپنے قطرۂ حیات کو اس میں ڈالدے تو اس کا اپنا شخص ختم ہو جائیگا اور وہ باقی بقاء حق ہو جائیگا پھر اسمیں نہ کمی آئیگی نہ کوئی تغیر پیدا ہوگا۔

[3] بر نخل۔ چونکہ میں اس سے بھاگا تھا اب اسکے قد پر قربان ہو جاؤں گا، تجھ۔ وہ گیند کی طرح لڑھکتا ہوا روتا ہوا صدرِ جہاں کی جانب روانہ ہوا۔ زعفران۔ فراق میں اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

ہم کفن[1] ہم تیغ اندر دستِ او — چونکہ بُود او عاشق و سرمستِ او

کفن بھی، اور تلوار بھی اُس کے ہاتھ میں — کیونکہ وہ اُس کا عاشق اور متوالا تھا

جملہ خلقاں منتظر سر در ہوا — کِش بسوزد یا برآویزد ورا

تمام لوگ سروں کو اوپر کئے ہوئے منتظر تھے — کہ وہ اُس کو جلائے گا یا اُس کو پھانسی دیگا

ایں زماں ایں احمقِ بدبخت را — آں نماید کہ زماں بدبخت را

اب اس پورے احمق کے ساتھ — (صدر جہاں) وہ کرے گا جو زمانہ کسی بدبخت کے ساتھ کرتا ہے

ہمچو پروانہ شرر را نور دید — احمقانہ در فتاد از جان رمید

اس نے پروانے کی طرح چنگاریوں کو نور سمجھا — بے وقوفوں کی طرح گرا (اور) جان کھو دی

لیک[2] شمعِ عشق چوں آں شمع نیست — روشن اندر روشن اندر روشنیست

لیکن عشق کی شمع اُس شمع کی طرح نہیں ہے — روشن، در روشن، در روشن ہے

او بعکسِ شمعہائے آتشی ست — می نماید آتش و جملہ خوشی ست

وہ آگ کی شمعوں کے بالعکس ہے — آگ نظر آتی ہے، اور سراپا خوشی ہے

صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کُش بُود و آں عاشقِ مرگ

اس مسجد کی بات جو مہمان کو مار ڈالتی تھی اور اُس لاپروا، موت

جوئے لاابالی کہ دراں مسجد مہمان شد

کی جستجو کرنے والے مہمان کا بیان

یک حکایت گوش کن اے نیک پے — مسجدے بُد بر کنارِ شہرِ رَے[3]

اے نیک خصلت! ایک قصہ سُن — رے شہر کے کنارے پر ایک مسجد تھی

ہیچ کس در رے نخفتے شب ز بیم — کہ نہ فرزندش شدے آں شب یتیم

کوئی شخص رات کو اُس میں نہ سوتا، کہ ڈر کی وجہ سے — اُس رات میں اُس کے بچے یتیم نہ ہو جاتے

ہر کہ در رے بیخبر چوں کور رفت — صبحدم چوں اختراں در گور رفت

جو بے خبر اندھے کی طرح اُس میں چلا گیا — صبح ہوتے وہ ستاروں کی طرح قبر میں چلا گیا

خویشتن را نیک ازیں آگاہ کُن — صبح آمد خواب را کوتاہ کُن

اپنے آپ کو اس سے اچھی طرح باخبر کرلے — صبح ہو گئی نیند کو مختصر کر

ہر کسے گفتے کہ پریانند تند — اندر و مہمان کُشان با تیغ کُند

ہر شخص کہتا کہ بدمزاج پریاں ہیں — اُس میں مہمان کو کُند تلوار سے مار ڈالنے والی

[1] ہم کفن۔ یعنی مرنے کی پوری تیاری کرلی تھی۔ سرور ہوا۔ یعنی سر اُٹھائے ہوئے۔ کِش۔ یعنی صدر جہاں اُس کو کس قسم کی سزا دے گا۔ ایں زماں۔ اب اُس کو ایسی سزا ملے گی جو زمانہ کسی بدبخت کو دیتا ہے۔ ہمچو۔ تماشائی یہ کہہ رہے تھے کہ یہ احمق بھی پروانہ کی طرح نار کو نور سمجھا۔

[2] لیک۔ لیکن اُن کا یہ سمجھنا غلط تھا وہ شمع عشق کو معمولی شمع سمجھ رہے تھے جس کی نار نور نظر آتی ہے۔ معمولی شمع پر قربان ہونے سے سوزش پیدا ہوتی ہے اِس شمع پر قربان ہونا مجسم خوشی ہے۔

مسجد۔ مسجد کے واقعہ سے مولانا سمجھاتے ہیں کہ عوام جس چیز کو ہلاکت کا سبب سمجھتے ہیں وہ کامیابیوں کا سبب ہوتی ہے۔

[3] رَے۔ یہ وہی شہر ہے جس کی طرف منسوب ہو کر امام فخر الدین رازی کہلاتے ہیں۔ یتیم۔ یعنی جو بھی سوتا اُس کے بچے یتیم ہو جاتے۔ اختراں۔ صبح، ستاروں کی موت ہے۔ خویشتن۔ مخاطب کو نصیحت ہے کہ اِس کہانی سے عبرت حاصل کرلے صبح قیامت نزدیک ہے خواب غفلت سے بیدار ہو جا۔ محمد۔ یعنی بدمزاج پریاں تکلیف دیکر مار ڈالتی ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

آں دگر گفتے کہ سحر[51] ست و طلسم
کوئی کہتا کہ جادو، اور طلسم ہے
کہ رصد باشد عدوِ جان و جسم
جو جان اور جسم کے دشمن کی طرح گھات میں بیٹھا ہے

آں دگر گفتے کہ بر نہ نقشِ فاش
دوسرا کہتا، کہ کھلا اعلان لگا دے
بر درش کاے میہماں اینجا مباش
اسکے دروازے پر کہ اے مہمان! یہاں نہ ٹھہر

شب مخسپ اینجا اگر جاں بایدت
اگر تو جان (بچانی) چاہتا ہے یہاں رات کو نہ سو
ورنہ مرگ اینجا کمیں بکشایدت
ورنہ اس جگہ موت تجھ پر گھات لگائے گی

واں یکے گفتے کہ شب قفلے نہید
ایک کہتا کہ رات کو تالا نہ لگا دو
غافلے کاید شمارہ کم دہید
کوئی انجان آئے تو تم داخل نہ ہونے دو

آمدنِ مہمان دراں مسجد

ایک مہمان کا مسجد میں آنا

تا یکے مہماں درآمد وقتِ شب
حتیٰ کہ ایک مہمان رات کو آ گیا
کو شنیدہ بود آں صیتِ عجب
جس نے وہ عجیب شہرت سنی تھی

از برائے آزموں می آزمود
امتحان کے لئے وہ آزما رہا تھا
زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
کیونکہ وہ بہت بہادر اور جاں باز تھا

گفت کم گیرم سرِ و اشکنبۂ
اس نے کہا میں سر اور معدہ کو کب سمجھتا ہوں
رفتہ گیر از گنجِ جاں یک حبّہ
فرض کر لے خزانہ سے ایک حبہ ضائع ہو گیا

صورتِ[52] تن گو بر و من کیستم
جسم کی صورت کو کہدے چلی جائے اور میں کون ہوں
نقش کم ناید چو من باقیستم
صورت کی کمی نہ ہوگی جب میں باقی ہوں

چوں نفختُ بودم از لطفِ خدا
جب میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نفختُ تھا
نفخِ حق باشم زنائے تن جدا
میں اللہ (تعالیٰ) کی پھونک ہونگا بدن کی بانسری سے

تا نیفتد بانگ نفخش ایں طرف
جبتک کہ اس (نفخ صور) کی آواز اسطرف نہ آئے
تا رہد آں گوہر از تنگیں صدف
حتیٰ کہ وہ جوہر تنگ سیپ سے رہائی پائے

چوں[53] تمنّوا الموت گفت اے صادقیں
جبکہ اس نے فرمایا ہے موت کی تمنا کرو اے سچو!
صاد قم جاں را برافشانم بریں
میں سچا ہوں (اس فرمان) پر جان نثار کر دونگا

ملامتِ اہلِ مسجد مہمانِ عاشق را از شب خفتن در آنجا و تہدید کردن

مسجد والوں کا عاشق کو رات میں اس جگہ پر سونے میں ملامت کرنا اور ڈرانا

---

۵۱ سحر۔ کوئی کہتا مسجد میں کوئی جادو ہے جو مار ڈالتا ہے۔ گفتے۔ یعنی مسجد کے متولی کو کہتا کہ اس مسجد پر رات کو سونے کی ممانعت کا اعلان لگا دے۔ واں یکے۔ کسی کی یہ رائے ہوئی کہ مسجد پر تالا ڈال دو۔ صیت۔ شہرت۔ گفت۔ اس مہمان نے دل میں یہ سوچا کہ اگر مر بھی گیا تو صرف اتنا نقصان ہے جیسا کہ خزانہ میں سے ایک حبہ ضائع ہو جائے انسان کا جسم مجموعہ میں بمنزلہ حبہ کے ہے۔

۵۲ صورت۔ اگر جسم ہلاک بھی ہو جائیگا تو کیا مضائقہ ہے اصل تو روح ہے جو باقی رہیگی۔ نفختُ۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي یعنی آدم میں میں نے اپنی روح پھونک دی تو اگر جسم فنا بھی ہو گیا تو اللہ کی پھونک باقی رہیگی۔ تا نیفتد۔ یعنی میں جسم سے جدا ہو کر صرف نفخ حق رہوں گا جب تک کہ اس کے صور کا نفخہ اس عالم میں نہ آئے گا جب نفخ صور ہوگا تب پھر وہ نفخ حق میرے نائے تن سے وابستہ ہو جائیگا۔ تا رہد۔ میں نفخ حق کو تن سے اسلئے جدا رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس گوہر نفخ حق کیلئے یہ صدفِ جسم تنگ ہے۔

۵۳ چوں۔ قرآن پاک میں یہود کو خطاب کر کے فرمایا فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ "تم موت کی تمنا کرو اگر سچے ہو" یہود چونکہ دعوے میں جھوٹے تھے

www.pdfbooksfree.pk

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا مخسپ
لوگوں نے اس سے کہا خبردار! یہاں نہ سونا

تا نکوبد جانستانت ہمچو کُسپ[1]
تاکہ جان نکالنے والا تجھے کھٹمل کی طرح نہ کُوٹے

کہ غریبی و نمیدانی تو حال
اسلئے کہ تو مسافر ہے اور تو حالت نہیں جانتا ہے

کاندریں جا ہر کہ خُفت آمد زوال
کہ اس جگہ جو سویا ہے (اُس پر) زوال آیا ہے

اتفاقے نیست ایں ما بارہا
اتفاقاً نہیں ہے، یہ ہم نے بہت سی مرتبہ

دیدہ ایم و جملہ اصحاب نُہیٰ
دیکھا ہے، اور سب عقلمندوں نے

ہر کہ آں مسجد شبے مسکن شدش
وہ مسجد جس کا ایک رات مسکن بنی ہے

نیم شب مرگِ ہلاہل[2] آمدش
اس کو آدھی رات میں قاتل موت آئی ہے

از یکے تا پانصد ایں را دیدہ ام
ایک سے پانچسو تک ہم نے یہ دیکھا ہے

نے بہ تقلید از کسے بشنیدہ ام
نہ کہ تقلیداً ہم نے کسی سے سُنا ہے

گفت اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ آں رسُول
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "دین خیر خواہی ہے" فرمایا ہے

آں نصیحت در لُغت ضدِ غلول
خیر خواہی لغت میں خیانت کی ضد ہے

ایں نصیحت راستی در دوستی
یہ خیر خواہی دوستی میں سچائی ہے

در غلولی خائن و سگ پوستی
خود غرضی میں خیانت اور کُتاپن ہے

بے خیانت ایں نصیحت از وداد
یہ نصیحت بغیر خیانت کے دوستی کی وجہ سے

می نمایئمت مگر داز عقل و داد
ہم تجھے کر رہے ہیں عقل اور انصاف سے روگردانی نہ کر

جواب گفتنِ عاشق ناصحاں و ملامت گویاں را

عاشق کا نصیحت کرنے والوں اور ملامتگروں کو جواب دینا

گفت اُو اے ناصحاں من بے ندم[3]
اس نے کہا اے نصیحت کرنے والو! میں بغیر کسی نمک کے

از جہانِ زندگی سیر آمدم
زندگی کی دنیا سے پیٹ بھر چکا ہوں

منبلے ام زخم جُو و زخم خواہ
میں بے حس زخم کو تلاش کرنیوالا اور زخم کا خواہشمند ہوں

عافیت کم جُوئے از منبل براہ
بے حس آدمی سے راہِ (زندگی) میں عافیت کی تلاش نہ کر

منبلے نے کو بُود خود برگ جُو
(میں) وہ بے حس نہیں ہوں جو سامان تلاش کرے

منبلے ام لاابالی مرگ جُو
میں وہ بے حس ہوں جو لاپرواموت کا تلاش کرنیوالا ہو

منبلم بے زخم ناساید تنم
میں وہ بے حس ہوں کہ بغیر زخم کے میرا جسم آرام نہیں پاتا ہے

عاشقم بر زخمہا بر می تنم
میں عاشق ہوں زخموں کے بکر کاٹتا ہوں

---

[1] کُسپ۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ کھٹمل۔ مُہیٰ۔ نُہیٰ کی جمع ہے عقل۔

[2] ہلاہل۔ چین میں ایک پہاڑ ہے جس میں ایک گھاس اگتی ہے جو قاتل زہر ہے پھر ہلاہل مطلقاً قاتل زہر اور قاتل کے معنی میں آنے لگا ہے۔ ایں را۔ یعنی اِس مسجد میں سونے والے کا مرنا۔ التفسیر خلوص۔ غلول۔ خیانت۔ وِداد۔ دوستی۔ وداد۔ انصاف

[3] ندم۔ ندامت۔ بنبل۔ سُست، بے حس، بزرگ۔ ساز و سامان۔ پول۔ نقدی۔ از جہانِ من۔ یعنی دنیا طلبی۔

منبلے نے کو بُود خود برگ جُو
میں وہ بے حس نہیں ہوں جو سامان تلاش کرے

منبلے ام لاابالی مرگ جُو
میں وہ بے حس ہوں جو لاپرواموت کا تلاش کرنیوالا ہو

www.pdfbooksfree.pk

آں نہ کو بر ہر دکانے برزند
نہ وہ کہ جو ہر دکان پر مارا مارا پھرے

بل جہد از کون و کانے[51] برزند
بلکہ دنیا کو کود جائے اور کان پر پہنچ جائے

مرگ شیریں گشت و نقلم زیں سرا
اِس سرائے سے منتقل ہونا اور موت میرے لئے شیریں ہو گئی ہے

چوں قفص ہشتن پریدن مرغ را
جیسا کہ پرند کے لئے پنجرا چھوڑنا (اور) اُڑ جانا

آں قفص کو ہست عین باغ در
وہ پنجرا جو عین باغ میں ہے

مرغ می بیند گلستان و شجر
پرند باغ، اور درخت دیکھ رہا ہے

جوقِ مرغاں از بروں گرد قفص
پرندوں کا جھنڈ باہر پنجرے کے چاروں طرف

خوش ہمی خوانند زآزادی قصص[52]
آزادی کے قصے خوشی سے پڑھ رہے ہیں

مرغ را اندر قفص زاں سبزہ زار
پنجرے کے اندر پرند کے لئے سبزہ زار کیوجہ سے

نے خورش ماند ست و نے صبر و قرار
نہ بھوک رہی، اور نہ صبر و قرار (رہا)

سر زہر سوراخ بیروں میکند
وہ ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے

تا بود کایں بند از پا بر کند
کہ شاید اُس بیڑی کو پاؤں سے نکال دے

چوں دل و جانش چنیں بیروں بود
جب اُس کا دل اور جان اِس طرح باہر (کی مشتاق) ہو

آں قفص را در کشائی چوں بود
اُس پنجرے کا دروازہ کھلنا کیسا ہوگا؟

نے چناں[53] مرغ قفص در اندراں
وہ پنجرے کے اُس پرند کی طرح نہیں ہے جو قفس میں ہو

گرد بر گردش بحلقہ گربگاں
(اور) اُس کے اِرد گرد بلیاں حلقہ کئے ہوں

کے بود او را دریں خوف و حزن
اُس کو اِس ڈر اور رنج میں کب ہوگی؟

آرزوئے از قفس بیروں شدن
پنجرے سے باہر نکلنے کی آرزو

او ہمی خواہد کزیں ناخوش حفص
وہ چاہے گا کہ اِس ناہموار زنبیل کی بجائے

صد قفص باشد بگرد ایں قفص
اُس پنجرے کے چاروں طرف سو پنجرے ہوں

بیانِ آنکہ عشقِ جالینوس بریں حیاتِ دنیا بود کہ فنِ او

اُس کا بیان کہ جالینوس کا عشق اِس دنیاوی زندگی پر اِس وجہ سے

ہم اینجا بکار می آید و ہنرے نور زیدہ است کہ در آں بازار

تھا کہ اُس کا فن اِس جگہ کام آتا تھا اور اُسنے وہ ہنر نہ اختیار کیا تھا

بکار آید آنجا خود را العوام یکساں می بیند و الامر یومئذ للہ

جو اُس بازار میں کام آئے وہاں وہ اپنے آپ کو عوام کے برابر سمجھتا تھا اور حکم اُس دن خدا کے لئے ہے

---

۵۱ کانے یعنی معرفتِ خداوندی کی کان۔ نقلم یعنی اِس دنیا سے منتقل ہونا۔

۵۲ چوں قفص۔ یعنی جس طرح سے پرند کو پنجرہ چھوڑ کے اُڑ جانا شیریں ہوتا ہے۔ باغ در۔ یعنی در باغ۔

۵۲ قصص۔ قصے کی جمع ہے۔ نے خورش۔ پرند کو پنجرے میں نہ دانا اچھا لگتا ہے اور نہ اُس کو صبر و قرار ہوتا ہے۔ چوں جب پرند کا یہ حال ہو تو پنجرے کا دروازہ ٹوٹنے سے اُس کو کس قدر خوشی ہوگی۔

۵۳ نے چناں۔ البتہ وہ پرند جو پنجرے کے چاروں طرف بلیاں دیکھے تو وہ بیشک پنجرے ہی میں بند رہنا پسند کرے گا۔ حفص۔ فا ساکن کے ساتھ زنبیل، جھولا ضرورتِ شعری کی وجہ سے فا پر زبر دے دیا گیا ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور حکیم ہے چونکہ وہ محض علومِ عقلیہ سے واقف تھا اور آخرت کا اُس کو کوئی علم نہ تھا لہٰذا وہ دنیا میں جینے کا متمنی تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

آنچناں کہ گفت جالینوسِ رادؔ[1]
جیسا کہ حکیم جالینوس نے کہا

از ہوائے ایں جہاں واز مُراد
اس دنیا کی محبت اور مُراد میں

راضیم کز من بماند نیم جاں
کہ میں راضی ہوں اگر آدھی جان (بھی) رہے

کہ زکُونِ اَستُرے بینم جہاں
تاکہ خچر کی دُبر سے دُنیا کو دیکھوں

گر بہ می بیند بگردِ خود قطار
قطار میں اپنے چاروں طرف بلیاں دیکھتا ہے

مُرغِ اُنس گشتہ بُود از مَطار
اُس کا پرند (روح) پرواز سے مایوس ہو گیا ہے

یا عَدم دیدست غیرِ ایں جہاں
یا اُس نے اِس جہان کے علاوہ کو معدوم سمجھا ہے

دَر عدم نادیدہ اُو حشرِ نہاں
اُس نے عدم میں چھپا ہوا حشر نہیں دیکھا ہے

چوں جنیں[2] کش میکشد بیروں کرم
جیسا کہ پیٹ کا بچہ کہ اسکو کرم (خداوندی) باہر کھینچتا ہے

می گریزد او پسِ پس سُوئے شکم
وہ پیٹ کی جانب پیچھے کو بھاگتا ہے

لُطف رُوئش سوئے مصدر میکُند
مہربانی اُس کا رُخ نکلنے کی جگہ کی طرف کرتی ہے

اُو مقرر پُشت مادر می کُند
وہ ماں کی کمر میں ٹھکانا بناتا ہے

کہ اگر بیروں نہم زیں شہر گام
کہ میں اگر اِس شہر سے قدم باہر رکھوں گا

اے عجب دیگر نہ بینم ایں مقام
ہائے عجب! پھر یہ جگہ نہ دیکھوں گا

یا دَرے بُودے دریں شہرِ رحم
یا اِس گندے شہر میں کھڑکی ہوتی

کہ نظارہ کردمے اندر رحم
کہ میں رحم میں سے نظارہ کرتا

یا چو چشمِ سوزنے راہم بُدے
یا سوئی کے نکوے کی برابر میرے لئے راستہ ہوتا

کہ زبیرونِ رحم دیدہ شُدے
کہ رحم کے باہر کی چیز دیکھ لی جاتی

اینچنیں ہم غافل ست از عالمے
وہ بھی دنیا سے اِسی طرح غافل ہے

ہمچو جالینوس اُو نامحرمے[3]
وہ جالینوس کی طرح ناواقف ہے

اُو نداند کُو رطوباتے کہ ہست
وہ نہیں سمجھتا، کہ وہ رطوبتیں جو ہیں

آں مَدد از عالمِ بیرونی است
وہ بیرونی دنیا کی مَدد سے ہیں

آنچناں کہ چار عنصر دَر جہاں
جس طرح سے دنیا میں چاروں عنصر

صَد مَدد دارد ز شہرِ لامکاں
لامکان کے شہر سے سینکڑوں مدد پاتے ہیں

آبِ دانہ در قفس گر یافتہ ست
اگر پنجرے میں پانی اور دانہ موجود ہے

آں ز باغ و عرصہ در تافتہ ست
وہ باغ اور میدان سے رونما ہوا ہے

---

[1] رادؔ عقلمند۔ ہوا۔ خواہش، محبت۔ کُونِ اُستُرے یعنی ذلیل مقام۔ اُنس۔ مایوس۔ مَطار۔ اُڑنے کی جگہ، اُڑان۔

[2] جنیں۔ ماں کے پیٹ کا بچہ۔ پس پس۔ واپس۔ مَصدر نکلنے کی جگہ۔ مقر۔ قیام گاہ۔ گام۔ قدم۔ رحم۔ نامواقف مقام۔ چشمِ سوزن سوئی کے ناکے۔

[3] نامحرم۔ ناواقفِ راز۔ رطوبات۔ یعنی پیٹ کے بچے کی غذا جو رطوبتیں ہیں وہ ماں کی اُن غذاؤں سے حاصل ہوئی ہیں جو باہر سے اُسے حاصل ہوتی ہیں۔ لامکاں۔ عالمِ اسمار، عالمِ ملکوت۔

www.pdfbooksfree.pk

جانہائے[1] انبیاء بینند باغ — زیں قفص در وقتِ نقلان و فراغ

انبیاء کی جانیں باغ کو دیکھتی ہیں — اِس پنجرے سے، منتقل اور فارغ ہونیکے وقت

پس زجالینوس و عالم فارغند — ہمچو ماہ اندر فلکہا بازغ اند

اِس لئے وہ جالینوس اور دنیا سے بے نیاز ہیں — وہ چاند کی طرح آسمانوں پر روشن ہیں

ور زجالینوس ایں گفت افریست — پس جوابم بہرِ جالینوس نیست

اگر یہ بات جالینوس پر بہتان ہے — تو میرا جواب جالینوس کے لئے نہیں ہے

ایں جواب آنکس آمد کایں بگفت — کہ نبود شش دلے بانورِ جفت

(پھر) یہ اُس کیلئے جواب ہے جس نے یہ کہا ہے — کیونکہ اُس کا دل نور کا ساتھی نہیں ہے

مرغِ[2] جانش موش شد سوراخ جو — چوں شنید از گربگاں اُو عرِّ جُوا

اُسکی جان کا پرند سوراخ ڈھونڈنے والا چوہا بن گیا — جب اُس نے بلیوں سے "گھیر لو" سُنا

زاں سبب جانش وطن دید و قرار — اندریں سوراخِ دنیا موش وار

اِسی لئے اُس کی جان نے وطن اور ٹھکانا دیکھا — چوہے کی طرح اِس دنیا کے سوراخ میں

ہمدریں سوراخ بنّائی گرفت — در خورِ سوراخ دانائی گرفت

اِسی سوراخ میں اُس نے تعمیر سازی کی — سوراخ کے مناسب عقل اختیار کی

پیشہائے کہ مر اُورا در مزید — اندریں سوراخ کار آید گزید

وہ پیشے جو اُس کے لئے اضافے میں — اِس سوراخ میں کام آئیں اُس نے اختیار کئے

زانکہ دل برکند از بیروں شدن — بستہ شد راہِ رہیدن از بدن

کیونکہ اُس نے باہر نکلنے سے دل پھیر لیا — (اور) بدن سے نجات کا راستہ بند ہو گیا ہے

عنکبوت[3] ار طبعِ عنقا داشتے — از لُعابے خیمہ کے افراشتے

مکڑی، اگر عنقا کا مزاج رکھتی — لُعاب سے خیمہ کب بلند کرتی؟

گربہ کردہ چنگِ خود اندر قفص — نامِ چنگش صرع و سرسام و مغص

بلّی نے اپنا پنجہ پنجرے میں ڈالدیا — اُس کے پنجہ کا نام مرگی، سرسام اور پیچش ہے

حصبہ و قولنج و مالیخولیا — سکتہ و سُدّہ و جُذام و ماشرا

چیچک، اور قولنج، اور مالیخولیا — سکتہ اور سُدّہ، اور کوڑھ، اور مُنھ کا ورم ہے

آنتوں کا درد جو سُدّہ بیٹھ جانے سے ہوتا ہے۔ مالیخولیا۔ دیوانگی کی ایک قسم ہے۔ سکتہ۔ دماغی مرض ہے جس میں مریض بالکل مُردے کی طرح ہو جاتا ہے۔ سُدّہ۔ آنتوں میں کسی چیز کا جم جانا۔ جُذام۔ کوڑھ۔ ماشرا۔ چہرے کا ورم جو خون کے جوش کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔

[1] جانہائے۔ انبیاء اور اولیاء دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے باغات کی سیر کر لیتے ہیں تو وہ جالینوس کی خواہش اور عالم سے بے نیاز اور فارغ البال ہیں۔ آخر کے یعنی جو بات میں نے جالینوس کی نقل کی ہے اگر وہ جھوٹ ہے تو میرا یہ کلام جالینوس کے لئے نہیں ہے بلکہ اُس کے لئے ہے جو اِس عقیدے کا ہے اور اُس کا دل نور سے منور نہیں ہے۔

[2] مرغِ جانش۔ جسکے دل میں نور نہیں ہے وہ ایسا چوہا ہے جس نے بلیوں کی آواز سُن لی ہو اور بھٹ کی جستجو کرے۔ زاں۔ اِسی لئے وہ اِس دنیا کو پسند کرتا ہے جو چوہے کے بھٹ کی طرح ہے۔ ہمدریں۔ وہ اِس دنیا میں دنیا کے ہُنر سیکھنے پر اور دنیا کو سنوارنے پر اکتفا کرتا ہے۔ پیشہائے۔ وہ وہی پیشے اختیار کرتا ہے جو اِس کی دنیا بنائیں۔ زانکہ۔ چونکہ اُس کو عالمِ آخرت کی طرف رغبت نہیں ہے۔

[3] عنکبوت۔ اُس کی مثال مکڑی کی سی ہے جو اپنے لئے ایک کمزور جالا بُنتی ہے۔ گربہ۔ موت اپنے پنجے بصورتِ امراض اُس سے وابستہ کرتی ہے۔ صرع۔ مرگی۔ سرسام۔ وہ مرض ہے جس میں دماغ پر ورم آجاتا ہے اور مریض بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ مغص۔ پیچش۔ حصبہ۔ کھسرا۔ قولنج۔

www.pdfbooksfree.pk

گر بہ مرگ ست و مرض چنگالِ او
موت بلی ہے، اور مرض اُس کا پنجہ ہے

میزند بر مرغ و پَر و بالِ او
جو وہ پرند اور اُس کے بال و پر پر چلاتی ہے

گوشہ گوشہ می دود سوئے دوا
وہ دوا کی جانب اِدھر اُدھر دوڑتا ہے

مرگ چوں قاضی و رنجوری گوا
موت قاضی کی طرح ہے اور مرض گواہ ہے

چوں پیادہ قاضی آمد ایں گوا
یہ گواہ قاضی کے پیادے کی طرح آیا ہے

کہ ہمی خواند ترا تا حکم گاہ
کہ وہ تجھے عدالت میں بُلاتا ہے

مُہلتے خواہی تو از وے در گریز
گر پذیرد شد وگرنہ گفت خیز
تو بچاؤ کے لئے اس سے مُہلت مانگتا ہے
اگر اُسنے مان لیا تو وہ مہلت ملی ورنہ وہ کہیگا اُٹھ جا

جُستنِ مُہلت دوا و چارہا
کہ زنی بر خرقۂ تن پارہا
مُہلت طلب کرنا، دوا اور تدبیریں ہیں
تاکہ تو جسم کے چیتھڑوں کو پیوند لگائے

عاقبت[1] آید صباحے خشم وار
چند باشد مُہلت آخر شرم دار
بالآخر وہ کسی صبح کو غضبناک ہوکر آئیگا
آخر مُہلت کتنی ہوگی، شرم کر

عُذر خود از شہ بخواہ اے پُر حسد
پیش از انکہ آنچناں روزے رسد
اے حاسد! بادشاہ سے عُذر خواہی کرلے
اِس سے قبل کہ ایسا دن آئے

وانکہ در ظلمت براند بارگی
برکند زاں نورِ دل یکبارگی
اور جو اندھیرے میں گھوڑا دوڑاتا ہے
اُس نُور سے یک لخت دل کو ہٹاتا ہے

میگریزد از گواہ و مقصدش
کاں گوا سوئے قضا میخواندش
وہ گواہ اور اُس کے مقصد سے بھاگتا ہے
کیونکہ وہ گواہ اُس کو موت کی طرف بُلاتا ہے

ناگہاں[3] گیرند او را خوار و زار
کش کشاں تا پیشِ قاضی شرمسار
اسکو ذلیل اور عاجز (بنا کر) اچانک پکڑینگے
شرمندگی کی حالت میں اسکو قاضی کے سامنے کھینچ

زیں گذر کُن جانب آں شخص راں
کو بمسجد آمد آں شب میہماں
اِس کو چھوڑ اُس شخص کی جانب چل
جو اُس رات کو مسجد میں مہمان بن کر آیا

ملامت کردنِ اہلِ مسجد مہمان را از شب خفتن دراں مسجد

مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر ملامت کرنا

قوم گفتندش مکن جلدی برو
تا نگردد جامہ و جانت گرو
لوگوں نے اس سے کہا بہادری نہ دکھا چلا جا
تاکہ تیری جان اور کپڑے گرو نہ ہوجائیں

---

[1] عاقبت۔ انجام کار مرض کا پیادہ آئیگا اور پھر وہ مہلت نہ دیگا۔ عذر خواہی مناسب ہے کہ اس دربار میں حاضری کے لئے قبل از وقت تیاری کرلی جائے۔ غلظت۔ یعنی خواہشات نفسانی کی ظلمت۔ تاریکی۔ گھوڑا۔ برکندہ۔ خواہشات کا انہماک نور خداوندی سے جدا کردیتا ہے۔ گواہ۔ یعنی مرض۔ مقصد ش۔ مرض کا مقصود موت ہے

[3] ناگہاں۔ لیکن موت سے فرار ممکن نہیں ہے۔ تا نگردد یعنی موت۔ زیں۔ اب دوبارہ اس مسجد کے مہمان کا قصہ شروع کرتے ہیں۔ جلدی۔ بہادری۔ گرو یعنی موت کے ہاتھوں گروی۔

www.pdfbooksfree.pk

آں[۵۱] ز دُور آساں نماید بہ نگر
وہ دُور سے آسان نظر آتا ہے، اچھی طرح دیکھ لے

کہ بآخر سخت باشد رہگذر
کہ انجامِ کار، راستہ دُشوار ہوگا

بس کساں کاو بخت خود را از نخست
بہت سے انسان ہیں جنھوں نے شروع میں اپنے آپکو دھوکا دیا

وقتِ پیچا پیچ دستاویز جست
پیچیدگی کے وقت سہارا ڈھونڈا

پیشتر از واقعہ آساں بود
واقعہ سے پہلے آسان ہوتا ہے

در دلِ مردم خیالِ نیک و بد
انسانوں کے دل میں اچھے بُرے کا خیال

چوں در آید اندرونِ کارزار
جب میدانِ جنگ میں آجاتا ہے

آں زماں گردد بر آں کس کارزار
اُس وقت اُس شخص پر کام دُشوار ہو جاتا ہے

چوں نہ شیری ہیں مَنہ تو پائے پیش
جبکہ تو شیر نہیں ہے خبردار! آگے قدم نہ رکھ

کاں اجل گرگست و جانِ تُست میش
کیونکہ موت بھیڑیا ہے اور تیری جان بھیڑ ہے

در زا[۵۲] بدالی و میشت شیر شُد
اگر تو ابدال میں سے ہے اور تیری بھیڑ شیر ہو گئی ہے

ایمن آ کہ مرگِ تو سر زیر شد
مطمئن ہو کر آ، کیونکہ تیری موت سرنگوں ہو گئی ہے

کیست اَبدال آنکہ او مُبدل شود
ابدال کون ہے؟ وہ جو تبدیل ہو جائے

خمرَش از تبدیلِ یزداں خل شود
اللہ (تعالےٰ) کے تبدیل کرنے سے اسکی شراب سرکہ ہو جاتی ہے

لیک مستِ شیر گیری وز گماں
لیکن تو نیم مست ہے، اور گمان سے

شیر پنداری تو خود را ہیں مَراں
اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے، خبردار! آگے نہ بڑھ

گفت حق زاہلِ نفاقِ ناسدید
اللہ (تعالےٰ) نے گمراہ منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے

بأسُہُم مابینہُم بأسٌ شدید
اُن کی بہادری آپس میں سخت بہادری ہے

درمیانِ ہمدگر مردانہ اند
ایک دوسرے کے لئے بہادر ہیں

در غزا چوں عورتانِ خانہ اند
جہاد میں گھر کی عورتوں کی طرح ہیں

گفت[۵۳] پیغمبر سپہدارِ غیوب
غیب کے سپہ سالار پیغمبر نے فرمایا

لا تشجاعۃ یافتیٰ قبل الحروب
اے نوجوان! لڑائیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے

وقتِ لاف غزو مستاں کف زنند
جہاد کی شیخی بگھارتے وقت مستوں کیطرح سینہ ٹھوکتے

وقتِ جوش و جنگ چوں کف می فشند
جوش اور جنگ کے وقت جھاگ کیطرح گر پڑتے ہیں

وقتِ ذکرِ غزو شمشیرش دراز
جہاد کے ذکر کے وقت اُس کی تلوار دراز ہے

وقتِ کرّ و فر تیغش چوں پیاز
کرّ و فر کے وقت اُس کی تلوار پیاز کی طرح ہے

---

۵۱ آں۔ یعنی مسجد کا سونا۔ بس کساں۔ ناتجربہ کار مصیبت میں پھنس کر بچنے کی تدبیر کرتا ہے جو دشوار ہوتی ہے۔ بیشتر۔ مصیبت کے آنے سے پہلے اچھا تدبر اسوچا جاسکتا ہے۔ چوں۔ ناتجربہ کار مصیبت میں پھنس کر پریشان ہوتا ہے۔ چوں نہ شیری۔ موت بھیڑیا ہے اگر تو شیر ہے تو اُس کا مقابلہ کرسکتا ہے اگر تو بھیڑ ہے تو وہ پھاڑ کھائیگا۔

۵۲ در زا بدال۔ اولیاء اللہ، موت سے خائف نہیں ہوتے ہیں۔ ابدال۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کی بُری صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ خمر۔ یعنی بُری صفات۔ خل۔ سرکہ یعنی اچھی صفات۔ مست شیر گیر۔ وہ مست جس کا نشہ ادھورا ہو۔ باسُہم۔ قرآن پاک میں منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے باسُہم بینہم شدید تحسبہم جمیعاً و قلوبہم شتّی "آپس میں اُن میں بڑی دھاک ہے تو اُن کو اکٹھا سمجھتا ہے اور اُن کے دل متفرق ہیں"۔ غزا۔ جنگ، جہاد۔

۵۳ گفت۔ یہ حدیث کتابوں میں منقول نہیں ہے۔ لاشجاعۃ۔ شجاعت کا پتہ میدانِ جنگ میں چلتا ہے۔ کف زنند یعنی سینہ ٹھونک کر بہادری جتاتے ہیں۔ کف۔ جھاگ دوسرے معنوں میں کرّ۔ آگے بڑھ کر حملہ کرنا۔ فرّ۔ پیچھے ہٹ کر حملہ کرنا۔ چوں پیاز۔ یعنی نرم۔

www.pdfbooksfree.pk

وقتِ اندیشہ دلِ اُو غرّہ جُو
خیال کے وقت اُس کا دل جگجو ہے

پس[۵۱] بیک سوزن تہی شد خیک اُو
پھر ایک سوئیں سے اُس کی مشک خالی ہوگئی

من عجب دارم زجُویائے صفا
مجھے صفائی کے (اُس) طالب پر تعجب ہے

کُو رمد در وقتِ صیقل از جفا
جو صیقل کے وقت تکلیف سے بھاگ جائے

عشق چوں دعویٰ جفا دید گواہ
عشق دعویٰ ہے، تکلیف برداشت کرنا گواہ ہے

چوں گواہت نیست شد دعویٰ تباہ
جب تیرے پاس گواہ نہیں ہے تو دعویٰ برباد ہے

چوں گواہت خواہد ایں قاضیِ مزاج
جب یہ قاضی گواہ مانگے تو رنجیدہ نہ ہو

بوسہ دہ بر مار تا یابی تو گنج
سانپ کو چوم لے تاکہ تو خزانہ پائے

آں جفا با تو نباشد اے پسر
اے صاحبزادے! وہ سختی تجھ پر نہیں ہے

بلکہ با وصفِ بدی اندر تو در
بلکہ اُس بُری صفت پر ہے جو تیرے اندر ہے

بر نمد[۵۲] چوبے کہ آں را مرد زد
اُس شخص نے نمدے پر جو لکڑی ماری

بر نمد آں را نزد بر گرد زد
وہ نمدے پر نہیں ماری، گرد پر ماری ہے

گر بزد مر اسپ را آں کینہ کش
اگر سزا دینے والے نے گھوڑے کو مارا

آں نزد بر اسپ زد بر سُکسُکش
اُسنے گھوڑے کو نہیں مارا اُسکی سُست رفتاری کو

تا زسُکسُک وارہد خوش پے شود
تاکہ وہ سُست رفتاری سے نجات پاکر خوش رفتار ہوجائے

شیرہ را زنداں کُنی تا مے شود
تو شیرہ کو قید کرتا ہے تاکہ شراب بنجائے

آں یکے میزد یتیمے را بقہر
ایک شخص غصہ سے ایک یتیم کو مارتا تھا

قند بُود آں لیک بنمودہ چو زہر
وہ شکر تھا لیکن زہر جیسا نظر آتا تھا

دید مردے آنچنانش زار زار
ایک شخص نے اُس کو ایسا زار زار روتا ہوا دیکھا

آمد و بگرفت زودش در کنار
کہ وہ آیا اور فوراً اُس کو بغل میں لے لیا

گفت[۵۳] چندانش آں یتیمک را زدی
اُس نے کہا تو نے اِس یتیم بچے کو اتنا مارا

چوں نترسیدی زقہرِ ایزدی
تو خدا کے قہر سے کیوں نہ ڈرا؟

گفت اُورا کے زدم جانِ دوست
اُسنے کہا اے پیارے! میں نے اُسکو کب مارا؟

من بر اں دیوے زدم کُو اندر اوست
میں نے اُس شیطان کو مارا ہے جو اُسکے اندر ہے

مادر ار گوید ترا مرگِ تو باد
اگر تجھے ماں کہے، خدا کرے تو مرے

مرگِ آں خُو خواہد و مرگِ فساد
تو وہ عادت کی موت اور فساد کی موت چاہتی ہے

---

۵۱ پس۔ پھونک بھری ہوئی مشک میں ایک سوئیں چبھو دی جائے تو ہوا خارج ہو جاتی ہے یعنی ادنیٰ تکلیف کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔

۵۲ من عجب۔ جو شخص صفاءِ قلب چاہتا ہے اُس کیلئے مجاہدے ضروری ہیں۔ عشق۔ خدا سے عشق و محبت ایک دعویٰ ہے اور مجاہدہ اُس کا گواہ ہے، دعویٰ بغیر گواہ کے ناقابلِ اعتبار ہے۔ بوسہ۔ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے اُس کو مانوس کرکے خزانہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ آں جفا۔ مجاہدے کی جفا در اصل اُس برائی پر ہے جس کے ازالہ کے لئے مجاہدہ کرایا جاتا ہے۔

۵۲ بر نمد۔ محسوسات میں اِس کی مثال یہ ہے کہ کمبل جھاڑنے کے لئے اُسپر لکڑی ماری جاتی ہے تو وہ دراصل کمبل پر نہیں بلکہ گرد پر ماری جاتی ہے۔ گر بزد۔ سست گھوڑے پر ہنٹر مارا جاتا ہے تو دراصل اُس کی سستی پر مارا جاتا ہے۔ سُکسُک۔ سست رفتاری۔ شیرہ۔ انگور کے شیرہ کو مشکے میں اِسی لئے بند کیا جاتا ہے کہ اُس سے شراب بنے۔ آں یکے۔ اُستاد بچہ کو مارتا ہے تو بظاہر ظلم ہے حقیقتاً اُس میں اُسکی اصلاح اور بھلائی ہے۔

۵۳ گفت۔ اُس شخص نے اُستاد کو ڈانٹا تو اُستاد نے یہی کہا کہ مقصد اِس بچہ کو مارنا نہیں ہے بلکہ اُس شیطان کو مارنا ہے جو اُسمیں گھسا بیٹھا ہے۔ مادر۔

www.pdfbooksfree.pk

آں[1] گروہے کز ادب بگریختند
وہ لوگ جو ادب (حاصل کرنے) سے بھاگے

آبِ مردی و آبِ مرداں ریختند
انھوں نے انسانیت اور انسانوں کی آبرو ریزی کی

عاذلاں شاں از وغا واراندند
ملامت کرنیوالوں نے انھیں جنگ سے باز رکھا

تا چنیں چیز و مخنّث ماندند
یہاں تک کہ وہ ایسے نامرد اور مخنث رہ گئے

لاف و غرّہ ژاژ خارا کم شنو
بکواس کرنیوالے کی شیخی اور گھمنڈ کو نہ سن

با چنیہا در صف ہیجا مرو
ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کی صف میں نہ جا

زانکہ زادُوکُم خبالاً گفت حق[2]
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں زیادہ خرابیاں ڈالیں گے

کز رفاقِ سُست برگرداں ورق
تاکہ تو سست ساتھیوں سے ورق پلٹ دے

کہ گر ایشاں با شما ہمرہ شوند
کیونکہ وہ اگر تمہارے ساتھ ہوں گے

غازیاں بیمغز ہمچوں کہ شوند
غازی، تنکے کی طرح بیکار ہو جائیں گے

خویشتن[3] را با شما ہم صف کنند
وہ اپنے آپ کو تمہارے ساتھ ہم صف کریں گے

پس گریزند و دلِ صف بشکنند
پھر بھاگیں گے، اور صف کا دل توڑ دینگے

پس سپاہے اندکے بے ایں نفر
تو تھوڑے سپاہی اس جماعت کے بغیر

بہ کہ با اہلِ نفاق آید حشر
بہتر ہیں بہ نسبت اسکے کہ منافقوں کیساتھ اجتماع ہو

ہست بادام کم خوش یختہ
خوش (ذائقہ) تھوڑے بادام چنے ہوئے

بہ ز بسیارے بتلخ آمیختہ
بہت سے کڑوے ملے ہوؤں سے بہتر ہیں

تلخ و شیریں گرچہ صورت یک شدند[4]
کڑوا اور میٹھا اگرچہ بظاہر ایک چیز ہیں

نقص ازاں اُفتاد کہ ہمدل نے اند
خرابی اس وجہ سے واقع ہوئی کہ وہ باطن میں یکساں نہیں ہیں

گبر[5] ترساں دل بود کو از گماں
کافر خوفزدہ دل والا ہوتا ہے، کیونکہ وہ گمان

می زید در شک زحالِ آنجہاں
جی رہا ہے اُس جہان کے حال کے شک میں

میرود در رہ نداند منزلے
وہ راستہ چلتا ہے منزل کو نہیں جانتا ہے

گام ترساں می نہد اعمیٰ دلے
اندھے دل والا ڈرتے ہوئے قدم رکھتا ہے

چوں نداند رہ مسافر چوں رود
جب مسافر نہیں جانتا ہے وہ کیسے راستہ چلے؟

با تردّد با دل پُرخوں رود
مشکوک اور پُرخون دل کے ساتھ چلتا ہے

---

[1] آں گروہ ہے۔ جو لوگ مجاہدات کی سختی سے بھاگتے ہیں وہ انسانیت کو تباہ کرتے ہیں۔ عاذلاں۔ ان منافقوں کو ان کے دوستوں نے جہاد میں شریک ہونے سے روکا تو یہ لوگ نامرد بن کر رہ گئے آئندہ اشعار میں مولانا ان لوگوں کی مصاحبت اور ہمراہی سے روکتے ہیں۔ غرّہ۔ گھمنڈ۔ [2] زَادُوکُمْ خَبَالًا اللہ پاک نے ان منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ لَوْ خَرَجُوا فِیکُمْ مَا زَادُوکُمْ اِلَّا خَبَالًا "اگر وہ تم میں مل کر نکلتے تو زیادہ خرابیاں ڈالتے" رفاق رفیق کی جمع ہے سفر کا ساتھی۔ گرداں ورق۔ یعنی اُن کی بات ہی نہ کرو اُن سے قطع نظر کرو۔ غازیاں۔ یعنی اُنکی بزدلی مجاہدوں کو بھی ناکارہ بنا دیگی۔

[3] خویشتن۔ منافق جب صفوں میں سے بھاگیں گے بہادروں کے دل ٹوٹیں گے۔ پس۔ تھوڑے بہادر، بزدلوں کے مجمع سے بہتر ہیں۔ ہست۔ اگر چنے تھوڑے سے میٹھے بادام ہوں تو وہ زیادہ بادام سے جن میں تلخ بھی ہوں بہتر ہیں۔ نقص۔ کڑوے اور شیریں بادام اگرچہ صورت میں یکساں ہیں لیکن اُن کے باطن میں بہت فرق ہے یہی حال مومنوں اور منافقوں کا ہے۔

[5] گبر۔ چونکہ کافروں کو اگلی زندگی کے بارے میں شکوک و شبہات ہیں اسلئے اُن کے دل ہمیشہ خوفزدہ رہتے ہیں۔ میرود۔ چونکہ یہ آخرت کے بارے میں اندھے ہیں لہٰذا آخرت کی راہ طے کرنے میں سست ہیں، اندھا ڈرتے ڈرتے قدم بڑھاتا ہے۔ چوں نداند۔ جو شخص راستہ سے ناواقف ہوتا ہے وہ تیزی سے منزل طے نہیں کر سکتا معمولی سے اندیشہ سے ٹھہر جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر کہ گوید ہائے ایں سُو راہ نیست
جو کوئی کہہ دے ہائے اِس طرف راستہ نہیں ہے

اُو کُند از بیم آنجا وقف و ایست
وہ اُسی جگہ خوف سے توقف اور ٹھکاؤ کر دیتا ہے

وَر بداند رہ دلِ باہوش اُو[51]
اگر اُس کا باہوش دل راستہ جانتا ہے

کے رَوَد ہر ہائے و ہو در گوشِ اُو
تو ہر ہائے و ہو اُس کے کان میں کہاں پہنچتی ہے؟

پس مَشو ہمراہ ایں اُشتر دلاں
تو اِن اونٹ کے دل والوں کا ہمراہی نہ بن

زانکہ وقتِ ضیق و بیم اند آفلاں
کیونکہ وہ تنگی اور خوف کے وقت غائب ہو جایا کرتے ہیں

پس گریزند و ترا تنہا ہلند
وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے تنہا چھوڑ دینگے

گرچہ اند رلاف سحرِ بابل اند
اگرچہ وہ شیخی مارنے میں بابل کا جادو ہیں

تو ز رَعنایاں مجو ہیں کارزار
خبردار! تو نازنینوں سے جنگ کی توقع نہ رکھ

تو ز طاؤساں مجو صید و شکار
تو موروں سے صید و شکار کا طالب نہ بن

طبعِ طاؤسیت وَسواست کُند
تیری مور والی طبیعت تیرے اندر وسوسے ڈالتی ہے

دم دہد از تا مقامت بر کند
وہ فریب دیتی ہے تاکہ تجھے (بلند) مقام سے ہٹا دے

گفتنِ[52] شیطان قریش را کہ بجنگ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آیید کم

فیطان کا قریش کو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کے لئے کہنا کہ آؤ میں مدد کرونگا

من پناہ کنم و قبیلۂ خود را بیاری خوانم و گریختن او در ملاقات صفین

اور اپنے قبیلہ کو مدد کے لئے بلاؤں گا اور دونوں صفوں کی مڈبھیڑ کے وقت اُس کا بھاگ جانا

ہمچو شیطاں کز وساوِس بر قریش
شیطان کی طرح جس نے قریش پر وسوسوں کے ذریعہ

دم دمید و گفت گرد آرید جیش
منتر پھونکا، اور کہا لشکر جمع کرلو

تا کہ در احمد ہزیمت افگنیم
تاکہ احمدؐ کی صفوں میں ہم شکست ڈالدیں

بیخ و بنیاد از زمینش برکنیم
زمین سے اُس کی بیخ و بنیاد اُکھاڑ دیں

چونکہ شیطاں در سپہ شد صد سکم
جب شیطان سپاہیوں میں ایکسو ایک داں بنگیا

خواند افسوں کانّی[53] جارٌ لکم
اُس نے منتر پڑھا کہ میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں

چوں سپہ گرد آمدند از گفت او
جب اُس کی بات سے سپاہی جمع ہو گئے

کرد با ایشاں بحیلت گفتگو
تو اُن سے چالاکی سے گفتگو کی

---

[51] وَر بداند۔ راہ سے واقف کسی کے شبہ ڈالنے سے سُست نہیں پڑتا ہے۔ پس مشو۔ لہٰذا اُن منافقوں کو شریکِ سفر نہ کرنا چاہیئے اُشتر دلاں۔ اونٹ ڈرپوک ہوتا ہے اُشتر دل آئل کی جمع ہے، غائب ہو جانے والا۔ سحرِ بابل۔ بابل کے جادو کی تاثیر سخت مانی جاتی ہے۔ رَعنا۔ نازک اندام طبعِ طاؤسیت۔ انسان کی طبیعت کی رنگینی انسان میں شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے اور اُس کو بلند مقام سے نیچے گرا دیتی ہے۔

[52] گفتن۔ جنگِ بدر کے موقع پر شیطان نے سُراقہ بخدی کی صورت میں ظاہر ہو کر ابوجہل وغیرہ کو ورغلایا تھا یعنی جنگِ بدر کے لئے لشکر جمع کرو۔ تصدیم یعنی سو پر ایک کا اضافہ افسوں۔ منتر۔

[53] جارٌ لکم۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَاِذْ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ۔
اور جب شیطان نے اُن کی حرکتوں کو اُن کو اچھا کر کے دکھایا اور کہا آج لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں

پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے آئیں تو وہ اُلٹے پاؤں چلتا بنا اور کہا مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

www.pdfbooksfree.pk

کہ بیارم من قبیلہ خویش را
کہ میں اپنے خاندان کو لے آؤں گا

تاکہ در ہیجا[1] بود پشت شما
تاکہ جنگ میں تمہاری طاقت ہو

من شما را عون و یار ہا کنم
میں تمہاری مدد اور اعانتیں کروں گا

تا سپاہِ دشمناں تاں بشکنم
تاکہ تمہارے دشمنوں کے لشکر کو شکست دیدوں

چوں قریش از گفت او حاضر شدند
قریش جب اس کی باتوں کی وجہ سے جمع ہو گئے

ہر دو لشکر در ملاقات آمدند
(اور) دونوں لشکروں میں مڈبھیڑ ہوئی

دید شیطاں از ملائک ایسپہے
شیطان نے فرشتوں کا ایک لشکر دیکھا

سوئے صفِ مومناں اندر رہے
مومنوں کی صف کی جانب (آتا ہوا) راستہ میں

آں جنودٌ لّم تروھا صف زدہ
اس لشکر نے "جس کو تم نے نہ دیکھا" صف بنائی

گشت جانِ او ز بیم آتشکدہ
اس کی جان خوف سے بھٹی بن گئی

پائے خود واپس کشیدہ میگرفت
اپنے پاؤں، واپس کھینچ کے روکتا تھا

کہ ہمی بینم سپاہے بس شگفت
کہ میں عجیب فوج دیکھ رہا ہوں

کہ اخاف اللہ مالی منہ عون
میں اللہ (تعالیٰ) سے ڈرتا ہوں میری اس کی جانب سے کوئی مدد نہیں ہے

اذھبوا انی اری مالا ترون
بھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو

گفت[2] حارث اے سراقہ شکل ہیں
حارث نے کہا، اے سراقہ کی شکل والے، ہائیں!

دی چرا تو می نگفتی اس چنیں
کل تو نے اس طرح کیوں نہ کہا؟

گفت ایں دم من ہمی بینم حرب
اس (شیطان) نے کہا اب میں جنگ دیکھ رہا ہوں

گفت می بینی جحاشیش عرب
اس (حارث) نے کہا تو عرب کے غریبوں کو دیکھ رہا ہے

می نہ بینی غیر ایں لیک اے توشنگ
اس کے علاوہ تو کچھ نہیں دیکھ رہا ہے، لیکن اے شوخ!

آں زمانِ لاف بود ایں وقتِ جنگ
وہ شیخی کا وقت تھا، یہ جنگ کا وقت ہے

دی ہمی گفتے کہ پابنداں[3] شدم
کل تو کہتا تھا کہ میں دمڑ دار ہوں

کہ بود تاں فتح و نصرت دمبدم
کہ تمہیں دم بدم فتح اور نصرت ہوگی

دی رئیس الجیش بودی اے لعیں
اے ملعون! کل تو لشکر کا سردار تھا

دیں زماں نامرد و ناچیز و مہیں
اب نامرد، اور ناچیز، اور ذلیل ہے

تا بخوردیم آں دم تو دو آمدیم
یہاں تک کہ ہم تیرا بھانسا کھا گئے اور ہم آگئے

تو بتوں رفتی و ما ہیزم شدیم
تو بھٹی میں گیا اور ہم ایندھن بن گئے

---

[1] ہیجا۔ جنگ۔ عون۔ مدد۔ جنگِ قریش۔ جنگِ بدر میں جب دونوں صفیں بالمقابل ہوئی تھیں تو یہاں بھی مسلمانوں کی مدد کے لئے ملائکہ کی جماعت نازل ہوئی تھی۔ جنودٌ لّم تروھا۔ قرآن پاک میں ہے۔ وانزل جنودًا لّم تروھا "اور اتارے ایسے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا" یہ آیت اگرچہ غزوۂ خندق کے سلسلہ میں ہے مولانا نے بطور اقتباس غزوۂ بدر کے بارے میں استعمال فرمایا ہے۔

[2] گفت حارث۔ شیطان نے حارث بن ہشام کو سراقہ کی شکل میں آکر بہکایا تھا۔ حرب۔ راء کے فتحہ سے سختی۔ جحاشیش۔ جحشوش کی جمع ہے گدا، فقیر۔ توشنگ۔ خبر پر شوخ۔

[3] پابنداں شدم۔ میں دمڑ دار ہوں۔ رئیس الجیش۔ لشکر کا سردار۔ تا بخوردیم۔ ہم تیرے مکر میں پھنس کر میدانِ بدر میں آگئے۔ توبتوں۔ بھٹی۔ حمام۔ ہیزم۔ ایندھن۔

www.pdfbooksfree.pk

چونکہ حارث با سُراقہ گفت ایں
جب حارث نے سُراقہ سے یہ بات کہی

از عتابش خشمگیں شد آں لعیں[1]
وہ ملعون اُس کے غصہ سے غضبناک ہو گیا

دستِ خود خشمیں ز دستِ او کشید
غصہ میں اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے کھینچ لیا

چوں ز گفتِ اُو شد در دل رسید
چونکہ اُس کی گفتگو سے اُس کو دل کا دَرد ہوا

سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت
شیطان نے اُسکے سینہ پر دو ہتڑ مارا اور بھاگ گیا

خونِ آں بیچارگاں زیں مکر ریخت
اِس مکاری سے اُن بیچاروں کا خون بہا دیا

چونکہ ویراں کرد چندیں عالمِ اُو
جب اُس نے اِتنی دنیا ویران کر دی

پس بگفت اِنّی بَرِیٓءٌ مِّنکُمْ
تو بولا میں تم سے بیگانہ ہوں

کوفت اندر سینہ و اَندا ختش
اُس کی چھاتی پیٹی اور اُس کو گرا دیا

پس گریزاں شد چو ہیبت تاختش
پھر بھاگ گیا جبکہ اُس پر ہیبت طاری ہوئی

نفس و شیطاں ہر دو یک تن بودہ اند
نفس اور شیطان دونوں ایک تھے

دَر دو صورت خویش را بنمودہ اند
اُنھوں نے دو صورتوں میں اپنے آپ کو دکھایا ہے

چوں[2] فرشتہ و عقل کایشاں یک بُدند
جیسے کہ فرشتہ اور عقل کہ وہ ایک تھے

بہرِ حکمتہاش دو صورت شدند
اُس اللہ کی حکمتوں کیوجہ سے دو صورت ہو گئے

دشمنے داری چنیں در سرِّ خویش
تو اپنے اندر ایسا دشمن رکھتا ہے

مانعِ عقل ست و حصمِ جان و کیش
جو عقل کیلئے مانع اور جان اور مذہب کا دشمن ہے

یک نفس حملہ کند چوں سُو سمار
وہ گوہ کی طرح ایک دم حملہ کرتا ہے

پس بسُوراخے گریزد در فرار
پھر بھاگتا ہوا سوراخ میں گھس جاتا ہے

در دلِ اُو سُوراخہا دارد کنوں
وہ اب اُس (انسان) کے دل میں بہت سے سوراخ بنائے ہوئے ہے

سر ز ہر سُوراخ می آرد بروں
(اور) ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے

نامِ[3] پنہاں گشتنِ دیو از نفوس
شیطان کا نام انسانوں سے چھپ جانے

واندراں سُوراخ رفتن شد خنوس
اور سوراخوں میں گھس جانے سے خنوس ہو گیا ہے

کہ خنوسش چوں خُنُوس قُنفُذ ست
اُس کا گھس جانا سیہی کے گھسنے کی طرح ہے

چوں سرِ قُنفُذ دُرا آمد شدست
سیہی کے سر کی طرح اُس کی آمد و رفت ہے

کہ خدا آں دیو را خنّاس خواند
اللہ (تعالیٰ) نے اُس شیطان کو خنّاس کہا ہے

کو سرِ آں خارپشتک را بماند
کیونکہ وہ سیہی کے سر کی مانند ہے

[1] لعین۔ یعنی شیطان جو بصورتِ سُراقہ تھا۔ خشمگیں۔ چونکہ۔ جب بدر میں اُن کو تباہ کر چکا تو پھر یہ کہنے لگا کہ میرا تمہارا کیا واسطہ ہے۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ نفس اور شیطان ایک ہی طاقت کے نام ہیں تو نفس کا دھوکا دینا شیطان ہی کا دھوکا دینا ہے۔

[2] چوں۔ فرشتہ اور عقل بھی دراصل ایک چیز ہے۔ نام علیحدہ علیحدہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کی وجہ سے اُن کو دو صورتوں میں نمودار فرمایا ہے۔ دشمنے۔ جس طرح ہم نے شیطان کی دشمنی کا قصہ سُنا یا ایسا ہی دشمن خود تیرے اندر تیرا نفس موجود ہے۔ یک نفس۔ وہ دشمن یکبارگی گوہ کی طرح حملہ کر کے بھٹ میں گھس جاتا ہے۔ در دل۔ انسان کے دل میں اُس کے رہنے کے بہت سے سوراخ ہیں۔

[3] نام پنہاں۔ چونکہ شیطان کا کام دھوکا دے کر گھس جانا اور چھپ جانا ہے، اسی لئے قرآن میں اُس کو خنّاس کہا گیا ہے جس کے معنی بہت چھپنے والا ہیں۔ قُنفُذ۔ سیہی جو بلی سے چھوٹا ایک جنگلی جانور ہے اُسکے بدن پر لمبے لمبے خار ہوتے ہیں خطرے کے وقت وہ اپنے خار کھڑے کر لیتا ہے اور اپنا مُنھ اندر کو گھسا لیتا ہے خارپشک۔ اسی قُنفُذ کو کہا جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

می نہاں گردد سر آں خار پشت
اُس سیہی کا سر چھپ جاتا ہے

دمبدم از بیم صیّادِ[1] درشت
فوراً سخت شکاری کے ڈر سے

تا چو فرصت یافت سر آرد بروں
جب اُس کے موقع پایا سر باہر نکالا

زیں چنیں مکرے شود مارش زبوں
ایسے مکر سے اُس سے سانپ مغلوب ہو جاتا ہے

گر نہ نفس از اندروں راہت زدے
اگر نفس اندر سے تیری راہزنی نہ کرتا

رہزناں را بر تو دستے کے بُدے
رہزنوں کو تجھ پر کب قابو ہوتا؟

زاں عوانِ مقتضی کہ شہوت ست
اُس تقاضہ کرنیوالے سپاہی کی وجہ سے جو کہ شہوت ہے

دل اسیرِ حرص و آز و آفت ست
دل حرص، اور لالچ اور مصیبت کا قیدی ہے

زاں عوانِ سرشدی دزدو تباہ
اِس پوشیدہ سپاہی کی وجہ سے تو چور اور تباہ بنا

تا عواناں را بقہر تست راہ
یہانتک کہ سپاہیوں کو تیرے اوپر ظلم کا موقع ملا

در خبر[2] بشنو تو ایں پندِ نکو
حدیث میں تو اِس نیک نصیحت کو سُن لے

بَیْنَ جَنْبَیْکُمْ لَکُمْ اَعْدَا عَدُوّ
(کہ) تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں میں ہے

طُمطراقِ ایں عدو مشنو گریز
اِس دشمن کی شان و شوکت (کی باتیں) نہ سُن بھاگ جا

کو چو ابلیس ست در لج و ستیز
کیونکہ وہ جھگڑے اور لڑائی میں شیطان کی طرح ہے

بر تو آواز بہرِ دنیا و نبرد
تجھ پر اُس نے دنیا اور دشمنی کی خاطر

آں عذابِ سرمدی را سہل کرد
اُس دائمی عذاب کو آسان کر دیا ہے

چہ[3] عجب گر مرگ را آساں کند
کیا تعجب ہے اگر وہ موت کو آسان کر دے

اُو ز سحر خویش صد چنداں کند
وہ اپنے جادو سے اِس سے سو گنا کر دیتا ہے

سحر کاہے را بصنعت کہ کند
جادو، کاریگری سے تنکے کو پہاڑ بنا دیتا ہے

باز کوہے را چو کاہے می تند
پھر پہاڑ کو تنکا جیسا کر دیتا ہے

زشتہا را نغز گرداند بفن
فریب سے برائیوں کو بھلا کر دیتا ہے

نغزہا را زشت گرداند بظن
بدگمانی سے بھلائیوں کو بُرا بنا دیتا ہے

آدمی را خر نماید ساعتے
ایک گھڑی میں آدمی کو گدھا بنا دیتا ہے

آدمی سازد خرے را از آیتے
فن سے، گدھے کو آدمی بنا دیتا ہے

انسان بھلائیوں کو بُرائی اور بُرائیوں کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے۔ آدمی۔ شیطان نیکوں کو بدنامیوں کو مغالطہ میں ڈال کر نیک ظاہر کر دیتا ہے۔

---

[1] صیّاد۔ شکاری۔ تاچو سیہی موقع پاکر حملہ کرتا ہے۔ اور ایسا مکر کرتا ہے کہ سانپ بھی اُس سے عاجز آجاتا ہے۔ گرنہ۔ انسانی بُری نفسانی خواہش کی وجہ سے ہی انسان پر بُرے لوگ غالب آجاتے ہیں۔ زاں عواں۔ انسان کے اندر جو سپاہی ہے جسکو شہوت کہا جاتا ہے وہ انسان کو بُرائیوں پر مجبور کرتا ہے وہ چوری کراتا ہے تب ہی بیرونی سپاہیوں کو اُس پر ظلم کرنے کا موقع ملتا ہے۔

[2] در خبر۔ حدیث شریف میں ہے، تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں کے بیچ میں ہے۔ طُمطراقِ نفس اور شیطان ایک ہی چیز ہیں انکی شان و شوکت پر توجہ نہ کر۔ دونوں بڑے جھگڑالو ہیں بچ تو۔ یہ دنیا کے لالچ میں پھنسا کر انسان کو ایسا گمراہ کرتے ہیں کہ وہ آخرت کا دائمی عذاب کو سہل سمجھنے لگتا ہے۔

[3] چہ عجب۔ اِس نفس سے یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے اُس کی ابدی موت کو آسان کر دے وہ اپنے جادو سے اِس طرح کے سینکڑوں کام کر جاتا ہو سحر۔ جادو تنکے کو پہاڑ اور پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اِسی طرح شیطان تھوڑی عبادت کو بہت زیادہ اور بہت سے گناہوں کو بہت تھوڑا کر کے دکھا دیتا ہے۔ زشتہا۔ شیطانی فریب میں

www.pdfbooksfree.pk

کارِ سحر اینست کو دم میزند
جادو کا یہ کام ہے کہ وہ پھونک مارتا ہے

ہر نفس قلبِ حقائق می کند
ہر وقت حقیقتوں کو تبدیل کر دیتا ہے

اینچنیں ساحر درونِ تست پست
ایسا جادوگر تیرے اندر پوشیدہ ہے

اِنَّ فِی الْوَسْوَاسِ سِحْرًا مُسْتَمِرّ
بیشک وسوسوں میں مستقل جادو ہے

اندراں عالم کہ ہست ایں سحرہا
جس دنیا میں یہ جادو ہیں

ساحراں ہستند جادوئے کُشا
(وہاں) جادو کا توڑ کرنے والے جادوگر بھی ہیں

اندراں صحرا کہ رُست ایں زہرِ تر
جس جنگل میں یہ تازہ زہر اُگا ہے

نیز روئیدست تریاق اے پسر
اے صاحبزادے! (وہاں) تریاق بھی اُگا ہے

گوید[1] تریاق از من بجو بپر
تریاق تجھ سے کہتا ہے مجھے ڈھال لے

کہ ز زہرم من بتو نزدیک تر
کیونکہ میں تجھ سے زہر سے زیادہ نزدیک ہوں

گفت او سحرست و ویرانیِ تو
اُس کی گفتگو جادو ہے اور تیری تباہی ہے

گفت او سحرست و دفعِ سحرِ او
میری باتیں جادو ہیں اور اُنکے جادو کا توڑ ہیں

گفت پیغمبر کہ اِنَّ فِی الْبَیَان
پیغمبرؐ نے فرمایا بے شک بیان میں

سحرا حق گفت آں خوش پہلواں
جادو ہے، اُس اچھے سردار نے صحیح فرمایا

لیک[3] سحرے دفعِ سحرِ ساحراں
لیکن وہ جادو جو جادوگروں کے جادو کا توڑ ہے

مایۂ تریاک باشد در جہاں
(اور) دنیا میں تریاق کا سرمایہ ہوتا ہے

آں بیانِ اولیاء و اصفیاست
وہ اولیاء اللہ اور برگزیدہ لوگوں کا بیان ہے

کز ہمہ اغراضِ نفسانی مجداست
جو تمام نفسانی غرضوں سے جدا ہے

حاصلِ آں کز زہرِ نفسِ دوں گریز
خلاصہ یہ ہے کہ کمینہ نفس کے زہر سے بھاگ

نوش کُن تریاقِ مُرشد چُست و تیز
چستی اور تیزی سے مرشد کا تریاق پی لے

ایں طلسمِ سحرِ نفس اندر شکن
نفس کے جادو کے اِس طلسم کو توڑ دے

سوئے گنجِ پیرِ کامل نقب زن
کامل شیخ کے خزانے کیطرف سوراخ کر لے

بس درازست ایں سوئے آغازراں
یہ بہت لمبی بات ہے، شروع کیطرف چل

جانبِ مہمان و مسجد بازراں
مہمان، اور مسجد کی طرف پھر چل

زیں گذر کُن باز تا مسجد بیا
اِس کو چھوڑ، پھر مسجد کی طرف آ

قصۂ مہماں بگو و آں ماجرا
مہمان کا قصہ، اور وہ سرگذشت بیان کر

---

[1] گوید۔ وہ اولیاء اللہ تجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ گفت۔ اور تجھ سے کہہ رہے ہیں کہ نفس کی باتیں جادو اور ویرانی ہیں ہماری باتیں نفس کے جادو کا توڑ ہیں۔ گفت۔ آنحضورؐ نے گفتگو کو جادو سے تعبیر فرمایا ہے۔

[3] لیک۔ بیان بھی جادو ہے لیکن اصل جادو وہ ہے جو جادوگروں کے جادو کا توڑ کر دیتا ہے اور وہی دراصل تریاق ہے۔ آں بیاں۔ یہ تریاق اولیاء اور بزرگانِ دین کا بیان ہے جو تمام نفسانی غرضوں سے پاک ہوتا ہے۔ گنجِ پیر یعنی مرشد کے باطنی علوم سے تعلق پیدا کرلے۔

www.pdfbooksfree.pk

مُکرر کردنِ عاذلاں پندرا بر اں مہمان مسجد مہماں کُش

مہمان کو مارڈالنے والی مسجد کے مہمان کو ملامت کرنے والوں کا مکرر نصیحت کرنا

ہیں مکُن جلدی[1] بروائے بوالکرم — مسجد و ما را مکُن زیں مُتہم

خبردار اے بھلے آدمی! بہادری نہ دکھا — ہمیں اور مسجد کو مُتہم نہ بنا

گر بگوید دشمنے از دشمنی — آتشے در ما زند فردا دنی

اگر دشمنی سے کوئی دشمن کہدے گا — تو کمینہ کل کو ہمیں (آگ میں) پھونک دے گا

کہ بتا سانید اُو را ظالمے — بر بہانہ مسجد اُو بُد سالمے

کہ اُس کا کسی ظالم نے گلا گھونٹا ہے — مسجد کے بہانے سے، وہ اچھا خاصہ تھا

تا بہانہ قتل بر مسجد نہد — چونکہ بدنام ست مسجد اُو جہد

تاکہ موت کا بہانہ مسجد پر رکھ دے — چونکہ مسجد بدنام ہے، وہ چھوٹ جائے گا

تہمتے بر ما منہ اے سخت جاں — کہ نہ ایم ایمن ز مکرِ دشمناں

اے جفاکش! ہم پر تہمت نہ رکھ — کیونکہ ہم دشمنوں کے مکر سے مطمئن نہیں ہیں

ہیں برو جلدی مکُن سودا پنیز — کہ نتاں[2] پیمود گردوں را بمگز

خبردار! بہادری نہ کر خیالی (پُلاؤ) نہ پکا — کیونکہ آسمان کو گز سے نہیں ناپا جا سکتا

چوں تو بسیاراں بلا فیدہ زنخت — ریش خود بر کند یک یک لختِ لختیت

تجھ جیسے بہت سوں نے نصیحت بھری کی شیخی ماری ہے — ہر ایک نے اپنی داڑھی کا ایک ایک بال نوچا ہے

ہیں برو کوتاہ کُن ایں قیل و قال — خویش و ما را در میفگن در وبال

خبردار! چلا جا اس بحث و مباحثہ کو مختصر کر — اپنے آپ کو اور ہمیں مصیبت میں نہ پھنسا

جوابِ گفتنِ مہماں ایشاں را و مثل آوردن بدفعِ حارسِ

مہمان کا اُن کو جواب دینا اور مثال دینا کھیتی کے رکھوالے کی

کشت ببانگِ دُف از کشتِ آں اُشترے را کہ کوسِ

ڈھول کی آواز سے اُس اونٹ کو کھیتی سے بھگانے کی جس کی پُشت پر

محمودی بر پشتِ اُو زدندے

(رکھ کر) محمودی نقارے کو بجاتے تھے

گفت اے یاراں ازاں دیواں نیم — کہ ز لاحولے ضعیف آید پیم

اُس نے کہا اے دوستو! میں اُن بھوتوں میں سے نہیں ہوں — کہ ایک لاحول سے میرا قدم کمزور پڑے

---

[1] جلدی: بہادری، بگوید یعنی قاضی کے یہاں شکایت کردے گا۔ دنی: کمینہ، تتاسانید: تاسانیدن، گلا گھوٹنا۔ یہ شعر اور اگلا شعر چغلخور کا مقولہ ہے۔

[2] کز: گز، جس طرح آسمان کی گزوں سے پیمائش کرنا بیہودہ خیال ہے اسی طرح تیرا مسجد میں سونے کا خیال بیہودہ ہے۔ چوں تو نصیحت کرنے والوں نے مہمان سے کہا کہ تجھ جیسے بہت سوں نے اپنی خوش نصیبی کی شیخی ماری ہے اور پھر شرمندہ ہوئے ہیں۔

[3] قیل و قال: بحث و مباحثہ۔ حارس: نگہبان، رکھوالا۔ کوسِ محمودی: یعنی سلطان محمود غزنوی کا نقارہ۔ پیم: پائے ام۔

www.pdfbooksfree.pk

کود کے کو حارسِ کشتے[1] بدے
ایک بچہ جو کھیتی کا رکھوالا تھا

طبلکے در دفع مرغاں می زدے
پرندوں کو اڑانے کے لئے ایک ڈھلی بجاتا تھا

تا رمیدے مرغ ازاں طبلک ز کشت
تاکہ پرند اس ڈھلی سے کھیتی سے اڑ جاتے

کشت از مرغانِ بد بیخوف گشت
کھیتی شریر پرندوں سے بے خوف ہو جاتی

چونکہ سلطاں شاہ محمودِ کریم
جب شاہ سلطان محمود کریم

برگذر زد آں طرف خیمہ عظیم
گذرا، وہاں اس نے بڑا خیمہ لگایا

با سپاہے ہمچو اِستارہ اثیر
ایسے لشکر کیساتھ جو آسمان کے ستاروں کیطرح تھا

اُنبُہ و فیروز صفدر مُلک گیر
گھنا اور کامیاب صفوں کو چاک کرنیوالا ملک کو فتح

اُشترے بُد کو بُدے حمّال کوس
ایک اونٹ تھا جو نقارہ اٹھانے والا تھا

بختی بُد پیشیر و ہمچوں خروس
آگے چلنے والا بختی (نسل کا) تھا مرغ کی طرح

بانگِ کوس و طبل بر روز و شب
رات دن نقارہ، اور ڈھول اس پر

می زدند اندر رجوع و در طلب
بجاتے تھے، روانگی اور واپسی پر

اندراں مزرع درآمد آں شتر
وہ اونٹ اس کھیت میں آ گیا

کودک آں طبلک بزد در حفظِ بر
کودک نے وہ ڈھلی بجائی

عاقلے[2] گفتش مزن طبلک کہ او
ایک عقلمند نے اس سے کہا ڈھلی نہ بجا کیونکہ وہ

بختیِ طبل ست و با آنست خو
نقارے کا اونٹ ہے اور اس کو اسکی عادت ہے

پیشِ او چہ بود تبورک تو طفل
اس کے سامنے تجھ لڑکے کی ڈھلی کیا ہے

کہ کشد او طبلِ سلطان بیست کفل
کیونکہ وہ بادشاہ کا بیس گنا نقارہ اٹھاتا ہے

عاشقم من کشتہ و قربانِ لا
میں عاشق ہوں اور لا کا مقتول اور قربان ہوں

جانِ من نوبتگہِ طبلِ بلا
میری جان مصیبت کے نقارہ کی نقار خانہ ہے

خود[3] تبورک ست ایں تہدیدہا
یہ ڈرا دے ڈھلی ہیں

پیشِ آنچہ دیدہ است ایں دیدہا
اس کے سامنے جو کچھ ان آنکھوں نے دیکھا ہے

اے حریفاں من ازانہا نیستم
اے دوستو! میں ان میں سے نہیں ہوں

کز خیالاتے دریں رہ بیستم
کہ خیالات کیوجہ سے اس راستے سے باز رہوں

من چو اسمٰعیلیانم بے حذر
میں اسماعیلیوں کی طرح نڈر ہوں

بل چو اسماعیلؑ آزادم ز سر
بلکہ (حضرت) اسماعیلؑ کی طرح سر سے بے نیاز ہوں

[1] کشت۔ کھیتی۔ طبلک۔ چھوٹا طبل، ڈھلی۔ اخیر۔ اجرام فلکیہ، آسمان۔ صفدر۔ صف شکن۔ بختی۔ اس نسل کا اونٹ جو بخت نصر نے عربی اونٹنی اور عجمی اونٹ سے بنائی تھی یہ سرخ رنگ کا عظیم الجثہ اونٹ ہوتا ہے۔ حمال۔ اٹھانے والا۔ مزرع۔ کھیت۔ بر۔ گیہوں۔

[2] عاقلے۔ ایک عقلمند نے بچے کو سمجھایا کہ اس اونٹ کے بھگانے کے لئے ڈھلی بجانا بیکار ہے۔ یہ نقارے کا اونٹ ہے اور نقارہ سننا اس کی عادت ہے۔ بتبورک۔ کھٹکھٹا جو باغ میں چڑیوں کو اڑانے کیلئے باندھا جاتا ہے۔ ڈھلی۔ کفل۔ حصہ۔ عاشقم۔ یہ عاشق کا مقولہ ہے۔ لا۔ یعنی عدم۔ نوبتگہ۔ نقار خانہ۔

[3] خود۔ یعنی تمہاری یہ دھمکیاں جو مسجد میں سونے پر مجھے دے رہے ہو ان مصائب کے مقابلہ میں جو میں جھیل چکا ہوں شاہی نقارہ کے مقابلہ میں ڈھلی جیسی ہیں۔ کز خیالاتے۔ مسجد کے سونے میں جو خیالات تم پیش کر رہے ہو۔ اسماعیلیاں۔ یعنی وہ عاشقانِ خدا جو راہِ خدا میں حضرت اسماعیلؑ کی طرح جان دینے سے دریغ نہ کریں۔

www.pdfbooksfree.pk

فارغم از طُمطراق[1] و از ریا
میں شان و شوکت اور دکھاوے سے خالی ہوں

قُل تعالَوا گفت جانم را بیا
اُس نے قُل تعالَوا (اے میری جان کیلئے کہا ہے کہ آجا

گفت پیغمبر کہ جاد فی السَّلَف
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اچھا کیا قرض

بِالعَطِیَّۃِ مَن یَتیقَّن بِالخَلَف
دینے میں جس نے اجر کا یقین کیا

ہر کہ بیند مر عطا را صد عوض
جو دینے میں سَو بدلے دیکھتا ہے

زُود در بازد عطا را زیں غرض
اس غرض سے دینے کی بازی جلد کھیلتا ہے

جملہ[2] در بازار زاں گشتند بند
تمام لوگ بازار میں اسی لئے پھنسے ہیں

تا چو سُود اُفتد مالِ خود دہند
تاکہ جب نفع ہو اپنا مال دیدیں

زر در انبانہا نشستہ منتظر
(ہر شخص) روپیہ تھیلیوں میں لئے منتظر بیٹھا ہے

تا کہ سُود آید ببذل آید مُصِر
خرچ کر دینے پر مُصر ہے تاکہ نفع آئے

چوں بہ بیند کالہٗ در رنج بیش
جب کسی سامان کو نفع میں بڑھا ہوا دیکھتا ہے

سَرد گردد عشقش از کالائے خویش
اپنے سامان سے اُس کا عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے

گرم زاں مانَدست با آں کو ندید
سرگرم اس لئے رہا ہے، کہ اُس نے نہیں دیکھا

کالہائے خویش را رنج و مزید
اپنے سامان کا نفع اور بڑھائے

ہمچنیں[3] علم و ہنرہائے و حِرَف
یہی حال علم اور ہنروں اور پیشوں کا ہے

چوں ندید افزوں ازانہا در سَرَف
جبکہ اُس نے فضیلت میں اُنسے زیادہ کچھ نہ دیکھا

تا بہ از جاں نیست جاں باشد عزیز
جبتک وہ جان سے زیادہ پیارے نہیں جان پیاری ہوتی ہے

چوں بہ آمد نامِ جاں شد چیز لیز
جب وہ بہتر ہوں، جان کا نام ناچیز ہو جاتا ہے

لُعبت مُردہ بوَد جاں طِفل را
مُردہ گڑیا بچے کی جان ہوتی ہے

تا نگشت اُو در بزرگی طِفل زا
جبتک کہ وہ بڑائی میں بچہ پیدا کرنیوالا نہ بنجائے

ایں تصوّر دیں تخیّل لُعبت ست
یہ تصور، اور یہ تخیل گڑیا ہے

تا تو طِفلی پس بدانت حاجت ست
جب تک تو بچہ ہے اُس کی تجھے ضرورت ہے

چوں ز طِفلی رَست جاں شد در وصال
جب جان بچپن سے نجات پا گئی واصل ہو گئی

فارغ از حِس ست و تصویر و خیال
حِس اور تصویر اور خیال سے فارغ ہو گئی

---

[1] طُمطراق۔ شان و شوکت
قُل تعالَوا۔ آپ کہدیجئے آجاؤ۔ یہ آیت قرآن میں کئی جگہ آئی ہے اور ہر جگہ آجاؤ کا خطاب مختلف لوگوں کے لئے ہے لیکن اِس عاشق نے اپنے لئے قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خطاب میری جان کے لئے ہے کہ تو آجا۔
جاد۔ انسان جو کچھ کسی غریب کو دیتا ہے بسا اوقات اُس کے دینے میں اُس کے پیشِ نظر صرف اِس غریب کی حاجت کو رفع کرنا ہوتا ہے اور بسا اوقات اُس کے پیشِ نظر یہ بھی ہوتا ہے کہ خدا مجھے اُس کا عوض اور بدلہ آخرت میں عطا فرمائیگا یہ دوسری صورت پہلی صورت سے بہتر ہے حدیث شریف میں ہے جَادَ بِالسَّلَفِ مَنْ یَتیقَّن بِالْخَلَف یعنی قرض دینے میں اُس شخص نے جود و کرم کیا جسنے آخرت کے اجر کا یقین کر کے قرض دیا۔ ہر کہ۔ جس شخص کو اجرِ اخروی پر یقین ہوتا ہے وہ بہت جلد عطا و بخشش کرتا ہے۔

[2] جملہ۔ دنیاوی کاروبار میں بھی نفع کیخاطر لوگ اپنا مال خرچ کرتے ہیں زر۔ تاجر تھیلی میں روپیہ بھرے ہوئے نفع کی خاطر خرچ کرنیکا منتظر رہتا ہے۔
چوں بہ بیند۔ کاروباری آدمی کو جب نفع نظر آتا ہے تو اپنا سرمایہ خرچ کرنے میں اُس کو کوئی تامل نہیں رہتا سے گرم۔ اپنا مال جمع کرنے میں اُسوقت تک

[3] ہمچنیں۔ علم و ہنر میں جب انسان کو شرافت نظر آتی ہے تو انسان جان پر کھیل کر اُسکو حاصل کرتا ہے۔ لیز۔ تابع ہے یعنی ہیچ۔ لُعبت۔ کھلونا، گڑیا۔ تا نگشت یعنی انسان جب اعلیٰ چیز سے بہتر ہوتا ہے تو ادنیٰ چیز پر اکتفا کر لیتا ہے طِفل زا۔ بچہ کو جننے والا۔ ایں تصور۔ یہ تصورات کی دنیا جبتک ہی پیاری ہے جبتک وصال حاصل نہیں ہوتا وصال کے بعد یہ چیزیں بے حقیقت ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

نیست[1] محرم تا بگویم بے نفاق — تن زدم واللہ اعلم بالوفاق

محرم نہیں ہے تاکہ بغیر التصنع کہہ دوں — میں خاموش ہو گیا اور خدا موافقت کرنے والوں کو زیادہ جانتا ہے

مال و تن برف اندریزانِ فنا — حق خریدارش کہ اللہ اشتری

مال اور جسم برف ہیں جو فنا سے پگھل رہے ہیں — اللہ (تعالیٰ) اُن کا خریدار ہے کیونکہ اللہ نے خرید لیا ہے

برفہا زاں از ثمن اولیستت — کہ توئی در شک یقینے نیستت

تیرے لئے برف، عوض سے زیادہ بہتر ہے — کیونکہ تو شک میں ہے، تجھے یقین نہیں ہے

وہم[2] عجب ظنے ست در تو اے مہیں — کہ نمی پرّد بہ بستانِ یقیں

اے ذلیل! تجھ میں یہ عجب ظن ہے — جو یقین کے باغ کی طرف پرواز نہیں کرتا ہے

ہر گماں تشنہ یقین ست اے پسر — می زند اندر ترائد بال و پر

اے بیٹا! ہر گمان یقین کا پیاسا ہے — جو بڑھاؤ کی طرف بال و پر پھڑپھڑاتا ہے

چوں رسد در علم پس برپا شود — مر یقیں را علم اُو پویا شود

جب وہ علم (کے درجہ) میں پہنچتا ہے قائم ہو جاتا ہے — اُس کا علم یقین کی طرف دوڑتا ہے

زانکہ ہست اندر طریقِ تفتتن[3] — علم کمتر از یقین و فوقِ ظن

چونکہ آزمائے ہوئے طریقے میں — علم یقین سے کم اور ظن سے اوپر ہے

علم جوئے یقیں باشد بداں — وان یقیں جوئے دیدست و عیاں

سمجھ لے، علم یقین کا طالب ہوتا ہے — اور یقین دید[4] اور مشاہدے کا طالب ہے

اندر[5] الھٰکم بجو ایں را کنوں — از پسِ کلّا پسِ لو تعلمون

(سورۂ) الھٰکم میں اِس کو تلاش کر لے — کلّا کے پیچھے، لو تعلمون کے پیچھے

می کشد دانش بہ بینش اے علیم — گر یقیں بودے بدیدندے جحیم

اے علم والے! علم مشاہدے کی طرف لے جاتا ہے — اگر انھیں یقین ہوتا تو وہ دوزخ کا مشاہدہ کر لیتے

دید زاید از یقیں بے امتہال — آنچناں کز ظن ہمی زاید خیال

مشاہدہ یقین سے بغیر توقف کے پیدا ہوتا ہے — جس طرح ظن سے، خیال پیدا ہوتا ہے

---

[1] نیست — یہ حقائق محرم ماورا ہی کی سمجھ میں آسکتے ہیں جس کا خاصان ہے۔ بوفاق۔ یعنی وہ لوگ جو میرے اِس بیان کے موافق ہوں۔ مال و تن یہ پھر اُس عاشق مہماں کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اللہ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے اُن کی جانیں خرید لی ہیں۔ برفہا یعنی انسان کو اپنی جان اور مال اُس وقت تک پیارا ہے جب تک اُس کو اُن کی اِس قسمت کا یقین نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائیگا۔

[2] وہم عجب حقیقی چیز کے بارے میں گمان ترقی کر کے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے لیکن بعض انسان صرف اُجرِ اُخروی کے بارے میں گمان کے درجہ پر رہتے ہیں اور اُن کو یقین کا درجہ حاصل نہیں ہوتا مثلاً دنیاوی اُمور میں ہر گمان ترقی کر کے یقین تک پہنچ جاتا ہے۔ چوں رسد۔ مولانا کی تحقیق کے مطابق ابتداءً کسی چیز کا ظن حاصل ہوتا ہے پھر وہ ترقی کر کے علم بنتا ہے پھر علم ترقی کر کے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ مصنفین آدمی کو علم کسی چیز کے وقوع اور لاوقوع میں سے کسی ایک جانب کو عقلاً ترجیح حاصل ہو جائے تو ظن کہا جاتا ہے، علم سے مراد وہ جازم اعتقاد ہے جو واقعہ کے مطابق ہو یقین اُس علم کو کہیں گے جس کے زوال کی کوئی راہ باقی نہ

[3] تفتتن — آزمائے ہوئے طریقے

[4] دید — عیاں مشاہدے کو کہا جاتا ہے تو ابتدائی درجہ ظن کا ہے پھر علم کا مرتبہ ہے اور اُس کے بعد یقین کا مرتبہ ہے۔ اور یقین کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے۔

[5] اندر الھٰکم۔ سورۂ تکاثر میں فرمایا گیا ہے کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ۔ تمھیں دھیان لوگے پھر تم ضرور دھیان لوگے اگر تم یقینی طور پر جان لوگے تو ضرور دوزخ کو دیکھ لوگے پھر تم عین الیقین سے اُس کو دیکھ لوگے۔ اِس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ شک اور ظن کے بعد علم کا درجہ آتا ہے اور علم کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور علم الیقین کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے از پسِ کلّا۔ یعنی کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ پسِ لو تعلمون۔ یعنی کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ

www.pdfbooksfree.pk

اندر الٰهٰکُم بیانِ ایں ببیں
(سورۂ) اَلْهٰكُمُ میں اِس کا بیان دیکھ لے

از گماں واز یقیں بالاترم
میں گمان، اور یقین سے بالاتر ہوں

چوں دہانم خورد از حلوائے او
جبکہ میرا منہ اُس کا حلوا کھا چکا ہے

پا نہم گستاخ چوں خانہ رَوم
میں جب گھر کو جاتا ہوں تو بے پروائی سے قدم رکھتا ہوں

آنچہ گل را گفت حق خندانش کرد
جو کچھ اللہ نے پھول سے کہا اور اسکو شگفتہ کر دیا

آنچہ زد بر سَرو[۵۲] و قدّش راست کرد
وہ جو سَرو پر نازل کی اور اُس کا قد سیدھا کر دیا

آنچہ نے را کرد شیریں جان و دل
وہ جس نے گنّے کی جان اور دل کو شیریں کر دیا

آنچہ ابرو را چناں طرّار ساخت
جس نے ابرو کو ایسا نوکیلا بنایا

مر زباں را داد صد افسونگری
جس نے زبان کو سَو جادو سکھائے

چوں در زرّاد خانہ باز شد
جب اسلحہ خانہ کا دروازہ کھلا

بر دلم[۵۳] زد تیر و سودائیش کرد
اُس نے میرے دل پر تیر مارا اسکو مجنون بنایا

عاشقِ آنم کہ ہر آن آنِ اوست
میں اُس کا عاشق ہوں کہ ہر لمحہ اُسکی ملکیت ہے

من نلافم در بلافم ہیچ آب
میں شیخی نہیں مارتا ہوں اور اگر مارتا ہوں تو پانی کی طرح

کہ شود علم الیقیں عین الیقیں[۵۱]
کہ علم الیقین، عین الیقین ہو جاتا ہے

وز ملامت بر نمیگردد سَرم
ملامت سے میرا سر نہیں پھرتا ہے

چشمِ روشن گشتم و بینائے او
میں روشن چشم اور اسکو دیکھنے والا بن گیا ہوں

پا نہ لرزانم نہ کورانہ رَوم
نہ پاؤں کو لرزاتا ہوں، نہ اندھا دھند چلتا ہوں

با دلِ من گفت صد چندانش کرد
میرے دل سے کہا اور اُس کو ستو گنا کر دیا

وانچہ از وے نرگس و نسرین بخورد
اور وہ جو اُس سے نرگس اور نسرین نے حاصل کی

وانچہ خاکی یافت زو نقش پرنگل
اور وہ جس سے خاکی نے چنگل کا نقش حاصل کر لیا

چہرہ را گلگونہ و گلنار ساخت
چہرے کو سُرخ اور گلنار بنایا

وانکہ کاں را داد زرِّ جعفری
جس نے کان کو جعفری سونا عطا کیا

غمزہائے چشم تیر انداز شد
آنکھ کے غمزے تیر انداز بنے

عاشقِ شکّر و شکر خائیش کرد
شکر اور شکر خوری کا عاشق کر دیا

عقل و جان جاندار یک مر جانِ اوست
عقل اور جان اُس کے لب سے جاندار ہے

نیست در آتش کشی ام اضطراب
آگ بجھانے میں مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے

---

۵۱ کہ شود یعنی لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ۔ بالاتر ہم۔ یعنی مشاہدے کا درجہ حاصل ہے۔ وز ملامت۔ اب کسی شبہ و شک سے اُس کا ازالہ نہیں ہو سکے گا جیسے دہم۔ جبکہ مجھے مشاہدہ حاصل ہو گیا ہے۔ پا نہم۔ جبکہ انسان کو اپنے مکان کے بارے میں علم مشاہدہ حاصل ہوتا ہے وہ کسی شک و شبہ کی بنیاد پر اُس میں داخل ہونے سے نہیں رُک سکتا۔ آنچہ۔ اللہ تعالیٰ کی جو تجلیات اِن چیزوں پر پڑی ہیں وہ مجھ پر پڑ چکی ہیں۔

۵۲ بر سرو۔ اب مجھ میں سرو کی سیدھائی اور نرگس کا سا مشاہدہ اور نسرین جیسی خوشبو پیدا ہو گئی ہے۔ نے۔ میرا دل گنّے کی طرح شیریں ہے۔ چنگل۔ ترکستان کا مشہور شہر ہے جس کے باشندوں کا حسن اور تیر اندازی مشہور تھی۔ طرّار۔ تیز زبان، گرہ کٹ۔ زرِّ جعفری۔ جعفر برمکی کے زمانے کا سونا خالص تھا۔ زرّاد خانہ۔ اسلحہ خانہ۔

۵۳ بر دلم۔ جبکہ مستقل تجلیات مجھ پر ہیں تو اب میں اُس کا عاشق ہوں۔ کہ ہر آن۔ تمام ملکیتیں اللہ کی ہیں اور ہر جان و عقل اُس کے ہونٹ کا طفیل ہے مر جان۔ مُونگا یہاں لب معشوق مُراد ہے۔ در بلافم۔ اگر میں شیخی بگھاروں تو وہ بھی واقعی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں[1] بدُزدم چوں حفیظِ اُو ست — چوں نباشم سخت رُو پشتِ من اُو ست

میں کیسے چرا سکتا ہوں جبکہ وہ خزانہ کا محافظ ہے — میں تکڑا کیوں نہ بنوں جبکہ وہ میری پشت (پناہ) ہے

ہر کہ از خورشید باشد پشت گرم — سخت رُو باشد نہ بیمد اُو را نہ شرم

جو سورج کی وجہ سے گرم کمر والا ہو — وہ ہیکڑ ہوگا، اُس کو نہ ڈر ہوگا نہ شرم

ہمچو رُوئے آفتابِ بیحذر — گشت رُویش خصمِ سوز و پردہ در

نڈر سورج کے چہرے کی طرح — اُسکا چہرہ دشمن کو جلانیوالا اور پردہ دری کرنیوالا ہوتا

ہر پیمبر سخت رُو بُد در جہاں — یک سوارہ کوفت بر جیشِ شہاں

دنیا میں ہر پیغمبر بہادر ہوا ہے — اُس نے بادشاہوں کے لشکروں کو تنہا شکست دی ہے

رُو نگرداند از ترس و غمے — یک تنہ تنہا بزد بر عالمے

اُس نے کسی غم اور ڈر سے منہ نہیں موڑا ہے — تنہا ایک جہان پر ٹوٹ پڑا ہے

سنگ باشد سخت رُو و چشم شوخ — اُو نترسد از جہانِ پُر کلوخ

پتھر سخت رُو اور نڈر ہوتا ہے — وہ ڈھیلوں بھرے جہان سے نہیں ڈرتا ہے

کاں کلوخ از خشت زن یک لخت شُد — سنگ از صُنعِ خدائی سخت شُد

ڈھیلا اینٹ بنانے والے سے جسم بنا ہے — پتھر خدائی کاریگری سے سخت ہوا ہے

گوسفنداں[2] گر بروں اند از حساب — زانبوہے شاں کے بترسد آنقصاب

بکریاں اگرچہ شمار سے باہر ہوں — قصائی اُن کی کثرت سے کب ڈرتا ہے؟

کُلکُم[3] رَاعٍ نبی چوں راعی ست — خلق مانندِ رَمہ اُو ساعی ست

تم سب ریوڑ ہو، نبی محمد بان کی طرح ہے — مخلوق ریوڑ اور وہ (اُنکی بھلائی کیلئے) کوشاں ہے

از رَمہ چوپاں نترسد در نبرد — لیک شاں حافظ بُود از گرم و سرد

مقابلے میں گڈریا ریوڑ سے نہیں ڈرتا ہے — ہاں وہ اچھے بُرے سے اُن کا نگہبان ہوتا ہے

گر زند[3] بانگے ز قہر اُو بر رَمہ — واں ز مہر ست آنکہ دارد بر ہمہ

اگر وہ غصے سے ریوڑ پر چیختا ہے — وہ اُس محبت کی وجہ سے ہے جو اُسکی سب پر ہے

ہر زماں گوید بگوشم بختِ نو — گر ترا غمگیں کُنم غمگیں مشو

نئی خوشی ہر وقت میرے کان میں کہتی ہے — اگر میں تجھے غمگین کروں، تو غمگین نہ بن

من ترا غمگین و گریاں زاں کُنم — تا کِت از چشمِ بداں پنہاں کُنم

میں تجھے غمگین اور رونے والا اسلئے بناتی ہوں — تاکہ تجھے بُروں کی نگاہ سے پوشیدہ کردوں

[1] چوں بدُزدم: جبکہ میں اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہے تو اب مجھ میں نہ خوف ہے نہ کسی کا ڈر ہے۔ ہر پیغمبر انبیاء کو چونکہ قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ نڈر ہر قسم کے شاہوں کے لشکروں پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ تمام انبیاء پتھر کی طرح ہیں اور مخالفین ڈھیلوں کی طرح ہیں۔ کلوخ۔ ڈھیلے کی سختی انسان کی... کاریگری ہے اور پتھر کی سختی خدا کی کاریگری ہے۔

[2] گوسفنداں۔ مخالفین... بکریاں ہیں اور انبیاء بمنزلہ قصاب کے۔ کلکم۔ نبی بمنزلہ چرواہے کے ہے جو بکریوں کی حفاظت کرتا ہے صرف سرکشی کے وقت وہ قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ یہی حال ہر فرقہ والے کا ہے۔ اگر بکریاں سرکشی کریں تو قصائی اُنسے خوف نہیں کھاتا ہے۔

[3] گر زند۔ اگر نبی قوم پر ناراض بھی ہوتا ہے تو اُس کا سبب قوم کی محبت ہوتی ہے۔ ہر زماں۔ یہاں سے مولانا نے پھر عاشق کا مقولہ شروع کیا ہے کہ مجھے اللہ بشارت دیتا ہے کہ غم سے غمگین نہ ہونا اسمیں تیرے مفاد مستتر ہیں۔ تاکت۔ تاکہ ترا۔

www.pdfbooksfree.pk

تلخ گردانم زِ غمہا خوئے تو
غموں کی وجہ سے میں تجھے بد مزاج بناتی ہوں

تا بگردد چشمِ بد از روئے تو
تاکہ نظرِ بد کو تیرے چہرے سے واپس کردوں

[1] نے تو صیادی نہ جویائے منی
کیا تو میرا شکاری اور میرا طالب نہیں ہے؟

بندہ و افگندۂ رائے منی
تو میرا بندہ اور میری رائے کا تابع نہیں ہے؟

حیلہ اندیشی کہ در من در رسی
تو تدبیر سوچتا ہے، کہ مجھ تک پہنچے

در فراق و جستنِ من بیکسی
تو میری جدائی اور جستجو میں بیکس ہے

چارہ می جوید پئے من دردِ تو
تیرا درد میرے وصل کی تدبیر تلاش کرتا ہے

می شنودم دوش آہِ سردِ تو
میں کل رات تیری ٹھنڈی آہ سن رہا تھا

من توانم ہم کہ بے ایں انتظار
میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ بغیر اس انتظار کے

رہ دہم بنمایمت راہِ گذار
راستہ دیدوں تجھے (آنے کا) راستہ دکھادوں

تا ازیں گردابِ دوراں وارہی
تاکہ تو زمانے کے اس بھنور سے نکل جائے

بر سرِ گنجِ وصالم پا نہی
میرے وصل کے خزانے پر قدم رکھدے

[2] لیک شیرینیٔ ولذاتِ مقر
لیکن منزل کی مٹھاس اور لذتیں

ہست بر اندازۂ رنجِ سفر
سفر کی تکلیف کے اندازے کے مطابق ہیں

ہر چہ آساں یافتی آساں دہی
تو جو آسانی سے پاتا ہے، آسانی سے دیدیتا ہو

درِ دِ مشکل یاب را بر جاں نہی
مشکل سے حاصل ہونیوالی چیز کا درد دل پر رکھتا ہے

آنگہ از شہر و ز خویشاں برخوری
اپنوں اور شہر سے تو اس وقت فائدہ اٹھائیگا

کز غریبی رنج و محنتہا بری
جبکہ مسافرت کی تکلیف اور مشقتیں اٹھائیگا

وز بلا ہا رُو مگرداں اے جواں
اے جوان! مصیبتوں سے منہ نہ موڑ

بشنو ایں تمثیل و قدرِ خود بداں
یہ مثال سن لے اور اپنا مرتبہ پہچان لے

[3] تمثیلِ گریختنِ مومن و تعجیل و بے صبری او در بلا با اضطراب

مصیبت میں مومن کے بھاگنے اور اس کی عجلت اور بے صبری کی مثال دینا چاہے

و بیقراریِ نخود و دیگر حوائج در جوشِ دیگ و بر دیگ بر دویدن

اور دوسری چیزوں کے دیگ کے جوش میں بے قراری کے ساتھ، اور دیگ کے اوپر کو بھاگنے

تا بیروں جہد و منع کردن کدبانو او را

کے ساتھ تاکہ وہ باہر کو نکل پڑے اور بی بی کے اسکو روکنے کیساتھ

[1] نے تو۔ عاشق کہتا ہے کہ خدا مجھ سے فرماتا ہے کہ جب تو میرا عاشق ہے تو تجھے میری مرضی پر راضی رہنا ہے جبکہ تو میرے وصال کی تدبیریں کرتا ہے اور وصال کے لئے تکلیف میں مبتلا ہو کر ٹھنڈی آہیں بھرتا ہے۔ من توانم۔ میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ تکلیف اٹھائے بغیر تجھے اپنا وصال عطا کردوں۔

[2] لیک۔ تجھے جو تکالیف پہنچ رہی ہیں وہ تیرے نفع کے لئے ہیں۔ سفر میں انسان زیادہ تھکتا ہے تو اقامت کی لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر چہ۔ جو مقصد بلا محنت حاصل ہوتا ہے اس کی انسان قدر نہیں کرتا۔ آنگہ۔ وطن اور عزیزوں کی لذت سفر کی تکلیفوں سے بڑھتی ہے۔ وز بلا ہا۔ لہٰذا وصل کے حاصل کرنے میں جس قدر زیادہ مصائب برداشت کریگا اسی قدر وصل کی لذت میں اضافہ ہوگا۔

[3] تمثیل۔ اس مثال سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ مصائب اور مجاہدات سے ہی تکمیل ہوتی ہے۔ کدبانو۔ گھر کی مالکہ۔

www.pdfbooksfree.pk

دَر نخود بنگر کہ اندر دیگ چُوں
چنے کو دیکھ کر، وہ دیگ میں کیسا

می جہد بالا چو شد ز آتش زبول[1]
اوپر کو اچھلتا ہے جب آگ سے عاجز آجاتا ہے

ہر زمانے می برآید وقتِ جوش
جوش کے وقت ہر وقت باہر کو نکلتا ہے

بر سرِ دیگ و برآرد صد خروش
دیگ پر، اور سینکڑوں چیخیں مارتا ہے

کہ چرا آتش بمن در می زنی
کہ تو کیوں مجھ میں آگ لگاتی ہے؟

چوں خریدی چوں نگونم میکنی
جبکہ تو نے مجھے خریدا ہے کیوں مجھے اوندھا کرتی ہے؟

می زند کفلیز کہ بانو کہ نے
بی بی کفگیر چلاتی ہے، کہ نہیں

خوش بجوش و بر مجہ ز آتش کنے
خوب جوش کھا اور آگ جلانے والے سے نہ بھاگ

زاں بجوشانم کہ مکروہِ منی
میں تجھے اسلئے جوش نہیں دے رہی ہوں کہ تو مجھے ناپسند ہے

بلکہ تا گیری تو ذوق و چاشنی
بلکہ (اسلئے) کہ تجھ میں ذائقہ اور لذت پیدا ہو جائے

تا غذا گردی بیامیزی بجاں
تاکہ تو غذا بنے، جان میں گھل مل جائے

بہرِ خواری نیستت ایں امتحاں
یہ آزمائش تیرے ذلیل کرنے کے لئے نہیں ہے

آب[2] می خوردی بہ بستاں سبز و تر
تو سبز و تر رہ کر باغ میں پانی پیتا تھا

بہرِ ایں آتش بدست آں آب خور
وہ پانی پینا اسی آگ کے لئے تھا

رحمتش سابق بدست از قہرِ زاں
اس کی رحمت قہر سے اسی لئے پہلے ہے

تا ز رحمت گردد اہلِ امتحاں
تاکہ رحمت کے ذریعہ وہ آزمائش کے قابل

رحمتش بر قہرِ زاں سابق شدست
اس کی رحمت اس کے قہر سے اسی لئے پہلے ہے

تا کہ سرمایہ وجود آید بدست
تاکہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آجائے

زانکہ بے لذت نروید لحم و پوست
کیونکہ گوشت و پوست بغیر لذت کے پیدا نہیں ہوتا ہے

چوں نروید چہ گداز د عشقِ دوست
جب وہ نہ پیدا ہوا ہو تو دوست کا عشق کس چیز کو پگھلائیگا

زاں[3] تقاضہ گر بیاید قہرہا
اگر اس (عشق کے) تقاضے سے مصیبتیں آئیں

تا کنی ایثار آں سرمایہ را
تاکہ تو اس سرمایہ کو قربان کر دے

باز لطف آید برائے عذرِ او
پھر اس کی عذر خواہی کے لئے مہربانی آتی ہے

کہ بکردی غسل و برجستی ز جو
کہ تو نے غسل کر لیا ہے اور تو نہر کو کود گیا ہے

بانخود گوید چریدی در بہار
وہ چنے سے کہتی ہے تو نے (موسم) بہار میں (خوب) چرا ہے

رنج، مہمانِ تو شد نیکو ش دار
رنج، تیرا مہمان بنا ہے اس کی دیکھ بھال کر

---

[1] زبوں۔ یعنی آگ کی گرمی سے عاجز ہو کر اچھلتا ہے۔ صد خروش۔ ہانڈی میں کھدبد کی آوازیں آتی ہیں۔ کہ چرا۔ گویا زبانِ حال سے مالک سے کہتا ہے کہ تو مجھے خرید کر لائی تھی اب تو مجھے ذلیل کر رہی ہے۔ کفلیز۔ کفگیر۔ آتش کن۔ آگ جلانے والا۔ زاں۔ یعنی میں تیرے بھلے کے لئے تجھے جوش دے رہی ہوں۔ تاکہ تجھے اس لئے جوش دے رہی ہوں کہ تو انسان کی غذا بنکر انسان کی جان بنجائے۔

[2] آب۔ یعنی تجھے اسی مقصد کے لئے اگایا گیا تھا۔ رحمتش۔ حدیثِ قدسی ہے۔ رحمتی سبقت غضبی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے تو رحمت غضب سے اسی لئے پہلے ہے کہ اس رحمت کی وجہ سے اس کی پرورش ہو کر وہ امتحان کے قابل بنجائے۔ تاکہ۔ رحمت ہی کے سبب انسان کے وجود کی تکمیل ہوتی ہے۔ تاکہ۔ رحمت کے ذریعہ جو گوشت و پوست بنا ہے اگر وہ نہ ہو تو عشق کس چیز کو گھلائیگا۔

[3] زاں۔ اگر عشق کی بنیاد پر انسان پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ ان مصائب میں ثابت قدم اور امتحان میں پورا اترتا ہے تو پھر خدا کی مہربانی اس سے عذر خواہی کرتی ہے اور اس کو قرب و وصال کی بشارت دیتی ہے۔ بانخود۔ گھر کی مالکہ چنے سے کہتی ہے کہ تو نے (موسم) بہار میں (خوب) چرا ہے

www.pdfbooksfree.pk

تاکہ[۵۱] مہماں باز گردد شکر ساز — پیشِ شہ گوید ز ایثارِ تو باز

تاکہ مہمان شکریہ ادا کرتا ہوا لوٹے — بادشاہ کے سامنے تیرے ایثار کو کھل کر بیان کرے

تا بجائے نعمتت مُنعِم رسد — جملہ نعمتہا بَرد بر تو حسد

تاکہ تیرے پاس نعمت کی بجائے نعمت دینے والا آجائے — (اور) تمام نعمتیں تجھ پر حسد کرنے لگیں

من خلیلم تو پسر پیشِ یِک — سر بنہ اِنّی اَرانی اَذبَحُک

میں خلیل (اللہ) ہوں تو فرزند ہے چھری کے سامنے — سر کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں

سر بہ پیشِ قہر نہ دل بر قرار — تا ببُرّم حلقت اسمٰعیل وار

اطمینانِ قلب کے ساتھ تکلیف کے سامنے سر رکھ دے — تاکہ اسماعیلؑ کی طرح میں تیرا گلا کاٹ دوں

سر ببُرّم لیک ایں سر آں سر است — کز بُریدہ گشتن و کشتن بَریست

میں سر کاٹ رہی ہوں لیکن یہ سر وہ سر ہے — جو کٹنے، اور مرنے سے بری ہے

لیک[۵۲] مقصودم ازاں تعلیمِ تست — اے مسلماں بایدت تسلیم جست

لیکن اس سے میرا مقصد تیری تعلیم ہے — اے مسلمان! تجھے سر رکھ دینا چاہیئے

اے نخودمی جوش اندر ابتلا — تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا

اے چنے! آزمائش میں جوش کھا — تاکہ تجھ میں اپنی ہستی اور خودی (باقی) نہ رہے

اندراں بُستاں اگر خندیدۂ — تو گُلِ بُستانِ جان و دیدۂ

اگر تو اُس باغ میں مسکرایا ہے — (اب) تو جان اور آنکھ کے باغ کا پھول ہے

گر[۵۳] جُدا از باغِ آب و گِل شدی — لُقمۂ گشتی و اندر اَحیا آمدی

اگر تو پانی اور مٹی کے باغ سے جُدا ہو گیا ہے — تو لقمہ بن گیا ہے، اور زندوں کے اندر آگیا ہے

شو غذا و قوتِ اندیشہا — شیر بُودی شیر شو در بیشہا

خیالات کی غذا اور روزی بن جا — تو دودھ تھا (اب) کھاروں کا خیر بن جا

از صفاتش رستہ و اللہ نخست — در صفاتش باز رو جالاک و چست

خدا کی قسم تو پہلے اُس کی صفات کے ذریعے سے اگا ہے — پھر تیری اور چستی سے انکی صفات کے اندر کود جا

زآبر و خورشید و زگردوں آمدی — پس شدی اوصاف و گردوں شدی

ابر اور سورج اور آسمان کے ذریعہ تو آیا ہے — پھر تو اوصاف میں داخل ہو گیا اور آسمان جیسا بالا ہو گیا

جان و دل کے باغ کا گل ہو جائیگا ——— [۵۳] گر جُدا۔ اب چنا ترقی کر کے نباتات سے حیوانات میں داخل ہو گیا کیونکہ وہ جزو حیوان بنگیا ہے۔ لقمہ۔ اب غذائے انسانی بنکر انسانی افکار کی غذا بنجا۔ شو غذا۔ چنا پک کر انسانی افکار کی غذا بنجاتا ہے۔ انسانی جزو ہو جانے کیوجہ سے اپنے وجود سے اعلیٰ وجود حاصل کر لیتا ہے۔ از صفاتش۔ چنا انسان کی صفات کی پیداوار تھا غذا بننے کے بعد وہ پھر انسانی صفات اختیار کر لیتا ہے۔ زآبر۔ نباتات کی پیداوار میں یہ تینوں چیزیں کام کرتی ہیں

---

[۵۱] تاکہ۔ رنج بھی اللہ کا بھیجا ہوا مہمان ہے اگر اُس کیساتھ ایثار و قربانی کی جائیگی تو وہ شاہ کے دربار میں جاکر تعریف کریگا تا بجائے۔ رنج پر شکر گذاری سے نعمتوں ہی سے نہیں منعم سے وصال ہوگا اور یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ دوسری نعمتیں اُس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔ من خلیلم۔ بی بی کہتی ہے کہ جب تو میرا ہے تو میری طرح ہر حالت میں شکر گذاری کر۔ حضرت اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت کی تھی۔ اپنی قرآن پاک میں حضرت ابراہیمؑ کا مقولہ منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا اے اسماعیلؑ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اِس پر حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا تھا کہ جو آپ کو حکم ہوا ہے اُسکی تعمیل کیجئے اور وہ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ سر ببرّم۔ میں تجھے فنا کر رہی ہوں لیکن یہ بظاہر فنا ہے اور حقیقۃً بقا ہے۔

[۵۲] لیک۔ یہ سر اگرچہ نفس الامر میں کٹ نہیں رہا ہے۔ بلا بنہ ظاہری طور پر سر کاٹنے سے رضا و تسلیم کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ اے نخود۔ اِس ابتلا کے نتیجہ میں تیری اپنی ہستی اور وجود ختم ہو جائیگا پھر بقا باللہ حاصل ہوگا۔ آمداں۔ چنے کی پہلی حالت اگرچہ اُس کے لئے خوشکن تھی لیکن ابتلا کے بعد کی حالت اُس سے بدرجہا بہتر ہے غذا بننے کے بعد وہ انسانی

www.pdfbooksfree.pk

آمدی در صورتِ باراں و تاب
تو بارش اور دھوپ کی صورت میں آیا

می روی اندر صفاتِ مُستطاب[۵۱]
(اب) تو پاکیزہ صفات میں داخل ہو رہا ہے

جزوِ شمس و ابر و انجم ہا بُدی
تو سورج، اور ابر، اور ستاروں کا جزو تھا

نَفس و فعل و قول و فکر تہا شُدی
روح اور فعل، اور قول، اور افکار بن گیا

ہستیِ حیواں شُد از مرگِ نبات
نباتات کی موت سے حیوانات وجود میں آئے

راست آمد اُقتُلُونِی یَا ثِقات
سچ ثابت ہوا اے معتمد لوگو! "مجھے قتل کردو"

چُوں چنیں بُرد است مارا بعدِ مات
جبکہ ہماری ہار کے بعد اسطرح کی جیت ہے

راست آمد اِنَّ فِی قَتلِی حَیَات
سچ ثابت ہوا بیشک میرے قتل میں زندگی ہے"

فعل و قولِ صِدق شُد قوتِ مَلَک[۵۲]
سچا قول و فعل فرشتے کی روزی بنا

تا بدیں معراج شُد سُوئے فلک
یہاں تک کہ وہ آسمان کی جانب اس بلندی پر پہنچا

آنچناں کاں طُعمہ شُد قوتِ بَشر
اسی طرح کہ وہ لقمہ جو انسان کی غذا بنا

از جمادی بر شُد و شُد جانور
جمادیت سے بلند ہو گیا اور جاندار بن گیا

ایں سخن را تر جمہ بہتر دہے
اس بات کا مفصل بیان

گفتہ آید در مقامِ دیگرے
دوسرے مقام پر کیا جائے گا

کارواں دائم ز گردوں می رسد
قافلہ ہمیشہ آسمان سے آتا ہے

تا تجارت میکُند و آمی رَوَد
تاکہ تجارت کرے (اور) واپس جائے

پس بِرُو شیریں و خوش با اختیار
پس تو اپنے اختیار سے عمدگی اور خوشی سے جا

نے بتلخی و کراہت دُزدوار
نہ کہ چوروں کی طرح کڑواہٹ اور ناگواری سے

زاں[۵۳] حدیثِ تلخ میگویم ترا
میں تجھے کڑوی بات اس لئے کہتی ہوں

تا نہ تلخیہا فرو شویم ترا
تاکہ تجھ سے کڑواہٹیں دھو دوں

زآبِ سرد انگور افسردہ زہد
ٹھنڈے پانی سے ٹھٹھرا ہوا انگور جوش مارنے لگا

سردی و افسردگی بیروں نہد
(پھر) سردی اور ٹھٹھر کو باہر نکال ڈالتا ہے

تو ز تلخی چونکہ دل پُر خوں شوی
تو جونکہ کڑواہٹ سے پُر خون دل والا بنتا ہے

پس ز تلخیہا ہمہ بیروں شوی
پھر تلخیوں سے پوری طرح جدا ہو جائیگا

---

۵۱ صفاتِ مُستطاب۔ عمدہ صفات یعنی انسانی صفات۔ ہستیٔ حیواں۔ حیوان نباتات سے خوراک حاصل کرتا ہے لہٰذا نباتات کی موت اُن کی ترقی کا سبب بنتی ہے۔ اُقتُلُونِی۔ یہ منصورِ حلاج کا قول ہے انھوں نے فرمایا کہ اے یارو مجھے قتل کردو کہ میرے قتل ہونے میں ہی میری زندگی ہے جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ موت ترقی کا سبب ہے لہٰذا اُن کا قول صحیح ثابت ہوا۔ بُرد۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں مقابل کے سب مہرے پٹ جائیں صرف شاہ باقی رہ جائے یہ نصف مات ہے۔ مات۔ بازی میں شاہ شطرنج کا اس طرح گھر جانا کہ وہ زد ہو جائے یہ پوری مات ہے۔ راست آمد۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ موت کے بعد اعلیٰ زندگی ہے تو ثابت ہو گیا کہ قتل ہی میں زندگی مُضمر ہے۔

۵۲ فعل و قول۔ سچا فعل و قول فرشتے کی غذا بنکر بلندی حاصل کر لیتا ہے۔ آنچناں۔ اسی طرح نباتات انسان کا جزو بنکر بلندی حاصل کر لیتی ہے۔ ایں سخن یعنی یہ کہ نوعِ ادنیٰ غذا کے بعد اعلیٰ مقام حاصل کر لیتی ہے۔ کارواں۔ انسانی روحوں کے قافلے عالمِ بالا سے دنیا میں کاروبار کے لئے آتے ہیں اور نفع نقصان کما کر واپس جاتے ہیں تو اصل مقام عالمِ بالا ہے۔ پس۔ جب دنیا سے جانا ہی ہے تو خوشی سے

۵۳ زاں۔ بی بی نے بچے سے یہ بھی کہا کہ میں تجھے تلخ باتیں اسلئے کہتی ہوں تاکہ تیری تلخی دور ہو جائے۔ زآب۔ جب انگور کا درخت افسردہ ہو جاتا ہے تو ٹھنڈا پانی اسکو دیا جاتا ہے اس سے اس میں جوش آجاتا ہے اور اسکی افسردگی اور سردی ختم ہو جاتی ہے۔ تو ز تلخی۔ لہٰذا تیرے تلخ باتیں تیری تلخیاں دور کرینگی۔

www.pdfbooksfree.pk

هر[1] کہ او اندر بلا صابر نشد — مقبلِ ایں درگہِ فاخر نشد

جو مصیبت میں صابر نہ بنا — اِس قابلِ فخر درگاہ میں مقبول نہ بنا

فارغ آئی گر بتو ریزند خل — آں زماں شیریں شوی ہمچوں عسل

اگر تجھ پر سرکہ ڈالیں (اور) تو بے فکر رہے — اُس وقت تو شہد کی طرح میٹھا ہوگا

سگ شکاری نیست او را طوق نیست — خام و ناجوشیدہ جز بے ذوق نیست

جس کے گلے میں پٹہ نہیں ہے وہ شکاری کتا نہیں ہے — کچا اور جوش نہ دیا ہوا سوائے بے ذائقہ کے کچھ نہیں ہے

تمثیلِ صابر شدنِ مومن چوں او بر سرِ بلا واقف شود

مومن کے صابر ہونے کی مثال جبکہ وہ مصیبت کے راز سے واقف ہو جائے

آں[2] سَتی خود گفت ار چنیں ست اے ستی — خوش بجوشم یار کم دہ ور استی

اُس بچے نے کہا اے بی بی! اگر ایسا ہے — مجھے خوب جوش دے میری مدد کر تو سچ کہتی ہے

تو دریں جوشش چو معمارِ منی — کفچلیزم زن کہ بس خوش میزنی

تو جو کہ اِس جوش دینے میں میری تعمیر کرنے والی ہے — میرے کفگیر مار، کیونکہ تو اچھا مارتی ہے

ہمچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ — تا نہ بینم خوابِ ہندوستان و باغ

میں ہاتھی کی طرح ہوں میرے سر پر زخم اور داغ — تاکہ میں ہندوستان اور باغ کا خواب نہ دیکھوں

تا[3] کہ خود را در دہم در جوشش من — تا ئے ہے یابم دریں آغوشش من

تاکہ میں اپنے جوش (کھانے) میں خودی کو دیدوں — تاکہ میں اِس آغوش میں راستہ پالوں

زانکہ انسان در غنا طاغی شود — ہمچو پیلِ خواب بیں باغی شود

کیونکہ انسان بے فکری میں سرکش بنجاتا ہے — خواب دیکھنے والے ہاتھی کی طرح باغی بنجاتا ہے

پیل چوں در خواب بیند ہند را — پیلباں را نشنود آرد دغا

جب ہاتھی خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے — فیلبان کی نہیں سنتا ہے، دغابازی کرتا ہے

عذر گفتنِ کدبانو با نخود و حکمت در جوش داشتن کدبانو نخود را

بی بی کا بچے سے عذر کرنا اور بی بی کا بچے کو جوش دینے کی حکمت بیان کرنا

آں ستی گوید ورا کہ پیش ازیں — من چو تو بودم ز اجزائے زمیں

وہ بی بی اُس سے کہتی ہے کہ اِس سے پہلے — میں تیری طرح زمین کے اجزاء میں سے تھی

چوں بپوشیدم جہاز آذری — پس پذیرا گشتم و اندر خوری

جب میں نے آتشی لباس پہنا — تب میں مقبول اور لائق بنی

---

[1] ہر کہ: مصائب پر صبر مقبولیت کا سبب ہے۔

[2] آں ستی: جب بچے کو یہ احساس ہو گیا کہ مصائب تکمیل کا ذریعہ ہیں تو وہ مصائب برداشت کرنے پر خندہ پیشانی سے راضی ہو گیا۔ تو دریں: تیری تکلیف رسانی میری تکمیل کا سبب ہے تیری ایذا رسانی اب میرے لئے راحت کا سبب ہے۔ ہمچو: ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے دوسرے ملک میں پہنچ کر جب وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو مست ہو کر سرکش ہو جاتا ہے پھر اُس کو فیلبان راہِ راست پر لاتا ہے۔

[3] تا کہ: یعنی اِن مصائب اور مجاہدوں کے ذریعہ سے میں آغوشِ رحمت میں راہیاب ہو جاؤں۔ آں ستی: اُس بی بی نے بچے سے کہا کہ میں بھی نباتی اجزاء سے بنی ہوں بچوں۔ میں نے تکالیف اور مصائب برداشت کئے تب کچھ بنی ہوں۔

www.pdfbooksfree.pk

مُدّتے[۵۱] جوشیدہ اُم اندر زمن
ایک مدت تک میں نے زمانے میں جوش کھایا ہے

مُدّتے دیگر درون دیگِ تن
پھر ایک مدت تک جسم کی دیگ میں (جوش کھایا)

زیں دو جوشش قوّتِ حسّہا شدم
ان دو جوشوں سے میں حسّوں کی طاقت بنی ہوں

روح گشتم پس ترا اُستا شدم
میں روح بن گئی ہوں پھر میں تیری اُستاد بنی ہوں

در جمادی گفتمے زاں می روی
میں جماد ہونے کی حالت میں کہتی تھی کہ تو اس سے منتقل ہو رہی ہے

تا شوی علم و صفاتِ معنوی
تاکہ تو معنی کا علم، اور صفات بن جائے

چوں شدی تو روح پس بارِ دگر
جب تو روح ہو گئی، پھر دوبارہ

جوشِ دیگر کُن ز حیوانی گذر
دوسرا جوش کھا کر حیوانیت سے گذر جا

از[۵۲] خدا می خواہ تازیں نکتہا
خدا سے دعا کر، تاکہ ان نکتوں سے

درنہ لغزی در رسی در منتہا
لغزش نہ کھا جائے اور انجام تک پہنچے

زانکہ از قرآں بسے گمرہ شدند
اس لئے کہ بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ ہوتے ہیں

زاں رسن قومے درونِ چہ شدند
اسی رسی کے ذریعہ ایک قوم کنویں میں پہنچ گئی ہے

مر رسن را نیست جرمے اے عنود
اے سرکش! رسی کا کوئی قصور نہیں ہے

چوں ترا سودائے سر بالا نبود
جبکہ تجھے ہی سر اُبھارنے کا خیال نہیں ہے

جانبِ آں عاشقِ بیخویش رآں
اس بے خود عاشق کی جانب چلا

کہ دراں مسجد چہ کرد از امتحاں
کہ اس نے اس مسجد میں آزمائش میں کیا کیا!

باقی قصۂ مہمانِ آں مسجد مہمان کُش و ثبات و صدقِ عزمِ او
اس مہمان کو مار ڈالنے کی مسجد کے مہمان کا قصہ اور اس کے ارادہ کی سچائی اور جماؤ (کا قصہ)

آں[۵۳] غریبے شہر سر بالا طلب
اُس شہر کے پردیسی (عالم) بالا کے طالب نے

گفت می خسپم دریں مسجد بشب
کہا میں رات کو اسی مسجد میں سوؤں گا

مسجدا! اگر کربلائے من شوی
اے مسجد! اگر تو میری کربلا بنے گی

کعبۂ حاجت روائے من شوی
تو میری حاجت کو پورا کرنے والا کعبہ بنے گی

ہیں مرا بگذار اے بگزیدہ یار
اے منتخب دوست! خبردار مجھے اجازت دے

تا رسن بازی کنم منصور وار
تاکہ منصور (حلاج) کی طرح (دار و) رسن کی کھیل کھیلوں

گر شدید اندر نصیحت جبرئیلؑ
اگر تم نصیحت کرنے میں جبرئیلؑ ہو

می نخواہد غوث در آتش خلیلؑ
(تو) آگ میں خلیلؑ (اللہ) مدد نہیں چاہتا ہے

---

۵۱ ترے۔ ایک عرصہ تک خارجی مصائب اٹھائے اور بدنی مجاہدے کئے ہیں۔ ترس۔ ان مصائب کے بعد میرے حواس باطنی بیدار ہوئے ہیں اور میں صاحب روح بنکر تیری اُستاد بنی ہوں۔ در جمادی یعنی میں جب جمادیت سے ترقی کر رہی تھی تو کہتی تھی کہ یہ ترقی اس لئے ہے کہ میں انسان کا علم و صفت بنوں۔ معنوی۔ یعنی انسان۔ چوں شدی۔ اب جبکہ روح بنگئی ہوں تو روح حیوانی سے بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہیئے۔

۵۲ از خدا۔ ترقیوں کے اس ذکر سے یہ شبہ ہوا کہ ان کے ذکر سے اللہ کے ساتھ اتحاد ذاتی تک ترقی نہ سمجھ لی جائے اس لئے فرماتے ہیں کہ خدا سے دعا کر تاکہ تو صحیح مطلب سمجھ سکے اور گمراہ نہ ہو جائے اللہ کے ساتھ اتحادِ ذاتی کا عقیدہ گمراہی ہے۔ ترانکہ۔ جس طرح قرآن سے کچھ کج فہم گمراہ ہوتے ہیں اسی سے بھی ہو سکتے ہیں۔ ترا رسن۔ اس میں قرآن کا قصور نہیں بلکہ تیری کور باطنی کا قصور ہے۔

۵۳ آں۔ وہ مہمان اس شہر میں مسافر تھا اور عالم آخرت کا طالب تھا کربلا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا شہید ہے۔۔۔۔ حاجت روا چونکہ اس کا اصل مقصد فنا فی الذات تھا منصور۔ حضرت حلاج کو سولی دی گئی۔ گر شدید۔ ممکن ہے یہ ہوا ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کو جب نمرود نے آگ میں ڈالا تو حضرت جبرئیلؑ نے

www.pdfbooksfree.pk

جبرئیلا رو کہ من افروختہ
اے جبرئیلؑ! جا کہ میں جلا ہوا

بہترم چوں[1] عود و عنبر سوختہ
بہتر ہوں، جیسا کہ جلا ہوا عود، اور عنبر

جبرئیلا گرچہ یاری میکنی
اے جبرئیلؑ! اگرچہ تو مدد کر رہا ہے

چوں برادر پاسداری میکنی
(اور) بھائی کی طرح میری حفاظت کر رہا ہے

اے برادر من بر آذر چا بکم
اے بھائی! میں آگ پر تیز رَو ہوں

من نہ آں جانم کہ گردد بیش و کم
میں وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ بڑھ سکے

جانِ حیوانی فزاید از علف
حیوانی جان، جو چارہ سے بڑھتی ہے

آتشے بود او چو ہیزم شد تلف
آگ ہے، وہ ایندھن کی طرح ختم ہو جاتی ہے

گر نگشتے[2] ہیزم او مستمر بدے
اگر وہ ایندھن نہ بنتی، تو پھلتی

تا ابد معمور و ہم عامر بدے
ابد تک آباد اور آباد کرنے والی بھی ہوتی

باد سوزان ست این آتش بداں
سمجھ لے یہ آگ، مشتعل ہوا ہے

پرتو آتش بود نے عینِ آں
آگ کا پرتو ہے، نہ کہ بعینہٖ آگ

عینِ آتش در اثیر آمد یقیں
اصل آگ یقیناً کرۂ آتش میں ہے

پرتو و سایہ ولیست اندر زمیں
زمین میں اس کا پرتو اور سایہ ہے

لاجرم پرتو نپاید زاضطراب
لامحالہ پرتو بے چینی کی وجہ سے ناپائدار ہے

سوئے معدن باز میگردد شتاب
جلد معدن کی طرف لوٹ جاتا ہے

قامتت[3] تو برقرار آمد بساز
تیرا قد سکون کی وجہ سے برقرار ہے

سایہ ات کوتہ دمے یک دم دراز
تیرا سایہ کبھی چھوٹا ہے، کبھی دراز ہے

زانکہ در پرتو نیابد کس ثبات
اسلئے کہ سائے میں کوئی شخص ٹکاؤ نہیں پاتا ہے

عکسہا واگشت سوئے اُمہات
عکس، اصلوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں

ہیں دہاں بربند فتنہ لب کشاد
خبردار! منہ بند کر لے فتنہ نے لب کشائی کی ہے

خشک آر اللہ اعلم بالرشاد
تغافل برت، خدا راستی کو زیادہ جانتا ہے

فتنہ زاد و کرد عالم را خراب
فتنہ پیدا ہو گیا ہے اور اُس نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے

شرق و غرب اُفتاد اندر اضطراب
مشرق اور مغرب بے چینی میں مبتلا ہو گئے ہیں

چوں مراتب گرد دلہا تنگ شد
جب حقیقتیں دلوں کے چاروں طرف تنگ ہو گئی ہیں

ہر یکے با دیگرے در جنگ شد
ہر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں لگ گیا ہے

---

[1] چوں عُود۔ اگر اور عنبر کے جلنے پر خوشبو مہکتی ہے۔ جبرئیلا جبرئیلؑ سے اس مہمان کو نصیحت کرنے والے مراد ہیں اور خلیلؑ سے مراد خود وہ مہمان ہے۔ اے برادر۔ مہمان نصیحت کرنیوالے سے کہتا ہے کہ میری روح حیوانی روح نہیں ہے جس میں گھٹاؤ اور بڑھاؤ ہوتا ہے۔ جانِ حیوانی۔ حیوانی روح غذا سے بڑھتی ہے اور صرف ایک شعلہ ہے جو ایندھن کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

[2] گر نگشتے۔ اگر انسانی جان آتشِ شہوت اور غضب کا ایندھن نہ بنے تو وہ خوب پھلے پھولے خود بھی معمور بنے اور دوسروں کو بھی معمور بنائے۔ باد۔ مولانا آتشِ غضب و شہوت کے فانی ہونے کو جسمی آتش کے فانی ہونے سے سمجھاتے ہیں کہ یہ دنیا کی آگ کرۂ آتش کا پرتو ہے، پرتو اور سایہ ناپائیدار ہوتا ہے، معدن یعنی کرۂ آتشی۔

[3] قامتِ تو۔ اس دنیا کی آگ کا آتشی کرہ کا پرتو اور ناپائیدار ہونا اسی طرح سمجھ لو جیسا کہ انسان کا قد اور اس کا سایہ۔ عکسہا۔ پرتو اور سایے اصل کی طرف لوٹ جاتے ہیں ہیں۔ مولانا کی مثنوی پر کچھ لوگوں نے اعتراضات کئے یہاں سے مولانا اس کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ فتنہ۔ اعتراضات کا فتنہ۔ چوں مراتب۔ مثنوی کے عالی مضامین تک لوگوں کی رسائی نہیں ہے اسلئے جنگ و جدل [illegible]

www.pdfbooksfree.pk

گفتگو[1] بسیار شد خامش شدم — مسئلہ تسلیم کردم تن زدم
بیان بہت ہوگیا، میں چپ ہوگیا — میں نے بات مان لی، میں خاموش ہوگیا

ور تو گوئی موجبِ فتنہ چہ بود — باز گویم گوش کن چوں غم فزود
اگر تو کہے کہ فتنے کا سبب کیا تھا؟ — چونکہ غم بڑھا ہوا ہے میں پھر بتاتا ہوں، سن

ذکرِ خیال بداندیشیدنی قاصرِ فہماں

کم سمجھ لوگوں کی بداندیشی سے خیال کا ذکر

پیشِ ازاں کایں قصہ تا مخلص رسد — دُود و گندے آمد از اہلِ حسد
اس سے پہلے ہی کہ یہ قصہ خالص تک پہنچے — حاسدوں کی جانب سے دھواں اور بدبو پیدا ہوگئی

من[2] نمی رنجم ازیں لیک ایں لگد — خاطرِ سادہ دلے را پے کند
میں اس سے رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں لیکن یہ دولتی — کسی سادہ دل کی طبیعت کا پیچھا کرے گی

خوش بیاں کرد آں حکیمِ غزنوی — بہرِ محجوباں مثالِ معنوی
اس غزنوی دانا نے بہت اچھی بات کہی ہے — سمجھداروں کے لئے، ایک بامعنی مثال

کہ ز قرآں گر نہ بیند غیرِ قال — ایں عجب نبود ز اصحابِ ضلال
کہ اگر قرآن میں سوائے لفظوں کے کچھ نہ دیکھیں — تو گمراہوں سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے

کز شعاعِ آفتابِ پُر ز نور — غیرِ گرمی می نیابد چشمِ کور
کیونکہ نور سے بھرے ہوئے سورج کی شعاعوں سے — اندھی آنکھ گرمی کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتی

خربطے[3] ناگاہ از خر خانۂ — سر بروں آورد چوں طعّانۂ
گدھوں کے طویلے سے ایک احمق نے اچانک — طعنہ باز کی طرح سر ابھارا

کایں سخن پست است یعنی مثنوی — قصۂ پیغمبر ست و پیروی
یہ بات یعنی مثنوی گھٹیا بات ہے — پیغمبر اور (انکی) پیروی کا قصہ ہے

نیست ذکر و بحث اسرارِ بلند — کہ دوانند اولیا زاں سو سمند
بلند اسرار کی بحث اور ذکر نہیں ہے — کہ اولیاء اس طرف گھوڑا دوڑائیں

از مقاماتِ تبتّل تا فنا — پایہ پایہ تا مُلاقاتِ خدا
خلوت سے فنا تک کے مقامات — درجہ بدرجہ، اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک

شرحِ وحدِ ہر مقام و منزلے — کہ بہ پرّ و بر پرد صاحبدلے
ہر مقام اور ہر منزل کی شرح، اور حد (ہوتی) — تاکہ پروں کے ذریعہ صاحبِ دل اس سے پرواز

[1] گفتگو یعنی اعتراضات اور جوابات۔ غم زیادہ چونکہ مجھے طبعاً بہت افسوس ہے اس لئے فتنہ کا سبب بیان کرنے پر مجبور ہوں ورنہ خاموشی اختیار کرلیتا کایں قصہ یعنی مسجد کے مہمان کا قصہ۔

[2] من نمی رنجم۔ مجھے معترضین پر عقلاً کوئی رنج نہیں ہے لہٰذا میں جواب نہ دیتا لیکن یہ خیال ہے کہ اگر جواب نہ دونگا تو معترضین کی دولتیاں سادہ دل لوگوں کو گمراہ کردیں گی۔ حکیم غزنوی حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ محجوباں۔ وہ لوگ جو نورِ معرفت سے محروم ہیں....

[3] کہ ز قرآں یعنی گمراہوں کی سمجھ محض قرآن کے لفظوں تک ہے۔ کز شعاع۔ ان کی مثال چمگادڑ کی سی ہے جو سورج کے نور سے محروم ہے اور صرف گرمی کا احساس کرتی ہے۔

[4] خربطہ۔ بڑی بیوقوف، احمق۔ طعّانہ یعنی طعن کرنے والا۔ کہ دوانند۔ اس میں اصحاب معرفت کی توجہ کی کوئی چیز نہیں ہے۔ از مقامات۔ یعنی مثنوی میں ابواب اور فصول قائم کرکے تصوف کے مراتب کا ذکر ہونا چاہیئے تھا اور سالک کیلئے ہر منزل اور مقام کی نشاندہی ہونی چاہیئے تھی۔ تبتّل۔ لوگوں سے انقطاع۔ خلوت۔

www.pdfbooksfree.pk

جملہ[1] سر تا سر فسانہ است و فسوں — کودکانہ قصہ بیرون و دروں

سب سراسر افسانہ ہے اور گورکھ دھندا ہے — اندر اور باہر سے بچکانہ قصہ

چوں کتاب اللہ بیامد ہم براں — ایں چنیں طعنہ زدند آں کافراں

جب اللہ کی کتاب آئی اس پر بھی — اُن کافروں نے اس طرح کے طعنے دیئے

کہ اساطیرست و افسانہ نژند — نیست تحقیقے و تعمیقے بلند

کہ پرانی کہانیاں اور افسانہ ہے — کوئی تحقیق اور بلند گہرائی نہیں ہے

کودکان خرد فہمش می کنند — نیست جز امر[2] پسند و ناپسند

اس کو چھوٹے بچے سمجھ لیتے ہیں — (اس میں) پسندیدہ اور ناپسندیدہ احکام کے سوا کچھ نہیں ہے

ذکر آدمؑ گندم و ابلیس و مار — ذکر ہودؑ و باد و ابراہیمؑ و نار

آدمؑ، گیہوں، شیطان اور سانپ کا ذکر ہے — ہودؑ، اور ہوا اور ابراہیمؑ اور آگ کا ذکر ہے

ذکر نوحؑ و کشتی و طوفان تن — ذکر کنعان و سر از خط تافتن

نوحؑ، کشتی اور جسم کے طوفان کا ذکر ہے — کنعان اور حکم سے منہ موڑنے کا ذکر ہے

ذکر اسمٰعیلؑ و ذبح و جبرئیلؑ — ذکر قصد کعبہ و اصحاب فیل

اسماعیلؑ، ذبح اور جبرئیلؑ کا ذکر ہے — کعبہ کے ارادے اور ہاتھی والوں کا ذکر ہے

ذکر یوسفؑ ذکر زلف پر خمش — ذکر یعقوبؑ و زلیخا و غمش

یوسفؑ کا ذکر ہے اس کی بل کھائی ہوئی زلف کا ذکر ہے — یعقوبؑ اور زلیخا اور اس کے غم کا ذکر ہے

ذکر بلقیس و سلیمانؑ و سبا — ذکر داؤدؑ و زبور و اوریا

بلقیس، اور سلیمانؑ، اور سبا کا ذکر ہے — داؤدؑ، اور زبور، اور اوریاؑ کا ذکر ہے

ذکر طالوت و شعیبؑ و صوم او — ذکر یونسؑ ذکر لوطؑ و قوم او

طالوت اور شعیبؑ اور اس کے روزے کا ذکر ہے — یونسؑ کا ذکر ہے، لوطؑ اور اس کی قوم کا ذکر ہے

ذکر حمل مریمؑ و نخل و مخاض — ذکر زکریاؑ و یحییٰؑ و ریاض

مریمؑ کے حمل، کھجور، اور درد زہ کا ذکر ہے — زکریاؑ، اور یحییٰؑ اور باغوں کا ذکر ہے

ذکر صالحؑ، ناقہ و تقسیم آب — ذکر ادریسؑ و مناجات و جواب

صالحؑ (انکی) اونٹنی اور پانی کی تقسیم کا ذکر ہے — ادریسؑ اور انکی سرگوشی اور جواب کا ذکر ہے

ذکر الیاسؑ و عزیرؑ و موت او — ذکر قارون و زمیں رفتن فرو

الیاسؑ، اور عزیرؑ اور انکی موت کا ذکر ہے — قارون اور زمین میں دھنسنے کا ذکر ہے

[1] جملہ۔ معترضین نے کہا کہ اس مثنوی میں تو صرف قصے اور کہانیاں ہیں اور یہ مثنوی ظاہری و باطنی اعتبار سے طفلانہ قصوں سے لبریز ہے۔ چوں کتاب اللہ معترضین نے قرآن پر بھی اسی طرح کے اعتراضات کئے تھے کہ وہ محض پہلے قصے ہیں اس میں کوئی بلند پایہ مضمون نہیں ہے۔

[2] امر پسند۔ یعنی حلال و حرام۔ تا قتن۔ یعنی ان کی محکم عدولی کا بیان۔ ذکر۔ یعنی قرآن میں ان چیزوں کا ذکر ہے جو آئندہ تیرہ شعروں میں مذکور ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

ذکرِ ایوبؑ و صبوری در بلا
ایوبؑ اور مصیبت میں (اُن کے) صبر کرنے کا ذکر ہے

ذکرِ اسرائیلیاں در تیہ لا
بنجر تیہ میں (اسرائیلیوں کا ذکر ہے

ذکرِ موسیٰؑ و شجر طور و عصا
موسیٰؑ اور درخت، طور اور عصا کا ذکر ہے

خلعِ نعلین و خطابات و عطا
جوتے اُتارنے، اور خطابات اور بخشش کا ذکر

ذکرِ عیسیٰؑ و عروجش بر سما
عیسیٰؑ، اور اُن کے آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے

ذکرِ ذوالقرنین و خضرؑ و ارمیا
ذوالقرنین، اور خضر اور اُرمیا کا ذکر ہے

ذکرِ فضلِ احمدؐ و خلقِ عظیم
احمدؐ کی فضیلت اور اُنکے بلند اخلاق کا ذکر ہے

کہ قمر از معجزش شد دو نیم
کہ چاند اُن کے معجزے سے دو ٹکڑے ہو گیا

ظاہرست[1] و ہر کسے پے می برد
(یہ سب) ظاہر ہے، اور ہر شخص جانتا ہے

کو بیاں کہ گم شود در وے خرد
وہ بیان کہاں ہیں جن میں عقلیں گم ہو جائیں؟

گفت اگر آساں نمایدایں بتو
فرمایا، اگر تجھے یہ آسان نظر آتا ہے

اینچنیں یک سورہ گوئے سخت گو
اے بھاری بات کرنے والے ایسی ایک سورت

جنیان و انسیان و اہل کار
جن، اور انسان، اور کام کے لوگ

گو یکے آیت ازیں آساں بیار
کہدے اِس آسان کی ایک آیت لے آئیں

تفسیرِ حدیثِ اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَّ بَطْنًا وَ لِبَطْنِهٖ

اِس حدیث کی تفسیر کہ قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اُس کے باطن کا

بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ

باطن ہے، سات باطنوں تک

حرفِ قرآں را بداں کہ ظاہرست
سمجھ لے کہ قرآن کے لفظ (اُس کا) ظاہر ہیں

زیرِ ظاہر باطنے بس قاہرست
(اور) ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے

زیرِ آں باطن یکے بطنِ دگر
اُس باطن کے نیچے ایک دوسرا باطن ہے

خیرہ[3] گردد اندرو فکر و نظر
جس میں فکر و نظر حیران ہو جاتی ہے

زیرِ آں باطن یکے بطنِ سوم
اُس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے

کہ درو گردد خردہا جملہ گم
کہ اُس میں تمام عقلیں گم ہو جاتی ہیں

بطنِ چارم از نبے خود کس ندید
قرآن کا چوتھا باطن کسی نے نہیں دیکھا

جز خدائے بے نظیر و بے ندید
لاشبیل اور لاشریک خدا کے سوا

[1] ظاہرست۔ یہ ساری باتیں سب کو معلوم ہیں قرآن میں وہ مضامین کہاں ہیں جن سے عقلیں دنگ ہو جائیں۔ گفتہ معترضوں کے جواب میں قرآن نے کہا ہے کہ اگر قرآن تمہیں ایسا ہی آسان نظر آتا ہے تو تمام جن و انس اور دیگر مددگار ملکر ایک آیت قرآن جیسی بنالاؤ۔

[2] اِنَّ لِلْقُرْاٰن۔ قرآن کا ایک تو لفظی ترجمہ اور معنی ہیں پھر اُن معنیٰ میں معنی ہیں اسی طرح تہ در تہ سات معنیٰ تک یہ سلسلہ ہے اِن معانی کے کچھ مرتبوں تک فہم و فراست کے تفاوت کے اعتبار سے مجتہدین اور علماء کی پہنچ ہے اور کچھ مراتب سے صرف علم اللہ کا تعلق ہے واضح رہے کہ اسرار و رموز کے بیان میں وہی معنی معتبر ہونگے جو الفاظ قرآنی اور ظاہر کے خلاف نہوں۔

[3] خیرہ گردد۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسے اسرار تک پہنچ جاتے تھے کہ دوسرے صحابہ اُن میں حیران ہو جاتے تھے بطنِ سوم معانی کی اِس تہ میں سب کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں بطنِ چہارم معانی کی چوتھی منزل تک عقل انسانی کی رسائی نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

همچنیں تا هفت بطن اے ذوالکرم
اے بھلے! اسی طرح سات باطن تک

می شمر تو زیں حدیث[1] مُعتصم
تو اس محفوظ حدیث سے گن لے

تو ز قرآں اے پسر ظاہر مبیں
اے بیٹا! تو قرآن کے (صرف) ظاہر کو نہ دیکھ

دیو آدمؑ را نہ بیند جز کہ طیں
شیطان نے آدمؑ کو سوائے مٹی کے کچھ نہ دیکھا

ظاہرِ قرآں چو شخصِ آدمی ست
قرآن کا ظاہر آدمی کے وجود کی طرح ہے

کہ نقوشش ظاہر و جانش خفی ست
کہ اُسکے نقش ظاہر ہیں اور اُس کی روح پوشیدہ ہے

مر ورا صد سال عمّ و خال اُو
سو سال تک انسان کے چچا، اور ماموں

یک سرِ موئے نہ بیند حالِ اُو
اُس کی حالت کا بال برابر نہیں دیکھ سکتے ہیں

بیان[2] آنکہ رفتنِ انبیاء و اولیاء علیہم السلام بکوہہا و غارہا

اِس کا بیان کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا پہاڑوں اور غاروں میں جانا اپنے

جہتِ پنہاں کردنِ خویش نیست و جہتِ خوف و تشویشِ خلق نہ بلکہ

آپ کو پوشیدہ کرنے کیلئے ہے اور نہ مخلوق کے پریشان کرنے کے اور ڈر کی وجہ سے ہے بلکہ دنیا سے

جہتِ ارشادِ خلق ست و راہ نمودن و تحریضِ انقطاع از دنیا بقدرِ ممکن

بقدرِ امکان منقطع رہنے کے بارے میں لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی اور برانگیختہ کرنے کیلئے ہے

آنکہ گویند اولیا در کوہ[3] بُوند
لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اولیا پہاڑوں میں ہوتے ہیں

تا ز چشمِ مردماں پنہاں شوند
تاکہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں

پیشِ خلق ایشاں فراز صد کہ اند
مخلوق کے سامنے (رہتے ہوئے بھی) وہ سو پہاڑوں کی

گامِ خود بر چرخِ ہفتم می نہند
اپنا قدم ساتویں آسمان پر رکھتے ہیں

پس چرا پنہاں شود کہ جو بُود
تو کیوں چھپے، پہاڑوں کو کیوں تلاش کرے

کو ز صد دریا و کہ آں سو بُود
وہ جو سو دریاؤں اور پہاڑوں سے اُدھر ہو

حاجتش نبُود بسوئے کہ گریخت
اُسکو پہاڑوں کی جانب بھاگنے کی کوئی ضرورت

کز پیش کرّہ فلک صد نعل ریخت
جسکے پیچھے (بھاگنے میں) آسمان کے پہیے نے سینکڑوں نعل توڑ دیے

چرخ گردید و ندید او گردِ جاں
آسمان گھوما اور اُس نے روح کی گرد کو (بھی) نہ دیکھا

تعزیت جامہ پوشید آں زماں
اُس وقت اُس نے ماتمی لباس پہن لیا

---

[1] حدیث مستصم۔ یہی حدیث جو عنوان میں مذکور ہے اور جو غلطی سے محفوظ ہے۔ تو ز قرآں قرآن محض الفاظ کو نہ سمجھو بلکہ قرآن اُن تہ بہ تہ معانی اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔ تو بھی محض ظاہر پر نظر کرنا شیطانی کام ہے۔ ظاہرِ قرآں۔ قرآن کے الفاظ اور اُن میں پوشیدہ معانی کی مثال انسان کی صورت اور اُس کے باطنی اور روحانی اوصاف کی سی سمجھو۔ مر ورا۔ ایک انسان خواہ وہ تمہارا کتنا ہی قریبی عزیز ہو تم اُس کے باطنی اوصاف سے غافل رہتے ہو۔

[2] بیان۔ مولانا نے یہ سمجھایا کہ باوجود قرب کے انسان کے باطنی احوال عوام سے مخفی رہتے ہیں تو اب اِس خیال کی تغلیط کرتے ہیں کہ اولیاء اپنے آپ کو چھپانے کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی خلوت نشینی اپنے آپ کو چھپانے کے لئے نہیں ہے اُن کے اوصاف تو بہرحال عوام پر چھپے رہتے ہیں بلکہ لوگوں کو ترکِ دنیا کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

[3] کوہ۔ پہاڑ۔ فراز صد کہ۔ یعنی اولیاء عوام میں رہتے ہوئے بھی اُن سے سو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں اُن کے اوصاف تک عوام کی پہنچ کہاں ہے۔ پس۔ جبکہ اُن میں

اور عوام میں سینکڑوں پہاڑوں اور دریاؤں کی دُوری ہے تو اُن کو چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ کز پیش۔ اُن کے بلند مقام تک تو آسمان کی تگ و دو بھی نہیں ہے۔ تعزیت۔ شاعرانہ تخیل ہے کہ آسمان نے کالا، نیلا لباس اِسی غم میں پہنا ہے کہ وہ اولیاء کے مراتب تک نہ پہنچ سکا۔

www.pdfbooksfree.pk

گر[1] بظاہر آں پری پنہاں بُود — آدمی پنہاں تر از پریاں بُود
اگرچہ بظاہر، پری پوشیدہ ہوتی ہے — آدمی پریوں سے زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے

نزدِ عاقل زاں پری کہ مضمر ست — آدمی صد بار خود پنہاں تر ست
عقلمند کے نزدیک اُس پری سے جو پوشیدہ ہو — آدمی سو گنا زیادہ پوشیدہ ہے

آدمی نزدیکِ عاقل چوں خفی ست — چوں بُود آدمؑ کہ در غیب اُو صفی ست
جبکہ عقلمند کے نزدیک آدمی پوشیدہ ہے — تو اُن آدمؑ کا کیا حال ہوگا جو عالمِ غیب کے برگزیدہ ہیں؟

تشبیہ[2] صورتِ اولیاء و صورتِ کلامِ اولیاء بصورتِ عصائے موسیٰؑ و صورتِ فسونِ عیسیٰؑ

اولیاء کی صورت اور اولیاء کے کلام کی صورت کی تشبیہ حضرت موسیٰؑ کے عصا اور حضرت عیسیٰؑ کے دم کرنے کی صورت سے

آدمی ہمچو عصائے موسیٰ ست — آدمی ہمچوں فسونِ عیسیٰ ست
آدمی (حضرت) موسیٰؑ کے عصا کی طرح ہے — آدمی (حضرت) عیسیٰؑ کے دم کرنے کی طرح ہے

در کفِ حق بہرِ داد و بہرِ زین — قلبِ مؤمن ہست بینَ الاصبعین
عطا اور زینت کیلئے اللہ (تعالیٰ) کے ہاتھ میں — مؤمن کا دل، دو انگلیوں کے درمیان ہے

ظاہرش چوبے و لیکن پیشِ اُو — گون یک لقمہ چو بکشاید گلو
اُس کا ظاہر لکڑی ہے، لیکن اُس کے سامنے — جب وہ منہ کھولے، قائم ایک لقمہ ہے[3]

تو مبیں زِ افسونِ عیسےٰ حرف و صوت — آں ببیں کز وے گریزاں گشت موت
(حضرت) عیسیٰؑ کے دم کرنے میں تو حرف اور آواز کو — یہ دیکھ کہ اُس سے موت بھاگ گئی ہے

تو مبیں زِ افسونش آں لہجات پست — آں نگر کہ مُردہ برجست و نشست
اُن کے دم کرنے میں تو ویسے لہجے کو نہ دیکھ — یہ دیکھ کہ مُردہ کودا اور بیٹھ گیا

تو مبیں مر آں عصا را سہل یافت — آں ببیں کہ بحرِ اخضر را شگافت
تو اُس عصا کو آسانی سے حاصل ہو جانیوالا نہ دیکھ — یہ دیکھ کہ اُس نے بحرِ اخضر کو چیر دیا

تو ز دوری دیدۂ چیرِ سیاہ — یک قدم پیش نہ بنگر ریشاہ
تو نے دُور سے سیاہ ہمت دیکھا ہے — ایک قدم آگے رکھ، لشکر کو دیکھ

تو ز دوری می نہ بینی جز کہ گرد — اندکے پیش آ ببیں در گردِ مرد
تو دُوری سے سوائے گرد کے کچھ نہیں دیکھتا — تھوڑا سا آگے آ، گرد میں مرد کو دیکھ

---

[1] گر بظاہر: پری تو ظاہر میں بھی انسانوں کی نظر سے پوشیدہ ہے تو اسکے اوصاف کا پوشیدہ رہنا اس قدر تعجب خیز نہیں ہے جسقدر انسانوں کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا کیونکہ وہ نگاہوں سے پوشیدہ بھی نہیں ہیں۔ آدمی جب عام آدمیوں کے اوصاف تک پہنچنا دشوار ہے تو حضرت آدمؑ کے اوصاف تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے

[2] تشبیہ۔ اولیاء اور اولیاء کے کلام کو حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت عیسیٰؑ کا پھونک مارنا سمجھو جو بظاہر معمولی چیزیں تھیں لیکن انکے باطنی کمال و اوصاف حیرت انگیز تھے۔

در کفِ حق۔ حدیث شریف ہے اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ اٰدَمَ کُلَّھَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کَقَلْبٍ وَّاحِدٍ یُصَرِّفُہٗ کَیْفَ یَشَآءُ۔ یقیناً تمام بنی آدم کے قلوب ایک قلب کیطرح اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں آپکو جس طرح چاہتا ہے پلٹتا ہے یعنی جس طرح عصائے موسیٰؑ اور دم عیسیٰؑ میں حضرت حق تعالیٰ کے خاص تصرفات ہیں اسیطرح مؤمن کے دل پر بھی حضرت حق تعالیٰ کے خصوصی تصرفات ہیں۔

[3] موت۔ حضرت عیسیٰؑ کے پھونکنے سے مُردہ زندہ ہو جاتا تھا۔ سہل یافت۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ معمولی لکڑی ہے آسانی سے حاصل ہو جائیگی شگافت۔ حضرت موسیٰؑ کے عصا کی ضرب سے نیل دو ٹکڑوں میں بٹ گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

دیدہا[1] را گرد او روشن کند — کوہہا را مردی او بر کند
اُس کی گرد آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے — اُس کی بہادری پہاڑوں کو اکھاڑ دیتی ہے

چوں بر آمد موسیٰؑ از اقصائے دشت — کوہ طور از مقدمش رقاص گشت
جب (حضرت) موسیٰؑ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے — اُنکی تشریف آوری سے کوہ طور رقص کرنے لگا

تفسیر قولہ تعالیٰ یا جبال اوبی معہ والطیر

اللہ تعالیٰ کے قول "اے پہاڑو اور پرندو اُس کے ساتھ جوابی بنو" کی تفسیر

روئے داؤدؑ از فرش تاباں شدہ — کوہہا اندر پیش نالاں شدہ
(حضرت) داؤدؑ کا چہرہ اُس (اللہ) کی شان سے روشن ہوا — پہاڑ اُن کے پیچھے روئے

کوہ با داؤدؑ گشتہ ہمرہے — ہر دو مطرب مست در عشق شہے
پہاڑ (حضرت) داؤدؑ کے ساتھی بنے — دونوں گانے والے شاہ کے عشق میں مست تھے

یا جبال اوبی امر آمدہ — ہر دو[2] ہم آواز و ہم پردہ شدہ
اے پہاڑو! جوابی بنو، کا حکم آیا — دونوں ہم آواز اور ہم ساز ہو گئے

گفت داؤدؑا تو ہجرت دیدہ — بہر من از ہمدماں ببریدہ
(اللہ نے) فرمایا اے داؤدؑ! تو نے ہجر دیکھا ہے — میرے لئے تو ساتھیوں سے کٹا ہوا ہے

اے غریب فرد بے مونس شدہ — آتش شوق از دلت شعلہ زدہ
اے اکیلے مسافر! تو بے یار بنا ہے — تیرے دل سے شوق کی آگ بھڑکی ہے

مطربان[3] خواہی و قوال و ندیم — کوہہا را پیشت آرد آں قدیم
تو گویئے، اور قوال، اور ہم مجلس چاہتا ہے — وہ قدیم (اللہ) تیرے سامنے پہاڑوں کو لاتا ہے

تا کہ قوالی و سرنائی کنند — جملہ پیشت بادپیمائی کنند
تاکہ وہ (تیرے لئے) قوالی اور شہنائی بجائیں — سب تیرے سامنے نغمہ سرائی کریں

تا بدانی نالہ چوں کہ رار واست — بے لب و دنداں ولی را نالہ ہاست
تاکہ تو سمجھ لے کہ جب پہاڑ کا نالہ ہو سکتا ہے — تو ولی کے نالے، بغیر ہونٹ اور دانتوں کے ہیں

نغمۂ اجزائے آں صافی جسد — ہر شبے در گوش حسش میرسد
اُس صاف جسم کے اجزاء کا نغمہ — ہر رات کو اُس کے حس کے کان میں پہنچتا ہے

ہمنشیناں نشنوند او بشنود — اے خنک جاں کو بغیبش بگرود
ہمنشین نہیں سنتے، وہ سنتا ہے — وہ جان قابل مبارکباد ہے جو اُسکی نادیدہ باتوں کی گرویدہ ہو

---

[1] دیدہا۔ اُن کے باطنی اوصاف ایسے ہیں کہ اُن کی گرد بھی آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے اور اُنکی ہمت مردانہ پہاڑوں کو ہلا دیتی ہے۔ موسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کے قدوم میمنت لزوم سے کوہ طور رقص کرنے لگا تھا۔ یا جبال۔ حضرت داؤدؑ کے بارے میں پہاڑوں اور پرندوں کو حکم ہوا تھا کہ وہ اُن کے ہم نغمہ بنیں۔

[2] ہر دو۔ حضرت داؤدؑ اور پہاڑ اللہ کے عشق میں ہم نغمہ بن گئے تھے۔ پردہ۔ راگ۔ گفت۔ حضرت حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ سے فرمایا تھا تو میرے فراق میں مبتلا ہے اور دوستوں سے جدا ہے۔

[3] مطربان۔ فراق کا غم فرو کرنے کے لئے محفل اور قوالی کی ضرورت ہے لہٰذا میں پہاڑوں میں یہ کیفیت پیدا کئے دیتا ہوں۔ سرنائی۔ سورنائی یعنی خوشی کی نے، شہنائی۔ بادپیمائی چونکہ مضامیر میں پھونک سے آواز پیدا ہوتی ہے لہٰذا اُس کے بجانے کو بادپیمائی کہا جاتا ہے۔ تا بدانی۔ پہاڑوں کو نالے میں مبتلا کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ بے لب و دنداں بھی نالہ ہوتا ہے جو اولیاء کرتے ہیں۔ نغمہ۔ اولیاء کے دل کے نالوں کو اُنکے کان سنتے ہیں تم نہیں سن سکتے لیکن اُن کی اس کیفیت پر یقین کرنا تمہاری صلاحیت ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

۱؎ بنگر در نفسِ خود صد گفتگو — همنشین او نبرده هیچ بو

وہ اپنے نفس میں سینکڑوں گفتگوئیں دیکھتا ہے — (اور) اس کے ہمنشین کو کچھ پتہ نہیں ہے

صد سوال و صد جواب اندر دلت — میرسد از لامکان تا منزلت

تیرے دل میں سینکڑوں سوال اور سینکڑوں جواب — لامکان سے تیرے مقام تک پہنچتے ہیں

بشنوی تو نشنود زاں گوشہا — گر بنزدیک تو آرد گوش را

تو سنتا ہے، وہ ان کانوں سے نہیں سنتا — اگرچہ وہ کانوں کو تیرے قریب لے آئے

گیر م اے کر خود تو آں را نشنوی — چوں مثالش دیدہ چوں نکردی

اے بہرے! میں مانتا ہوں تو اسکو نہیں سنتا ہے — جب تو نے اسکی ایک مثال دیکھ لی تو اسکو کیوں نہیں سمجھتا

جواب طعنہ زنندہ بر مثنوی از قصورِ فہمِ خود

اپنی سمجھ کی کوتاہی کی وجہ سے مثنوی پر اعتراض کرنے والوں کا جواب

اے سگِ طاعن تو عوعو میکنی — طعنِ قرآں را بروں شو می کنی

اے طعنہ دینے والے کتے! تو بھوں بھوں کرتا ہے — قرآن پر طعنہ کے لئے راستہ بناتا ہے

ایں نہ آں شیرست کز وے جاں بری — یا ز پنجہ قہرِ او ایماں بری

یہ وہ شیر نہیں ہے جس سے تو جان بچا سکے — یا اس کے غضب کے پنجہ سے ایمان کو بچا سکے

تا قیامت میزند قرآں ندا — اے گروہِ جہل را گشتہ فدا

قیامت تک کے لئے قرآن آواز دے رہا ہے — اے نادانی پر فدا، گروہ!

مر مرا افسانہ می پنداشتید — تخمِ طعن و کافری می کاشتید

تم نے مجھے ایک افسانہ سمجھا — طعنے اور کفر کا بیج بو رہا ہے

خود بدیدید آنکہ طعنہ می زدید — کہ شما فانی و افسانہ بدید

تم جو طعنہ زنی کرتے تھے تم نے خود دیکھ لیا — کہ تم خود فنا ہونے والے اور افسانہ بن گئے

من کلامِ حقم و قائم بذات — قوتِ جانِ جان و یاقوتِ زکات

میں اللہ کا کلام اور (اللہ کی) ذات سے قائم ہوں — روح کی روح کی غذا اور پاک یاقوت ہوں

نورِ خورشیدم فتادہ بر شما — لیک از خورشید ناگشتہ جدا

میں سورج کا نور ہوں جو تم پر پڑ رہا ہے — لیکن سورج سے جدا نہیں ہوا ہے

نک منم ینبوعِ آں آبِ حیات — تا رہانم عاشقاں را زیں ممات

یہ میں، اس آبِ حیات کا چشمہ ہوں — تاکہ عاشقوں کو اس موت سے نجات دلادوں

۱؎ بنگرد۔ اولیاء کے روحانی مکالمات جاری رہتے ہیں۔ پاس بیٹھنے والے ان سے بے خبر رہتے ہیں۔ لامکاں۔ عالم غیب۔ زآں گوشہا۔ روحانی مکالمہ حسی کانوں سے نہیں سنا جاسکتا۔ گیرم۔ عوام بہرے ہیں۔ جو ان کو نہیں سنتے ہیں لیکن جبکہ وہ مختلف کرامات دیکھ چکے ہیں تو ان کو ان کا معتقد ہو جانا چاہیئے۔

۲؎ عوعو۔ کتے کے بھونکنے کی آواز۔ طعنِ قرآں۔ یعنی مثنوی جو کہ بزبانِ پہلوی قرآن ہے اسپر اعتراض دراصل قرآن پر اعتراض ہے لیکن براہِ راست قرآن پر اعتراض کرنے کی ہمت نہیں اسلئے بچاؤ کی یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ مثنوی پر اعتراضات کئے جائیں۔ برمن شو مخلص، گریز گاہ۔ ایں۔ لیکن قرآن پر اعتراض کرنا اتنا آسان بات نہیں ہے یہ صریحی کفر ہے۔ تا قیامت۔ قیامت تک یعنی قرآن کا اعلان ہے کہ قرآن کو افسانہ اور اساطیر کہنے والے خود تباہ و برباد ہونگے اور ان کا وجود خود افسانہ بنکر رہ جائے گا۔

۳؎ من۔ کلام اللہ کی ذاتی صفت ہے جو ذاتِ باری کے ساتھ قائم ہے۔ نورِ خورشید۔ ذاتِ خداوندی بمنزلہ سورج کے اور صفات بمنزلہ نور کے ہیں جو سورج کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ ینبوع۔ چشمہ یعنی قرآن آبِ حیات کا ایسا سرچشمہ ہے کہ جو اس سے سیراب ہوجائیگا

www.pdfbooksfree.pk

گر چُناں[1] گندۂ آزِ تاں نیگختے — جرعۂ بر گورِ تاں حق ریختے

اگر تمہاری حرص ایسی گندگی نہ اچھالتی — اللہ (تعالیٰ) تمہاری قبر پر ایک گھونٹ بہا دیتا

نے بگیرم گفت و پندِ آں حکیم — دل نگردانم بہرِ طعنِ سقیم

نہیں میں اس دانا کا قول اور نصیحت اختیار کرتا — ہر کمزور طعنے کی وجہ سے دل کہیں پھیرتا ہوں

مثل نوں دَر رمیدن کُرّۂ[2] اسپ از خوردنِ آب بسببِ شخولیدنِ سائیساں

سائیسوں کے سیٹی بجانے سے گھوڑے کے بچھیرے کے پانی سے بھڑکنے کی مثال دینا

آنکہ فرمود ست اُو اندر خطاب — کُرّہ و مادر ہمی خوردند آب

جو گفتگو میں انھوں نے فرمایا — بچھیرا اور ماں پانی پی رہے تھے

می شخولیدند ہر دم آں نفر — بہرِ اسپاں کہ بلازیں آب خور

وہ جماعت ہر وقت سیٹی بجا رہی تھی — گھوڑوں کے لئے، کہ پانی کی طرف متوجہ رہو

آں شخولیدن بکُرّہ می رسید — سر ہمی برداشت و زِ خود می رمید

وہ سیٹی بجانا بچھیرے کو پہنچتا تھا — (وہ) سر اٹھا لیتا تھا اور خود بخود بھاگتا تھا

مادرش پُرسید کاے کُرّہ چرا — می رمی ہر ساعتے زیں استقا

اس کی ماں نے دریافت کیا اے بچھیرے! کیوں — تو پانی پینے سے ہر وقت بھاگتا ہے؟

گفت کُرّہ می شخولند ایں گروہ — زِ اتفاقِ بانگِ شاں دارم شکوہ

بچھیرے نے کہا، یہ لوگ سیٹی بجاتے ہیں — مجھے ان کی آواز کے اکٹھا ہونے سے ڈر لگتا ہے

پس دلم می لرزد از جامی رود — زِ اتفاقِ نعرہ خوفم می رسد

تو میرا دل لرزتا ہے، بے قابو ہو جاتا ہے — اُن کے نعروں کے ملنے سے مجھے ڈر لگتا ہے

گفت مادر تا جہاں بُودست[3] ایں — کارِ افزایاں بُدند اندر زمیں

ماں نے کہا، جب سے یہ دنیا (بنی) ہے — فضول کام کرنے والے زمین میں ہوئے ہیں

ہیں تو کارِ خویش کُن اے ارجمند — زُود کایشاں رِیشِ خود بر می کنند

اے اقبال مند! خبردار! تو اپنا کام کر — عنقریب وہ خود اپنی داڑھی نوچیں گے

وقت تنگ و میر وَد آبِ فراخ — پیش ازاں کز ہجر گردی شاخ شاخ

وقت تنگ ہے، اور پانی تیزی سے جا رہا ہے — اس سے پہلے کہ فراق میں تیرا جوڑ جوڑ (جدا) ہو جائے

[1] گر چُناں۔ اگر منکرین قرآن پر اعتراض نہ کرتے تو انکی قبروں پر بھی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ معترضین کے اعتراضات سے میں مثنوی لکھنا بند نہ کروں گا اور ان اعتراضات کی طرف توجہ نہ دونگا۔ مثل۔ بچھیرے کو اسکی ماں نے سمجھایا تھا کہ سیٹیوں سے نہ بدک پانی پینے میں مشغول رہ اسی طرح میں اعتراضات سے قطع نظر کر کے اپنے کام میں لگا رہوں گا۔ آؤ۔ یعنی حکیم ثنائی غزنوی۔

[2] کُرّہ۔ بچھیرا جس پر سواری نہ کی جاتی ہو۔ شخولیدن سیٹی بجانا۔ بہرِ اسپاں سائیس گھوڑوں کو پانی پلاتے وقت سیٹی بجاتے ہیں تاکہ وہ پانی پینے میں مشغول رہیں۔ آں یعنی سیٹی بجانے سے بچھیرا چونکہ پانی سے بھاگتا تھا۔ استقاء۔ سیرابی حاصل کرنا۔

[3] کارافزا۔ کام کو پھیلاوے میں ڈالنے والے، بیکار کام کرنے والے۔ ریش کندن۔ اپنا نقصان کرنا، شرمندہ ہونا۔ آب فراخ۔ یعنی زندگی کی نہر۔ ہجر۔ یعنی موت کی وجہ سے تیرا جوڑ جوڑ جدا ہو جائے۔

www.pdfbooksfree.pk

شہرہ کاریزے[1] ست پُر آبِ حیات
آبِ حیات سے بھری مشہور نہر ہے

آب کش تا بَر دہد از تو نبات
پانی ڈال تاکہ تیرے پودے پھل دیں

آبِ خضرؑ از جوئے نطقِ اولیا
اولیاء کی گفتگو کی نہر سے، خضر والا پانی

می خوریم اے تشنۂ غافل بیا
ہم پیتے ہیں، اے غافل پیاسے! آجا

گر نہ بینی آب کور انہ بفن
اگر تو اندھے پن سے پانی کو نہیں دیکھتا تدبیر کیسا تو

سوئے جو آور سبو در جوئے زن
ٹھلیا نہر کی جانب لا (اور) نہر میں ڈبو دے

چوں شنیدی کاندریں جو آبست
جب تو نے سن لیا، کہ اس نہر میں پانی ہے

کور را تقلید باید کار بست
اندھے کو تقلید کو کام میں لانا چاہیئے

جو فرو بر مشک آب اندیش را
پانی میں مشک کر نیوالی مشک کو نہر میں ڈبو دے

تا گراں بینی تو مشک خویش را
تاکہ تو اپنی مشک کو بھاری دیکھے

چوں گراں دیدی شوی تو ممتدل
جب تو بھاری دیکھ لے گا تو صاحب دلیل بنجائیگا

رست از تقلید خشک آنگاہ دل
اس وقت دل خشک تقلید سے نجات پا جائیگا

گر نہ بیند[2] کور آب جو عیاں
اگرچہ اندھا نہر کے پانی کا مشاہدہ نہیں کرتا ہے

لیک داند چوں سبو بیند گراں
لیکن سمجھ لیتا ہے، جب ٹھلیا کو بھاری دیکھتا ہے

کہ ز جو اندر سبو آبے برفت
کیونکہ نہر سے، ٹھلیا میں پانی پہنچ گیا

کایں سبک بُد او گراں شد ز آب رفت
اس لئے کہ یہ ہلکی تھی، بھاری پانی سے بھاری ہوگئی

زانکہ ہر بادے مرادر می ربود
کیونکہ ہر ہوا مجھے پھسلا دیتی تھی

بادمی نربایدم ثقلم فزود
(اب) ہوا مجھے نہیں پھسلاتی ہے میرا بوجھ بڑھ گیا

مر سفیہاں را رباید ہر ہوا
بیوقوفوں کو ہر ہوا پھسلا دیتی ہے

زانکہ نبود شاں گرانی وقوی
کیونکہ اُن میں بھاری پن اور قوتیں نہیں ہوتی ہیں

کشتیِ[3] بے لنگر آمد مر دِ شر
شریر آدمی بے لنگر کی کشتی ہے

کہ ز بادِ کژ نیابد او حذر
کہ مخالف ہوا سے اس کا بچاؤ نہیں ہوتا ہے

لنگرِ عقل ست عاقل را اماں
عقلمند کے لئے عقل کا لنگر باعثِ امن ہے

لنگرے دریوزہ کن از عاقلاں
عقلمندوں سے لنگر مانگ لے

اُو مدد ہائے خرد چوں در ربود
جب وہ عقل کی مدد میں حاصل کر لیتا ہے

از خزینہ دُرِّ آں دریائے جود
اُس سخاوت کے دریا کے موتیوں کے خزانے سے

---

[1] کاریز۔ بوزن خانہ پانی کی نالی کو کہتے ہیں جو اس طرح بنائی جاتی تھی کہ زمین میں سے پانی اس کے ذریعہ سے سطح زمین پر بہنے لگتا تھا اور باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا تھا یہاں کاریز سے شیخ اور بزرگ مراد ہے۔ آبِ خضرؑ یعنی آبِ حیات۔ گر نہ بینی۔ اگر تجھے اس دلی کی کوئی کرامت نظر نہیں آتی ہے تو بے دیکھے ہی تعلق پیدا کرلے پھر تجھے انکی بزرگی کا یقین آجائیگا۔ اگر اندھے کو نہر کا پانی نظر نہ آئے تو اس کو چاہیئے کہ اس نہر میں ٹھلیا ڈبو کر دیکھے پانی سے بھر جائے گی تو پانی کے ہونے کا یقین آجائیگا۔ از تقلید پہلے تو اس کا فعل محض دیکھا دیکھی تھا اب اس کے دل کو یقین حاصل ہو جائیگا۔

[2] گر نہ بیند۔ اندھے کو ٹھلیا بھر جانے سے پانی کا یقین ہو جائے گا۔ زانکہ۔ اس کو اپنا بھاری پن اور اپنی مشک کا بھرا ہوا ہونا اس وقت معلوم ہوگا جب وہ دیکھے گا کہ نفس ہوا اس کو نہیں اڑا سکتی اور وہ بھاری بھرکم بنگیا۔ مر سفیہاں۔ جو لوگ بیوقوف ہیں اور بزرگوں سے فیضیاب نہیں ہیں ان کی ٹھلیا ہلکی ہوتی ہے خواہش کی ہوا انکو اڑائے پھرتی ہے۔

[3] کشتی۔ شیخ کا تعلق شخص کے لنگر کی طرح ہے جو کشتی کو باد مخالف کیساتھ بہنے سے روکتا ہے۔ از عاقلاں۔ چونکہ تجھ میں عقل کا لنگر نہیں ہے تو بزرگوں کی عقل

www.pdfbooksfree.pk

زیں[1] چنیں امداد دل پُرفن شود — بجہد از دل چشم ہم روشن شود

اِس طرح کی مدد سے دل صاحبِ تدبیر ہو جاتا ہے — دل سے (آگے) بڑھتا ہے آنکھیں بھی روشن ہو جاتی ہیں

زانکہ نور از دل بریں دیدہ نشست — تا چو دل شد دیدۂ تو عاطل ست

کیونکہ نور دل سے اِن آنکھوں میں آتا ہے — جب دل ضائع ہو گیا، تیری آنکھ بیکار ہے

دل چو بُرّانوارِ عقلی برزند — زاں نصیبے ہم بدو دیدہ دہد

جب دل عقل نوروں پر قابو پا لیتا ہے — وہ دونوں آنکھوں کو بھی اُس سے حصّہ دیتا ہے

پس بداں کاب مبارک از آسماں — وحیِ دلہا باشد و صدقِ بیاں

پھر جان لے کہ آسمان سے بابرکت پانی — دلوں کی وحی اور بیان کی سچائی بنتا ہے

ما چو آں کُرّہ، ہم آب جو خوریم — سوئے آں و سواسِ طاعن ننگریم

ہم بھی اُس بچھرے کی طرح نہر کا پانی پئیں گے — اِس طعنہ دینے والوں کے وسوسوں کی طرف نظر نہ کریں گے

پیرو[2] پیغمبرانی رہ سپر — طعنۂ خلقاں ہمہ بادی شمر

تو پیغمبروں کا پیرو ہے، راستہ طے کر — لوگوں کے طعنہ کو بالکل ہوائی سمجھ

آں خداوندان کہ رہ طے کردہ اند — گوش با بانگِ سگاں کے کردہ اند

جن آقاؤں نے راستہ طے کیا ہے — انھوں نے کتوں کے بھونکنے پر کب کان دھرا ہے؟

باز گو کاں پاکباز و شیرِ مرد — اندراں مسجد چہ بنمودش چہ کرد

پھر بتا اُس پاکباز اور شیرِ مرد کو — اُس مسجد میں اُسکو کیا نظر آیا، اُس نے کیا کیا؟

بقیۂ قصّۂ مہمان و مسجدِ مہمان کُش

مہمان اور مہمان کو قتل کرنیوالی مسجد کے قصّے کا بقیہ

خُفتہ[3] در مسجد خود اُو را خواب کو — مردِ غرقہ گشتہ چوں خسپد بجُو

وہ مسجد میں لیٹ گیا، اُس کو نیند کہاں — ڈوبا ہوا انسان، نہر میں کیسے سوئے

خواب مُرغ و ماہیاں باشد ہمے — عاشقاں را زیرِ غرقاب غمے

پرندوں اور مچھلیوں کی نیند ہوتی ہے — عاشقوں کے لئے غم کے ڈباؤ پانی میں

نیم شب آواز با ہولے رسید — کایم آیم بر سرت اے مُستفید

آدھی رات کو خوفناک آواز آئی — اے فائدہ مند! میں آتا ہوں میں آتا ہوں تیرے سر پر

پنج کرّت ایں چنیں آوازِ سخت — می رسید و دل ہمی شد لخت لخت

اِس طرح کہ سخت آواز پانچ مرتبہ — آئی اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا

[1] زیں چنیں۔ یہ مدد پہلے دل کو حاصل ہوتی ہے پھر اُس سے آنکھیں منوّر ہوتی ہیں۔ زانکہ۔ نورِ حسّی اور نورِ باطنی کا اصالۃً تعلق دل سے ہوتا ہے اُس سے آنکھ میں منتقل ہوتا ہے اِس لئے جب حرکتِ قلب بند ہو جاتی ہے تو آنکھوں کی بینائی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ پس بداں تجلیاتِ رب کا نزول دل پر ہوتا ہے۔ آبِ چو۔ جبکہ آسمانی پانی کا نزول دل پر ہوتا ہے تو ہمیں اُس بچھرے کی طرح پانی پینے میں لگا رہنا چاہیئے اور مُعترضین کی سیٹیوں سے نہ بدکنا چاہیئے۔

[2] پیرو۔ سالک پیغمبروں کا پیرو ہے تو جس طرح پیغمبروں کی طعنہ زنی کی وجہ سے اپنا کام نہیں چھوڑا سالک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیئے۔ بانگِ سگاں۔ یعنی مخالفوں کے اعتراضات۔

[3] خُفتہ۔ یعنی وہ عاشق مسجد میں لیٹ گیا لیکن اُس کو نیند نہ آئی اِس لئے کہ وہ عشق میں ڈوبا ہوا تھا اور ڈوبے ہوئے کو نیند سے کیا واسطہ۔ خواب۔ عاشق کی نیند تو اِسی طرح کی ہے جیسے اُڑنے پرند کی یا تیرتی مچھلی کی مُستفید فائدہ اُٹھانے والا۔

www.pdfbooksfree.pk

تفسیر آیہ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي

اس آیت کی تفسیر اور اُن پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا اور اُن کے ساتھ ساجھا لگا

الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا غُرُوْرًا

مالوں میں اور اولاد میں اور اُن سے وعدہ کر اور نہیں وعدہ کرتا ہے اُن سے شیطان مگر دھوکے کا

تو چو عزم دیں کنی با اجتہاد — دیو بانگت بر زند اندر نہاد

جب تو کوشش سے دین کا قصد کرتا ہے — جسم کے اندر سے شیطان تجھ آواز دیتا ہے

کہ مرو زاں سو بیندیش اے غوی — کہ اسیر رنج و درویشی شوی

کہ اے گمراہ! اِس طرف نہ جا، سوچ لے — کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائیگا

بینوا گردی زیاراں وا بری — خوار گردی و پشیمانی خوری

تو مفلس بن جائے گا، یاروں سے بچھڑ جائیگا — ذلیل ہو جائے گا اور پریشانی اُٹھائے گا

تو ز بیم بانگ آں دیو لعیں — وا[2] گریزی در ضلالت از یقیں

تو اُس ملعون شیطان کی آواز کے ڈر سے — یقین سے گمراہی میں لوٹ جاتا ہے

کہ ہلا فردا و پس فردا مراست — راہِ دیں پوئیم کہ مہلت پیش ماست

کہ ہاں کل، اور پرسوں میرے لئے ہے — دین کے راستہ پر دوڑ پڑونگا کیونکہ مہلت ہمارے سامنے ہے

مرگ را بینی کہ اُو از چپ و راست — می کشد ہمسایہ را تا بانگ خاست

تو موت کو دیکھتا ہے، کہ وہ بائیں دائیں سے — پڑوسی کو کھینچ رہی ہے حتیٰ کہ آواز بلند ہوئی

باز عزم دیں کنی از بیم جاں — مُردہ سازی خویشتن را یک زماں

جان کے ڈر سے تو پھر دین کا ارادہ کرتا ہے — تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مُردہ بنا لیتا ہے

پس سلاح از علم سازی و حکم — کہ من از خوفے نیارم پائے کم

پھر تو علم اور حکمتوں کے ہتھیار باندھتا ہے — کہ میں ڈر کی وجہ سے سست رفتار نہ رہوں گا

باز[3] بانگے بر زند بر تو ز مکر — کہ بترس و باز گرد از تیغ فقر

وہ پھر مکاری سے تجھے پکارتا ہے — کہ افلاس کی تلوار سے ڈر، اور باز آجا

باز بگریزی ز راہِ روشنی — آں سلاح علم و فن را بفگنی

پھر تو نور کے راستہ سے واپس بھاگ پڑتا ہے — علم اور فن کے ہتھیار پھینک دیتا ہے

سالہا او را بیانگے بندہ — در چنیں ظلمت نمد افگندہ

تو آواز کی وجہ سے سالوں سے اُس کا غلام بنا ہوا ہے — ایسی ہی تاریکی میں تو مقیم ہے

---

[1] تفسیر غیبی آواز نے اس مہمان کو صرف ڈرایا اور اُس کا ڈرانا غیر واقعی تھا اسی طرح شیطان سالک کو ڈراتا ہے جو محض دھمکی ہوتی ہے آئندہ اشعار میں اس کی تفصیل ہوگی۔ ترجمہ: جب انسان دینداری اختیار کرنے کا عزم کرتا ہے تو شیطان اُس کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے۔ بیوقوف۔ دین کے کاموں میں لگے گا تو کمائی سے محروم ہو کر مفلس بن جائیگا، مفلس کا نہ کوئی دوست رہتا ہے اور نہ کوئی مددگار پریشان اور ذلیل بن جاتا ہے۔

[2] واگریزی۔ دینداری کا ارادہ کرنے والا گمراہی کی طرف لوٹ پڑتا ہے اور دنیا میں لگ جاتا ہے۔ کہ ہلا۔ اول میں سوچنے لگتا ہے کہ نیکی کرنے کا بہت وقت ہے آئندہ نیکی کرلونگا مرگ۔ پڑوسی کی موت سے کچھ تنبیہ ہوتی ہے اور پھر دین کی طرف دوڑتا ہے اور علم و حکمت سے کام لیکر کہتا ہے کہ میں فقر کے خوف سے دین سے منھ نہ موڑوں گا۔

[3] باز شیطان پھر اس کو دھوکے دیتا ہے۔ باز بگریزی۔ انسان پھر اس کے دھوکے میں آکر دین سے منھ موڑتا ہے۔ سالہا۔ سالہا سال انسان اسی کشمکش میں گذار دیتا ہے اور معصیت کی تاریکی میں بسر کرتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

هَیبت[1] بانگِ شیاطیں خَلق را — بَند کَرد دست و گرفتہ حَلق را
شیطانوں کی آواز کے ڈر نے مخلوق کو — باندھ دیا ہے، اور گلا دبا دیا ہے

تا چُناں نومید شُد جاں شاں ز نور — کہ روانِ کافراں زاہلِ قبور
یہاں تک کہ نورِ الٰہی سے اُنکی جان اِسطرح ناامید ہوگئی ہے — جس طرح کہ مُردہ کافروں کی جان

ایں شکوہِ بانگِ آں ملعوں بُود — ہیبتِ بانگِ خدائی چوں بُود
یہ اُس ملعون کی آواز کا دبدبہ ہے — تو خدائی آواز کی ہیبت کیا ہوگی؟

ہیبتِ بازست بر کبکِ نجیب — مر مگس را نیست زاں ہیبت نصیب
باز کا خوف شریف چکور کو ہے — اِس ہیبت میں مکھی کا حصہ نہیں ہے

زانکہ[2] نبوَد باز صیادِ مگس — عنکبوتاں می مگس گیرند و بس
کیونکہ باز، مکھی کا شکاری نہیں ہوتا — مکڑیاں صرف مکھی پکڑتی ہیں

عنکبوتِ دیو بر چوں تو ذُباب — کرّ و فر دارد نہ بر کبک و عُقاب
شیطان کی مکھی تجھ جیسی مکھی پر — دبدبہ رکھتی ہے، نہ کہ چکور اور شاہین پر

بانگِ دیواں گلّہ بانِ اَشقیاست — بانگِ سُلطاں پاسبانِ اَولیاست
شیطانوں کی آواز بدبختوں کی گلہ بان ہے — شاہ کی آواز، اولیاء کی محافظ ہے

تا نیامیزد بہم بینا و کور — قطرہ از بحرِ خوش با بحرِ شور
تاکہ بینا اور نابینا آپس میں نہ مل جائیں — میٹھے سمندر کا قطرہ کھارے سمندر سے

رسیدن[3] بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد را
مسجد کے مہمان کو آدھی رات میں جادو کی آواز کا پہنچنا

بشنو اکنوں قصّہ آں بانگِ سخت — کہ نرفت از جا بداں آں نیک بخت
اب اُس سخت آواز کا قصہ سُن — اُس سے وہ نیک بخت جگہ سے نہ ہلا

گفت چوں ترسم چو ہست ایں طبلِ عید — تا دہل ترسد کہ زخم اُو را رسید
اُسنے کہا میں کیوں ڈروں جبکہ یہ عید کا نقارہ ہے — ڈھول ڈرے کیونکہ چوٹ اُس پر پڑی ہے

اَے دُہلہائے تہیِ بے قلوب — قسمتاں از عید جاں شُد زخم چوب
اے خالی ڈھولو، بے دِلو! — جان کی عید میں سے تمہارا حصہ لکڑی کی چوٹ ہے

---

[1] ہیبت۔ شیطانی آواز نہ دین کی راہ پر چلنے دیتی ہے نہ غذاءِ روحانی کھانے دیتی ہے تاچناں۔ اُن کی روحوں پر ایسی ہی مایوسی طاری ہے جیسی کہ کافروں کی روحوں پر مرنے کے بعد طاری ہوگی۔ اِس شیطانی آواز کے جب یہ اثرات ہیں تو خدائی آواز کے اثرات اِس سے بہت بڑھے ہوئے ہونگے۔ ہیبت۔ خدائی آواز اگرچہ شیطانی آواز سے بڑھی ہوئی ہے لیکن تم پر اُس کے اثرات اِس لئے مرتب نہیں ہوتے کہ تم اُس کے اہل نہیں ہو جس طرح کہ باز کی آواز کی ہیبت لاحال مکڑی کی آواز کی ہیبت سے بڑھی ہوئی ہے لیکن اُس سے مکھی متاثر نہیں ہے۔

[2] زانکہ اگر تم خدائی آواز کے اہل ہوتے تو لاحال اُس سے متاثر ہوتے جس طرح کہ کبک اُس کی آواز سے متاثر ہوتی ہے مکھی چونکہ باز کا شکار نہیں ہے لہٰذا وہ متاثر نہیں ہوتی ہے۔ عنکبوت۔ تم خود بمنزلہ مکھی کے ہو اِس لئے مکڑی (شیطان) کی آواز تم پر اثر انداز ہے۔ بانگِ شیطان۔ خدائی آواز کے اہل اولیاء اللہ ہیں لہٰذا اُن پر وہ اثر انداز ہے، مکڑی (شیطان) کی آواز کا اُن پر کوئی اثر نہیں ہے اِسی لئے قرآن میں شیطان کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ "بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی دبدبہ نہیں ہے"

[3] رسیدن۔ یہ امتیاز اِسی لئے رکھا گیا ہے کہ اولیاء اللہ اور غیر اولیاء اللہ باہمی متمیز رہیں ——— [3] رسیدن۔ خدائی اور شیطانی آواز کے اثرات کے بعد اب اُس آواز کا ذکر کرتے ہیں جو مہمان نے مسجد میں سُنی اُس آواز نے اُسکو خوفزدہ نہ کیا طبلِ عید۔ موت کی علامات اہل اللہ کیلئے خوشی کا سبب ہیں۔ دہل۔ ڈھول یعنی اہلِ دنیا جو نورِ باطنی سے خالی ہیں۔ عیدِ جاں۔ یعنی موت۔ جو اہل اللہ کی خوشی کا باعث ہے وہ اہلِ دنیا کے لئے تکلیف کا سبب ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

شُد قیامت عید و عیدِ ینّاں دُہل
قیامت عید ہے اور بے دین ڈھول ہیں

ما چو اہلِ[1] عید خنداں ہمچو گُل
ہم چونکہ عید والے ہیں پھول کی طرح مسکرا رہے ہیں

بشنو اکنوں این دُہل چوں بانگ زد
اب سُن! اس ڈھول نے جب آواز دی

دیگِ دولت با چگونہ می پزد
دولت کے شوربے کی دیگ کس طرح پکتی ہے

چونکہ بشنود آں دُہل آں مردِ دید
جب اس ڈھول کو اس دیدہ ور نے سُنا

گفت چوں ترسد دلم از طبلِ عید
اُس نے کہا میرا دل عید کے نقارے سے کیوں ڈرے

گفت با خود ہیں طرزاں دل کوزہ ایں
اُس نے اپنے آپ سے کہا خبردار اے دل کوزہ لرز اکیونکہ اس سے

مُردِ جانِ بد دلانِ بے یقیں
بے یقین، بددلوں کی جان مری ہے

وقت آں آمد کہ حیدر سوارِ من
وہ وقت آگیا ہے کہ میں حیدرؓ کی طرح

مُلک گیرم یا بپردازم بدن
ملک فتح کروں، یا جسم کو خالی کردوں

برجہید و بانگ برزد کاے کیا
وہ کودا اور چیخا، اے پہلوان!

حاضرم اینک اگر مردی بیا
میں حاضر ہوں، اگر تو بہادر ہے آجا

دَر[2] زماں بشکست زاں آواز آں طلسم
وہ طلسم، آواز سے فوراً ٹوٹ گیا

زر ہمی ریزید ہر سُو قسم قسم
طرح طرح کا سونا ہر طرف بکھرنے لگا

ریخت چنداں زر کہ ترسید آں پسر
اس قدر سونا بہا، کہ وہ لڑکا ڈرا

تا نگیرد زر ز پُر می راہِ دَر
کہ سونا کثرت کی وجہ سے دروازے کا راستہ بند

پُر شُد آں مسجد ز زر ہر جائگاہ
ہر جگہ سے وہ مسجد سونے سے بھر گئی

مُرد حیراں شد ز تقدیرِ الٰہ
(اللہ تعالیٰ) کی تقدیر سے مُرد حیران ہوگیا

بعد ازاں برخاست آں شیرِ غیید
اس کے بعد وہ بہادر شیر اُٹھا

تا سحر گہ زر بہ بیروں می کشید
(اور) صبح تک سونا باہر نکالتا رہا

دفن میکرد و ہمی آمد بزر
دفن کرتا اور سونا نکالتا

با جوالؔ[3] و تو برہ بارِ دگر
تھیلے، اور توبرے سے دوبارہ

گنجہا بنہاد آں جانباز ازاں
اُس سے اُس بہادر نے خزانے بھرے

کوریؔ و ترسانی واپس خراں
واپس بھاگنے والوں کے اندھے پن اور خوف

ایں زرِ ظاہر بخاطر آمدست
یہ ظاہری سونا دل میں آیا ہے

در دلِ ہر کور دونِ زر پرست
کے لئے
ہر کمینے، زر پرست، اندھے کے دل میں

---

[1] اہلِ عید۔ عید کا نقارہ بجتا ہے تو عید منانیوالے خوش ہوتے ہیں۔ یعنی ظلم کے ڈھول نے جب خوفناک آواز دی تو اس ولی کو کس قدر خلجان پہنچا۔ دیگِ دولت با۔ یعنی دیگِ دولتِ شوربا۔ چگونہ۔ یعنی اہلِ عید کے لئے کس قسم کے کھانے تیار کرتی ہے۔ حیدر۔ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ حیدر وار یعنی بہادرانہ۔ کیا۔ پہلوان۔

[2] در زماں۔ اسی مہاں کی آواز سے وہ طلسم ٹوٹ گیا اور زر پاشی شروع ہوگئی۔ ریخت۔ اتنا سونا برسا کہ اس کو دروازے کا راستہ بند ہوجانے کا خیال پیدا ہوگیا۔ عید۔ اگر تاء سے ہے تو بمعنی حاضر اور مہیا ہے اور اگر نون سے عنید ہے تو سرکش اور بہادر کے معنی میں ہے

[3] جوال۔ بورا جس میں سامان بھر کر اونٹ پر لادا جاتا ہے۔ توبرہ۔ وہ تھیلا جس میں دانہ بھر کر گھوڑے کے منہ پر باندھ دیا جاتا ہے۔ کوری۔ یعنی بہرِ کوری۔ الخ۔ اس قصہ میں جو سونا برسنے کی بات آئی ہے اس سے اہلِ ظاہر اور دنیادار زر پرست دنیادی سونا سمجھے گا۔ حالانکہ اس سے مراد انوار و برکاتِ خداوندی ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

کودکاں[1] اسفالہا را بشکنند — نام زر بنہند و در دامن کنند

بچے، ٹھیکروں کو توڑتے ہیں — سونا کہتے ہیں، اور دامن میں کر لیتے ہیں

اندراں بازی چو گوئی نام زر — آں کند در خاطر کودک گذر

اُس کھیل کود میں جب تو سونے کا نام لے گا — بچے کے خیال میں وہی آئے گا

بل زرِ مضروب ضربِ ایزدی — کو نگردد کاسد آمد سرمدی

بلکہ خدائی ٹکسال کا ڈھلا ہوا سکہ — جو کھوٹا نہیں ہوتا ہے، دائمی ہے

آں زرے کیں زر ازاں زر تاب یافت — گوہر و تابندگی و آب یافت

وہ سونا کہ اس سونے نے اُس سے رونق حاصل — جوہر، اور چمک، اور رونق پائی ہے

آں زرے کہ دل از و گردد غنی — غالب آید بر قمر در روشنی

وہ سونا کہ دل اُس کی وجہ سے غنی ہے — روشنی میں، چاند پر غالب آجائے

شمع[2] بود آں مسجد و پروانہ او — خویشتن در باخت آں پروانہ خو

وہ مسجد شمع تھی، اور وہ پروانہ تھا — وہ پروانہ مزاج اپنی جان پر کھیل گیا

سوخت پرّش را و لیکن ساختش — بس مبارک آمد آں انداختش

اُس نے اُس کے پَر جلائے لیکن اُسکو بنا دیا — اُس کا جان پر کھیلنا بہت مبارک ہوا

ہمچو موسیٰؑ بود آں مسعود بخت — کاتشے دید او بسوئے آں درخت

وہ نیک بخت حضرت موسیٰؑ کی طرح تھا — کہ انھوں نے اُس درخت کی جانب آگ دیکھی

چوں[3] عنایتہا برو موفور بود — نار می پنداشت آں خود نور بود

چونکہ اُن پر (خداوندی) عنایتیں بھرپور تھیں — وہ آگ سمجھ رہے تھے (حالانکہ) وہ خود نور تھا

مردِ حق را چوں بہ بینی اے پسر — تو گماں داری بر و نارِ بشر

اے بیٹا! جب تو مردِ خدا کو دیکھتا ہے — تو اُس پر انسانی آگ کا گمان کرتا ہے

تو ز خود می آئی و آں در تو است — نار و خار و ظن و باطل ایں سو ست

تو اپنے اوپر جاتا ہے، اور وہ تجھ میں ہے — آگ اور کانٹا اور گمان اور باطل اِسی جانب ہے

او درختِ موسیٰؑ ست و پُر ضیا — نور خواں نارش مخواں بارے بیا

وہ (حضرت) موسیٰؑ کا درخت ہے، اور پُر نور ہے — نور کہہ اُس کو نار نہ کہہ، اب آجا

---

[1] کودکاں۔ جس طرح بچے ٹھیکروں کو سونا سمجھتے ہیں اِسی طرح اہلِ دنیا اِس سونے کو جو حقیقتاً ٹھیکرا ہے سونا سمجھتے ہیں۔ اندراں۔ بچوں کے سامنے جب سونے کا ذکر کروگے تو وہ ٹھیکرے مُراد لینگے اِسی طرح دنیاداروں کے سامنے سونے کا ذکر کروگے تو وہ دنیاوی سونا سمجھیں گے۔ بل زر۔ اِس سونے سے مُراد تجلیاتِ رب ہیں۔ مضروب۔ ٹھپہ لگا ہوا۔ ضربِ ٹکسال۔ دل۔ دل اِس چاندی سونے سے اور حریص بنتا ہے جب اُس پر رب کی تجلی پڑتی ہے تب اُس کو غنا حاصل ہوتی ہے

[2] شمع بود۔ اُس مہمان کے لئے مسجد بمنزلہ شمع کے ہوئی اور یہ اُس کا پروانہ تھا سوخت پرش۔ ابتداءً اُس طلسم کی آواز سے دہشت ہوئی تھی۔ انداختش۔ لیکن جب اُس نے جاں نثاری سے کام لیا تو اُس پر تجلیات کا نزول ہوا۔ ہمچو موسیٰؑ۔ اُس مہمان کے لئے یہ آواز ایسی ہی ثابت ہوئی جیسی کہ حضرت موسیٰؑ کے لئے وہ آگ تھی جو درخت کے پاس انھیں نظر آئی تھی وہ آگ نہ تھی نور تھا۔

[3] چوں۔ حضرت موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کی بھرپور عنایتیں تھیں اُن کو آگ کی ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے نور شکل نار نمودار فرمایا کہ رُخ سے اِدھر متوجہ ہوں۔ مردِ حق۔ جب کوئی عام انسان کسی ولی کو دیکھتا ہے تو اُسکو اُس میں صرف بشری اوصاف نظر آتے ہیں۔ نور خود۔ اِس ولی میں اوصافِ بشری کا نظر آنا خود اُسکی طبیعت کا عکس ہے چونکہ وہ خود صرف انہی اوصاف سے متصف ہے لہٰذا اُسکو صرف وہی نظر آتے ہیں حالانکہ وہ ولی اُنسے پاک و صاف ہوتا ہے۔ او درختِ موسیٰؑ۔ ولی کو حضرت موسیٰؑ والا درخت سمجھو جس پر بظاہر آگ تھی لیکن وہ درحقیقت نور تھا۔ بارے بیا۔ اُس ولی سے اتصال پیدا کر تب تجھ پر اُسکی حقیقت کھلے گی۔

www.pdfbooksfree.pk

نے فطامِ[1] این جہاں نار نمود — سالکاں نتند آں خود نور بود

کیا اِس دنیا کا چھوڑنا نار نظر نہیں آتا؟ — سالک چل پڑے وہ نور تھا

پس بدانکہ شمعِ دیں بر می شود — این نہ ہمچوں دیگر آتشہا بود

بس تو جان لے کہ دین کی شمع بلند ہوتی ہے — یہ دوسری آگوں کی طرح نہیں ہوتی ہے

این نماید نور و سوزد یار را — واں بصورت نار و گل زوّار را

یہ (دنیاوی شمع) نور نظر آتی ہے اور یار کو جلا دیتی — وہ بظاہر نار ہے اور زیارت کرنیوالوں کیلئے پھول ہے

این[2] چو سازندہ ولے سوزندہ ہے — واں گہ وصلت دل افروزندہ

یہ (بظاہر) سازگار جیسی ہے لیکن جلانیوالی ہے — اور وہ مل جانے پر دل کو روشن کرنیوالی ہے

شکلِ شعلہ نورِ پاکِ سازوار — حاضراں را نور و دوراں را چو نار

شعلہ کی شکل ہے ساز کرنے والی پاک نور ہے — پاس والوں کیلئے نور ہے اور دور والوں کیلئے آگ

این سخن را نیست پایانے پدید — گو حدیثِ عاشق و صدرِ مجید ہے

اِس بات کا خاتمہ نظر نہیں آتا ہے — عاشق اور بزرگ صدر کی بات کر

مُلاقاتِ آں عاشق بصدرِ جہاں

اُس عاشق کا صدرِ جہاں سے ملنا

آں[3] بخاری نیز خود بر شمع زد — گشتہ بود از عشق آساں آں کبد

اُس بخاری نے بھی اپنے آپ کو شمع سے پھڑا دیا — وہ مشقتِ عشق کی وجہ سے آسان ہو گئی تھی

آہِ سوزانش سوئے گردوں شدہ — در دلِ صدرِ جہاں مہرآمدہ

اُس کی گرم آہ آسمان پر پہنچ گئی تھی — صدرِ جہاں کے دل میں محبت آگئی تھی

گفت با خود در سحرگہ کائے احد — حالِ آں آوارۂ ما چوں بود

اُس نے صبح کے وقت اپنے آپ سے کہا اے خدا! — اُس ہمارے آوارہ کا کیا حال ہوگا؟

او گناہے کرد و ما دیدیم لیک — رحمتِ ما را نمید انست نیک

اُس نے قصور کیا اور ہم نے دیکھ لیا، لیکن — وہ اچھی طرح، ہماری رحمت کو نہ جانا

خاطرِ مجرم زما ترساں شود — لیک صد امید در ترکش بود

خطاوار کا دل ہم سے خوف کھاتا ہے — لیکن اُس کے خوف میں سینکڑوں امیدیں ہوتی ہیں

من بترسانم وقیح و یاوہ را — آنکہ ترسد من چہ ترسانم ورا

میں بے شرم اور لغو آدمی کو ڈراتا ہوں — جو خود ڈرے میں اُس کو کیا ڈراؤں؟

---

[1] فطام — ایک چیز کا بظاہر نار اور حقیقتاً نور ہونا اس بات سے بھی سمجھو کہ سالک کو ترکِ دنیا نار معلوم ہوتی ہے لیکن جب وہ راہِ سلوک پر چل پڑتا ہے تو اسکو معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ دنیا درحقیقت نور ہے۔ پس بدانکہ شمعِ دین یعنی عشق روشن ہوتا ہے لیکن وہ دوسری آگوں کیطرح نہیں ہے دوسری آگیں بظاہر نور ہیں لیکن قریب ہوں تو جلا ڈالتی ہیں اور عشق کی آگ دور سے آگ ہے لیکن عاشقوں کے لئے پھول ہے۔

[2] این چو سازندہ۔ دنیا کی آگ بظاہر بھلی ہے لیکن جلانے والی ہے وہ آگ جب حاصل ہو جاتی ہے تو دل روشن ہو جاتا ہے شکلِ شعلۂ عشق کی آگ بظاہر شعلہ ہے لیکن طبیعت کے موافق پاک نور ہے۔ جو قریب آتا ہے اُس پر حقیقت کھلتی ہے۔

[3] آں بخاری۔ جس طرح سے سجدے کے مہمان نے اپنے آپکو شمعِ عشق پر قربان کرنیکی ٹھان لی تھی اسیطرح صدرِ جہاں کے اُس عاشق نے بھی اپنے آپ کو شمعِ عشق کا پروانہ بنا دیا تھا۔ کبد۔ محنت مشقت۔ آہ۔ صدرِ جہاں کے عشق میں جو وہ جلی ہوئی آہیں بھرتا تھا وہ صدرِ جہاں کے دل میں محبت کا سبب بنگئیں۔ گفت۔ صدرِ جہاں نے اپنے دل میں خدا سے کہا۔ او گناہے۔ اُسنے اپنی خطا کیطرف دھیان نہ دیا ہم نے دیکھ لیا۔ کیا ہماری رحمت اور محبت پر غور نہ کیا اور ڈر کر بھاگ گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

بہرِ دیگِ سرد آذر می رود
ٹھنڈی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے

نے بداں کہ جوشش از سر میرود
نہ کہ اس کے لئے جس کا ابال اوپر سے نکلے

ایمناں را من بترسانم بخلم
میں نڈر لوگوں کو غصہ سے ڈراتا ہوں

خائفاں را ترس بردارم ز حلم
ڈرنیوالوں کا بردباری کے ذریعہ خوف دور کرتا ہوں

پارہ دوزم پارہ در موضع نہم
پیوند سیتا ہوں پیوند جگہ پر لگاتا ہوں

ہر کسے را شربت اندر خورِ دہم
ہر کسی کے لئے، مناسب شربت دیتا ہوں

ہست سِرِّ مرد چوں بیخِ درخت
انسان کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے

زاں بروید برگہاش از چوب سخت
اس سے اسکے پتے اگتے ہیں (جسطرح) سخت لکڑی سے

در درخت و در نفوس و در نہا
درختوں میں اور نفسوں میں اور عقلوں میں

در خورِ آں بیخ رُستہ برگہا
اس جڑ کے مناسب پتے اگے ہیں

اَصلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُہٗ فِی السَّمَآ
اُن کی جڑ قائم ہے، اور اسکی شاخیں آسمان پر ہیں

بر فلک برہاست ز اشجارِ وفا
وفا کے درختوں کے آسمان پر پھل ہیں

چوں نروید در دلِ صدرِ جہاں
تو صدرِ جہاں کے دل میں کیوں نہ اُگے گا؟

چوں برُست از عشق بر بر آسماں
جبکہ آسمان پر عشق کا پھل اُگا ہے

زانکہ از دل تا دل آمد روزنہ
کیونکہ دل سے دل تک سوراخ ہے

موج می زد در دلش عفو کنہ
خطا کی معافی اُس کے دل میں موجیں مارتی تھی

نے جدا و دور چوں دو تن بُود
نہ کہ دو جسموں کی طرح دور اور جدا ہوتے ہیں

کہ ز دل تا دل یقیں روزن بُود
دل سے دل تک یقیناً راہ ہوتی ہے

نورِ شاں ممزوج باشد در مساغ
اُن کی روشنی پھیلاؤ میں ملی ہوئی ہوتی ہے

متصل نبُود سفالِ دو چراغ
دو چراغوں کے دیوے ملے ہوئے نہیں ہوتے

کہ نہ معشوقش بُود جویائے اُو
جب تک کہ اُس کا معشوق اُس کا طالب نہ ہو

ہیچ عاشق خود نباشد وصل جُو
کوئی عاشق خود بخود وصل کا طالب نہیں ہوتا ہے

عشقِ معشوقاں خوش و فربہ کُند
معشوقوں کا عشق (اُنکو) موٹا تازہ بناتا ہے

لیک عشقِ عاشقاں تن زہ کُند
لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لاغر بناتا ہے

اُس وصل کے دل کی محبت کا اثر تھا یہ تو سرسری بات تھی فرض کیا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ عاشق کے دل کی محبت معشوق کے دل کی محبت کا اثر اور ثمرہ ہے عاشق کے دل میں محبت جب ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ پہلے معشوق کے دل میں محبت پیدا ہو چکی ہو۔ لیک۔ بہرحال عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے لیکن عشق کے اثرات چونکہ دو برعکس ہیں عشق عاشق کو کمان بنا دیتا ہے اور معشوق کو تر و تازہ بناتا ہے تو اُس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ معشوق کے دل میں عشق نہیں ہے۔

۱؎ بہرِ دیگ سرد۔ ٹھنڈی ہانڈی کے نیچے آگ جلائی جاتی ہے جو ہانڈی خود جوش مار رہی ہو اسکے نیچے سے تو آگ کھینچ لی جاتی ہے۔ حلم۔ غصہ۔ حلم۔ بردباری۔ پارہ دوزم۔ جہاں جیسی ضرورت ہوتی ہے ویسا ہی عمل کرتا ہوں۔ سِرِّ مرد۔ انسان کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے جس طرح کی جڑ ہوتی ہے ویسے ہی پتے نکلتے ہیں۔ درختوں اور نفسوں اور عقلوں کی یہی صورت ہے جیسی جڑیں ہونگی ویسے ہی پتے نکلیں گے۔ نہا۔ نہیہ کی جمع ہے، عقل۔

۲؎ بر فلک۔ جن دلوں میں وفا کے درخت کی جڑ ہے اُن کے پھل آسمان پر ہیں اسلئے کہ وہ اُن درختوں میں سے ہے جن کی جڑ تو زمین پر قائم ہے اور شاخیں آسمان پر پہنچی ہوئی ہیں چوں۔ جبکہ عشق کا پھل آسمان پر پیدا ہوتا ہے تو صدرِ جہاں کے دل میں کیوں نہ پیدا ہوگا۔ زانکہ۔ دل سے دل تک راہ ہوتی ہے۔ نے جدا۔ دو دل دو جسموں کی طرح بالکل جدا نہیں ہوتے ہیں، اُن میں باہمی اتصال ہوتا ہے۔ منفصل۔ جسموں کی جدائی اور دلوں کے اتصال کی مثال یہ ہے کہ دو چراغوں کے دیوے علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں لیکن اُن کے نور میں باہمی اتصال ہے۔

۳؎ ہیچ عاشق۔ ہم نے یہ بتایا تھا کہ صدرِ جہاں کے دل کی محبت

www.pdfbooksfree.pk

چوں دریں دل برقِ مہرِ دوست جست
جب اُس دل میں دوست کی محبت کی بجلی کوندی

اندراں دل دوستی میداں کہ ہست
سمجھ لے کہ اُس دل میں بھی محبت ہے

در دلِ[1] تو مہرِ حق چوں شد دو تو
جب تیرے دل میں اللہ (تعالیٰ) کی محبت دوگنی

ہست حق را لے گماں مہرے بتو
یقیناً اللہ (تعالیٰ) کو تجھ سے محبت ہے

ہیچ بانگِ کف زدن آید بدر
ہتھیلی بجانے کی آواز کبھی باہر آتی ہے

از یکے دستِ تو بے دستِ دگر
تیرے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے بغیر

تشنہ می نالد کہ اے آبِ گوار
پیاسا روتا ہے، کہ ہائے خوشگوار پانی

آب ہم نالد کہ کو آں آبخوار
پانی بھی روتا ہے، کہ پینے والا کہاں ہے؟

جذبِ[2] آبست ایں عطش در جانِ ما
ہماری جان میں یہ پیاس پانی کی کشش ہے

ما ازاں اُو واُو ہم زانِ ما
ہم اُس کے ہیں، اور وہ بھی ہمارا ہے

حق بحکمت در قضا و در قدر
قضا و قدر میں اللہ (تعالیٰ) نے حکمت سے

کردہ مارا عاشقانِ ہمدگر
ہمیں ایک دوسرے کا عاشق بنا دیا ہے

جملۂ اجزائے جہاں زاں حکمِ پیش
اُس ازلی حکم کی وجہ سے دنیا کے تمام اجزاء

جفت جفت و عاشقانِ جفتِ خویش
جوڑ جوڑ ہیں، اور اپنے جوڑے کے عاشق ہیں

ہست ہر جزوے بعالم جفت خواہ
دنیا میں ہر چیز جوڑے کی خواہشمند ہے

راست ہمچوں کہربا و برگِ کاہ
بالکل اسی طرح جیسے کہربا اور گھاس کا تنکا

آسماں[3] گوید زمیں را مرحبا
آسمان، زمین کو کہتا ہے، خوش آمدید

باتو اُم چوں آہن و آہن رُبا
میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے لوہا اور مقناطیس

آسماں مرد و زمیں زن در خرد
عقلاً، آسمان شوہر اور زمین بیوی ہے

ہر چہ اُو اندا خت ایں می پرورد
جو وہ ڈالتا ہے، یہ پالتی ہے

چوں نماند گرمیش بفرستد اُو
جب اُس میں گرمی نہیں رہتی وہ بھیجتا ہے

چوں نماند تریی و نم بدہد اُو
جب تری اور نمی نہیں رہتی وہ عطا کرتا ہے

بُرجِ خاکی خاکِ ارضی را مدد
خاکی برج، زمین کی خاک کے لئے مدد ہے

بُرجِ آبی تریش اندر دہد
آبی برج، اُس میں تری پیدا کرتا ہے

بُرجِ بادی ابر سوئے اُو برد
بادی برج، اُس کے جانب ابر لے جاتا ہے

تا بخارات و خم را بر کشد
یہاں تک کہ ناموافق بخارات کو کھینچ لیتا ہے

---

[1] در دلِ تو۔ اب یہ بھی سمجھ لو کہ بندے کے دل میں عشقِ الٰہی کا ظہور اُس محبت کا اثر ہے جو اُس بندے کی خدا تعالیٰ میں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ تشنہ۔ پیاسا اگر پانی کا طالب ہے تو پانی بھی پینے والے کا طالب ہے۔

[2] جذب۔ پیاسے کی پیاس پانی کے دل کے جذبہ کا اثر ہے۔ حق بحکمت۔ جس طرح خالق و مخلوق میں باہمی محبت و عشق کا رشتہ ہے اسی طرح کائنات میں آپس میں بھی جذب و عشق ہے۔ جملۂ اجزاء۔ دنیا کی اشیاء جوڑا جوڑا ہیں اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عاشق ہے۔ کہربا۔ ایک پتھر ہے جو گھاس کے تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ آسماں۔ اسی طرح آسمان اور زمین میں باہمی عشق و محبت ہے۔ آہن۔ مقناطیس اور لوہے میں باہمی کشش ہے۔

[3] آسماں۔ آسمان اور زمین میں زن و شوہر کا سا عشق و جذب ہے، آسمان بمنزلہ شوہر اور زمین بمنزلہ بیوی کے ہے آسمان جو کچھ زمین کے سپرد کرتا ہے زمین اُس کی جان کی طرح پرورش کرتی ہے آسمان ہی زمین کو گرمی، تری اور نمی پہنچاتا ہے۔ برجِ خاکی۔ آسمان کے مختلف حصے زمین کو مختلف قسم کے خامے پہنچاتے ہیں آسمان کا خاکی برج زمین کو خاک عنایت کرتا ہے، آبی برج پانی عطا کرتا ہے، بادی برج ابر کو زمین کی طرف لے جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

بُرجِ آتش گرمی خورشید از و
آتشی برج کو سورج کی گرمی اس سے ہے

ہست[1] سرگرداں فلک اندر زمن
زمانے میں آسمان سرگرداں ہے

دیں زمین کدبانو یہا می کند
اور یہ زمین بیگم پن کرتی ہے

پس زمین و چرخ راداں ہوشمند
پس زمین اور آسمان کو ہوشمند سمجھ

گر نہ[2] از ہم ایں دو دلبر می مرند
اگر یہ دونوں دلبر ایک دوسرے سے مرا نہیں کرتے ہیں

بے زمیں کے گل بروید و ارغواں
زمین کے بغیر گل اور ارغوان کب اگتا ہے؟

بہرِ آں میل ست در مادہ ز نر
اسی لئے مادہ میں نر کی جانب جھکاؤ ہے

میل اندر مرد و زن حق زاں نہاد
مرد اور عورت میں اللہ (تعالیٰ) نے اسلئے میلان رکھا ہے

میلِ[3] ہر جزوے بجزوے ہم نہد
ہر جزو میں دوسرے جزو کی طرف میلان رکھا ہے

شب چنیں بارو زاندر اعتناق
گلے لگانے میں رات، دن کیساتھ اسیطرح ہے

روز و شب ظاہر دو[2] ضد و دشمن اند
بظاہر رات اور دن دو مخالف اور دشمن ہیں

ہر یکے خواہاں دگر را ہمچو خویش
ہر ایک دوسرے کو اپنی (جان کی) طرح چاہتا ہے

زانکہ بے شب دخل نبود طبع را
کیونکہ رات کے بغیر طبیعت کو آمدنی نہیں ہوتی ہے

ہمچو تا بہ سرخ زاتش پشت و رو
تو سے کیطرح آگ سے (اسکی) رو اور پشت سرخ ہو

ہمچوں مرداں گردِ مکسب بہرِ زن
شوہروں کی طرح بیوی کے لئے کمائی کے گرد

بر ولادات و رضاعش می تند
جننے اور اس کو دودھ پلانے میں لگی ہے

چونکہ کارِ ہوشمنداں می کنند
کیونکہ وہ ہوشمندوں سے کام کرتے ہیں

پس چرا چوں مجفت در ہم می خزند
تو جوڑے کی طرح ایک دوسرے میں کیوں گھستے ہیں؟

پس چہ زاید آب و تاب آسماں
آسمان کی آب و تاب سے کیا اگتا ہے؟

تا بود تکمیلِ کارِ ہمدگر
تاکہ ایک کا کام دوسرے سے مکمل ہو سکے

تا بقا یابد جہاں زیں اتحاد
تاکہ اس اتحاد سے دنیا بقا حاصل کرے

زاتحادِ ہر دو تولیدے جہد
دونوں کے اکٹھا ہونے سے تولید ہوتی ہے

مختلف در صورت اما اتفاق
بظاہر مختلف ہیں لیکن (باہمی) اتفاق ہے

لیک ہر دو[2] یک حقیقت می تنند
لیکن دونوں ایک حقیقت پر عمل کرتے ہیں

از پئے تکمیلِ فعل و کارِ خویش
اپنے فعل اور کام کے مکمل کرنے کے لئے

پس چہ اندر خرج آرد در وزہا
تو دن میں کیا خرچ کریں گے؟

[1] ہست سرگرداں۔ جس طرح شوہر بیوی کے لئے کمائی میں سرگرداں رہتا ہے اسی طرح آسمان زمین کے لئے سرگرداں ہے۔ دیں زمیں۔ یہ زمین آسمان کے لئے وہی کام کرتی ہے جو بیوی شوہر کیلئے کرتی ہے۔ بچہ جنتی ہے اسکو دودھ پلاتی ہے۔ پس زمیں۔ زمین اور آسمان چونکہ ذی حس چیزوں کی طرح عمل کرتے ہیں ان کو بھی متحاس سمجھ۔

[2] گر نہ۔ ایک دوسرے سے لطف اندوز نہیں ہے تو آپس میں کیوں گھستے رہتے ہیں۔ بے زمیں۔ جیسا کہ بیوی کے بغیر شوہر لاولد ہوتا ہے اسی طرح اگر زمین نہ ہوتی تو آسمان پیداوار سے محروم ہوتا۔ بہرِ آں۔ نر و مادہ میں ایک دوسرے کی طرف میلان اور جھکاؤ اسی لئے ہے کہ ہر ایک کے کام کی تکمیل دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اتحاد بقاءِ عالم، عورت اور مرد کے اتحاد سے ہے۔

[3] میل ہر جزوے۔ عالم کے اجزا میں باہمی میلان توالد کا سبب ہے۔ شب۔ رات اور دن بظاہر دو مختلف چیزیں نظر آتی ہیں لیکن انمیں باہمی اتحاد ہے۔ کار خویش۔ رات اپنے کاموں کی تکمیل میں دن کی مصلح اور دن اپنے کاموں کی تکمیل میں رات کا محتاج ہے۔ زانکہ انسان رات کو سوتا ہے تو اسکے قویٰ مجتمع ہوتے ہیں جن کو وہ دن میں صرف کرتا ہے اگر رات کی آمدنی نہ ہو تو دن کے خرچ کیسے چلے۔

www.pdfbooksfree.pk

جذب[1] ہر عنصرے جنسِ خود را کہ در ترکیبِ آدمی محتبس شدہ بغیر جنس

ہر عنصر کا اپنی اس جنس کو کھینچنا جو دوسری جنس کے ساتھ آدمی کے بناؤ میں پھنسی ہوئی ہے

خاک گوید خاکِ تن را باز گرد
جسم کی مٹی کو مٹی کہتی ہے، واپس آجا

ترکِ جاں گو سوئے ما آ ہمچو گرد
جان کو چھوڑ دے، گرد کی طرح ہماری جانب آجا

جنسِ مائی پیشِ ما اولیٰ تری
تو ہماری جنس ہے، تیرا ہمارے سامنے رہنا بہتر ہے

بہ کہ زاں تن وا رہی زیں سو پری
بہتر ہے کہ اس جسم کو چھوڑ دے اس جانب اڑ آ

گوید[2] آرے لیک من پابستہ ام
وہ کہتی ہے، ہاں لیکن میں پابند ہوں

گرچہ ہمچوں تو ز ہجراں خستہ ام
اگرچہ تیری طرح فراق سے غمگین ہوں

تریِ تن را بجویند آبہا
پانی، جسم کی تری کو تلاش کرتے ہیں

کاے تری باز آ ز غربت سوئے ما
کہ اے تری مسافرت سے ہماری جانب لوٹ آ

گرمیِ تن را ہمی خواند اثیر
کرۂ نار بھی جسم کی گرمی کو پکارتا ہے

کہ ز ناری راہِ اصلِ خویش گیر
کہ تو آگ سے ہے، اپنی اصل کا راستہ اختیار کر

ہست ہفتاد و دو علت در بدن
بدن میں بہتر[72] بیماریاں ہیں

از کششہائے عناصر بے رسن
عنصروں کی بغیر رسی کی کھینچ تان کی وجہ سے

علت آید تا بدن را بگسلد
بیماری آتی ہے تاکہ جسم کو متفرق کردے

تا عناصر ہمدگر را وا ہلد
تاکہ عنصر ایک دوسرے کو چھوڑ دے

چار مرغ[3] اند ایں عناصر بستہ پا
یہ عناصر چار پاؤں بندھے پرند ہیں

مرگ و رنجوری و علت پا کشا
موت اور بیماری اور تکلیف پاؤں کھولنے والی

پائے شاں از ہمدگر چوں باز کرد
جب اس نے ایک دوسرے کے پاؤں کو کھولا

مرغِ ہر عنصر یقیں پرواز کرد
ہر عنصر کا پرند یقیناً اڑ جائے گا

جذبۂ ایں اصلہا و فرعہا
ان اصلوں اور فرعوں کی کشش

ہر دمے رنجے نہد در جسمِ ما
ہر وقت ہمارے جسم میں مرض پیدا کرتی ہے

تا کہ ایں ترکیبہا را بر درد
تاکہ ان بندھنوں کو توڑ دے

مرغِ ہر جزوے باصلِ خود پرد
ہر جزو کا پرند اصل کی جانب اڑ جائے

حکمتِ حق مانع آید زیں عمل
اللہ تعالیٰ کی حکمت اس عمل سے مانع رہتی ہے

جمعِ شاں دارد بصحت تا اجل
موت تک اُن کو صحت کے ساتھ جمع رکھتی ہے

---

[1] جذب۔ حیوانی جسم چار عنصروں خاک، آب، باد، آتش سے مرکب مانا جاتا ہے ان عنصروں میں سے ہر ایک کا کرہ ہے جو اُن کا مخزن اور معدن ہے، انسان کے جسم کے چاروں عنصر ہر وقت اپنے اپنے کرہ کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں ان عناصر کا متفرق ہو جانا موت ہے۔ زندگی کیا ہے عناصر میں خمیر ترتیب موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا (چکبست)

خاک گوید۔ کرۂ خاکی انسان کے خاکی اجزاء کو اپنی طرف آجانے کی دعوت دیتا ہے۔

[2] گوید۔ انسانی بدن کا خاکی عنصر اس خاکی کرہ کو جواب دیتا ہے کہ اگرچہ مجھ پر مرکز سے جدا رہنا دوبھر ہو رہا ہے لیکن میں مجبور ہوں ابھی اسی جسم کا پابند ہوں۔ اثیر۔ یعنی کرۂ نار۔ ز کششہا۔ یعنی ان چاروں عنصروں کی باہمی کشمکش۔ رسن۔ رسی۔ علت۔ بیماری عناصر کی جدائی کا سبب بنتی ہے جس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

[3] چار مرغ۔ یہ چاروں عنصر زندگی میں پابستہ پرندوں کی طرح ہیں موت اور بیماری اُن کے پاؤں کھول دیتی ہے اور یہ عناصر اپنے مراکز کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ اصلہا۔ یعنی چاروں کرے۔ فرعہا۔ بدن کے چاروں عنصر۔ حکمت۔ ان عناصر کی پرواز کیلئے حکمتِ خداوندی موت کے وقت تک بندھنوں کو توڑ دیتی ہے

www.pdfbooksfree.pk

گوید[1] اے اجزا اجل مشہود نیست — پر زدن پیش از اجل تاں سود نیست

(وہ حکمت) کہتی ہے، اے اجزا موت معلوم نہیں ہے — موت سے پہلے تمہارا پھڑپھڑانا مفید نہیں ہے

چونکہ ہر جزوے بجوید ارتفاق — چوں بود جانِ غریب اندر فراق

جبکہ ہر جزو رفاقت چاہتا ہے — تو مسافر جان کا فراق میں کیا حال ہوگا؟

متجذب شدن جاں نیز بعالم ارواح

جان کا بھی عالم ارواح کی جانب کھنچنا

گوید اے اجزائے پست فرشیم — غربت من تلخ تر من عرشیم

وہ کہتی ہے، کہ اے میرے زمینی پست اجزاء — میری مسافرت زیادہ کڑوی ہے میں عرشی ہوں

میلِ تن در سبزہ و آب رواں — زاں بود کہ اصل او آمد ازاں

جسم کا میلان سبزے اور بہتے پانی کی جانب — اسی لئے ہے کہ اس کی اصل وہاں سے آئی ہے

میلِ جاں اندر حیات و در حی ست[2] — زانکہ جانِ لامکاں اصلِ وی ست

جان کا میلان زندگی اور حی (وقیوم) کی جانب ہے — کیونکہ اس کی اصل لامکانی جان ہے

میلِ جاں در حکمت ست و در علوم — میلِ تن در باغ و راغ ست و کروم

جان کا میلان حکمت اور علوم کی جانب ہے — جسم کا میلان باغ چمن اور انگور کی بیلوں کی جانب ہے

میلِ جاں اندر ترقی و شرف — میلِ تن در کسب اسباب علف

جان کا میلان، ترقی اور شرافت کی طرف ہے — جسم کا میلان چارے کے اسباب حاصل کرنے کی طرف ہے

میل و عشقِ آں شرف ہم سوئے جاں[3] — زیں یحبہ راو یحبونہ رابداں

شرافت کا میلان اور عشق بھی جان کی جانب ہے — اسکو "وہ محبت کرتا ہے اور وہ محبت کرتے ہیں" سے

گر بگویم شرحِ ایں بیحد شود[4] — مثنوی ہشتاد من کاغذ شود

اگر میں اس کی شرح کروں لامحدود ہو جائیگی — مثنوی اسّی سیر کاغذ ہو جائے گی

حاصلِ آنکہ ہر کہ او طالب بود — جانِ مطلوبش بر و راغب بود

خلاصہ یہ ہے، کہ جو طالب ہوگا — مطلوب کی جان اس کی طرف راغب ہوگی

آدمی حیواں نباتی و جماد — ہر مرادے عاشقِ ہر بے مراد

آدمی، حیوان، نباتات اور جماد — ہر معشوق ہر نامراد (عاشق) کا عاشق ہے

بے مراداں بر مرادے می تنند — واں مراداں جذبِ ایشاں میکنند

نامراد (عاشق)، محبوب کا چکر کاٹتے ہیں — وہ محبوب، ان کو کھینچتے ہیں

---

[1] گوید۔ اللہ نے قیامت کے وقت کا علم اپنے لئے مخصوص فرمادیا ہے۔ ارتفاق۔ یعنی ہر عنصر اپنے کرہ کی رفاقت چاہتا ہے۔ چوں بود جبکہ عناصر اپنی اصل کیلئے بے چین ہیں تو روح جو کہ حساس بھی ہے اپنی اصل سے علیحدہ رہنے میں کس قدر بے چین ہوگی۔ گوید۔ روح جسم کے اجزاء عنصری سے کہتی ہے کہ میں عرشی ہوں اور تم فرشی ہو مجھے اپنے مرکز سے جدا رہنا سخت ناگوار ہے میلِ تن۔ چونکہ جسم فرشی اجزاء سے بنا ہے لہٰذا اس کا میلان فرشی چیزوں کی طرف ہوتا ہے۔

[2] میلِ جاں۔ روحِ انسانی کی اصل روحِ اعظم ہے لہٰذا روح کا میلان ابدی زندگی اور حی وقیوم کیطرف ہے روح کا میلان ترقی اور شرف کیطرف ہے اور جسم کا میلان صرف کھانے پینے کی طرف ہے۔

[3] میل۔ جس طرح روح شرف کی طرف مائل ہے اسی طرح شرف روح کی طرف مائل ہے۔ یحبہ۔ قرآن پاک میں مومنوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے یحبہم ویحبونہ، یعنی خدا ان سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت کرتے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ جس طرح روح روحِ اعظم کیطرف مائل ہے اسیطرح روحِ اعظم بھی روح کی طرف مائل ہے۔

[4] گر بگویم۔ یعنی اگر میں روح اور روحِ اعظم کے اتحاد کی بات کرونگا تو یہ مثنوی بہت ضخیم ہو جائے گی۔

www.pdfbooksfree.pk

لیک[1] میلِ عاشقاں لاغر کند
لیکن عاشقوں کا عشق (انکی) لاغر کرتا ہے

میلِ معشوقاں خوش و با فر کند
معشوقوں کا عشق اُن کو حسین اور باشوکت بناتا ہے

عشقِ معشوقاں ز رخ افروختہ
معشوقوں کے عشق نے دونوں رخسارے روشن کردیئے ہیں

عشقِ عاشق جانِ او را سوختہ
عاشق کے عشق نے اُس کی جان جلا ڈالی ہے

کہربا عاشق بشکلِ بے نیاز
کہربا، لاپروائی کے ساتھ عاشق ہے

کاہ می کوشد دراں راہِ دراز
تنکا اُس (عشق) میں دراز راستہ طے کرتا ہے

ایں[2] رہا کن عشقِ آں تشنہ دہاں
اِس کو چھوڑ، اُس پیاسے کا عشق

تافت اندر سینۂ صدرِ جہاں
صدرِ جہاں کے سینے میں چمک اُٹھا

دود آں عشق و غمِ آتشکدہ
اُس عشق کا دُھواں، اور بھٹی کا غم

رفتہ در مخدوم او مشفق شدہ
مخدوم کو پہنچا، وہ مہربان ہوگیا

لیک از ناموس و بوش و آبرو
لیکن عزت، اور فخر اور آبرو کی وجہ سے

شرم می آید کہ وا جوید ازو
اُس کو شرم آئی تھی کہ وہ اُس کی جستجو کرے

رحمتش مشتاقِ آں مسکیں شدہ
اُس کی رحمت اُس مسکین کی مشتاق ہوگئی

سلطنت زیں لطف مانع آمدہ
سلطنت اُس مہربانی سے مانع بنی

عقل[3] حیراں کایں عجب او را کشید
عقل حیران ہے تعجب ہے کہ یہ اُسکو کھینچ رہا ہے

یا کشش زاں سو بدیں جانب رسید
یا کشش اِس جانب سے اُس جانب پہنچی ہے

ترک جلدی کن کزیں ناواقفی
بہادری چھوڑ، کیونکہ تو اِس سے ناواقف ہے

لب بہ بند و اللہ اعلم بالخفی
ہونٹ بند کرلے اور اللہ راز کو زیادہ جانتا ہے

لب بہ بندم ہر دمے زیں سان سخن
میں اِس طرح کی باتوں سے ہر وقت ہونٹ بند

توبہ آرم ہر زماں صد بار من
ہر وقت، سو بار توبہ کرتا ہوں

کایں سخن را بعد ازیں مدفوں کنم
کہ اِس بات کو میں اِس کے بعد دفن کردونگا

واں کشندہ میکشد من چوں کنم
وہ کھینچنے والا کھینچتا ہے، میں کیا کروں؟

کیست آں کت میکشد اے مفتنی
اے ذخیرہ اندوز! وہ کون ہے جو تجھے کھینچتا ہے؟

آنکہ می نگذاردت کہ دم زنی
وہ وہ ہے جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو دم مارے

ایسی تقریر ہے کہ عوام اسی سے اللہ تعالیٰ کی احتیاج اور ضرورت کا نتیجہ نکال لیں گے لہٰذا اِس کا بیان مناسب نہیں ہے۔ واں کشندہ۔ حضرت حق تعالیٰ اجازت نہیں دیتا ہے کہ اِس امر کی وضاحت کی جائے۔ کیست۔ مجھے اِس ارادہ سے روکنے والی وہی ذات ہے جو انسانوں کے پختہ عزم کو رد کردیتی ہے۔

---

[1] لیک۔ دونوں عشقوں کا اثر جداگانہ ہے عاشق کا عشق اُس کو لاغر اور کمزور بناتا ہے معشوق کا عشق اُس میں حسن کا اضافہ کرتا ہے معشوق کا عشق اُس کے رخساروں کو گلنار بناتا ہے عاشق کا عشق اُس کو جلاتا ہے۔ کہربا۔ کہربا میں بھی عشق ہے لیکن بے نیازی کے ساتھ لہٰذا وہ اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے تنکے میں بھی عشق ہے جو اُس کو کہربا کی طرف کھینچ کر لاتا ہے۔

[2] ایں۔ یعنی کائنات کے باہمی عشق کے ذکر کو چھوڑ کر صدرِ جہاں کے عاشق کا ذکر کرو اُس کے عشق کا اثر صدرِ جہاں پر پڑا۔ دود۔ اُس عاشق کی آہوں کا اثر صدرِ جہاں پر ہوا اور وہ اُس پر مہربان ہوگیا۔ لیک۔ لیکن صدرِ جہاں کے عشق کے لئے اُسکی عزت و آبرو معشوق کی تلاش میں مانع تھی۔ رحمتش۔ صدرِ جہاں کی رحمت تو اُس کی مشتاق تھی لیکن اُس کی سلطنت عشق کے لئے مانع بن رہی تھی۔

[3] عقل حیراں۔ کشش دونوں میں تھی لیکن کس کی کشش دوسرے کی کشش کا اثر تھی اِس میں عقل حیران ہے۔ جلدی۔ بہادری۔ ناواقفی۔ یعنی ناواقف ہستی، تو ناواقف ہے۔ لب بہ بندم۔ حضرت حق تعالیٰ اپنی محبوبیت کے اظہار کے لئے عاشقوں میں جذبۂ عشق پیدا کرتا ہے لیکن یہ

www.pdfbooksfree.pk

صد[1] عزیمت میکنی بہر سفر — می کشاند مر ترا جائے دگر

تو سفر کے لئے سو پختہ ارادے کرتا ہے — وہ تجھے دوسری جگہ کھینچ لے جاتا ہے

زاں بگرداند بہر سو آں لگام — تا خبر یابد ز فارس اسپ خام

وہ لگام کو ہر جانب اِس لئے موڑ دیتا ہے — تاکہ ناتجربہ کار گھوڑا، سوار کو جان جائے

اسپ زیرک سالزاں نیکو پے ست — کو ہمی داند کہ فارس بر وے ست

سمجھدار گھوڑا اِس لئے عمدہ رفتار رہے — کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اُس پر سوار (موجود) ہے

اُو دِلت را بر دو صد سودا بہ بست — بے مرادت کرد و پس دل را شکست

اُس نے تیرے دل کو دو سو خیالات سے وابستہ کر دیا — تجھے نامراد کیا، اور پھر دل کو توڑ دیا

چوں[2] شکست اُو بالِ آں رائے نخست — چوں نشد ہستیِ بال اِشکن درست

جب اُس نے پہلی رائے کا بازو توڑ دیا — تو بازو توڑنے والے کی ذات کیسے ثابت نہ ہوئی؟

چوں قضا بیش جبلِ تدبیر شکست — چوں نشد بر تو قضائے اُو درست

جب اُس کے فیصلے نے تیری تدبیر کی رسی توڑ دی — تو اُس کا فیصلہ تیرے لئے کیسے ثابت نہ ہوا؟

فسخ عزائم و نسخہا جہت باخبر کردن آدمی را از انکہ مالک و

ارادوں کا فسخ کرنا اور اُن کو منسوخ کرنا انسان کو باخبر کرنے کیلئے ہے کہ مالک اور

قاہر اُوست گاہ گاہ عزمِ اُورا فسخ ناکردن و نافذ داشتن تا

قاہر موجود ہے، اور کبھی کبھی اُس کے ارادے کو نہ توڑنا اور جاری رکھنا اِسلئے ہے کہ

طبع اُو را بر عزم کردن وارد تا باز عزمش بشکند تا تنبیہ بر تنبیہ بود

اُس کی طبیعت کو ارادہ کرنے کا عادی بنائے تاکہ پھر اُسکے ارادے کو توڑے اور تنبیہ پر تنبیہ ہو جائے

عزم[3] ہا و قصدہا در ماجرا — گاہ گاہے راست می آید ترا

معاملے میں ارادے، اور قصد — کبھی کبھی تیرے لئے ٹھیک ہوتے ہیں

تا بطمعِ آں دِلت نیّت کند — بارِ دیگر نیتت را بشکند

تاکہ اُس کے لالچ میں تیرا دل ارادہ کرے — دوبارہ وہ تیرے ارادے کو توڑ دیتا ہے

ور بکلّی بے مرادت داشتے — دِل شدے نومید اَمل کے کاشتے

اگر وہ تجھے بالکلیہ نامراد رکھتا — دل ناامید ہو جاتا، امید (کا بیج) کب ہوتا؟

ور نکاریدے اَمل از عورِیش — کے شدے پیدا بر و مقہوریش

اگر وہ اپنے اندھے پن سے اُمید (کا بیج) نہ بوتا — تو اُس پر اپنا عاجز ہونا کب ظاہر ہوتا؟

---

[1] صد عزیمت۔ انسان سینکڑوں پختہ ارادے کرتا ہے لیکن پھر اُس ارادے کو پورا نہیں کرتا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ روکنے والی کوئی خاص ذات ہے۔ ز آں۔ اللہ تعالیٰ اِن عزائم کو اِس لئے فسخ کراتا ہے کہ لوگوں کو اُس کی معرفت حاصل ہو جائے مشہور مقولہ ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ میں نے اپنے خدا کو ارادوں کے فسخ ہونے سے سمجھا ہے۔ اُو۔ اللہ تعالیٰ دل میں سو ارادے پیدا فرماتا ہے پھر انھیں ناکام بھی بنا دیتا ہے۔

[2] چوں شکست۔ جب پہلا ارادہ فسخ ہوتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ کوئی ذات فسخ کرنے والی ہے۔ چوں قضا۔ جب انسان کی تدابیر ناکام ہوتی ہیں تو اُس کو قضاءِ خداوندی اور خدا کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے۔ عزائم۔ عزیمۃ کی جمع ہے پختہ ارادہ۔

[3] عزم ہا۔ یعنی کبھی ارادے کی تکمیل ہو جاتی ہے وہ اِس لئے کہ انسان بالکل مایوس نہ ہو جائے اور ارادے اور نیت کو بالکل نہ چھوڑ بیٹھے ورنکاریدے۔ اگر بالکل ارادہ کرنا چھوڑ دیگا تو ارادے کے فسخ ہونے سے جو معرفتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ نہ ہوگی۔

www.pdfbooksfree.pk

عاقلاں[1] از بے مرادیہائے خویش — باخبر گشتند از مولائے خویش
سمجھدار لوگ اپنی نامرادی کی وجہ سے — اپنے مولا سے باخبر ہوگئے ہیں

بے مرادی شد قلاوزِ بہشت — حُفَّتِ الْجَنَّۃُ شنو اے خوش سرشت
نامرادی، بہشت کا پیشرو بنی ہے — اے خوش مزاج! "جنت کو گھیرا گیا ہے" سن لے

چوں مرادات ہمہ اشکستہ پاست — پس کسے باشد کہ کامِ او رواست
جبکہ سب (انسانوں) کے مقاصد شکستہ پا ہیں — تو کوئی تو ہوگا جس کا مقصود پورا ہوتا ہوگا

پس شدند اشکستہ باش ایں صادقاں — لیک کو خود آں شکست عاشقاں
پس یہ سچے انسان انکی وجہ سے شکستہ پا ہوگئے ہیں — لیکن عاشقوں کی (اسی) شکستگی کہاں ہے؟

عاقلاں اشکستہ اش از اضطرار — عاشقاں اشکستہ باصد اختیار
اہل عقل، مجبوری سے اسکے شکستہ پا، ہیں — عاشق سو اختیاروں کے باوجود شکستہ (پا) ہیں

عاقلانش[2] بندگانِ بندی اند — عاشقانش شکری و قندی اند
عقلمند اُس کے قیدی غلام ہیں — اُس کے عاشق شکر اور قند کھانے والے ہیں

ایتیا کرھا مہارِ عاقلاں — ایتیا طوعا مہارِ بیدلاں
"تم دونوں جبراً آؤ" اہل عقل کی مہار ہے — عاشقوں کی مہار "تم دونوں خوشی سے آؤ" ہے

نظر کردن[3] پیغمبر علیہ السلام باسیراں و تبسم کردن و گفتن کہ
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیدیوں کو دیکھنا، اور مسکرانا، اور فرمانا کہ مجھے اُس قوم پر
عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ یُجَرُّوْنَ اِلَی الْجَنَّۃِ بِالسَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ
تعجب آتا ہے جو جنت کی جانب بیڑیوں اور طوقوں کے ذریعہ کھینچی جاتی ہے

دید پیغمبر[4] یکے جوقِ اسیر — کہ ہمی بردند و ایشاں در نفیر
پیغمبرؐ نے قیدیوں کی ایک جماعت دیکھی — کہ وہ انکو لے جارہے ہیں اور وہ رو رہے ہیں

دید شاں در بندِ آں آگاہ شیر — می نظر کردند در روئے زیر زیر
اُس بیدار شیر نے اُن کو قید میں دیکھا — وہ (قیدی) نیچی نظروں سے اُن (آنحضورؐ) کو دیکھ رہے تھے

تا ہمی خائید ہر یک از غضب — بر رسولِ صدق دندانہا و لب
حتی کہ ہر ایک غصے سے چبا رہا تھا — دانت اور ہونٹ سچے رسولؐ پر

اطاعت کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں جیسے کہ کفار جو جنگ میں قید ہوکر آئے اور پھر اسلام لاکر اطاعتِ خداوندی میں لگے۔ بجوق۔ جماعت۔ نفیر۔ آہ و بکا۔ آگاہ شیر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ زیر زیر یعنی وہ قیدی آنحضورؐ کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ تاہمی۔ وہ لوگ آنحضورؐ پر غضبناک تھے۔

[1] عاقلاں۔ اہل عقل باوجود ارادے کی پختگی کے پھر محرومی سے ذاتِ خداوندی کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ بے مرادی۔ مقصد سے محرومی بہشت کی راہبر بنتی ہے اسی لئے حدیث شریف میں ہے حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ "جنت کو ناپسندیدگیوں سے گھیر دیا گیا ہے" یعنی جنت میں جانے کے وہ اسباب ہیں جو انسان کو ناگوار گذرتے ہیں۔ پس۔ اپنی محرومی سے انسان اُس ذات کو پہچانتا ہے جس کے ارادے سے مراد و محال حاصل ہوتی ہے یعنی ذاتِ خداوندی۔ پس۔ اہل عقل کی نامرادی جبری اور اضطراری ہے۔ عاشقانِ حق کی کسر نفسی اور نامرادی اختیاری ہے۔

[2] عاقلانش۔ اہل عقل مجبوری کے بندے ہیں عاشقانِ خدا اس محرومی میں وصلِ حق کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔ ایتیا۔ قرآن پاک میں ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَھِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَھَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا یعنی پھر حضرت حق تعالیٰ آسمان پر مستوی ہوا اور وہ ایک دھواں تھا پھر اُس سے اور زمین سے کہا تم دونوں فرمانبرداری کرو خوشی سے یا جبراً، یعنی اہل عقل کی اطاعت کرھا کی مصداق ہے اور عاشقوں کی اطاعت طوعا کی مصداق ہے۔

[3] نظر کردن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کچھ لوگ

[4] پیغمبر۔ آنحضورؐ

www.pdfbooksfree.pk

زہرہ نے با آں غضب کے دم زنند
باوجود اُس غصہ کے کسی کی طاقت نہ تھی کہ دم مارے

زانکہ در زنجیرِ قہر دہ من اند
کیونکہ وہ قہر کی دس سیر (وزنی) زنجیر میں تھے

می کشاند شاں مؤکّل[1] سوئے شہر
سپاہی اُن کو شہر کی جانب لے جا رہا تھا

می برد از کافرستاں شاں بقہر
اُن کو کفرستان سے جبراً لے جا رہا تھا

نے فدائے می ستاند نے زرے
نہ وہ فدیہ لیتا ہے نہ روپیہ

نے شفاعت میرسد از سروَرے
نہ کسی سردار کی سفارش آتی ہے

رحمتِ عالم ہمی گویند و اُو
اُس کو رحمتِ عالم کہتے ہیں، اور وہ

عالمے را می بُرد حلق و گلو
ایک جہان کا گلا اور حلق کاٹتا ہے

باہزار انکار می رفتند راہ
وہ ہزار انکار کے ساتھ راستہ طے کر رہے تھے

زیرِ لب طعنہ زناں بر کارِ شاہ
شاہ کے کام پر چپکے چپکے طعنہ زنی کرتے ہوئے

چارہا[2] کردیم و اینجا چارہ نیست
ہم نے بہت تدبیریں کیں اور یہاں کوئی تدبیر (کارگر) نہیں ہے

خود دلِ ایں مرد کم از خارہ نیست
خود اُس شخص کا دل، پتھر سے کم نہیں ہے

ما ہزاراں مرد کارِ الپ ارسلاں
ہم ہزاروں بہادر شیر

با دو سہ عریاں و سُست و نیم جاں
دو تین ننگوں سُست، اور کمزوروں کے ساتھ ہیں

اینچنیں[3] درماندہ ایم از کجرویست
ہم ایسے عاجز ہیں یہ (ہمارا) ٹیڑھا پن ہے

یا ز اختر ہاست یا خود جادوئی ست
یا ستاروں کی وجہ سے یا جادوگری ہے

بخت ما را بر درید آں بختِ اُو
ہمارے نصیبے کو اُس کے نصیبے نے چاک کر دیا

تخت ما شد سرنگوں از تختِ اُو
ہمارا تخت اُس کے تخت سے اوندھا ہو گیا

کارِ اُو[3] از جادوئی گر گشت زفت
اگر اُس کا معاملہ جادوگری کی وجہ سے بھاری پڑ گیا ہے

جادوئی کردیم ما ہم چوں نرفت
ہم نے بھی جادو کیا وہ کیوں نہ چلا؟

تفسیر ایں آیہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ طاعنان میگفتند
اِس آیت کی تفسیر اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو بیشک فتح ہو گئی، معترضین کہتے تھے

کہ از ما و محمدؐ آنکہ بر حق ست فتح و نصرتش بدہ و ایں سخن بداں میگفتند کہ
کہ ہم میں اور محمدؐ میں جو حق پر ہے اُسکی فتح اور مدد کر، اور وہ یہ بات اِس لئے کہتے تھے

گماں داشتند خود بر حق اند و طالبِ حق بے غرض اکنوں محمدؐ منصور شد
کہ اُن کا گمان تھا کہ وہ خود حق پر ہیں اور اب حق کا بے غرض طلبگار محمدؐ فاتح بن گیا

---

[1] مؤکل۔ سپاہی۔ کافرستان۔ یعنی انکا وطن۔ نے فدائے۔ آنحضورؐ اُن قیدیوں کا نہ فدیہ قبول کر رہے تھے اور نہ روپیہ پیسہ اور نہ آنحضورؐ کے پاس کوئی سفارش پہنچ سک رہی تھی۔ رحمتِ عالم۔ وہ قیدی دل میں یہ بھی کہہ رہے تھے کہ ان کو لوگ رحمتِ عالم کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگوں کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ باہزار انکار۔ وہ دل دل میں آنحضورؐ پر طعنہ زنی کر رہے تھے۔

[2] چارہا۔ ہم نے اپنی کامیابی کی بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ خارہ۔ ایک قسم کا پتھر ہے جو بہت سخت ہوتا ہے۔ مرد کار۔ بہادر۔ الپ ارسلان۔ الپ بہادر ارسلان درندہ شیر۔ با دو سہ۔ یعنی چند بے سر و سامان کمزور لوگوں سے شکست کھا کر قیدی بنے ہوئے جا رہے ہیں۔ اینچنیں۔ اسکی وجہ ہماری غلط روی ہے یا ہم پر ستاروں کی نحوست ہے یا جادو ہوا ہے۔

[3] کارِ اُو۔ پھر دل میں کہتے تھے کہ اگر اُن کا جادو چلا ہے تو ہم نے بھی جادو کیا وہ کیوں نہ چلا؟ قرآن پاک میں ہے۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوا۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی اے مکہ والو! تم فتح مانگتے تھے (کہتے تھے کہ جو حق پر ہو اُسکو فتح ہو) اگر اب تم باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر پھر تم وہی کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے اور تمہارا جتھا تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا اگرچہ وہ کتنا ہی زیادہ ہو اور خدا مومنوں کا ساتھ دیتا ہے۔"

www.pdfbooksfree.pk

از بُتاں[1] واز خدا درخواستیم
ہم نے بُتوں اور خدا سے درخواست کی

کہ بکن ما را اگر نا راستیم
کہ اگر ہم غلط ہیں تو ہمیں (جڑ سے) اُکھاڑ دے

وانکہ حقّ و راست ست از ما و اُو
ہم میں اور اُنمیں سے جو حق اور سچائی پر ہے

نُصرتش دہ نُصرتِ اُو را بجُو
اُس کی مدد کر، اُس کا مددگار بن

ایں دعا بسیار کردیم و صلات
ہم نے یہ دعا و درود بہت کیئے

پیشِ لات و پیشِ عُزّیٰ و مَنات
لات کے آگے، عُزّیٰ اور مَنات کے آگے

کہ اگر حق ست اُو پیدا ش کُن
کہ اگر وہ برحق ہے اُس کو نمایاں کردے

گر نباشد حق زبونِ ما ش کُن
(اور) اگر وہ حق پر نہیں ہیں ہم سے مغلوب کردے

چونکہ وا دیدیم اُو منصور بُود
جبکہ ہم نے کھلا دیکھ لیا، کہ وہ فاتح رہا

ما ہمہ ظلمت بُدیم اُو نور بُود
(اور) ہم سب تاریکی تھے، وہ نور تھا

ایں[2] جواب ماست کانچہ خواستید
یہ ہمارے لئے جواب ہے، کہ جو تم نے چاہا

گشت پیدا کہ شما نا راستید
واضح ہوگیا کہ تم غلط ہو

باز ایں اندیشہ را از فکرِ خویش
وہ پھر اُس خیال کو اپنے فکر سے

کُورمی کردند و دفع از ذکرِ خویش
بے فروغ بناتے تھے اور اپنی یاد سے دفع کرتے تھے

کایں تفکّر ما ہم از ادبار رُست
کہ ہمارا یہ خیال بھی بدبختی سے پیدا ہوا ہے

کہ صواب اُو شود در دل دُرُست
تاکہ اُن کی حقانیت دل میں بیٹھ جائے

خود چہ شُد گر غالب آمد چند بار
اگر وہ چند مرتبہ غالب ہوگیا تو کیا ہوا؟

ہر کسے را غالب آرد روزگار
زمانہ کسی کو بھی غالب کردیتا ہے

ما ہم از ایّام بخت آور شُدیم
ہم بھی زمانے سے نصیبہ ور ہوئے ہیں

بارہا بر روے مظفّر آمدیم
کئی بار اُس پر متعدد ہوئے ہیں

باز[3] می گفتند اگر چہ اُو شکست
وہ پھر کہتے کہ اگر اُس نے شکست (کھائی ہے)

چوں شکستِ ما نبُود اُو زشت و پست
وہ ہماری شکست کی طرح بُری اور ذلیل نہ تھی

زانکہ بختِ نیک اُو را در شکست
کیونکہ نیک نصیبے نے اُس کو شکست میں

داد صد شادیِ پنہاں در دست
سَو پوشیدہ خوشیاں قبضے میں دیدیں

کُو بہ شکستہ نمی مانست ہیچ
وہ کبھی شکست خوردہ کی طرح نہیں بنا

کہ نہ غم بُود ش دراں نے پیچ پیچ
کیونکہ اُس کو اُس میں نہ کوئی غم ہوا نہ پریشانی

---

[1] از بُتاں۔ کفار کہتے تھے کہ ہم نے بتوں اور خدا سے دعائیں مانگی تھیں کہ جو حق پر ہو اس کو فتح دے دے۔ پیشِ۔ لات اور منات اور عزّیٰ بتوں کے نام ہیں۔ چونکہ۔ اب جبکہ مسلمانوں کو فتح ہو رہی ہے تو یقیناً یہ لوگ حق پر ہیں۔

[2] ایں۔ مسلمانوں کی فتح مندی ہماری دعاؤں کی قبولیت ہے۔ باز۔ پھر اس خیال کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرتے کہ اگر غلبہ حقانیت کی دلیل ہے تو ہم بھی کئی بار غالب آچکے ہیں۔

[3] باز می گفتند۔ پھر اپنے اس خیال کی تردید کرتے اور سوچتے کہ ہماری شکست اور مسلمانوں کی شکست میں بہت فرق ہے ہم شکست سے پست ہوتے ہیں اور مسلمان شکست کھا کر اور ابھرتے ہیں۔ تو انکہ مسلمان شکست سے پست ہمت نہیں بنتے ہیں بلکہ اُن میں قوتِ ایمانی اور بڑھ جاتی ہے۔ کو۔ آنحضورؐ شکست سے کبھی شکستہ خاطر نہیں ہوئے۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں[1] نشانِ مومناں مغلوبی ست — لیک در اِشکستِ مومن خوبی ست

چونکہ مومنوں کی پہچان مغلوب ہونا ہے — لیکن مومن کی شکست میں بھلائی ہے

گر تو مشک و عنبرے را بشکنی — عالمے از فیحِ ریحاں پُر کنی

اگر تو مشک، اور عنبر کو توڑے گا — ایک جہان کو خوشبو کی مہک سے بھر دیگا

ور شکستی ناگہاں سرگینِ خر — خانہا پُر گند گردد سر بسر

اگر تو اچانک گدھے کی لید کو توڑے گا — سارے مکانات بدبو سے بھر جائیں گے

کہ کند خود مشک با سرگیں قیاس — آب را با بول و اطلس با پلاس

مشک کو لید پر کوئی قیاس کرے گا؟ — پانی کو پیشاب پر اور اطلس کو ٹاٹ پر کوئی قیاس کرے گا؟

سرِّ آنکہ بے مُراد باز گشتن رسول علیہ السلام از حدیبیہ حق تعالیٰ

اس کا راز کہ بغیر مقصد پورا کئے ہوئے آنحضورؐ کے حدیبیہ سے واپس آنے کو اللہ تعالیٰ

لقب آں فتح کرد کہ اِنَّا[2] فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا بصورت عَلَق بود

نے فتح کا لقب دیا کہ "بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی" بظاہر بندش تھی اور

و بمعنیٰ فتح چنانچہ شکستنِ مشک بظاہر شکستن ست و بمعنیٰ

حقیقتاً فتح جیسے کہ مشک کی شکستگی بظاہر شکستگی ہے اور حقیقتاً اس کے

درست کردن ست مشکی اورا و تکمیلِ فوائد اوست

مشک پن کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کے فائدوں کو مکمل کرنا ہے

وقتِ برگشتِ حدیبیہ رسولؐ — در تفکر بود و غمگین و ملول

حدیبیہ سے واپسی پر رسولؐ — فکر میں تھے اور غمگین اور ملول (تھے)

ناگہاں[3] اندر حقِ شمعِ رسل — دولت اِنَّا فَتَحْنَا زد دُہل

رسولوں کی شمع کے حق میں اچانک — دولت نے اِنَّا فَتَحْنَا کا ڈھول بجا دیا

آمدش پیغام از دولت کہ رَو — تو ز منعِ ایں ظفر غمگیں مشو

دولت کی جانب سے انکو پیغام آیا کہ چلے جایئے — آپ اس فتح کے رُکنے سے غمگین نہ ہوں

کاندریں خواری بنقدت فتحہا ست — نک فلاں قلعہ فلاں بقعہ ترا ست

اس ذلت میں آپ کی فوری فتوحات ہیں — یہ فلاں قلعہ، فلاں علاقہ آپ کا ہے

---

[1] چوں نشاں: مسلمان کی بے سروسامانی اس کے ایمان کی علامت ہے اور مومن کی شکست اس کے اعمال و اخلاق کی اصلاح کر دیتی ہے۔ گر تو۔ مولانا مسلمانوں کی شکست میں مضمر خوبی کو ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ مشک و عنبر کی ڈلی کو اگر توڑ دیا جائے تو اس کی خوشبو زیادہ پھیلنے لگتی ہے۔ فیح۔ مہک، پھیلاؤ۔ سرگین خر۔ کافروں کی شکست کی مثال یہ ہے کہ گدھے کی لید کو اگر کرید دیا جائے تو اس کی بدبو اور پھیل جاتی ہے۔ کہ کند۔ مسلمانوں کی شکست اور کافروں کی شکست کو ایک سمجھنا ایسا ہے جیسے کہ کوئی لید اور مشک کو یا پانی اور پیشاب کو یا اطلس اور ٹاٹ کو ایک سمجھے۔

[2] اِنَّا فَتَحْنَا۔ مسلمانوں کی شکست چونکہ مزید تقویت کا باعث ہے اسی لئے قرآن نے حدیبیہ کی ناکامی کو فتح قرار دیا تھا۔ حدیبیہ۔ آنحضورؐ اور صحابہؓ کی جماعت مدینہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئی۔ مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مکہ کے کفار مکہ میں داخلہ سے مانع آئے تو حضورؐ صلح کر کے بغیر عمرہ کئے واپس آ گئے تھے یہ صلح بظاہر مسلمانوں کی شکست تھی لیکن حقیقتاً یہ فتح تھی جیسے کہ آئندہ

[3] ناگہاں۔ حدیبیہ سے ناکام واپسی کو قرآن نے فتح مبین سے تعبیر کیا ہے۔ آمدش۔ حضورؐ کو حکم ہوا کہ عمرہ کے بغیر واپس ہو جاؤ اور اس ناکامی سے رنجیدہ نہ ہو۔ کاندریں۔ یہ ناکامی بہت سی فتوحات کا سبب بنے گی۔ بقعہ۔ یعنی زمین کا علاقہ۔

کے واقعات نے ثابت کر دیا تھا ——

www.pdfbooksfree.pk

[1] بنگر آخر چونکہ واگردید تفت — بر قریظہ، بر نضیر از وے چہ رفت

دیکھو جب وہ جلدی سے واپس آگئے — اُن کی جانب سے قریظہ اور نضیر پر کیا گزری

قلعہا ہم گرد آں دو بقعہا — شد مسلّم و زغنائم نفعہا

ان دونوں کے علاقوں کے آس پاس کے قلعے بھی — فتح ہو گئے اور غنیمتوں کے سبب نفعے (ہوئے)

[2] ور نباشد آں تو بنگر کایں فریق — بر غم و رنج اند مفتون و عشیق

اگر یہ بھی نہ ہو تو دیکھ لے یہ لوگ — رنج و غم کے شیدا اور فریفتہ ہیں

زہر خواری را چو شکر می خورند — خار غمہا را چو اشتر می چرند

وہ ذلت کے زہر کو شکر کی طرح کھاتے ہیں — غموں کے کانٹے کو اونٹ کی طرح چرتے ہیں

بہر عین غم نہ از بہر فرح — ایں تنسافل پیش ایشاں چوں درج

صرف غم کے لئے، نہ کہ خوشی کے لئے — یہ تنزل اُن کے لئے مراتب کی طرح ہے

آنچناں شاداند اندر قعر چاہ — کہ ہمی ترسند از تخت و کلاہ

وہ کنوئیں کی گہرائی میں ایسے خوش ہیں — کہ تخت و تاج (کے حاصل ہونے) سے ڈرتے ہیں

در فقیری ہر یکے صد شہریار — در خرانِ فاقہ صد ہمچوں بہار

ہر ایک فقیری میں سیکڑوں شاہوں کی طرح ہے — فاقے کی خزاں میں سیکڑوں بہاروں کی طرح ہے

ہر کجا دلبر بود خود ہم نشیں — فوق گردون ست نے زیر زمیں

جہاں کہیں محبوب خود ساتھی ہو — وہ آسمان پر ہے، نہ کہ زمین کے نیچے

تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ لا تفضلونی علی یونس بن متی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تفسیر کہ — مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو

گفت پیغمبر کہ معراجِ مرا — نیست بر معراجِ یونس اجتبا

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میری معراج — یونسؑ کی معراج سے پسند یدہ نہیں ہے

آن من بر چرخ و آنِ او نشیب — زانکہ قرب حق برونست از حسیب

(حالانکہ) میرا مقام آسمان پر اور اُن کا مقام پستی — کیونکہ اللہ (تعالےٰ) کا قرب (اس) حساب سے بالاتر ہے

قرب نے بالا نہ پستی رفتن ست — قرب حق از حبسِ ہستی رستن ست

قرب نہ اوپر جانا ہے نہ نیچے جانا ہے — اللہ کا قرب، وجود کی قید سے چھوٹنا ہے

---

[1] بنگر۔ بنی قریظہ اور بنی النضیر یہود کے دو قبیلے تھے جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھے اُن کی معاہدہ شکنی کی وجہ سے آنحضورؐ اُن کو غزوہ احد کے واقعہ سے پہلے ہی جلاوطن کر چکے تھے۔ بنی النضیر ۴ھ میں اور بنی قریظہ ۵ھ میں غزوۂ خندق کے فوراً بعد جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ حدیبیہ کا واقعہ ۶ھ کا ہے البتہ ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور خیبر ۷ھ میں فتح ہوا۔ اب اگر مولانا کی مراد فتح خیبر ہے تو مولانا کا فرمانا سیرت کی کتب کے مطابق ہے ورنہ مخالف ہے۔

[2] ور نباشد۔ اگر فتوحات اور غنیمتیں نہ بھی ہوں تب بھی یہ جماعت وہ ہے جس کو رضا کا وہ مقام حاصل ہے کہ جس میں غم بھی اسی طرح خوشگوار ہوتا ہے جس طرح خوشی۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا کہ سالک کو رضا کا مقام اُسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ غم بھی اسکے لئے ایسا ہی خوشگوار ہو جیسا کہ خوشی۔ بہر غم۔ یعنی غم اُن کو اس لئے خوشگوار نہیں ہے کہ وہ کسی خوشی کا پیش خیمہ ہے۔ قعر چاہ۔ ذلت انکو اسقدر پیاری ہوتی ہے کہ اسکے زوال اور تخت شاہی حاصل ہو جانے سے ڈرتے ہیں۔ در فقیری۔ یہ لوگ فقر میں خم شاہی اور خزاں میں بہار کے لطف اُٹھاتے ہیں۔ ہر کجا۔ جہاں کنوئیں

کی گہرائی میں انکو معیت حق حاصل ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر ہے ——— [3] تفسیر۔ اس حدیث کی تفسیر مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل معیت حق ہوا و نجائی میں خود کو کوئی فضیلت اور بڑائی نہیں ہے معراج یونسؑ۔ حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں سمندر کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی۔ آنحضورؐ کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی۔ قرب حق۔ قرب حق حاصل ہوتے ہوئے اونچائی نیچائی کوئی چیز نہیں مقرب۔ اللہ کا قرب بلندی اور پستی سے

حاصل نہیں ہوتا بلکہ ترک ہستی سے ہوتا ہے

www.pdfbooksfree.pk

نیست[1] را چہ جائے بالا و زیر — نیست رانے زود و نے دور است و دیر

فنائیت کے لئے کیا اونچائی کیا نیچائی — فنائیت کے لئے نہ جلدی ہے نہ دور اور دیر ہے

کارگاہِ گنجِ حق در نیستی ست — غرّۂ ہستی چہ دانی نیست چیست

اللہ کے خزانہ کا کارخانہ، فنائیت میں ہے — تو ہستی کے دھوکے میں ہے تو کیا سمجھے کہ فنائیت کیا ہے؟

حاصلِ ایں شکستِ ایشاں آ کیا — می نماند ہیچ با شکستِ ما

خلاصہ یہ ہے، اے بزرگ! اُن کی شکست — ہماری شکست سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے

آنچناں شاداند در ذُل و تلف — ہمچو ما در وقتِ اقبال و شرف

وہ ذلت اور تباہی میں اس طرح خوش ہیں — جس طرح ہم اقبالمندی اور بڑائی میں

برگِ بے برگی ہمہ اقطاعِ اُوست — فقر و خواری افتخارست و علوست

پوری بے سروسامانی کا سامان اُس کی جاگیر ہے — فقر اور ذلت، فخر اور بڑائی ہے

آں یکے[2] گفت ار چنانست آں فرید — چوں بخندید او چو ما را بستہ دید

ایک نے کہا، اگر وہ یکتا ایسا ہے — تو وہ کیوں ہنسا جبکہ اُس نے ہمیں بندھا ہوا دیکھا؟

چونکہ او مبدل شد ست و شادیش — نیست زیں زندان و زیں آزادیش

جبکہ اُس میں تبدیلی ہو چکی ہے، اور اُس کی خوشی — اِس قید اور اِس آزادی سے (متعلق) نہیں ہے

پس بقہرِ دشمناں چوں شاد شد — چوں ازیں فتح و ظفر پُر باد شد

تو وہ دشمنوں کے مغلوب ہونے سے کیوں خوش ہوا؟ — اِس فتح اور کامیابی سے کیوں مغرور بنا ہے؟

شاد[3] شد جانش کہ بر شیرانِ نر — یافت آساں نصرت و دست و ظفر

اُس کی جان خوش ہوئی کیونکہ بہادر شیروں پر — آسانی سے فتح اور قابو، اور ظفر پائی

پس بدانستیم کو آزاد نیست — جز بدنیادِ لنخوش و دلِ شاد نیست

تو ہم جان گئے کہ وہ آزاد نہیں ہے — دنیا کے سوا کسی چیز سے خوش دل اور مسرور نہیں ہے

ورنہ چوں خندد کہ اہلِ آں جہاں — بر بد و نیک اند مشفق مہرباں

ورنہ کیوں ہنستا، جبکہ اُس جہان والے — اچھے اور بُرے پر مشفق اور مہربان ہیں

ایں ہمی گفتند در زیرِ زباں — آں اسیراں باہم اندر بحثِ آں

وہ آہستہ سے یہ کہہ رہے تھے — وہ قیدی آپس میں اس کی بحث میں

تا مُوکّل نشنود در ما جہد — ایں سخن در گوشِ آں سلطاں نہد

تاکہ سپاہی نہ سُن لے (اور) ہم پر کود پڑے — یہ بات اُس بادشاہ کے کان میں رکھدے

---

[1] نیست۔ جب مقامِ فنا حاصل ہو جائے تو زمان و مکان کی اونچ نیچ سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ کارگاہ فنائیت کے بعد اسرارِ خداوندی ظاہر ہوتے ہیں جو شخص ہستی میں پھنسا ہے وہ فنائیت کو نہیں سمجھ سکتا۔ حاصل۔ یہاں سے پھر اُن قیدیوں کا مقولہ شروع ہوتا ہے اُنھوں نے کہا ہماری اور مسلمانوں کی شکست میں بہت فرق ہے۔ آنچناں۔ وہ شکست میں بھی اِس قدر خوش ہوتے ہیں جس طرح کہ ہم فتح میں۔ برگ بے سرسامانی اُن کا سامان ہے فقر اور ذلت میں فخر سمجھتے ہیں۔

[2] آں یکے۔ آنحضورؐ کی فنائیت پر اُس شخص نے اعتراض کیا کہ اگر ان کو مقامِ فنائیت حاصل ہے اور وہ اللہ کے مقرب ہیں تو ہماری تباہی پر کیوں خوش ہو رہے ہیں۔ اگر اُن میں بالکل تبدیلی آگئی ہے اور اُنکی خوشی ہماری قید اور اپنی آزادی سے متعلق نہیں ہے تو پھر ہمیں قید میں دیکھ کر کیوں ہنسے اور اپنی کامیابی پر کیوں مغرور ہیں۔

[3] شاد شد۔ یقیناً اُنکی خوشی اِسی بنا پر ہے کہ ہم جیسے شیروں پر انھوں نے فتح پائی ہے۔ پس۔ اِس بات سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہستی سے آزاد نہیں ہیں اور وہ ایک دنیا دار ہیں۔ اہلِ آں جہاں۔ اللہ والے تو سب انسانوں پر مہربان ہوتے ہیں خواہ انسان بھلے ہوں یا بُرے ہوں۔ آں۔ یہ باتیں وہ قیدی آپس میں کر رہے تھے تاکہ سپاہی نہ سُن لے۔

www.pdfbooksfree.pk

آگاہ[1] شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشاں بر شہامت او

خوشی پر اُن کی طعنہ زنی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واقف ہو جانا

گرچہ نشنید آں مؤکل ایں سخن — رفت در گوشے کہ بد آں من لدن

اگرچہ اُس سپاہی نے یہ بات نہ سنی — اُس کان میں پہنچ گئی جو کہ اللہ کی جانب سے تھا

بوئے پیراہانِ یوسفؑ را ندید — آنکہ حافظ بود یعقوبش شنید

(حضرت) یوسفؑ کے لباس کی خوشبو نہ محسوس کی — اُس نے جو محافظ تھا، اُس کو یعقوبؑ نے محسوس کیا

آں شیاطیں بر عنانِ آسماں — نشنوند آں سر لوحِ غیب داں

وہ شیاطین، آسمان کی بلندی پر — غیب کے جاننے والے کی لوح کے راز کو نہیں

آں محمدؐ خفتہ و تکیہ نمودہ — آمدہ سر گردِ او گرداں شدہ

محمدؐ سوئے ہوئے، اور تکیہ لگائے ہوئے ہیں — راز آیا (اور) اُس نے اُن کے گرد چکر لگائے

آں[2] خورد حلوا کہ روزیش ست باز — آں نہ کانگشتانِ او باشد دراز

حلوا وہ کھاتا ہے، جس کی روزی کشادہ ہو — نہ کہ وہ جس کی انگلیاں لمبی ہوں

نجمِ ثاقب گشتہ حارس دیوراں — کہ بہل دزدی ز احمدؐ سر ستاں

ٹوٹنے والا ستارہ نگہبان اور شیطان کو بھگانے والا — کہ چوری چھوڑ دے احمدؐ سے راز حاصل کر

اے دویدہ سوئے دکاں از بیگاہ — ہیں بمسجد رو بجو رزقِ الٰہ

اے صبح تک دکان کی جانب دوڑے ہوئے! — خبردار! مسجد میں جا، اللہ سے روزی مانگ

فہم کردنِ رسول علیہ السلام ضمیرِ آں اسیراں را

آنحضور علیہ السلام کا اُن قیدیوں کے دل کی بات سمجھ جانا

پس رسولؐ آں گفتشاں را فہم کرد[3] — گفت آں خندہ نبودم از نبرد

پس رسولؐ اُن کی وہ گفتگو سمجھ گئے — فرمایا وہ میرا ہنسنا، جنگ کے معاملہ میں نہ تھا

مُردہ اند ایشاں و بوسیدہ فنا — مُردہ کشتن نیست مردی پیشِ ما

وہ مُردہ ہیں، اور فنا سے گلے ہوئے ہیں — مُردے کو مارنا ہمارے نزدیک بہادری نہیں ہے

خود کیند ایشاں کہ مہ گردد شکاف — چونکہ من پا بفشرم اندر مصاف

وہ کیا ہیں، بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے — جب میں میدانِ جنگ میں قدم جماؤں

آنگہے کہ زاد بودید و مکیں — من شمارا بستہ می دیدم چنیں

جس وقت کہ تم آزاد اور مقیم تھے — میں تمہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا

---

[1] آگاہ۔ آنحضورؐ نے اُن کی یہ خفیہ باتیں سُن لیں اس لئے کہ آپ کے کان اِس جہان کے کان نہ تھے بلکہ وہ خدائی کان تھے جن کے لئے آہستہ بات اور بلند آواز کی بات یکساں ہے۔ بوئے۔ جن لوگوں کو قربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے وہ صفاتِ حق سے متصف ہو جاتے ہیں حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو اُس محافظ کو نہ پہنچی جو قمیص لئے جا رہا تھا باوجود دور ہونے کے حضرت یعقوبؑ کو پہنچ گئی۔ آں شیاطین۔ لوحِ محفوظ کے اسرار شیاطین آسمانوں پر پہنچکر بھی نہیں سُن پاتے ہیں آنحضورؐ اپنی جگہ رہتے ہوئے سُن لیتے تھے۔

[2] آں خورد۔ یعنی حلوا ست درازی سے نہیں ملتا ہے تقدیر سے ملتا ہے یہی حال اسرارِ خداوندی کا ہے۔ نجمِ ثاقب۔ جب شیاطین آسمانی راز معلوم کرنے کیلئے آسمان پر چڑھتے ہیں تو ستارے اُن پر ٹوٹتے ہیں اور وہ اُن کو بھگا دیتے ہیں۔ (احمدؐ۔ اسرارِ خداوندی حضورؐ سے حاصل کرو۔ اے دویدہ۔ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے دکان نہیں ہے لہٰذا اُس سے روزی مانگو۔

[3] فہم کرد۔ یعنی آنحضورؐ کو بطورِ وحی کے اُنکی گفتگو کا علم ہو گیا۔ نبرد۔ یعنی میں جنگ کے معاملہ میں نہیں مسکرا رہا تھا مُردہ۔ یعنی یہ کفار درحقیقت مُردہ ہیں اور مُردے کو مارنا کونسی بہادری ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

اے[۵۱] بنازیدہ بملک و خاندان
اے وہ جو سلطنت اور خاندان پر نازاں ہیں

نزدِ عاقل اشترے بر نردباں
(یہ) عقلمند کے نزدیک سیڑھی پر اونٹ ہے

نقشِ تن راتا فتاد از بامِ طشت
جب سے جسم کا طشت بام سے گرا ہے

پیشِ چشمم کُلِّ آتِ آت گشت
ہر آنے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی ہے

بنگرم در غورہ می بینم عیاں
میں انگور کا کچا خوشہ دیکھتا ہوں تو شراب دیکھ لیتا ہوں

بنگرم در نیست شی بینم عیاں
میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھ لیتا ہوں

بنگرم[۵۲] سرِ عالمے بینم نہاں
میں عالمِ غیب کو دیکھتا ہوں تو ایک پوشیدہ جہان

آدمؑ و حوّا نرستہ از جہاں
جبکہ آدمؑ اور حوّا دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے

من شمارا وقتِ ذرّاتِ اَلَسْت
میں نے تمھیں، اَلَسْت کی چیونٹیوں کے وقت

دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست
پابزنجیر، اور اوندھا اور ذلیل دیکھا ہے

از حدوثِ آسمانِ بے عمُد
بے ستون کے آسمان کے پیدا ہونے کے بار یکیں

انچہ دانستہ بدم افزوں نشُد
جو کچھ میں جان چکا تھا اُس سے نہ بڑھا

من شمارا سرنگوں می دیدہ ام
میں نے تمھیں اوندھا دیکھا ہے

پیش ازاں کز آب و گل پالیدہ ام
اس سے پہلے کہ میں نے آب و گل سے پرورش پائی

نو ندیدم تا کنم شادی بداں
میں نے نئی بات نہیں دیکھی کہ اُس پر خوشی مناؤں

ایں ہمی دیدم دراں اقبالِ تاں
یہ تو میں تمہارے مقدر میں دیکھ رہا تھا

بستہ[۵۳] قہرِ خفی دانگہ چہ قہر
مخفی قہر میں بندھے ہوئے پھر قہر بھی کیسا؟

قند می خوردید و در وے درج زہر
تم شکر کھا رہے تھے اور اُس میں زہر داخل تھا

ایں چنیں قندے پُر از زہرِ اَرعدُو
اگر دشمن زہر سے بھری ہوئی ایسی شکر

خوش بنوشد چیت حسد آید برُو
خوشی سے کھائے تو اُس پر کیا حسد ہو سکتا ہے؟

بانشاط آں زہر می کردید نوش
تم خوشی سے وہ زہر پی رہے تھے

مرگِ تاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش
تمہاری موت نے مخفی طور پر دونوں کان بند کر دیئے

من نمی کردم غزا از بہرِ آں
میں اس لئے جہاد نہیں کرتا ہوں

تا ظفر یابم فرو گیرم جہاں
کہ فتحمند ہوں دنیا پر قبضہ کروں

کایں جہاں جیفہ است و مُردارِ خبیث
یہ دنیا مُردار ہے، اور سستا مُردار

برچنیں مُردار چوں بامم حریص
ایسے مُردار پر میں کیسے لالچی بن سکتا ہوں؟

---

۵۱ اے۔ خاندان اور سلطنت پر ناز کرنا ایسا ہی ناپائیدار ہے جس طرح کہ اونٹ کا سیڑھی پر چڑھنا۔

نقشِ تن۔ جب کہ میں جسم کی مادیت سے آزاد ہو گیا ہوں ہر آنے والے واقعہ کو اسطرح دیکھ لیتا ہوں جیسے کہ وہ میرے سامنے ہے۔ بنگرم۔ انگور سے بننے والی شراب کو اس کے کچے خوشہ میں دیکھ لیتا ہوں۔ کسی چیز کے معدوم ہونے کی حالت میں اسکے وجود کو دیکھ لیتا ہوں۔

۵۲ بنگرم۔ پہلے اشعار میں ہونے والی باتوں کے بارے میں علم کی وسعت کا بیان تھا اس شعر میں گذشتہ واقعات پر علم کی وسعت کا بیان ہے یعنی ازلی واقعات پر بھی میرا علم محیط ہے۔ من شمارا۔ ازل میں جبکہ حضرت آدمؑ کی پشت سے آنکی اولاد کو چیونٹیوں کی شکل میں نکالکر اُنسے عہدِ اَلَسْت لیا گیا تھا میں نے اسوقت تمہیں اوندھا دیکھ لیا تھا۔ از حدوث۔ کائنات کے بارے میں جو علم مجھے ازل میں حاصل ہوا تھا کائنات کے وجود کے بعد اسمیں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ من شما۔ میں نے اپنے عالمِ ماسوت میں آنے سے قبل ہی تمہیں اوندھا دیکھا تھا۔

نو ندیدم۔ تمہاری شکست کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے جس پر میں خوشی مناؤں۔

۵۳ بستہ۔ میں نے ازل ہی میں تمہیں قہرِ الٰہی میں مبتلا دیکھا تھا اور قہر بھی ایسا جسکو تم قہر سمجھتے ہو۔ ایں چنیں۔ اگر کسی کا دشمن زہر سے بھری ہوئی ایسی شکر کھائے جسمیں زہر ہو تو اُسپر حسد کا کوئی موقع نہیں ہے۔ مرگ۔ تمہاری روحانی موت نے تمہارے کان بہرے کر دیئے ہیں۔ من نمی کردم۔ میرا جہاد ننگ گیری کیلئے نہیں ہے۔ کایں جہاں۔ اس دنیا کی مثال مُردار کی سی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

سگ[1] نیم تا پُر خشم مُردہ کنم
میں کتا نہیں ہوں کہ مُردار کی دم کے بال نوچوں

علیسیٰم آیم کہ تا زندش کنم
میں عیسیٰ ہوں (اسلئے) آیا ہوں تاکہ اسکو زندہ کروں

زاں ہمی کردم صفوفِ جنگ چاک
میں نے جنگ کی صفوں کو اس لئے چاک کیا ہے

تا رہانم مر شمارا از ہلاک
تاکہ تمہیں ہلاکت سے رہائی دوں

زاں نمی بُرّم گلوہائے بشر
میں انسانوں کے گلے اس لئے نہیں کاٹتا ہوں

تا مرا باشد کروفر و حشر
کہ میرے لئے شان و شوکت اور اجتماع ہو

زاں ہمی بُرّم گلوئے چند تا
میں چند انسانوں کا گلا اس لئے کاٹتا ہوں تاکہ

زاں گلوہا عالمے یابد رہا
ان گلوں سے دنیا نجات پا جائے

گر شما[2] پروانہ وار از جہلِ خویش
اگر تم نے اپنی نادانی سے پروانوں کی طرح

پیشِ آتش می کنید ایں حملہ کیش
آگ پر اس حملے کو مذہب بنا لیا ہے

من ہمی رانم شمارا ہمچو مست
میں مست کی طرح تمہیں ہٹاتا ہوں

از درافتادن در آتش باد و دست
دونوں ہاتھوں سے آگ میں گرنے سے

آنکہ خود را فتحہا پنداشتید
جس کو تم نے اپنی فتوحات سمجھا

تخمِ منحوسیِ خود می کاشتید
تم نے اپنی نحوست کا بیج بویا ہے

یکدگر را جدِّ جد می خواندید
تم ایک دوسرے کو بڑے امرا سے بلاتے تھے

سُوئے اژدرہا فرس می راندید
اژدھوں کی جانب گھوڑا دوڑاتے تھے

قہر می کردید[3] و اندر عینِ قہر
تم ظلم کرتے تھے، اور عین ظلم میں

خود شما مقہورِ قہرِ شیرِ دہر
تم خود زمانے کے شیر کے قہر سے مغلوب ہو گئے

بیان آنکہ طاغی در عینِ قاہری مقہور ست و در عینِ منصوری مأسور

اس کا بیان کہ سرکش عین غلبہ میں مغلوب ہے، اور عین فتحمندی میں قیدی ہے

دُزد قہرِ خواجہ کرد و زر کشید
چور نے خواجہ کو مغلوب کیا اور سونا اکٹھا کیا

او دراں مشغول خود والی رسید
وہ اس میں مشغول تھا کہ خود حاکم آگیا

گر ز خواجہ آں زماں بگریختے
اگر وہ اس وقت خواجہ کے پاس سے بھاگ جاتا

کے بروالی حشر انگیختے
تو حاکم، اس پر کب قیامت برپا کرتا؟

ظلم خود اپنے اوپر ظلم تھا اور تم خود اس سے مغلوب ہو۔ بیان۔ اس مثال سے یہ سمجھایا ہے کہ چور خواجہ کو مغلوب کر رہا تھا اور اس میں خود اس کی مغلوبیت تھی۔ مأسور۔ قیدی۔ والی۔ یعنی حاکم اس سے ملنے آگیا۔ بگریختے۔ اگر وہ چور خواجہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا تو حاکم کی سزا سے بچ جاتا اور مغلوب نہ ہوتا۔

---

۱ سگ نیم۔ کتا مُردار کھاتا ہے۔ پُر خشم۔ دم کے بال۔ یعنی میرا کام لوگوں کو حیاتِ ابدی عطا کرنا ہے۔ زاں میرا جنگ کرنا بھی عالم سے فساد کو رفع کرنے کیلئے ہے تاکہ میں اپنی شان و شوکت کے لئے جہاد نہیں کرتا ہوں۔ گویا چند مفسدین کو ختم کر کے عالم میں امن پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

۲ گر شما۔ حدیث شریف ہے۔ مَثَلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِی تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیهَا وَجَعَلَ یَحْجُزُهُنَّ وَیَغْلِبْنَهُ فَیَتَقَحَّمْنَ فِیهَا فَاَنَا اٰخُذُ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِیهَا یعنی میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی پس جب آگ نے اپنا ماحول روشن کر دیا تو پروانوں اور ان جانوروں نے جو آگ میں گرتے ہیں اس میں گرنا شروع کر دیا اور آگ روشن کرنیوالے نے ان کو روکنا شروع کر دیا اور وہ اس پر غالب آتے ہیں پھر آگ میں جا گرتے ہیں پس میں تمہاری کمر پکڑتا ہوں کہ تم کو آگ سے بچاؤں اور تم اس میں گھسے پڑتے ہو۔ آنکہ جس کو تم اپنی فتح سمجھتے ہو۔ یہی تمہاری نحوست ہے تم ایک دوسرے کو اژدھے کے منہ میں جانے کی دعوت دیتے ہو۔

۳ قہر می کردید۔ یعنی تمہارا

www.pdfbooksfree.pk

قاہریِ[1] دُزد مقہوریش بُود — زانکہ قہرِ او سرِ او را ربود

چور کا غلبہ اُس کی مغلوبیت تھی — اِس لئے کہ اُس کے غلبہ نے اُس کا سر اڑایا

غالبی بر خواجہ دامِ او شود — تا رسد والی و بستاند قود

خواجہ پر غلبہ اُس کا جال بن جاتا ہے — حتی کہ حاکم آپہنچے اور قصاص لے لے

اے کہ تو بر خلق چیرہ گشتۂ — در نبرد و غالبی آغشتۂ

اے وہ کہ تو مخلوق پر غالب آگیا ہے! — جنگ اور غلبے میں ڈوبا ہوا ہے

آں بقاصد مُنہزم کرد دست شاں — تا ترا در حلقہ می آرد کشاں

اُس نے قصداً اِن کو پسپا کیا ہے — تاکہ تجھے حلقے میں کھینچ لائے

ہیں[2] عناں در کش پئے ایں منہزم — در مراں تا تو نگردی منخرم

اِس پسپا کا پیچھا کرنے سے باگ تھام — نہ چلا تاکہ تو نکٹا نہ بن جائے

چوں کشانندت بدیں شیوہ مدام — حملہ بینی بعد ازاں اندر زحام

جب تجھے اِس طریقہ پر جال میں کھینچ لائیں گے — اِس کے بعد بھیڑ میں (تو اپنے اوپر) حملہ دیکھیگا

عقل از ایں غالب شدن کے گشت شاد — چوں دریں غالب شدن دید او فساد

اِس غالب آنے سے عقل کب خوش ہوتی ہے؟ — جبکہ اِس غالب آنے میں اُس نے تباہی دیکھ لی ہے

تیز چشم آمد خرد بینائے پیش — کہ خدایش سُرمہ کرد از کحلِ خویش

پیش بین عقل تیز آنکھوں والی ہے — کیونکہ خدا نے اپنے سُرمے سے اُسکے سرمہ لگایا ہے

گفت پیغمبر کہ ہستند از فنوں — اہلِ جنت در خصومتہا زبوں

پیغمبرؐ نے فرمایا ہنرمندوں کی وجہ سے ہیں — جنتی جھگڑوں میں مغلوب

از کمالِ[3] حزم و سوءِ ظنِ خویش — نے ز نقص و بددلی و ضعفِ کیش

پوری ہوشیاری اور اپنے ساتھ بدگمانی کی وجہ سے ہے — نہ (عقل) نقصان اور بزدلی اور مذہب کی کمزوری کی وجہ سے

در فرہ دادن شنیدہ در کمون — حکمتِ لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ

غلبہ دینے (کے بارے) میں درپردہ سنے ہوئے تھے — لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ کی حکمت

کمزوری اِن وجوہ سے نہیں ہے۔ در فرہ۔ حدیبیہ کے موقع پر مومنوں کی ظاہری مغلوبیت اور کفارِ مکہ کے غلبہ کی حکمت قرآن پاک میں بیان فرمائی گئی ہے۔ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا اور اگر (شہر مکہ میں) کچھ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نہ ہوتیں تو ان کے حال سے واقف نہ تھے اور تم ان کو پامال کر ڈالتے اور ناداستہ تم کو ان کی طرف سے نقصان پہنچ جاتا تو ابھی معاملہ کیسوا دیا جاتا مگر خدا نے صلح حدیبیہ کے وقت اِس حکمت کو اٹھا نہ رہنے دی کہ خدا اس عرصہ میں جسکو چاہے اپنی رحمت (اسلام) میں داخل کرے۔ اگر مکہ کے رہنے والے مسلمان کہیں کونے کے ہوتے تو اہل مکہ کو جس جس نے کفر کیا سب کو ہی دردناک عذاب کی سزا دیتے۔ کمون۔ پردہ، چھپنے کی جگہ۔

[1] قاہری۔ چور کا خواجہ پر غالب آنا ہی اُس کی مغلوبیت کا سبب بن گیا۔ سر اڑا چور نے خواجہ کو قتل کیا تھا اُس کے بدلے میں حاکم نے اُس کو قتل کرادیا۔ قود۔ قصاص، جان کے بدلے میں جان لینا۔ آئے کہ۔ اللہ تعالیٰ قصداً کفار کو غلبہ عطا فرما دیتا ہے تاکہ وہ غلبہ کے غرور میں مبتلا ہو کر جہاں میں اپھلیں۔ چیرہ۔ غلبہ۔ قاصد۔ یعنی قصداً۔ منہزم۔ پسپا۔

[2] ہیں۔ جبکہ غلبہ کا غرور تباہی کا سبب بنتا ہے تو اُس غرور میں مبتلا ہو کر پسپا کا پیچھا نہ کرنا چاہیئے۔ منخرم۔ سر تھوں، نک کٹا چونکہ جب غلبہ کا دھوکہ دیکر تجھے میدان میں لے آئینگے تو پھر تجھ پر سخت حملہ ہوگا۔ عقل۔ ایسا غلبہ خوشی کا سبب نہیں ہے۔ کحل۔ سُرمہ۔ فنوں۔ ہنرمندیاں۔ زبوں۔ حدیث شریف ہے۔ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ یعنی کیا تمہیں جنتیوں کا پتہ نہ بتادوں ہر وہ کمزور جس نے کمزوری اختیار کی ہو وہ اللہ کے بھروسے قسم کھائے تو اللہ اُسکی قسم ضرور پوری کردیگا۔

[3] از کمال۔ اہل جنت کی کمزوری کمال ہوشیاری اور اپنے اعمال سے بدظنی کی بنا پر ہوتی ہے۔ نے۔ کمزوری کبھی عقل کی کمی سے آتی ہے کبھی بزدلی کیوجہ سے کبھی مذہب پر یقین نہ ہونے سے اہل جنت کی

www.pdfbooksfree.pk

دست کوتاہی ز کفارِ لعین — فرض شد بہرِ خلاصِ[1] مومنین

ملعون کفار سے ہاتھ روکنا — مومنوں کی خلاصی کے لئے فرض ہوا

قصۂ عہدِ حدیبیہ بخواں — کف ایدیکم تمامت زاں بداں

حدیبیہ کی صلح کا قصہ پڑھو — اس نے تمہارے ہاتھوں کو روکا، پورا اس سے جانے

نیز اندر[2] غالبی ہم خویش را — دید او مغلوبِ دامِ کبریا

غلبے میں بھی اپنے آپ کو — اس نے اللہ کے جال میں مغلوب سمجھا

ما رمیت اذ رمیت آمد خطاب — گم شد او واللہ اعلم بالصواب

تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا، خطاب آیا — تو وہ فنا ہو گیا، اور اللہ درستگی کو زیادہ جانتا ہے

زاں نمی خندم من از زنجیرتاں — کہ بگردم ناگہاں شبگیرتاں

میں تمہاری زنجیر سے اس لئے نہیں ہنستا ہوں — کہ میں نے تمہیں اچانک رات میں گرفتار کر لیا

زاں ہمی خندم کہ باز زنجیر و غل — می کشم تاں سوئے سرستان و گل

میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ زنجیر اور طوق کے ساتھ — میں تمہیں لے جا رہا ہوں، سرو اور گل کے باغیچہ میں

اے عجب کز آتشِ بے زینہا — بستہ می آریم تاں تا سبزہ زار

کس قدر عجیب بات ہے کہ بے پناہ آگ سے — تم کو سبزہ زار کی طرف باندھ کر لا رہا ہوں

از سوئے دوزخ بزنجیرِ گراں — می کشم تاں تا بہشتِ جاوداں

بھاری زنجیر کے ساتھ دوزخ سے — ابدی جنت کی طرف میں تمہیں کھینچ رہا ہوں

ہر مقلد[3] را دریں رہ نیک و بد — ہمچناں بستہ بحضرت می کشد

ہر مقلد کو اس راستہ میں اچھائی سے یا برائی سے — اسی طرح باندھ کر دربار میں کھینچتا ہے

جملہ در زنجیرِ بیم و ابتلا — می روند ایں رہ بغیر اولیا

سب، خوف اور آزمائش کی زنجیر میں — اولیاء کے علاوہ اس راستہ پر چلتے ہیں

می کشند ایں راہ را بیکار و اں — جز کسانے واقف از اسرارِ کا

اس راستہ پر جنگی طریقہ پر کھینچتے ہیں — سوائے ان کے جو کام کے بھید سے واقف ہیں

جہد کن تا نورِ تو رخشاں شود — تا سلوک و خدمتت آساں شود

مجاہدہ کر تاکہ تیری روشنی چمک اٹھے — تاکہ تیرے لئے چلنا اور حضوری آسان ہو جائے۔

---

[1] خلاص۔ یعنی ان مومنوں کے بچاؤ کے لئے جو مکہ میں مقیم تھے۔ کف۔ حدیبیہ کے بارے میں قرآن پاک میں ہے وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا۔ یعنی وہ خدا ہی تو ہے جس نے تمہیں کافروں پر فتح دی پیچھے اُن کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو اُنسے روک دیا اور اُس وقت جو کچھ تم کرتے تھے اللہ سب دیکھتا تھا۔

[2] نیز اندر۔ غلبہ کے وقت بھی آنحضورؐ اپنے آپ کو عاجز سمجھتے تھے اور غلبہ محض تائید خداوندی سے جانتے تھے۔

ما رمیت۔ جنگِ بدر میں جبکہ آنحضورؐ نے ایک مٹھی خاک پھینکی اور اُس سے کفار مغلوب ہوئے تو اُس کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ یعنی جبکہ تم نے مٹی پھینکی تو تم نے نہیں پھینکی اللہ تعالےٰ نے پھینکی۔ زاں۔ میری ہنسی اس وجہ سے نہ تھی کہ تم پابہ زنجیر تھے بخندم میں تو اس لئے ہنسا تھا کہ میں تمہیں قید کر کے جنت کی طرف لے جا رہا تھا۔ اے عجب۔ اس پر تعجب کر رہا تھا کہ باوجود دشمنی کے تمہیں آگ سے بچا کر جنت کے سبزہ زار میں لے جا رہا ہوں۔

[3] ہر مقلد۔ جب توفیق شاملِ حال ہوتی ہے تو وہ انسان کو بخوشی یا جبراً راہِ راست پر لے آتی ہے۔ مجبد۔ عام انسان خوف اور ڈر سے راہِ ہدایت پر چلتے ہیں اولیاء اللہ اپنی خوشی اور بصیرت سے راہِ راست پر چلتے ہیں بیکار و اں۔ یعنی جبراً۔ واقف۔ یعنی جن کو بصیرتِ قلبی اور نورِ باطنی حاصل ہو گیا ہے۔ جہد کن۔ انسان مجاہدہ کرے تو اسکو نورِ باطنی حاصل ہو جاتا ہے جس سے راہِ ہدایت اسکے لئے آسان ہو جاتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

کودکاں[1] را می بری مکتب بزور
تو بچوں کو مکتب میں جبراً لے جاتا ہے

زانکہ ہستند از فوائد چشم کور
اس لئے کہ وہ فائدوں سے اندھے ہیں

چوں شود واقف بمکتب می رود
جب وہ جان جاتا ہے مکتب میں دوڑا جاتا ہے

جانش از رفتن شگفتہ می شود
اس کی روح جانے سے کھلتی ہے

می رود کودک بمکتب پیچ پیچ
بچہ مکتب میں پیچ و تاب سے جاتا ہے

چوں ندید از مزد کار خویش ہیچ
کیونکہ اس نے اپنے کام کا کوئی معاوضہ نہیں دیکھا ہے

چوں کند در کیسہ دانگے دست مزد
جب ایک دانگ مزدوری تھیلی میں ڈال لیتا ہے

انگہے بیخواب گردد شب چو دزد
تب چور کی طرح رات کو جاگتا ہے

جہد کن تا مزد طاعت در رسد
کوشش کر تاکہ بندگی کی مزدوری مل جائے

بر مطیعاں انگہت آید حسد
تب تجھے فرمانبرداروں پر حسد ہوگا

ایتیا طوعاً مقلد گشتہ را
مقلدوں کے لئے "تم دونوں جبراً آؤ" ہے

ایتیا کرہاً صفا بسرشتہ را
خلوص کی سرشت والوں کیلئے تم دونوں خوشی سے آؤ

ایں محب حق ز بہر علتے[2]
یہ خدا کا دوست، کسی غرض سے ہے

واں دگر را بے غرض خود خلتے
اس دوسرے کی خود بے غرض دوستی ہے

ایں محب دایہ لیک از بہر شیر
یہ آتا کا عاشق ہے لیکن دودھ کی خاطر

واں دگر دل دادہ بہر ایں ستیر
وہ دوسرا اس پردہ نشین کا دلدادہ ہے

طفل را از حسن او آگاہ نے
بچے کو اس کے حسن سے واقفیت نہیں ہے

غیر شیر او را ازو دلخواہ نے
اس کے دودھ کے علاوہ اسکو کچھ مرغوب نہیں ہے

واں دگر خود عاشق دایہ بود
دوسرا خود آتا کا عاشق ہوتا ہے

بے غرض در عشق یک پایہ بود
بلا کسی غرض کے عشق میں ایک رائے والا ہوتا

پس[3] محب حق بامید و بترس
پس اللہ کا دوست امید اور ڈر سے، اللہ کا دوست

دفتر تقلید می خواند بدرس
تقلید کی کتاب کو درس کے ساتھ پڑھ رہا ہے

واں محب حق ز بہر حق کجاست
وہ اللہ کے لئے، اللہ کا دوست کہاں ہے؟

کہ ز اغراض و ز علتہا جداست
جو غرضوں اور علتوں سے جدا ہے

گر چنین و گر چناں چوں طالب ست
خواہ ایسا ہے خواہ ویسا ہے جبکہ وہ طلبگار ہے

جذب حق او را سوئے حق جاذب ست
اللہ (تعالیٰ) کی کشش اسکو اللہ کی جانب کھینچنے والی ہے

[1] کودکاں۔ مقلد بچوں کی طرح ہیں جن کو اپنے عمل کی مزدوری نظر نہیں آتی ہے۔ جوں شود۔ بچہ کو جب مکتب جانے پر انعام ملے تو مکتب کے جانے کی خوشی میں اس کی رات کی نیند اڑ جاتی ہے۔ تاکہ جب اگر عمل کا ثواب آنکھوں سے نظر آنے لگے تو پھر عبادتگذاروں کو دیکھ کر رشک کرنے لگتا ہے۔

ایتیا۔ مقلد کی اطاعت جبری ہے اہل صفا کی اطاعت دل وجان سے ہے۔

[2] زبہر علتے۔ مقلد کی عبادت اپنی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔ واں دگر۔ اہل اللہ کی عبادت محض عشق کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ ایں محب۔ عام انسان کی مثال اس بچے کی سی ہے جو آتا سے دودھ کے لالچ میں محبت کرتا ہے۔ واں دگر۔ بالغ مرد عورت کے عشق کی بنیاد پر گرویدہ ہوتا ہے یہ اہل اللہ کی مثال ہے۔

[3] پس۔ جو لوگ جنت کے لالچ یا دوزخ کے ڈر سے اللہ کے عاشق ہیں وہ تقلیدی سبق پڑھ رہے ہیں۔ واں۔ ایسے عاشق جو محض ذات کی وجہ سے اللہ کے عاشق ہوں اور ان کے عشق میں کوئی غرض نہ ہو بہت نادر ہیں۔ گر چنیں۔ عاشق خواہ مقلد ہو یا منور دل والا، اللہ ہی کی کشش اس کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گر[1] محب حق بود لغیرہٖ — کے ینال دائما من خیرہٖ
خواہ ماسوئی (اللہ) کے لئے اللہ کا دوست ہے — تاکہ ہمیشہ اُس کی خیر حاصل کرے

یا محب حق بود لعینہٖ — لا یسوہ خائفا من بینہٖ
یا اُس کی ذات کی وجہ سے اس کا دوست ہے — وہ اُس کے سوئی سے نہیں اُسکے فراق سے ڈرتا ہے

ہر دو را ایں جستجو ہا زاں سرست — ایں گرفتاری دل زاں دلبرست
دونوں کی جستجوئیں اُسی کی جانب سے ہیں — یہ دل کی مجبوری اُسی دلبر کی جانب سے ہے

جذب[2] معشوق عاشق را من حیث لا یعلمہ العاشق ولا یرجوہ
معشوق کا عاشق کو جذب کرنا اِس طریقہ پر کہ عاشق نہ اُس کو جانتا ہے اور نہ اُس کی امید رکھتا ہے

ولا یخطر ببالہ ولا یظہر من ذلک الجذب اثر فی العاشق
اور نہ اُس کے دل میں آتا ہے اور اِس کشش کا اثر عاشق میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے

الا الخوف الممزوج بالیاس مع دوام الطلب
سوائے خوف سے ملی ہوئی مایوسی کے مع طلب کی ہمیشگی کے

آمدیم اینجا کہ در صدر جہاں — گر نبودے جذب آں عاشق نہاں
ہم یہاں آ گئے کہ صدرِ جہاں میں — اگر اُس عاشق کی پوشیدہ کشش ہوتی

ناشکیبا کے بُدے اُو از فراق — کے دواں باز آمدے سوئے وثاق
وہ جدائی سے بے صبر کب ہوتا؟ — وہ قید کی جانب کب بھاگا آتا؟

میل[3] معشوقاں نہانست و ستیر — میل عاشق باد و صد طبل و نفیر
معشوقوں کا میلان پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے — عاشق کا میلان دوستو نقاروں اور نفیریوں کیساتھ ہے

یک حکایت ہست اینجا از اعتبار — لیک عاجز شد بخاری ز انتظار
عبرت کے لئے یہاں ایک قصہ ہے — لیکن بخاری انتظار میں عاجز آ گیا ہے

ترک آں کردیم کو در جستجوست — تا کہ پیش از مرگ بیند روئے دوست
ہم نے وہ چھوڑ دیا کیونکہ وہ تلاش میں ہے — تاکہ مرنے سے پہلے محبوب کا چہرہ دیکھ لے

تا رہد از مرگ و یابد او نجات — زانکہ دیدِ دوست ست آبِ حیات
تاکہ وہ موت سے چھٹکارا پائے اور نجات حاصل کرے — کیونکہ دوست کا دیدار آبِ حیات ہے

ہر کہ دیدِ او نباشد دفعِ مرگ — دوست نبود کہ نہ میوشد نہ برگ
جس کا دیدار موت کا دفعیہ نہ ہو — وہ دوست نہ ہوگا کیونکہ نہ اُس پر پھل ہیں نہ پتے

[1] گر۔ خواہ وہ عشق میں مبتلا ہے اور اسکی جنت کا امیدوار بلکہ اُس کا عاشق بنا ہے خواہ اُس کی ذات کا عاشق ہے اور وہ صرف ہجر سے ڈرتا ہے اور صرف وصال کا طالب ہے دونوں کی طلب منجانب اللہ ہے اور دونوں کا عشق خدا کا پیدا کردہ ہے۔

[2] جذب معشوق۔ معشوق کی کشش ایسی ہوتی ہے کہ عاشق کو وہ محسوس نہیں ہوتی ہے اور عاشق میں اُس کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے۔ آمدیم جبکہ معشوق عاشق کی کشش کرتا ہے تو اب سنو اُس بخاری کے لئے اگر صدرِ جہاں معشوق کی طرف سے کشش نہ ہوتی تو وہ بخاری عاشق کیسے سزا کی طرف کھنچتا۔

[3] میلِ معشوقاں۔ میلان دونوں طرف ہوتا ہے لیکن معشوق کا پوشیدہ میلان ہوتا ہے اور عاشق کا مکمل کھلا ہوتا ہے۔ یک حکایت۔ اس موقع پر میں ایک اور قصہ سنانا چاہتا تھا لیکن بخاری عاشق کو کب تک منتظر رکھوں اُس کی خواہش ہے کہ موت سے پہلے معشوق کا چہرہ دیکھ لے۔ تا رہد۔ معشوق کا دیدار آبِ حیات ہے اُس کے بعد موت نہیں آسکتی۔ ہر کہ۔ جس معشوق کا دیدار موت کا دافع نہ ہو وہ دراصل معشوق ہی نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

کارآں کار ست ای مشتاقِ مست — کاندراں کار ار رسد مرگت خوش ست

اے مست مشتاق! کام تو دراصل وہ ہے — کہ اُس کام میں اگر تجھے موت آجائے تو بہتر ہو

شد نشانِ صدقِ ایماں اے جواں — آنکہ آید خوش ترا مرگ اندراں

اے جوان! ایمان کی سچائی کی علامت ہے — کہ تجھے اُس میں مرجانا اچھا لگے

گر نشد ایمانِ تو اے جاں چنیں — نیست کامل رو بجو اکمالِ دیں

اے جان! اگر تیرا ایمان ایسا نہیں ہے — تو وہ کامل نہیں ہے، جا ایمان کی تکمیل چاہ

ہر کہ اندر کارِ تو شد مرگِ دوست — بر دلِ تو بے کراہت دوست اُو

جس دوست کی موت تیرے کام میں ہو — کسی ناگواری کے بغیر وہ تیرا دوست ہے

چوں کراہت رفت آں خود مرگ نیست — صورتِ مرگ ست و نقلاں کردنیست

جب ناگواری ختم ہوگئی تو وہ موت ہی نہیں ہے — بظاہر موت ہے اور (حقیقتاً) منتقل ہونا ہے

چوں کراہت رفت مردن نفع شد — پس درست آمد کہ مردن دفع شد

جب ناگواری جاتی رہی، موت مفید ہوئی — تو ثابت ہوگیا، کہ موت دفع ہوگئی

دوست حق ست کسے کو کش گفت اُو — کہ تو ئی آنِ من و من آنِ تو

دوست اللہ ہے اور وہ جسکو اللہ نے کہدیا ہے — کہ تو میرا ہے، اور میں تیرا ہوں

گوش دار اکنوں کہ عاشق میرسد — بستہ عشق اُورا بحبلِ من مسد

اب سُن، کہ عاشق پہنچتا ہے — عشق نے اسکو مونج کی رسّی سے باندھا ہے

رسیدن بخاری عاشق در بندگیِ صدرِ جہاں

عاشق بخاری کا صدرِ جہاں کی خدمت میں پہنچنا

چوں بدید اُو چہرۂ صدرِ جہاں — گو بیا پریدش از تنِ مرغِ جاں

جب اُس نے صدرِ جہاں کا چہرہ دیکھا — گویا اُس کے جسم سے مرغِ جاں پرواز کر گیا

ہمچو چوبِ خشک اُفتاد آں تنش — سرد شد از فرق سر تا ناخنش

اُس کا جسم خشک لکڑی کی طرح گر پڑا — سر کی مانگ سے اُسکے ناخن تک ٹھنڈے پڑ گئے

ہر چہ کردند از بخور و از گلاب — نے بجنبید و نے آمد در خطاب

اُنھوں نے جو کچھ بھی دھونی اور گلاب کیا — وہ نہ حرکت میں آیا نہ بولا

کار ناید در بخارا ہر بخور — جز کہ بوئے آں شہِ با فر و نور

بخارا میں کوئی دھونی کارآمد نہ ہوگی — اِس پُر شوکت اور منوّر شاہ کی خوشبو کے

علاوہ

۵۱ کارِ عشق کا صحیح کارنامہ تو یہی ہے کہ اُس میں موت آجائے۔ نشد۔ صحیح ایمان کی علامت یہی ہے کہ اُس پر جان قربان کرنا اچھا معلوم ہو۔ گر نشد۔ اگر ایمان میں یہ کیفیت نہیں ہے تو وہ ناقص ایمان ہے اُس کی تکمیل کرنی چاہیئے۔ ہر کہ تم اپنا صحیح دوست اُسی کو سمجھ لو جو تمہارے لئے جان دیدے۔

۵۲ چوں کراہت۔ جبکہ وصال کے شوق میں مرنا آسان ہوجائے تو پھر وہ موت موت ہی نہیں ہے محض ایک نقلِ مکانی ہے۔ مردن دفع شد۔ موت تو ایک ناگوار چیز ہے جب ناگواری ختم ہوگئی تو موت موت نہ رہی۔ دوست۔ صحیح معنیٰ میں تو دوست اللہ تم ہے اور دنیا میں وہ دوست، دوست ہے جو اللہ والا ہو۔ حبلٌ من مسد۔ مونج کی رسّی۔

۵۳ چوں بدید۔ جب اُس بخاری عاشق نے صدرِ جہاں کو دیکھا تو بے حس و حرکت ہوگیا اور خشک لکڑی کی طرح زمین پر گر پڑا اور سر سے پاؤں تک ٹھنڈا پڑ گیا۔ ہر چہ۔ ہوش میں لانے کی سب تدبیریں بیکار ہوئیں۔ کار ناید۔ عاشق تو بوئے معشوق سے ہوش میں آتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

شاہ[1] چوں دید آں مُزعفر روئے اُو — پس فرود آمد ز مرکب سوئے اُو

بادشاہ نے جب اُس کا زعفرانی چہرہ دیکھا — تو اُس کی جانب سواری سے اُتر آیا

گفت عاشق دوست جوید تیز و تفت — چونکہ معشوق آمد آں عاشق بر فت

بولا عاشق معشوق کو تیزی اور گرمجوشی سے — جب معشوق آیا، وہ عاشق چلا گیا

عاشقِ حقی وحق آنست کُو — چوں بیاید از تو نبود تار مُو

تو اللہ کا عاشق ہے، اور صحیح یہ ہے کہ وہ — جب آئے تو تیرے بدن کا بال بھی نہ رہے

صد چو تو فانی ست پیش آں نظر — عاشقی بر نفیِ خود خواجہ مگر

اُسکی نگاہ کے سامنے تجھ جیسے سیکڑوں فانی ہیں — اے خواجہ! شاید تو بھی اپنی فنا کا عاشق ہے

سایہ[2] و عاشقی بر آفتاب — شمس آید سایہ لا گردد شتاب

تو سایہ ہے اور سورج پر عاشق ہے — سورج نکلتا ہے تو سایہ فوراً فنا ہو جاتا ہے

چونکہ سر بر زد ز مشرق قرصِ خور — نز ستارہ ماند و نز شب اثر

جبکہ سورج کی ٹکیا نے مشرق سے سر نکالا — نہ کسی ستارے کا نشان رہا نہ رات کا

از درِ دل چونکہ عشق آید دروں — عقل رخت خویش اندازد بروں

دل کے دروازے سے جب عشق اندر آجاتا ہے — عقل اپنا بوریہ بستر باہر لا ڈالتی ہے

ہمچو شیرے خورد با آہو دو چار — گشت آہو بیخبر افتاد زار

جیسے کہ شیر ہرن کے آمنے سامنے ہوا — تو ہرن بیہوش ہو کر بحالتِ زار گرا

ہمچو زور پشہ پیشِ تند باد — فہم کن واللہ اعلم بالسداد

جیسے کہ مچھر کی طاقت تیز ہوا کے بالمقابل — سمجھ لے، اور اللہ درستگی کو زیادہ جانتا ہے

دادخواستن پشہ از دست باد بحضرتِ سلیمان علیہ السلام[3]

مچھر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ہوا کی فریاد کرنا

پشہ آمد از حدیقہ وز گیاہ — وز سلیمانؑ گشت پشہ دادخواہ

باغ اور گھاس سے مچھر آیا — اور مچھر نے (حضرت) سلیمانؑ سے انصاف چاہا

کاے سلیمانؑ معدلت می گستری — بر شیاطیں و آدمی زاد و پری

کہ اے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں — شیطانوں، اور انسانوں، اور پریوں کا

مُرغ و ماہی در پناہِ عدلِ تُست — کیست آں گم گشتہ کش فضلت نجست

پرند اور مچھلیاں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں — وہ کونسا گمراہ ہے جس کو آپ کی عنایت نے تلاش نہیں کیا

---

[1] شاہ۔ صدرِ جہاں نے جب اُس کی یہ حالت اور اُس کا زرد چہرہ دیکھا تو سواری سے اُتر کر اُس کے پاس آگیا۔ گفت۔ صدرِ جہاں نے کہا عشق کا معاملہ بھی عجیب ہے عاشق معشوق کو ڈھونڈھتا ہے اور اُس کے سامنے آنے پر فنا ہو جاتا ہے۔ عاشقِ حقی۔ خدا کے عاشق کا بھی یہی حال ہونا چاہیئے کہ عاشق کو فنا کا درجہ حاصل ہو۔ صد چو تو۔ اپنی اس فنا کو بھی کچھ نہ سمجھ وہاں ہزاروں فانی ہیں۔

[2] سایہ۔ وصال کے وقت فنا لازمی ہے سایہ ہوا اور وہ سورج پر عاشق ہو تو سورج کے نمودار ہوتے ہی سایہ غائب ہو جائیگا۔ چونکہ۔ محبوب سورج ہے اور عاشق ستارہ اور شب ہے سورج کے نمودار ہونے سے شب اور ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ از درِ دل۔ عشق کا تقاضہ ہے جنون، جنون اور عقل میں بیر ہے۔ ہمچو شیرے۔ عشق شیر ہے اور عقل ہرن ہے۔ ہمچو زور۔ عشق تیز آندھی ہے اور عقل مچھر ہے۔

[3] داد۔ اس قصہ سے مچھر کی ہوا کے مقابلہ میں بے بسی کو ظاہر کرنا ہے۔ حدیقہ باغ۔ سلیمانؑ۔ حضرت سلیمانؑ کی جن وانس پر حکومت تھی اور ہوا بھی اُن کے حکم کے تابع تھی کیست تفصیل مشکل ہے مختصر یہ ہے کہ ہر چیز آپ کے فضل کی طالب ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

داد دہ مارا کہ بس زاریم ما
ہمارا انصاف کیجئے، کیونکہ ہم عاجز ہیں

بے نصیب از باغ و گلزاریم ما
ہم باغ، اور چمن سے بے نصیب ہیں

مشکلات ہر ضعیفے از تو حل
ہر کمزور کی مشکلیں آپ سے حل ہوتی ہیں

پیشہ باشد در ضعیفی خود مثل
پنجہ خود کمزوری میں ضرب المثل ہے

شہرہ ما در ضعف و شکستہ پری
ہماری شہرت کمزوری اور ٹوٹے ہوئے پروں میں ہے

شہرہ تو در لطف و مسکین پروری
آپکی شہرت مہربانی اور غریب پروری میں ہے

اے تو در اطباقِ قدرت منتہی
اے وہ کہ آپ قدرت کے مرتبوں کی انتہا پر ہیں

منتہی ما در کمی و گمرہی
ہم کمزوری اور گمراہی میں انتہا پر ہیں

داد دہ مارا ازیں غم کن جدا
ہمارا انصاف کیجئے اس غم سے جدا کر دیجئے

دستگیر اے دستِ تو دست خدا
اے وہ کہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے، ہماری دستگیری کیجئے

پس سلیمانؑ گفت اے انصاف جو
تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اے انصاف کے طالب!

داد و انصاف از کہ میخواہی بگو
بتا تو کس سے فریاد اور انصاف چاہتا ہے؟

کیست آں ظالم کہ از بادِ بروت
وہ ظالم کون ہے کہ جس نے غرور سے

ظلم کرد و دست و خراشیدہ است روت
ظلم کیا ہے اور تیرا چہرہ زخمی کیا ہے؟

اے عجب در عہدِ ما ظالم کجاست
تعجب ہے! ہمارے زمانے میں ظالم کہاں ہے

کو نہ اندر حبس و در زنجیر ماست
جو ہماری قید اور زنجیر میں نہیں ہے؟

چونکہ ما زادیم ظلم آں روز مرد
جب ہم پیدا ہوئے اسی دن ظلم مر گیا

پس بعہدِ ما کہ ظلمے پیش برد
تو ہمارے زمانے میں کون ہے جس نے ظلم کیا ہے؟

چوں برآمد نورِ ظلمت نیست شد
جب نور آیا تاریکی معدوم ہوئی

ظلم را ظلمت بود اصل و عضد
ظلم کی اصل، اور بازو، تاریکی ہے

نیک شیاطیں کسب و خدمت میکنند
یہ شیاطین کام اور خدمت کر رہے ہیں

دیگراں بستہ باصفادند و بند
دوسرے بیڑیوں اور قید میں بندھے ہوئے ہیں

اصلِ ظلمِ ظالماں از دیو بود
ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطان سے تھی

دیو در بندست ستم چوں نمود
شیطان بند ہے، ظلم کیسے ہوا؟

ملک زاں دادست ما را کُن فکان
(خدا کی قدرت) کُن فکان نے ہمیں ملک اسی لئے دیا ہے

تا ننالد خلق سوئے آسمان
تاکہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے

---

۱ داد دہ مچھر نے ہوا کے ظلم کی یہ تفصیل کی کہ وہ ہمیں باغ و گلزار میں نہیں ٹھیرنے دیتی۔ اطباق۔ طبق کی جمع ہے مرتبہ یعنی آپ کو ہر چیز پر اعلیٰ سے اعلیٰ اقتدار حاصل ہے اور ہماری کمزوری اور حقارت ضرب المثل ہے۔

۲ اے دستِ تو۔ نبی کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ بادِ بروت۔ غرور، تکبر۔ کونہ۔ حضرت سلیمانؑ نے سرکش شیطانوں کو قید کر دیا تھا۔

۳ چوں۔ عدل نور ہے اور ظلم تاریکی ہے۔ نیک شیاطین اور جن حضرت سلیمانؑ کی خدمتگاری کرتے تھے۔ دیگراں۔ جو سرکش ہیں وہ قیدی ہیں۔ اصفاد۔ صفد کی جمع ہے بیڑی۔ اصل۔ ظلم کا سرچشمہ شیاطین ہیں اور وہ مقید ہیں۔ کُن فکان۔ یعنی امرِ خداوندی۔

www.pdfbooksfree.pk

تا بَبَالا بَر نیاید دُود ہا[1] — تا نگردد مُضطرِب چرخ و سُہا
تاکہ دُھویں اوپر نہ جائیں — تاکہ آسمان اور سُہا پریشان نہ ہوں

تا نہ لرزد عرش از نالہ یتیم — تا نگردد از ستم جانے سقیم
تاکہ یتیم کی فریاد سے عرش نہ لرزے — تاکہ کوئی جان ظلم سے بیمار نہ پڑے

زاں نہادیم از ممالک مذہبے — تا نیاید بر فلکہا یا رَبے
اسی لئے ہم نے ممالک میں ایک قانون بنایا ہے — تاکہ یارب کی آواز آسمان پر نہ جائے

مَنگر اے مظلوم سُوئے آسماں — کآسمانی شاہ داری در زماں
اے مظلوم! تو آسمان کی طرف نہ دیکھ — کیونکہ تو دنیا میں آسمانی بادشاہ رکھتا ہے

گفت[2] پشہ داد من از دستِ با — کُو دو دستِ ظلم بر ما برگشاد
مچھر نے کہا میری فریاد ہوا کے ہاتھوں سے ہے — جس نے ظلم کے دونوں ہاتھ ہم پر کھولے ہیں

ما ز ظلم او بہ تنگی اندریم — با لبِ بستہ از و خوں می خوریم
ہم اس کے ظلم سے تنگی میں ہیں — خاموشی کے ساتھ اس کی وجہ سے خون پی رہے ہیں

ظلمِ او بر ما صریح ست و عیاں — نیست ما را چارہ کردن جز بیاں
اس کا ظلم ہم پر صاف اور کھلا ہوا ہے — سوائے بتادینے کے ہمارے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے

دادِ ما و انصافِ ما بستاں ازو — اے کریم عادل اکرام خو
اس سے ہمارا عدل اور انصاف لیجئے — اے شریف مزاج، کریم، منصف

امر کردن سلیمان علیہ السلام پشہ[3] را منتظلم را

مظلوم مچھر کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم دینا کہ مدعا علیہ کو

باحضارِ خصم بدیوانِ حکم

کچہری میں حاضر کرے

پس سلیمانؑ گفت اے آزیادوی — امرِ حق باید کہ از جاں بشنوی
پھر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اے اچھی بھنبھناہٹ والے — تجھے اللہ کا حکم (دل و) جان سے سننا چاہیے

حق بمن گفتست ہاں اے دادور — مشنو از خصمے تو بے خصمے دگر
اللہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ خبردار اے منصف — کسی فریق کی دوسرے فریق کے بغیر بات نہ سننا

تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور — حق نیاید پیشِ حاکم در ظہور
جب تک دونوں فریق کچہری میں نہ آجائیں — حاکم کے لئے حق ظاہر نہیں ہوتا ہے

[1] دود ہا۔ یعنی مظلوموں کی فریادیں۔ تا نگردد۔ مظلوم کی آہ سے ملاءِ اعلیٰ مضطرب ہو جاتا ہے۔ عرش۔ مظلوم کی آہ عرش کو لرزا دیتی ہے۔ مذہب۔ یعنی قانونِ انصاف۔ یا رَبے۔ یعنی مظلوم کا فریاد میں یارب کہنا۔ آسمانی شاہ۔ شاہِ برحق اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

[2] گفت۔ مچھر نے کہا ہوا نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ خون۔ یعنی اپنا خونِ جگر پیتے ہیں۔ صریح۔ اس ظلم کے ثبوت کے لئے کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

[3] منتظلم۔ ظلم سہنے والا، فریادی۔ دیوان۔ کچہری۔ وہ جگہ بھنبھناہٹ۔ مشنو۔ یعنی مدعی کا بیان مدعا علیہ کی موجودگی میں ہونا چاہیئے۔ تا نیاید۔ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کی بات سننے سے حق واضح ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

خصم[1] تنہا گر برآرد صد نفیر — ہاں و ہاں بے خصم قولِ او مگیر

ایک فریق اگر سو چیخ پکار کرے — خبردار خبردار! بغیر (دوسرے) فریق کے اگلی بات نہ مان

من نیارم زد ز فرمان تافتن — خصمِ خود را زود بیاور سوئے من

میں (اللہ کے) حکم سے منہ نہیں موڑ سکتا — جا، اپنے مدعی علیہ کو میرے پاس لا

گفت قولِ تست برہانِ درست — خصمِ من با دست و او در حکمِ تست

اُس نے کہا آپ کا فرمانا صحیح دلیل ہے — میرا مدعی علیہ ہوا ہے اور وہ آپ کے حکم میں ہے

بانگ زد آں شہ کہ اے بادِ صبا — پشہ افغاں کرد از ظلمت بیا

اُن شاہ نے آواز دی اے بادِ صبا! — مچھر نے تیرے معلوم کی شکایت کی ہے، آجا

ہیں مقابل شو بخصمت رُو برُو — پاسخش گو و بکن دفعِ عدُو

خبردار اپنے مدعی کے روبرو مقابل ہو جا — اُس کا جواب دے اور دشمن کی مدافعت کر

باد چوں بشنید آمد تیز تیز — پشہ بگرفت آں زماں راہِ گریز

ہوا نے جب سنا وہ بہت تیز آئی — اُس وقت مچھر نے راہِ فرار اختیار کی

پس[2] سلیمانؑ گفت اے پشہ کجا — باش تا بر ہر دو رانم من قضا

(حضرت) سلیمانؑ نے فرمایا او مچھر کہاں (جاتا ہے)؟ — ٹھہر تاکہ میں دونوں کا فیصلہ کروں

گفت اے شہ مرگِ من از بودِ اُوست — خود سیاہ ایں روزِ من از دودِ اُوست

اُس نے کہا اے شاہ! اُسکے وجود سے میری موت ہے — میرا یہ دن اُس کے دھوئیں سے کالا ہے

او چو آمد من کجا یابم قرار — کو برآرد از نہادِ من دمار

جب وہ آگئی، میں کہاں ٹھہروں؟ — کیونکہ وہ مجھے مار ڈالتی ہے

ہمچنیں جویائے درگاہِ خدا — چوں خدا آید شود جوینده لا

اسی طرح اللہ کے دربار کی جستجو کرنے والا — جب خدا آجاتا ہے وہ فنا کی جستجو کرتا ہے

گرچہ[3] آں وصلت بقا اندر بقاست — لیک نے اوّل آں بقا اندر فناست

اگرچہ تیرا وہ وصال بقا در بقا ہے — لیکن شروع میں وہ بقا فنا میں ہے

سایہائے کہ بود جویائے نور — نیست گردد چوں کند نورش ظہور

وہ سائے جو نور کے جویاں ہوں — فنا ہو جاتے ہیں جب اُس کا نور ظاہر ہوتا ہے

عقل کے ماند چو باشد سردہ او — کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اُسکو وجود میں لا نیوالا موجود ہو — اُس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے

[1] خصم: مدعا علیہ کی غیر حاضری میں مدعی کے قول پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ من نیارم: چونکہ فریقین کی موجودگی ضروری ہے تو مدعا علیہ کو حاضر کر۔ گفت: مچھر نے حضرت سلیمانؑ کی بات تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا کہ مدعا علیہ آپ کے زیرِ فرمان ہے اُس کو حاضری کا حکم دیجئے۔ بانگ زد: حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو طلب کر لیا۔ راہِ گریز: جب ہوا تیزی سے چلی مچھر بھاگ نکلا۔

[2] پس سلیمانؑ: حضرت سلیمانؑ نے مچھر سے کہا تو یہاں ٹھہر تاکہ دونوں کی موجودگی میں فیصلہ کیا جا سکے۔ بود او: اُس کا وجود۔ دود او: یعنی اُس کا ظلم۔ نہاد: بنیاد، اصل۔ دمار: ہلاکت۔

ہمچنیں: جس طرح ہوا کا وجود مچھر کی فنا ہے اسی طرح وصلِ حق واصل کی فنا ہے۔

[3] گرچہ: وصل سے اگرچہ بقا باللہ حاصل ہوتی ہے لیکن اُس سے پہلے مقامِ فنا طے کرنا پڑتا ہے۔ سایہائے: ممکن کا وجود ظل اور سایہ ہے ذاتِ باری نور ہے نور کے ظہور کے وقت سایہ معدوم ہو جاتا ہے۔ بُرندہ: وجود میں لانے والا۔ کُلُّ شَیْءٍ: ذاتِ باری کے علاوہ ہر شے فانی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہالک[1] آمد پیشِ وجہش ہست و نیست — ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

اُس کی ذات کے سامنے فانی، فانی اور باقی ہو — عدم میں وجود، خود عجیب بات ہے

اندریں محضر خرد ہا شد ز دست — چوں قلم اینجا رسیدہ شد شکست

اِس مقام میں عقلیں ہاتھ سے جاتی رہیں — جب قلم اِس جگہ پہنچا ٹوٹ گیا

نواختنِ معشوق عاشقِ بیہوش خود را تا بہوش باز آید

معشوق کا اپنے بے ہوش عاشق کو نوازنا تاکہ وہ ہوش میں آجائے

باز گردم جانبِ صدرِ جہاں — در نوازش عاشقِ خود را نہاں

میں پھر صدرِ جہاں کی طرف پلٹتا ہوں — جو در پردہ عاشق کو نواز رہا ہے

برگرفتش سر نہاد اندر کنار — بر رخش می کرد اشکِ تر نثار

اُس کا سر اٹھایا، گود میں رکھا — اُس کے چہرے پر تر آنسو نچھاور کر رہا تھا

می کشید او بیہشی اش را ربیاں — اندک اندک از کرم صدرِ جہاں

اُس کو بے ہوشی سے باتوں کی طرف لایا — صدرِ جہاں تھوڑا تھوڑا کرم کر کے

بانگ[2] زد در گوشِ اُو شہ کای گدا — زر نثار آور دمت دامن کشا

شاہ نے اُس کے کان میں کہا، اے فقیر! — میں تیرے اوپر نچھاور کرنیکو سونا لایا ہوں دامن پھیلا

جانِ تو کاندر فراقم می طپید — چونکہ زنہارش رسیدم چوں مرید

تیری جان جو میری جدائی میں تڑپ رہی تھی — جب میں اُسکی پناہ کیلئے آیا کیوں بھاگ گئی؟

اے بدیدہ در فراقم گرم و سرد — باخود آ از بیخودی و باز گرد

اے وہ کہ جس نے میرے فراق میں گرم و سرد دیکھے — بے ہوشی سے ہوش میں آجا، اور لوٹ آ

مرغ[3] خانہ اشترے را بے خرد — رسمِ مہمانش بخانہ می برد

گھریلو مرغا بے عقلی سے ایک اونٹ — مہمان بنانے کے لئے اپنے گھر لے جاتا ہے

چوں بخانہ مرغ اشتر پا نہاد — خانہ ویراں گشت و سقف اندر فتاد

جب مرغ کے دڑبے پر اونٹ نے پاؤں رکھا — دڑبہ ٹوٹ گیا اور چھت اندر گر گئی

خانۂ مرغ ست عقل و ہوشِ ما — ہوشِ صالح طالبِ ناقہ خدا

ہماری عقل، اور ہوش مرغ کا دڑبہ ہے — ہوش (حضرت) صالحؑ ہے جو اللہ کی اونٹنی کا طالب ہے

---

[1] ہالک آمد۔ فانی فی اللہ موجود بھی ہے معدوم بھی، وہ اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہے اور چونکہ اُس کو بقا باللہ حاصل ہے اِسلئے موجود ہے اُس ہالک میں ہستی اور نیستی کا اجتماع حیران کن ہے۔ اندریں محضر۔ یعنی وجود و عدم کا اجتماع اور عظمتِ باری کا بیان۔

در نوازش۔ صدرِ جہاں در پردہ اُس پر عنایت کر رہا تھا۔ بر رخش۔ اُس بیہوش کے رخساروں پر صدرِ جہاں کے آنسو گر رہے تھے۔ می کشید اُس کو بے ہوشی سے ہوش میں لا رہا تھا تاکہ وہ باتیں کرنے لگے۔

[2] بانگ زد۔ صدرِ جہاں نے اُس کے کان میں کہا کہ میں تیرا مطلوب زر لایا ہوں دامن پھیلا۔ جانِ تو۔ فراق میں تیری جان بے چین تھی اب جبکہ میں مدد کو آیا ہوں تو وہ کیوں بھاگ گئی ہے۔

[3] مرغ۔ مولانا اب اِس قصہ سے نتیجہ نکالتے ہیں اور اُس سے پہلے سمجھاتے ہیں کہ انسان کے عشقِ خداوندی میں مبتلا ہونے کی یہ مثال ہے کہ ایک مرغ اونٹ کو اپنا مہمان بنا لایا جب اُس اونٹ نے اُس کے گھر میں قدم رکھا تو گھر برباد ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ یہی حال انسان اور عشقِ الٰہی کا ہے کہ جب وہ مہمان بن کر آتا ہے تو

خانۂ مرغ جو عقل و ہوش ہیں وہ ختم اور فنا ہو جاتے ہیں۔ ہوشِ صالحؑ۔ ہوش کی مثال حضرت صالحؑ کی سی ہے جس نے اللہ کی ناقہ طلب کی اور عشق کی مثال ناقہ کی ہے جس نے قوم کا ..... گھاس پانی سب حرز کر دیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

ناقہ چوں سر کرد[1] در آب و گلش — نے گلِ آنجا ماند و نے جان و دلش

جب اُس کے پانی اور مٹی میں اونٹنی نے سر ڈبویا — نہ وہاں مٹی رہی، اور نہ اُس کی جان اور دل

کرد فضلِ عشق انسان را فضول — زیں فزوں جوئی ظلوم ست و جہول

عشق کی بڑائی نے انسان کو بیہودہ بنا دیا — اسی بڑھی ہوئی جستجو کی وجہ سے وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے

جاہل ست او اندریں مشکل شکار — می کشد خر گوش شیرے در کنار

وہ اِس مشکل شکار کے معاملے میں جاہل ہے — خرگوش، شیر کو بغل میں دباتا ہے

کے کنار اندر کشیدے شیر را — گر بدانستے و دیدے شیر را

وہ شیر کو بغل میں کب لیتا؟ — اگر وہ شیر کو جان لیتا، اور دیکھ لیتا

ظالم ست او بر خود و بر جانِ خود — ظلم بیں کز عدلہا گوئی برد

وہ اپنے اوپر اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے — ظلم کو دیکھ جو انصافوں سے بازی جیت رہا ہے

جہل او مر علمہا را اوستاد — ظلم او مر عدلہا را اوستاد

اُس کی نادانی، علموں کی اُستاد ہے — اُس کا ظلم، انصافوں کے لئے ہدایت ہے

دست[2] او بگرفت کایں رفتہ دمش — آنگہے آید کہ من دم بخشمش

اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا کہ اُس کا گیا ہوا سانس — اُس وقت آئیگا جب میں اُسے سانس بخشوں گا

چوں بمن زندہ شود آں مردہ تن — جانِ من باشد کہ رو آرد بمن

جب وہ مُردہ جسم میرے ذریعے سے زندہ ہوگا — وہ میری جان ہوگی جو میری طرف متوجہ ہو گی

من کنم او را ازیں جاں محتشم — جاں کہ من بخشم بہ بیند بخششم

میں اُسے اِس جان سے معزز بناؤں گا — جو جان میں دوں گا وہ میری بخشش دیکھے گی

جانِ نامحرم نہ بیند روئے دوست — جز بہ جانِ جاں کاصل اُو از کوئے اوست

نامحرم جان، دوست کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی — سوائے اُس جان کے جسکی اصل اُسکے کوچے کی ہو

در دمم[3] قصاب وار ایں دوست را — تا ہلد آں مغز نغزش پوست را

میں قصاب کی طرح اِس دوست میں پھونک بھر تا ہوں — تاکہ اُس کا نفیس مغز، کھال کو چھوڑ دے

گفت اے جانِ رمیدہ از بلا — وصل را ما در گشادیم الصلا

اُس نے کہا اے مصیبت سے بھاگنے والی جان — ہم نے وصل کا دروازہ کھول دیا ہے دعوت ہے

---

[1] کرد۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا۔ ہم نے امانت آسمانوں اور زمینوں پر پیش کی انھوں نے اسکو اُٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے ..... انسان نے اُس امانت کو اُٹھا لیا یقیناً وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا۔ مولانا نے اِس شعر میں اِس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اور امانت سے عشقِ الٰہی مراد لیا ہے۔ جاہل۔ انسان کی نادانی تو یہ ہے کہ وہ اُس مشکل کام میں پھنس گیا اور انسان اور عشقِ الٰہی میں مبتلا ہونے کی مثال یہ ہے کہ کوئی خرگوش شیر کو بغل میں تھامنے کی کوشش کرے۔ ظالم است۔ عشقِ الٰہی کرنے میں انسان ظالم ہے اور اپنے آپ کو فنا کرتا ہے لیکن یہ ایسا ظلم ہے جو انصافوں سے بڑھا ہوا ہے۔

[2] دست او۔ صدرِ جہاں نے اُس بیہوش کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اُس کا سانس تب لوٹیگا جب میں اُس کو سانس عطا کرونگا۔ چوں۔ جب وہ میرے سانس سے زندہ ہوگا تو پھر اُسکی روح میری طرف متوجہ ہوگی۔ بخششم۔ میری عطا کردہ جان میں میری اعلیٰ بخششیں قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی۔ جانِ نامحرم۔ اُس کی پہلی جان نامحرم تھی وہ میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تھی ——— [3] در دمم۔ قصائی ذبح شدہ جانور میں پھونک بھرتا ہے تاکہ گوشت پوست سے جُدا ہو جائے، صدرِ جہاں نے کہا میں بھی اِس میں پھونک بھروں گا تاکہ یہ آلائش بشریت سے پاک ہو جائے۔ گفت۔ صدرِ جہاں نے اپنے وصل کا اعلان کر دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

اے[1] خودِ ما بیخودیٔ و مستیت
اے زہستِ ماہمارہ ہستیت

اے! ہمارا وجود تیری بے خودی اور مستی ہے
اے! تیری ہستی ہمیشہ ہماری ہستی سے ہے

باتو بے لب ایں زماں من نو بنو
رازہائے کہنہ میگویم شنو

میں اس وقت تجھ سے بغیر ہونٹوں کے تازہ تازہ
پرانے راز کہتا ہوں، سن

زاں کہ آں لبہا ازیں دم می رمد
بر لبِ جوئے نہاں برمی دمد

کیونکہ وہ ہونٹ اس بات سے گریز کرتے ہیں
وہ (بات) مخفی نہر کے کنارے پر آگئی ہے

گوشِ[2] بے گوشی دریں دم برگشا
بہرِ رازِ یفعل اللہ ما یشا

بے گوشی کے کان اس بات میں کھول
اس راز کے لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

چوں صلائے وصل بشنیدن گرفت
اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت

جب وصل کی دعوت سننی شروع کی
مردے نے تھوڑا تھوڑا ہلنا شروع کر دیا

نے کم از خاک ست کز عشوہ صبا
سبزہ پوشد سر برآرد از فنا

وہ بھی سے گیا گذرا نہیں ہے کہ بادِ صبا کے ناز و انداز سے
سبزہ پہن لیتی ہے، عدم سے سر ابھارتی ہے

نے کم از آبِ نطفہ بنود کز خطاب
یوسفاں زایند رخ چوں آفتاب

وہ نطفہ سے کم نہیں تھا کہ وہ (اللہ کے) حکم سے
آفتاب جیسے چہرے والے یوسفوں کو جنتا ہے

نے کم[3] زبادے نے کہ شد از امرِ کن
در رحم طاؤس و مرغ خوش سخن

وہ ہوا سے کم نہیں ہے کہ وہ کُن کے حکم سے بنگئی
رحم میں مور اور خوش الحان پرند

نے کم زنارے نیست کز امرِ سلام
گلستاں شد بر خلیلِ خوش کلام

وہ آگ سے کم نہیں ہے کہ سلامتی کے حکم سے
خوش کلام خلیل (اللہ) پر گلستان بن گئی

نے کم زچوبے نیست در دفعِ عدو
گشت اژدرہائے منکر زامرِ ہو

وہ لکڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی مدافعت کیلئے
اللہ کے حکم سے وہ خوفناک اژدہا بن گئی

نے کم زسنگِ کوہ نبود کز ولاد
ناقۂ کاں ناقہ زاد زاد

وہ پہاڑ کے پتھر سے کم نہیں جنے ولادت کے طریقہ پر
اس اونٹنی کو جنا جس نے اونٹنی کو جنا

زیں ہمہ بگذر نہ آں مایہ عدم
عالمے زاد و نیزاید دمبدم

اس سب کو چھوڑ، کیا عدم کی مادہ نے
عالم کو نہیں جنا، اور دمبدم جن رہی ہے

برجہید و برطپید و شاد شاد
یکدو چرخے زد بجود اندر فتاد

وہ کودا اور اچھل پڑا، اور خوشی خوشی
اس نے ایک دو بار رقص کیا (اور) سجدے میں

سر گرا

[1] اے خودِ ما۔ تیری ہستی اور بیہوشی ہماری وجہ سے ہے اور تیری ہستی ہماری ہستی سے قائم ہے۔ باتو۔ اب میں تجھے اسرار کی تعلیم دیتا ہوں۔ زانکہ۔ لیکن یہ اسرار مادی ہونٹوں سے نہیں سنائے جاتے ہیں یہ باطنی اسرار ہیں۔

[2] گوش۔ اب تو وہ کان کھول جو ان کانوں کے علاوہ ہیں۔ یفعل۔ یعنی مشیت خداوندی کے اسرار۔ مجنبیدن۔ یعنی یہ خوشخبری سنکر مردے میں جان پڑنے لگی۔ نے کم۔ بہرحال یہ مدہوشی عاشق مٹی سے تو کیا گذرا نہ تھا جبکہ بادِ صبا کے کرشموں سے اس میں جان پڑ جاتی ہو تو اس میں معشوق کے غمزوں سے جان کیوں نہ پڑتی۔ کم زآب نطفہ۔ نطفہ رمنی، حکم خداوندی سے حسین ترین بچے پیدا کر دیتا ہے۔

[3] کم زبادے۔ مشہور ہے کہ پرندوں میں مذکر کی ہوا مونث کے رحم میں پہنچتی ہے جس سے انڈا بنتا ہے۔ کم زنارے۔ آگ غیبی آواز سے حضرت ابراہیمؑ پر گلزار بنی۔ کم زچوبے۔ ایک کرشمہ سے حضرت موسیٰ کا عصا اژدہا بنا۔ کم زسنگ۔ کرشمۂ خداوندی سے پتھر سے حضرت صالحؑ کی اونٹنی پیدا ہو گئی۔ زیں ہمہ۔ ان جزئیات کو چھوڑ سارے عالم کو دیکھ ایک کرشمہ سے عدم سے وجود میں آگیا۔ برجہید۔ غرضکہ صدر جہاں کے کرشمے

www.pdfbooksfree.pk

بشگفید از روئے او و شاد شد — در وصال از بندِ ہجر آزاد شد

وہ اس کا چہرہ دیکھ کر کھل گیا اور خوش ہو گیا — وصل میں فراق کی قید سے آزاد ہو گیا

باخویش آمدن عاشقِ بیہوش و روئے باز آوردن

بے ہوش عاشق کا ہوش میں آنا اور معشوق کی تعریف

بہ ثنا و شکرِ معشوق

اور شکر کی طرف متوجہ ہونا

گفت[1] اے عنقائے حق جاں را مطاف — شکر کہ باز آمدی زاں کوہِ قاف

بولا اے خدائی عنقا، جو جہان کی طواف گاہ ہے — شکر ہے کہ تو کوہ قاف سے واپس آ گیا

اے سرافیلِ قیامت گاہِ عشق — اے تو عشق و عشق و اے دلخواہِ عشق

اے عشق کے میدانِ حشر کے اسرافیل! — اے وہ کہ تو عشق کا عشق اور عشق کا محبوب ہے

اوّلیں خلعت کہ خواہی داد کم — گوش خواہم کہ نہی بر روزنم

سب سے پہلی خلعت جو آپ مجھے دیں — میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے منہ پر کان کر دیں

گرچہ میدانی بصفوت حالِ من — بندہ پرور گوش کن اقوالِ من

اگرچہ (باطن کی) صفائی کی وجہ سے آپ میرا حال جانتے ہیں — بندہ پرور! میری باتیں (بھی) سن لیجئے

صد ہزاراں بار اے صدرِ فرید — زآرزوئے گوشِ تو ہوشم پرید

اے یکتا صدر! لاکھوں بار — (آپ کے) کان کی آرزو میں میرے ہوش اڑ گئے

آں سمیعی[2] تو و آں اصغائے تو — واں تبسمہائے جاں افزائے تو

وہ آپ کا سننا اور آپ کا کان دھرنا — وہ آپ کی جان بڑھانے والی مسکراہٹیں

آں نیوشیدن کم و بیشِ مرا — عشوۂ جانِ بداندیشِ مرا

وہ میرے کم و بیش کو سننا — میری بداندیش جان کے ناز کو (سننا)

قلبہائے[3] من کہ آں معلوم تست — پس پذیرفتی تو چوں نقدِ درست

میرے کھوٹے سکے جو آپ جانتے تھے — کھرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کئے

بہرِ گستاخے و شوخِ غرّہ — حلمہا در پیشِ حلمت ذرّہ

ایک گستاخ اور شوخ بہکے ہوئے کیلئے — بہت سی بردباریاں آپکی بردباری کے سامنے ایک ذرہ ہیں

اوّلاً بشنو کہ چوں ماندم ز شست — اوّل و آخر بہ پیشِ من بجست

اوّلاً سنئے، کہ جب میں کمند سے نکل گیا — تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

---

[1] گفت۔ اس مدہوش نے ہوش میں آکر صدرِ جہان کو خطاب کیا اور کہا آپ کی ذات میرے لئے عنقا ہو گئی تھی خدا کا شکر ہے کہ وہ کوہ قاف سے واپس آ گئی۔ مطاف۔ طواف کی جگہ۔ اے تو۔ آپ پر عشق عاشق ہے اور آپ عشق کے محبوب ہیں۔ خلعت۔ شاہی عطیہ کا لباس۔ اِلہام۔ روزن یعنی منہ کا سوراخ۔ صفوت یعنی قلب کی صفائی۔ زآرزوے۔ یعنی اس آرزو میں بیہوش ہم ہوں کہ آپ کے کان کو اپنا دردِ غم سنا سکوں۔

[2] آں سمیعی۔ کان کے شوق میں مدہوشی اس لئے طاری ہوئی تھی کہ آپ کے کان کی مہربانیاں یاد آتی تھیں یا صغاء۔ کان دھرنا، توجہ کرنا عشق۔ میری ناقص جان جو گفتگو کرتی تھی وہ میں آپ سے کہتا تھا اور آپ اس کو سن لیتے تھے۔

[3] قلبہائے۔ مصنوعی مجال آپ کو سناتا تھا آپ انکو صحیح احوال کی طرح قبول کر لیتے تھے۔ حلمہا۔ میری بناوٹی حالت پر آپ ایسی بردباری برتتے تھے کہ اس پر سینکڑوں بردباریاں قربان ہیں۔ اوّلاً۔ بخاری صدرِ جہاں سے اپنے احوال بیان کرتا ہے۔ اوّل یعنی میں اپنے انجام و آغاز سے بیخبر ہو گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

ثانیاً بشنو تو اے صدرِ وُدُود[1] — کہ بسے جستم تُرا ثانی نبود

دوسرے سُنیئے، اے محبوب صدر! — کہ میں نے بہت ڈھونڈا آپ کا کوئی ثانی نہ تھا

ثالثاً تا از تو بیروں رفتہ ام — گویا ثالث ثلاثہ گفتہ ام

تیسرے، جب سے کہ میں آپکے پاس سے باہر گیا — گویا کہ میں تین میں سے تیسرے کا قائل ہو گیا ہوں

رابعاً چوں سوخت مارا مزرعہ — می ندانم خامسہ از رابعہ

چوتھے، جب میرا کھیت جل گیا — میں پانچویں کو چوتھے سے ممتاز نہیں کر سکتا

خامساً در ہجرت اے صدرِ جہاں — از حواسِ خمسہ بُودم در زیاں

پانچویں، اے صدرِ جہاں! تیرے فراق میں — میں پانچوں حواس سے نقصان میں تھا

سادساً از شش جہت بے رُوئے تو — گویا بارید بر من غم دو تو

چھٹے، تیرے چہرے کے بغیر چھ جانبوں سے — گویا مجھ پر دُہرا غم برسا

سابعاً از ثامن ندانم ضالّ[2] ام — خوں ہمی گرید فلک از نالہ ام

مجھے ساتویں آٹھویں میں تمیز نہ رہی میں گمشدہ ہوں — میرے رونے سے آسمان خون (کے آنسو) روتا ہے

ہر کجا یابی تو خوں بر خاکہا — پے بری باشد یقیں از چشمِ ما

زمینوں پر جہاں بھی آپ خون پائیں گے — کھوج لگا لیجئے وہ یقیناً ہماری آنکھ کا ہوگا

گفتِ من رحمت و آں بانگ و حنین — زابر خواہد تا ببارد بر زمیں

میری گفتگو، اور یہ آواز اور رونا، کرم ہے — وہ ابر سے چاہتا ہے، کہ زمین پر برسے

گر بگویم فوت می گردد بکا — یا بگریم یا بگویم چوں کنم

اگر بولتا ہوں، رونا چھوٹتا ہے — روؤں یا بات کروں، کیا کروں؟

ور بگریم چوں کنم شکر و ثنا — می[3] فتد از دیدہ خونِ دل شہا

اگر روؤں شکریہ اور تعریف کیسے کروں؟ — اے شاہ! آنکھوں سے دل کا خون بہ رہا ہے

ایں بگفت و گریہ در شد آں نحیف — کہ بر و بگریست ہم دوں ہم شریف

یہ کہا، اور وہ لاغر رونے لگا — کہ اُس پر رذیل بھی اور شریف بھی رونے لگا

از دلش چنداں برآمدہائے و ہُو — حلقہ کرد اہلِ بخارا گردِ او

اُس کے دل سے ایسی ہائے و ہُو نکلی — کہ بخارا والوں نے اُس کے گرد حلقہ کر لیا

[1] وُدُود۔ دوست۔ ثالث ثلاثہ۔ یعنی میں عیسائیوں کے شرک میں مبتلا ہو گیا۔ مزرعہ۔ یعنی اعمال کی کھیتی۔ خامسہ۔ یعنی اپنے حواس کھو بیٹھا۔

[2] ضالّ۔ بھٹکا ہوا۔ گفت۔ اس نے کہا کہ میری بات اور آہ و بکا بمنزلہ کوک کے ہے جو میری آنکھوں کے ابر سے آنسو بہانا چاہتی ہے۔ من میاں۔ میں روتا ہوں تو زبانی شکوے سے محروم ہو جاتا ہوں، شکوہ کرتا ہوں تو پھر رو نہیں سکتا۔

[3] می فتد۔ دیکھئے اب میری آنکھوں سے خون کے آنسو گرنے شروع ہو گئے ہیں۔ نحیف۔ لاغر۔ دوں۔ کمینہ۔

www.pdfbooksfree.pk

خیرہ[1] گویاں خیرہ گریاں خیرہ خند — مرد و زن خُرد و کلاں حیراں شدند

بہت بولتے ہوئے بہت روتے ہوئے بہت ہنستے ہوئے — مرد و عورت، چھوٹے اور بڑے حیران ہو گئے

شہر ہم ہمرنگِ او شد اشک ریز — مرد و زن درہم شدہ چوں رستخیز

شہر بھی آنسو بہاتے ہوئے اُس جیسا ہو گیا — قیامت کی طرح مرد و عورت گڈمڈ ہو گئے

آسماں میگفت آں دم باز میں — گر قیامت را ندیدستی بہ بیں

اُس وقت آسمان زمین سے کہہ رہا تھا — اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی ہے تو دیکھ لے

عقل حیراں کہ چہ عشقست و چہ حال — کہ فراق او عجب تر یا وصال

عقل حیران تھی کہ عجب عشق ہے اور عجب حال ہے — کہ اُس میں ہجر زیادہ تعجب خیز ہے، یا وصل

چرخ[2] بر خواندہ قیامت نامہ را — تا مجرّہ بر دریدہ جامہ را

آسمان نے قیامت نامہ پڑھ لیا ہے — کہکشاں نے کپڑے پھاڑ لئے ہیں

بادِ و عالم عشق را بیگانگی — اندرو ہفتاد و دو دیوانگی

عشق کو دونوں جہان سے اجنبیت ہے — اُس میں بہتر دیوانگیاں ہیں

سخت پنہان ست و پیدا خیرگی — جانِ سلطانانِ جاں در حسرتش

وہ ایک سخت پوشیدہ چیز ہے اور اُسکی حیرانی کھلی ہوئی ہے — جان کے شہنشاہوں کی جان اُسکی حسرت میں ہے

غیر ہفتاد و دو ملت کیشِ او — تختِ شاہاں تختہ بندی پیشِ او

بہتر ملتوں کے علاوہ اُس کا مذہب ہے — اُس کے سامنے شاہوں کا تخت کاٹھ کا ہے

مُطرب[3] عشق این زند وقتِ سماع — بندگی بند و خداوندی صُداع

عشق کا گویا، سماع کے وقت یہ بجاتا ہے — غلامی قید، اور آقائی دردِ سر ہے

پس چہ باشد عشق دریائے عدم — در شکستہ عقل را آنجا قدم

تو عشق کیا ہے؟ فنا کا دریا ہے — وہاں عقل کے پاؤں شکستہ ہیں

بندگی و سلطنت معلوم شُد — زیں دو پردہ عاشقی مکتوم شُد

غلامی اور حکومت (اگر) محسوس ہوئی — اِن دونوں پردوں میں عاشقی چھپ گئی

---

[1] خیرہ۔ اب اُس کی یہ حالت تھی کبھی شکوے کرتا کبھی روتا کبھی ہنستا، اِن مجنونانہ حرکات پر سب حیران تھے۔ شہر۔ اُس کی یہ حالتِ زار دیکھ کر پورا شہر رونے لگا۔ رستخیز۔ قیامت کے میدان میں مرد و زن سب باہم مختلط ہو جائیں گے۔ آسمان۔ آسمان زمین سے کہتا تھا کہ اگر قیامت نہ دیکھی ہو تو یہ اس کا نمونہ ہے دیکھ لے۔ کہ فراق۔ یعنی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس عاشق کا ہجر زیادہ دردناک ہے یا وصال زیادہ دردناک ہے۔

[2] چرخ۔ آسمان، قیامت کا بیان پڑھ کر اس حادثے پر اُس کو منطبق کر رہا تھا۔ مجرّہ۔ کہکشاں۔ بادِ عالم۔ یہاں سے مولانا نے عشق کے صفات بیان کرنے شروع کئے ہیں یعنی عشق کے احوال دونوں جہان کے احوال سے جدا ہیں۔ اندرو۔ دنیا کے ہر پاگل میں ایک قسم کی دیوانگی ہوتی ہے عاشق میں بہتر دیوانگیاں ہوتی ہیں۔ سخت۔ عشق خود ایک پوشیدہ چیز ہے لیکن اس کے آثار بہت کھلے ہوئے ہوتے ہیں انبیاء باوجود اپنی بلندیوں کے اس کی تمنا کرتے رہے ہیں۔ غیر ہفتاد۔ عشق کا مسلک اور مذہب دنیا کے تمام مسلکوں اور مذہبوں سے جداگانہ ہے یہ شاہی تخت کو پاؤں کی بیڑی خیال کرتا ہے۔ تختہ بندی۔ پہلے زمانے میں قیدی کا پاؤں کاٹھ میں پھنسایا جاتا تھا۔

[3] مُطربِ عشق۔ عشق کی یہ صدا ہے کہ غلامی اُس کے لئے قید ہے اور آقائی اُس کے لئے دردِ سر ہے۔ پس۔ ہم نے جو حال بیان کیا یہ تو عشق مجازی کی کیفیات ہیں اب اگر عشق خداوندی ہو تو اُس کی صفات کو اُس پر قیاس کر لو لیکن اِس کے معاملے میں عقل کام نہیں کرتی ہے لہٰذا قیاس بھی نہ کر سکو گے۔ بندگی۔ کوئی انسان بندگی اختیار کرتا ہے کوئی تختِ سلطنت پسند کرتا ہے لیکن یہ دونوں باتیں عشق کے لئے پردہ اور حجاب ہیں عشق اُن کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

www.pdfbooksfree.pk

۵۱ کاشکے مستی زبانے داشتے — تا ز مستاں پردہا برداشتے
کاش عشق زبان رکھتا — تاکہ عاشقوں کے پردے اٹھا دیتا

ہر چہ گوئی ایدم ہستی ازاں — پردۂ دیگر بروبستی بداں
اے (انسانی) وجود کی گفتگو تو جو کچھ بتاتی ہے — سمجھ لے اس پر ایک دوسرا پردہ تو نے ڈال دیا

آفت ادراک آں قال ست و حال — خون بخوں شستن محالست و محال
اس عشق کے علم کیلئے قول اور حال تباہی ہے — خون کو خون سے دھونا محال در محال ہے

من ۵۲ چو با سودائیانش محرمم — روز و شب اندر قفص درمی دمم
میں چونکہ اس (عشق) کے سودائیوں کا محرم (راز) ہوں — دن رات پنجرے میں پھونک بھر رہا ہوں

سخت و مست و بیخود و آشفتہ — دوش ایجاں بر چہ پہلو خفتہ
تو بہت مست اور مدہوش اور پریشان ہے — اے جان! تو کل رات کس پہلو پر سوئی تھی؟

ہاں و ہاں ہشدار بر ناری دمے — اولاً برجہ طلب کن محرمے
خبردار، خبردار! سانس نہ لے — پہلے اٹھ، کسی محرم (راز) کو تلاش کر

عاشق و مستی و بکشادہ زباں — اللہ اللہ اشتر ے بر نردباں
تو عاشق اور مست ہے اور زبان کھولے ہوئے — اللہ اللہ (گویا) سیڑھی پر اونٹ ہے

چوں ۵۳ ز راز و نازِ او گوید زباں — یا جمیل الستر خواند آسماں
جب زبان اس (عشق) کا راز اور انداز بیان کرتی ہے — آسمان پکارتا ہے اے عمدہ پردہ پوشی کرنے والے!

ستر چہ در پشم و پنبہ آذرست — تا ہمی پوشش اوپیدا ترست
پردہ پوشی کیسی، اون اور روئی میں آگ ہے — کہ تو اس کو چھپاتا ہے وہ زیادہ ظاہر ہوتا ہے

چوں بکوشم تا سرش پنہاں کنم — سر برآرد چوں علم کاینک منم
میں جب کوشش کرتا ہوں کہ اس (عشق) کے راز کو چھپاؤں — وہ (عشق) جھنڈے کی طرح سر ابھارتا ہے کہ میں یہ ہوں

رغم انفم گیر دم ناگہ دو گوش — کاے مدمغ چوں شی پوشی بپوش
وہ (عشق) میری رسوائی کیلئے میرے دونوں کان پکڑتا ہے — اے بد دماغ! تو اس کو کیسے چھپاتا ہے، چھپا

۵۱ کاشکے۔ کوئی دوسرا عشق کی حقیقت نہیں بیان کر سکتا اگر عشق کے خود زبان ہوتی تو وہ اپنا اور عاشقوں کا حال بیان کر سکتا۔ ہر چہ گوئی۔ انسان عشق کے جو اوصاف گناتا ہے اس سے اس کی معرفت کی بجائے اور جہالت پیدا ہوتی ہے۔ آفت۔ انسان کا قول و فعل تو اس کی حقیقت سمجھنے میں مانع ہے لہٰذا اس کے ذریعہ اس کی حقیقت کو واضح کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی خون کو خون کے ذریعہ دھوئے۔

۵۲ من چو۔ مولانا فرماتے ہیں چونکہ میں عاشقوں کا محرم راز ہوں لہٰذا عشق کی حقیقت سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ کوشش ایسی رائیگاں ہے جس طرح پنجرے میں پھونک بھرنا رائیگاں ہوتا ہے۔ سخت۔ اب مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ تیرا عشق کی حقیقت کو بیان کرنے کا دعویٰ تیرے پراگندہ خیال میں جو شب کی بے چینی کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہاں۔ اپنے آپ کو تنبیہ کرتے ہیں کہ عشق کی حقیقت کے بیان کو چھوڑ پہلے کوئی محرم تلاش کر پھر اس سے بات کرنا۔ ناری۔ نہ آری بعض نسخوں میں نا اور دے ہے۔ عاشق۔ مولانا اپنے آپ کو فرماتے ہیں کہ تو عاشق اور مست ہے اور پھر زبان بھی کھلا ہے یہ تو اس قدر حیرت انگیز بات ہے جیسے کہ اونٹ سیڑھی پر چڑھے ——— ۵۳ چوں۔ جب میرا عاشق زبان عشق کے ناز و انداز کا بیان شروع کرتی ہے تو آسمان خدا کو پکار کر ان رازوں کے مخفی رہنے کی دعا کرتا ہے۔ جمیل الستر۔ بہترین پردہ پوش۔ ستر عشق کے راز کو چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی چنگاری کو روئی میں چھپائے چوں بکوشم۔ جب میں عشق کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور سر ابھارتا ہے اور مجھے ذلیل کرنے کیلئے میرے دونوں کان پکڑ کر کہتا ہے کہ مجھے چھپا کر دیکھو تو کیسے چھپ سکتا ہے۔ رغم انف۔ ناک کا خاک آلودہ ہونا، ذلیل ہونا۔

www.pdfbooksfree.pk

گو[1] مَیش رَو گرچہ پُر جوشیدہ — ہمچو جاں پیدائی و پوشیدہ

میں اس سے کہتا ہوں جا، تو اگرچہ جوش میں ہے — تو جان کی طرح ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے

گوید او محبوسِ خُنبستست ایں تنم — چوں مے، اندر بزم خنبک میزنم

وہ کہتا ہے، کہ میرا یہ جسم مٹکے میں مُقید ہے — شراب کی طرح میں مجلس میں ہتھیلیاں بجاتا ہوں

گو مَیش زاں پیش کہ گردی گرو — تا نیاید آفتِ مستی برُو

میں اُس سے کہتا ہوں اس سے پہلے کہ تو گرو ہو — تاکہ اُس پر مستی کی مصیبت نہ آجائے

گوید از جامِ لطیف آشام من — یارِ روزم تا نمازِ شام من

وہ کہتا ہے کہ میں لطیف آشام جام کے ذریعہ — دن کا شام کی نماز تک (تیرا) ساتھی ہوں

چوں[2] بیاید شام و دُرد جام من — گو مَیش دادہ کہ نامد شامِ من

جب شام ہو جائے گی اور وہ میرا جام چرائیگی — میں اُس سے کہونگا واپس دیدے کیونکہ میری شام نہیں ہوئی ہے

زاں عرب بنہاد نامِ مے مُدام — زانکہ سیری نیست مے خور را مُدام

اسی لئے عربوں نے شراب کا نام مُدام رکھا ہے — کیونکہ شراب نوش کو کبھی سیری نہیں ہوتی ہے

عشق جوشد بادۂ تحقیق را — او بُوَد ساقی نہاں صدیق را

عشق تحقیق کی شراب کو جوش دیتا ہے — وہ دوست کے لئے مخفی ساقی ہوتا ہے

چوں بجوئی تو بتوفیقِ حسن — بادہ آبِ جاں بُوَد ابریقِ تن

جب تو اچھی توفیق کے ذریعہ تلاش کرے گا — تو شراب روح کیلئے آبِ (حیات) اور جسم جام بنجائیگا

چوں[3] بیفزاید مے توفیق را — قوّتِ مے بشکند ابریق را

جب وہ (عشق) توفیق کی شراب کو بڑھاتا ہے — شراب کی تیزی جام کو توڑ دیتی ہے

آب گردد ساقی و ہم مست آب — خود بگو اللہ اعلم بالصواب

پانی ساقی بنجاتا ہے اور پانی ہی مست بنجاتا ہے — خود کہہ دے اللہ سچ بات زیادہ جانتا ہے

نہ چرا۔ زاں عرب۔ شراب کو عربی زبان میں مُدام کہا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ شرابی اُس سے سیر نہیں ہوتا ہے اور اُس کی ہمیشگی کا خواہشمند رہتا ہے تو جب شرابِ ظاہری کی یہ صورت ہے تو شرابِ عشق سے کیسے سیری ہو سکتی ہے۔ مُدام۔ ہمیشہ۔ عشق جوشد۔ اب مولانا نے پھر عشق کے اوصاف بیان کرنے شروع کر دیئے ہیں فرماتے ہیں عشق ہی حقیقت تک پہنچاتا ہے اور وہ عشق عاشق کے لئے ساقی بنتا ہے۔ چوں بجوئی۔ اگر تو اللہ کی توفیق سے عشق کی جستجو کرے گا تو وہ تیری رُوح کے لئے آبِ حیات کا کام کریگا اور تیرا بدن اُس کیلئے جام بنجائیگا —— [3] چوں بیفزاید۔ جب عشق توفیق کی شراب کو جوش دیدیتا ہے تو پھر ابریقِ بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور وہ علائقِ جسمانی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ آب گردد۔ اب یہ کیفیت ہوگی کہ عشق اور عاشق و معشوق میں اتحاد ہو جائے گا پانی اور ساقی اور مست ایک ہو جائیں گے۔ خود بگو۔ اگر تیری سمجھ میں یہ اتحاد نہ آئے تو تردید نہ کر اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دے۔

[1] گو مَیش۔ میں اُس عشق سے کہتا ہوں کہ آپ کو جوش آگیا ہے آپ اِس وقت چلے جائیے اور خود آپ اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیجئے آپ تو جان کی طرح پوشیدہ بھی ہیں اور ظاہر بھی۔ گوید۔ وہ عشق کہتا ہے کہ میرا اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں ہے میری مثال اُس شراب کی سی ہے جو مٹکے میں مُقید ہے اور اُس کے آثار سرِ محفل نہیں ہیں میں بھی روح میں مقید ہوں لیکن آثار کھلے ہوئے ہیں۔ خُنب۔ مٹکہ۔ گو مَیش۔ میں اُس عشق سے کہتا ہوں کہ مصیبت میں پھنسنے سے پہلے چھپ جا ورنہ میری مستی کوئی ظلم ڈھائیگی اور مجھ پر مصیبت آجائیگی اور وہ میری مصیبت تیری مصیبت ہے۔ گوید۔ تو وہ اُس کے جواب میں کہتا ہے کہ تم تو میرے لطیف جام سے سیراب ہو میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا تمہارے ذریعہ میری رسوائی نہ ہوگی تم کم ظرف نہیں ہو کہ پی کر بہک جاؤ۔ روز۔ یعنی زندگی۔ شام۔ یعنی موت کا وقت۔

[2] چوں بیاید۔ عشق نے شام تک ساتھ نہ چھوڑنے کی بات کہی تھی تو گویا وہ شام کے بعد جُدا ہو جائیگا اب مولانا فرماتے ہیں کہ شام کا وقت جب جام عشق کو مجھ سے جُدا کرنے لگے گا تو میں اُس سے کہونگا کہ ابھی شام نہیں ہوئی ہے مجھ سے جام

www.pdfbooksfree.pk

پرتوِ ساقی ست کاندر شیرہ رفت[1] — شیرہ بر جوشید رقصاں گشت تفت

ساقی کا عکس ہے جو شیرے میں پہنچا — شیرہ جوش مارنے لگا، تیز ناچنے لگا

اندریں معنیٰ بپرس آں خیرہ را — کہ چُنیں کے دیدہ بُودی شیرہ را

اِس بیہودہ سے یہ بات دریافت کر — تونے شیرے کو ایسا کبھی دیکھا تھا؟

بے تفکر پیشِ ہر دانندہ ہست — آنکہ باگردندہ گرداننده ہست

بغیر سوچے، ہر جاننے والے کے پیشِ نظر ہے — کہ گھومنے والے کے لئے، (کوئی) گھمانے والا ہے

حکایتِ آں عاشقِ دراز ہجر بسیار امتحاں

لمبے ہجر والے بہت، امتحان میں مبتلا عاشق کا قصہ

یک جوانے بر زنے مجنوں بُدست — روز و شب بیخواب و بیخور آمدست

ایک جوان، ایک عورت پر عاشق ہوا تھا — شب و روز، بغیر نیند اور بغیر کھائے رہتا تھا

بیدل و شوریدہ ہم مجنون و مست — می نہ دادش روزگارِ وصل دست

بے دل، اور پریشان تیز دیوانہ اور مست — وصل کا زمانہ اُس کے ہاتھ نہ آتا تھا

بس شکنجہ کرد عشقش بر زمیں — خود[2] چرا دارد ز اوّل عشق کیں

اُس کو عشق نے زمین پر شکنجے میں کس دیا تھا — (نہ معلوم) عشق ابتدا ہی سے کیوں دشمنی رکھتا ہے؟

عشق از اوّل چرا خونی بُود — تا گریزد آنکہ بیرونی بُود

عشق شروع سے خونی کیوں ہوتا ہے؟ — تاکہ وہ بھاگ جائے جو اجنبی ہو

چوں فرستادے رسولے پیشِ زن — آں رسُول از رشک گشتے راہزن

جب وہ عورت کے پاس کوئی قاصد بھیجتا — وہ قاصد رشک سے رقیب بن جاتا

ور بسوئے زن نبشتے کاتبش — نامہ را تصحیف خواندے نائبش

اگر اُس کا منشی عورت کو لکھتا — اُس (عورت) کا نائب خط کو غلط پڑھ کر سُناتا

ور صبا[3] را نیک کردے در وفا — از غبارے تیرہ گشتے آں صبا

اگر وفا کے بارے میں وہ صبا کو قاصد بناتا — وہ صبا غبار سے کالی پڑ جاتی

رُقعہ گر بر پرِ مُرغے دوختے — پرِ مُرغ از تفِ رُقعہ سوختے

اگر وہ خط پرند کے پروں پر سیتا — خط کی گرمی سے پرند کے پر جل جاتے

کے ذریعہ پیغام بھیجتا تو وہ صبا گرد آلود ہو جاتی اور صحیح پیغام نہ پہنچاتی۔ رقعہ۔ اگر کبوتر کے پروں سے باندھ کر خط بھیجتا تو سوزش سے کبوتر کے پر جل جاتے۔

---

[1] پرتوِ ساقی۔ انگور کے شیرے کے تمام خواص ساقی کا پرتو ہیں۔ اندریں۔ اگر کوئی اعتراض کرے تو اُس سے دریافت کر کہ انگور کے شیرے میں یہ خواص کہاں سے آئے ہیں۔ بے تفکر۔ ہر انسان کسی نہ کسی طور پر جانتا ہے کہ کوئی کام کرنے والے کے بغیر وجود میں نہیں آتا تو لامحالہ ایک ذات ہے جو ان تمام چیزوں میں متصرف ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ذات ہے۔ حکایت۔ اِس قصہ سے بھی یہ بتانا ہے کہ اسباب میں بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے ہے ورنہ اسباب خود کوئی چیز نہیں ہیں۔ یک جوانے۔ ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہو گیا لیکن اُس کو کسی طرح وصل میسر نہ آتا تھا۔ بس شکنجہ عشق نے اُس کو طرح طرح کی سزائیں دیں۔

[2] خود چرا۔ عشق عاشق کو اِس لئے ستاتا ہے تاکہ ہر بُرا لالچی حسن پرستی کو شعار نہ بنالے اور نااہل اِس میدان کو چھوڑ کر بھاگ جائے۔ چوں فرستادے۔ وہ عاشق کسی کو قاصد بناتا تو وہ قاصد اُس کا رقیب بن جاتا۔ ور۔ اگر وہ پیامِ محبت تحریر کر کر بھیجتا تو اُس معشوقہ کا منشی اُس کو غلط پڑھ کر سُناتا۔

[3] ور صبا۔ اگر وہ صبا

www.pdfbooksfree.pk

راہہائے[۵۱] چارہ را غیرت بہ بست — لشکر اندیشہ را رایت شکست

تدبیر کے راستے، غیرت نے بند کر دیئے — سوچ کے لشکر کا جھنڈا توڑ دیا

بود اوّل مونسِ غم، انتظار — آخرش بشکست کہ ہم انتظار

پہلے انتظار، غم کا غمگسار تھا — آخر میں وہ درہم برہم ہو گیا، کون؟ انتظار بھی

گاہ گفتے کایں بلائے بے دواست — گاہ گفتے نے حیاتِ جانِ ماست

کبھی وہ کہتا، کہ یہ لاعلاج مرض ہے — کبھی کہتا نہیں، ہماری جان کی زندگی ہے

گاہ ہستی[۵۲] زُو برآوردے سرے — گاہ اُو از نیستی خوردے بَرے

کبھی ہستی اُس میں سر اُبھارتی — کبھی وہ نیستی کا پھل کھاتا

گاہ فریادش بگردوں بر شُدے — گہ خیالِ دلبرش ہمدم بُدے

کبھی اُس کی فریاد آسمان پر پہنچتی — کبھی معشوق کا خیال اُس کا ساتھی ہوتا

چونکہ بر وے سرد گشتے ایں نہاد — جوش کردے گرم چشمہ اتحاد

جب یہ مزاج، اُس پر ٹھنڈا پڑ جاتا — اتحاد کا گرم چشمہ جوش مارتا

چونکہ بابے برگیِ غربت بساخت — برگِ بے برگی بسوئے اُو بتاخت

جبکہ مسافرت کی بے سروسامانی سے اُسنے ساز کیا — بے سروسامانی کا سامان اُس کی طرف بڑھا

خوشہائے فکرتش بیکاہ شُد — شبرواں را رہنما چوں ماہ شُد

اُس کی فکر کے خوشے بغیر تنکے کے ہو گئے — وہ رات کے مسافروں کا چاند کی طرح راہنما ہو گیا

اے[۵۳] بسا طوطیِ گویائے خمش — اے بسا شیریں روانِ روترش

بہت سے طوطی کی طرح چہکنے والے خاموش ہیں — بہت سے خوش دل، غمگین ہیں

رو بگورستاں دمے خامش نشیں — آں خموشانِ سخن گو را ببیں

تھوڑی دیر کے لئے قبرستان میں جا خاموشی سے بیٹھ — اُن بولنے والے، خاموشوں کو دیکھ

لیک اگر گیرنگ بینی خاکِ شاں — نیست یکساں حالتِ چالاکِ شاں

لیکن اگر تو اُن کی قبر کو یکساں دیکھتا ہے — اُن کی چالاک حالت یکساں نہیں ہے

شحم و لحمِ زندگاں یکساں بُود — آں یکے غمگیں دگر شاداں بُود

زندوں کا گوشت اور چربی یکساں ہوتی ہے — (لیکن) ایک غمگین، دوسرا خوش ہوتا ہے

ہیں۔ رُو حقیقی ولی اور بناوٹی کا ظاہر ایسا ہی یکساں ہے جس طرح کہ قبرستان کی قبریں یکساں ہیں اور حقیقتاً اُن میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ مُردوں میں ہے ہر قبر والے کی حالت جداگانہ ہے۔ شحم، مُردوں میں کیا زندوں میں بھی بظاہر یکسانیت ہے لیکن اندرونی حالات مختلف ہیں۔

---

۵۱ راہہائے۔ غرضیکہ کوئی سبب اور تدبیر کام نہ دیتی تھی اور پیغام رسانی کے جس قدر اسباب تھے وہ سب ناکارہ ہو گئے تھے۔ بُود۔ پہلے اُس کیلئے معشوق کا انتظار غم کا مونس بنا ہوا تھا آخر میں وہ انتظار بھی ختم ہو گیا اور اُس پر بالکل مایوسی طاری ہو گئی۔ گاہ گفتے۔ کبھی وہ عشق کو بلائے بے درماں سمجھتا کبھی کہتا کہ یہی تو مدارِ زندگی ہے۔

۵۲ گاہ ہستی۔ کبھی اُس پر خودی کا غلبہ ہوتا اور خواہشات پیدا ہوتیں کبھی بالکل فنا کا درجہ اختیار کرتا اور اپنے وجود کو بھلا بیٹھتا۔ گاہ۔ کبھی تنہائی کی وحشت میں گریہ وزاری کرتا کبھی محبوب کے خیال سے دل بہلاتا۔ چونکہ۔ کبھی اپنے وجود کو فراموش کر دیتا تو محبوب سے اتحاد کا چشمہ جوش مارنے لگتا۔ چونکہ۔ اب بے سروسامانی اُس کے لئے موجبِ راحت بن گئی تھی۔ خوشہائے جبکہ اُس کا عشق خواہشات کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو وہ عاشقوں کا راہنما بن گیا۔

۵۳ اے بسا۔ مولانا اہل اللہ اور مدعیانِ ولایت کا فرق سمجھاتے ہیں، بہت سے وہ لوگ کہ بظاہر طوطی کی طرح خوش بیان ہیں لیکن ان کا باطن بالکل خاموش ہے کچھ وہ لوگ ہیں جن کی روح خوش اور ترو تازہ ہے بظاہر ترشرو

www.pdfbooksfree.pk

تو چہ دانی تا نوشی قالِ شاں — زانکہ پنہان ست بر تو حالِ شاں

تو کیا سمجھے جب تک اُن کی بات نہ سُن لے — کیونکہ تجھ پر اُن کی حالت مخفی ہے

بشنوی از قال ہائے وہوئے را — کے بہ بینی حالتِ صد توئے را

تو زبان سے ہائے وہو کو سُن لیتا ہے — تو سینکڑوں تہوں کی حالت کو کب دیکھ سکتا ہے

نقشِ ما یکساں بصد ہا متصف — خاک ہم یکساں روان شاں مختلف

ہماری صورتیں یکساں ہیں، متصف صفات سے مختلف ہیں — مٹی بھی یکساں ہے، اُن کی روحیں مختلف ہیں

ہمچنیں یکساں بود آوازہا — آں یکے پُر درد و آں پُر نازہا

اسی طرح آوازیں بھی یکساں ہوتی ہیں — ایک درد سے بھری ہے اور ایک ناز سے بھری ہے

بانگ[۲] اسپاں بشنوی اندر مصاف — بانگِ مُرغاں بشنوی اندر مطاف

میدانِ جنگ میں تو گھوڑوں کی آواز سُنتا ہے — چکر کاٹنے میں تو پرندوں کی آواز سُنتا ہے

آں یکے از خقد و دیگر از نشاط — آں یکے از رنج و دیگر از نشاط

ایک دشمنی سے ہے، اور دوسری تعلق کی وجہ سے — ایک رنج سے ہوتی ہے، دوسری خوشی سے

ہر کہ دُور از حالتِ ایشاں بود — پیشش آں آوازہا یکساں بود

جو اُن کے احوال سے دُور ہو — اُس کے لئے وہ آوازیں یکساں ہوتی ہیں

آں درختے جُنبد از زخمِ تبر — واں درختِ دیگر از بادِ سحر

ایک درخت کلہاڑے کی چوٹ سے ہلتا ہے — دوسرا درخت، صبح کی ہوا سے

بس غلط گشتم ز دیگِ مُردہ لیک — زانکہ سر پوشیدہ میجوشید دیگ

میں بہت سی مرتبہ بیکار دیگ سے غلطی میں پڑ گیا — کیونکہ دیگ مُنہ ڈھکے ہوئے جوش مار رہی تھی

جوشِ[۳] و نوشِ ہر کسے گوید بیا — جوشِ صدق و جوشِ تزویر و ریا

تجھ سے ہر شخص کا جوش اور ذائقہ کہتا ہے آجا — سچائی کا جوش، اور ملمع سازی اور ریا کا جوش

گر نداری دیدہائے رُوشناس — رُو دماغے دست آور بُو شناس

اگر تو پہچاننے والی آنکھیں نہیں رکھتا ہے — جا کوئی خوشبو پہچاننے والا دماغ حاصل کر

آں دماغے کہ بر اں گلشن تند — چشمِ یعقوباں ہمو روشن کند

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے — یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

۱؎ توچہ دانی۔ انسان اور انسان میں فرق جب ظاہر ہوتا ہے جب وہ بولتا ہے۔ بشنوی۔ بولنے سے بھی پوری حقیقت واضح نہیں ہوتی ہے اصل حالت کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ نقش۔ انسانوں کی صورتیں یکساں ہیں۔ لیکن اوصاف میں بہت فرق ہے جسم یکساں ہیں روحیں مختلف ہیں۔ ہمچنیں۔ آوازیں بھی یکساں معلوم ہونگی لیکن ان آوازوں میں مخفی درد اور ناز کی وجہ سے فرق ہے۔

۲؎ بانگ۔ گھوڑوں اور پرندوں کی آوازوں میں بھی یکسانیت ہوتی ہے لیکن اُن آوازوں کی باطنی کیفیات میں فرق ہے۔ ہر کہ۔ جو شخص اصل حالت سے واقف نہ ہوگا وہ آوازوں کو یکساں سمجھیگا۔ آں درخت۔ درختوں کا ہلنا بھی یکساں ہے لیکن ایک کے ہلنے کا سبب کلہاڑے کی چوٹ ہے اور دوسرے کے ہلنے کا سبب بادِ صبا ہے۔ بس غلط۔ سر پوش سے ڈھکی ہوئی دیگ کے جوش مارنے سے دھوکا ہوتا ہے۔

۳؎ جوش۔ ہر انسان کا جوش و خروش تجھے دعوت دیتا ہے۔ گر نداری۔ اگر انسان میں خود امتیاز کرنے کی طاقت نہیں ہے تو کسی صاحب بصیرت سے مشورہ کرے۔ آں دماغے۔ پہچاننے کے لئے اُس آدمی کا سہارا لے جو اس گلشن کا دماغ رکھتا ہو اور وہ عاشقوں کا نور دیدہ ہو۔ یعقوباں۔ عاشقاں۔

www.pdfbooksfree.pk

هیں[1] بگو احوال آں خستہ جگر — کز بخاری دور ماندیم اے پسر

خبر دار اُس خستہ جگر کے احوال بتا — کیونکہ اے لڑکے ہم بخاری سے دور جا پڑے

یافتنِ عاشق معشوق را و بیان آنکہ جوینده یابنده

عاشق کا معشوق کو پالینا، اور اس کا بیان کہ جستجو کرنے والا،

بُود کہ مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ، صَدَقَ رَسُوْلُ

پانے والا ہوتا ہے، جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور کوشش کی اُس نے اُس کو

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ

پالیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے، جو شخص ایک ذرہ کے وزن

خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ

کی نیکی کرتا ہے، وہ اُس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برابر شر کریگا وہ اسکو دیکھے گا

کاں جواں در جستجو بُد ہفت سال — از خیالِ وصل گشتہ چوں خیال

وہ جوان سات سال تلاش میں رہا — وصل کے خیال سے خیال کی طرح ہو گیا

سایۂ حق بر سرِ بندہ بُود — عاقبت جوینده یابنده بُود

بندے پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے — انجام کار تلاش کرنے والا، پانے والا ہوتا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ چوں کوبی دَرے — عاقبت زاں در بروں آید سَرے

پیغمبرؐ نے فرمایا جب تو دروازہ کھٹکھٹائیگا — انجام کار اُس دروازے سے سر باہر نکلے گا

چوں[2] نشینی بر سرِ کوئے کسے — عاقبت بینی تو ہم رُوئے کسے

اگر تو کسی کے کوچے کے سرے پر بیٹھے گا — انجام کار کسی کا چہرہ دیکھے گا

چوں زچاہے میکنی ہر روز خاک — عاقبت اندر رسی در آبِ پاک

جب تو کنویں سے روز مٹی نکالے گا — انجام کار پاک پانی میں پہنچ جائے گا

جملہ دانند ایں اگر تو نکروی — ہر چہ می کاریش روزے بدروی

سب جانتے ہیں خواہ تو نہ مانے — جو تو بوئے گا، ایک دن کاٹے گا

سنگ[3] بر آہن زدی آتش بجست — ایں بباشد ورنہ باشد نادرست

تو نے لوہے پر پتھر مارا آگ نکلی — یہ ہوگا، اگر نہ ہو تو نادر ہے

آنکہ روزی نیستش بخت و نجات — ننگرد عقلش مگر در نادرات

جس کا مقدر نصیبہ اور نجات نہیں ہے — اُس کی عقل نادر کے سوا نہیں دیکھتی ہے

---

[1] ہیں۔ اس قصہ کی وجہ سے ہم بخاری کے قصہ سے دُور پڑے اب اُس کا ذکر کرنا چاہیئے۔ یا فتن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ اسباب ظاہری کے بغیر بھی مقصد پورا فرما دیتا ہے اور عالم اسباب میں سببیت پیدا کرنے والا حق تعالیٰ ہی ہے لیکن انسان کی کوشش شرط ہے اور انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی ہے۔ چوں خیال۔ یعنی اُس کا وجود ایک خیالی چیز بن گیا تھا۔ عاقبت۔ انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی ہے۔

[2] چوں۔ محبوب کی جستجو میں جب تم اُس کے کوچے پر دھرنا دیدو گے تو ضرور اُس کا دیدار کر لو گے۔ چلتے۔ مٹی کھودتے رہو گے تو کنویں سے ضرور پانی نکل آئے گا۔ مجملہ۔ تمام دنیا کا یہ عقیدہ ہے خواہ تو انکار کرے کہ کھیتی کا پھل ضرور ملتا ہے اور جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے۔

[3] سنگ۔ لوہے پر پتھر مارو گے تو سنت اللہ ہے کہ اُس سے آگ پیدا ہو جائیگی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اس کے خلاف بہت کم ہوتا ہے۔ آنکہ۔ جو بدبخت ہوتے ہیں وہ سنت اللہ کو پیش نظر نہیں رکھتے نادر الوقوع باتوں کی طرف دھیان کرتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

کاں[۱] فلاں کس کشت کرد و برنداشت — واں صدف بُرد و صدف گوہر نداشت

کہ اُس فلاں نے کھیتی کی، اور پھل نہ پایا — وہ سیپ لے گیا، اور سیپ میں موتی نہ تھا

بلعمِ باعور و ابلیسِ لعین — سُود نامد شاں عبادتہا و دیں

بلعم باعور، اور ملعون شیطان — اُن کو عبادتیں، اور دین مفید نہ پڑا

صد[۲] ہزاراں انبیاء و رہروان — ناید اندر خاطرِ آں بدگمان

لاکھوں نبی، اور راہبر — اُس بدگمان کے دل میں نہ آئے

ایں دو را گیرد کہ تاریکی دہد — درد لش ادبار جز ایں کے نہد

اِن دو کو اُس نے پکڑا جو تاریکی پیدا کرتے ہیں — بدنصیبی اس کے دل میں اسکے علاوہ کیا رکھے؟

بس کسا کہ ناں خورد دل شاد او — مرگ او گردد بگیرد دَرگلو

بہت سے وہ ہیں کہ جو خوش دلی سے روٹی کھاتے ہیں — وہ اُن کی موت بنتی ہے (اور) اُن کا گلا پکڑتی ہے

پس تو اے ادبار روہم ناں مخور — تا نیفتی ہمچو او در شور و شر

تو، اے منحوس صورت، تو بھی روٹی نہ کھا — تاکہ اُس کی طرح شور و شر میں مبتلا نہ ہو

صد ہزاراں خلق نانہا می خورند — زور می یابند و جاں می پرورند

لاکھوں انسان روٹی کھاتے ہیں — طاقت حاصل کرتے ہیں اور جان کی پرورش کرتے ہیں

تو بداں[۳] نادر کجا افتادہ — گر نہ محرومی و ابلہ زادہ

تو اِس نادر میں کیوں گھس گیا؟ — اگر تو محروم، اور بے وقوف کا بچہ نہیں ہے

ایں جہاں پُر آفتاب و نورِ ماہ — تو بہشتہ سر فرو بُردہ بچاہ

یہ دنیا دھوپ اور چاند کی روشنی سے بھری ہے — تو سر کو لٹکائے ہوئے کنوئیں میں گھسا ہے

کہ اگر حق ست پس کو روشنی — سر زچہ بردارو بنگر اے دنی

کہ اگر صحیح ہے تو روشنی کہاں ہے؟ — اے کمینے! کنوئیں سے سر اٹھا، اور دیکھ

جملہ عالم شرق و غرب آں نور یافت — تا تو در چاہی نخواہد بر تو تافت

مشرق اور مغرب میں تمام جہان نے نور محسوس کیا — جب تک تو کنوئیں میں ہے وہ تجھ پر نہ چمکے گا

چہ رہا کن رو بایوان و کروم — کم ستیز اینجا بداں کالبحث شوم

کنوئیں کو چھوڑ، محلات اور باغات میں جا — یہاں کج بحثی نہ کر، سمجھ لے بیٹا لو بحث بدبختی ہے

ہیں مگو کاینک فلانے کشت کرد — در فلاں سال و ملخ کشتش بخورد

خبردار! یہ نہ کہہ کہ فلاں نے کھیتی کی — فلاں سال میں اور ٹڈی اُس کی کھیتی کھا گئی

---

[۱] کاں فلاں ... نادر باتوں کی یہ مثالیں اُن کے پیشِ نظر ہوتی ہیں کہ فلاں شخص نے کھیتی کی وہ جل گئی اُس کو کچھ نہ ملا، اُس نے دریا میں غوطہ لگایا سیپ نکالا اُس میں موتی نہ نکلا، بلعم اور شیطان نے عبادتیں کیں اُن کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔

[۲] صد ہزاراں۔ وہ بدبخت لاکھوں انبیاء اور اولیاء کو نہیں دیکھتا کہ عبادات سے اُن کو کتنے بڑے رتبے ملے۔ ایں دو۔ بلعم اور شیطان کو پکڑے ہوئے ہے یہ اُس کی بدبختی کی علامت ہے۔

[۳] بس کسا۔ نادر اور اتفاقات کی مثالیں لاکر عبادتوں سے گریز کرتا ہے، اگر نادر ہی دلیل ہے تو اتفاقاً یہ بھی ہوا ہے کہ روٹی کھانے سے انسان مرا ہے تو روٹی کھانا کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔

[۴] تو بداں۔ نادر اور توقوع حادثوں کو پیشِ نظر رکھنا بڑی بدبختی ہے۔ ایں جہاں۔ نادر چیزوں سے استدلال کرنے والے کی مثال یہ ہے کہ عالم میں دھوپ اور چاندنی پھیلی ہوئی ہو اور ایک شخص کنوئیں میں منھ چھپائے اُن کا انکار کرتا ہے۔ جملہ عالم۔ اس کے لئے یہی جواب ہے کہ عالم تو نور سے بھرا ہے تو خود اُس سے محروم ہے۔ الجح شوم۔ کج بحثی اور جھگڑالو پن بدبختی کی دلیل ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

پس چرا کارم کہ اینجا خوف ہست
تو میں کجی کیوں کروں کہ یہاں خوف ہے

پس چرا افشانم ایں گندم زدست
میں ہاتھ سے اس گیہوں کو کیوں بکھیروں؟

ہیں مکن استیزہ رو رو کار کن[1]
خبردار، جھگڑا نہ کر جا، جا کام کر

باتوکّل کشت کن بشنو سخن
توکّل کے ساتھ کھیتی کر، بات سن لے

ہر کہ استیزہ کند بر سر فتد
جو کج بحثی کرتا ہے، سر کے بل گرتا ہے

آنچناں کو برنخیزد تا ابد
اس طرح کہ قیامت تک نہیں اٹھ سکتا

وانکہ او نگذاشت کشت و کار را
اور جس نے کھیتی، اور کام کو نہ چھوڑا

پر کند کوری تو انبار را
وہ تیرے اندھے پن پر انبار بھرے گا

زیں بیاں بگذر زمانے باز راں
تھوڑی دیر کے لئے اس بیان سے گذر جا پھر چل

جانب احوالِ آں عاشق جوں
اس جوان عاشق کے احوال کی جانب

چوں درے میکوفت او از سلوتے
جب وہ لاپروائی سے دروازہ کھٹکھٹا رہا

عاقبت دریافت روزے خلوتے
انجام کار اس نے ایک روز (محبوب کی) خلوت میں کر لی

جست از بیم عسس او شب بباغ
وہ رات کو کوتوال کے ڈر سے باغ میں گھس گیا

یارِ خود را یافت با شمع و چراغ
اس نے اپنے یار کو شمع اور چراغ کے ساتھ پالیا

گفت[2] سازندہ سبب را آں نفس
اس وقت اس نے مسبّب الاسباب سے کہا

اے خدا تو رحمتے کن بر عسس
اے خدا! کوتوال پر رحمت نازل فرما

ناشناسا تو سببہا کردۂ
نامعلوم کو تو نے سبب بنا دیا

از درِ دوزخ بہشتم بردۂ
تو دوزخ کے دروازے سے مجھے بہشت میں لیگیا

بہرِ آں کردی سبب ایں کار را
تو نے اس لئے (اس کو) اس کام کا سبب بنایا

تا ندارم خوار من یک خار را
تاکہ میں ایک کانٹے کو بھی ذلیل نہ سمجھوں

در شکست[3] پائے بخشد حق پرے
اللہ تعالیٰ پاؤں ٹوٹنے کے بدلے میں پر عنایت

ہم ز قعرِ چاہ بکشاید درے
کنویں کے اندر بھی وہ دروازہ کھول دیتا ہے

ہر چہ آں بر تو کراہیت بود
وہ چیز جو تجھے ناگوار ہوتی ہے

چوں حقیقت بنگری رحمت بود
جب تو حقیقت کو دیکھتا ہے وہ رحمت ہوتی ہے

حصول کا سبب بنا دیتا ہے، کنویں کی گہرائی نجات کا سبب بن جاتی ہے۔ ہر چہ۔ قرآن پاک میں ہے عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ یعنی بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہی تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔

[1] ہیں۔ انسان کو کج بحثی چھوڑ کر عمل میں لگ جانا چاہیئے اور اللہ کے بھروسے پر عمل کرنا چاہیئے یقیناً وہ اس کے فوائد سے مستفید ہوگا۔ ہر کہ۔ کج بحثی کرنے والا اس طرح اوندھے منہ گرتا ہے کہ قیامت تک نہیں سنبھلتا ہے۔ زیں بیاں۔ یعنی انسان کو اس کے عمل کا پھل ضرور ملتا ہے۔ سلوتے۔ بے غمی، بے فکری، خلوت۔ یعنی محبوب کے ساتھ تنہائی عسس۔ کوتوال یعنی وہ عاشق کوتوال کے ڈر سے باغ میں چھپنے کے لئے گھس گیا وہاں اس کی محبوبہ مع شمع کے موجود تھی۔

[2] گفت۔ چونکہ کوتوال وصال کا سبب بنا اس لئے اس نے کوتوال کو دعائیں دیں۔ سازندہ سبب۔ سبب بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ ناشناسا۔ غیر معروف نامعلوم۔ دوزخ۔ یعنی فراق بہشت۔ یعنی وصال۔ بہرِ آں۔ کوتوال کو سبب وصال بنا کر تو نے یہ تنبیہ کی ہے کہ کسی چیز کو انسان ذلیل نہ سمجھے کسی نہ کسی وقت وہ مفید ہو سکتی ہے۔

[3] در شکست۔ جب اللہ کا کرم ہوتا ہے تو پاؤں کا ٹوٹنا پھل ہو جانیکا سبب بن جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ایک ضد کو دوسری ضد کے

www.pdfbooksfree.pk

تُو مَبیں[1] کہ بر درختی یا بچاہ
یہ نہ دیکھ، کہ تو درخت پر یا کنویں میں ہے
تو مرا بیں کہ منعمم مفتاحِ راہ
تو مجھے دیکھ، میں راستے کی کنجی ہوں

گر تو خواہی باقیِ ایں گفتگو
اگر تو اِس گفتگو کا بقیہ چاہتا ہے
اے اخی در دفترِ چارم بجُو
اے بھیا! چوتھے دفتر میں تلاش کرلے

قد تم الدفتر الثالث من الکتاب المثنوی المعنوی للمولوی المعنوی

[1] نو مبیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ منعم۔ تمام راستوں کی کشادگی کا ذریعہ اور سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ گر تو خواہی۔ اب اُس عاشق کا بقیہ قصہ دفترِ چہارم میں مذکور ہوگا۔

www.pdfbooksfree.pk

PDFBOOKSFREE.PK

www.pdfbooksfree.pk

PDFBOOKSFREE.PK

www.pdfbooksfree.pk